Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خاندانِ میرانیس کے نامور شعراء

ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(جملہ حقوق محفوظ)

تاریخِ اشاعت ________ ۱۹۹۴ سنہء
کتابت ________ محمد سعید
قیمت ________ ۵۰۰/ روپے

●

کتاب ملنے کا پتہ

مرکزِ علوم اسلامیہ
فلیٹ نمبر ۴۔ آئی۔ نعمان ٹیرس فیز ۲۔ یونیورسٹی روڈ۔ گلشن اقبال
بلاک نمبر ۱۱۔ کراچی
فون نمبر :۔ ۸۱۱۲۸۶۸

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

احمد بک ڈپو۔ امام بارگاہ۔ رضویہ سوسائٹی کراچی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور وہ اُن کی باتوں پر کان دھرتے ہیں اور اُن میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی اور بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ انہوں نے بدلا لیا اور عنقریب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے یہ جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انتساب

والدِ محترم

سیّد ظہیر حسن نقوی مدظلہٗ

کے نام

سادات کی خاندانی روایات، علم و ادب، تہذیب، مجلسی شعور اور اخلاقی قدریں ہم نے وراثت میں انہیں سے پائی ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

محترم

سید ظہیر حسن نقوی مدظلہٗ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فہرست

عنوان	صفحہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

عنوان	صفحہ
میر رئیس ـــــ میر انیس کے منجھلے بیٹے	۴۴۳
حالاتِ زندگی اور شاعری	۴۴۷
مرثیہ ـــــ دَر حال حضرت امام حسین علیہ السلام	
اے زباں معرکۂ مقتلِ شبیرؑ دکھا	۴۵۴
میر سلیس ـــــ میر انیس کے چھوٹے بیٹے	۴۷۷
حالاتِ زندگی اور شاعری	۴۸۱
مرثیہ ـــــ دَر حال حضرت عونؑ و محمدؑ	
ہاں اے زباں طریقِ فصاحت دکھا مجھے	۴۹۱
میر وحید ـــــ میر انیس کے بھتیجے	۵۲۱
حالاتِ زندگی اور شاعری	۵۲۵
مرثیہ ـــــ دَر حال حضرت امام حسین علیہ السلام	
جامِ جہاں نما سخنِ آبدار ہے	۵۴۹
"شبیرؑ کی مداحی میں چھٹی پُشت"	
میر جلیس ـــــ میر انیس کے پوتے	۵۹۳
حالاتِ زندگی اور شاعری	۵۹۷
مرثیہ ـــــ دَر حال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	
سجّاد کو بُلوایا دوبارہ جو شقی نے	۶۰۴
میر غیور ـــــ میر انیس کے پوتے	۶۰۹
حالاتِ زندگی اور شاعری	۶۱۱
قدیم لکھنوی ـــــ میر انیس کے پوتے	۶۱۵
حالاتِ زندگی اور شاعری	۶۱۸

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عنوان	صفحہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نادر و نایاب تصاویر و عکسِ تحریر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پیش لفظ

ڈاکٹر نیّر مسعود
(لکھنؤ یونیورسٹی)

برادرم ضمیر اختر صاحب آداب عرض

بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی کتاب "خاندان میر انیس کے نامور شعراء" مجھ کو اشاعت سے پہلے مطالعے کے لئے عنایت کی۔

میں نے اس کتاب کو بڑی دل چسپی اور حیرت کیساتھ پڑھا۔ دل چسپی تو اس کے موضوع کی وجہ سے تھی، حیرت آپ کی غیر معمولی تلاش وتحقیق پر ہوئی کہ اب جب سلسلۂ انیس کے شاعروں کے تمام نام تک ذہنوں سے محو ہو چکے ہیں اور یہ معلوم کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے کہ مثلاً فرید، قدیم، عنبور کس زمانے کے لوگ تھے اور خاندانِ انیس سے ان کا کیا تعلق تھا، آپ نے ان شاعروں کے نہ صرف مستند حالات یک جا کر دیئے ہیں بلکہ اُن کے اس کلام کو بھی محفوظ کر لیا ہے جو عنقا کا حکم رکھتا تھا۔

آپ کی کتاب سے یہ غلط فہمی بھی دور ہوتی ہے کہ انیس انس اور مونس کے بعد سلسلۂ انیس کی روایت صرف نفیس عارف اور عروج تک محدود رہی، باقی افراد محض تبرکاً رثائی شاعری کر لیتے تھے۔ اور اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوتا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہ انیسؔ مونسؔ وغیرہ کا کلام ان افراد کے کام آیا، گویا یہ متاخرین خود مرثیہ کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ یہ ان شاعروں کے ساتھ بڑی زیادتی تھی جس کی آپ نے تلافی کردی ہے۔ آپ نے نمونے کے طور پر اُن کے جو مرثیے درج کئے ہیں اُن میں ہر شاعر کا اپنا مزاج اور انفرادی لب و لہجہ جھلکتا ہے۔ اس کلام اور ان حالات کا فراہم کرنا جتنا دشوار کام تھا اس کا اندازہ تو آپ کے سوا دوسرا نہیں کرسکتا لیکن اتنی بات آسانی سے محسوس کی جاسکتی ہے کہ آپ نے اُردو مرثیے کی تاریخ کا ایک ضروری باب مکمّل کردیا ہے اور ہمارے کئی قابلِ قدر شاعروں کے نام اور کلام کو مٹنے سے بچالیا ہے۔ آپ کی کتاب "اردو مرثیہ پاکستان میں" کی طرح اس کتاب کی اہمیت بھی وقت گذرنے کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔

آپ کا

نیّر مسعود

ادبستان

دین دیال روڈ لکھنؤ

۲۱ نومبر ۱۹۸۹ء

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آلِ محمدؐ رزمیؔ

مُقدّمہ

ہر شاعر اپنے معاشرہ کی ایک زندہ اکائی ہوتا ہے۔ انفرادی اور مقامی طور پر وہ اپنے گرد وپیش اور گرد وپیش کے طبقاتی تصورات سے بندھا ہوتا ہے لیکن اجتماعی طور پر وہ اپنی قوم اپنے ملک اور کسی خاص مسئلہ اور موضوع پر دنیا کی اطاعت سے بلند ہو کر بھی سوچ سکتا ہے اور اپنے ہمہ گیر افکار اور عظیم فن کی وجہ سے شخصیت زمانہ بھی بن سکتا ہے، شکسپیر، وکٹر ہوگر، ہومر ٹی ایس ایلیٹ، برٹینڈ رسل، دانتے، شوپنہار، سعدی، تلسی داس، متنبی، ٹیگور، حمیری اور میکسم گورگی وغیرہ مختلف زمانوں، مختلف زبانوں اور مختلف طبقوں کے مخصوص رشتوں کی پیداوار تھے لیکن دنیا کا کوئی ایک ملک، ایک طبقہ یا ایک عہد ان کے فکر و فن کا واحد اجارہ دار نہیں ہو سکتا وہ ساری دنیا کے لئے عظیم فنکاروں کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے ہیں۔

فکری طور پر جو شاعر اپنی تخلیقات کو اپنی جماعت کے مقامی اور انفرادی رشتوں تک محدود رکھتا ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کے فن کی تعلیمی اہمیت تو برقرار رہتی ہے لیکن شاید فنّی حیثیت قائم نہ رہ سکے۔ اس کے برعکس جو ادیب یا شاعر انسان کو اجتماعی اور تاریخی طور پر ایک "SERIAL PROCESS" سمجھتا ہے اور اسے گروہوں، قبیلوں، مذہبوں، نسلوں اور علاقوں کی عصبیت سے الگ کر کے دیکھتا ہے، اس کا انداز فکر و فن آنے والے زمانوں کے لئے زندہ و پائندہ رہ سکتا ہے۔ ادب و فن کا منشا یہ نہیں کہ وہ کسی مخصوص نظریۂ حیات کی براہِ راست تبلیغ کرے، ادب اپنی علامتوں، تشبیہوں، استعاروں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور دیگر فنی محاسن کے ساتھ انسانی فکر و احساس کو SUGGESTIVE انداز میں بیان کر سکتا ہے کہ اس میں عمومی تاثر پیدا ہو سکے، میر تقی میرؔ، اسد اللہ خان غالبؔ، نظیر اکبر آبادی سلامت علی دبیرؔ، میر ببر علی انیسؔ، ڈاکٹر محمد اقبالؔ ہمارے دور سے تعلق نہیں رکھتے لیکن انہوں نے اپنے انفرادی فکر و احساس کو ایسے ہمہ گیر انداز میں پیش کیا ہے کہ آج کا انسان ان کے فکری اور احساسی تجربوں کو اپنے تجربے کہنے پر مُصر ہے یا کم از کم ان کے فن سے متاثر ہو کر کسی نہ کسی طرح اس کی پیروی کرتا ضرور نظر آتا ہے۔ بعض خیالات وقتی اور ہنگامی اقدار کے حامل ہوتے ہیں اور وہ متعلقہ دور کی موت کے ساتھ ہی مر جاتے ہیں لیکن بعض افکار مستقل اور دیرپا ہوتے ہیں۔ اس طرح بعض اسالیبِ فن کمزور و غیر مؤثر ہوتے ہیں اور انہیں اپنے دور میں بھی مقبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس بعض بڑے فنکار اس مؤثر انداز سے فن پارے تخلیق کرتے ہیں کہ صدیوں تک زبان زد خاص و عام رہتے ہیں۔

لیکن مرثیہ اور مرثیہ نگاری کا مسئلہ اپنے اندر ایک عجب تاثر و تاثیر رکھتا ہے۔ واقعۂ کربلا ایک مخصوص قوم و مذہب و خطّے میں پیش آیا لیکن یہ واقعہ اتنا ہمہ گیر، انسانی و آفاقی ہے کہ اس واقعہ کا احساس دنیا میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور متلاشیانِ انسانی اقدار اور انسان مشربی پر یقین رکھنے والے مظلوموں کے طرفدار اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والوں نے جب واقعۂ کربلا کا مطالعہ کیا تو وہ واقعۂ کربلا کے ذمہ داروں کے خلاف آواز اُٹھانے اور انسانی اقدار کے تحفظ کے لئے شہید ہو جانے والوں کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں اور رنگ و نسل و علاقائیت و مذہب سے بالاتر ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنی محبت و عقیدت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ اس واقعہ نے ہر دور میں ہر خطّے، ہر قوم، ہر مذہب اور ہر زبان سے تعلق رکھنے والے افراد کو متاثر کیا اور اس واقعہ کا ہر اعتبار سے مطالعہ کیا گیا۔ انسان مشربی، انسان شناسی اور انسانی اقدار کی سب سے بڑی درسگاہ کربلا ہے، کربلا نے جہاں دیگر علوم کو گرانقدر دولت عطا کی وہیں ادب کو بھی مالا مال کیا، آج ہر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

صنفِ سخن میں کربلا ایک استعارہ بن کر ادب کی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے لیکن کربلا نے جس صنفِ سخن کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مرثیہ ہے۔ مرثیہ نے شاعری کو عروج و کمال تک پہونچایا۔ کربلا سے پہلے مرثیہ کی حدود بہت محدود تھیں لیکن مرثیہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنا رشتہ و ربط باہمی قائم رکھ کر خود کو دیگر صنف میں ممتاز و ممیّز کیا۔ جس طرح اردو زبان کو مرثیہ نے وسعت و وقعت عطا کی اسی طرح میر انیس اور اُن کے خاندان نے مرثیہ کی عظمت کو چار چاند لگائے اور مرثیہ کے CANVAS کو وسیع تر کر دیا زیرِ نظر کتاب "خاندانِ میر انیس کے نامور شعراء" میں برِصغیر کے نامور دانشور محقق و خطیب علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی نے اس خاندان کے شعراء اور ان کی شاعری کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب خدائے سخن میر انیس اعلیٰ اللہ مقامہ کے خاندان کے لئے خلوصِ دل کا خراج اور وہ اعتراف ہے کہ عظیم لوگ عظیم تر لوگوں کے لئے کیا کرتے ہیں۔

یہ کتاب مؤلف کی انیس شناسی کی آئینہ دار اور ذوق و رجحان کی غمّاز ہے۔ اس اہم و وقیع موضوع اور ادبی دستاویز کو علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی نے نہایت خوش اسلوبی، ذمہ داری، خلوص، دلجمعی، لگن، ادراک، شعور، ژرف بینی و جگر کادی سے مرتب کیا ہے۔ وہ اردو کے بلند پایہ محقق اور ناقد ہیں اور ایک خاص علمی و تحقیقی مزاج کے حامل ہیں۔ وہ گذشتہ تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ سال سے علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں اور مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور اس میں شک نہیں کہ ہر میدان میں اُن کی رائے متوازن اور بصیرت آمیز ہوتی ہے۔ علامہ موصوف کا تحریری و تقریری سفر اپنے دور کے تاریخی، سیاسی، سماجی، ادبی اور مذہبی پس منظر میں جاری ہے ان کی سوچ اور ان کے اندازِ تحریر میں ادبی و مذہبی تفکّر، خیال کی ندرت و جدّت اور ابہام سے دور رہنے کی شعوری کوشش و رجحان قابلِ ذکر ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علاّمہ سیّد ضمیر اختر نقوی کا نثری اسلوب

نثر نگار کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا اسلوب یعنی STYLE ہوتی ہے اسلوب ہیئت اور خیال کے باہمی اشتراک سے ترتیب پاتا ہے یہی دو چیزیں ادب کا ظاہر اور باطن ہیں۔ لفظ ان دونوں کے اشتراک باہم کا ذریعہ ہے، اس کا درست اور برمحل استعمال خیال میں قوت پیدا کرتا ہے۔ اس کی گہرائی میں اضافہ کرتا ہے معنویت بڑھاتا ہے اور بالآخر اس اسلوب کو جنم دیتا ہے جو ہر تخلیق کار کا اپنا اور یکسر جداگانہ ہوتا ہے اور جس سے اس کی شخصیت کے بہت سے گوشے آشکار ہوتے ہیں، لفظ دراصل وہ جسم ہے جسے خیال کی روح تحرک و تازگی بخشتی ہے فن کار کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی غواصی کے عمل سے الفاظ کے پیکر کو جیتا جاگتا بنادے اور زندگی کی لہر اس میں دوڑا دے کہ ان لفظوں کو اعجاز گویائی حاصل ہو جائے اور وہ قاری سے اس طرح باتیں کرنے لگیں جس طرح فنکار تخلیقی لمحے میں خود اپنے آپ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ علاّمہ سیّد ضمیر اختر نقوی کا اسلوب تحریر داخلی طور پر بے حد توانا ہے کہ اُن کے یہاں اظہار کی گوناگوں ندرت کاریوں کے باوصف تخیّل ایک مخصوص مرکز سے کبھی فاصلہ نہیں ہونے پاتا۔ ان کے یہاں مطالعہ کی وسعت اور خیال کی فوقیت مسلّم ہے کہ یہ دراصل خارجی تجربات کی باطنی بازدید کا ہی عنوان ہے وہ جو کچھ سوچتے ہیں اس کے اظہار بیان کی قدرت رکھتے ہیں وہ اپنے مشاہدات و مطالعہ کو بڑی خوبصورتی سے قارئین تک پہونچا دیتے ہیں، ان کی تحریر میں روانی، سادگی، شائستگی اور شُستگی پائی جاتی ہے وہ غیر ضروری ابہام مشکل پسندی، غیر معروف و غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور لفظوں کے الٹ پھیر میں الجھنے یا الجھانے کے بجائے سادہ و صاف الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو بڑی آسانی سے دوسروں تک منتقل کر دیتے ہیں اور یہی اسلوب انہیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ کسی بھی شاعر کی شاعرانہ عظمت کا ادراک و اندازہ لگانے کے لیئے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اس شاعر کی شاعری فنی و تکنیکی حوالے سے کیسی ہے، اس دور کے اہل علم و فن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے کیا مقام دیتے ہیں اس نے جس صنف کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے اس صنف میں اس کا اپنے ہمعصروں میں کیا مقام ہے اس صنف میں اس نے دوسروں کے مقابلے میں کوئی اجتہاد کیا، اپنے لئے کوئی علیحدہ راستہ منتخب کیا، اس کا اسلوب دوسروں سے جدا ہے یا نہیں خیال کی بلندی اور مطالعہ، مشاہدہ کیسا ہے اگر اس کا سوچنے کا انداز اور شعر گوئی کا ڈھب دوسروں سے جدا و مختلف ہوگا تو وہ دیگر شعراء کے مقابلے میں ممتاز و منفرد ہوگا۔

جب ہم حضرت میر ببر علی انیس اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی شاعری پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان کی شاعری میں تنہا وہ تمام موضوعات موجود ہیں جو بہت سے شعراء میں مل کر بھی یکجا نہیں ہوتے میر انیس اور میر انیس کے خاندان کے نامور شعراء نے مرثیہ کو نئے افق عطا کئے۔ ان کی شاعری کچھ کم دو سو سال پر محیط ہے مرثیہ کے حوالہ سے ان کا خاندان مستند و معتبر مانا جاتا ہے۔ میر انیس کے خاندان کے ہر فرد کا انداز جدا ہے، کسی نے رزم میں کمال حاصل کیا۔ کسی نے منظر نگاری میں، کسی نے مصائب کا التزام و انصرام اس اہتمام سے کیا کہ سننے والا ان اشعار کو سن کر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے۔ جہاں تک منظر نگاری و ڈرامائی تشکیل کا تعلق مغرب میں ٹی ایس ایلیٹ، ہومر اور شیکسپیر نے منظر نگاری و ڈرامائی تشکیل میں مغربی شاعری کا پلڑا اونچا کر دیا تھا اور اس کے مقابلے میں اردو شاعری کا دامن اس سے خالی تھا لیکن میر انیس اور ان کے خاندان کے شعراء نے اپنے مرثیے میں فطرت، ماحول، موسم، اور قدرتی مناظر اس انداز سے قلمبند کئے ہیں کہ پڑھنے اور سننے والا خود اپنے آپ کو اس ماحول کے درمیان پاتا ہے۔ میر انیس کے خاندان سے پہلے مرثیہ میں وہ عمومیت، سلاست اور روانی نہ تھی اور نہ تشبیہات و استعارات نظم کئے جاتے تھے، قلی قطب شاہ سے دہلی تک کے شعراء میں وہ رچاؤ اور شیرینی اور عام فہم زبان نہ تھی اور نہ شاعری میں اخلاقیات کا گزر تھا۔ مرثیہ نے اردو شاعری میں وہ تمام اوصاف پیدا کر دیئے جو کسی بھی مستند و معتبر زبان میں ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ میر انیس کے خاندان کے شعراء کو اپنے دور میں بے حد سراہا گیا بلکہ ہر دور میں سراہا گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اور آنے والے دور میں بھی ناقدین اور علم و ادب کا ذوق رکھنے والے اس خاندان کے معترف و مدّاح رہیں گے۔ علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے خاندانِ میر انیس کے شعراء پر قلم اٹھا کر تحقیق کا پورا حق ادا کیا ہے۔ میر انیس اعلی اللہ مقامہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بے پناہ محبت و مودّت اور عقیدت و ارادت رکھتے ہیں اور علامہ ضمیر اختر نقوی میر انیس سے، اور یہی محبت اس کتاب کی تالیف و تدوین کی بنیادی محرّک ہے، زندہ قومیں کبھی اپنے اکابرین HEROES اور اربابِ کمال کو فراموش نہیں کرتیں اور قوم و ملّت کے صورت گر ادیب و شعراء تو اپنے ان اربابِ دانش و اہلِ کمال کو اپنے نثری شہ پاروں اور اپنے شعروں میں ہمیشہ یاد رکھتے ہیں اور ان کی شخصیت و کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کرتے بلکہ اپنے عہد اور آنے والی نسلوں کو باخبر رکھنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ میر انیس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا مگر ہر دور میں اہلِ فکر و نظر اپنے اپنے زاویۂ فکر و زاویۂ نگاہ کے مطابق تفکّر و تفحص کرتے رہیں گے اور ان شخصیتوں کے متعدد مخفی پہلوؤں کو اجاگر کرتے رہیں گے اور ان شخصیتوں کے کارناموں پر پڑی ہوئی وقت کی تہہ در تہہ گرد کو صاف کر کے تحقیقی کام کو آگے بڑھاتے رہیں گے۔

زیرِ نظر کتاب "خاندانِ میر انیس کے نامور شعراء بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ فاضل مؤلف نے سالہا سال کی تحقیق اور چھان پھٹک کے بعد ایک ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے شعر و ادب کے قارئین اور خصوصاً رثائی ادب میں گہری دلچسپی رکھنے والوں کو نئی جہات سے آشنا کیا ہے اور خاندانِ انیس کے شعری ورثے کو از سرِ نو تزئین کر کے نذرِ قارئین کیا ہے اور خاندانِ میر انیس کے نامور شعراء کے حالاتِ زندگی کے متعلق ضروری معلومات پیش کرتے ہوئے اور اختصار و جامعیت دونوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک اعلیٰ اور جامع کتاب تصنیف کی ہے یہ اپنے موضوع پر پہلی مفصّل و مدلّل کتاب ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی سے پہلے کسی نے اس موضوع پر کوئی مفصّل و مستقل تصنیف نہیں لکھی اور سینکڑوں مخطوطات اور مطبوعات کے عمیق مطالعہ اور عرق ریزی کے بعد اس بکھرے مواد کو یکجا کیا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان تمام مطبوعہ و قلمی کتابوں تک رسائی حاصل کرنا بجائے خود ایک بہت بڑا کام ہے اور اس سے بھی بڑا کام ان کتابوں کا بہ نظرِ غائر مطالعہ اور اجمالی جائزہ ہے، یہ دلچسپی اور لگاؤ خانوادہ میر انیس سے عقیدت و اُنسیت اور دلچسپی کا اظہار ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی ایک صاحبِ احتیاط اور مستقل مزاج محقق ادب ہیں اپنی اس کتاب میں انھوں نے باریک بینی محنت اور جانفشانی کا ثبوت دیا ہے۔ عصرِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کے سحر نے نئی نسل کو اپنے مذہبی، ثقافتی، ادبی اور تہذیبی ورثے روایات و اقدار سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ وہ شعر و ادب کو تضیع اوقات سمجھتے ہوئے صرف اور صرف دولت کمانے کے علم کی طرف متوجہ ہیں اسی طرح ان کی مرثیہ سے دلچسپی بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ کچھ شعراء کی ذاتی چپقلش، انا، گروہی بندی دھڑے بازی اور کچھ ادبی ذوق کے فقدان نے ادب کو نقصان پہنچایا ہے اور کچھ مغربی تہذیب کے بطن سے پیدا ہونے والے مہلک عوارض میڈیا نے اور کچھ حکومت و امراء و رؤساء کی عاقبت نااندیشی اور بخل نے نئی نسل کے تہذیبی سانچوں کی بازیافت سے دور رکھا یہی وجہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل بلکہ اب بزرگ بھی مرثیہ کے متعلق واجبی سی معلومات رکھتے ہیں، جب اردو زبان کے ساتھ وطنِ عزیز پاکستان کے اربابِ حل و عقد کا رویہ ہی ناقابلِ فہم ہو تو مرثیہ کے ساتھ اُن کا سوتیلی ماں جیسا سلوک کرنا بعید از عقل نہیں۔

میر انیس اعلیٰ اللہ مقامہ پر جتنا کام حکومتِ ہندوستان نے کیا ہے اس کا عشرِ عشیر بھی حکومتِ پاکستان نے نہیں کیا بلکہ سرے سے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ اس کی ایک وجہ حکومت کی اردو سے عدمِ دلچسپی اور دوسری وجہ حکام میں ادبی ذوق کا فقدان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک پاکستان میں حکومت کی سطح پر نہ کوئی سیمنار ہوا نہ مذاکرہ نہ میر انیس یادگاری ٹکٹ کا اجراء ہوا۔ نئی نسل کو اردو مرثیہ بلکہ ادب سے دور رکھنے کے دوسرے بڑے مجرم پاکستان کے سرمایہ دار و رؤساء ہیں جو تقسیم ہند کے بعد غیر متوقع طور پر امیر بن بیٹھے لیکن ان میں امارت کی کوئی بو نہیں بلکہ وہ استحصالی طبقہ بن گیا جو اگر کسی ادارہ یا شخص کی معاونت کرتے بھی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تو صرف اپنا ٹیکس بچانے کے لیے یا اپنے کالے دھن کو سفید کرنے کے لئے چونکہ یہ امراء بھی وقت کی پیداوار ہیں لہذا ان میں ادبی ذوق و قومی حمیت سرے سے مفقود ہے۔

اردو ادب اور اردو مرثیہ کے تیسرے بڑے مجرم وہ علماء و خطباء ہیں جو ہمارے تہذیبی سانچوں سے ناواقف ہیں اور انہوں نے اپنے تہذیبی سانچوں کی بازیافت کی کبھی کوشش نہیں کی، ان لوگوں نے بھی ہمیشہ اپنے مفادات کو پیشِ نظر رکھا اسکی بھی دو وجوہات ہیں ایک تو زاہد خشک کا شعر و سخن سے کیا تعلق اور اگر کچھ واجبی سا تعلق ہے بھی تو خطرہ و خدشہ یہ ہے کہ عوام ان کی خطابت کے بجائے مرثیہ کی طرف متوجہ و مائل نہ ہو جائیں اس طرح ان کی مذہبی تجارت پر اثر پڑتا ہے۔ پھر ان لوگوں نے جس تنگ دستی و کسمپرسی میں دینی تعلیم حاصل کی ہے انہیں ادب سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے معاشرہ نے اگر انہیں منبر پر پہونچنے سے پہلے یا دربار سے منسلک ہونے سے قبل عزت بخشی ہوتی یا جائز مقام دیا ہوتا تو شاید اُن کے دل میں بھی رحمدلی کا اکھوا پھوٹتا جب وہ کسی منصب و مقام پر پہونچ جاتے ہیں تو لوگ اُن کے حاشیہ بردار بن جاتے ہیں۔

اردو ادب کے ساتھ ناانصافی کا چوتھا مجرم مغربی ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹی وی اور انڈین فلمیں ہیں جس نے نوجوان کو مسحور اور اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔

اردو ادب اور اردو مرثیہ کے پانچویں مجرم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مخصوص نظریات یا تعصب کے پیشِ نظر مرثیہ سے چشم پوشی کی۔

اردو ادب کے چھٹے مجرم وہ شعراء ہیں جو ادبی دھڑے بندی اور پارٹی بازی میں مصروف ہیں اور اپنی اسنادی کا سکّہ جمانے اور بٹھانے کے لئے گروپ بندی کر کے تخلیقی نوعیت کا کوئی اجتماعی کام انجام نہیں کر سکے۔

اردو ادب کے ساتویں مجرم ہم سب خود ہیں جو خود اپنی زبان، اپنے ادب، اپنی ثقافت اپنی تہذیب سے ناآشنا ہیں اور اس کی ترقی و ترویج کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے بلکہ اپنی زبان پر انگریزی زبان کو فوقیت دیتے ہیں، ان کا یہ احساسِ کمتری انگریزوں کی دو سو سالہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غلامی کا منطقی نتیجہ ہے۔

علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے ہمیشہ اپنے وسائل و بصیرت کے مطابق اردو مرثیہ کی ترقی و ترویج کی کوشش کی ہے۔ ان کی اردو مرثیہ کے مذاق کو زندہ کرنے کی ہر کوشش مستحسن ہے۔ انہوں نے زیرِ نظر کتاب میں اردو قارئین کو خاندانِ میر انیس کے نامور شعرا اور ان کے فکر و فن سے روشناس کرایا ہے۔

ان میں جو تہذیبی و تخلیقی ذہن کارفرما نظر آتا ہے۔ اس کے مظاہرے اس کتاب میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ خاندانِ میر انیس کے تمام شعراء آج بھی تازہ دم و توانا ہیں۔ ان کی یہ تازگی عطیہ خداوندی اور ان کے مسلسل مشق سخن، غور و فکر، اور تجربات و مشاہدات کا نتیجہ ہیں لہذا علامہ نقوی نے نہ صرف ان شعراء کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے بلکہ ان کے عظیم الشان مرثیے کے اقتباسات بھی پیش کئے ہیں تاکہ تشنگان علم و ادب اس سے کماحقہ استفادہ کر سکیں یہ کتاب اپنی تزئین، حسن کاری، سلیقے اور خوش ذوقی کا بہت اچھا نمونہ ہے اور خالص علمی، ادبی اور معلوماتی نقطہ نگاہ سے بھی دلچسپ مواد پر مشتمل اس کتاب میں علامہ نقوی کی یادداشت اور جذبات نگاری قابلِ رشک ہے۔ انہوں نے اودھ کی ساہا سال کی تہذیبی اور ادبی زندگی کی دلکش جھلکیاں پیش کی ہیں اور اسطرح ہمارے علمی و شائستہ تہذیبی ورثے کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا۔ میں ان کی اس لگن، محنت، سعی پیہم اور ہمت و جذبے کی داد دیتا ہوں۔

خدائے سخن میر ببر علی انیس کی شاعرانہ عظمت اور بلندی، دائرہ خیال کی وسعت اور گہرائی موضوع کی تخیلی ترجمانی، فکر کو جذبے کی آنچ عطا کرنے کی صلاحیت، لفظ کو گنجینۂ معنی بنانے کی اہلیت، زبان پہ فتح اور زبان کے ساز کو سوز بنانے کی قدرت، اجنبی مناظر میں مانوس پہلو دکھانے کی سکت، زبان کی آرائش و زیبائش، رعایتِ لفظی، معجز بیانی، سلاست و روانی، کردار نگاری منظر نگاری، تشبیہات و استعارات، محاکات، مناظر و کیفیات، فصاحت،

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اسلوب، سیرت نگاری، شاعرانہ شعور، تنوع، موضوعات، بلاغت اور سیر بینی، اثر آفرینی کے علاوہ ان کے کلام میں جو اخلاقی قدریں اور حفظ مراتب پایا جاتا ہے وہ اردو کے کسی اور شاعر کو نصیب نہیں ہوا۔ اردو شاعری کا دامن بہت سے موضوعات سے خالی تھا۔ انیسؔ نے اپنی شاعری سے دامن اردو کو بھر دیا۔ یہاں میر انیسؔ کی شاعری کے ان موضوعات پر خامہ فرسائی مقصود نہیں بلکہ اُن کے خاندان کے نامور شعراء پر نقد نگاہ پیشِ نظر ہے۔

علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے خاندانِ میر انیس کا تعارف، شجرہ نسب اور ان کے اجداد کے تذکرے بڑی تفصیل اور خوش اسلوبی سے پیش کئے ہیں۔

میر انیسؔ اعلیٰ اللہ مقامہ نے فرمایا تھا پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مدّاحی میں جب اس مصرعے کے تناظر میں ان کے خاندان کا جائزہ لیتے ہیں تو پہلی پشت میں ہمیں میر انیسؔ کے پردادا میر ضاحکؔ نظر آتے ہیں۔ شبیرؑ کی مدّاحی میں دوسری پشت میں میر انیسؔ کے دادا میر حسنؔ پر نگاہ پڑتی ہے، شبیرؑ کی مدّاحی میں تیسری پشت میں افق مرثیہ نگاری پر میر خلیقؔ طلوع ہوتے نظر آتے ہیں، جن کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جن کے ہاتھوں اردو مرثیہ کی صورت گری ہوئی اور مرثیہ کو اردو کی ایک باقاعدہ صنف وصنعت قرار دیا گیا، میر خلیقؔ میر انیسؔ کے والد گرامی تھے۔

علامہ نقویؔ نے میر خلیقؔ کے حالاتِ زندگی اور ان کی شاعری پر سیر حاصل مواد پیش کیا ہے۔ شبیرؑ کی مدّاحی میں چوتھی پشت میں میر مہر علی انسؔ ہیں جو میر انیسؔ کے منجھلے بھائی ہیں، زیرِ نظر کتاب میں میر اُنسؔ کے حالاتِ زندگی اشاریہ میر انسؔ، اور مرثیے کے نمونہ پیش کئے ہیں اور انتخاب میں بڑی ژرف بینی سے کام لیا ہے۔

علاّمہ نقوی نے میر انسؔ کی تعلیم و تربیت، اساتذہ، ابتدائی مجالس، لکھنؤ میں مستقل سکونت، سفر حیدر آباد دکن، عظیم آباد کا سفر، بنارس و امروہہ کی مجالس، ان کی وفات اور ان پر کہے جانے والے قطعہ تاریخ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ میر مونسؔ کے تذکرہ میں ولادت و تعلیم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

و تربیت، تلمذ، لکھنؤ میں مستقل سکونت، ریاست محمود آباد سے تعلقات مقبولیت، طرز خوانندگی وضع قطع، عظیم آباد اور کلکتہ کا سفر، زیارات عتبات عالیہ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔
میر مونس کے حالات زندگی، اشاریہ مراثی مونس، اخلاق و عادات، راجہ صاحب محمود آباد سے مراسم اور انتخاب کلام میر مونس کے حالات میں علّامہ نقوی نے بڑی جگر کاوی سے پیش کیا ہے۔ علّامہ سید ضمیر اختر نقوی نے میر نفیس، میر رئیس، میر وحید، میر جلیس، قدیم، عروج جلیل، میر عارف، بابو صاحب فائق، فائز، فرید، منے صاحب ذکی، میر ہاشم حسین حزیں میر محمد ہادی لائق کے حالاتِ زندگی، ان کے مراثی کے اشاریہ اور انتخابِ کلام کو بڑی محنت لگن، ذہانت، تحقیق، دلجمعی اور ژرف بینی سے مرتب کیا ہے اور موضوعی SUBJECTIVE انداز میں لکھا ہے۔ جس سے تشنگانِ علوم اور مرثیہ کا ذوق رکھنے والوں کے لئے نت نئے امکانات کے دروازہ کھلے ہیں۔ اس کتاب میں خاندانِ انیس کے نامور شعراء کی فنّی دنیا اور زندگی کے مکمل حالات پیش کئے جانے کا سفر تو ممکن نہیں لیکن علّامہ ضمیر اختر نقوی کی اس کتاب کے مطالعہ سے ایک بات پوری دیانت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ کہ اس کتاب سے آنے والے محققین اپنی تحقیقات کو آگے بڑھاتے ہیں آسانی محسوس کریں گے۔
علّامہ نقوی کا طرزِ تحریر اور نقطہ نگاہ تر و تازہ اور واضح ہے۔ انہوں نے میر انیس کے خاندان کے نامور شعراء کے تذکرے سے مرثیے کی تہذیبی فضاؤں کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ مسائل و موضوعات و واقعات بھی نئے ہیں اور کہنے کا انداز بھی اور خاندانِ میر انیس کے نامور شعراء کے بارے میں دلچسپ انکشافات بھی
مجھے امید ہے کہ حلقہ اہلِ نظر میں یہ کتاب مقبولیت حاصل کرے گی اور طلباء و باذوق قارئین اس کتاب کی وساطت سے خاندانِ میر انیس کے نامور شعراء کی عظمتِ شعری اور مقام شاعری کے تعیّن میں آسانی محسوس کریں گے۔
علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی اردو مرثیے کے جوہری ہیں، انہوں نے خاندانِ میر انیس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے نامور شعراء کی شاعری کے جوہر کو بھی بڑی تحقیق و ذمہ داری کے ساتھ یکجا کر دیا ہے اور خاندانِ میر انیسؔ کے شعراء کی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات کو بھی بڑی ژرف بینی سے مرتّب کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ ادب کے اس جوہری کی قدر نہ ہوسکے اور وہ ادبی ذوق کے فقدان، اور حسد کا شکار ہو جائیں مگر انہیں ادب کے ان قدامت پسند بھیڑیوں اور مذہبی تاجروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عزم و استقلال کے ساتھ اپنے اس بامقصد سفر کو جاری رکھنا چاہیئے۔

آلِ محمد رزمی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ماجد رضا عابدی

کلامِ میر انیسؔ

علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی کی خطابت کے آئینے میں

خاندانِ میر انیسؔ کی آٹھ پُشتوں نے زبان کو سنوارنے اور سجانے میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں، دنیا کی کوئی بھی زبان اپنے محسنین کی آٹھ پُشتیں پیش کرنے سے قاصر ہے اور اردو زبان میں بھی یہ واحد مثال ہے کہ جہاں آٹھ پُشتوں تک مستقل مزاجی کے ساتھ ایک ہی فن یعنی مرثیہ گوئی کی ترویج و ترقی میں حصّہ لیکر اُسے معراجِ کمال پر پہنچا دیا جائے۔

"مدّاحئ شبیرؑ" پر یہ خاندان ہمیشہ فخر و مباہات کرتا رہا اور یہ ناز اُنھیں زیب بھی دیتا تھا، کسی عظیم مقصد کے لئے عظیم موضوع کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاندانِ میر انیسؔ نے شاعری کا مرکزی موضوع واقعۂ کربلا کو قرار دیا، واقعۂ کربلا جس میں کائنات کی تمام وسعتیں سمائی ہوئی ہیں۔ یہ واقعہ محدود نہیں بلکہ آفاقی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان نے واقعۂ کربلا کے اثرات کو قبول کیا ہے لیکن واقعۂ کربلا کی ترویج و تفہیم اور اس واقعہ کے ہیرو حضرت امام حسین علیہ السلام کے کردار کی عظمتوں کا بیان اور مدح کی سعادت اردو زبان کے حِصّے میں آئی اور اردو زبان نے اس سعادت کو خاندانِ میر انیسؔ کے لئے مختص کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس خاندان کو بھی آفاقیت حاصل ہے۔

میر انیسؔ اور اُن کے خاندان کے شعراء کے کلام میں واقعات کی تصویر کھینچ دینے کی خصوصیت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور واقعات بھی حقیقتِ حال سے قریب تر اور کُتبِ تاریخ سے سند یافتہ، واقعہ کے ایک ایک جز کو اجاگر کرنے کا فن اس طرح کہ پڑھنے والے کو گراں نہ گزرے اور اس کی دلچسپی بھی برقرار رہے مصوری و مرقع نگاری، ترتیبِ الفاظ، تشبیہ و استعارے کی رفعت، الفاظ کی ندرت فکر کی جودت حُسنِ زبان کی جاذبیت جیسی خصوصیات بدرجۂ کمال موجود ہیں، یہ وہ احسانات ہیں جسے اردو زبان کبھی نہ اتار سکے گی۔

میر انیسؔ کے مرثیے سلاست و فصاحت اور روانی کی وجہ سے آج بھی سب سے زیادہ مقبول ہیں اور یہی میر انیسؔ کا سب سے اہم کارنامہ ہے کہ جس نے اردو زبان کو دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کی صف میں جگہ عطا کی ہے۔ میر انیسؔ کا دوسرا اہم ترین کارنامہ اردو شاعری میں رزمیہ شاعری کو شامل کر کے درجۂ کمال تک پہنچانا ہے، اردو شاعری میں "EPIC" یعنی طویل رزمیہ نظم کی کمی کو میر انیسؔ کے مرثیوں نے پورا کیا ہے۔ خاندانِ میر انیسؔ کے شاعروں نے میر انیسؔ کی اس عظیم روایت کو آٹھ پشتوں تک برقرار رکھا۔ واقعات کی تصویر کشی میں بھی خاندانِ میر انیسؔ کے شعراء ایک منفرد مقام کے مالک ہیں اور تصویر کشی اُسی وقت پُر لطف ہوتی ہے جب اُس کی ادائیگی بھی اس طرح کی جائے جو مرثیہ کی "DEMAND" ہے، چنانچہ عبدالحلیم شررؔ "گذشتہ لکھنؤ" میں لکھتے ہیں:۔

"الفاظ کے مناسب آواز کے تغیّرات اور مضامین کے موافق چہرہ بنا لینے، کلام کو اعضاء و جوارح کے مناسب حرکات اور خط و خال کے اشارات سے قوت دینے کا فن میر انیسؔ کے گھرانے کی ایجاد ہے۔"

آج فنِ خطابت میں جو طریقے رائج ہیں اُن پر بھی میر انیسؔ کی تحت اللفظ خواندگی کے گہرے اثرات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا سیّد سبطِ حسن صاحب قبلہ مرحوم اور مولانا سیدابن حسن نونہروی مرحوم اور مولانا سیّد کلبِ حسین صاحب مرحوم کی تقریروں پر میر انیسؔ کے کلام کی گہری چھاپ ہے۔

علامہ رشید ترابی مرحوم نے بارہ۱۲ برس کی عمر میں میر انیسؔ کے سات۷ مرثیے حفظ کر لئے تھے اور اُن کی تقریروں میں میر انیسؔ کے مرثیوں کا پرتو صاف نظر آتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہماری خطابت کا گہرا رشتہ زبانِ اردو سے ہے۔ اور بہترین اردو بولنے کے لیے میر انیس کے مرثیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ میر انیس کے گھرانے کی زبان بلاشبہ آبِ کوثر سے دھلی ہوئی زبان ہے۔ اردو زبان ہو یا اردو خطابت خاندانِ میر انیس کے اثرات تمام فنونِ لطیفہ پر تا حشر قائم رہیں گے۔ میر انیس نے کہا تھا:۔

ہاں بعدِ فنا سخن نشاں ہے میرا	دنیا میں یہ باغِ بے خزاں ہے میرا
تا حشر رہے گا نام اس سے روشن	ہر شعر چراغِ دودماں ہے میرا

خاندانِ میر انیس کے یہی محاسنِ کلام اور بلندئ فکر ہے جو کسی بھی خطیب یا شاعر کو میر انیس سے محبت کرنے پر مجبور کرتی ہے، اور میں بلا تکلف یہ لکھنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کر رہا ہوں کہ اس عہد کے "ماہر انیسیات" علامہ ضمیر اختر نقوی ہیں جنھوں نے کلامِ میر انیس سے محبت کرنے کا شعور عطا کیا ہے۔ برِّ صغیر کے عظیم خطیب، محقّقِ ادب، عالمی شہرت یافتہ ادیب، دانشور علامہ ضمیر اختر نقوی نے فنِ خطابت کو وہاں پہنچا دیا ہے کہ جہاں سے ترقی کے امکانات اس صدی میں ختم ہو چکے ہیں۔

علامہ ضمیر اختر نقوی کی خطابت ایک زندہ علامت ہے۔ وہ اپنی تقریروں کو دوسروں کے مشاہدات سے نہیں سجاتے بلکہ اپنے علمی تجربات و اپنی ادبی و مذہبی تحقیق کے بھروسے پر نئے سے نئے موضوعات متعارف کراتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی تقریروں کو سماعت فرمانے والے سامعین کو روحانی آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی ۳۷ برس سے علم و ادب کی خدمت اور تحقیق و جستجو میں مصروف ہیں، ایک طویل عرصے سے وہ تحریر و تقریر کو سنوارنے و سجانے میں مصروف ہیں۔ وہ تاریخِ مذہب و تاریخِ ادب کا گہرا مطالعہ اور گہرا شعور رکھتے ہیں۔ وہ اپنے علمی تجربات و مشاہدات کو اپنی تقریر و تحریر میں اس قدر پُر تاثیر انداز میں سموتے ہیں کہ سامع و قاری بے ساختہ داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

علامہ ضمیر اختر نقوی فنِ خطابت میں اپنے طرز کے موجد ہیں وہ اس فن میں کسی کی پیروی نہیں کرتے، اُن کے یہاں مذہب کا BASIC CONCEPT عام ڈگر سے ہٹ کر ہے اور انھوں نے اپنے لئے ایک علیحدہ راہ اختیار کی ہے اور خطابت کو نزاعی اور اختلافی موضوعات سے ہٹا کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تاریخی و علمی موضوعات کی طرف لانے کی کوشش بلکہ جہاد میں مصروف ہیں۔

علّامہ ضمیر اختر نقوی کی خطابت کی سب سے اہم خوبی ان کی تقریر کے موضوعات ہیں وہ موضوع کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ ایسے موضوعات ہوں جو ماضی کے خطیبوں نے نہ اپنائے ہوں، یہی وجہ ہے کہ اُن کے موضوعات میں ایک جدّت اور ندرت و رفعت پائی جاتی ہے، علّامہ ضمیر اختر نقوی اپنے موضوع کو از اوّل تا آخر نبھاتے ہیں، موضوع کی انفرادیت بھی انھیں اپنے معاصرین میں ممتاز و ممیّز کرتی ہے۔ علّامہ صاحب اب تک پانچ ہزار موضوعات پر تقریر کر چکے ہیں اور یہ تمام ریکارڈ اُن کی لائبریری میں آڈیو وڈیو کیسٹ کی صورت میں محفوظ ہے، تاریخِ خطابت کا کوئی خطیب اس کارنامے میں اُن کے مقابل نظر نہیں آتا۔ آپ کے عشروں اور مجالس کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

(یہ وہ مرکزی عشرے ہیں جو کراچی اور دیگر ملکوں میں پڑھے گئے)

"عدالت اور امامت" (۱۹۶۷ء) عزاداری اور عصری تقاضے (۱۹۶۸ء) عزاداری اور تہذیب (۱۹۶۹ء) خطابت کا ارتقاء (۱۹۷۰ء) سورۂ یوسفؑ اور کلامِ میر انیسؔ (۱۹۷۱ء) علمِ اعداد اور اہلبیتؑ (۱۹۷۲ء) زندگی اور بندگی (۱۹۷۳ء) شاعری اور مودّت (۱۹۷۴ء) اخلاقیات اور مذہب (۱۹۷۵ء) عجائباتِ قرآن (۱۹۷۶ء) فلسفۂ نفس و روح (۱۹۷۷ء) حروفِ مقطعات کی اہمیت (۱۹۷۸ء) ذکر اور فکر (۱۹۷۹ء)

سنہ ۱۹۸۰ء میں علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی نے یورپ کا سفر کیا اور ہالینڈ، بلجیم اور انگلینڈ میں آپ نے ایک سو پینتالیس ۱۴۵ تقاریر سے سامعین کو مستفیض فرمایا وہاں کے چند موضوعات یہ ہیں:۔

۱۔ سورۂ رحمان اور اہلبیتؑ ۲۔ اطاعتِ رسولؐ اور قرآن ۳۔ اسلام میں مزاح۔ ۴۔ کوفہ اور علیؑ ۵۔ نہج البلاغہ اور سائنس ۶۔ قرآن اور معجزہ ۷۔ اسلام میں شعر و ادب کی اہمیت ۸۔ ماتم کیوں ہوتا ہے ۹۔ ایفائے عہد ۱۰۔ وراثت اور رسالت ۱۱۔ میر انیسؔ کی ترقی پسندی وغیرہ....

کراچی کے عشروں کے دیگر عنوانات:۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نور کا سفر (۱۹۸۱ء) قرآن اور سیرتِ آئمہ (۱۹۸۲ء) عظمتِ قرآن (۱۹۸۴ء) قاتلانِ حسینؑ کا انجام (۱۹۸۵ء) محسنینِ اسلام (۱۹۸۶ء) حضرتِ علیؑ اور تاریخِ اسلام (۱۹۸۷ء) امام اور اُمت (۱۹۸۸ء) اسلام اور طرزِ معاشرت (۱۹۸۹ء) عورت اور اسلام (۱۹۹۰ء) تاثرات زیارات کربلا و نجف (۱۹۹۱ء) عظمتِ صحابہ (۱۹۹۲ء) تاریخِ تشیعت (۱۹۹۳ء) ظہورِ امام مہدیؑ (۱۹۹۴ء)

۱۹۸۶ء میں علامہ ضمیر اختر نقوی حج کے لئے مکہّ معظمہ تشریف لے گئے وہاں آپ نے مکہ، مدینہ اور جدّہ میں مجالس سے خطاب کیا، وہاں کے عشرے کا عنوان تھا قرآن میں قسمیں کھانے کی حکمت (۱۹۸۶ء) اسی سال آپ ایران بھی گئے۔ وہاں بھی تقاریر کی ہیں اُن کے عنوانات الگ ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں آپ امریکہ تشریف لے گئے۔ مختلف شہروں میں آپ نے عشرے اور مجالس سے خطاب کیا، وہاں کے عنوانات اور موضوعات الگ ہیں۔ ۱۹۹۰ء سے اب تک آپ لاہور کی اجتماعی مجالس سے خطاب فرماتے ہیں تقریباً دس روز میں سَو مجالس سے خطاب فرماتے ہیں۔ بعض روز دس تقاریر صبح سے شام تک ہوتی ہیں۔

لاہور کی بعض مجالس کے عنوانات یہ ہیں:۔

آنسو اور قرآن، الوان اور قرآن، حواسِ خمسہ اور قرآن، شجرۂ طیبّہ، شریعت اور قرآن حیوان اور انسان، آواز، چراغ، روشنی، آگ، ہوا، مٹی اور پانی، ذوالجناح، ذوالفقار، عَلَم، قرآن اور عزاداری، مستند تاریخِ کربلا، سخاوت اور بنی ہاشم، توحید اور ابوطالبؑ، تاریخِ نجف، نماز اور اہلبیتؑ وغیرہ۔

علامہ ضمیر اختر نقوی کے علمی و ادبی کارناموں میں ایک اہم ترین کارنامہ "میر انیسؔ کی صد سالہ یادگار" بھی ہے۔ یہ کارنامہ ان کی میر انیسؔ سے والہانہ عقیدت و محبت کا ثبوت ہے ۱۹۷۱ء میں جب علامہ ضمیر اختر نقوی کی کم عمری کا زمانہ تھا۔ انھوں نے میر انیسؔ کی صد سالہ برسی منانے کا اہتمام کیا اور نہایت شایانِ شان طریقے سے یہ کام کیا گیا۔ اس بات کا ثبوت اس وقت کے اخبارات و رسائل ہیں جو میر انیسؔ کی صد سالہ برسی کے پروگرام کی خبروں اور میر انیسؔ پر تصنیف کردہ مقالوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سے بھرے پڑے ہیں، اس دور میں جب حضرت جوش ملیح آبادی، سیّد آلِ رضا صاحب مرحوم، حضرت نجم آفندی، جناب فیض احمد فیض، جناب رئیس امروہوی، سیّد ضیا الحسن موسوی مرحوم جیسی علمی و ادبی شخصیات موجود ہوں جو اردو ادب میں ممتاز درجے پر فائز تھیں۔ یہ علّامہ ضمیر اختر نقوی کی علمی و ادبی شخصیت کا اثر تھا کہ اس زمانے میں اُن کی ایک درخواست پہ نامور دانشوروں نے اُن کا ساتھ دیا۔ علّامہ ضمیر اختر نقوی نے اُسی زمانے میں "انجمن یادگارِ انیس" اور "میر انیس اکیڈمی" کی بنیاد رکھی اور مُلک کے مشہور شاعروں ادیبوں اور دانشوروں نے علّامہ ضمیر اختر نقوی کے ساتھ تعاون کیا۔ پاکستان کے تمام شہروں میں مذاکرات، مجالس و محافل کا انعقاد ہوا۔ بے شمار اخبارات و رسائل نے میر انیس خصوصی شمارے شائع کئے۔

میر انیس کی صد سالہ برسی سے اردو ادب کو سب سے اہم فائدہ یہ ہوا کہ میر انیس پر تحقیقی و تنقیدی کام کرنے کے لئے نئے دروازے کھُلے اور اس کے بعد میر انیس پر جتنا بھی تحقیقی و تنقیدی کام ہوا وہ سب کی نظروں کے سامنے ہے۔ پہلا محرک وہ رسالہ تھا جو علّامہ ضمیر اختر نقوی نے "یادگارِ انیس" کے نام سے شائع کیا تھا۔ دوسرا وہ تحقیقی مقالہ اور اشاریہ تھا جو حیاتِ انیس اور انیس کے فنِ شاعری سے متعلق "ماہِ نو" کے انیس نمبر میں ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ کام علّامہ ضمیر اختر نقوی نے وزارتِ اطلاعات و نشریات حکومتِ پاکستان کی فرمائش پر کیا تھا۔ میر انیس کے علاوہ مرزا دبیر پر بھی تحقیقی کام کا آغاز ہوا اور دیگر شعراء پر بھی کام شروع ہوا اور اس طرح اردو ادب کی تصنیفات و تالیفات میں اضافہ ہوا۔

صد سالہ یادگارِ میر انیس کے پروگراموں کی کامیابی سے جدید مرثیے کو سب سے بڑا فائدہ پہنچا، پورے پاکستان بالخصوص کراچی میں جدید مرثیوں کی مجالس انتہائی کامیاب ہوئیں اور جدید مرثیوں کی مجالس کے اجتماع میں بے انتہا اضافہ ہوا۔ اُسی زمانے میں حضرت جوش ملیح آبادی نے علّامہ ضمیر اختر نقوی کی فرمائش پر اپنا معرکۃ الآرا مرثیہ بعنوان "پانی" تصنیف کیا تھا اور ایرانیان ہال کے عظیم الشان مجمع میں پیش کیا تھا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

علّامہ ضمیر اختر نقوی نے ڈاکٹر یاور عبّاس مرحوم کی فرمائش پر جدید مرثیوں کا ایک عشرہ بیادگارِ میر انیس مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں قائم کیا، یہ عشرہ بعد میں مشہور شاعر شاہد نقوی صاحب کے مکان انچولی سوسائٹی میں منتقل ہو گیا۔ اس عشرے کے بانی علّامہ ضمیر اختر نقوی ہیں۔

علّامہ ضمیر اختر نقوی کی عالمانہ بصیرت کی وجہ سے بزرگوں کے علاوہ نوجوان نسل کو بھی میر انیس اور اُن کے کمالِ فن سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اہلِ علم و ادب جانتے ہیں کہ علّامہ ضمیر اختر نقوی محقّقِ ادب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ خطیب بھی ہیں اور دنیا کے ہر برِّ اعظم میں اپنی خطابت کا لوہا منوا چکے ہیں۔ انھوں نے تحریر کے علاوہ تقریروں میں بھی میر انیس اور اُن کے کمالِ شاعری کا ذکر جا بجا کیا ہے اپنے عنوانات کے ذیل میں موقع کی مناسبت سے وہ میر انیس کے کلام کی باریکیوں کی تشریح کرتے ہیں۔ انھوں نے اکثر اپنی تقریروں کے لئے میر انیس کے مرثیوں سے متعلق اچھوتے موضوعات کا انتخاب کیا۔ اور میر انیس کے کلام کی مختلف جہتوں کو پیش کیا اور یہ بلا شبہ علّامہ صاحب ہی کا انفرادی رنگ ہے ورنہ ہر خطیب اس موضوع پر گفتگو نہیں کر سکتا، علّامہ ضمیر اختر نقوی نے میر انیس پر پورے پورے عشرۂ مجالس پڑھے ہیں، جن میں دو عشرے اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور انوکھے ہیں اور بہت ہی مشہور عشرے ہیں۔ ان مجلسوں میں سامعین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا، ایک عشرے کا عنوان تھا سورۂ یوسف اور کلامِ میر انیس" (۱۹۷۱ء) اور دوسرے عشرے کا عنوان تھا "قرآن اور میر انیس" (۱۹۸۸ء)

عشروں کے علاوہ بے شمار تقاریر کلامِ انیس سے متعلق علّامہ صاحب کی موجود ہیں۔ کئی برس تک ہر مہینے ایک تقریر ایسی کرتے رہے ہیں جس میں میر انیس کے ایک مرثیے کی تشریح ہوتی تھی اسطرح کی تقاریر کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ "گلزارِ ارم" ۲۔ "عظمتِ حضرت عباسؑ کلامِ میر انیس کے آئینے میں" ۳۔ "عظمتِ فاطمہ زہراؑ اور کلامِ میر انیس" ۴۔ "نماز اور کلامِ میر انیس" ۵۔ "اصحابِ باوفا اور کلامِ میر انیس" ۶۔ معراجِ شاعری ۷۔ "ذوالفقار کلامِ میر انیس میں" ۸۔ "ذوالجناح کلامِ انیس میں" ۹۔ کردارِ حرؑ اور کلامِ انیس"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۰۔ "شعرائے عرب اور انیس" ۱۱۔ "پنجتن کی مدح اور فکرِ انیس" ۱۲۔ "شاعری اور عبادت"
۱۳۔ "شاعری اور مودت" ۱۴۔ "سورۂ شعراء اور انیس" ۱۵۔ "آواز اور میر انیس" ۱۶۔ "خوشبو اور میر انیس"
وغیرہ وغیرہ ....

یہ علامہ ضمیر اختر نقوی کی ہی ذات ہے جن کی وجہ سے آج دنیا کے گوشے گوشے میں اور خصوصاً اُن ملکوں میں بھی جہاں اُردو داں طبقے شیکسپیر، ملٹن، ہومر اور اسپنسر سے متاثر ہیں وہاں بھی آج میر انیس کا کلام مقبول ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی نے بی بی سی لندن اور وائس آف امریکہ سے بھی میر انیس کی شاعری پر تقاریر کی ہیں۔

سنہ ۱۹۸۴ء میں "مجالسِ درسِ انیس" کا سلسلہ جناب ظفر کاظمی کی رہائش گاہ پر شروع ہوا، اِن مجالس میں ہر مہینے علامہ ضمیر اختر نقوی کلامِ میر انیس کی شرح بیان فرماتے ہیں۔ ان مجالس میں ایک ایک سامع ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے خطاب کو سُنتا اور سب یہی کہتے تھے کہ بلاشبہ کلامِ انیس معجزہ ہے۔ اگر ان تمام تقاریر کے صرف اہم ترین نکات ہی جمع کر کے شائع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب ادب میں اضافہ ہو گی۔

علامہ ضمیر اختر نقوی کی ان تقاریر سے یہاں چند علمی نکات کیسٹ سے پیشِ خدمت ہیں۔

علامہ ضمیر اختر نقوی کی ایک تقریر کا موضوع ہے "کلامِ میر انیس میں نور کا مفہوم" اس تقریر میں آپ نے کلامِ میر انیس پر قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔ (اقتباس)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا

(سورۂ نساء آیت ۱۷۴)

ترجمہ:۔ "اے بنی نوع انسان تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیلِ روشن آچکی ہے ہم نے کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کے لئے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔"

برہان یعنی دلیل سے مراد حضرت رسولِ خدا ہیں اور نورِ مبین یعنی چمکتا ہوا نور سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔ "خلقتِ نور کی حدیث میں حضرت رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ نے ہماری

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تخلیق کا ارادہ فرمایا تو پہلے نور کو پیدا کیا اور پھر روح کو خلق فرمایا اور ان دونوں کو ملا کر مجھے اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا پھر میرے نور سے عرش کے نور کو علیؑ کے نور سے ملائکہ کے نور کو فاطمہؑ کے نور سے زمین و آسمان کو حسنؑ کے نور سے شمس و قمر کو اور حسینؑ کے نور سے جنّت و حور العین کو پیدا کیا۔" حدیثوں میں اوّل مخلوق نور، روح اور عقل سب سے مراد نورِ رسالتمآبؐ ہے۔ میر انیس نے "حدیثِ نور" کا تفصیل سے ذکر کیا ہے صرف تین بند سنئے :۔

پہلے کیا جس چیز کو اللہ نے پیدا ۔۔۔ لکھا ہے کہ وہ نور جنابِ نبوی تھا
دس سو برس اس دن سے وہ نورِ شہ والا ۔۔۔ اِستادہ رہا رو بروئے خالقِ یکتا
گہہ حمد و ثنا گہہ صفتِ قدرتِ حق تھی
اس نور پہ ہر دم نظرِ رحمتِ حق تھی

اس نور کو دو حصّے کیا حق نے برابر ۔۔۔ اور پھر کئے ہر حصّے کے دو حصّے مکرّر
دو ٹکڑوں سے مخلوق ہوئے احمدؐ و حیدرؑ ۔۔۔ پیدا ہوئے دو حصّوں سے سبطینِ پیمبرؐ
زہراؑ کو پھر اُس نور سے تنہا کیا پیدا
یوں پنجتنِؑ پاک کا نقشا کیا پیدا

تب کُرسی و لوح و قلم و عرشِ معلّا ۔۔۔ نجم و مہ و مہر و ملک و گنبدِ خضرا
شام و سحر و ظلمت و ضو جنّت و دنیا ۔۔۔ اللہ نے سب نورِ نبیؐ سے کئے پیدا
حق یہ ہے کہ باعث ہے وہ عالم کی بنا کا
کیا رتبہ ہے کیا فیض ہے محبوبِ خدا کا

حضرت رسالتمآبؐ کے نور سے حضرت علی، حضرت فاطمہ زہراؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی خلقت ہوئی۔ اس نور کے سلسلے کو اللہ نے قیامت تک قائم کر دیا، ہر زمانے میں اس نور کا ایک فرد موجود ہوا کرتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ اپنے عہد میں نور تھے۔ امام حسینؑ کی نسل میں نوؑ امام اور آئے میر انیس کہتے ہیں :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہر جسم میں جاں آتی ہے مذکور سے جس کے
دو نورِ خدا ہوں گے عیاں نور سے جس کے

سورۂ رحمان کی آیت ہے :-

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (آیت ۱۹)

"اس نے دو دریا بہائے جو کسی مقام پر باہم ملتے ہیں"

"يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (آیت ۲۲)

"اُن دونوں دریاؤں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ یہ دو نور کے دریا ہیں حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ ان دونوں سے لؤلؤ و مرجان یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت ہوئی"۔

میر انیسؔ کہتے ہیں :-

دو نور کے دریاؤں کو ہم نے کیا اک جا
تب اس سے ہوا گوہرِ نایاب یہ پیدا

امام حسینؑ کا نور فرشتے عرش پر دیکھ چکے تھے، آپ کی ولادت کے موقع پر جب جبرئیلِ امیں مبارکباد کے لئے آئے تو اس منظر کو میر انیسؔ اس طرح پیش کرتے ہیں :-

جب کر چکے ذکر کرم مالکِ تقدیر — جبرئیل نے پاس آن کے دیکھا رُخِ شبیرؑ
کی صلِّ علیٰ کہہ کے محمدؐ سے یہ تقریر — یا شاہ یہ مہرو تو ہے صاف آپکی تصویر

جب کی ہے زیارت پئے تسلیم جھکے ہیں
اس نور کو ہم عرش پہ بھی دیکھ چکے ہیں

حضرت امام حسینؑ شبیہ رسولؐ تھے، دونوں نور ہیں، امام حسینؑ کے نور سے دنیا روشن ہے میر انیسؔ کے مختلف مرثیوں سے تین بند اس موضوع پر لاجواب ہیں :-

مصباحِ بزمِ حیدرؑ صفدر حسینؑ ہے — گلگونِ قبائے عرصۂ محشر حسینؑ ہے
بے سر ہے پر زمانے کا سرور حسینؑ ہے — روشن ہے جس سے عرش وہ گوہر حسینؑ ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

عالم میں کیوں ضیا نہ ہو اس کے ظہور سے
اللہ خود بنائے جسے اپنے نور سے

پہلے تو زنگِ کفر کیا شیرِ حق نے دور | برعکس جو تھے قتل ہوئے سب وہ پُرغرور
ظاہر ہوئے حسینؑ تو حق نے کیا ظہور | وہ بھی خدا کے نور تھے یہ بھی خدا کے نور
حُبِّ علیؑ کے ساتھ جب ان کی وِلا ہوئی
ایماں کے آئینے کو دوبارہ جِلا ہوئی

غُل تھا ز ہے حسینؑ کی شوکت زہے وقار | گویا کھڑے ہیں جنگ کو محبوبِ کردگار
رُخ سے عیاں ہے دبدبۂ شاہِ ذوالفقار | ہے نورِ حق جبینِ مُنوّر سے آشکار
کیوں کر چھپے نہ ماہِ دو ہفتہ حجاب سے
چودہ طبق میں نور ہے اُس آفتاب سے

نور ایک صفت ہے لیکن جب کسی موصوف میں بدرجہ کمال موجود ہو تو مجازاً ذاتِ موصوف پر بھی اس کا اطلاق درست ثابت ہوتا ہے، خدا کے وہ بندے جو صاحبِ عصمت ہیں اور صفاتِ خیر سے آراستہ ہیں وہ سب کے سب نور ہیں۔ تمام انبیاء اور اُن کے اوصیائے طاہرین سب نور ہیں، حضرت رسولِ خداؐ پر نور کا اطلاق قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب دونوں آچکے"۔

اس آیت میں نور سے مراد حضرت رسولِ خدا ہیں۔ حضرت علی اکبرؑ شبیہ رسولؐ تھے اور ولی خدا بھی تھے علمائے کرام نے اس سلسلے میں علمِ کلام کی مباحث میں حضرت علی اکبرؑ کو نور تسلیم کیا ہے۔ میر انیسؔ کی نظر میں مقاتل اور علمِ کلام کی یہ کتابیں تھیں۔ وہ کہتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیا اکبرؑ جری کے کہوں رخ کی آب وتاب ذرہ تھا جس کے حُسن کے پرتو سے آفتاب

وہ دل میں شوق جنگ کا وہ عالمِ شباب گویا کھڑے تھے رن میں رسولِؐ فلک جناب

ہر ایک کو گماں تھا تجلّیٔ طور کا

جلوہ مگر فقط تھا محمد کے نور کا

جب ہم حضرت امام حسینؑ کی زیارت پڑھتے ہیں اس میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں:۔

اَنَّكَ كُنْتَ نُورًا فِي الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَالْاَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ

معصوم کو مخاطب کر کے کہا جاتا ہے کہ "آپ تو بلند رتبہ صُلبوں اور پاکیزہ رحموں میں نور کی حیثیت سے موجود تھے"۔

تمام مخلوقِ خدا میں محمدؐ و آلِ محمدؐ نور کے اکمل و اشرف افراد ہیں کیونکہ اُنہی کی بدولت تمام عالم بقعۂ نور بنا۔ قرآنِ پاک سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ نور ایک مثبت حقیقت ہے جو خیر و رُشد کے معانی کو اپنے دامن میں لیٹے ہوئے ہے اور اس کے منفی پہلو کا نام ظلمت ہے، کربلا میں امام حسینؑ کا لشکر نور تھا، میر انیس کہتے ہیں:۔

ایک ایک رخ پہ قدرتِ حق کا ظہور تھا

لشکر نہ تھا حسینؑ کا دریائے نور تھا

یزید اور یزید کا لشکر ظلمت تھا، کربلا نور و ظلمت کی جنگ تھی، میر انیس نے ایک آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرض (سورۂ نور آیت ۳۵) کا صَرف رجز میں اس طرح کیا ہے:۔

قرآں میں کون نورِ سمٰوات۔۔ و ارض ہے

طاعت وہ کس کی ہے جو زمانے پہ فرض ہے

میر انیس نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں معرکۂ کربلا کو نور و ظلمت کی لڑائی قرار دیا ہے، یہ لاجواب بند قابلِ داد ہے:۔

کعبہ اِدھر تھا جلوہ نما اور اُدھر کُنشت دوزخ کی آگ اُدھر تھی اِدھر گلشنِ بہشت

گیتی اِدھر کرم کی اُدھر تھی ستم کی کِشت یاں کارِ نیک ہوتے تھے واں فعل ہائے زشت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شیطاں تھا اُس طرف تو اِدھر کردگار تھا
میدان میں مقابلۂ نور و نار تھا

کربلا میں یہ ابدی فیصلہ ہو گیا کہ نور سے کوئی ظلمت کی طرف نہیں جائے گا۔ حرؑ ظلمت سے نور کی طرف آئے۔ یہ نور کی فتح تھی۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۷)

"اللہ ولی ہے صاحبانِ ایمان کا وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے"۔

میر انیسؔ کہتے ہیں:۔

نار سے نور کی جانب اسے لائی تقدیر
ابھی ذرّہ تھا ابھی ہو گیا خورشید منیر

علامہ ضمیر اختر نقوی کی تقریروں میں ایک اہم ترین موضوع "ذوالفقار" بھی ہے۔ برِّصغیر کے کسی عالم، فاضل، خطیب سے آپ "ذوالفقار" کے موضوع پر تقریر کرنے کو کہیں تو چند جملوں سے زیادہ نہیں بول سکتا۔ یہ علاّمہ ضمیر اختر نقوی کی خطابت کا کمال ہے کہ انھوں نے "ذوالفقار" کے موضوع پر اب تک پانچ تقاریر کی ہیں اور ہر کیسٹ ڈیڑھ گھنٹے سے کم نہیں گویا ساڑھے سات گھنٹے کا وقت "ذوالفقار" کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اگر ان تقاریر کو تحریر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب "ذوالفقار" پر تیار ہو سکتی ہے۔ ان تقریروں میں ایک لاجواب تقریر کا موضوع ہے "میر انیسؔ کے مرثیوں میں ذوالفقار کی مدح" اس موضوع پر ایک تقریر سنہ ۱۹۷۸ء میں کراچی میں ہوئی تھی اور دوسری تقریر سنہ ۱۹۸۹ء میں روضۂ کاظمین لکھنؤ کی ہے۔ یہ تقریر ہزاروں کے مجمع میں تقریباً تین گھنٹے مسلسل جاری رہی ہے۔ اس تقریر کا کیسٹ سُن کر ایک طرح کا جوش و ولولہ پیدا ہو جاتا ہے، داد و تحسین کے نعرے اور اہلِ لکھنؤ کا مجلسی شعور کیا ٹھکانہ ہے کہ لفظوں میں بیان کیا جا سکے۔ سچ پوچھیئے تو لکھنؤ کے علاوہ دنیا کے کسی شہر کے شیعوں میں مجلس سُننے کا شعور پیدا نہیں ہو سکا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

علامہ ضمیر اختر نقوی کی شاہکار تقریر "کلام میر انیس میں ذوالفقار کی مدح" سے ایک اقتباس:۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (سورۂ الحدید آیت ۲۶)

"اور ہم نے فولاد (لوہے) کو نازل کیا جس کے ذریعے سے سخت لڑائی اور لوگوں کے لئے بہت سی نفع کی باتیں ہیں تاکہ خدا دیکھ لے کہ بِن دیکھے خدا اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بیشک خدا بہت زبردست غالب (قوت والا) ہے۔"

پروردگار ہر چیز پر قدرتِ کاملہ رکھتا ہے۔ وہ لوہے کو آسمان سے نازل کر سکتا ہے۔ آیت میں یہ اعلان موجود ہے کہ ہم نے لوہے کو آسمان سے نازل کیا۔ مفسّرین کا کہنا ہے "الحدید" سے مراد تلوار ہے جو عرش سے نازل ہوئی۔ آئمہ معصومین نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ "الحدید" سے مراد "ذوالفقار" اور جنگ سے مراد "جنگِ احد" ہے جس لڑائی میں ذوالفقار نازل ہوئی۔

ذوالفقار کے نزول کا یہ واقعہ تاریخوں میں موجود ہے کہ جنگِ اُحد میں جب حضرت حمزہؑ شہید ہو گئے تو میدانِ اُحد میں صرف رسولِ خداؐ اور حضرت علیؑ مرتضیٰ تنہا رہ گئے۔ فاتح بدر و حُنین نے کافروں کا مقابلہ کیا اور کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس حملہ میں حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی وہ ٹوٹی ہوئی تلوار لے کر رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابھی تمام کیفیت عرض ہی کر رہے تھے کہ جبرئیل امین ایک تلوار لے کر رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ مالکِ کائنات نے بعد تحفۂ درود و سلام یدِ قدرت سے بنی ہوئی یہ تلوار بھیجی ہے یہ سیفِ خدا، اسد اللہ کو عنایت کیجئے۔

حضرت علیؑ کی جانثاری کا یہ خصوصی انعام تھا جو منجانب اللہ عرش سے نازل ہوا تھا۔ اِدھر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تلوار آئی اُدھر جبرئیل امین نے فضا میں بلند ہو کر اپنے ساتھ کے چار ہزار فرشتوں کے ساتھ نعرہ بلند کیا۔

لا فتیٰ اِلّا علیؑ لا سیف اِلّا ذوالفقار

"نہیں ہے کوئی جوان مگر علیؑ اور نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گویا جبرئیل امیں کا یہ اعلان ایک قصیدہ تھا جو حضرت علیؑ کی شان میں وہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ذوالفقار آئی، پنجۂ شیرِ خدا اور قبضۂ ذوالفقار نے ایک دوسرے سے مناسبت پائی۔ میر انیسؔ کہتے ہیں

"جیسی وہ ذوالفقار تھی ویسا ہی ہاتھ تھا"

میدانِ اُحد سے حضرت علیؑ نے لشکرِ کفار کو مار بھگایا اکثر کو تنہا قتل کیا، اب میدانِ اُحد صاف تھا، ذوالفقار کی آب نے خون کے دریا بہا کر اسلام کے دامن سے گردِ شکست کو دھو کر ظاہری شکست کو فتح میں بدل دیا یہی تلوار ہے جس سے مسلمانوں کو نفع حاصل ہوا، اس نفع کا اعلان سورہ حدید کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

ذوالفقار عربی کا لفظ ہے لیکن "فقار" کے دو معنی ہیں۔ یہ فقرہ کی جمع ہے، فقرہ عربی میں کلام یا جملہ کے لطیف نکتہ کو کہتے ہیں اس کی جمع "فقار" یعنی زبان سے متعلق ہے اور دوسرے معنی ہیں "الفقرہ" یا "الفُقارہ" یعنی ریڑھ کی ہڈّی، ذوالفقار کی پشت مُہرہ ہائے پُشت کی طرح سیدھی نہ تھی، جس طرح ریڑھ کی ہڈی خم دار ہوتی ہے ذوالفقار بالکل اسی طرح کی تھی، تلوار میں بھی مُہرے تھے جس طرح ریڑھ کی ہڈی میں اِدھر اُدھر ہوتے ہیں، ایک روایت یہ بھی ہے کہ تلوار پر چونکہ یہ فقرے تحریر تھے۔

لا فتیٰ اِلّا علیؑ لا سیف اِلّا ذوالفقار

اس لئے اس تلوار کا لقب ذوالفقار قرار پایا۔ اب جو بھی معنی ہوں یہ نام لسانِ قدرت کا عطا کیا ہوا ہے۔ لیکن ذوالفقار کی تیزی، چم خم، کاٹ، گھاٹ، باڑھ، دھار کو میر انیسؔ کے علاوہ کوئی دوسرا بیان نہیں کر سکا۔ میر انیسؔ نے ذوالفقار کا خم، جھنکار، چمک، روانی و پانی، شعلہ فشانی و تیز زبانی، اس کی ادائیں اس کے جوہر اس کے پھل اس کے اوج اور اس کے معجزات کو جس طرح بیان کیا ہے اُسے سُن کر ہر ادب پسند ورطۂ حیرت میں آ جاتا ہے۔

میر انیسؔ نے ذوالفقار کو کہیں پری وش بنایا ہے اور کہیں دُلھن کے روپ میں دیکھا ہے، کہیں پر مچھلی کی طرح مشّاق پیراک بنایا اور کہیں پر حسینوں کا اشارہ قرار دیا، کہیں ذوالفقار کی روشنی کو ستارہ کی طرح ٹوٹتے اور گرتے ہوئے دکھایا، ذوالفقار کی تعریف میں انھوں نے بند کے بند تصنیف کئے ہیں۔

کلامِ میر انیسؔ میں ذوالفقار کبھی برق نظر آتی ہے اور کبھی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کبھی ثعبان

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جاتی ہے اور کبھی شہباز کی طرح پرواز کرتی ہے، کہیں اژدر کی طرح آگ اُگلتی نظر آتی ہے اور کبھی قہرِ خدا بن کر دشمنوں کے سروں پر نازل ہوتی ہے۔

میر انیسؔ نے ذوالفقار کے مختلف القابات و خطابات بتائے ہیں۔ وہ برچھی بھی ہے، کٹاری بھی ہے، سروہی بھی ہے، چھُری بھی ہے، موت کی تصویر بھی ہے، عنقائے ظفر بھی ہے، شہبازِ اجل بھی ہے، مہ نو بھی ہے، شمع کی لو بھی ہے، امرت بھی ہے، زہرِ ہلاہل بھی ہے، مسیحا بھی ہے، قضا بھی ہے معشوقِ خوش ادا بھی ہے، عروسِ ظفر بھی ہے، صاحبِ جوہر بھی ہے، صاعقہ کردار بھی ہے، شمشیرِ شعلہ بار بھی ہے۔

میر انیسؔ نے ذوالفقار کو قرآن، علمِ تفسیر، حدیث، تاریخ، سیَر، فلسفہ، منطق، علمِ کلام، ادب اور علمِ الوان تمام علوم میں تلاش کیا ہے، انھیں قرآن میں ذوالفقار نظر آئی تو یہ کہا کہ

"نازل اُسی کی شان میں ہے سورۂ حدید"

تفسیر میں دیکھا کہ وہ آسمان سے نازل ہوئی ہے تو میر انیسؔ نے کہا

"جو عرش ذوالجلال سے اُتری وہ تیغ تھی"

ایک پورا بند دیکھئے:-

کیا تیغ کی تعریف کرے کوئی زباں سے — جن مانگیں اماں جان کی جس آفتِ جاں سے
واں قطع سخن خوب جو باہر ہو بیاں سے — دھوئی ہوئی کوثر میں زباں لائے کہاں سے
یوں تیغ عرش سے اتری ہے کسی کو
ہدیہ وہ خدا نے جسے بھیجا تھا علیؑ کو

میر انیسؔ نے ذوالفقار کے معنی بتائے ہیں گویا لُغات کی سیر کرائی ہے:-

فقروں کا ذوالفقار کے مطلب ادا نہ ہو
کٹ جائے ساری عمر تو اس کی ثنا نہ ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اعضائے بدن قطع ہوئے جاتے تھے سب کے
قینچی سی زباں چلتی تھی فقرے تھے غضب کے

لب صورتِ شگافِ قلم بند کر دیئے
فقروں کے ذوالفقار نے دم بند کر دیئے

کیونکر جواب دے کوئی دم بند سب کے ہیں
غُل تھا کہ ذوالفقار کے فقرے غضب کے ہیں

میر انیس نے علمِ الوان کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ رنگوں کے استعمال میں اُن کے یہاں ایک علمی شعور پایا جاتا ہے، اُنھوں نے ذوالفقار کا رنگ سبز بتایا ہے:۔

ہیرا تھا بدن رنگ زمرّد سے ہرا تھا
جوہر نہ کہو پیٹ جواہر سے بھرا تھا

گلے کاٹ کر جب لہو سے رنگیں ہو جاتی تھی تو

"تھی تیغ دو پیکر کی زباں سُرخ دہن سُرخ"

چوتھے مصرع کی یہ بیت دیکھئے:۔

بے وجہ نہ منھ لال تھا اس عربدہ جو کا
بیڑہ وہ اٹھائے ہوئے تھی خونِ عدو کا

میر انیس نے ذوالفقار کے معجزات تفصیل سے بیان کئے ہیں، بہت سے معجزات کتابوں میں ذوالفقار کے سلسلے میں راویوں نے تحریر کئے ہیں۔ ایسی تمام کتابوں پر میر انیس کی گہری نظر تھی، ذوالفقار کے معجزات و صفات عجائبات ہیں، ذوالفقار دو زبانوں والی تھی، تیز دھار والی تھی۔ وہ چلتی تھی تو میدانِ جنگ میں بڑھتی بھی تھی اور گھٹتی بھی تھی، جہاں تک چاہے میدانِ جنگ میں چلی جائے اور پھر واپس آجائے۔

"وہ تیغ دو سر کا کبھی بڑھنا کبھی گھٹنا"

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر انیس کہتے ہیں ذوالفقار میدانِ جنگ میں اکثر ہفتاد گز کی ہو جاتی تھی:۔

اٹھتی تھی پڑے ضرب جو شمشیر دو پیکر
بڑھ جاتی تھی ہفتاد گز اُس دم وہ سراسر

حضرت رسولِ خدا فرماتے تھے کہ جس طرح موسیٰؑ کو عصا کا معجزہ دیا گیا مجھے ذوالفقار کا معجزہ عطا کیا گیا۔ عصائے موسیٰؑ میں اژدھا بننے کی قوت موجود تھی ذوالفقار بھی اژدھا بن جاتی تھی:۔

وقتِ وغا عصا تھی کبھی اژدھا کبھی — تلوار بن گئی وہ کبھی اور قضا کبھی
بجلی کبھی تھی ابر کبھی اور ہوا کبھی — بنتی تھی کفر کی خاطر بلا کبھی

پھرتے تھے جب حسینؑ پیادوں کو رول کے
کھا لیتی تھی سروں کو دہن کھول کھول کے

ذوالفقار کو یہ بھی معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ وہ صُلبوں میں مومن اور کافر کی نسلوں کو دیکھ کر چلتی تھی، ذوالفقار کو یہ بھی معجزہ ملا تھا کہ وہ تنہائی میں شیرِ خداؑ سے باتیں کرتی تھی اور کربلا میں امام حسینؑ سے محوِ گفتگو تھی۔ ذوالفقار کا ایک وصف یہ تھا کہ وہ دشمن کے جسم کو دو حصّوں میں برابر تقسیم کر دیتی تھی طول کے وار میں سر سے چلتی تھی زمین تک در آتی، جب عرض کے وار سے چلتی تو کمر سے کاٹ کر دو ٹکڑے برابر کے کر دیتی تھی:۔

فولاد ہو کہ سنگ یہ منھ موڑتی نہیں
بے دو کئے کسی کو کبھی چھوڑتی نہیں

میر انیس نے ذوالفقار کو دُلھن کی طرح سجی ہوئی بھی دیکھا ہے:۔

"جوہر نہ کہو موتیوں سے مانگ بھری تھی"

گھونگھٹ ہٹا تو برق سی چمکی لڑائی میں
نقدِ حیات لینے لگی رونمائی میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میدانِ جنگ میں جب ذوالفقار دشمنوں کے خون سے سُرخ ہو جاتی ہے تو اس کا رنگ سبز سے سُرخ ہو جاتا ہے اس وقت میر انیسؔ ذوالفقار کو "عروسِ ظفر" اور "عروسِ فتح" کے خطابات سے یاد کرتے ہیں اور کبھی "پری وش" کہتے ہیں، میر انیسؔ کا یہ لاجواب بند سنئے جسے میں نے اپنی تقریروں میں بار ہا پڑھا ہے آج خصوصی فرمائش ہے کہ یہ بند پھر سُنا دیا جائے :۔

زیبا تھا دمِ جنگ پری وش اُسے کہنا ۔۔۔ معشوق بنی سُرخ لباس اس نے جو پہنا
جوہر تھے کہ پہنے تھی دلہن پھولوں کا گہنا ۔۔۔ اس اوج میں وہ سر کو جھکائے ہوئے رہنا
سیبِ چمنِ خُلد کی بو باس تھی پھل میں
رہتی تھی وہ شبیرؑ سے دولھا کی بغل میں

"ارجح المطالب" میں عبداللہ ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ شبِ معراج حضرت رسولِ خدا نے جنت میں سیب کے درخت سے ایک سیب تناول فرمایا تھا اور واقعۂ شبِ معراج کے بعد اُسی سیب سے حضرت فاطمہ زہراؑ کی خلقت ہوئی تھی اُسی سیب کے درخت کی جڑ سے ذوالفقار کی خلقت ہوئی تھی، ذوالفقار میں اُسی جنت کے سیب کی خوشبو تھی، میر انیسؔ نے پانچواں مصرع کیا خوب کہا ہے :۔

سیبِ چمنِ خلد کی بو باس تھی پھل میں

میر انیسؔ نے ذوالفقار کو دلہن کی طرح سجایا ہے، لوہے پر جو قدرتی نقوش ہوتے ہیں انہیں جوہر کہتے ہیں جو لوہے کی عمدگی کو ظاہر کرتے ہیں، ذوالفقار کے جوہر پھولوں کے گہنے کے تھے، لکھنؤ میں پھولوں کا گہنا عام طور سے موتیے کے پھولوں سے تیار کیا جاتا تھا، موتیے میں ہلکا ہلکا سبز رنگ سفیدی میں جھلکتا ہے۔ جوہر کی سبزی کو پھولوں کے گہنے کی سبزی سے تشبیہ دے کر میر انیسؔ نے ماہرِ علم الوان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ دلہن سر کو جھکا کر چلتی ہے۔ تلوار کے خم کو دُلہن کا سر جھکانا کہہ کر حسنِ بیان میں چار چاند لگا دیئے ہیں لیکن دُلہن کے لئے دولھا کا وجود بھی لازمی ہے۔ چھٹے مصرع میں فنِ شاعری کا عروج دیکھئے :۔

رہتی تھی وہ شبیرؑ سے دولھا کی بغل میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ان کے علاوہ علامہ ضمیر اختر نقوی نے میر انیس اور مرزا دبیر کے کلام کو مجلسوں میں نئے نئے انداز سے پیش کیا ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی ہر سال جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی شہادت کی مجالس سے خطاب فرماتے ہیں۔ ان مجالس میں اس سال آپ نے یہ جدت فرمائی کہ میر انیس اور مرزا دبیر نے جناب سیدہ کے جو فضائل نظم کئے ہیں اس کی تفصیل علامہ صاحب منبر سے بیان فرماتے اور راقم الحروف (ماجد رضا) ان اشعار کو تخت پر بیٹھ کر لحن سے پڑھتا، جب علامہ صاحب نثر میں تشریح فرماتے تو میں خاموش ہو جاتا اور اُن کی تفصیل کے بعد میں دوبارہ بند پیش کرتا، یہ ایک بالکل نیا اور اچھوتا تجربہ تھا جو نہایت کامیاب رہا اور سامعین نے بہت پسند کیا۔

میں نے علامہ ضمیر اختر نقوی کی تقریروں سے چند نکات "کلامِ میر انیس" کے موضوع سے متعلق پیش کئے ہیں، اگر تمام تقاریر کو جمع کیا جائے تو یقیناً ضخیم جلدیں مرتب ہو جائیں گی اور انشاء اللہ یہ کام بھی عنقریب قدر دانوں کے سامنے آجائے گا۔

زیرِ نظر کتاب بھی علامہ ضمیر اختر نقوی کی میر انیس اور اُن کے خاندان اور خاندان کے شاعروں کے کلام سے محبت و عقیدت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ یہ کتاب میر انیس اور اُن کے خاندان سے متعلق ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھ جیسے ہیچمداں اور نو آموزِ فن کی تحریر بھی اس یادگار کتاب میں شامل ہے۔

آخر میں علامہ ضمیر اختر نقوی کو اُن کی یادگار کتابوں کی اشاعت پر مبارک باد دیتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ علامہ ضمیر اختر نقوی نے انیس اور انیسیات کے تنقیدی و تحقیقی دائرے کو وسیع تر کر دیا ہے انھوں نے نوجوان نسل کو میر انیس سے محبت کرنا سکھایا ہے اور وہ ادب اور مذہب کی دنیا میں ایک ایسا ادارہ بن گئے ہیں کہ اس ادارے کی رکنیت حاصل کئے بغیر کم از کم پاکستان کا کوئی بھی علمی و ادبی شخص اپنے کام کو مکمل نہیں کر سکتا۔ علم و ادب کی اس عظیم شاہراہ کا نام ہے ضمیر اختر نقوی جن کے لئے جوش ملیح آبادی کا یہ شعر صادق آتا ہے:۔

تیرا وجود فخرِ ضمیرِ حیات ہے
تو محض ایک فرد نہیں کائنات ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تائم رضا نقوی

ضمیر اختر نقوی

برِّ صغیر کے ممتاز دانشوروں کی نظر میں

جوش ملیح آبادی

"اگر میرا اللہ کا سا مزاج ہوتا تو میں آپ کے دامن کو موتیوں سے بھر دیتا۔"

رئیس امروہوی

"برادرِ عزیز سیّد ضمیر اختر نقوی ماشاء اللہ محقّق بھی ہیں مصنّف بھی اور مقرّر بھی اور ان کی شخصیت کی یہ تینوں جہات قابلِ قدر ہیں۔"

مسٹر ورنن جیمز شوبل (اسکالر ورجینیا یونیورسٹی امریکہ)

"میں نے امام حسینؑ کی عزاداری کے موضوع پر امریکہ میں پی ایچ ڈی کیا ہے۔ میرا یہ کام کبھی آسان نہ ہوتا اگر ضمیر اختر صاحب کی تقاریر اور کتابوں سے استفادہ نہ کرتا۔ وہ ایک قابلِ قدر ذریعۂ معلومات ہیں۔"

ڈاکٹر اکبر حیدری (صدر شعبۂ اُردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر)

"ضمیر اختر نقوی ایک اچھے محقّق اور بہترین خطیب بھی ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں جب

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لکھنؤ آئے تھے یہاں کے سخن فہم حضرات اور ناقدین کے علاوہ پڑھے لکھے لوگوں کا خاصا مجمع ان کی مجلسیں ہمہ تن گوش ہو کر سنتا تھا۔ مجلسیں کیا پڑھتے ہیں گویا منبر پر جادو جگاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ اور روشن دماغ سے سرفراز کیا ہے۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو کسی ذہین، مشاق اور جینیس انسان میں ہونا چاہیئے۔ اس پر طرہ یہ کہ ان کے دماغ میں وہ نادر اور نایاب چیزیں محفوظ ہیں جن سے وقتاً فوقتاً ہم دور افتادگان بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ وہ ایک ادارہ اور ایک انسٹیٹیوٹ سے کم نہیں ہیں۔"

جگن ناتھ آزاد (صدر شعبۂ اردو جموں یونیورسٹی کشمیر)

"ضمیر اختر نقوی کے علمی اور ادبی کارناموں سے پاکستان اور ہندوستان کی تمام یونیورسٹیاں اور تمام اہلِ نظر مستفید ہو رہے ہیں"۔

علی سردار جعفری (بمبئی)

"ضمیر اختر نقوی کے علمی اور تحقیقی کارنامے ہر لحاظ سے بلند پایہ اور قابلِ قدر ہیں"۔

سیّد ہاشم رضا

میں ضمیر اختر نقوی کی تخلیقی اور تنقیدی قابلیت کا معترف رہا ہوں۔ صاحبِ نظر حضرات اس معاملے میں مجھ سے اتفاق کریں گے میرے بھائی سیّد آلِ رضا، ضمیر اختر نقوی کی بڑی قدر کرتے تھے۔

پروفیسر کرار حسین

" اگر ضمیر اختر کی محنت کی داد نہ دی جائے تو یہ ایسی ناقدری ہوگی جو احسان فراموشی کی حدود کو چھوتی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پروفیسر ممتاز حسین

"ضمیر اختر نقوی کا اسلوب بیان شائستہ اور رچا تُلا ہوا ہے"۔

محمد علی صدیقی

"ضمیر اختر نقوی، وسیع مطالعہ اور تحقیقی لگن کی قابلِ رشک مثال ہیں"۔

علی جواد زیدی (صدر اُردو اکیڈمی لکھنؤ)

"ضمیر اختر نقوی کی سعئ پیہم ایک خوش آئند مستقبل کی پیامی ہے۔ وہ ایک اچھے محقق ہیں۔ تحقیقی مواد کو سلیقے سے یکجا کرنے اور پیش کرنے کی صلاحیت قابلِ قدر ہے"۔

Presented By: https://jafrilibrary.org

پروفیسر مرزا علی اظہر برلاس

"ضمیر اختر نقوی نے علمی اور ادبی خزانوں کی کھوج میں جس عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا ہے اس کو وہی حضرات محسوس کر سکتے ہیں جنھوں نے اس میدان خارزار میں کبھی قدم رکھا ہو"۔

ڈاکٹر پروفیسر فاضل زیدی (صدر شعبۂ اُردو سکرنڈ گورنمنٹ کالج سندھ)

"میں ضمیر اختر نقوی کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔"

ڈاکٹر پروفیسر منظر کاظمی

"ضمیر اختر نقوی مجھے صرف اس لئے پسند ہیں کہ میں نے ان کی شخصیت میں جو بالغ النظری، دانش مندی قوتِ ایمانی، جرأت اور حقیقت پسندی کا امتزاج دیکھا ہے۔ وہ اس دورِ جدید میں عنقا ہے"۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پروفیسر سحر انصاری (شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی)

"مقام شکر ہے کہ ضمیر اختر نقوی صاحب "ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں کہے" ذیل میں آتے ہیں۔"

سعید حسنین عابدی (لکھنؤ)

"عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ریسرچ اسکالر کسی ایک مضمون ایک ادب یا ایک معاشرے پر تحقیق کر کے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کرتے ہیں۔ میں نے جہاں تک غور کیا ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ضمیر اختر نقوی صاحب مختلف ادیان، قرآن، تفسیر، حدیث، تواریخ اسلام، ادب وغیرہ پر بہت اچھی تحقیق اور وسیع نظر کے حامل ہیں۔ ان کے موضوعات بالکل منفرد اور انوکھے ہوتے ہیں۔ اُن کی تقریریں سُن کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ علم کا نہ رُکنے والا ایک اُبلتا ہوا چشمہ ہے۔"

ماجد حسین رضوی (رضویہ سوسائٹی)

"جناب ضیاء الحسن صاحب موسوی نے ایک جلسے میں حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا، "ضمیر اختر نقوی، قوم کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہیں ان کی قدر کیجیے اور ان کی حفاظت کیجیے"۔ آج بھی میرے کانوں میں اُس باعظمت شخصیت کے جملے گونج رہے ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری، پی، ایچ، ڈی، ڈی لٹ کراچی یونیورسٹی

برادر محترم و برادر عزیز

ضمیر اختر صاحب سلام اور دعائیں!

"محترم اور سلام" اس لئے کہ آپ تنہا اس دور میں انیس شناس ہیں، کم از کم مجھ سے تو بہت زیادہ میر انیس کو جانتے پہچانتے ہیں۔ "عزیز اور دعائیں" اس لئے کہ آپ عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں، گو یہاں بھی میں غلطی کر گیا، بزرگی کا تعلق عمر و سال سے ہے یا علم و عقل سے؟

(۶ ستمبر ۱۹۷۷ء)

"انیسیات سے آپ کی دلچسپی میرے لئے قابلِ رشک ہے۔ یقین ہو چلا ہے کہ میر انیس کو نئی نسل آپ کی توجہ سے پہچانے گی اور شہرتِ عام و بقائے دوام کے اس منصب پر لے جائیگی جس کے وہ مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمر میں برکت دے اور انیس کے سلسلے میں آپکی کوششوں کو بارآور کرے"

(۲۹ نومبر ۱۹۷۲ء)

"آپ کے شغفِ ادبی اور اُنس انیسی پر رشک آتا ہے، آپ انیس پر کوئی کام کر جائیے آپ سے بہتر اس کام کو کوئی نہیں کر سکتا، میرا کام تو صرف کام کا احساس دلانے کے لئے ہے"

(۲ جون ۱۹۷۳ء)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سید ضمیر اختر نقوی

کی دوسری کتابیں

(۱) جوش ملیح آبادی کے مرثیے
(۲) اردو مرثیہ پاکستان میں
(۳) اردو غزل اور کربلا
(۴) شعرائے اردو اور عشقِ علیؑ
(۵) تلامذۂ ناسخ
(۶) تاریخِ مرثیہ نگاری (دس جلدیں)
(۷) میر انیس زندگی اور شاعری
(۸) اقبال کا فلسفۂ عشق
(۹) شہید علمائے حق
(۱۰) مجالسِ ترابی (۵ جلدیں)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حرفِ آغاز

پانچ برس کی عمر میں میری زبان کلامِ میر انیسؔ سے آشنا ہوئی۔ یہ میری والدہ مرحومہ کا فیضِ تربیت تھا کہ اس عہد کے مہذب مسلمان گھرانوں کی روایات کے مطابق بچپن میں میر انیسؔ کی رباعیات یاد کروادی جاتی تھیں، سب سے پہلے میر انیسؔ کی جو رباعی میں نے یاد کی تھی وہ یہ ہے:۔

گلشن میں پھروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں | یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے | حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

ہمارے گھر میں میر انیسؔ کی تصویر بھی شیشے کے فریم میں دیوار پر آویزاں تھی، یہی وجہ ہے کہ شاعروں میں سب سے پہلے میں نے جسے پہچانا وہ میر انیسؔ ہی تھے۔ خیر سے جب اسکول جانے لگے اور نصابی کتابیں پڑھنے کا زمانہ آیا تو اردو نصاب کی کتاب میں میر انیسؔ کا کلام بھی شامل تھا اور اکثر اپنی اردو کی کتاب کے یہ اشعار با آواز بلند پڑھتا رہتا تھا۔ بچپن میں یہ اشعار بہت اچھے معلوم ہوتے تھے اور آج بھی یہ اشعار مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔

حضرت عونؑ و محمدؑ میدانِ جنگ کی طرف سدھار رہے ہیں اس موقع پر حضرت زینبؑ اپنے بچّوں سے فرماتی ہیں:۔

جاتے تھے ہم پر جو کبھی احمدؐ مختار | اور لشکرِ اسلام پہ چڑھ آتے تھے کفّار
کرتے تھے دغا ایک طرف جعفرِ طیّار | لڑتے تھے علیؑ ایک طرف کھینچ کے تلوار

مشکل نہیں کچھ فوجِ دغا باز سے لڑنا
صدقے گئی تم بھی اسی انداز سے لڑنا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اک شیر سا تیروں کے نیستاں میں در آئے — اک برچھیوں والوں کے پرے خوں میں بھر آئے

جس شامی پہ تلوار پڑے دو نظر آئے — لڑتا ہوا اک جائے اُدھر اک اِدھر آئے

میداں میں جری نام پہ دیتے ہیں سر اپنا

ایک ایک الگ لڑ کے دکھا دو ہُنر اپنا

حلقے میں اگر ایک کو لیں برچھیوں والے — اک بھائی اُسے دوڑ کے نرغے سے نکالے

تم اُس کے مددگار رہو وہ تم کو بچا لے — اک دم لے تو اک بڑھ کے لڑائی کو سنبھالے

شیرانہ رہے ایک دلیرانہ رہے ایک

جب بھیڑ پڑے ایک کا پروانہ رہے ایک

نانا کی طرح کون وغا کرتا ہے دیکھوں — سر کون ہزاروں کے جدا کرتا ہے دیکھوں

حق کون بہت ماں کا ادا کرتا ہے دیکھوں — ایک ایک صفِ جنگ میں کیا کرتا ہے دیکھوں

دکھلائیو ہاتھوں سے صفائی کا تماشا

میں پردے سے دیکھوں گی لڑائی کا تماشا

اس کے علاوہ بچپن سے میر نفیس کا ذکر بھی سنتے رہتے تھے۔ ہمارے دادا جان مرحوم جن کو میں بتا کہتا تھا۔ سیّد دیانت حسین نقوی رئیسِ (مصطفےٰ آباد ضلع رائے بریلی) بیان فرماتے تھے کہ

"میر نفیس ہماری شادی کے موقع پر دعوتِ ولیمہ
میں لکھنؤ سے مرثیہ پڑھنے کیلئے بُلوائے گئے تھے"

بحکم حضرتِ امام زین العابدین علیہ السلام سادات کے بہت سے گھرانوں میں یہ دستورِ قدیم ہے کہ شادی کے موقع پر "مجلسِ حسینؑ" منعقد کی جاتی ہے۔ یہ مجلس بھی اسی دستور کے مطابق ہوئی تھی۔ میر نفیس جب مصطفےٰ آباد سے واپس ہوئے تو دادا مرحوم کی ننہال پہنچی سادات بھی گئے تھے۔ دریائے گنگا کے کنارے یہ سادات کی مختصر آبادی تھی، میرے دادا کے نانا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر خادم حسین جو پٹی سادات کے جاگیردار تھے، انھوں نے یہاں گنگا کے کنارے شبیہ روضۂ کربلائے معلیٰ تعمیر کروائی تھی۔ میر نفیس نے اس متبرک مقام کی زیارت کی اور بے ساختہ یہ شعر پڑھا تھا:۔

اس کربلا کو دیکھ کے ہوتا ہے یہ یقیں
خادم حسین واقعی خادم حسینؑ تھا

یہ مقدس عمارت جس کا سنِ تعمیر ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۴۹ء ہے۔ دریائے گنگا کے کنارے یہ عمارت دریا کی سطح سے تقریباً پچاس فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ ایک پُر فضا مقام ہے میر نفیس نے یہاں بھی ایک مجلس پڑھی تھی۔

میرے گھر میں دولہا صاحب عروجؔ کا چرچا بھی رہتا تھا۔ مصطفےٰ آباد ضلع رائے بریلی کی مجلسوں میں زیادہ تر مرثیے تحت اللفظ پڑھے جاتے تھے۔ دولہا صاحب عروجؔ بھی کسی زمانے میں وہاں آتے تھے۔ بزرگوں کی زبان سے دولہا صاحب عروجؔ کی یہ بیت بچپن میں سُننے تو ایک عجیب غم کا تاثر دل و دماغ پر چھا جاتا تھا:۔

حرم سمیت شہِ مشرقین پیاسے ہیں
جہاں میں آگ لگی ہے حسینؑ پیاسے ہیں

میرے ایک بزرگ سید محمد رضی مرحوم مرثیہ خوانی میں دولہا صاحب عروجؔ کے شاگرد تھے۔ دولہا صاحب عروجؔ نے اپنے والد میر نفیس کا ایک مطبوعہ مرثیہ بخطِ نفیس جس پر میر انیس کے قلم سے اصلاح تھی تحفتاً انھیں بزرگ کو دے دیا تھا۔ بعد میں یہ مرثیہ سید محمد رضی مرحوم سے مہذب لکھنوی صاحب مرحوم نے حاصل کر کے شائع کیا تھا۔ یہ کتاب "مرثیۂ نفیس بہ اصلاحِ انیس" ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔

دولہا صاحب عروجؔ کے صاحبزادے سید محمد حسن فائزؔ عرف لڈّن صاحب کا ذکرِ خیر بھی بچپن سے سُنتا رہا ہوں، میری والدہ مرحومہ کی سگی مُمانی رقیہ بیگم مرحومہ جو گھنٹی والے مکان لکھنؤ کے محلے گولہ گنج میں رہتی تھیں، اُن کی پھوپھی لڈّن صاحب فائزؔ کی زوجہ تھیں، ہم جب بھی اُن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے گھر جانے بہت سی باتیں میر انیس اور اُن کے خاندان کی سُنتے تھے۔ رقیہ بیگم مرحومہ کی چھوٹی بہن زہرا بیگم بھی بہت ادبی خاتون تھیں جو ثاقب لکھنوی کے سب سے بڑے بیٹے میرزا جعفر حسین قزلباش مرحوم (ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر۔ لاہور) کی زوجہ تھیں۔

آنو جی کی مسجد کے سامنے والی گلی میں ایک مسجد "موتی مسجد" کے نام سے مشہور تھی یہاں ایک خاتون عالیہ بیگم صاحبہ رہتی تھیں وہ اکثر میری والدہ مرحومہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتی تھیں اُن کے بارے میں سُن رکھا تھا کہ یہ میر عارف کی بیٹی ہیں۔ جب میں پاکستان آیا تو یہاں بھی یہ خاتون والدہ مرحومہ سے ملنے کے لئے میرے گھر آیا کرتی تھیں۔ عالیہ بیگم صاحبہ حیات ہیں اور نارتھ ناظم آباد میں رہتی ہیں۔

رضویہ سوسائٹی میں میرا قیام تھا بات ہے ۱۹۶۷ء کی جب ہی خاندانِ میر انیس کی دو ہستیوں سے ہماری ملاقات ہوئی ایک سید یوسف حسین شائق مرحوم فرزند میر عارف اور دوسرے سید اصغر حسین مرحوم فرزندِ بابو صاحب فائق، ان دونوں حضرات سے ایسے گہرے مراسم ہو گئے جیسے قریبی رشتے داروں میں ہوتے ہیں۔ سید اصغر حسین مرحوم کے پاس مرثیوں کا بہت اچھا ذخیرہ تھا، یہ ذخیرۂ مراثی میں نے دیکھا اور بہت سے مخطوطات سے اس کتاب میں استفادہ بھی کیا ہے۔ انھیں کی زبانی بہت سے خاندانی حالات کا بھی علم ہوا انھیں کی بتائی ہوئی باتوں سے میں نے میر عارف اور بابو صاحب فائق کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

۱۹۷۰ء میں میر انیس کے کلام کا گہرا مطالعہ شروع کیا نولکشوری جلدیں لکھنؤ سے اپنے ساتھ لایا تھا، چاروں جلدوں کے تمام مرثیے پڑھ ڈالے۔ سینکڑوں اشعار زبانی یاد ہو گئے، یہ ہے وہ مختصر سا پس منظر جس نے مجھے میر انیس سے والہانہ محبت کو عشق تک پہنچایا اور جس کی پختگی میں میری والدہ مرحومہ کا بڑا فیض ہے جن کی سخن فہمی نے کلام میر انیس کو سمجھنے کا شعور عطا کیا۔

والدہ مرحومہ اکثر گھر میں مجلس کرتی تھیں تو گھر کے افراد کو جمع کر کے خود ہی تحت اللفظ مرثیہ پڑھتی تھیں۔ گھر میں بہت سے قلمی مرثیے موجود تھے۔ خصوصاً شبِ عاشور والدہ صاحبہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب یہ مرثیہ پڑھتی تھیں :-

پیارے نہ تھے حسین علیہ السلام کے   لائی حرم سرا میں بہن ہاتھ تھام کے
تھرّا رہے تھے پاؤں شہ تشنہ کام کے   سر دوش پر تھا زینبؑ عالی مقام کے
فرماتے تھے بہن، علی اکبرؑ گزر گئے
ہم ایسے سخت جاں ہیں کہ اب تک نہ مر گئے

یہ مرثیہ سن کر روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ خود والدہ مرحومہ بھی بے اختیار گریہ فرماتی تھیں اور اُن کی گلوگیر آواز میں یہ مرثیہ اور زیادہ سوز و گداز کا مرقع بن جاتا تھا۔

اُسی زمانے میں کہ ۱۹۷۰ء تھا دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ میر انیس پر کچھ تحریری کام کیا جائے۔ میر انیس کی صد سالہ برسی منانے کا خیال شاید سب سے پہلے میرے ہی دل میں آیا اور میں نے ایک خوبصورت تصویر میر انیس کی بنوا کر اُس پر میر انیس کی تاریخِ وفات لکھوائی اور اپنے ڈرائینگ روم میں سجادی تاکہ یہ یاد رہے کہ آئندہ سال ۲۹ شوال ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں میر انیس کی صد سالہ برسی منائی جائے گی۔

میری تحریک پر خاندانِ میر انیس کے بزرگ سیّد یوسف حسین مرحوم اور سید اصغر حسین مرحوم کے علاوہ جن حضرات نے مجھ سے تعاون کیا اُن میں سیّد سبطِ حسن رضوی (اسلام آباد) سیّد علی حسنین نقوی شیدا مرحوم (راولپنڈی) مولانا سیّد مرتضیٰ حسین فاضل مرحوم (لاہور) اور ڈاکٹر سیّد صفدر حسین مرحوم (لاہور) ڈاکٹر سیّد منظر حسین کاظمی (کراچی)، سیّد ضیاالحسن موسوی مرحوم (کراچی)، سید ہاشم رضا صاحب (کراچی)، زیڈ اے بخاری مرحوم (کراچی)، عزّت لکھنوی (کراچی) کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

ایسے میں ہندوستان و پاکستان کی جنگ (۱۹۷۱ء) چھڑ گئی اور ملک کا نظام چوپٹ ہو گیا۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں "دبستانِ انیس" نے صد سالہ برسی کے شاندار پروگرام طے کر دیئے تھے، دعوت نامے اور پوسٹر بھی چھپ گئے تھے، مرکزی سیمینار ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

طے پایا تھا۔ میں کراچی سے راولپنڈی کے لئے روانہ ہوا۔ عین جنگ کے زمانے میں بلیک آؤٹ میں ٹرین راولپنڈی تک تیسرے دن پہنچی لیکن وہاں معلوم ہوا کہ پروگرام منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ میرے پہنچنے پر صرف میری تقریر کا انتظام کیا گیا اور اس طرح "جشنِ انیس" کی یہ پہلی تقریب قرار پائی۔

میرے وہاں پہنچنے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ راولپنڈی اور اسلام آباد میں ایک ادبی فضا قائم ہو گئی۔ بہت سے اجلاس ہوئے ۱۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ٹیلی ویژن پر ایک مذاکرہ عون محمد رضوی صاحب نے پیش کیا جس میں ڈاکٹر سبطِ حسن رضوی صاحب اور میری خصوصی شمولیت تھی، میر انیس کے فکر و فن پر گفتگو ہوئی۔ بعد میں یہ طے ہوا کہ صد سالہ یادگارِ میر انیس کی تقریبات ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوں گی۔ میری تجویز تھی کہ ہر سال ۱۰ دسمبر کو "یوم میر انیس" منعقد ہو اور صد سالہ کی تیاریاں بھی ہوتی رہیں تاکہ کام کرنے کا جذبہ موجود رہے۔ میری تجویز کو سب نے پسند کیا اور اس طرح ۱۰ دسمبر ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں کراچی اور راولپنڈی میں "یوم انیس" منعقد ہوئے۔ میں نے شاعروں سے میر انیس کی شخصیت پر مقالے لکھوائے اور نظمیں لکھوائیں۔ چند ادیبوں سے میر انیس کے فکر و فن پر تحقیقی کتابیں لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا اس سلسلے میں کچھ کتابیں منظرِ عام پر آئیں۔ سہ ماہی اردو، ماہنامہ نگار، سبیب، پیامِ عمل، دبستانِ انیس سے میر انیس نمبر شائع کروائے اور انھیں ادبی مواد و مقالے و تصاویرِ خاندانِ انیس بھی فراہم کیں۔

ماہنامہ "ماہ نو" کراچی کے مدیر جناب فضلِ قدیر صاحب کو خواب میں بشارت ہوئی کہ وہ میر انیس نمبر شائع کریں۔ فضلِ قدیر صاحب میرے گھر تشریف لائے نادم سیتاپوری مرحوم بھی اُن کے ساتھ تھے۔ نادم سیتاپوری مرحوم نے "ماہِ نو" انیس نمبر کی ترتیب و تہذیب کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی اور مجھ سے تحقیقی مقالے لکھنے کی خصوصی فرمائش بھی کی میں نے بخوشی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ رات دن کی محنت کے بعد "ماہِ نو" انیس نمبر ۱۹۷۲ء میں منظرِ عام پر آیا۔ فضلِ قدیر صاحب کی خوشی قابلِ دید تھی وہ تو پھولوں نہ سماتے تھے خوشی سے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۹۷۴ء میں کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور، ملتان، لاہور، بہاولپور وغیرہ میں بہت دھوم دھام سے میر انیس کی سو سالہ تقریبات منعقد ہوئیں۔ وہ تحریک جو میں نے تنہا ایک کمرے میں میر انیس کی تصویر سجا کر شروع کی تھی پورے ملک میں نہایت شاندار طریقے سے پھیل گئی۔ ۱۹۸۰ء میں یورپ کے مختلف ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا، ۲۱ دسمبر ۱۹۸۰ء کی شام کو بی بی سی لندن نے اردو مرثیہ اور میر انیس" کے موضوع پر میرا اہم ترین انٹرویو نشر کیا جسے بی بی سی کی مشہور شخصیت جناب یاور عباس نے پیش کیا تھا۔ جناب یاور عباس بھی میر انیس کا مرثیہ تحت اللفظ خوب پڑھتے ہیں۔

اُسی زمانے میں میر انیس کے فکر و فن اور حیات پر میں نے بہت سی کتابیں اور تحقیقی مقالے تحریر کئے تھے۔ امید تھی جلد ہی چھپ کر منظرِ عام پر آئیں گے لیکن کسی ادارے نے اس طرف توجہ نہیں دی جبکہ میں نے ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ تمام ادبی اور مذہبی کاموں میں تعاون کیا ہے۔ ۱۹۷۴ء سے یہ ۱۹۹۴ء آگیا اور اب ان کتابوں کی اشاعت کی مبارک ساعت آگئی ہے۔

"میر انیس زندگی اور شاعری" اور "تاریخ مرثیہ نگاری" میری دو اہم کتابیں زیرِ اشاعت ہیں۔ "خاندانِ میر انیس" پہلے چھپ کر منظرِ عام پر آرہی ہے یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو ادب میں پہلی کتاب ہے۔

خاندانِ میر انیس پر کتابیں

خاندانِ میر انیس کے ایک بزرگ سیّد محمد عبّاس ایم اے نے "خاندانِ انیس" کے نام سے ایک ضخیم کتاب تالیف کی تھی جس کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ قلمی نسخہ کہاں ہے۔ سیّد یوسف حسین مرحوم فرزندِ میر عارف نے مجھے بتایا تھا کہ راجہ صاحب محمود آباد نے اس کتاب کا نسخہ فیروز اینڈ سنز کو شائع کرنے کے لیے بھجوایا تھا پھر اس کتاب کا کچھ پتہ نہ ملا کہ کہاں گئی۔

نصیر حسین خیال اور فدا علی خنجر نے بھی "تذکرۂ شعرائے خاندانِ انیس" کے موضوع پر کتابیں تالیف کی تھیں لیکن ان کتابوں کا بھی کسی کو علم نہیں ہے کہ یہ کتابیں کہاں دفن ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حامد حسن قادری، محمود فاروقی اور افسر صدیقی نے خاندانِ انیس کے شعراء پر بہت ہی مختصر مختصر لکھا ہے جو ناکافی ہے۔

میں نے اس موضوع کو مکمل صورت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا سو میرا یہ ارادہ آج پایۂ تکمیل کو پہنچا، خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور ایک ضخیم اور قیمتی کتاب دنیائے ادب کے سپرد کر رہا ہوں۔ ضخیم کتابوں کا چھاپنا جوئے شیر لانا ہے۔ یوں سمجھئے میری خطابت ادب کے کام آئی۔

خطابت اور نذرانہ

شیعہ حضرات کو ہمیشہ نذرانۂ مجلس پر اعتراض رہا ہے حالانکہ ائمہ طاہرینؑ ذاکرین کو مجلس کے بعد نذرانے دیتے تھے۔ میر انیس اور اُن کے خاندان کے شاعروں کو اُن کے شایانِ شان نذرانے پیش کئے جاتے تھے۔ ذاکر کو نذرانے پیش کرنا شرعاً باعثِ ثواب اور خوشنودی اللہ اور رسولؐ ہے۔ وہ کم ظرف جو ذکرِ حسینؑ کی عظمت کو نہیں سمجھتے نہ خود کچھ دیتے ہیں اور نہ دوسروں کو دیتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

مجھ پر بھی اعتراضات کئے گئے ہیں کہ میں صرف ایک تقریر کا ہدیہ دس ہزار اور کبھی کبھی بیس ۲۰ ہزار کیوں لیتا ہوں۔ شیعت کی تاریخ میں مجلس کا سب سے زیادہ نذرانہ سب سے پہلے میں نے لیا۔ ۱۹۸۵ء میں جب میں سعودی عرب مجالسِ محرّم پڑھنے کے لئے گیا تو میں نے ایک تقریر کا نذرانہ پچیس ۲۵ ہزار روپے وصول کئے۔ وہاں کے قیام کے دوران میں نے ۱۵ مجالس پڑھی تھیں۔ اِسی رقم سے میں نے اپنا کتب خانہ نئے سرے سے ترتیب دیا تھا۔ اُس وقت کراچی کے امام باڑوں کے ٹرسٹ اپنے ذاکر کو دس روز کی مجالس کا نذرانہ ۲۵ ہزار روپے دیتے تھے پاکستان کے ایک مشہور خطیب کو سب سے پہلے میں نے ہی ۱۹۸۵ء میں یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ ایک عشرے کا ایک لاکھ روپیہ لیا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ قیمتی خطیب سمجھے جاتے ہیں۔

بانیٔ مجلس کو چاہیئے کہ وہ خطیب کو اتنا نذرانہ عطا کرے کہ خطیب کو طے نہ کرنا پڑے۔ میں نے ایک مجلس اور عشرے کے لئے جو نذرانے مقرّر کئے ہیں وہ آئمہ طاہرینؑ کی مرضی کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطابق ہیں۔ میں ایسا نہ کرتا تو یہ قیمتی کتابیں کس طرح شائع ہوتیں، شیعوں میں جو دولت مند حضرات ہیں وہ ادبی اور مذہبی کتابیں چھاپنے پر رقم خرچ نہیں کرتے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام پر مجلس کے نذرانے کی صورت میں بھاری رقم ادا کر دیتے ہیں، تو اسی طرح سے "حسینی ادب" کی اشاعت بند کیوں ہو؟ ہم تمام دولت مند شیعوں کے شکر گزار ہیں کہ وہ ہم کو مجلس کا جو گراں قدر نذرانہ پیش کرتے ہیں وہ اسی طرح پیش کرتے رہیں تاکہ علمی و ادبی کتابیں شائع ہوتی رہیں، غریب اور نادار حضرات پریشان نہ ہوں اکثر کے یہاں میں بغیر نذرانے کے مجلس پڑھتا رہا ہوں اور اگر وقت ہوا تو آئندہ بھی پڑھتا رہوں گا (انشاء اللہ)

کچھ اس کتاب کے بارے میں

کتاب کے آغاز میں خاندانِ میر انیس کا مختصر تعارف اور میر انیس کے اسلاف کے مختصر حالات تحریر کر دیئے گئے ہیں، چونکہ میر انیس کے اسلاف پر بہت تفصیل کے ساتھ متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اس لئے میں نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اُن کی مرثیہ گوئی کو موضوع بنایا ہے۔

مشہور ہے کہ میر انیس نے یہ مرثیہ

نمکِ خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری

اپنے منجھلے بیٹے میر رئیس کو کہہ کر دیا تھا اور مندرجہ ذیل بند میر رئیس کی زبان سے مناسب بھی تھے:

نمکِ خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری — ناطقے بند ہیں سُن سُن کے بلاغت میری
رنگ اُڑتے ہیں وہ رنگیں ہے عبارت میری — شور جس کا ہے وہ دریا ہے طبیعت میری
عمر گذری ہے اِسی دشت کی سیّاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مدّاحی میں

اس ثناخواں کے بزرگوں میں ہیں کیا کیا مدّاح — جدِّ اعلیٰ سا نہ ہوگا کوئی اعلیٰ مدّاح
باپ مدّاح کا مدّاح ہے دادا مدّاح — عمّ ذی قدر ثناخوانوں میں یکتا مدّاح
جو عنایاتِ الٰہی سے ہوا نیک ہوا
نام بڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خلق میں مثلِ خلیقؔ اور تھا خوشگو کوئی کب
نام لے دھو لے زباں کوثر و تسنیم سے جب

بلبلِ گلشنِ زہراؑ و علیؑ عاشقِ ربّ
متبع مرثیہ گوئی میں ہوئے جن کے سب

ہو اگر ذہن میں جودت ہے کہ موزونی ہے
اس احاطہ سے جو باہر ہے وہ بیرونی ہے

بھائی خوش فکرت و خوش لہجہ و پاکیزہ خیال
جن کا سینہ گہرِ علم سے ہے مالا مال

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست یہ کمال
معجزہ گر اسے کہئے نہ تو ہے سحرِ حلال

اپنے موقع پہ جسے دیکھئے لاثانی ہے
لطف حضرت کا یہ ہے رحمتِ یزدانی ہے

میر ضاحکؔ سے میر انیسؔ تک مدّاحی کی پانچویں پشت ہوتی ہے اور یہ مصرع میر انیسؔ کی زبان سے ادا ہوا تھا:۔

"پانچویں پُشت ہے شبیرؑ کی مدّاحی میں"

میں نے اسی مصرع کو اس کتاب کے ابواب کا عنوان قرار دیا ہے۔

"شبیرؑ کی مدّاحی میں پہلی پُشت" میر ضاحکؔ کی ہے۔ اُن کے لئے اس مرثیے میں یہ مصرع موجود ہے:۔

"جدِّ اعلیٰ سا نہ ہوگا کوئی اعلیٰ مدّاح"

میر ضاحکؔ کے لئے مدّاحی کا دعویٰ یہ بتاتا ہے کہ "دیوانِ میر ضاحکؔ" خاندانِ میر انیسؔ میں موجود تھا اور اُن کے مرثیے میر انیسؔ کی نظر میں تھے۔ میر ضاحکؔ کے سلام و قصیدے تو دریافت ہو گئے ہیں لیکن مرثیے دریافت نہیں ہو سکے ہیں، امید ہے کوئی نہ کوئی محقق میر ضاحکؔ کے مرثیے ڈھونڈ نکالے گا۔ مجھے میر ضاحکؔ کا ایک مربع مرثیہ ایک قلمی بیاض میں ملا ہے، مطلع یہ ہے

تازی شہؑ مظلوم کا جب رن سے گھر آیا

یہ مرثیہ علی کالج نوگانواں ضلع مراد آباد کے کتب خانے سے سفر کرتا ہوا مجھ تک پہنچا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں دوسری پُشت" میر حسن کی ہے۔ میر حسن کا ایک مرثیہ "وثیقہ دار" لکھنؤ کے محرّم نمبر ۱۳۶۹ھ میں پہلی مرتبہ چھپا تھا۔ یہ مرثیہ مسعود حسن ادیب مرحوم نے "اسلافِ انیس" میں شائع کیا ہے اس کے علاوہ دو مرثیے "اسلافِ انیس" میں موجود ہیں۔ اِن میں سے کوئی مکمل مرثیہ اب تک منظرِ عام پر نہیں آیا۔

سیّد یوسف حسین وصف نوگانوی لکھتے ہیں:۔

"میر حسن کے کئی مرثیے نواب نصیر حسین خیال کی لائبریری میں تھے یہ مرثیے اب اسلامیہ کالج کلکتہ میں ہیں"۔

(تاریخِ مرثیہ نگاری" قلمی ۱۹۴۴ء)

میں نے میر حسن کے ایک مرثیے کا انتخاب کلیاتِ میر حسن نسخۂ زاہد سہارنپوری سے کیا ہے:۔

شکر ہے ناتا نہیں ہے قیصر و خاقان سے
ہے مرا رستہ نبیؐ اور حیدرؑ یزداں سے

میر حسن کا یہ مرثیہ نامکمّل ہے اور یہ اُن کا ابتدائی کلام معلوم ہوتا ہے زبان صاف نہیں ہے، میر حسن کا دوسرا مرثیہ "ہلالِ محرّم" مطبوعہ حیدر آباد دکن ہے۔ مرثیہ نایاب ہے اور زبان و بیان کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے اس لئے کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

میر حسن کا ایک غیر مطبوعہ سلام بھی پہلی مرتبہ شائع کیا گیا ہے:۔

"سلامی بین ماں کرتی تھی لے لے نام اکبرؑ کا"

"شبیرؑ کی مدّاحی میں تیسری پُشت" میر خلیق کی ہے۔ اُن کے حالاتِ زندگی میں نے بہت تفصیل سے لکھے ہیں یہ پورا مقالہ میری کتاب "تاریخِ مرثیہ نگاری" جلدِ چہارم میں بھی شامل ہے، اِس کتاب میں دوبارہ حالات لکھنا مناسب نہیں معلوم ہوا۔ میر خلیق کے پچاس سے زائد غیر مطبوعہ مرثیے میرے کُتب خانے میں موجود ہیں۔ میر خلیق کی مرثیہ گوئی پر میں نے الگ سے ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں متعدد غیر مطبوعہ مرثیے شامل کر دیئے ہیں۔ میر خلیق کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دو سلام اور ایک غیر مطبوعہ مرثیہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے :-

"بانوؑ نے سُنا رن کی طرف جاتے ہیں اکبرؑ"

مرثیہ بہت عمدہ ہے۔ مرثیے کی زبان نہایت سلیس، بیان صاف و سادہ ہے۔

"شبیرؑ کی مدّاحی میں چوتھی پُشت" خود میر انیسؔ، میر انسؔ اور میر مونسؔ کی ہے۔ میر انیسؔ کی زندگی اور شاعری پر میری ضخیم کتاب عنقریب شائع ہو رہی ہے اس لئے اُن پر الگ سے کوئی باب قائم نہیں کیا گیا ہے۔ میر انسؔ کے حالاتِ زندگی اور کلام پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ کلام کی تفصیلات ضروری تھیں تاکہ بعض محققین میر انسؔ کے مرثیوں کو میر انیسؔ کے غیر مطبوعہ مرثیے سمجھ کر شائع نہ کریں۔ میر انسؔ کا ایک غیر مطبوعہ مرثیہ مکمل شاملِ کتاب ہے :-

"جب روشنیٔ مہر منوّر ہوئی رن میں"

میر مونسؔ کے حالاتِ زندگی بھی تفصیل سے لکھے گئے ہیں، اُن کی شاعری پر مختصر صفحات میں تفصیلی مقالہ "تاریخِ مرثیہ نگاری" جلد پنجم میں شامل ہے۔ میر مونسؔ کا مرثیہ جو شاملِ کتاب ہے یہ مطبوعہ ہے۔ اُن کی غزلیات ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں۔

مرثیہ نگاروں کی فہرست میں میر مونسؔ کا نام ایک بلند مقام رکھتا ہے۔ اُن کے کلام میں ایک ایسی سحر بیانی پائی جاتی ہے جو اُن ہی سے مختص ہے۔ میر مونسؔ نے مرثیوں میں اپنے ذاتی تجرباتِ و مشاہدات کی بناء پر ایسے ایسے نفسیاتی و فکری گر تشے نکالے ہیں جو توجّہ کے قابل ہیں اُن کے مرثیوں میں متعدد موضوعات ایسے ہیں جن پر میر انیسؔ نے طبع آزمائی نہیں کی ہے۔

"شبیرؑ کی مدّاحی میں پانچویں پُشت" میر نفیسؔ، میر رئیسؔ، میر سلیسؔ اور میر وحیدؔ کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر مشتمل ہے۔ میر نفیسؔ کا مرثیہ غیر مطبوعہ نہیں ہے لیکن نایاب ضرور ہے اور یہ مرثیہ مجھے بہت پسند ہے :-

"مری زباں کو شرف مدحِ پنجتنؑ سے ملا"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر نفیس مشہور باپ کے مشہور بیٹے تھے خود میر انیس انھیں بہت سراہتے تھے اور اُن کی طبع خداداد کے قائل تھے۔ وہ بڑے عالم فاضل ثقہ اللسان تھے، عربی اور فارسی میں کامل دست گاہ رکھتے تھے، میر نفیس اپنے ذاتی جوہر کی وجہ سے چمکے انھوں نے اپنی انفرادیت برقرار رکھی، اُن کے مرثیوں میں ایک عالمانہ شان پائی جاتی ہے اور ایسی جستجو پائی جاتی ہے جو میر انیس کی سلاست اور میر مونس کی رنگینی سے مختلف ہے۔

میر رئیس کا مرثیہ

"اے زباں معرکۂ مقتلِ شبیرؑ دکھا"

مکمل مرثیہ شاملِ کتاب ہے۔ یہ مرثیہ غیر مطبوعہ ہے۔ میر رئیس کے جس قدر حالات دریافت ہو سکے تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ اُن کے غیر مطبوعہ کلام اور شاعری پر تبصرہ بھی لکھا گیا ہے۔

میر رئیس نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی تاریخی روایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے چند ایسے مرثیے بھی تصنیف کئے ہیں جو اُن کا انفرادی اسلوب قرار پایا لیکن تخیل کی رنگ آمیزی سے بھی کام لیا تاکہ واقعات کے بیان میں دلکشی پیدا ہو جائے، انھوں نے نفسیاتی گوشوں کو اُجاگر کرتے ہوئے طرزِ معاشرت کے مختلف پہلوؤں کو بھی مدِّ نظر رکھا ہے۔ میر رئیس کے مرثیے آسان اور سلیس زبان کی بہترین مثال ہیں۔ اُن کے مرثیوں میں تخیل کی جولانی، طبیعت کی روانی، زبان کی چاشنی اور حُسنِ بیان جو خاندانِ میر انیس کا طرّۂ امتیاز ہے سب کچھ موجود ہے اور لائقِ ستائش ہے۔

میر سلیس کا مرثیہ

"ہاں اے زباں طریقِ فصاحت دکھا مجھے"

یہ مرثیہ بھی غیر مطبوعہ ہے مکمل مرثیے کے علاوہ حالاتِ زندگی اور شاعری کے ذیل میں اُنکے سلام اور مناجات کا نمونہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

میر سلیس کے مرثیوں میں شیرینی و لطافت اور محاورات کی چاشنی کا پایا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ زبان اُن کے گھر کی تھی لیکن انھوں نے مرثیوں میں اخلاقیات کے پہلو اُجاگر کئے اور

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بہت سلیقے کے ساتھ نصیحت اور اقوال کے عناصر مرثیوں میں شامل کئے ہیں۔ سلیس کے چند
مرثیوں کو میر انیس کے کلام میں مرتبین نے شائع کر دیا ہے۔ میر سلیس کے کلام پر میر انیس کے کلام
کا دھوکا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے شاعری میں بہت ترقی کی تھی۔

میر وحید کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر تفصیل سے لکھا گیا ہے اور اُن کا ایک
غیر مطبوعہ مرثیہ

"جامِ جہاں نما سخن آبدار ہے"

شاملِ کتاب ہے۔ اس مرثیے کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ مشہورِ زمانہ بیت :۔

انکار آسماں کو ہے ، راضی زمیں نہیں
اصغرؑ تمہارے خوں کا ٹھکانا کہیں نہیں

اِسی مرثیے میں ہے۔ بعض ناواقف حضرات اس بیت کو میر مونس سے منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ
یہ بیت میر وحید کی ہے۔ اس مرثیے میں ایک بیت اور بھی مشہور ہے :۔

ننّھا سا جسم ہاتھوں پہ تھّرا کے رہ گیا
جنّت کا پھول سامنے مرجھا کے رہ گیا

اس میں کوئی شک نہیں کہ میر وحید نے کئی مرثیے بہت اعلیٰ پایہ کے تصنیف کئے، یہی وجہ ہے
کہ اُن کے عہد میں سامعین کہتے تھے میر انیس کا کلام پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں سر رضا علی
"اعمال نامہ" میں لکھتے ہیں :۔

"وحید کے بارہ میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ جو مرثیے پڑھتے ہیں اُن کے مصنف یہ
خود نہیں ہیں بلکہ انیس کا کلام خاندانی تعلق کے باعث ہاتھ آگیا ہے، ساری بلند پروازی اُس
کے بل بوتے پر ہے۔ وحید اپنے ایک مشہور مرثیے میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں :۔

بے جرم و خطا مجھ سے عداوت جو ہے مطلوب	جویا نہیں ہاتھ آئے کوئی نقص تو ہے خوب
سُنتے ہیں زباں سے جو مری نظمِ خوش اُسلوب	وہ میرے بزرگوں کی طرف کرتے ہیں منسوب

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ادنیٰ کی تصانیف پہ اعلیٰ کا گماں ہے
میں خوش ہوں کہ اس میں مری تکمیل عیاں ہے

میر انیس کے بعد آنے والے خاندان کے تمام مرثیہ نگار خود شاعر تھے اور ان تمام شعراء کے مرثیوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ سینکڑوں علمی و ادبی گوشے جدید سے جدید تر نکالے ہیں اس ضمن میں میر وحید کا مرثیہ :۔

"پائے کیا حضرت زینبؑ نے بھی نایاب پسر"

اُن کے مرثیوں میں شاہکار مرثیہ ہے۔ پروفیسر احتشام حسین لکھتے ہیں :۔

"سید محمد ہادی وحید بھی اسی خانوادہ کی ایک فرد تھے۔ میر اُنس کے بیٹے اور میر انیس کے بھتیجے ہونے کی حیثیت سے وہ فن میں ان دونوں باکمال مرثیہ گویوں کے وارث کہے جاسکتے ہیں" انھیں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اگر ان کی عمر وفا کرتی تو وہ انیسی رنگ کو اور زیادہ فروغ دیتے"۔ (شاہکارِ وحید ص۳)

غرض پانچویں پُشت میں میر نفیس، میر رئیس، میر سلیس اور میر وحید کے بیشتر مرثیے، سلام، رباعیات اور غزلیں غیر مطبوعہ ہیں، اِن شعراء کے مکمل حالات بھی اب تک ضبطِ تحریر میں نہیں آئے تھے، اس کتاب میں بہت سا مواد میں نے یکجا کر دیا ہے۔ اِن شعراء کی مرثیہ گوئی پر تفصیلی مقالے میری ضخیم کتاب "تاریخِ مرثیہ نگاری" جلدِ ششم میں شامل ہیں۔

"شبیرؑ کی مدّاحی میں چھٹی پُشت" اس باب میں میر انیس کے پوتوں اور ایک نواسے میر مانوس کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ میر انیس کے مشہور نواسے پیارے صاحب رشید چونکہ "دبستانِ عشق کے شاعر ہیں اس لئے اُن سے متعلق مقالہ "تاریخِ مرثیہ نگاری" جلد ہفتم میں شامل کر دیا گیا ہے۔ میر انیس کے پوتے میر جلیس۔ جو عرفِ عام میں الوؔ صاحب مشہور تھے، اُن کے حالات کلام کا نمونہ اور اُن کا ایک مشہور مرثیہ جو سوز خوانی میں بہت مقبول ہے :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شاملِ کتاب ہے۔ میر جلیسؔ کی غزلوں کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے لیکن مرثیے اور سلام اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔

میر عیوضؔ کے جتنے بھی حالاتِ زندگی دستیاب ہو سکے تحریر کر دیئے گئے ہیں اُن کا کوئی مکمل مرثیہ مجھے نہیں مل سکا۔ ایک مرثیے سے اقتباسات پر اکتفا کی گئی ہے۔

قدیمؔ لکھنوی کے حالاتِ زندگی لکھنے میں تفصیل ضروری تھی کہ اُن کے دیکھنے والے ابھی حیات ہیں اور بہت سے مستند افراد سے اس سلسلے میں ملاقات کی گئی اور کچھ مواد یکجا کر دیا گیا ہے۔ قدیمؔ کے مرثیوں کے لئے مختلف روایات مشہور ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ سرسی مراد آباد کے کسی رئیس نے قدیمؔ کی زوجہ سے خرید لئے تھے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ راجہ صاحب سلیم پور کے کتب خانے میں محفوظ تھے، خدا معلوم یہ ذخیرہ اب کہاں ہے؟ مجھے قدیمؔ لکھنوی کا ایک نایاب مرثیہ بڑی تلاش کے بعد مل سکا۔ یہ مرثیہ اب تک کہیں شائع نہیں ہوا۔ پہلی مرتبہ اس کتاب میں شائع ہوا ہے، مرثیہ بہت عمدہ ہے۔

دولہا صاحب عروجؔ کے حالاتِ زندگی اور شاعری کے موضوع پر پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ مرحوم اور اُن کے لائق فرزند جناب ڈاکٹر نیرؔ مسعود نے گراں قدر تحقیقی مقالے تحریر کئے ہیں، موضوع کو مربوط رکھتے ہوئے تفصیل سے حالات اور شاعری پر لکھا گیا ہے۔ عروجؔ کا جو مرثیہ شاملِ کتاب ہے یہ مطبوعہ ہے۔ اُن کے غیر مطبوعہ مرثیے میرے کتب خانے میں موجود ہیں وہ مرثیے میری کتاب "تاریخِ مرثیہ نگاری" میں شائع ہوں گے۔

فرزند حسن جلیلؔ لکھنوی کا مکمل مرثیہ مجھے نہیں ملا، جلیلؔ لکھنوی کے والد خلیلؔ لکھنوی (فرزندِ میر اُنسؔ) کے مرثیے میرے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہیں لیکن اُن کے حالاتِ زندگی مجھے کہیں سے نہ معلوم ہو سکے اس لئے مرثیے بھی شائع نہیں کئے جا رہے ہیں، اسی طرح میر اُنسؔ کے ایک اور پوتے جمیلؔ لکھنوی کے حالاتِ زندگی بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکے۔ حالانکہ ایک

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ میرے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہے۔

میر مانوس بھی خاندان میر انیس کے مشہور شاعر ہیں لیکن سلام اور نوحے کے حوالے سے اُن کا نام آتا رہا ہے۔ پہلی مرتبہ اُن کی مرثیہ گوئی کا انکشاف کیا گیا ہے اور ایک غیر مطبوعہ مرثیہ:۔

"جب کہ دنیا میں نمایاں ہوئی ماتم کی سحر"

مکمل شایع کیا جارہا ہے۔ یہ مرثیہ مجھے جناب اعجاز عباس دہلوی مرحوم کے ذخیرۂ مراثی میں ملا تھا۔ اعجاز عباس مرحوم تحت اللفظ مرثیہ بہت اچھا پڑھتے تھے اور اُن کے دادا مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کے قلعہ میں بسلسلہ مرثیہ خوانی ملازم تھے، مجنوں دہلوی کے نام سے مشہور تھے۔ میر مانوس کی مرثیہ نگاری سے اُن کے اہلِ خاندان بھی باخبر نہیں تھے۔

"شبیرؑ کی مدّاحی ہیں ساتویں پُشت" میں میر عارفؔ کا نام نمایاں ہے، آپ میر انیس کے فرزند میر نفیس کے نواسے تھے۔ اُن کے مرثیوں کی جلد "معارفِ سخن" کے نام سے اُن کے فرزند سید یوسف حسین ثنائیؔ مرحوم نے ترتیب دے کر ڈاکٹر سید صفدر حسین مرحوم کو چھاپنے کے لیے بھیج تھی۔ یہ کام میری فرمائش پر ڈاکٹر صفدر حسین مرحوم نے کیا تھا۔ اُن کی وفات کی وجہ سے بہت سا علمی کام رُک گیا جس کا ہمیشہ افسوس رہے گا۔ اور یوسف صاحب کے قلم سے بھی یہی آخری کام تھا۔ اُن کے انتقال سے چند روز قبل "معارفِ سخن" کی جلد پریس سے آئی تو میں لے کر ہاسپٹل گیا۔ اور انھیں دکھائی۔ بہت خوش ہوئے تھے لیکن اجل نے مہلت نہیں دی کہ کچھ اور کام کر سکتے میر عارفؔ کا مطبوعہ شاہکار مرثیہ شاملِ کتاب ہے۔ اُن کی غزلوں کا مجموعہ لکھنؤ سے شایع ہو چکا ہے اس لئے کلام کے مختصر نمونے شایع کئے گئے ہیں۔

لڈن صاحب فائزؔ کے حالاتِ زندگی پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آرہے ہیں اُن کے مرثیوں کے نمونے شدید لکھنوی مرحوم کے بھانجے نے مجھے لکھنؤ میں عنایت کئے تھے جو شاملِ کتاب کر دیئے گئے ہیں۔ سلام اور رباعیات میرے ادبی ذخیرے میں موجود ہیں۔ اُن کا ایک نایاب مرثیہ

"جب کہ گردوں پہ نمایاں ہوئے آثارِ سحر"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مکمّل شائع کیا جارہا ہے۔

میر انیسؔ کے پردوتے سلطان صاحب فریدؔ کے حالاتِ زندگی اور مرثیہ گوئی پر تفصیلی مقالہ شاملِ کتاب ہے۔ اُن کا مکمّل مرثیہ دستیاب نہیں ہوا۔

میر انیسؔ کے پرنواسے مُنّے صاحب فرؔگی کے حالاتِ زندگی پہلی مرتبہ مہذبؔ لکھنوی مرحوم نے لکھے تھے، میں نے کوشش کی ہے کہ کچھ مزید اضافہ کیا جائے۔ فرگیؔ کے بہت سے غیر مطبوعہ مرثیے میرے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہیں، لیکن میں نے جو مرثیہ شائع کیا ہے وہ میرے ایک استاد جناب حافظ علی صابرؔ صاحب نے لکھنؤ میں مجھے عنایت کیا تھا وہی مکمّل مرثیہ شاملِ کتاب ہے

"میں شانہ کشِ گیسوئے لیلائے سخن ہوں"

مرثیہ بہت ہی عمدہ ہے۔

میر انیسؔ کے ایک اور پرپوتے میر ہاشم حسین حزیںؔ کے حالاتِ زندگی اور مرثیے کے اقتباسات میر ہادی حسین لائقؔ مرحوم کے صاحبزادے سید علی محمد واثقؔ صاحب نے لکھنؤ میں عنایت کیے تھے جس کے لئے میں اُن کا شکر گذار ہوں۔

"شبیرؑ کی مدّاحی میں آٹھویں پُشت" میں میر عارفؔ کے فرزند بابو صاحب فائقؔ کے حالاتِ زندگی مجھے فائقؔ کے فرزند سید اصغر حسین مرحوم نے تفصیل سے بتائے تھے کچھ باتیں بابو صاحب فائقؔ کی زوجہ مرحومہ سے بھی معلوم ہوئی تھیں مرحومہ طبیبؔ لکھنوی کی صاحبزادی تھیں۔

بابو صاحب فائقؔ کے چار غیر مطبوعہ مرثیے اصغر حسین مرحوم نے مجھے عنایت کئے تھے ۲ مرثیے شاملِ کتاب ہیں:۔

ع آج پھر جوش پہ ہے نشۂ صہبائے سخن

ع بحرِ جہاں میں ہستئ انساں حباب ہے

سلام اور رباعیات بھی غیر مطبوعہ ہیں۔ بابو صاحب فائقؔ کے ۱۶ مرثیے غیر مطبوعہ بخطِ مصنّف علامہ طالب جوہری صاحب کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ فائقؔ مرحوم کے فرزند اصغر حسین مرحوم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کی خواہش پر یہ مرثیے میں نے علامہ طالب جوہری صاحب کو دلوائے تھے اور جوہری صاحب نے مع "نفس اللغۃ" مرثیوں کا ہدیہ چھ ہزار روپے نقد اصغر حسین مرحوم کو پیش کئے تھے۔

بابو صاحب فائق کا ایک شاہکار مرثیہ

ہے جلوہ گاہِ حُسنِ مضامیں سخن مرا

میں نے سید محمد رشید صاحب کو لکھنؤ تحفتاً بھیج دیا تھا وہ مرثیہ انھوں نے کہیں شائع کروا دیا ہے۔ خاندانِ میر انیس کے دو تین شاعروں کے حالاتِ زندگی کے سلسلے میں سید محمد رشید صاحب نے لکھنؤ سے کچھ نایاب چیزیں بھیجی تھیں جو شاملِ کتاب ہیں مثلاً قدیم لکھنؤ کا عکسِ تحریر اُن کے شکریے کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

میر ہادی حسین لائق مرحوم سے ۱۹۷۶ء میں اُن کے مکان کوچۂ میر انیس میں ملاقات ہوئی تھی بہت پرکشش و پُر وقار شخصیت کے مالک تھے۔ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ انھوں نے میری ایک تقریر ناظم صاحب کے امام باڑے میں سماعت فرمائی تھی۔ میر ہادی حسین لائق کے حالاتِ زندگی اور نمونۂ کلام کے لئے میں اُن کے فرزند جناب علی احمد دانش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ماجد رضا عابدی نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں عرق ریزی کی ہے۔ ان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خاندانِ میر انیس کے دو بزرگ سید یوسف حسین مرحوم اور سید اصغر حسین مرحوم اس کتاب کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوتے لیکن یہ حضرات بہت جلدی ہم سے بچھڑ گئے۔ ان کی یادیں باقی ہیں اللہ ان کے مرتبوں کو بلند فرمائے (آمین)

کتاب پڑھ کر اپنی ادبی رائے سے مطلع فرمائیں تاکہ ادبی رشتے تو قائم رہیں۔ اب ایسی کتابیں کہاں چھپتی ہیں؟

سید ضمیر اختر نقوی

۴۔ آئی۔ نعمان ٹیرس فیز۔ ۳

گلشن اقبال بلاک گیارہ۔ یونیورسٹی روڈ کراچی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

MIR ANEES
(1803-1874)

Mir Anees, one of the most brilliant stars in the galaxy of Urdu poets, was born in a family of Urdu poets. His ancestors came to India from Iran during the reign of Shahjahan and were received with honour. It was at the suggestion of his father, Mir Khaliq, that Mir Anees started writing 'Marsia'. He took it to such heights that his art is still unsurpassed in Urdu poetry. His fame spread far and wide in his lifetime. Such was the charm of his elegant and powerful diction that he recited his poetry to some of the largest audiences in India and kept them spell-bound for hours. Temperamentally, he was a considerate, quiet, kind and warm-hearted person, shunning riches and leading a simple life.

'Marsias' of Mir Anees, though related to a particular event in the history of Islam, have been a source of inspiration to millions irrespective of their religion, caste or creed. He presented brilliantly the personality of Imam Hussain, the hero of Karbala, and through him preached the love of all that is best in human nature — piety, chivalry, undaunted opposition to tyranny and oppression and readiness to sacrifice one's all in the cause of righteousness. He succeeded in making a fine synthesis of the cultures of India and Arabia by depicting the scenes and the emotional and psychological reactions of the various characters in the tragic drama of Karbala, not only in very vivid terms but also in giving them something of Indian colour. His 'Marsias', known for their richness of lyrical content and intensity of feeling, have rightly come to be regarded as classics and are enjoyed even today by all lovers of Urdu poetry and Indian culture.

The Posts and Telegraphs Department is privileged to bring out stamps in memory of two great personalities of India, Ahilyabai Holkar and Mir Anees.

پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈپارٹمنٹ انڈیا کے اسٹیمپ بروشر سے اقتباس۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر صدی کا عظیم شاعر میر انیس

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خاندانِ میر انیسؔ کا تعارف

میر انیس کی وفات کو سو سال گزر چکے اور اسی طرح صدیاں گزرتی جائیں گی مگر میر انیسؔ اور اُن کے خاندان کا نام اردو شاعری کی تاریخ میں ہمیشہ درخشاں رہے گا۔ جو مقبولیت اور شہرت آج میر انیسؔ کے خاندان کو حاصل ہے اس کی مثال کسی دوسرے خاندان میں نہیں مل سکتی۔ شاعری اور ادب کی تاریخ میں ناممکن ہے کہ اس طرح کا دوسرا خاندان گزرا ہو جس میں مسلسل پُشت در پُشت علم و فضل اور شعر و سُخن کا چرچا رہا ہو اور ایک سے بڑھ کر ایک شاعر پیدا ہوتے رہے ہوں۔ ہندوستان کا اقبال بلند تھا شاید یا دہلی کا ستارا عروج پر تھا کہ میر انیسؔ کے مورثِ اعلیٰ میر امامی موسوی ثم رضوی ہرات سے عہدِ مغلیہ کے دورِ شاہجہانی میں دہلی آئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، میر امامیؔ کے بیٹے ہدایت اللہ تھے، میر ہدایت اللہ کے بھی ایک ہی فرزند تھے جن کا نام عزیز اللہ تھا۔ میر عزیز اللہ کے بیٹے میر غلام حسین ضاحکؔ اردو کے مشہور شاعر اور مزاح نگار تھے۔ میر ضاحکؔ، میر تقی میرؔ اور مرزا سوداؔ کے ہم عصر تھے۔ میر ضاحکؔ کے بیٹے میر حسنؔ تھے جو اردو زبان کی شہرہ آفاق مثنوی "سحر البیان" کے خالق بلند مرتبہ شاعر تھے، مثنوی نگاری میں اُن کا جواب اردو شاعری اب تک پیش نہیں کر سکی۔ وہ بہترین مثنوی نگار ہونے کے ساتھ ساتھ غزل گو، قصیدہ نگار، رباعی گو اور مرثیہ نگار کی حیثیت سے بھی عظیم المرتبت شاعر تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر حسنؔ کے نامور بیٹے میر خلیقؔ تھے، میر خلیقؔ نے غزل، مرثیے اور سلام تصنیف کئے، اُن کے تین سو مرثیے آج بھی کتب خانوں میں محفوظ ہیں، میر خلیقؔ کی زباں دانی کے ناسخؔ اور آتشؔ بھی مدّاح تھے، اردو شاعری اپنی فصاحت اور شیرینی کے لئے میر خلیقؔ کی مرہونِ منّت ہے۔ میر خلیقؔ کے بیٹے شاعرِ اعظم میر انیسؔ تھے۔ میر انیسؔ نے اُردو شاعری کو زمین سے آسمان بنا دیا:۔

مری قدر کر اے زمینِ سخن
تجھے بات میں آسماں کر دیا

میر انیسؔ کے بھائیوں میں میر مونسؔ اور میر انسؔ بھی بلند مرتبہ شاعر تھے، میر انیسؔ کے تین بیٹے میر نفیسؔ، میر سلیسؔ اور میر رئیسؔ نے اپنے عہد میں ترازوئے شعر کو سُبک نہیں ہونے دیا اور ہمیشہ اُردو زبان کی ترویج اور ارتقاء میں کوشاں رہے، میر نفیسؔ صحیح معنی میں میر انیسؔ کے بلند رُتبہ جانشین ثابت ہوئے۔

سب سے ہے طرزِ جدا سب سے مرا رنگ جُدا — شہرِ مضموں میں ہیں احکام جدا ڈھنگ جُدا
جو زمیں اپنی تھی آباد ہی کرتے گذری
طبع موزوں سے کچھ ایجاد ہی کرتے گذری
جب لگائے تو نئے باغ لگائے کیا کیا — نخلِ سر سبزِ سخن میں ہیں پھل آئے کیا کیا
رنگ پر رنگ زباں نے ہیں دکھائے کیا کیا — واہ پھل اپنی مشقت کے ہیں پائے کیا کیا
گُل وہ ہیں جن کی مہک خلق میں ہر سو پہنچی
گلشنِ خُلد میں جن پھولوں کی خوشبو پہنچی
نظم میں غیر کا مضموں کبھی آنے نہ دیا — فکر کو اور طرف بھول کے جانے نہ دیا
حکم سرِقے کا کبھی ذہن رسا نے نہ دیا — سخنِ لاف زباں کو کبھی لانے نہ دیا
صاف پاکیزہ ہر اک لفظ ہر اک حرف کیا!
اپنا سرمایہ جو ذاتی تھا وہی صرف کیا!

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر نفیس کے بیٹے میر خورشید حسن عرف دولہا صاحب عروج اپنے زمانے کے بہترین شاعر، عروض داں اور فنِ خوانندگی کے ماہر سمجھے جاتے تھے اور زبان کی عظمت و تاثیر کا تذکرہ جب بھی ہوگا تو دولہا صاحب عروج کے مرثیہ پڑھنے کی بات ضرور ہوگی۔ انھوں نے اردو شاعری کے گلشن میں نئے پھول کھلائے، گلِ مضمون سے رنگِ معنی کا رس ٹپکایا،....

عندلیبِ چمنستان فصاحت ہوں میں　　طوطیِ گلشنِ سر سبز بلاغت ہوں میں
نغمہ آرائے گلستانِ طلاقت ہوں میں　　والہ و شیفتۂ حُسنِ سلاست ہوں میں

کیوں ترقی نہ ہو پھر طبع کی رنگینی میں
سات پشتیں ہوئیں اس باغ کی گل چینی میں

دولہا صاحب عروج کی ترقی پسندی نے اُردو ادب کو ترقی پسند بنا دیا، میر انیس نے "بُلند بینوں" کو جو فکرِ "ترقی" عطا کی تھی عروج نے اُسے تحریک بنا دیا۔

ظُلمت کدے میں ہوں پہ تجلّی پسند ہوں
میں ہوں عروج کیوں نہ ترقی پسند ہوں

دولہا صاحب عروج کے فرزند محمد حسن عرف لڈّن صاحب فائز تک ان شعراء نے تاریخِ شعر و ادب میں وہ نام پیدا کیا جس کی مثال زمانہ صدیوں تک نہ پیش کر سکے گا۔ میر انیس کا یہ پورا خاندان اردو زبان کے محسنوں میں سرِ فہرست ہے، عالم گیر سطح پر پوری دنیا کی شاعری میں اردو زبان کی طرف سے کوئی نمائندہ منظومات پیش کرنے کا موقع جب بھی آیا ہے ہمیشہ مثنوی "سحر البیان" اور میر انیس کے مرثیوں کو فخر کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور ان شہ پاروں کو دنیا بھر کے اہلِ ذوق نے آنکھوں سے لگایا ہے۔ میر ضاحک، میر حسن، میر خلیق، میر انیس، میر مونس، میر انس، میر نفیس، میر سلیس، میر رئیس، میر وحید، میر جلیس، عروج، میر عارف، فائز، فائق، قدیم، جلیل، حزیں، فرید، لائق، غیور، ذکی۔ تقریباً بائیس[۲۲]

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

افراد نے شعر و ادب کو اپنا فن بنایا، اپنے اپنے دور میں ہر شاعر قادر الکلام و مستند شاعروں کے زمرے میں شمار کیا جاتا تھا، ہر شاعر نے اپنے عہد کے حلقۂ اثر میں اور شاگردوں میں خلوصِ فن کی روح پھونکی اور اردو شاعری کو جدید ادب کی عظیم شاہراہ دکھائی، مرثیہ، سلام، رباعی، نظم کو ضمنی حیثیت سے نکال کر مستقل اور بنیادی حیثیت عطا کی، خصوصًا میر حسن اور ان کے پوتے میر انیس جس طرح اپنی زندگی میں شعرائے اردو کے سرتاج مانے جاتے تھے آج بھی مانے جاتے ہیں، وہ اس بلند رُتبے پر فائز ہیں جہاں معدودے چند شاعر نظر آتے ہیں، اُردو شاعری کی تاریخ میں عدیم المثال خاندان اور میر انیس کا شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے اسی شجرۂ نسب کے پیشِ نظر شاید میر انیس نے کہا تھا،

جو عنایاتِ الٰہی سے ہوا نیک ہوا
نام بڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا

میر امامی موسوی ثم رضوی ہروی (عہدِ شاہجہانی)
- میر ہدایت اللہ
  - میر عزیز اللہ مُخلص
    - میر ضاحک (ہمعصر مرزا محمد رفیع سودا)
      - میر حسن (وفات سنہ ۱۲۰۱ھ)
        - میر خلق
        - میر خلیق
          - میر انیس
            - میر نفیس
              - دولھا صاحب عروج
                - لڈن صاحب فائز
            - میر سلیس
            - میر رئیس
              - منّے صاحب سلیم
            - دختر
            - دختر زوجہ احمد میرزا صابر
              - پیارے صاحب رشید
          - میر انس
          - میر مونس
        - میر محسن
        - میر مخلوق
          - میر حسین علی مہدی لکھنوی
            - میر حسن علی آفاق لکھنوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
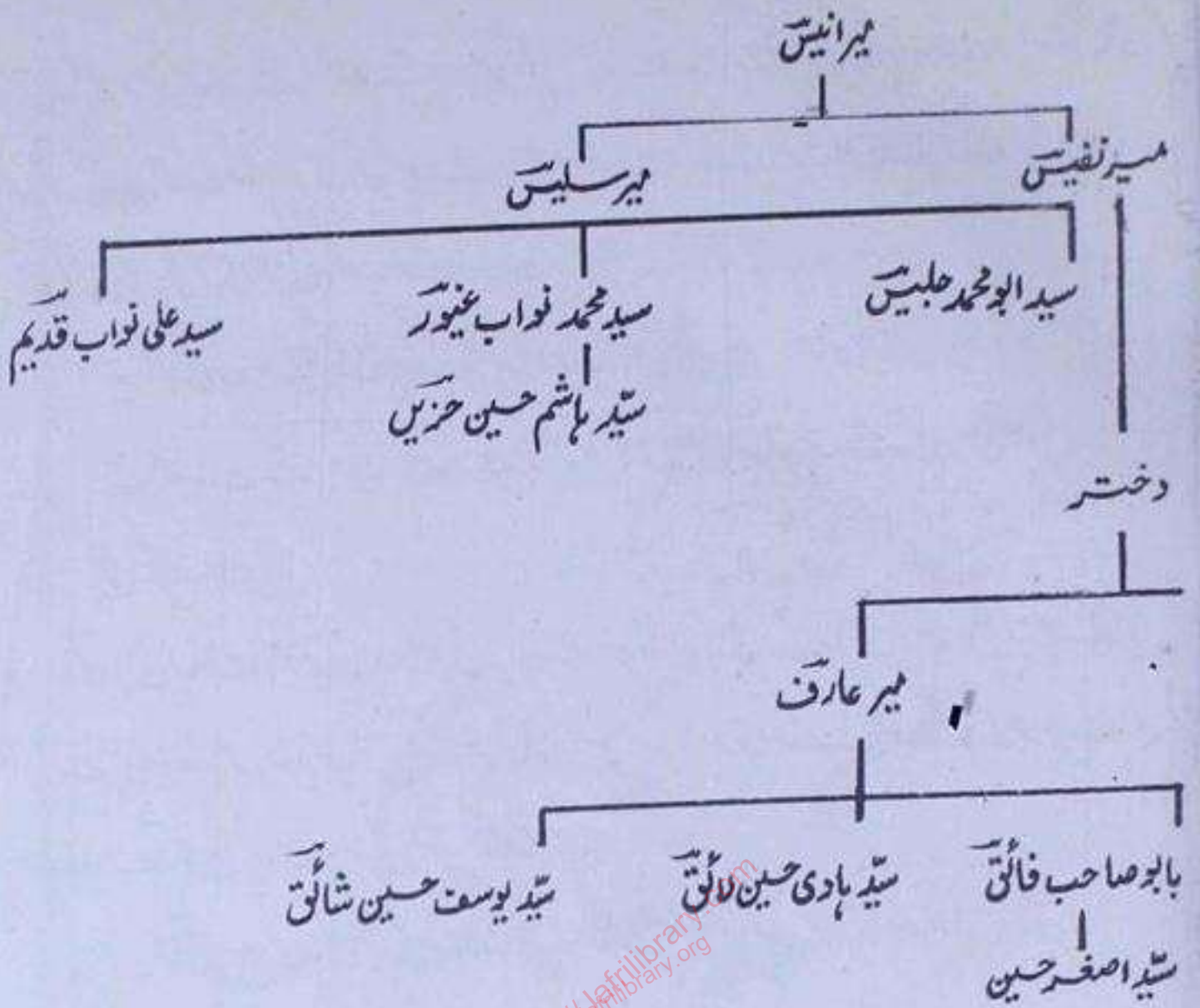
میر حسنؔ نے اپنا شجرۂ نسب اپنے "تذکرۂ شعرائے اُردو" میں اس طرح لکھا ہے:۔

"ایں فقیر ابن میر غلام حسین بن میر عزیز اللہ ابن میر ہدایت اللہ بن میر امامی ہروی"[1]

اس لحاظ سے میر امامیؔ کے پہلے کوئی نام نہیں ہے، خاندانِ میر انیسؔ کا تعارف اسی نام سے شروع ہوتا ہے، تذکروں میں اُن کے حالات بہت مختصر ملتے ہیں۔

میر انیسؔ کے اجداد

میر انیسؔ کے مورثِ اعلیٰ میر امامیؔ کا اصلی وطن ہرات تھا وہ آٹھویں امام حضرت امام علی رضا (موسیٰ رضا) علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ اسی مناسبت سے اُن کے خاندان میں موسوی اور رضوی کے الفاظ استعمال کئے جاتے تھے۔ میر امامیؔ کی ہرات میں بڑی عزت اور وقعت تھی۔ وہ سلطنتِ مغلیہ کے پانچویں حکمراں شہاب الدین شاہجہاں کے عہد میں ہرات سے آکر شاہجہاں آباد دہلی میں آباد ہوئے۔ میر امامیؔ نے

---

[1] تذکرۂ شعرائے ہندی از میر حسن (ڈاکٹر اکبر حیدری) ص ۱۱

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پرانی دلی کے محلہ سید واڑہ نزد بھجل مسجد میں مکان لے کر قیام کیا۔[۲] میر اماتی جید عالم تھے، فقہ میں بھی دسترس رکھتے تھے اور "ہفت قلم" بھی تھے۔ علم و فضیلت کے علاوہ انتظامی امور کو سمجھنے اور ذمہ داری کے سنبھالنے کی بھی مہارت رکھتے تھے۔ ان خوبیوں کی بنا پر دہلی والوں نے ان کی بڑی عزت اور آؤ بھگت کی۔ میر حسن لکھتے ہیں:۔

"میر اماتی نور اللہ مرقدہٗ ہفت قلم اور فاضل متبحر تھے، شاہ جہاں آباد آکر اپنی فضیلت کے سبب سے اپنے برابر والوں میں ممتاز ہوئے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے"۔[۳]

میر اماتی اپنی لیاقت، محنت اور علم کی وجہ سے شہنشاہِ دہلی کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں شاہجہاں بادشاہ نے انہیں سہ ہزاری منصب عطا کر کے جوہر شناسی اور شرفاء پروری کا ثبوت دیا۔ میر حسن لکھتے ہیں:۔

"میر اماتی ہروی شاہ جہاں بادشاہ کے وقت میں ہرات سے آکر سہ ہزاری ذات کے منصب سے اپنے ہم چشموں میں ممتاز ہوئے"۔[۴]

میر حسن نے اپنے دادا امیر عزیز اللہ اور پردادا امیر ہدایت اللہ کے شاعر ہونے کا ذکر صراحتہً تو نہیں کیا ہے لیکن اپنے کلیات کے دیباچے میں میر اماتی کے شعر کہنے کا ذکر کرنے کے بعد فخریہ لکھا ہے کہ مجھے اپنی شاعری میراث میں ملی ہے:۔

"پس ایں عاجز سخن را رشتۂ شاعری اجدادی بیت نہ امروزی"[۵]

یہ جملہ میر عزیز اللہ کے شاعر ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایک قلمی بیاض سے پتہ چلتا ہے کہ میر عزیز اللہ بھی شاعر تھے اور "مخلص" تخلص کرتے تھے۔[۶] شیر علی افسوس کا بیان ہے کہ میر عزیز اللہ اور حاجی فاضل تھے۔[۷]

---

[۲] آب حیات (طبع شیخ غلام علی لاہور) صفحہ ۱۷۱۔ [۳،۴،۵] تذکرۂ شعرائے ہندی از میر حسن (ڈاکٹر اکبر حیدری) صفحہ ۱۱۔ [۶] دیباچہ سحر البیان از شیر علی افسوس۔

[۷] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند (جلد ۷) صفحہ ۱۶۷

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں پہلی پُشت"

میر ضاحک

میر انیس کے پردادا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام: میر غلام حسین

تخلص: ضاحک

والد: میر عزیز اللہ مخلص دہلوی

ولادت: نہ معلوم

اولاد: میر حسن

وفات: ۱۱۹۶ھ

حیات: ۶۰ برس

قبر: فیض آباد

ادبی خدمات: قصائد، غزلیں، رباعیات، مرثیے اور ہجویہ منظومات

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دہلی میں تین پشتوں تک میر امامی کا خاندان پُرسکون حالات میں معزز اور ممتاز رہا لیکن محمد شاہ بادشاہ کی وفات ۱۱۶۱ھ کے فوراً بعد شیرازۂ حکومت بکھرنا شروع ہوا اور بکھر بکھرتا ہی چلا گیا، اُسی زمانے میں دہلی کے بہت سے شاعر اور فنکار مغل دار السلطنت کو خیر باد کہہ کے نکلے اور لکھنؤ و فیض آباد جا پہنچے، انھیں حالات سے میر امامی کی اولاد کو بھی دوچار ہونا پڑا، میر غلام حسین ضاحکؔ نے بھی دہلی چھوڑ کر فیض آباد کی طرف رُخ کیا۔

میر انیس کے پردادا میر غلام حسین ضاحکؔ

میر عزیز اللہ مخلص دہلوی کے فرزند میر غلام حسین ضاحکؔ نے اپنے زمانے میں شاعر کی حیثیت سے خاصی شہرت حاصل کی۔ غلام حسین نام تھا اور ضاحکؔ تخلص کرتے تھے۔ علم و شاعری اس خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ میر حسنؔ نے اپنے "تذکرۂ شعرائے ہندی" میں اپنے والد ضاحکؔ کو عالم و فاضل، ناثر و ناظم لکھا ہے۔ عربی، فارسی، اور اردو میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ نظم و نثر دونوں پر قادر تھے۔ موسیقی میں بھی درک رکھتے تھے۔ میر ضاحکؔ سے پہلے تین پشتیں دِلّی میں گزریں۔ جب دِلّی کی سلطنت کا چراغ ٹمٹمانے لگا تو دربار کی محفلیں سونی ہوگئیں۔ تہذیب و ادب کے دلدادگان دِلّی چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ چنانچہ میر ضاحکؔ نے فیض آباد کا رُخ کیا۔ فیض آباد اس وقت تاجدار اودھ کا دار الحکومت تھا۔ دربار شعراء کی محفلوں سے جگمگا رہا تھا۔ چنانچہ وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ میر ضاحکؔ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۷ء اور ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۴۹ء کے درمیان نواب صفدر جنگ کے عہد میں فیض آباد وارد ہوئے جہاں پہنچتے ہی وہ نواب سالار جنگ کی سرکار سے وابستہ ہوگئے۔

میر ضاحکؔ نے فیض آباد پہنچنے پر محلہ گلاب باڑی میں مکان لے کر قیام کیا جہاں اُن کا خاندان میر انیسؔ کی شہرت ہونے تک رہا۔ میر ضاحکؔ کی زندگی کا بیشتر حصّہ دہلی میں گزرا تھا۔ اس لئے اُن کی معاشرت میں دہلی کا طور طریقہ رچ بس گیا تھا۔ مولانا محمد حسین آزاد "آبِ حیات" میں لکھتے ہیں:۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"وضع اور لباس قدمائے دہلی کا پورا نمونہ تھا، سر پر سبز عمامہ بوضع عرب بڑے گھیر کا جامہ یا جبّہ کہ وہ بھی اکثر سبز ہوتا تھا۔ گلے میں خاک پاک کا کنٹھا، داہنے ہاتھ میں ایک چوڑی، اس پر کچھ دعائیں کندہ، چھنگلی بلکہ اور انگلیوں میں بھی کئی انگوٹھیاں، داڑھی کو مہندی لگاتے تھے، بہت بڑی نہ تھی مگر ریش بچہ منڈاتے تھے۔ کبھی کبھی ہاتھوں کو مہندی بھی ملتے تھے، میانہ قد، رنگ گورا۔"

میر ضاحکؔ کی زندگی میں جو چیز وجہ کشش ہے وہ ان کی ہمہ رنگی اور زندہ دلی ہے۔ علم میں عربی و فارسی کے فاضل تھے، ناظم و نثّار نہایت اچھے تھے، درویش مزاج، نیک خو، نہایت فہیم، ہزل دوست، مزاح پسند، بذلہ گو، نکتہ سنج اور متوکل انسان تھے۔ دنیا کے تعلقات قطع کر کے تینتیس ۳۳ پینتیس ۳۵ برس تک آزادانہ زندگی بسر کی۔ موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ شعر و شاعری کا شوق بدرجۂ اتم تھا اور نہایت عمدہ شعر کہتے تھے۔ مگر ناقدر دان زمانہ کے رنگ اور کسمپرسی نے دل توڑ دیا تھا۔ اسی وجہ سے قدیم رنگ عاشقانہ کو ترک کر دیا تھا اور ہزل گوئی اپنا شعار بنا لیا تھا مگر اس میں بھی زبان عجیب و غریب ایجاد کی تھی۔ میر حسن نے لکھا ہے کہ وہ زبان ہے جو آدم سے لیکر ابتک کسی متنفس نے استعمال نہیں کی۔" مولوی ساجد اور مرزا رفیع سوداؔ کی ہجویں ایسی ایسی کہی ہیں جسے اہلِ زمانہ سن کر پھڑک پھڑک گئے۔" (تذکرۂ خندۂ گل)

اردو اور فارسی دونوں ہی زبانوں میں میر ضاحکؔ کے اشعار موجود ہیں۔ تقریباً دو سو برس کے بعد دنیا (بہار) کے کتب خانے میں اُن کا دیوان دستیاب ہو گیا ہے۔ اسطرح اُن کے مرثیے، سلام، منقبتیں، غزلیں، اور نظمیں، اردو و فارسی کلام اب منظرِ عام پر آ گیا ہے۔ ضاحکؔ نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ جب غزلیں لکھتے تھے تو یہ چالیس پچاس اشعار سے کم کی نہیں ہوتی تھیں، اُن کی مزاح نگاری اور ہزل گوئی مشہور تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غزل اور ہزل کے شروع میں تھوڑی سی نثر بھی لکھتے تھے۔ تخلص کی مناسبت سے اور فطرتاً بھی نہایت خوش اخلاق، خوش گفتار اور خوش مزاج تھے، ہونٹوں پر ہر وقت ایک تبسم نمایاں رہتا۔ مولانا محمد حسین آزاد "آب حیات" میں لکھتے ہیں کہ احباب میں بیٹھتے تو خود بھی ہنستے اور اُن کو بھی ہنساتے کیسا ہی غمگین ان کی صحبت میں آتا خوش خوش جاتا۔"

میر ضاحک بڑے ظریف اور ہنسنے ہنسانے والے آدمی تھے۔ میر حسن نے اُنکی ظرافت کا ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میر علی نقی پہلے فارسی میں شعر کہتے تھے اور تسکین تخلص کرتے تھے، بعد کو جنون تخلص کرنے لگے۔ جب ریختہ کہنا شروع کیا تو کافر تخلص اختیار کیا۔ ایک دن میرے والد (میر ضاحک) نے ظرافت کی راہ سے اُن سے کہا کہ تم نے فارسی اور ہندی کہی، اب عربی کہو اور ملعون تخلص کرو، وہ اس بات پر بہت ہنسے"۔

ایک دوسرا واقعہ "تذکرۂ مسرت افزا" میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن میر ضاحک میر ماشاء اللہ کی صحبت میں بیٹھے تھے کہ ایک درویش آگیا۔ میر ماشاء اللہ نے اس سے نام پوچھا۔ اُس نے کہا جند اللہ۔ ضاحک نے میر ماشاء اللہ سے کہا اس قافیے میں کوئی شعر کہیئے۔ انھوں نے تامل کیا تو ضاحک نے خود از روئے مضحکہ فی البدیہہ یہ شعر کہے ؎

قاضی مفتی جند اللہ ۔۔۔ حق و عقرب عند اللہ
بلا بلی سب چیخ جائیں ۔۔۔ کرم رطب میں کھند اللہ
کالے کوئلے حبشی سے ۔۔۔ بھاٹے بھوڑے بھنڈ اللہ
لولے لنگڑے اندھے سے
کانے کترے جند اللہ

اہلِ مجلس ٹھٹھے مار کر ہنسنے لگے۔ میر ضاحک کے دیوان میں یہ پوری نظم موجود ہے جس میں ۱۳ اشعر ملتے ہیں مقطع یہ ہے :۔

ضاحک دوراں لکھتا ہے ۔۔۔ املا، انشاء عند اللہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر ضاحکؔ اور سوداؔ ایک دوسرے کی ہجو کیا کرتے تھے۔ سوداؔ نے کئی ہجویا نظموں میں میر ضاحکؔ کی ہجو گوئی کا ذکر کیا ہے۔ ہجویات کے سلسلے میں بھی ان کا نام نمایاں طور پر لیا جاتا ہے۔ ان کا تخلص بھی اسی کا پتہ دیتا ہے۔ مرثیوں اور سلاموں میں تخلص ضاحکؔ نہیں نظم کرتے تھے کیونکہ اس کے معنی "ہنسنے ہنسانے والے" کے ہیں۔ مذہبی کلام کے لئے یہ تخلص مناسب نہ تھا۔ اس لئے مذہبی شاعری میں وہ اپنا پورا نام "غلام حسین" اور کبھی صرف "غلام" تخلص کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ان کی غزلوں میں "اضعف" تخلص بھی استعمال کیا گیا ہے۔

میر ضاحکؔ یوں تو ہزل اور ہجو کہنے کی وجہ سے مزاح پسند تھے لیکن اسی کیسا تھ درویش مزاج اور متوکل بھی تھے۔ ان کا شمار پابند شرع اور ثقہ لوگوں میں ہوتا ہے۔ کچھ ننھیالی ماحول کا اثر بھی تھا، ضاحکؔ کی والدہ کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے ملتا ہے۔ اگرچہ سوداؔ نے ضاحکؔ کی سیادت پر چوٹیں بھی کی ہیں لیکن وہ پرانی دلّی کے محلہ سیّد واڑہ کے سادات معتبر سے تھے" (مجموعہ نغز) "دلّی چھوٹی تو ضاحکؔ فیض آباد چلے آئے اور وہاں نواب سالار جنگ کی سرکار میں رہنے لگے"۔ اس کے بعد آزادانہ زندگی بسر کی اور آخر میں لکھنؤ چلے آئے اور وہیں وفات پائی"۔ (دو تذکرے عشقی و شورش)

سنہ وفات کے سلسلے میں اُن کے دوست بھگوان داس ہندی کا قول ہے کہ (تحریر تذکرہ کے وقت) میر ضاحکؔ کی عمر ساٹھ سال کو پہنچ چکی تھی"۔ "صاحب گلزار ابراہیم" کے بیان کے مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ تک زندہ تھے۔ میر نفیسؔ کے نواسے علی محمد عارفؔ کی یادداشت کے مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ میں میر ضاحکؔ کی وفات ہوئی"۔ (اسلاف انیسؔ)

میر ضاحکؔ کی مرثیہ گوئی

میر ضاحکؔ کی مرثیہ گوئی کی طرف میر انیسؔ، میر نفیسؔ اور میر انسؔ نے اپنے مرثیوں اور سلاموں میں اشارے کئے ہیں۔ اس کے علاوہ نجات حسین خاں عظیم آبادی نے جو میر انیسؔ کے دور میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بغرضِ سیاحت لکھنؤ گئے تھے انھوں نے واضح طور سے لکھا ہے کہ "میر ضاحک، میر حسن میر خلیق یہ سب شاعر اور مرثیہ گو تھے"۔ (سوانح لکھنؤ) نصیر حسین خیال نے بھی لکھا ہے کہ "میر ضاحک" کی مرثیہ گوئی بہت مشہور ہے"۔ (رسالۂ جادو" ڈھاکہ مئی ۱۹۴۶ء) اس طرح میر انیس کا یہ دعویٰ کہ :۔

"پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مداحی میں"

جو انھوں نے اپنے بیٹے رئیس کی زبان سے کیا تھا، صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ میر انیس کے بھتیجے فرزندِ میر انس میر وحید نے بھی تصدیق کی ہے ؏ :۔

"شمشیرِ فصاحت پہ ہے یہ پانچویں صیقل"

میر ضاحک کا جو دیوان ۱۹۶۱ء میں دریافت ہوا ہے اس میں مرثیے شامل نہیں ہیں لیکن چالیس سلام شامل ہیں۔

سلاموں سے منتخب اشعار

اے شہ عالی نسب تم پہ صلوٰۃ و سلام — خسروِ والا حسب تم پہ صلوٰۃ و سلام
شرق سے لے تا بغرب اور جنوب و شمال — بھیجیں عجم اور عرب تم پہ صلوٰۃ و سلام
مالک ملک عرب والی مصر و حلب — ترک و حبش بولیں سب تم پہ صلوٰۃ و سلام
دل سے سدا یہ غلام تم کو کہے ہے مدام — بھیجے ہے ہر روز و شب تم پہ صلوٰۃ و سلام

اے شمس ذو الجلال ہمارا سلام لے — اے بدر بے مثال ہمارا سلام لے
روز ازل سے تا ابد تم سا نہیں ہوا — محبوب ذوالجلال ہمارا سلام لے
کچھ قیل و قال مجھ کو نہیں آتی یا حسینؑ — تو قبل قیل و قال ہمارا سلام لے

یا حسینؑ ابن علیؑ محبوب باری السّلام — ختم ہے تجھ ذات پر طاعت گزاری السّلام

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کفر کو پامال شہ نے کر دیا یکدست کل
گلشن ایماں کو بخشی آبیاری السّلام
تم کو اسمٰعیل کہتے ہیں ذبیح اللہ خلیل
کون کر سکتا ہے ایسی جاں نثاری السّلام

کربلا کے قتیل تم پہ سلام!
راہِ حق کی دلیل تم پہ سلام!
تشنۂ دشت کربلا تم ہو!
ساقیِ سلسبیل تم پہ سلام!
تین دن تشنہ رہ کے تم نے کیا
خون اپنا سبیل تم پہ سلام
صبرِ ایوبؑ تم سے اخذ کیا
یہ ہے صبرِ جمیل تم پہ سلام
عرض کرتا ہے یہ غلامِ حسینؑ
ہو نہ ہرگز ذلیل تم پہ سلام

اے مصدرِ فیوض الٰہی سلام لے
دے زیب تاج مسند شاہی سلام لے
جتنے سیاہ پوش ہیں ماتم میں یا حسینؑ
بخشوں کی اُن کے دھو کے سیاہی سلام لے
میں بندۂ حسن ہوں غلامِ حسین ہوں
دیتے ہیں کل عباد گواہی سلام لے

تمہارے قبۂ اقدس کو یا امام سلام
کرے ہے شام و سحر مہر و مہ مدام سلام
تو وہ خدا کا ہے محبوب جس کے مجرے کو
کریں ملائکہ صف باندھ صبح و شام سلام
تمام جن و بشر حور عین و کل غلماں
کریں ادب سینے جھک جھک علی الدوام سلام

امام سوم کا سوم آج ہے
جہاں سب اسی غم سے تاراج ہے
کریں شہر بانو یہ رو رو کے بین
الم تیر ہے سینہ آماج ہے
اسی دن ملی عابدیں کو مہار
شہ دوسرا کا لٹا راج ہے
چلے پیادہ پا آج زین العباد
سواری کا بیمار محتاج ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چلے دھوپ میں آج اہلِ حرم
سیہ روز بد اور شب داج ہے

کہے مصطفےٰ اور غلامِ حسین:
امام سوم کا سوم آج ہے

سوم ہے اس کا جہاں میں جو ہے امام سوم
علیؑ کے عین ہیں اوّل حسنؑ حسینؑ دوم

سوم ہے اس کا جو تھا ذوالجناح کا راکب
وہ نہ امام کا والد قتیل روز دہم

حسینؑ خامس آلِ عبا شفیع امم
امام ثالث برحق بہ پنجتنؑ پنجم

ستارہ نیست نمایاں بریں سپہر بریں
چمکتے اشک محبّاں کے قطرہ ہا انجم

سوم ہے اس کا جو ہو بے وطن مدینے سے
بہ دشت ماریہ مارا پڑا امام اُمم

امام تشنہ لباں ساقی شراب طہور
قتیل معرکۂ کربلا ذبیح ستم

سوم ہے اس کا جو ہے بادشاہ ارض و سما
محمدؐ عربی کا جگر علیؑ کا دم

بہ قاتلانِ شہ دیں غلام کر لعنت
الٰہی تخم نواصب کا ہو جہاں میں کم

مرثیہ ———— میر ضاحک

تازی شہؑ مظلوم کا جب رن سے گھر آیا

تازی شہؑ مظلوم کا جب رن سے گھر آیا
تب جانا سکینہؑ نے کہ شاید پدر آیا

جا دیکھا تو لوہو بھرا گھوڑا نظر آیا
دوڑی کہ اماں بابا مُوا اب قہر آیا

یہ سُنتے ہی بانوؑ نے گریبان کو پھاڑا
منھ پھینک کے یکبار حرم کو جو پکارا

ہے بی بیو یہ گھوڑا مرے شاہؑ کا پیارا
زین ڈھلکا ہے لوہو بھرا دیوڑھی پہ آیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہو سب کے تئیں ساتھ لے وہ بیوہ بیچاری
گھوڑے کنے آکر نے لگی نالہ و زاری
کہ تازی تجھے کیوں کے لگے زخم و کاری
اسوار تیرا کیا ہوا جو تو ادھر آیا

اے گھوڑے بتا کیا ہوا احمدؐ کا نواسا
شبیرؑ میرا خستہ جگر خلق پیاسا
جل گیا خنجر گلے اُس کے جو تھا خالق کا شناسا
جو ٹکڑے ہو لو ہو سے تو تر بستر آیا

اے گھوڑے میرے شاہ نے پانی بھی پیا تھا
کوئی بوند سے مظلوم نے حلق تر بھی کیا تھا
یا سو کھا ہی حلقوم کٹا جان لیا تھا
جو لے کے شہادت کی خبر تو ادھر آیا

اے گھوڑے وہ لاشہ پڑا میدان میں ہو گا
یا تیغ تبر تیروں کے درمیان میں ہو گا
یا بیکس و بے یار وہ میدان میں ہو گا
اے گھوڑے تو سرورؑ کو تو کیوں چھوڑ کر آیا

تب گھوڑا لگا کہنے کہ طوفان ہوا ہے
اسوار میرا رن میں تو بے جان ہوا ہے
اس واسطے آیا ہوں کہ فرمان ہوا ہے
کہہ بانوؑ تو بیوہ ہوئی اوپر وہم آیا

اے بانوؑ سکینہؑ میری کو کوئی نہ رلانا
اے بانوؑ میرے مرنے کا ہرگز نہ بتانا
میرے تئیں پوچھے تو یہی کہہ کے سنانا
کہنا بی بی کو ہردم تو تیرا ہے پدر آیا

اے بانوؑ سکینہؑ جو بن میرے ہو مغموم
تب دینا دلاسہ کہ وہ بابا مُوا مظلوم
جب دیکھے میرے گھوڑے کو اور بیٹے وہ معصوم
تب کہیو تیرے باپ کی لے کر خبر آیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں دوسری پُشت"

میر حسنؔ

میر انیسؔ کے دادا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : میر غلام حسن

تخلّص : حسؔن

والد : میر غلام حسین ضاحکؔ دہلوی

ولادت : ۱۱۴۰ھ مطابق ۱۷۲۳ء دہلی

اولاد : چار بیٹے خلقؔ، خلیقؔ، مخلوقؔ اور محسنؔ

وفات : یکم محرم ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۸۶ء لکھنؤ

حیات : ۶۱ برس

قبر : محلّہ مفتی گنج لکھنؤ

ادبی خدمات : غزلیات، قصائد، مثنویاں، مرثیے، سلام، رباعیات

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
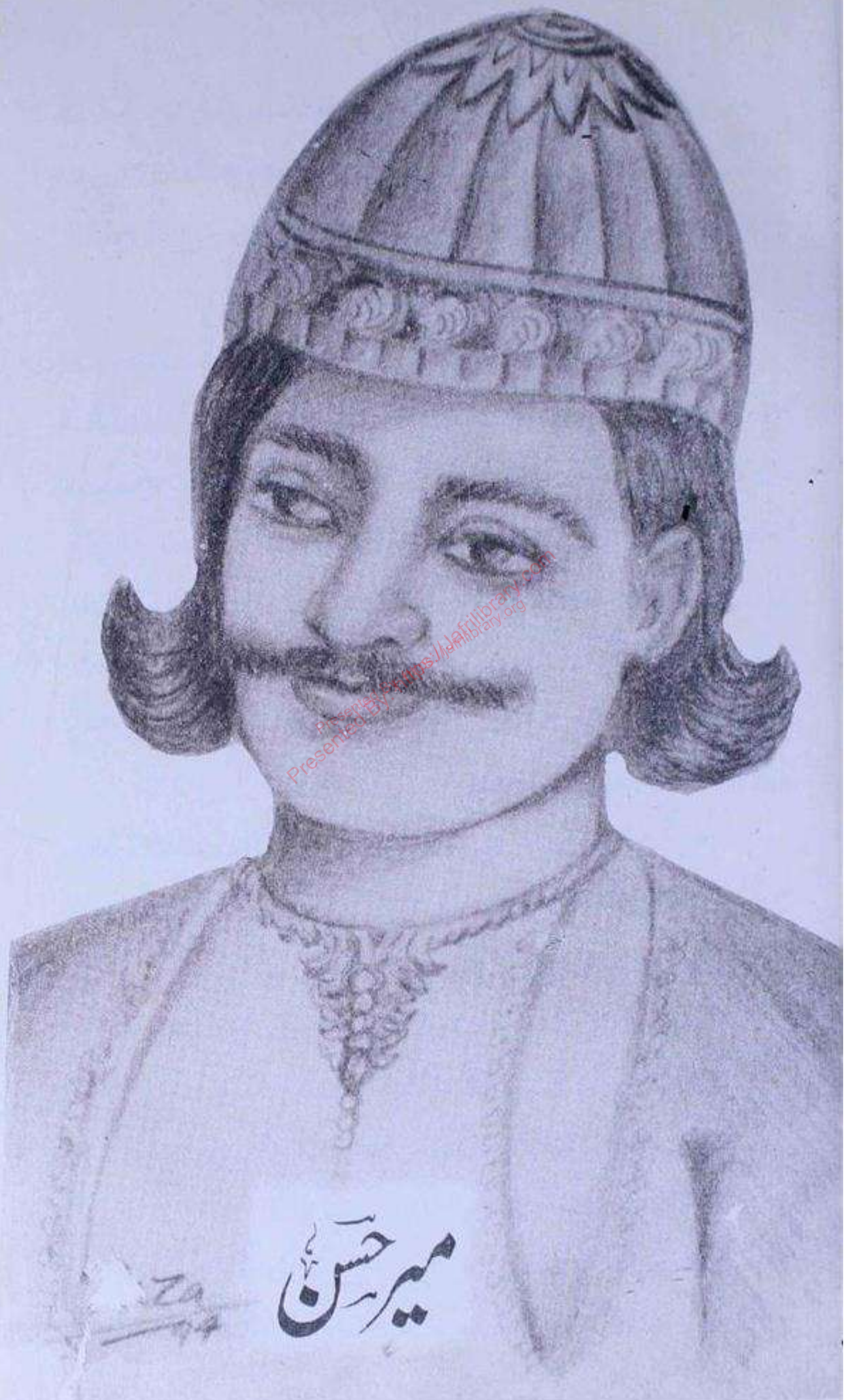
میر انیس کے دادا میر حسن

میر غلام حسن، ضاحک کے بیٹے، میر عزیز اللہ کے پوتے تھے۔ میر حسن محلہ سید واڑہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ بارہ برس کے سن تک دہلی میں قیام رہا۔ باپ دادا کی سکونت کے باعث دہلوی کہلائے ورنہ اُن کی عمر کا بیشتر حصہ فیض آباد اور لکھنؤ میں گزرا۔

میر حسن بارہ برس کے سن میں اپنے باپ کے ساتھ دہلی سے ڈیگ گئے اور چند مہینے کے بعد، وہاں سے مکن پور ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے، کچھ دن یہاں رہ کر فیض آباد کا رُخ کیا۔ فیض آباد میں نواب سالار جنگ کی سرکار میں ملازم ہو کر اُن کے بیٹے سردار جنگ کے مصاحب ہو گئے اور مستقل قیام کے خیال سے مکان بھی بنا لیا۔ جب آصف الدولہ نے فیض آباد کے بجائے لکھنؤ کو دار السلطنت بنایا تو میر حسن بھی سالار جنگ اور سردار جنگ کے ساتھ لکھنؤ چلے آئے۔ لکھنؤ میں مستقل قیام کرنے کے بعد بھی میر حسن فیض آباد جایا کرتے تھے۔ فیض آباد سے اس تعلق کی خاص وجہ یہ تھی کہ نواب ناظر جواہر علی خاں جو فیض آباد میں رہتے تھے میر حسن کے قدر شناس تھے اور ان کے ساتھ کچھ سلوک کرتے رہتے تھے۔

میر حسن اگرچہ بچپن سے شعر کہتے تھے لیکن اُن کی شعر گوئی کا باقاعدہ سلسلہ فیض آباد ہی میں شروع ہوا۔ میر ضیاء الدین ضیا دہلوی کے شاگرد تھے۔ میر حسن کی شکل و شمائل، وضع و لباس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا محمد حسین آزاد "آبِ حیات" میں لکھتے ہیں:۔

> "میانہ قد، گورا رنگ، خوش اندام، جملہ قوانین شرافت اور آئین خاندان میں اپنے والد کے پابند تھے۔ اتنا تھا کہ داڑھی منڈاتے تھے۔ اللہ اللہ عہدِ جوانی بھی ایک عالم رکھتا تھا، جوانی کجائی کہ یادت بخیر، سر پر بانکی ٹوپی تن میں تنزیب کا انگرکھا، پھنسی ہوئی آستین، کمر سے دوپٹہ بندھا ہوا"

لکھنؤ میں رائے ٹیکارام تسلی کے یہاں ہر جمعے کو شعر خوانی کی محفل اور رقص و سرود کا جلسہ ہوا کرتا تھا، اس جلسے میں میر حسن بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ شرکت کیا کرتے تھے۔ میر حسن

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پُرگو شاعر تھے، اُن کے کلّیات میں تمام اصنافِ کلام موجود ہیں، غزل، مثنوی، قصیدہ، ہجو، رباعی، مسدّس، مثلث وغیرہ، ہر صنف میں قدرت کلام اور شیرینی وزورِ بیان کا مظاہرہ کیا ہے
میر حسن آخر ماہِ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ میں بیمار ہوئے اور مختصر علالت کے بعد یکم محرم ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۸۶ء کو انتقال کیا۔ محلہ مفتی گنج میں باغ نواب قاسم علی خاں کے پیچھے دفن ہوئے۔ انتقال کے وقت سن ساٹھ سے متجاوز تھا۔ مصحفی نے تاریخ وفات کہی:-

"شاعرِ شیریں زباں" تاریخ یافت"

میر حسن کی اولاد

خاندانی روایت کے مطابق میر حسن کے تین بیٹے تھے۔ خلق خلیق اور مخلوق بعض تذکرہ نگاروں نے میر حسن کے چوتھے بیٹے میر محسن کا ذکر بھی کیا ہے، قلمی ذخیروں میں محسن تخلص کے مرثیے اور سلام موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اہلِ خاندان کسی وجہ سے محسن کا تذکرہ پسند نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح اہلِ خاندان میر خلیق کی دوسری بیوی اور میر انیس کی دوسری بیوی کا تذکرہ بھی نہیں کرتے ہیں یہ آپس کے خاندانی اختلافات ہیں، تحقیق کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، میر حسن کی اولاد میں میر احسن خُلق نے شاہی خاندان کی ایک خاتون کی فرمائش سے ۱۲۶۲ھ میں منظوم "دہ مجلس" تصنیف کی تھی شاعری میں میر حسن کے شاگرد تھے۔ خلق صاحبِ دیوان تھے۔ اور مرثیے بھی کہتے تھے۔ اُن کا ایک مرثیہ بہت مشہور ہے:-

قید جب کر لیا عابدؑ کو ستم گاروں نے

میر احسن خلق نے علمِ طب کی مکمّل تعلیم حاصل کی تھی اور علمِ طب پر کتاب "طبّ احسن" غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے عہد میں تالیف کی تھی۔
میر حسن کے منجھلے بیٹے میر مستحسن خلیق بطور شاعر بہت مشہور ہوئے۔ خلیق کے بیٹوں میں میر انیس اردو زبان کے شاعرِ اعظم قرار پائے۔
میر حسن کے چھوٹے بیٹے میر احسان مخلوق غزل، مرثیے سلام کے علاوہ ریختی کے بھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ماہر تھے، افسانہ گوئی اور کہانی کہنے کے فن میں بھی معروف تھے۔ سلام در زبان ریختی میں مخلوق کے سلام کا یہ مطلع بہت مشہور ہے:۔

مجرئی ہوتی جو میں حضرت شبیرؑ کے ساتھ
دیکھتے کرتی جو کچھ فرقۂ بے پیر کے ساتھ

میر حسن کے شاگرد میر حسن کے تین فرزند اُن کے شاگرد تھے۔ میر احسن خلق، میر مستحسن خلیق، میر احسان علی مخلوق، اس کے علاوہ لالہ گنگا پرشاد نادرہ، مرزا جواد علی احقر، میر ببر علی فرہاد فیض آبادی، شیخ صغیر علی مروت بھی اُنکے شاگرد تھے۔

کلیاتِ میر حسن میر حسن نے اپنا کلیات خود ہی مرتب کر لیا تھا۔ عجیب اتفاق ہے کہ آج تک کلیات شائع نہ ہو سکا۔ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں متعدد قلمی نسخے موجود ہیں۔ غزلوں کا دیوان اور مثنویات کئی مرتبہ شائع ہوتے رہے ہیں۔

کلیاتِ میر حسن میں تقریباً پانچ سو غزلیں، گیارہ مثنویاں، سات قصیدے، ایک سو سینتالیس ۱۴۷ رباعیات، چودہ مخمس، ایک مسدس، ایک واسوخت، تین سو ۳۰۰ مثلث، بیالیس (۴۲) فردیات

راقم الحروف کے کتب خانے میں کلیات میر حسن کے دو نادر و نایاب قلمی نسخے موجود ہیں اُن میں ایک نسخہ زاہد سہارنپوری (شاگرد امیر مینائی) کا مکتوبہ ہے اور دوسرا قلمی نسخہ عبد العلیم شبیر کوٹی (نیشنل بنک کراچی) کی ملکیت ہے۔ یہ نسخہ ۱۹۴۳ء تک کنور رگھناتھ سنگھ رئیس ہلدور کی ملکیت تھا اس کے بعد حکیم اسرار الٰہی ارشد کے پاس محفوظ رہا۔ نسخہ کلیاتِ میر حسن مع مثنویات کے عنوان سے سکندر شاہ ساکن مصطفٰے آباد کا مکتوبہ ہے۔ اس نسخے میں غزلیات مطبوعہ و غیر مطبوعہ، حمد و نعت، منقبت، فردیات، رباعیات، مخمسات، مسدس، واسوخت مثلثات خاصی تعداد میں ہیں۔ درمیان کے صفحے غائب ہیں اس لئے قصیدے اور مثنویاں بالکل نہیں ہیں۔ نسخۂ زاہد سہارنپوری میں تمام اصناف کے علاوہ قصائد، مثنویات، مرثیے سلام اور نوحے بھی ہیں آخری صفحات میں میر ضاحک، خلیق، خلق اور میر انیس کا غیر مطبوعہ کلام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بھی شامل ہے، یہ واحد نسخہ ہے جس میں مرثیہ وسلام ہے ورنہ اب تک میر حسن کے کسی کلیات کے نسخے میں مرثیوں کا پتہ نہیں ملتا۔

میر حسن کی غزلیں اور مثنویات اعلیٰ پایہ کی ہیں اور ان کی شہرت کی بنیاد انھیں پر قائم ہے۔ میر حسن کی شاعرانہ عظمت کا دار و مدار اُن کی لاجواب مثنوی "سحر البیان" ہے کچھ شک نہیں کہ میر حسن کو یہ امید تھی کہ "سحر البیان" دنیا میں یادگار رہے گی اور اس سے ان کا نام باقی رہے گا، اُن کی یہ امید خوب پوری ہوئی:۔

رہے گا جہاں میں مرا اس سے نام
کہ ہے یادگارِ جہاں یہ کلام

میر حسن کی مرثیہ گوئی

میر حسن کے مرثیوں کا ذکر محققین نے کیا ہے لیکن کسی نے اُن کے مرثیے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی، محمود فاروقی وحید قریشی اور ابواللیث صدیقی نے اُن کی مرثیہ نگاری کا تذکرہ کیا ہے لیکن مرثیے کا ایک بند بھی بطورِ نمونہ پیش نہیں کیا حالانکہ میر حسن کا ایک مرثیہ "وثیقہ دار لکھنؤ کے محرم نمبر سنہ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا۔ مرثیے کا مطلع ہے:۔

"جب سکینہؑ نے سُنا گھر میں کہ وہ سر دہ گیا"

"کلیاتِ میر حسن" کے بعض نسخوں میں مرثیے نہیں ہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ میر حسن مرثیے تصنیف کرتے تھے۔ وہ خود اپنے "تذکرۂ شعراء" میں لکھتے ہیں:۔

"اکثر نواب معلّی القاب (نواب سالار جنگ) کی فرمائش سے امام علیہ السلام کا مرثیہ بھی کہنا ہوتا ہے۔"

میر شیر علی افسوس نے "دیباچۂ سحر البیان" میں میر حسن کی مرثیہ گوئی کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"مرثیے میں سلیقہ نہایت خوب رکھتے تھے"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پروفیسر مسعود حسن ادیب نے میر حسن کے تین مرثیوں کے اقتباسات " اسلافِ میر انیس" میں ۱۹۷۰ء میں شائع کئے۔

۱۔ جب سکینہؑ نے سنا گھر میں کہ وہ سرور گیا (مربع) بند ۳۷

۲۔ سکھ حسن کو نہ ہو، دنیا میں یہ دُکھ پائے حسینؑ " ۴۴

۳۔ جب دشت میں شبیرؑ کا لشکر گیا مارا (مسدس) ۲۶

میر حسن کا مکمل مرثیہ اب تک کسی نے شائع نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے اپنی تحقیقی کتاب " اودھ میں اردو مرثیے کا ارتقا" میں مسعود حسن ادیب کے تحقیقی کام کو نقل کر دیا ہے۔ ڈاکٹر فضل الحق بھی اپنی تحقیقی کتاب میر حسن حیات اور ادبی خدمات" میں میر حسن کے مرثیوں میں کوئی نئی تحقیق پیش نہ کر سکے۔

میر حسن کے دو سلام اور مرثیہ مکمل یہاں درج کیا جاتا ہے۔ دونوں سلام کلیات میر حسن (نسخۂ زاہد سہارنپوری) میں موجود ہیں۔ مرثیہ ایک قلمی بیاضِ مراثی سے نقل کیا گیا ہے۔

سلام

سلامی بین ماں کرتی تھی لے لے نام اکبرؑ کا
نہ چاہا گردشِ افلاک نے آرام اکبرؑ کا

رلا کر فاتحہ پانی پہ کہتی تھی یہی بانوؑ
کہ یہ کوزہ علی اصغرؑ کا ہے یہ جام اکبرؑ کا

قضا آئی جوانی میں نہ ہونے پائی شادی بھی
قیامت بھر رہا دنیا میں دل ناکام اکبرؑ کا

وطن میں ایک مدت انتظاری میں رہی صغراؑ
نہ پہنچایا قضا نے اس تلک پیغام اکبرؑ کا

عجب غیرت تھی ماں کی اور پھوپھی کی بے ردائی پر
گیا روتا ہوا نیزے پہ سر تا شام اکبرؑ کا

دمِ آخر تلک یہ شاہ عالم کا رہا عالم
لیا دل تھام جب آیا زباں پر نام اکبرؑ کا

تڑپ کر شام کے زنداں میں کہتی تھی یہی بانوؑ
پڑا ہے ریگِ صحرا پر تن گلفام اکبرؑ کا

نہ رخصت جنگ کی دیتی کبھی میں علی اکبرؑ کو
اگر میں جانتی ہووے گا یہ انجام اکبرؑ کا

اذاں کا شور سُن کر اہلبیتِ شاہ والامیں
بپا ہوتا تھا ماتم روز صبح و شام اکبرؑ کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہا قاصد نے صغراؑ سے گیا مقتل میں اُس دم میں ق
رشتہؑ دیں روتے تھے، تھا آخری ہنگام اکبرؑ کا

کہا مجھ سے اُسی حالت میں کہنا میری خواہر سے
دلانا فاتحہ پانی پہ ہے پیغام اکبرؑ کا

بھرے تھے سیکڑوں ارمان دل میں آہ اے گردوں
چھدا نوکِ سناں سے وہ دلِ ناکام اکبرؑ کا

رہی زندہ جہاں میں جب تلک بانوئے دل خستہ
فسانہ تھا زباں پر اُس کے صبح و شام اکبرؑ کا

حسنؔ منظور ہے گر مغفرت اپنی قیامت میں
تو ہر دم چاہیئے رکھنا زباں پر نام اکبرؑ کا

مجرا کہو شبیرؑ پہ اس طرح حزیں ہو
جو اشک کے سیلاب سے تر ساری زمیں ہو

سر اس کا عَلَم پر ہو عَلَم آہ کہ جو شخص
حیدرؑ کا نشاں دوشِ محمدؐ کا مکیں ہو

جز حضرتِ شبیرؑ بھلا کون ہے یارو
جو ساجد و مسجود دمِ بازپسیں ہو

صد حیف ملے پیادہ روی اُسکے پسر کو
کونین کی اِقلیم کا جو تخت نشیں ہو

خشک احمدِ مختارؐ کے کس طرح ہوں آنسو
تر خون میں شبیرؑ کے جب خنجرِ کیں ہو

سر ننگے نہ کس طرح سے ہوں فاطمہؑ نالاں
عُریاں پڑی جب دشت میں لاشِ شہِ دیں ہو

اے پیرِ فلک ہووے جو اکبرؑ سا جواں آہ
تیر و تبرِ ظلم ہو اور اُس کی جبیں ہو

ہیہات جو ہو قوتِ بازوئے حسینیؑ
شانہ کہیں، سر اس کا کہیں، پاؤں کہیں ہو

محتاجِ چادر ہوئیں وہ اے وائے کہ جن کے
یوں سلطنتِ ہر دو جہاں زیرِ نگیں ہو

ہے حضرتِ شبیرؑ سے یہ عرض حسنؔ کی
جا مشہدِ عالی پہ یہ پیوندِ زمیں ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ ——— میر حسن (غیر مطبوعہ)

مطلع :- شکر ہے ناتا نہیں ہے قیصر و خاقان سے
ہے مرا رشتہ نبیؐ اور حیدرؑ یزدان سے

منتخب بند :-

یک بیک غش ہوگئی زینبؑ یہ کہہ کر اونٹ پر — بی بیاں یہ دیکھ حالت تب اٹھیں واں پیٹ کر
اتنے میں پھر جو چونکی زینبؑ سن کر یہ شور و شر — اور بولی اسطرح سے با فغاں فریاد کر
بھائی صدقے تیرے دکھلا جلد صورت کے تئیں
تجھ بغیر اب مجھ میں صبر و ہوش ہے باقی نہیں

خواہرِ شبیرؑ نے جب یہ فغاں فریاد کی — آہ بھر اور سوزِ دل لختِ جگر سے جب اُٹھی
گھر میں اُس ظالم کی جورو نے بھی تب یہ غل سُنی — گھر میں پوچھا لونڈیوں سے کیسی ہے یہ غل مچی
تب کہا ان لونڈیوں نے کیا کریں اظہار ہم
اہلبیت مصطفےٰ روتے ہیں اونٹوں پر بہم

سنتے ہی جورو تب اُس ظالم کی دوڑی برملا — تخت پر چادر ٹکا اہل حرم کو جا لیا
دیکھ کر ابنِ زیاد اس وقت جھنجلا اٹھا — نام میرا شام میں اے بے حیا تم نے کھویا
اسطرح جو بے ردا گھر سیتی باہر آئی تو
بر سرِ بازار خلقت کے ہوئی تو رو برو

تب کہا ظالم سے اُس نے پیٹ سر با چشم تر — اے لعیں دل میں ترے آیا نہیں خوف و خطر
اہلبیتؑ مصطفےٰ کو یوں پھرایا در بدر — جو کہ حامی تجھ سے بدبختوں کے تھے روزِ حشر
اور حرمت پر مری یاں تک ہوئی تیری نگاہ
جو نہ دیکھیں غیر اُس کو بر سرِ بازار آہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

الغرض باہر گئی جب گھر سیتی وہ نیک بخت ۔۔۔ دیکھی کیا ہے زینبؑ یوں بیاں کرتی ہے سخت

ایک تو تیرے لئے بھائی جگر ہے لخت لخت ۔۔۔ دوسرے بیٹھے سیتی اونٹوں کے ہم ہیں

یہ چڑھے ہے اونٹ پر دادا کے نہ بابا کے راج

یا تیرے مرنے سے کھوئی ظالموں نے شرم لاج

جو سنا عورت نے اُس بدکیش کی یہ ماجرا! ۔۔۔ پیٹ سر اہلِ حرم کو ساتھ اپنے لے لیا

گھر میں لا کر زینب خستہ سینی یوں کہا ۔۔۔ تخت پر بیٹھو برائے حضرت خیر النساء

تب کہا زینبؑ نے یوں اس سیتی رو رو زار زار

ہم سیتی اے نیک بخت اب یہ نہ ہوگا

سلطنت کا تخت چھوڑا بھائی کے مرنے سیتی ۔۔۔ دشمنوں نے کچھ نہ چھوڑا گھر میں اُس کے مال بھی

اور کیا سر پر بھی چادر اب ہمارے نہیں بچی ۔۔۔ یہاں تلک لے آئے قیدی ہم کو کرتے مدعی

اب خدا کی ذات ہے یا عابد بیمار ہے

اُس سوا اُہر پر ہمارے کوئی نہیں غم خوار ہے

ہم پہ گر احسان کرتی ہے تو اسطرح سے کر ۔۔۔ بھائی کا منگوا لے مرے تو کسی طرح سے سر

تب یہ سُن کر اس نے کوئی پہنچ کر وہاں جلد تر ۔۔۔ سر مبارک شاہ کا منگوا لیا در طشت زر

بھائی کا زینبؑ نے دیکھا جو ہنی سر آتا چلا

دوڑ کر چھاتی سیتی اپنی لگا اُس کو لیا

یک بیک غش ہو گئی زینبؑ وہ سر چھاتی لگا ۔۔۔ تب سر عالی کے تئیں گھر والی نے جلدی اٹھا

لے کے مشکیزہ گلاب تحفہ کا وہ ہیں دھوا ۔۔۔ پھر وہیں کیا دیکھتی ہے گھر مرا روشن ہوا

نورِ حق تاباں ہے گھر میں اُس کے تا دیوار و در

چرخ سے آدم صفی اللہ کا ہوا گذر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ووہیں اتنے میں صفی نے آن کر پہنچا سلام — اور کہا اے نورِ حق یعنی شاہ تشنہ کام

سر کو اپنے پیٹتے آتے ہیں یہاں خیر الانام — تب لگن کے بیچ میں سر نے کیا وہ ہیں کلام

کیا ستم ہے آج جو میرے لیئے نانا نبیؐ

اسطرح آتے ہیں اب تقصیر کیا مجھ سے ہوئی

کان میں پہنچی نبیؐ کے یہ نواسے کی صدا — پہنچ کر اُس سر تلک حضرت نے یوں رو رو کہا

نا ہے نواسے رونے کی وجہ، تو ہے کیا پوچھتا — ماں تری آتی ہے سر پر خاک اُڑاتی جابجا

تب کہا نانا سیتی ماں کا مری تم سے ظہور

جس ماں سے میں ہوا پیدا تمہارا نیک نور

کس لئے نانا جی تم یوں زار روتے ہو یہاں — اور اماں بھی کس لیئے کرتی ہیں یوں شور و فغاں

جو لکھا قسمت میں میری تھا ہوا سب کچھ عیاں — بس کوئی چلتا نہیں تقدیر سے اے نانا جاں

یہ بہم کرتے تھے نانا اور نواسے گفتگو

اتنے میں اسواری زہراؑ کی بھی آئی روبرو

غل سیتی حوروں کے چونکی تب سکینہؑ بے پدر — بولی اماں جی یہ کس کی فوج آئی ہے ادھر

کیا ہمیں پھر لوٹے گا یہ لشکر اب یہاں آن کر — تب کہا بانوؑ نے یہاں ہوتا کسی کا نہیں گذر

خلق سب آسودہ ہے اس دہر بے بنیاد میں

ہاں مگر ہم قید ہیں اس خانۂ برباد میں

اس طرح سے فاطمہؑ نے حوروں سیتی تب کہا — کس کی لڑکی روتی ہے اب اسقدر یہاں غل مچا

بولیاں بیٹی ہے تیری بیٹے کی خیر النسا — ترستی ہے باپ کی صورت کے تیں بے خطا

تب کہا زہراؑ نے بابا جی شتابی آؤ یہاں

روتی ہے حیدرؑ کی پوتی اس جگہ پر کر بیاں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اے حسن اس مرثیہ کو اس جگہ کر تو تمام
بھیجتا رہ اب درود اُن پر ہمیشہ اور سلام
ساقی کوثر ہیں تجھ کو دلا دیویں گے جام
دل سیتی لیکن یہی اب عرض کرتا ہوں مدام
مرثیہ کو مرثیہ خوانوں کو اور سامع کے تئیں
اے کریم اب بخش دے بخشندہ تجھ سا کوئی نہیں

رباعیات میر حسن

گر دام میں دشمنوں کے جی ہے تیرا
مردود ہے جو کہ مدّعی ہے تیرا
تو دل میں کسی کی بات کا وسواس نہ کر
اللہ و محمدؐ و علیؑ ہے تیرا

دس روز حسینؑ کے جو ماتم میں رہا
اور آنکھوں سے اشک اس کے جو غم میں بہا
ہر قطرہ اس اشک کا وہ گوہر پُر آب
رکھتا ہے حسن جو دونوں عالم میں ضیا

کیا وحش و طیور و انس و جاں عالم میں
جو ہیں سو حسن وہ روتے ہیں اس غم میں
روشن نہ سمجھ ضریح پر قندیلیں
جلتے ہیں یہ دل حسینؑ کے ماتم میں

ہر جا ہے علم نشانِ دینِ نبوی
ہر طرف ہے روضۂ حسینؑ ابنِ علیؑ
کیا نورِ محمدی ہے اللہ اللہ
اے صلِّ علیٰ محمدؐ و آلِ نبیؐ

اس موت کے واسطے عبث رونا ہے
ہر ایک سے یہ معاملہ ہونا ہے
گر خاک میں دل ملا تو کیا غم ہے حسن
اک روز ہمیں بھی خاک میں سونا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ ——— میر حسن

در حال وفات حضرتِ سکینہؑ

زنداں میں جب حسینؑ کی بیٹی گذر گئی

(تعداد بند ۲۳)

زنداں میں جب حسینؑ کی بیٹی گذر گئی
بیکس، پدر کا گود میں سر لے کے مر گئی
چلّا رہی تھی ماں مری بی بی کدھر گئی
زنداں میں ماں کو چھوڑ کے دادی کے گھر گئی ①
کیسی یہ بات ہو گئی خستہ جگر کے ساتھ
دادی کے پاس خلد میں پہونچی پدر کے ساتھ

ماں اب جیے گی کس کے سہارے سکینہؑ جاں
باقی ہے کون پاس ہمارے سکینہؑ جاں
اکبرؑ جواں جہاں سے سدھارے سکینہؑ جاں
اصغرؑ بھی تیر سے گئے مارے سکینہ جاں ②
تم بھی چلیں مزار میں سونے کے واسطے
اماں کو چھوڑے جاتی ہو رونے کے واسطے

یہ کہہ کے سر پٹکتی تھی بانوئے سوگوار
رونے سے بیبیوں کے قیامت تھی آشکار
شورِ بُکا بلند ہوا جبکہ ایک بار
عابدؑ بھی غش سے چونک پڑے ہو کے بیقرار ③
پوچھا جہاں سے کون حزینہ گذر گئی
کبرا پکاری بھائی، سکینہؑ گذر گئی

پہونچے بہن کی لاش پہ سجادِ نوحہ گر
دیکھا پڑی ہے خاک پہ وہ عاشقِ پدر
بے اختیار رونے لگے سر کو پیٹ کر
میت سے پھر بہن کی یہ بولے بچشمِ تر ④
بھائی کو چھوڑا رونے کو دنیائے زشت میں
بابا کے ساتھ آپ سدھاریں بہشت میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کہہ کے ماں کے پاس گئے عابدؑ حزیں
بولے یہ تعزیت سے کہ اب روئیے نہیں
فرماؤ صبر مرضئ معبود تھی یونہیں ⑤
رونے سے فائدہ، نہ ملے گی وہ مہ جبیں
راضی رہو یہ مصلحت کردگار ہے!
امّاں خدا کے حکم میں کیا اختیار ہے!

میّت کو گھیرے کر رہی سیدانیاں تھیں بین
سوئے مدینہ کہتی تھیں زینبؑ بشور و شین
پہونچو مدد کو شیرِ خداؑ فاتحِ حُنین ⑥
محتاج ہے کفن کو پڑی دخترِ حسینؑ
صدمے پہ صدمہ عابدؑ نیکو شیمؑ کو ہے
دو گز کفن کی بھی نہیں قدرت حرم کو ہے

پہونچی خبر یزیدِ لعیں کو یہ ناگہاں
بے وارثوں پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسماں
آئی تھی قید ہو کے جو بنتِ شہؑ زماں ⑦
یادِ پدر میں کرتی تھی جو نالہ و فغاں
فرقت کا داغ دل پہ عزیزوں کے دھر گئی
زنداں کے دُکھ سے دُخترِ شبیرؑ مر گئی

عابدؑ کے پاس آیا یہ پیغامِ بے حیا
میں نے سُنا ہے آپ کی خواہر نے کی قضا
گھبرائیے نہ آپؑ جو ہونا تھا وہ ہوا ⑧
فرماؤ صبر مصلحتِ حق میں دخل کیا
کیجے نہ فکر خواہر ناشاد کے لئے
حاضر غلام ہونا ہے امداد کے لئے

سامانِ دفن کے لئے ہو نا نہ دل ملول
جو حکم دیجئے گا کروں گا بہ دل قبول
درکار جو ہو کیجئے طلب از پئے رسولؐ ⑨
فرماؤ جلد دفن، توقّف ہے بے حصول
پیدا کیا ہے حق نے تمہیں صبر کے لئے
فرمائیے پسند زمیں قبر کے لئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(١٠)

بھیجا شقی کو عابدِؑ بیکس نے یہ پیام
کہتا ہے صبر کرنے کو اے دشمنِ امامؑ
آلِ نبیؐ پہ حق نے کیا صبر خود تمام
ہم بیکسوں کے قلب کا نشتر ہے یہ کلام
سائل کسی سے ہوگا نہ پوتا کریم کا
زینبؑ کی دے ردا کہ کفن ہو یتیم کا

(١١)

طالب نہیں کسی کی مدد کا میں پُر محن
کافی ہے مجھ پہ سایۂ افضالِ ذُوالمنن
تابوت چاہیئے، نہ ہمیں قیمتی کفن
غسّالہ ایک بھیج دے، اور ایک گورکن
مل جائیں یہ تو فکر میں زار و حزیں کروں
بیکس بہن کو جلد سپردِ زمیں کروں

(١٢)

پہونچا شقی کے پاس جو عابدؑ کا یہ پیام
فرطِ حیا سے کانپ گیا نطفۂ حرام
بھیجا شقی نے لُوٹ کا اسباب سب تمام
جو کچھ ملا تھا حکم، کیا جلد انتظام
میّت اُٹھی نہ ہوئے گی ایسی زمانے میں
غسّالہ بہرِ غسل گئی قید خانے میں

(١٣)

پہونچی قریب لاش کے جس دم وہ ذی شعور
دیکھا پڑی ہے خاک پہ بیجاں وہ رشکِ حور
منکا ڈھلا ہوا ہے، یہ ساطع ہے رُخ سے نُور
جوشِ بُکا سے ہوگئے ہوش و حواس دُور
چلّائی قید خانے میں کس ماں سے چھُٹ گئی
کیا اُس پہ گذری جس کی کمائی یہ لُٹ گئی

(١٤)

کپڑے بدن سے کرنے لگی الغرض جُدا
چمٹا ہوا تھا جسم سے کُرتہ یتیم کا
ہر چند فکر کی، نہ بدن سے جدا ہوا
زخمی تھی پُشت، خون سے چپکاں بدن پہ تھا
کچھ بس چلا نہ مومنۂ خوش نصیب کا
آخر اُتارا پھاڑ کے کُرتہ غریب کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

معصومہ کے بدن پہ پڑی جس گھڑی نگاہ
چلّائی سر کو پیٹ کے، یارب تری پناہ
تھا کونسا مرض کہ ہے سارا بدن سیاہ
سر پیٹ کر پکاری یہ زینبؑ بہ اشک و آہ
قابل بیاں کے اپنا الم الغرض نہیں
کوڑوں کے نیل پُشت پہ ہیں یہ مرض نہیں

(۱۵)

چلّائی سر کو پیٹ کے وہ عاشقِ خدا
غارت کرے یزیدؔ کو خلّاقِ دوسرا
اپنے نبیؐ کی آلؑ پہ یہ ظلم یہ جفا
گھر فاطمہؑ کا لوٹ لیا وامصیبتا
جب روزِ حشر آئے گا داور کے سامنے
کس منہ سے جائے گا یہ پیمبرؐ کے سامنے

(۱۶)

نہلا چکی سکینہؑ کو جس دم وہ نیک خُو
زینبؑ یہ عُذر کرنے لگی آ کے رُوبرُو
ہم بیکسوں کے دُکھ میں بڑی کام آئی تُو
رکھے بہن خدا تری دنیا میں آبرو
نادار ہیں غریب ہیں کیا دیں گے ہم تجھے
اِس کے صلے میں دیں گے دعائیں حرم تجھے

(۱۷)

پھر روتے آئے لاش پہ بیمار کربلا
پہلے حنوط بیٹھ کے ہمشیر کا کیا
کفنایا اُس کو پھاڑ کے زینبؑ کی پھر ردا
تیّار کر کے مادرِ بیکس کو دی صدا
کپڑے بدل کے ہو گئیں تیار دیکھ لو
امّاں سکینہؑ جاتی ہے دیدار دیکھ لو

(۱۸)

یہ سُن کے دوڑی پیٹتی سر بانوئے غریب
آئی جو گرتی پڑتی ہوئی لاش کے قریب
بولیں لگا کے چھاتی سے سُن اے بلانصیب
ننھی سی جان پہ ہیں اُٹھائے ستم عجیب
خدمت کا اپنی کوئی نہ الزام دیجیو
ماں کی جو کچھ خطا ہو بحل اُس کو کیجیو

(۱۹)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اچھا سدھارو خالق اکبر نگاہباں
پہونچا دے خیریت سے تمہیں ربِ دو جہاں
جا کر پدر سے جلد مل اب اے پدر کی جاں
ماں کو نہ بھول جائیو صدقے ہو تم پہ ماں (۲۰)
رُلوائیو زیادہ نہ دنیائے زِشت میں !
جلدی بلائیو ہمیں بی بی بہشت میں !

ناگاہ آئی فاطمہ کبرا بحالِ زار
میت لگا کے چھاتی سے بولی وہ بیقرار
اے عاشقِ پدر یہ بہن تجھ پہ ہو نثار
اب تُو کہاں ملے گی ہمیں اے جگر فگار (۲۱)
لینی چلو ہمیں بھی حضوریٔ شاہ میں
خدمت کرے گی رانڈ بہن تیری راہ میں

عابد نے بیبیوں کو کیا لاش سے جُدا
لاشہ بہن کا کانپتے ہاتھوں پہ رکھ لیا
زنداں کے در سے نکلے جو کرتے ہوئے بُکا
سر ننگی دوڑی بانوئے بیکس برہنہ پا (۲۲)
سب بیبیاں سنبھالے ہوئے اُس کو جاتی تھیں
ہر ہر قدم پہ گر کے بچھاڑیں وہ کھاتی تھیں

چلاتی تھی کہ اے مری نادان الوداع
اماں کے گھر کو کر چلیں ویران الوداع
اے میری چار سال کی مہمان الوداع
اماں ترے جنازے پہ قربان الوداع (۲۳)
اب اور کیا تمہارے لئے ماں دُعا کرے
آسان تم پہ قبر کی مشکل خدا کرے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر حسنؔ کی غزلوں کے چند اشعار

سانولے رنگ سے بھاگو حسنؔ کیا اس میں تمہارا جاتا ہے
ایسے دھندھلکے بیچ مسافر مفت میں مارا جاتا ہے

دلّی سے تازہ آئی تھی اک میرؔ کی غزل
جس کا یہ شعر ہوش سے بیہوش کر چلا

یہ چھیڑ دیکھ ہنس کے رُخِ زرد پر مرے
کہتا ہے میرؔ رنگ تو اب کچھ نکھر چلا

گر عشق سے کچھ مجھ کو سروکار نہ ہوتا
تو خوابِ عدم سے کبھی بیدار نہ ہوتا

نہ لیٹ اس طرح منہ پر زلف کو بکھرا کے اے ظالم
ذرا اٹھ بیٹھ تو اس دم کہ دونوں وقت ملتے ہیں

جب قفس میں تھے تو تھی یادِ چمن ہم کو حسنؔ
اب چمن میں ہیں تو پھر یادِ قفس آنے لگی!

تو خفا مجھ سے ہو تو ہو، لیکن
میں تو تجھ سے خفا نہیں ہوتا

کس منہ سے میرے یار کے ہوتا ہے رُوبرو
چہرے کے داغ اپنے تو مہتاب دیکھنا

اُس نے خلعت پہن کے عباسی
کتنے ہی سیدوں کا خون کیا

اُٹھا بالوں کو چہرے سے دکھا دے چاند سا مکھڑا
سرِ شام آج آتا ہے نظر تنہا مجھے تارا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں تیسری پُشت"

میر خلیق

میر انیسؔ کے والد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : میر مستحسن

تخلص : خلیق

والد : میر حسن

ولادت : ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء فیض آباد

اولاد : تین بیٹے میر انیس، میر انس، میر مونس
چار بیٹیاں، پیاری بیگم، بندی بیگم، آبادی بیگم، ہرمزی بیگم

وفات : بروز اتوار ۸ رجمادی الاول ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۴ء
لکھنؤ

حیات : ۸۰ برس

قبر : نزد ریلوے پل گومتی کے کنارے بھیم کا اکھاڑہ (لکھنؤ)

ادبی خدمات : دو سو مرثیے، سو سلام، غزلیں اور رباعیات،

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
میر خلیق
Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر انیس کے والد

میر مستحسن خلیق

میر مستحسن نام اور خلیقؔ تخلص، اردو کے مسلّم الثبوت استاد اور سب سے بڑے مثنوی نگار میر حسنؔ کے بیٹے شاعرِ اعظم میر انیسؔ کے والدِ گرامی تھے، مشہور باپ کے بیٹے اور مشہور بیٹے کے باپ، میر خلیقؔ وہ خوش نصیب انسان تھے جنہیں قدرت نے میر حسنؔ جیسا باپ اور میر انیسؔ جیسا بیٹا عنایت کیا جو آج بھی اردو شاعری کے آسمان کے مہر و ماہ ہیں جن کے کلام کی ضو سے اردو ادب آج بھی منور اور درخشاں ہے۔

میر خلیق کی ولادت

محلہ گلاب باڑی، فیض آباد میں پیدا ہوئے ڈاکٹر مسیح الزماں نے میر خلیقؔ کا سالِ پیدائش ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء لکھا ہے[1] میر خلیقؔ نے طویل عمر پائی۔ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں انتقال کیا۔ تقریباً ۸۰ برس حیات رہے۔ میر خلیقؔ کی شہرت اور ان کے دستیاب سرمایۂ فکر و فن و قدیم تذکروں کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نیک مزاج، خوش فکر اور ساده، و شیریں بیان شاعر تھے۔

---

[1] اردو مرثیے کی روایت ص ۳۰۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر خلیق کی تعلیم و تربیت

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:

"میر خلیق نے فیض آباد اور لکھنؤ میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔[۲] ان کے دادا میر غلام حسین ضاحک علومِ دینیہ کے عالم اور علوم عقلیہ کے فاضل تھے، میر خلیق کے والد میر حسن بھی زبان و ادب، عقیدہ، شریعت اور تاریخ پر عبور رکھتے تھے، ظاہر ہے دادا اور والد کے زیر نگرانی ان کی تعلیم و تربیت ہوئی، خلیق کا جو کلام اور جو حالات دستیاب ہیں ان کے پیش نظر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت اس وقت کے رواج کے مطابق ہوئی اور فارسی و عربی اور عقلی و نقلی علوم سے بقدر ضرورت واقفیت تھی اور فنون و ادبیات پر بھی کما حقہ، دسترس تھی۔

محمود فاروقی لکھتے ہیں۔

"ابتدائی تعلیم و تربیت فیض آباد ہی میں حاصل کی، عادات و اطوار کی دیکھ بھال خود میر حسن کرتے تھے، تعلیم کے سلسلے میں کچھ دنوں لکھنؤ میں بھی رہے، فارسی کی استعداد نہایت اچھی تھی، عربی میں بھی بند نہ تھے، اساتذہ کے ہزاروں اشعار حافظے میں محفوظ تھے۔[۳]

شاعری کی ابتدا

سولہ برس کی عمر میں میر خلیق نے شاعری کا آغاز کیا اور اس فن میں مصحفی کے شاگرد ہوئے۔ "تذکرہ ہندی" میں لکھتے ہیں:۔

"میر خلیق کو سولہ برس کے سن سے شاعری کا شوق پیدا ہوا، اپنے خیال کے مطابق کچھ موزوں کر لیتے تھے اور ان کے والد بزرگوار بیٹے کی خاطر سے ان کے صحیح و غلط کو درست کر کے دے دیتے تھے، مگر وہ بھی اس کمسنی کے عالم میں ان کے ذہن سے زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ میں ان دنوں میں شہر میں تازہ وارد ہوا تھا۔ میر حسن چند ملاقاتوں کے بعد

---

[۲] آبِ حیات

[۳] میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء صفحہ ۲۳

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہت محظوظ ہوئے اور دوستی اور محبت بڑھانے کی غرض سے میر خلیق کو میرے پاس بھیجا اور ان کو یہ سکھا دیا کہ مصحفی اس فن میں نظیر نہیں رکھتے ہیں۔ اب کہ تمہارے لئے موقع ہے، جتنا ممکن ہو ان سے سیکھ لو، میر خلیق اپنے والد ماجد کے حکم کی تعمیل واجب سمجھ کر روز افزوں شوق کی رہ نمائی میں اکثر حاضر رہتے تھے اور مجھ سے مشورۂ سخن کرتے تھے، شعر سے ان کی طبیعت کی مناسبت دیکھ کر انھیں دنوں میں نے کہا تھا کہ اگر زمانہ فرصت دے گا تو یہ خوب کہیں گے۔" (تذکرۂ ہندی)

تلمّذ

مصحفی کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ میر خلیق نے ابتدا میں کچھ دن اپنے والد میر حسن سے اپنے کلام پر اصلاح لی، پھر انھیں کی ہدایت کے مطابق مصحفی کے شاگرد ہو گئے۔ مصحفی نے "تذکرۂ ہندی" کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "میر حسن کے کے صاحبزادے میر مستحسن خلیق جو اپنے پدر بزرگوار کے اشارے سے اپنا کلام مجھ کو دکھاتے ہیں اور اردو شاعری کے شوق نے جن کے دل کا دامن مضبوطی سے پکڑا ہے، انکی فرمائش سے میں نے یہ تذکرہ لکھا ہے"۔[1]

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل کو مصحفی کے اس بیان پر حیرت ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ ایک نوعمر بچے کی فرمائش کے احترام میں مصحفی جیسے بزرگ استاد نے کتاب لکھ دی"[2]

مصحفی نے جہاں بھی خلیق کا تذکرہ کیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے انتہا فخر محسوس کر رہے ہیں کہ میر حسن کا بیٹا اور میرا شاگرد، اس فخریہ لہجے میں کہیں کہیں مبالغے کی جھلک بھی محسوس ہوتی ہے۔ میر حسن اپنے بیٹے کے لئے ایک اچھے استاد کی تلاش میں تھے، سعادت خاں ناصر کا بیان ہے:۔

---

[1] تذکرۃ الشعرا معروف بہ تذکرۂ ہندی نسخۂ ندوہ ص۳۳ مرتبۂ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری

[2] مضمون "میر مستحسن خلیق"، از مولانا مرتضیٰ حسین فاضل (پیام عمل لاہور انیس نمبر) ص۲۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"میر خلیق کو ان کے والد پہلے میر تقی میر کی خدمت میں لے گئے۔ انھوں نے کہا کہ اپنی اولاد ہی کی تربیت نہیں ہوتی کسی اور کی اصلاح کا دماغ کسے ہے، یہ سن کر ان کو میاں مصحفی کے سپرد کر دیا، انھوں نے کچھ دن مصحفی سے اصلاح لی۔ پھر غزل گوئی ترک کر کے مرثیہ گوئی میں مصروف ہو گئے اور خوب نام پیدا کیا"۔[۳]

قدرت اللہ قاسم ان کو" اپنے باپ میر حسن اور بڑے بھائی میر خلق دونوں کا شاگرد بتاتے ہیں"۔ (مجموعہ نغز) قطب الدین باطن کا قول ہے کہ میر خلیق نے شاعری کا فن اپنے بھائی میر احسن خلق سے سیکھا"۔ (گلستانِ بے خزاں)

ان تمام بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ میر خلیق فطری شاعر تھے۔ بظاہر انھیں کسی استاد کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس زمانے کے دستور کے مطابق میر حسن نے مصحفی کے پاس انھیں بھیج دیا۔ اور یہ سلسلہ برائے نام ہی رہا اور جلد ہی میر خلیق اس بندھن سے آزاد ہو گئے اور غزل گوئی ترک کر کے مرثیہ گوئی کا آغاز کیا۔ اور یہ بات طے ہے کہ مرثیے میں وہ کسی کے شاگرد نہیں تھے۔

ذریعۂ معاش

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:

"میر خلیق فیض آباد میں مشہور عالی ہمت امیر اور جاگیر دار مرزا محمد تقی خاں ترقی کے یہاں نوکر تھے اور ماہوار تنخواہ پندرہ روپے مقرر تھی" (آبِ حیات)

شیر علی افسوس کا بیان ہے۔

"میر خلیق کی مالی حالت تسلی بخش نہ تھی۔ فیض آباد میں مرزا تقی خاں ترقی کی سرکار سے وابستہ تھے اور معمولی تنخواہ ملتی تھی"۔ (دیباچہ مثنوی سحر البیان)

ڈاکٹر اسپرنگر، خوب چند ذکا کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ میر خلیق لکھنؤ میں راجہ ٹکیت رائے کے یہاں معلم تھے"۔ (یادگار شعرا)

[۳] "خوش معرکۂ زیبا" مرتبہ سید محمد شمیم انہونوی ص ۳۰۲

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مولانا محمد حسین آزاد نے میر خلیق کے ذرائع آمدنی کی تفصیلات بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی ہیں، یہ تمام بیانات تجزیہ طلب ہیں، مزید لکھتے ہیں:۔

"میر خلیق نازک خیالوں میں ذہن لڑا رہے تھے کہ باپ کی موت نے شیشے پر پتھر مارا عیال کا بوجھ پہاڑ ہو کر سر پر گرا، جس نے آمد کے چشمے خاک ریز کر دیئے، مگر ہمت کی پیشانی پر ذرا بل نہ آیا، اکثر فیض آباد میں رہتے تھے، لکھنؤ آتے تھے تو پیر بخارا میں ٹھہرا کرتے تھے، پُرگوئی کا یہ حال تھا کہ مثلاً ایک لڑکا آیا اس نے کہا میر صاحب! میلہ تو کل ہے، ہم کل جائیں گے، ابھی کہہ دیجئے، اُسی وقت غزل لکھ دی، اُس نے کہا یاد بھی کرا دیجئے، میر صاحب اُسے یاد کروا رہے ہیں، اُن دنوں غزلیں بِکا کرتی تھیں، میاں مصحفی تک اپنا کلام بیچتے تھے، یہ بھی غزلیں کہہ کر فروخت کرتے تھے، ایک دن خریدار آیا اور اپنا تخلص ڈلوا کر شیخ ناسخ کے پاس پہنچا کہ اصلاح دیدیجئے، شیخ صاحب نے غزل کو پڑھ کر اس کی طرف دیکھا اور بگڑ کر کہا، ابے تیرا منھ ہے جو یہ غزل کہے گا؟ ہم زبان پہچانتے ہیں، یہ وہی پیر بخارا والا ہے"۔ (آبِ حیات)

ایک اور جگہ مولانا محمد حسین آزاد، میر حسن علی اشک کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"میر خلیق نے اپنے والد کے بعد چند روز بہت سختی سے زندگی بسر کی، عیال فیض آباد میں تھے، آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے ان کے سبب سے تمام امراء یہیں رہنے لگے، میر خلیق لکھنؤ میں آتے تھے، سال بھر تین چار سو روپے حاصل کر کے لے جاتے تھے اور پرورشِ عیال میں صرف کرتے تھے۔ صورتِ حال یہ تھی کہ مرثیوں کا جزدان بغل میں لیا اور لکھنؤ چلے آئے، یہاں ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت خالی پڑی رہتی تھی، اس میں آکر اترتے تھے بستر رکھ کر آگ سلگائی تھی آٹا گوندھ رہے تھے کہ شخصِ مذکور ہاتھ جوڑ کر سامنے آکھڑا ہوا اور کہا کہ حضور مجلس تیار ہے، میری خوش نصیبی سے آپ کا تشریف لانا ہوا ہے چل کر مرثیہ پڑھ دیجئے، یہ اُسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ دھو کر جزدان لیکر اسکے ساتھ ہو لئے"

(آب حیات)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۲۰۱ھ میں میر حسن کا انتقال ہوا اور میر خلیق پر نئی ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا اس وقت ان کی عمر ۲۱ برس تھی۔ میر خلیق سے بڑے ایک بھائی میر احسن خلق تھے۔ وہ شاعر اور طبیب بھی تھے۔ اُن کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سارے عیال کا بوجھ پہاڑ بن کر خلیق کے سر پر گرا، مصحفی کے بقول خود خلیق نے اُن سے کہا تھا کہ وہ کسی لشکر کے ساتھ بھی رہے اور کسی سفر پر گئے“۔ (تذکرۂ ہندی) گویا میر خلیق سپاہیانہ صلاحیت اور فنونِ حربیہ سے باخبر تھے، فوج میں نوکر بھی رہے، ۱۲۰۹ھ میں نواب آصف الدولہ رام پور کی مہم میں مصروف تھے۔ ممکن ہے میر خلیق بھی اس فوج میں کسی اسامی پر نوکر ہو گئے ہوں لیکن سیاسی طور پر انگریزوں نے امدادی فوج کا ایسا منصوبہ بنالیا تھا جس نے ملک کی ریاستوں سے فوجی تنظیموں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب ملک میں حکومت مقامی افراد کی تھی، مگر فوج انگریز بہادر کی، ممکن ہے اسی بنا پر خاص و ہنگامی حالات کے بعد فوج میں تخفیف ہوئی ہو اور خلیق نے تلوار رکھ کر قلم اٹھالیا ہو“۔[1]

تینتیس برس کی عمر تک خلیق فوج میں ملازمت کرتے رہے اور نواب مرزا محمد تقی خاں ترقی کے یہاں سے مشاہرہ بھی ملتا تھا۔ فیض آباد میں انہیں ہر طرح کی آسائش و سہولت میسر تھی، مرزا محمد تقی خاں ترقی اور فیض آباد کے مختلف نوابین اور جاگیردار، سالار جنگ کا خاندان اور خود میر خلیق کے شاگرد، اُن کی خدمت کرتے ہوں گے، نواب بہو بیگم صاحبہ کا دربار قائم تھا، اُن کی سرکار سے فیض آباد کی رونق و عظمت برقرار تھی۔ ۱۲۳۱ھ میں جب نواب بہو بیگم صاحبہ نے انتقال کیا، وابستگانِ دولت کی بساط الٹ گئی، لوگ جوق در جوق لکھنؤ منتقل ہونے لگے، اُس وقت خلیق کی عمر تقریباً ۵۰ برس کی ہو چکی تھی، اُسی زمانے میں میر خلیق کی آمد و رفت لکھنؤ میں بڑھ گئی تھی، ممکن ہے دوسرے شہروں میں بھی آمد و رفت رہتی ہو، لکھنؤ میں اُن کے قدیم سرپرست اور دوست احباب موجود

---

[1] مضمون میر مستحسن خلیق از مولانا مرتضیٰ حسین فاضل (پیامِ عمل لاہور انیس نمبر) ص ۲۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھے۔ پرانے کرم فرما اور شاگرد بھی تھے، میر خلیق کچھ دن لکھنؤ میں قیام کے بعد واپس فیض آباد آجاتے تھے، خلیق کو اپنے وطن سے خاص اُنسیت تھی وہ لکھنؤ میں مستقل قیام پسند نہ کرتے تھے۔ میر انیس نے جب لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کی، اُس وقت میر خلیق بھی لکھنؤ میں آگئے تھے۔ آصف الدولہ کے بعد لکھنؤ میں مرثیے کی قدیم روایت نے عروج حاصل کیا، جو اعزاز غزل گو اساتذہ کو حاصل تھا اس سے زیادہ اعزاز مرثیہ گو شعراء کو حاصل تھا، لکھنؤ اور فیض آباد کے ترقی پذیر معاشرے میں مرثیہ گوئی کو شاعری کی معراج سمجھا جاتا تھا، گدا، احسان، افسردہ، ناظم، حیدری، فصیح، دلگیر، ضمیر یہ تمام مرثیہ نگار قدر دانی کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، مذہبی رشتے سے انھیں تقدّس بھی حاصل تھا۔ مولانا محمد حسین آزاد کا یہ کہنا کہ "میر خلیق ہمیشہ پریشان حال رہے" یہ روایت ناقابلِ اعتبار ہے۔ میر خلیق نے ایک پُر وقار زندگی گزاری، میر خلیق نے جس مکان میں انتقال کیا اس مکان کو اردو ادب میں "میر انیس کی محل سرا"، کہا گیا ہے۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بیانات میر خلیق کی ابتدائی زندگی کے ہوں تو ہوں ورنہ پوری اسّی برس کی زندگی افلاس اور مصیبتوں کا مرقع نہیں تھی۔ اودھ میں مرثیہ نگاروں کا وقار بادشاہوں سے کم نہیں تھا۔ "آٹا گوندھنے کی روایت اور ہاتھ دھو کر بھاگم بھاگ مرثیہ پڑھنے جانا، انتہائی مبالغہ آمیز اور ناقابلِ اعتبار ہے

"غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے وزیر امیر کبیر نواب معتمد الدولہ آغا میر کے یہاں مجلسیں ہوتی تھیں جن میں بڑے بڑے امراء، علماء، شعراء، منصب دار شریک ہوتے تھے، نامی مرثیہ گو مرثیہ پڑھتے تھے اور اپنے ریاض اور کمال کا صلہ پاتے تھے۔ میر خلیق بھی انکے یہاں مرثیہ پڑھتے تھے، میر خلیق نے ایک مرثیہ معتمد الدولہ کے لئے دعا پر یوں ختم کیا ہے"۔[1]

---

[1] "اسلافِ میر انیس"۔ مسعود حسن رضوی ادیب ص ۱۷۴

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اب یہاں سے توعناں توسنِ خامہ کی پھرا　　اور یہ کہہ کے بدرگاہِ خدا ہاتھ اُٹھا
یعنی اے خالق جن وملک وارض وسما　　شاد رکھ معتمد الدولہ کو دنیا میں سدا

حشمت و اوج فزوں ہر گھڑی ہر دم ہووے
غم شبیرؑ سوا کچھ نہ اُسے غم ہووے

اس عہد کے ممتاز مرثیہ نگار فصیحؔ اور دلگیرؔ کے مراسم جس طرح امیروں اور وزیروں سے تھے۔ میر خلیقؔ اپنی حیات ہی میں بحثیت ذاکرِ حسینؑ پورے ہندوستان میں شہرت اور تقدس کے مالک تھے، میر خلیقؔ کا کلام زندگی میں دہلی اور حیدر آباد دکن تک پہنچ چکا تھا، بقول آزادؔ "قدر دان آنکھوں سے لگا لگا کر لے جاتے تھے"۔

مصروفیاتِ زندگی

میر خلیقؔ جب پختہ عمر کے ہوئے تو فیض آباد میں ان کا شمار بہترین غزل گو اور استادوں میں ہونے لگا۔ نواب محمد خاں رندؔ لکھنوئی اور میر علی اوسط رشکؔ لکھنوئی، اور حسام الدین نامیؔ جیسے متعدد شعراء ان کے شاگرد ہو چکے تھے۔ مرزا محمد تقی خاں ترقیؔ کے دولت خانے پر مشاعرے ہوتے تھے۔ اہل کمال دادِ سخن دیتے تھے۔ ان مشاعروں نے فیصلہ کر دیا تھا کہ فیض آباد میں میر خلیقؔ سے بہتر کوئی شاعر نہیں ہے۔ بقول شیر علی افسوسؔ "میر خلیقؔ، مرزا محمد تقی خاں ترقیؔ کے رفیق خاص تھے۔ ایک مرتبہ ترقیؔ نے فیض آباد میں ایک مشاعرہ کیا اور آتشؔ کو لکھنؤ سے بلوایا اس مشاعرے میں میر خلیقؔ نے وہ غزل پڑھی جس کا مطلع ہے ؎

رشکِ آئینہ ہے اس رشکِ قمر کا پہلو
صاف اِدھر سے نظر آتا ہے اُدھر کا پہلو

یہ غزل سن کر آتشؔ نے اپنی غزل پھاڑ ڈالی اور کہا کہ جب ایسا شخص یہاں موجود ہو تو میری کیا ضرورت ہے"۔ (آبِ حیات)

انھیں مرزا محمد تقی خاں ترقیؔ کے یہاں سعادت یار خاں رنگینؔ دہلوی کی میر خلیقؔ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے ملاقات ہوئی اور رنگین نے ان سے مثنوی میر حسن کے بعض مشتبہ اشعار کے متعلق اپنے شبہوں کا ازالہ کرنا چاہا (مجالس رنگین صہ ۴۶ صہ ۴۷)

سعادت یار خاں رنگین دہلوی نے ۱۲۰۴ھ سے ۱۲۱۲ھ تک کا زمانہ لکھنؤ میں گزارا، درمیان میں فیض آباد بھی گئے۔ وہاں کے واقعات "امتحانِ رنگین" کے نام سے انہوں نے تحریر کئے ہیں، ایک واقعہ میں میر خلیق کی شمولیت کا ذکر ہے۔ سعادت یار خاں رنگین کو کسی کے اشعار پسند نہیں آتے تھے اور نہ وہ کسی کو اُستاد مانتے تھے۔ چنانچہ مرزا محمد تقی ترقی اور ان کے دونوں بھائیوں نواب محمد نصیر نیشاپوری اور صمصام الدولہ نواب محمد علی ہجو اور فیض آباد کے ممتاز شاعر میر خلیق اور مرزا مغل سبقت نے آپس میں مشورہ کر کے رنگین کا امتحان لینے کے لیئے دعوت دی۔ کھانے کے بعد شعر و شاعری کا تذکرہ چھڑا اور یہ مسئلہ اٹھا کہ موجودہ زمانے میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ ہر شخص نے اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کیا اور سودا، میر تقی میر، درد، سوز، انشاء، جرأت، مصحفی، ناسخ اور شاہ نصیر کے نام لئے۔ رنگین نے کہا کہ شاعروں کی چار قسمیں ہیں، طبع موزوں محض شاعر ہے، صاحبِ طرز استاد ہے، کئی طرزوں پر قادر ملک الشعراء ہے اور موجدِ طرز علامہ ہے۔ اس کے بعد مذکور شاعروں کی انفرادی خصوصیات بیان کیں اور مختلف اصنافِ سخن میں ان کے کلام کا جائزہ لیا، آخر میں سخن سرائی میں اپنے کارناموں کو پیش کیا (امتحانِ رنگین)

سعادت یار خاں رنگین نے تین امراء کے بعد شعراء میں پہلا نام میر خلیق کا لکھا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فیض آباد میں ۱۲۰۴ھ سے ۱۲۱۲ھ کے اندر ہی میر خلیق ممتاز شاعر قرار پا چکے تھے اور فیض آباد میں میر خلیق سب سے بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے تھے، اُن کی استادی و نقادی مسلّم تھی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ میر خلیق ادبی و علمی جلسوں اور نشستوں میں شریک ہوتے تھے اور مشاعروں سے قطع نظر مباحثوں میں بھی حصّہ لیتے تھے۔ رنگین نے اصنافِ سخن کی ستائیس ۲۷ قسمیں بیان کر کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہر صنف سخن میں اپنا کلام نمونے کے طور پر پیش کیا ہے، "مسدس مرثیے" کے لیے لکھا ہے کہ یہ "طرز میر خلیق ہے"۔ "مرثیہ بطرز میر مستحسن خلیق خلف الرشید میر حسن صاحب "شش مصرعی" کے عنوان سے اپنا ایک بند مرثیے کا نقل کیا ہے:-

ایک راوی سے سنا ہے کہ جناب سرور
کر گئے جس گھڑی اس عالم فانی سے سفر

حضرت فاطمہؑ تب کھول کے ہاتھوں سے سر
دم بہ دم کہتی فلک سے یقیں یہی آہیں بھر

بعد مردن ز جفائے تو اگر یاد کنم
از کفن دست بروں آرم و فریاد کنم

رنگین کے اس بیان سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں میر خلیق صرف غزل بلکہ مرثیے کے بھی اُستاد تسلیم کر لئے گئے تھے اور رنگین جیسا علامہ شاعر انہیں مرثیے میں ایک استاد تسلیم کرتا ہے۔

میر خلیق کی مصروفیاتِ زندگی میں مشاعرے، مباحثے، علمی ادبی نشستیں اور مجالس مرثیہ خوانی فیض آباد سے لکھنؤ تک داخل تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر جاکر اگر زیادہ عرصہ قیام کرتے تو دوسرے شہر کے عمائدین، شعراء، امراء بے قرار ہو جاتے تھے۔ گویا وہ رونق محفل و مجلس بھی تھے۔

لکھنؤ کے ایک ذی علم رئیس مرزا فخرالدین جعفر کا ایک خط مرزا محمد تقی خاں ترقی کے نام ہے۔ اس خط کا بیشتر حصہ میر خلیق سے متعلق ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"میر خلیق جب سے تشریف لائے ہیں زیادہ تر آپ کی خوبیوں کے تذکرے ہوتے ہیں۔ اس بات سے جو مسرت حاصل ہوتی ہے اس کو کیا بیان کروں، اس کے علاوہ مشاعروں کی محفلوں میں میر صاحب (میر خلیق) کے کلام سے اعلیٰ اور ادنیٰ سب سامعین نہایت محظوظ اور مسرور ہوتے تھے۔ ان صورتوں میں جی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اتنی جلدی واپسی کا قصد کریں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لیکن آپ کے وقت وقت کے کاموں کو مدِّ نظر رکھ کر میر صاحب (میر خلیق)
کی درخواست کے موافق ان کی رخصت گوارا کر لی ہے۔"[1]

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ میر خلیق فیض آباد سے لکھنؤ آکر اس زمانے کے نامی رئیس مرزا فخر الدین خاں بہادر عرف مرزا جعفر کے یہاں مہمان رہے تھے۔ انہوں نے یہاں کے مشاعروں میں شرکت کی اور اُن کا کلام سب نے پسند کیا۔[2] اس خط سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ فیض آباد سے لکھنؤ آکر میر خلیق امرائے شہر کے مہمان ہوتے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد کا یہ کہنا کہ "ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت میں ٹھہرتے تھے" یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔

فرخ آباد کا سفر سنہ ۱۲۳۱ھ کے آس پاس میر خلیق نے فرخ آباد کا سفر کیا۔ اس وقت اُن کی عمر تقریباً پچاس برس تھی۔ میر خلیق کے دونوں شاگرد رشک لکھنوی اور رند لکھنوی کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میر خلیق کا فیض آباد سے جانا ان دونوں کے لئے آزردگی کا باعث ہوا اور دونوں لکھنؤ آگئے۔

فرخ آباد میں میر خلیق کا قیام بہت مختصر تھا۔ نواب غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے دور میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کا سربراہ ارل آف مائرا مارکوئس ہیسٹنگز فرخ آباد آیا تو نواب غازی الدین حیدر نے اپنے فرزند ولی عہد نصیر الدین حیدر کو ایک جماعت کے ہمراہ گفتگو کے لئے لارڈ مائرا کے پاس روانہ کیا۔ صمصام الدولہ سید محمد علی جوہی بھی فیض آباد سے فرخ آباد آئے۔ خیال ہے کہ صمصام الدولہ کے ساتھ میر خلیق اس سفر میں شریک تھے۔[3]

---

[1] فخر الدین احمد خان بہادر عرف مرزا جعفر تخلص کرتے تھے، ۷۰ برس کی عمر میں سنہ ۱۲۳۰ھ میں بمقام لکھنؤ انتقال ہوا۔ عالم فاضل شخص تھے۔ دنیا کی مختلف زبانوں کی کتابیں ان کے کتب خانے میں موجود تھیں، ہر ہفتے کے مشاعرے منعقد کرتے تھے (ریاض الفصحا ص ۸۳ ص ۸۴)

[2] "اسلافِ انیس" مسعود حسن رضوی ادیب ص ۱۳۷

[3] "میر خلیق" از غبار بادر۔ ماہنامہ جام نو کراچی جلد ۲ شمارہ ۹

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لکھنؤ میں مستقل قیام

میرِ خلیقؔ کا وطن فیض آباد تھا اور ان کا مستقل قیام وہیں رہتا تھا لیکن کچھ کچھ مدت کے لئے وہ لکھنؤ بھی آجاتے تھے۔

۱۲۳۱ھ میں میر خلیقؔ فرخ آباد سے واپس فیض آباد جانے کے بجائے صمصام الدولہ اور ان کی جماعت کے ہمراہ لکھنؤ آگئے اور کم از کم آنے والے آٹھ سال تک مسلسل لکھنؤ ہی میں رہے جیساکہ "تذکرۂ آزردہ" اور "گلدستۂ عشق" کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کی تائید خود میر خلیقؔ کے ایک شعر سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ برسوں کے فراق کے باوجود اپنے سابقہ وطن کو یاد کرتے ہیں۔

میں وہ سرگشتۂ صحرائے محبت ہوں خلیقؔ
سال ہا سال ہوئے جس کو وطن سے نکلے

بعد میں ممکن ہے وہ کسی وقت فیض آباد گئے ہوں، مگر اس کی کوئی قطعی شہادت موجود نہیں کہ میر انیسؔ بھی میر خلیقؔ کے ساتھ تھے یا نہیں؟ ہر چند کہ اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ میر خلیق اپنے بیٹوں انیسؔ اور مونسؔ کو ساتھ لیکر فرخ آباد گئے ہوں اور پھر وہاں سے لکھنؤ آئے ہوں۔ البتہ یہ طے شدہ ہے کہ میر انیسؔ (متولد ۱۲۱۶ھ) پندرہ سولہ سال کی عمر میں پہلی بار لکھنؤ آئے اور میر خلیقؔ نے اُن کا دوسروں سے تعارف کرایا۔

بہرحال میر انیسؔ اور میر مونسؔ خواہ فیض آباد سے آئے ہوں یا والد کے ساتھ سفر کیا ہو، یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں سب لوگ لکھنؤ میں اکٹھا تھے۔ اس زمانے کا پہلا اور اہم واقعہ امام باڑہ اکرام اللہ میں میر انیسؔ کا مرثیہ پڑھنا ہے مگر اس سے پہلے وہ ناسخؔ سے بھی ملاقات کرتے ہیں۔ میر خلیقؔ نے اپنی عمر کا بہترین حصہ فیض آباد میں گزارا تھا۔ انچاس پچاس سال کی عمر میں لکھنؤ میں مستقل اقامت اختیار کی، فیض آباد کی بساط الٹ چکی تھی، لہٰذا فیض آباد سے تعلق یا تو منقطع ہو گیا یا برائے نام رہ گیا۔ البتہ میر انیسؔ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

برابر وہاں جاتے اور گھریلو معاملات کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ میر خلیق اس مدت میں لکھنؤ میں مستقل قیام اور حصولِ روزگار میں مصروف ہوں گے۔ اس وقت مرزا محمد تقی خاں ترقی عارضی طور پر فیض آباد میں رُک گئے تھے تاکہ املاک کا بندوبست کر سکیں لیکن نواب محمد داراب علی خاں (معتمد خاص بہو بیگم صاحبہ) خود ترقی، ان کے بھائی نواب صمصام الدولہ اور نواب اصغر علی خاں (خلف مرزا محمد علی سالار جنگ) اور نواب حسین علی خاں (فرزند مرزا نوازش علی سردار جنگ) وغیرہ کی فیض آباد کے اُمور کو سدھارنے کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ چنانچہ نیشاپوری اور شوستری خاندانوں کے بیشتر افراد اور اُنکے متوسلین ترکِ وطن پر مجبور ہو گئے۔ پہلے نواب حسین علی خاں لکھنؤ روانہ ہوئے، ترقی کے بڑے بھائی سیّد محمد نصیر نیشاپوری نے کانپور میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کے لڑکے سیّد شاہ میر نیشاپوری معہ اپنی ہمشیرہ (فاطمہ صاحبہ) پہلے لندن اور وہاں سے قاہرہ چلے گئے۔ ترقی کے چھوٹے بھائی سید محمد علی حجوی صمصام الدولہ عاشق نیشاپوری اور فرزند سیّد محمد علی آغا حیدر دلیر الدولہ دلاور الملک فیروز جنگ حیدر نیشاپوری وغیرہ لکھنؤ میں فروکش ہوئے۔ لکھنؤ میں بھی میر خلیق نیشاپوری یعنی ترقی کے خاندان ہی سے منسلک رہے۔

سیّد محمد نصیر تو کانپور چلے گئے۔ ترقی بھی لکھنؤ آئے مگر پھر کانپور روانہ ہو گئے۔ البتہ کچھ دنوں بعد لکھنؤ واپس آ گئے۔ چنانچہ اس ہنگامی دور میں میر خلیق، سید محمد علی صمصام الدولہ عاشق نیشاپوری سے وابستہ رہے۔ بعد میں عاشق نیشاپوری وزیر چہارم کے عہدہ پر بھی فائز ہو گئے۔ لیکن یہ زمانہ نیشاپوری خاندان کے عروج کے زمانے سے مختلف تھا۔ لہٰذا اس وقت کے مفصل حالات کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ سیّد محمد علی صمصام الدولہ عاشق نیشاپوری اپنے یہاں مجلس اور مشاعرہ کرتے تھے۔ میر خلیق نے ان کے یہاں مجالس میں مرثیے پڑھے ہیں۔[1] میر خلیق کے بیٹے میر انیس بھی نواب محمد علی صمصام الدولہ عاشق نیشاپوری سے متوسل تھے

---

[1] "میر خلیق"، تحقیق از غبار یاور مطبوعہ ماہنامہ جام نو کراچی جلد ۲، شمارہ ۹

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مسعود حسن رضوی ادیب لکھتے ہیں :۔

"یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ میر خلیق نے فیض آباد کی سکونت ترک کر کے لکھنؤ میں مستقل قیام کب اختیار کیا بہر حال سرور نے ان کو ساکن لکھنؤ اور نساخ اور محسن نے باشندہ لکھنؤ لکھا ہے۔ فیض آباد میں وہ غزل گوئی کے استاد مانے جاتے تھے۔ رشک اور رند جب تک فیض آباد میں رہے میر خلیق سے اصلاح لیتے رہے۔ لکھنؤ آکر رشک ناسخ کے اور رند آتش کے شاگرد ہوگئے۔ لیکن جب میر خلیق کا قیام لکھنؤ میں رہنے لگا تو بقول سرور یہاں کے اکثر اشخاص فن شاعری میں ان سے استفادہ کرنے لگے۔ سرور نے ان کو شخص قابل مغتنم وقت اور ان کے اشعار کو دلکش اور کلام کی بندش کو مربوط کہا ہے [1]

لکھنؤ میں جائے سکونت

میر حسن جب فیض آباد سے لکھنؤ آئے تو اپنے مربی کی وجہ سے احاطہ مرزا علی ہی میں سکونت اختیار کی اور بالآخر یہیں نواب قاسم علی کے باغ میں آسودۂ لحد ہوئے۔ ظاہر ہے میر خلیق بھی یہیں قیام کرتے ہوں گے اور ۱۱۹۸ھ میں یا والد کی زندگی میں جب بھی لکھنؤ آئے تو یہیں قیام کیا ہوگا۔ احاطہ مرزا علی میں مرزا محمد تقی ہوس، نواب قاسم علی قاسم کے اخلاف مرزا مہدی علی و مرزا فدا علی اور موخر الذکر کے فرزند مرزا اسحاق علی اور مشہور مرثیہ گو میر مظفر حسین ضمیر لکھنوی وغیرہ رہتے تھے۔ یہیں کالا امام باڑہ ہے۔ اس امام باڑے میں میر انیس نے بھی مرثیہ پڑھا ہے۔ اور یہ بات بھی قابلِ قیاس ہے کہ میر خلیق نے بھی وہاں مرثیہ خوانی کی ہو مگر ایسی کوئی تحریری شہادت دستیاب نہیں ہے۔ البتہ میر ضمیر سے میر خلیق کے ملاقات و مراسم بھی اسی جگہ قائم ہوئے۔ آزاد اور اُن کے توسط سے دوسرے لوگوں نے لکھا ہے کہ میر خلیق جب لکھنؤ آتے تو محلہ پیر بخارا میں ٹھہرا کرتے تھے۔ آزاد نے ایک ٹوٹی پھوٹی خالی عمارت کو جائے قیام بتایا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اُسے بجائے پیر بخارا کے احاطہ

---

[1] "آبِ حیات" مولانا محمد حسین آزاد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرزا علی کہنا چاہیئے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ احاطہ مرزا علی میں قیام کرنے سے میر خلیق کی جان پہچان دوسرے لوگوں سے ہوئی"۔[۱]

اخیر عمر میں میر خلیق کی رہائش گاہ لکھنؤ کے محلہ سٹھٹی میں تھی۔ یہ مکان دریائے گومتی کے کنارے لوہے والے پُل کے قریب ریلوے پُل کے پہلو میں تھا۔ اسی مکان میں میر انیس نے امام باڑہ بھی بنوایا تھا۔ میر خلیق نے اسی مکان میں وفات پائی اور مکان کے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے غدر میں انگریزی استبداد کی وجہ سے یہاں کی ساری عمارتیں منہدم ہوگئیں

میر خلیق کی خانہ نشینی

"اخیر عمر میں ضعف کے سبب سے مرثیہ نہ پڑھتے تھے۔ لیکن قدرتی شاعر کی زبان کب رکتی ہے۔ بیوی کے مرنے سے گھر کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ دس دس پندرہ پندرہ دن اپنے ہر بیٹے کے یہاں رہتے تھے۔ کہیں آتے جاتے نہ تھے۔ پلنگ پر بیٹھے لکھا کرتے تھے کبھی سلام کے کچھ شعر کہے، کبھی مرثیے کے کچھ بند نظم کئے۔ اور جو کچھ جس کے گھر میں کہا اُسی کے یہاں چھوڑ آئے۔ اپنے منجھلے بیٹے میر انس کے یہاں زیادہ رہتے تھے، کیونکہ ان کی بیوی ان کے آرام و آسائش کا سب سے زیادہ خیال رکھتی تھیں۔[۲]

میر خلیق کی وفات

میر خلیق نے تقریباً ۸۰ برس کی طویل عمر پائی۔ میر خلیق نے اپنے آخری سلام میں انتقال سے کچھ دن پہلے اپنی موت کی پیشگوئی کر دی تھی۔

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:۔

"میں ان دنوں خُرد سال تھا مگر اچھی طرح یاد ہے جب ان کا کلام دلّی پہنچا وہ سال اخیر کی تصنیف تھا"[۲]

---

[۱] "میر خلیق" تحقیق از غبار یاور مطبوعہ ماھنامہ جام نو کراچی جلد ۲۷ شمارہ ۹

[۲] "آب حیات" مولانا محمد حسین آزاد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مجرائی طبع کند ہے لطفِ بیاں گیا
دنداں گئے کہ جوہرِ تیغِ زباں گیا

عزلت نشینی، ضعفِ پیری کی شکایت اور اپنے مرنے کی خبر اسی سلام میں سنادی تھی:۔

لے کر قد خمیدہ کو اپنے کہاں پھریں! | گوشہ ہی پھر ہے خوب جو زورِ کماں گیا

گذری بہارِ عمر، خلیقؔ اب کہیں گے سب
باغِ جہاں سے بلبلِ ہندوستاں گیا

آخر کار یہ بلبلِ ہندوستاں پیرانہ سالی کی تکلیف اٹھا کر باغِ جہاں سے بروز اتوار ۸ر جمادی الاوّل ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۴ء جانبِ ارم پرواز کر گیا۔

رشکؔ لکھنوی نے تاریخ وفات کہی:۔

میر مستحسن خلیقؔ افسوس | بس عطوف و شفیق بود استاد
خوش بیاں شاعر زباں دانے | خاص در ایں طریق بود استاد

رشکؔ نالید و گفت تاریخش
ہائے اے ہے خلیقؔ بود استاد ــــــــــ ۱۲۶۰ھ

خواجہ مصاحب علی راویؔ بلگرامی (شاگرد مرزا مہدی کوثرؔ) نے بھی میر خلیقؔ کے انتقال کی تاریخ کہی:۔

میر خلیقؔ نکتہ سنج دارِ فنا کو چھوڑ کر! | خلق کے دل پہ کوہ غم اپنے الم کا دھر گئے!
راویؔ خستہ حال نے فکر جو فرطِ غم سے کی! | ہاتفِ غیب نے کہا "میر خلیقؔ مر گئے"ــــ ۱۲۶۰ھ

خلیقؔ کی وفات سے ایک طرف مرثیہ گوئی کے ایک دور کا خاتمہ ہوا تو دوسری جانب خود ان کے گھرانے میں ایک بزرگ کے اُٹھ جانے سے خلا پیدا ہو گیا۔ میر انیسؔ نے اسی زمانے میں ایک سلام کہا تھا اس میں اپنے رنج و غم کا اظہار کیا ہے:۔

ہم مر گئے خلیقؔ کے مرنے سے اے انیسؔ! | جینے کا لطف اُٹھ گیا اس باخدا کے ساتھ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر خلیقؔ کی وفات کے بعد ۱۲۶۰ھ میں میر انیسؔ نے دو ایسے مرثیے کہے ہیں جس میں میر خلیقؔ کی وفات کا ذکر کیا ہے :-

آمد ہے کربلا کے نیستاں میں شیر کی

اس مرثیے کے آخری بند میں میر خلیقؔ کے لئے مغفرت کی دعا مانگی ہے :-

بس اے انیسؔ بس کہ دعا کا یہ ہے مقام
ہو مغفرت خلیقؔ کی یا رب ذو الکرام
مدّاحِ آلِ پاکِ نبیؐ تھا وہ خوش کلام
یا رب اسی بزرگ کا یہ فیض ہے تمام

ایک اور مرثیہ :-

بلبل ہوں بوستانِ شہ تاجدار کا

اس مرثیے کے چہرے میں میر انیسؔ نے میر خلیقؔ کی وفات پر اپنے صدمے کا اظہار پرسوز انداز سے کیا ہے :-

طرزِ کلام میں یہ فصاحت جو آئی ہے
اجدادِ با وقار سے میراث پائی ہے
ادنیٰ سے اُن کے فیض نے اعلیٰ کیا مجھے
ذرّہ تھا گو یہ مہر کی بخشی ضیا مجھے!
سائے نے ان کے دے دیا ظلِّ ہما مجھے
صدقے سے ان کے مل گئی طبعِ رسا مجھے!
فرزند میں خلیقؔ سے عالی ہمم کا ہوں
دُرِّ یتیم میں اُسی بحرِ کرم کا ہوں

یا رب! یہ کیسی باغِ جہاں میں ہوا چلی
لالے کی طرح داغِ دلِ زار ہیں جلی
آئی صدائے آہ جو چٹکی کوئی کلی
ہے خارِ رنج سے دلِ بلبل کو بے کلی
گلچین موت گُل کو جو حرفِ خزاں کرے
کیا عندلیب زمزمہ پردازیاں کرے
جو سرو راست قد تھے ہوئے خاک میں نہاں
کوکو کا شور قمریوں میں ہے یہاں وہاں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تیغِ اجل گلوں پہ چلی آگئی خزاں ! اڑتی ہے خاک خار ہوا گلشن جہاں

افسوس ہے خلیقؔ سا مشفق پدر نہیں

اس رنج سے کسی کو کسی کی خبر نہیں!

میر خلیقؔ کے چھوٹے فرزند میر مونسؔ نے بھی ایک سلام کے مقطع میں میر خلیقؔ کی موت پر اظہارِ غم کیا ہے :-

اب اس جہان میں رہنے کا کیا مزہ مونسؔ

خلیقؔ، شاعرِ خوش فکر، خوش بیاں نہ رہا

میر خلیقؔ کا مدفن

میر خلیقؔ کے پرپوتے میر خورشید حسن عروجؔ عرف دولھا صاحب نے اپنے رسالے "عروجِ اردو" میں میر خلیقؔ کے مدفن کی نشان دہی کی ہے۔

"میر خلیقؔ اپنے فرزند رشید میر انیسؔ کے امام باڑے میں دفن ہوئے جو دریائے گومتی سے کچھ فاصلے پر دکن کی جانب واقع تھا۔ یہ وہی سڑک ہے جو دریائے گومتی کا پہلو دبائے ہوئے غرب سے جانب شرق گئی ہے یہی آگے بڑھ کے دو حصوں میں تقسیم ہو کے پیچ و خم کھاتی ہوئی چھتر منزل تک چلی گئی ہے۔ جس مقام پر اس وقت ریل کی آمد و رفت کے واسطے پُل بنا ہوا ہے وہیں پر اس پُل کے پہلو سے ملی ہوئی امام باڑے کی افتادہ زمین موجود ہے اور اسی پر میر خلیقؔ کی قبر ہے۔ یہ محلہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں تباہ ہو گیا تھا۔" [۱]

مولانا آغا مہدی بتاتے ہیں :-

"میر عارفؔ نے اپنی اولاد کو بتایا کہ میر خلیقؔ یہاں سپردِ خاک ہوئے ہیں۔ اسی جگہ بھیم کا اکھاڑہ کبھی تھا اور میر خلیقؔ کی قبر کا پتہ دیتے ہیں بعض قلمی بیاضوں میں اس کا ذکر ہے" [۲]

---

[۱] "دولھا صاحب عروجؔ" از ڈاکٹر نیر مسعود [۲] تاریخ لکھنؤ ص ۳۴۸ ص ۳۵۱

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر خلیق کی اولاد

میر خلیق نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ تینوں بیٹے میر انیس میر انس، میر مونس نامی مرثیہ گو ہوئے اور میر انیس بیٹوں میں سب سے بڑے اور باپ کے چہیتے تھے۔ میر خلیق ہی سے کلام پر اصلاح لی اور انہیں کے زیرنگرانی تعلیم و تربیت حاصل کی، میر انیس شاعری و مرثیہ گوئی کے سب سے بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں جنھوں نے مرثیہ نگاری و اُردو شاعری کو منزلِ کمال پر پہنچا دیا۔

مری قدر کر اے زمینِ سخن
تجھے بات میں آسماں کر دیا

میر انس بھی شاعری میں اپنے والد میر خلیق کے شاگرد تھے۔ اخیر عمر میں میر خلیق، میر انس کے ساتھ رہتے تھے۔ میر انس نے خاندان کا نام روشن کیا اور اردو شاعری میں بلند مرتبہ حاصل کیا:۔

کلام انس مرصّع ہے جوہری دیکھیں
کہ لفظ لفظ ہے ترشا ہوا نگیں کی طرح

میر مونس، میر خلیق کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ فصاحت اور بلاغت میں دھوم مچادی تھی بہت پر گو شاعر تھے، والد کی طرح غزلیں بھی خوب خوب کہی ہیں:۔

مونس ترے سخن کی ہوئی شش جہت میں دھوم
تیغ زباں کے پہنچے ہیں جوہر کہاں کہاں

میر خلیق کی چار بیٹیوں میں سے وہ سب سے چھوٹی بیٹی ہرمزی بیگم کی شادی میر خلیق کے انتقال سے دو برس پہلے ۱۰ جمادی الاوّل ۱۲۵۸ھ میں سید بہادر حسین کے بیٹے سید رضا حسین عرف سید صفدر حسین کے ساتھ ہوئی۔ میر صفدر حسین، میر ضمیر کے سگے بھتیجے تھے اور میر ضمیر کے کوئی بیٹا نہیں تھا۔ انھوں نے اپنے بھتیجے کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس طرح میر خلیق اور میر ضمیر ایک دوسرے کے سمدھی ہو گئے تھے۔[1]

[1] "اسلافِ انیس" ص ۱۳۱ مسعود حسن رضوی ادیب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر خلیق کے ایک نواسے میر کاظم حسین یونس کا ذکر افسر امروہوی نے کیا ہے، یونس میر انیس کے شاگرد تھے۔[۱] میر زوار حسین زائر، یونس کے صاحبزادے بھی شاعر تھے[۳]

میر خلیق کے ایک نواسے میر احسان علی رئیس تھے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے انکو میر انیس کا نواسہ لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ دراصل یہ میر انیس کے بھانجے تھے اور انھیں کے شاگرد بھی تھے۔ شیش محل لکھنؤ میں داروغہ تھے۔ ان کا ایک مرثیہ مشہور ہے۔

"کھولا جو مہر نے علم زر نگار کو"

میر خلیق کی شریک حیات

میر خلیق کی زوجہ ایک وفا شعار اور عقل مند خاتون تھیں۔ میر خلیق کی شادی میر حسن کے انتقال سنہ ۱۲۰۱ھ کے بعد ہوئی۔ سنہ ۱۲۱۶ھ میں میر انیس کی ولادت ہے، تین بیٹیاں عمر میں میر انیس سے بڑی تھیں۔ میر خلیق کی تمام اولادیں انھیں زوجہ سے ہوئی تھیں۔ میر خلیق کی شریکِ حیات کا انتقال میر خلیق کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔

"تاج الخواتین" کے مولف میر محمد رضا رضی نے میر خلیق کی بیوی کے بارے میں یہ معلومات یکجا کی ہیں:-

"میر خلیق کی پاک دامن بی بی مسائلِ مذہب اثنا عشری سے واقف تھیں اور فارسی اتنی جانتی تھیں جو جامع عباسی کو پڑھ لیتی اور پڑھا دیتی تھیں۔ وہ نماز روزہ کی پابند اور انتہا سے زیادہ پرہیز گار تھیں۔ وہ ہر بات کو مذہب اثنا عشری کے موافق کرنا چاہتی تھیں، ان کی وضع، ان کا لباس ان کی رفتار و گفتار دوسری بی بیوں (خواتین) کے لئے شریفانہ وضع کا مستند نمونہ سمجھی جاتی تھی۔ بڑی بڑی امیر زادیاں اور بیگمات ان سے ملنے کی خواہشمند رہتی تھیں لیکن دخل کیا جو وہ بغیر کسی تقریب وطلب کے گھر سے باہر جائیں وہ خود کو ہر باب میں پابند ادب رکھنا پسند کرتی تھیں اور ان کو اخلاق رذیلہ اور

۱-۳ "فیضانِ انیس" مطبوعہ سہ ماہی اردو انیس نمبر صفحہ ۲۷

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سوئے ادبی سے سخت نفرت تھی۔"[۱]

میر خلیقؔ کے اخلاق و عادات

قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے "میر خلیقؔ شیریں گفتار پاکیزہ کردار، حسن الخُلق و الخلق تھے" (مجموعہ نغز صٓ ۲۳۶)

حکیم محمد وحید اللہ بدایونی لکھتے ہیں "میر خلیقؔ وضع دار، وسیع الاخلاق اور جامع صفات ستودہ تھے"۔ (تاریخ نوصٓ ۸)۔

مولانا محمد حسین آزاد نے میر خلیقؔ کے اخلاق و عادات پر تفصیل سے لکھا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"میر خلیقؔ حُسن اخلاق اور اوصاف کی بزرگی میں بزرگوں کے فرزندِ رشید تھے، متانت، سلاست روی اور مسکینی ان کی سیادت کے لئے محضرِ شہادت دیتے تھے ...... خلقِ حسن کی مناسبت سے خلیقؔ تخلص اختیار کیا۔ (آب حیات)

شاد عظیم آبادی بھی ان کے اخلاقیات کے معترف ہیں، لکھتے ہیں:۔

"ابتدا ہی سے میر خلیقؔ کے مزاج میں نیکی و صالحیت تھی، بہت کم سخن بھی تھے ......

(دوسری جگہ لکھتے ہیں) میر خلیقؔ میں پابندی وضع، انکسار، اخلاق، مروّت، غیرت، قناعت اور مستقل مزاجی جو جو صفات خاندانی شرفاء وخصوصاً اس وقت کے شرفاء کو جن کی پابندی تھی، کے لئے لازم تھے سب تھے۔ باوجود شہرت اور کمال کے کیا مجال کہ کسی کے سامنے اپنی گرم بازاری یا ترفّع کے کلمات زبان پر آئیں۔ صحبتوں میں خاموش بہ یک نشست بیٹھے تھے (فکرِ بلیغ)

محمود فاروقی لکھتے ہیں:

"میر خلیقؔ اپنے والد (میر حسن) کی طرح نہایت منکسر المزاج، صلح جو اور مرنجان مرنج بزرگ تھے، متین، سنجیدہ مگر خندہ جبیں بھی تھے، خوش گفتار اور خوش اطوار بھی تھے۔ نہ کبھی

---

[۱] حیاتِ انیس صٓ ۲ صٓ ۳۱ امجد علی اشہری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کسی سے بدکلامی کی نہ کبھی اپنی زبان کو کسی کی ہجو سے آلودہ کیا۔ خوددار اور مستقل مزاج بھی تھے۔ وضع داری اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ مذہب و صوم و صلوٰۃ کے نہایت پابند تھے۔ ان کے معاصرین اور احباب انہیں بڑی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دوست دشمن سبھی ان کی خوبیوں کے معترف تھے"۔[۱]

میر خلیق کا حلیہ اور لباس

"میر خلیق کا قد دراز تھا۔ رنگ گندمی، نہ دبلے نہ موٹے کسا ہوا بدن، ڈاڑھی منڈاتے تھے، لباس شرفائے لکھنؤ کی طرح پہنتے تھے"۔[۲] مولانا محمد حسین آزاد نے بڑھاپے کا سراپا یہ لکھا ہے:۔

"گوری رنگت جسم نحیف و ناتواں" (آب حیات)

میر خلیق کے مرثیہ پڑھنے کا طریقہ

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:۔

"ان کے ادائے کلام اور پڑھنے کی خوبی دیکھنے اور سننے کے قابل تھی اعضاء کی حرکت سے بالکل کام نہ لیتے تھے۔ فقط نشست کا انداز اور آنکھ کی گردش تھی۔ اسی میں سب کچھ ختم کر دیتے تھے۔ میر انیسؔ مرحوم کو بھی ہم نے پڑھتے ہوئے دیکھا کہیں اتفاقاً ہی ہاتھ اٹھ جاتا تھا یا گردن کی ایک جنبش یا آنکھ کی گردش تھی کہ کام کر جاتی تھی، ورنہ کلام ہی سارے مطالب کے حق پورے پورے ادا کر دیتا تھا"۔ (آب حیات)

مولانا محمد حسین آزاد نے لکھنؤ کی اس مجلس کا بھی ذکر کیا ہے جو میر خلیقؔ کی شہرت کا سبب ہوئی، اس مجلس میں میر ضمیرؔ کی زوردار خوانندگی کے فوراً بعد میر خلیقؔ کو مرثیہ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ توکل بہ خدا اٹھ کھڑے ہوئے اور منبر پر جا کر بیٹھ گئے۔ چند ساعت توقف کیا، آنکھیں بند، خاموش بیٹھے رہے۔ ان کی گوری رنگت، جسم نحیف و ناتواں، انہیں معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں لہو کی بوند ہے یا نہیں۔ جب انہوں نے رباعی پڑھی تو اہل مجلس کو

---

[۱] [۲] "میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء" محمود فاروقی صفحہ ۲۳

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پوری آواز بھی نہیں سنائی دی۔ چند مرثیے کے بند بھی اس حالت میں گزر گئے، دفعتاً کمال نے رنگ بدلا، اور اس کے ساتھ ہی محفل کا بھی رنگ بدلا، آہوں کا دھواں ابر کی طرح چھا گیا اور نالہ وزاری نے آنسو برسانے شروع کئے۔ پندرہ بیس بند پڑھے تھے کہ ایک کو دوسرے کا ہوش نہ رہا پچیس یا تیس بند پڑھ کر اتر آئے، اہلِ مجلس اکثر ایسی حالت میں تھے کہ جب آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو منبر خالی تھا۔ نہ معلوم ہوا کہ میر خلیق کس وقت منبر سے اُتر آئے،، (آبِ حیات)

میر خلیق کے معاصرین

میر خلیق کے عہد میں اُن کے ہم عصر شعرا، جو مرثیے بھی کہتے تھے خاصی تعداد میں فیض آباد میں موجود تھے۔ جن میں پناہ علی افسردہ، قلندر بخش جرأت، میرزا گدا علی گدا کابلی، مرزا محمد تقی ہوس، حسین علی خاں اثر، مرزا محمد تقی خاں ترقی، میر عبداللہ ناظم، نواب اصغر علی خاں اعجاز، میرزا احسن علی احسن، مرزا جواد علی احقر، مرزا عنایت علی بسمل، میرزا اکبر علی مقبل، مرزا زین العابدین سرسبز، احمد علی سوزاں، مرزا محمد علی شہرت، میر ببر علی فرہاد، نظر علی خاں کماں، حافظ علی ممتاز، مرزا منگو بیگ درخشاں، میر محمد علی صبر، اشرف علی خاں فغاں، دلاور علی عزا وغیرہ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں، یہاں صرف ان شعراء کا ذکر مقصود ہے جن سے میر خلیق کے مراسم تھے، مرزا محمد تقی ہوس، مرزا زین العابدین سرسبز، مرزا محمد تقی ترقی، حسین علی خاں اثر سے میر خلیق کے قریبی تعلقات و مراسم تھے اِن کے یہاں کے مشاعروں میں وہ شریک ہوتے تھے اور محرم کی محفلوں میں مرثیے بھی پڑھتے تھے۔

مرزا مغل بیگ سبقت، میر حسن کے احباب میں تھے وہ "سحر البیان،، کے محرک ہیں، نیشاپوری خاندان سے تھے، میر خلیق اور سبقت شعر و نقد کے جلسوں میں ساتھ ہی شرکت کرتے تھے، رنگین نے دونوں کا نام "امتحان رنگین،، میں ایک جگہ لکھا ہے۔

میر خلیق اور شیخ امام بخش ناسخ :-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کرنے سے پہلے ہی میر خلیق اور ناسخ میں مراسم قائم ہو چکے تھے۔ ناسخ کا تعلق بھی فیض آباد ہی سے تھا۔ میر خلیق جب لکھنؤ آتے ناسخ سے ضرور ملاقات کرتے تھے۔ سنہ ۱۲۳۲ھ میں پہلی مرتبہ میر انیس لکھنؤ آئے تو میر خلیق نے اپنے ہونہار بیٹے کو لیجا کر ناسخ سے ملاقات کرائی اور ناسخ نے انہیں انیس تخلص عطا کیا غرضیکہ لکھنؤ میں مستقل قیام کے بعد باہمی تعلقات میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

میر علی اوسط رشک نے سعادت خاں ناصر سے خود بیان کیا کہ فیض آباد میں مرزا محمد تقی ترقی کے یہاں مشاعرے ہوتے تھے اور اہلِ علم کا بڑا مجمع ہوتا تھا میر مستحسن خلیق فیض آباد میں استاد تھے، میں اُن سے اصلاح لیکر مشاعرے میں غزل پڑھتا تھا اور داد پاتا تھا۔ سنہ ۱۲۳۱ھ میں جب جناب عالیہ (بہو بیگم) نے انتقال کیا تو میرا روزگار جاتا رہا اور میں نے لکھنؤ کی سکونت کا مصمم قصد کر لیا۔ میں اس وقت لکھنؤ میں اجنبی تھا۔ اس سبب سے میں نے میر خلیق سے وہاں کے شاعروں کا حال دریافت کیا اور سفارش چاہی۔ انھوں نے عذر کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دوستوں میں شیخ امام بخش ناسخ ہیں جن کی طبیعت بہت متین ہے اور اس زمانے میں ایسا کوئی اور شاعر وہاں نہیں ہے۔ ان کی خدمت میں حاضر رہنا، میں نے سفارش کا خط مانگا، فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں، میرا سلام شوق کہہ دینا، لکھنؤ پہنچ کر رشک نے جب اپنی پہلی غزل ناسخ کو دکھائی ہے تو ربیع الاول کا مہینہ اور سنہ ۱۲۳۱ھ تھا"۔[۱]

آزاد لکھتے ہیں "شیخ ناسخ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ بھئی زبان سیکھنی ہے تو میر خلیق کے یہاں جایا کرو"۔ (آبِ حیات) آزاد نے زبان دانی کے سلسلے میں میر خلیق اور ناسخ کا یہ واقعہ بھی تحریر کیا ہے کہ "ایک مرتبہ ناسخ کے سامنے کسی نے میر خلیق کا ایک غلط مصرع پڑھ دیا ۔۔۔ ع

---

[۱] خوش معرکۂ زیبا مرتبہ محمد شمیم انہونوی ص ۵۵۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"لیلاف پڑھی اور اسے دودھ پلایا"

اسخ نے کہا کہ میر خلیق نے یوں کہا ہوگا ؎

"پڑھ پڑھ کے لایلاف اسے دودھ پلایا"

ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں استادوں کو ایک دوسرے سے بہت محبت اور موانست تھی، دونوں ایک دوسرے کا بے انتہا احترام کرتے تھے۔

میر خلیق اور خواجہ حیدر علی آتش:۔

آتش ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ آتش، میر خلیق سے بارہ برس چھوٹے تھے، آتش کی شہرت سے پہلے ہی میر خلیق شہرت حاصل کر چکے تھے۔ آتش، میر خلیق کے مداح تھے اور اُن کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مجالس میں شریک ہوتے اور اکثر میر انیس اور میر مونس کو دیکھ کر کہتے تھے کہ "کیا نیک کمائی ہے میر خلیق کی"۔ (فکر بلیغ)

میر خلیق کے ہم عصر مرثیہ نگار:۔

دلگیر لکھنوی نامور مرثیہ نگار اور میر خلیق کے ہم عصر تھے۔ دونوں شاعروں میں باہمی تعلق کا کوئی بیان موجود نہیں ہے۔ البتہ یہ یقینی ہے کہ دونوں میں معاصرانہ شناسائی ہوگی۔ دلگیر کے ایک سلام پر خلیق نے مصرعے لگا کر مخمس کیا ہے۔ یہ تضمین میر خلیق کے سلاموں میں موجود ہے۔ دلگیر کے اس سلام کا پہلا مصرع یہ ہے:۔

"سلامی وصف زلف شاہ خوش خو ہو نہیں سکتا"

مرزا فصیح بھی اس عہد کے مشہور مرثیہ نگار ہیں اور میر خلیق کے ہم عصر ہیں، مرزا فصیح کا قیام زیادہ تر مکہ مکرمہ میں رہتا تھا۔ میر خلیق سے شناسائی ہوگی لیکن گہرے مراسم کا امکان کم ہی ہے۔

میر ضمیر کو بحیثیت مرثیہ گو لکھنؤ میں بڑا وقار حاصل تھا۔ میر خلیق سے اُن کے مراسم کا پتہ چلتا ہے "میر خلیق اور میر ضمیر مدِ مقابل تھے اور دونوں ساتھ ساتھ طبیعت کی جولانیاں دکھاتے تھے۔ لکھنؤ کے سامعین دو استادوں کو تعریفیں کر کر کے لڑانے اور پھر دونوں کی استادیوں کا لطف اٹھانے میں ماہر تھے۔ مگر یہ دونوں با اخلاق اور سلامت رو تھے کبھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک ہی مجلس میں مجتمع نہ ہوتے تھے۔ آخر ایک صاحب نے دونوں کو ایک مجلس میں جمع کرنے کی ترکیب نکالی۔ اس تجویز کے مطابق نواب شرف الدولہ کے مکان پر مجلس قرار پائی اور اعلان عام کر دیا گیا۔ میر خلیق اور میر ضمیر دونوں کو پڑھنے کی دعوت دی گئی مگر دونوں میں سے کسی پر یہ بات ظاہر نہیں کی گئی کہ دونوں کو ایک ہی مجلس میں پڑھنا ہوگا۔ البتہ دونوں کو پانچ پانچ سو روپے پیشگی ہی نذر کر دیئے گئے۔ مجلس کے دن ہزاروں کا مجمع تھا۔ میر ضمیر ایک بجے منبر پر گئے اور خوب داد پائی۔ ابھی وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ انھوں نے میر خلیق کو آتے دیکھا اور پھر مرثیے کو اتنا طول دیا کہ بقول آزاد آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر تحسین بلکہ وقت میں گنجائش بھی نہ چھوڑی"۔ میر ضمیر کے بعد جب میر خلیق کی باری آئی تو انھوں نے مجلس کا رنگ بدل دیا، پندرہ بیس بند پڑھے تھے کہ ایک کو دوسرے کا ہوش نہ رہا۔ پچیس تیس بند پڑھ کر اُتر آئے۔ دونوں کے کمال پر نعرۂ تحسین بلند ہوا اور دونوں کے ہوا خواہ خوش خوش اپنے گھروں کو واپس آئے"۔ [1]

بعد میں میر خلیق اور میر ضمیر میں رشتے داری بھی ہو گئی تھی دونوں ایک دوسرے کے سمدھی تھے۔

شاگردانِ میر خلیق

"میر خلیق کے شاگردوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں لیکن یہی شرف کیا کم ہے کہ ان کے اخلاف نے دنیائے اردو میں اپنے کمالاتِ سخن گوئی کے ایسے آثار چھوڑے ہیں جو مٹائے سے نہیں مٹ سکتے۔ میر انیس، میر انس، میر مونس کے علاوہ رشک لکھنوی، رند لکھنوی، مبارز الدولہ مرزا حسام الدین حیدر ناجی، میر اکبر علی طپاں، مقرب سیتاپوری وغیرہ ان کے مشہور شاگردوں میں تھے۔ رشک اور رند جب تک فیض آباد میں رہے میر خلیق سے اصلاح لیتے رہے۔ لکھنؤ آکر رشک ناسخ کے اور رند آتش کے شاگرد ہو گئے۔ لیکن جب خلیق کا قیام لکھنؤ میں رہنے لگا تو بقول سرور یہاں کے اکثر اشخاص فن شاعری میں ان سے استفادہ کرنے لگے۔

---

[1] "آبِ حیات" صہ ۳۴۹ اور "حیاتِ انیس" صہ ۱۶-۱۷

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کلام جمع کر لیا تھا۔ فیض آباد میں وہ وفا تخلص کرتے تھے۔ لکھنؤ آنے کے بعد جب وہ آتش کے شاگرد ہو گئے تو، لکھتے ہیں :۔

"اپنا پہلے کا کل کلام سب کے سامنے کنوئیں میں ڈال دیا"

لیکن رند لکھنوی کا یہ قدیم کلام سب، کا سب ضائع نہ ہو سکا۔ انھوں نے فیض آباد میں جو پڑھا ہو گا اس کی نقلیں دوسروں کے پاس رہ گئی ہوں گی، اس کے ثبوت میں اُنکے دو مرثیے جن میں خلیق کی اصلاح ہے ہمارے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہیں۔ یہ دونوں مرثیے مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین خاں بہادر، تخلص ناجی، دہلی کے نیشاپوری خاندان کے نامی گرامی رئیسوں اور امیروں میں تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے رشتہ دار تھے۔ انکے والد کا نام مرزا غیاث الدین محمد خاں تھا۔ کچھ عرصے تک فیض آباد میں قیام رہا آخر عمر میں دلّی چلے گئے تھے۔ ناجی تاحیات اہلِ کمال و اہلِ سخن کی قدردانی کرتے رہے شیفتہ نے لکھا ہے

"ناجی نے بہت عمدہ طبیعت پائی ہے اور فکر مستقیم رکھتے ہیں، ان کے افعال پسندیدہ اور عادات و اطوار شریفانہ ہیں، ان کا مثل و نظیر ہونا ناممکن ہے۔ فن شاعری میں میر خلیق کے شاگرد تھے۔ ناجی اچھے انشا پرداز اور اچھے شاعر تھے۔ آخر عمر میں شاعری کرنا ترک کر دی تھی لیکن مشاعرے منعقد کرتے تھے، سخاوت اُن کی مشہور تھی"[1]

میر خلیق کے دوسرے ممتاز شاگرد نواب سید محمد خاں رند لکھنوی ہیں۔ اپنے دیوان "گلدستۂ عشق"، کے خاتمے پر لکھتے ہیں :۔

"میں اکثر اوقات عزائے امام حسینؑ میں مرثیے سلام اور رباعیاں کہا کرتا تھا اور وفا تخلص کرتا تھا اور بہت سی غزلیں کہہ کر ضخیم دیوان مرتب کر لیا تھا۔ میر مستحسن خلیق سے جو مرثیہ گوئی کے فن میں بے نظیر ہیں، مشورہ کرتا تھا"

رند لکھنوی مرثیے اور غزل دونوں اصناف میں میر خلیق کے شاگرد تھے۔ اور خاصہ

---

[1] تذکرۂ گلستانِ سخن از مرزا قادر بخش صابر دہلوی صہ ۳۲۲ اور ارمغان گوکل پرشاد صہ ۸۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں اور علی گڑھ کے کتب خانے میں بھی محفوظ ہیں۔

مرثیوں کے مطلع ہیں:۔

۱۔ جب سکینہ پہ بہت پیاس نے طغیانی کی ۳۵ بند

۲۔ شام میں جب کہ اسیرانِ ستم آ پہنچے ۴۲ بند

ایک مرثیے کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہے:۔

جب سکینہ پہ بہت پیاس نے طغیانی کی چشمۂ چشم سے اشکوں نے فراوانی کی

رو رو کہتی تھی نہ اک بوند بھی دی پانی کی خوب اعدا نے مرے باپ کی مہمانی کی

کیا غضب ہے کہ پیئے لشکرِ اعدا پانی

ڈو ڈو دن پائے نہ احمدؐ کا نواسا پانی!

کیا غضب ہے کہ لعیں نہر سے ہو ویں سیراب خلفِ ساقیٔ کوثر کو میسر نہ ہو آب

پیاس کے مارے کئی دن سے ہیں بچے بیتاب پانی بچوں کو نہ دینا یہ سمجھتے ہیں ثواب

کچھ عجب طور ہے ان لوگوں کی مہمانی کا

گھر بلا کر ہمیں محتاج کیا پانی کا

مقطع:۔

دم بخود رہ گئی یہ سن کے وہ تب نیک نہاد اور علمدارؑ سوئے نہر چلا خرم و شاد

بس وقا آگے ہو خاموش بیاں کر نہ زیاد جانتے قتلِ علمدار کی سب ہیں روداد

تجھ کو اس نظم کا عباسؑ صلا دیویںگے

زیرِ دامانِ علم حشر میں جا دیویںگے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر اکبر علی طپاںؔ بھی میر خلیقؔ کے شاگرد تھے، مرثیے کہتے تھے (ذخیرۂ ذاکری شمس آباد قلمی) طپاںؔ کے ۹ مرثیے علی گڑھ یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ ایک مرثیہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضلؔ کے کتب خانے میں ہے اور ایک مرثیے کا نسخہ راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں بھی ہے۔ مندرجہ ذیل مرثیے میرے کتب خانے میں موجود ہیں:۔

۱۔ آج ہے عازم میدان شہادت شبیرؑ ۔ ۳۵ بند
۲۔ باندھی کمر جو فوجِ شقاوت نے جنگ پر۔ ۶۱ بند
۳۔ پہونچی جب شام میں باحال پریشان زینبؑ ۔ ۴۶ بند
۴۔ جب کہ گردن شہ بیکس نے کٹائی رن میں ۔ ۳۳ بند
۵۔ جب آل نبیؐ پر ہوا ہنگام مصیبت ۔ ۴۹ بند
۶۔ دیکھا اکبرؑ نے جو بابا پہ ہجوم غم ہے ۔ ۳۵ بند
۷۔ داخل جو کربلا میں امام امم ہوئے ۔ ۵۵ بند
۸۔ رن میں پرے بندھے جو حسینیؑ سپاہ کے۔ ۴۴ بند
۹۔ قید زنداں میں جب سید سجادؑ ہوئے ۔ ۵۰ بند
۱۰۔ یارو حق حسینؑ کا جو دوست دار ہے ۔ ۵۰ بند

طپاںؔ کے ایک مرثیے کے چند بند نمونے کے طور پر درج کئے جاتے ہیں:۔

رن میں پرے بندھے جو حسینیؑ سپاہ کے — خویش و عزیز یار تھے یوں پاس شاہ کے
اختر فلک پہ گرد ہوں جس طرح ماہ کے — یہ تھا بیاں زبان پہ ہر ایک روسیاہ کے
گو فوج ساتھ سبطِ نبیؐ کے قلیل ہے
اے غافلو یہ لشکرِ ربّ جلیل ہے

لڑکے جو اس میں غیرتِ گل ہیں کئی جواں — جرأت ہے صاف غازیوں کے چہروں سے عیاں
نیزوں کو دے رہے ہیں اس انداز سے نکاں — ٹھہریں گے ان کے آگے ہمارے قدم کہاں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

واللہ کیا ہی شاہ کے لشکر کی شان ہے
ایک ایک ان میں لاکھ پہ بھاری جوان ہے

مقربؔ سیتاپوری کے حالات اور کلام "تاریخ سیتاپور" (قلمی) میں شامل ہیں۔ میر خلیق کے شاگرد تھے اور اُسی سال انتقال کیا جس سال میر خلیقؔ نے ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔ مقربؔ سیتاپوری کے مرثیے قلمی بیاض مراثی الشعراء بہ ترتیب حروف تہجی جلد ششم میں ہیں۔ یہ قلمی بیاض علی گڑھ یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (جلد کا نمبر ہے ۵۹۳)

میر خلیقؔ کی غزل گوئی

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:

"میر خلیقؔ صاحبِ دیوان تھے مگر اُسے رواج نہیں دیا"۔ (آبِ حیات) مسعود حسن رضوی ادیب کا بیان ہے "اب اُن کا دیوان شاید کہیں موجود نہیں ہے۔ ان کی غزلوں کے کچھ شعر تذکروں میں ملتے ہیں" (اسلافِ میر انیس)

میر خلیقؔ کے مختصر حالات اور غزلوں کے اشعار مندرجہ ذیل تذکروں میں ملتے ہیں۔

تذکرۂ ہندی، عیار الشعراء، عمدہ منتخبہ، مجمع الانتخاب، مجموعہ نغز، دیوانِ جہاں، تذکرۂ بے جگر، گلشن بے خار، تاریخ ادب ہندوستانی، خوش معرکۂ زیبا، بہارِ بے خزاں، گلستانِ بے خزاں، طبقات الشعراء، یادگار شعراء، مخزن شعراء، گلشن ہمیشہ بہار، نسخۂ دلکشا، ریاض الفردوس، سخن شعراء، سراپا سخن، تذکرۂ نادری، شمیم سخن، ارمغان گوکل پرشاد، بزم سخن، جواہرِ سخن، خم خانۂ جاوید، آبِ حیات وغیرہ،

اس کے علاوہ "مجموعہ سخن"، قلمی میں میر خلیقؔ کی چودہ غزلوں کے ایک سو شعر شامل ہیں (اسلافِ میر انیس) "مجمع الانتخاب"، مطبوعہ ۱۸۷۶ء نولکشور میں تقریباً بارہ غزلوں کے ۷۵ اشعار درج ہیں (اودھ میں اردو مرثیے کا ارتقاء) "میر خلیقؔ کی غزلوں میں خوبیٔ زبان اور لطفِ محاورہ جو خاص اُن کی خاندانی چیز ہے، ان کے معاصر شعرائے لکھنؤ کے یہاں نہیں ملتی" (لکھنو کا دبستانِ شاعری)۔ غزلوں سے انتخاب درج ذیل ہے:-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اشک جو چشم خوں فشاں سے گرا! — تھا ستارا کہ آسماں سے گرا

آتشِ گل پہ جل کباب ہوا! — رات بلبل جو آشیاں سے گرا

شیشۂ دل تو چور ہو جاتا — کوئی پتھر نہ آسماں سے گرا

میں نے آنکھوں پہ لے لیا اس کو — پھول جو دست باغباں سے گرا

ہنس دیا یار نے جو رات خلیقؔ — کھا کر ٹھوکر اس آستاں سے گرا

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا — اس طرح اشک میں آنکھوں پہ نہ لایا ہوتا

سیے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ — تو نے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

باغ جنت میں بھی کیا خوب گزرتی میری — واں بھی سر پر جو تری زلف کا سایا ہوتا

ناصحا چاک گریباں کے سلانے سے حصول! — چاک آنکھوں کا مری تو نے سلایا ہوتا

پھول پڑتا نہ خلیقؔ آتشِ گل سے اس پر — آشیاں ہم نے ٹک اونچا جو بنایا ہوتا

غفلت میں فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا — ہم آپ میں نہ آئے جبتک کہ تو نہ آیا

ساقی نے جام مے تو شب پے بہ پے دیا پر — نیت بھری نہ اپنی جبتک سبو نہ آیا

کوتاہ ہی نہایت دست دعا ہمارا — دامن اثر کا جاکر اک بار چھو نہ آیا

عاشق کو تیرے کل سے تھی جانکنی کی حالت — سب دیکھنے کو آئے اللہ تو نہ آیا

پھونکا بھی طور و وادی، باز اے خلیقؔ لیکن — اپنی شرارتوں سے وہ شعلہ خو نہ آیا

جوں آئینہ حیرت نے مجھے دنگ بنایا — اللہ نے کیوں دل کو ترے سنگ بنایا

نت گریۂ خونیں سے بھری رہتی ہیں آنکھیں — اس عشق نے آخر یہ مرا رنگ بنایا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بازی گہ طفلاں ہے جہاں کچھ نہ عجب کر
کیا کیا نہ بگڑ جائے گا کیا کیا نہ بنے گا

معلوم خلیقؔ اس کی نگاہوں سے ہوا یہ
اک دل ہے فقط اپنا سو بیگانہ بنے گا

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار میں کیونکر تمام رات

دن کو جو ضبط گریہ سے رکتا ہے دم مرا
روتا ہوں جا کے شہر سے باہر تمام رات

ساقی نے مے سے سیر کیا سب کو اور ہم
خالی لیے پھرا کیے ساغر تمام رات

کہا جو میں نے اسے گل کچھ وفا کر
تو ووں ہی ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر

کمر باندھی ہے ہر فندق نے تیری دلربائی پر
تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

مزا پایا نہ میں نے جم گیا خوناب ناخن پر
خراش زخم دل کو چاہیئے زہر آب ناخن پر

ترا دست حنائی پنجۂ مرجاں سے بہتر ہے
نہیں گنتی میں، کھاوے رشک گو عناب ناخن پر

نہ سوجھی کوئی انشا قابل شان اے خلیقؔ اسکے
رہا نقطہ ہی کرتا میں دم القاب ناخن پر

بھاگنا تیرا بجا اس سے ہے اے سیمیں تن
تو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق

حشر کا ڈر انھیں کیا ہے کہ ترے کوچے میں
خود بپا کرتے ہیں ہنگامۂ محشر عاشق

بیستوں میں اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ
جگر سنگ سے بھی آب رواں ہے اب تک

چور زخموں سے ہوں ناصح مرا جینا معلوم
دیکھ چھاتی مری تا ہو تجھے سینا معلوم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ٹک میں دل دیکھے جو روؤں تو سو طوفاں کے
نوح کو ہووے نہ اپنا بھی سفینا معلوم

تیرے بن شہر میں اے ماہ مرے رونے سے
خلق کو ہوتا ہے ساون کا مہینا معلوم

ذہن ہو جن کا رسا سچ ہے انھیں ہوتا ہے
بندش شعر سے معنی کا قرینا معلوم

جس گھڑی تم کو نہیں پاتے ہیں ہم
جی ہی جی میں اپنے گھبراتے ہیں ہم

سر جھکا لیتا ہے لالہ شرم سے
جب جگر کا داغ دکھلاتے ہیں ہم

گر بُرا مانے نہ تو کہہ دوں کہ کیا تجھ میں نہیں
اور سب باتیں ہیں لیکن اک وفا تجھ میں نہیں

بے مروت ہو تو کیا جانے تو ظالم کیا کرے
اس مروت پر تو پاسِ آشنا تجھ میں نہیں

کل جو جا بیٹھا میں اسکے پاس اُٹھ کر اے خلیق
رک کے بولا آدمیت اک ذرا تجھ میں نہیں

حواس اپنے بجا ہم نشیں پریشاں ہیں
خراب دل ہو کہیں ہم کہیں پریشاں ہیں

جہاں میں خاک عمارت بنایئے، کیا کیا
مکان ڈھے گئے ہیں اور مکیں پریشاں ہیں

یہ قدر کھو دی تری زلف نے کہ سودا اگر
کئی برس سے لئے مشک چیں پریشاں ہیں

مثل آئینہ ہے اس رشک قمر کا پہلو
صاف ادھر سے نظر آتا ہے اُدھر کا پہلو

جانب دل ہو مری آہِ شرر بار کا گھر
روئی کے پہل سے سینکو نہ ادھر کا پہلو

کس کے خرام ناز کا پامال ہوں خلیق
لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کیساتھ

نسخہ نہ لکھ طبیب کہ پینے پہ حرف ہے
تا شام اس مریض کے جینے پہ حرف ہے

دندان بخیہ یوں ہو جراحت سے آشکار
گویا مشدد اک مرے سینے پہ حرف ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

افعیِ زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی — آ کے سر مار گئے سینکڑوں منتر والے
مے کی خواہش ہوئی اس وقت مجھے ہائے خلیقؔ — اُٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

مسکراتا وہ گُلِ نو جو چمن سے نکلے — منھ ہے کیا بات جو غنچے کے دہن سے نکلے
نزع میں بالیں پہ میری نہیں وہ سنگیں دل — جانِ حسرت زدہ کیوں کر ابھی تن سے نکلے
ہیں وہ حیرت زدۂ دشتِ محبّت ہوں خلیقؔ — سالہا سال ہوئے جس کو وطن سے نکلے

مرغانِ قفس کرتے ہیں سب نغمہ سرائی — کیا فصلِ بہاری کی چمن سے خبر آئی
مدت سے بہم رہتے تھے جس گھر میں ہم اور یار — اب دیکھا جو خالی وہ مکاں چشم بھر آئی
کیا پوچھیں اسیرانِ قفس حال چمن کا — گلشن سے تو بے خود سی نسیمِ سحر آئی
گلشن میں یہ کس شخص کا ہے ڈھیر جو بلبل — منقار میں لے جا کے کئی پھول دھر آئی
ایسا کوئی رسوا نہ ہوا ہو گا جہاں میں — آفت جو خلیقؔ جگرِ افگار پر آئی

رونق گلوں کی اے بتِ بیباک اُڑ گئی — اٹھتے ہی تیرے، باغ میں بس خاک اُڑ گئی
برسے ہے ابر سامنے سو کھلے ہے یا نہیں — غیرت بھی تیری دیدۂ نم ناک اُڑ گئی
مجنوں کا نام لو تو دوانہ کہے ہیں لوگ — عالم میں یہ جنوں کی مرے دھاک اُڑ گئی
کر ضبط آہ و نالہ کوئی دم تو اختیار — راتوں کی نیند اے دلِ غم ناک اُڑ گئی

سو بار مرا زمزمہ تو سن چکی بلبل — جاتی نہیں تس پر ترے آہنگ کی سختی

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.com

کٹتا نہیں بے جان دیے کوہِ محبت — پوچھو دل فرہاد سے اس سنگ کی سختی
مر مر کے پہونچتے ہیں خلیقؔ اوّل منزل — مت پوچھو رہ عشق کے فرسنگ کی سختی

فائدہ کیا ہم اگر زمزمہ پرداز ہوئے — پھنس گئے دام میں جب قابل پرواز ہوئے
ان سے اظہار محبت کہو کیا کرنا تھا — کام میں آپھی ہم اپنے خلل انداز ہوئے
پنجۂ مرگ نے چھوڑا نہ گریبان خلیقؔ! — مرغ خوش زمزمہ سب طعمۂ شہباز ہوئے

حسن یوسف کے جو قائل ہیں یہیں ننگ ڈلے — رشک مانع ہی دکھاؤں تری تصویر کسے
سب کہوں گا میں جو کچھ تونے کہا پر ناصح — یاد رہتی ہی وہاں جاکے یہ تقریر کسے
اڑ سکے تجھ سے کہاں ڈار سے کیونکر کوئی صید — دیوے ہی فرصت پرواز ترا تیر کسے
تو ہی غافل مری جانب سے ہے ناصح ورنہ — سونے دیتا ہی مرا نالۂ شب گیر کسے
خاک میں آپھی ملا بیٹھے ہیں اپنا زر و مال — اے مہوّس ہی یہاں خواہش اکسیر کسے
خاک وخوں بیچ تڑپنے کو سمجھ کم نہ خلیقؔ — متصل عشق میں ملتی ہی یہ توقیر کسے

میر تقی میرؔ کا ایک مطلع ہی :-

یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں بیدار رہو — ہم نے کر دی ہی خبر تم کو خبردار رہو

اسی مطلع کو میر خلیقؔ نے بھی مخمس کیا ہے اور مرزا دبیرؔ نے بھی۔ یہ دونوں مخمس بند ایک قدیم بیاض سے نقل کیے جاتے ہیں۔

تضمین میر خلیقؔ :

غافل اس منزل فانی میں نہ زنہار رہو — عمل خیر کرو چلنے پہ تیار رہو!
یاں ہی کھٹکا ملک الموت کا ہشیار رہو — یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں بیدار رہو!
ہم نے کر دی ہی خبر تم کو خبردار رہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تضمین مرزا دبیر :-

سفرِ مرگ ہے درپیش سبک بار رہو ! | خواب راحت کے نہ راتوں میں طلبگار رہو
یہ صدا مرغ سحر دیتے ہیں ہشیار رہو ! | یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں بیدار رہو

ہم نے کر دی ہے خبر تم کو خبردار رہو

میر خلیق کی ان غزلوں اور متفرق اشعار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میر خلیق کی زبان ان کی خاندانی فصیح اور سلیس زبان ہے۔ میر خلیق کی غزلوں میں میر حسن کی غزلوں کی شیرینی موجود ہے، یہی زمانہ ہے کہ ناسخ اور آتش کی شاعری کو فروغ حاصل ہوا لیکن اُس دور کے شاعروں نے میر خلیق کا اثر بھی قبول کیا ہوگا۔

میر خلیق کے سلام اور رباعیات

میر خلیق نے سلام بہت کہے، ان کے سلاموں کا ایک مجموعہ جو غزلوں کے دیوان کی طرح ردیف وار مرتب کیا گیا ہے ان کے خاندان میں موجود تھا، اس مجموعہ سلام میں میر خلیق کے اٹھتر سلام تھے، اشعار کی تعداد ساڑھے بارہ سو سے کچھ زیادہ تھی۔"

(اسلافِ میر انیس)

میر خلیق کے سلام پورے ہندوستان میں بہت مقبول تھے، بقول آزاد دلی تک سلاموں کی نقلیں پہنچتی تھیں اور مجالس میں یہ سلام پڑھے جاتے تھے۔ سلاموں کی مقبولیت کا اندازہ واجد علی شاہ بادشاہِ اودھ کی ایک غزل کے مقطع سے ہوتا ہے۔ بادشاہِ اودھ نے میر خلیق کے سلاموں کی تعریف اس طرح کی ہے :-

حاسد حسد سے روئے جو اختر تو کیا عجب
رتبہ ملے غزل کو سلام خلیق کا !

مجموعہ "شمع تعزیت" میں میر خلیق کے اٹھارہ سلام اور دلگیر کے ایک سلام پر میر خلیق کی تضمین بھی شامل ہے۔ متعدد قلمی بیاضوں میں میر خلیق کے سلام موجود ہیں ہمارے کتب خانے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں بھی میر خلیق کے بہت سے قلمی سلام موجود ہیں۔

"ذخیرۂ ثواب" میں ایک سلام میر خلیق کے نام سے شائع ہوا ہے وہ سلام میر مونس کا ہے، میر خلیق کے تین سلام ایک قلمی بیاض سے نمونے کے درج کئے جاتے ہیں۔

سلام

اس شہ پہ مجرئی گہرِ اشک کر نثار
راہِ خدا میں جس نے کیا اپنا سر نثار

سجدے میں رو رو کہتے تھے شہ تجھ پہ اے کریم
بھائی فدا بھتیجے تصدق پسر نثار

حاضر ہوں جان و مال سے امت کے کام پر
فرزند کیا ہیں بلکہ مرا گھر کا گھر نثار

کہتا تھا حرؑ یہ شہؑ سے کہ قدموں پہ آپ کے
میں بھی نثار اور مرے مادر پدر نثار

رخصت کے وقت بیٹوں سے زینبؑ یہ کہتی تھیں
میں کب سے تم پہ ہوتی تھی شام و سحر نثار

واللہ تم کو دودھ نہیں بخشنے کی میں
رن میں ہوئے نہ تم مرے بھائی پہ گر نثار

عباسؑ نے فدا کئے یوں شہ پہ اپنے ہاتھ
جوں شمع پر پتنگ کرے بال و پر نثار

بھوکا زنانِ شام سکینہؑ کو جان کر
میوے بھی پھینکتی تھیں تو بچوں پہ کر نثار

زینبؑ پکارتی تھی کہ صدقہ اسے نہ دو
شبیرؑ اس پہ کرتا تھا لعل و گہر نثار

پیارا تھا تمھارے پیمبرؐ کو اس کا باپ
کرڑ الا اس نواسے کے اوپر پسر نثار

اُن زائروں پہ رشک کی جاگہ ہے جو خلیق
روضے پہ شہ کے ہوتے ہیں شام و سحر نثار

سلام

شبیرؑ کے روضے کی جدائی نہیں جاتی
اے مجرئی طالع کی برائی نہیں جاتی

بیٹے مجھے گویاد نہیں کہتی تھی زینبؑ
اکبرؑ کی مگر شکل بھلائی نہیں جاتی

فرماتے تھے جب نہر سے پیاسے پھرے حضرت
کوثر کے سوا پیاس بجھائی نہیں جاتی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ماں نے کہا قاسمؑ سے کہ کہتی ہے سکینہؑ — بے نیگ لئے مہندی لگائی نہیں جاتی

یہ سبطِ پیمبرؐ ہی کا تھا حوصلہ ورنہ — گردن تہہِ شمشیر جھکائی نہیں جاتی

کہتا تھا علمدارؑ کہ کٹیں بازو تو کٹ جائیں — پر ہاتھ سے دریا کی ترائی نہیں جاتی

ہوتی تہہِ شمشیر نہ کیوں گردنِ شبیرؑ — تقدیر کی تحریر مٹائی نہیں جاتی

کہتے تھے قسم کھا کے زرہ پوش دمِ جنگ — شبیرؑ کی تلوار تو کھائی نہیں جاتی

شہؑ کہتے تھے پچھتائے ہیں عباسؑ کو کھو کر — دولت گئی جب ہاتھ سے پائی نہیں جاتی

کہتے تھے حرم ہاتھ سے سجادؑ حزیں کے — گرتی ہے تو زنجیر اٹھائی نہیں جاتی

زینبؑ نے کہا رن میں جو مارے گئے قاسمؑ — نتھ ناک سے کبراؑ کے بڑھائی نہیں جاتی

اس ظلم پہ شہؑ کرتے نہ تھے شکوۂ اعدا — نیکوں کے کبھی دل میں برائی نہیں جاتی

اکبرؑ نے دمِ نزع کہا بانوؑ سے اماں — بے جان لئے اب اجل آئی نہیں جاتی

رکھ قبر میں سجادؑ نے اکبرؑ کو، کہا آہ! — یہ خاک میں صورت تو ملائی نہیں جاتی

کہتے تھے علیؑ ہو مجھے گو فاقہ پہ فاقہ — سائل سے مگر آنکھ چرائی نہیں جاتی

کہتے تھے عدو گو کہ رسن بستہ ہیں عابدؑ — خلقت کی مگر عقدہ کشائی نہیں جاتی

ہے طبعِ خلیقؔ ان دنوں ہر چند مکدّر
پر بُرّشِ مضموں کی صفائی نہیں جاتی

خلیقؔ کا عہدِ پیری کا کہا ہوا ایک سلام بتاتا ہے کہ آخر عمر میں اُن کے سلام واقعۂ کربلا کے گریہ خیز مضامین میں محدود نہیں رہے اور عبرت و موعظت وغیرہ کے سنجیدہ مضامین بھی ان میں شامل ہو گئے۔ اس سلام کے چند منتخب اشعار درج کئے جاتے ہیں:

مجرائی طبع کند ہے لطفِ بیاں گیا — دنداں گئے کہ جوہرِ تیغِ زباں گیا

خالی پڑی ہیں شہر میں کیا کیا عمارتیں — یاں کس مکیں کے ساتھ تباہ مکاں گیا

جھک جھک گئیں بہشت میں طوبیٰ کی ڈالیاں — جس وقت رن میں فوجِ خدا کا نشاں گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فضل خدا جو ہو تو نہیں کچھ بہشت دور　　دیکھو نصیبِ حُرؑ کہ کہاں سے کہاں گیا

سجّادؑ کہتے تھے کہ پہنچنا محال ہے!　　واحسرتا کہ دور بہت کارواں گیا

زینبؑ اسیرِ غم رہیں دنیا میں تا بہ مرگ　　نہ زخم دل گئے نہ رسن کا نشاں گیا

اترا جو سر تو حلقِ شہِ دیں نے دی صدا　　شکرِ خدا کہ دوش سے بارِ گراں گیا

ماتم رہا مزارِ محمدؐ پہ تین دن　　سادات کا لٹا ہوا جب کارواں گیا

گزری بہارِ عمرِ خلیقؔ اب کہیں گے سب　　باغِ جہاں سے بلبلِ ہندوستاں گیا

سلَامُ

جو رن کو چلا مجرئی سرورؑ کی طرف سے　　تیر آنے لگے شام کے لشکر کی طرف سے

شہؑ نے کہا زینبؑ سے ہوا بند جو پانی　　تشویش بہت ہے مجھے اصغرؑ کی طرف سے

حُرؑ آن ملا شہؑ سے تو زینبؑ یہ پکاری　　کوئی کہہ دے دعا شاہؑ کی خواہر کی طرف سے

یوں بیٹوں سے زینبؑ کے لگے پوچھنے اعدا　　ہو کون جو تم آئے ہو سرورؑ کی طرف سے

پہلے تو منہ آپس میں لگے دیکھنے دونو　　پھر مڑ کے برادر نے برادر کی طرف سے

آنکھ ان سے ملا کر کہا تم کو نہیں معلوم　　ہے ارث شجاعت میں حیدرؑ کی طرف سے

مادر کی طرف سے جو بنی فاطمہؑ ہیں ہم　　کہتے ہیں ہمیں ہاشمی جعفرؑ کی طرف سے

تھا آنے کا اکبرؑ کے جو صغراؑ کو تصوّر　　تا شام نہ پھرتی تھی نظر در کی طرف سے

کہتی تھی کہ بابا نے بھی بھیجا نہ کوئی خط　　کس مرتبہ غافل ہوئے دختر کی طرف سے

عباسؑ نے اعدا سے کہا آیا ہوں تم پاس　　پانی کے لئے مالکِ کوثر کی طرف سے

بانوؑ نے کہا رن میں لڑے خوب جب اکبرؑ　　لے آئے بلائیں کوئی مادر کی طرف سے

شہؑ کہتے تھے بھائی کو بچا بھی نہ سکا میں　　شرمندہ ہوں عباسؑ دلاور کی طرف سے

اصغرؑ کے لئے پانی جو مانگا تو عمر نے　　منہ پھیر لیا سبطِ پیمبرؐ کی طرف سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تیغوں سے بدن چور تھا شبیرؑ کا یوں ہی
پھیرا بھی نہ منہ نیزہ و خنجر کی طرف سے

بنتہؑ کہتے تھے دشمن اُسے دکھ دینگے مرے بعد
دھڑکا ہے مجھے عابدؑ مضطر کی طرف سے

رو رو کے کہا قاصدِ صغراؑ سے یہ بنتہؑ نے
اکبرؑ تو موئے کیا لکھوں اکبرؑ کی طرف سے

قاصد سے حرم نے کہا مارے گئے وارث
صغراؑ سے یہ کہہ دیجیو سب گھر کی طرف سے

حسرت مجھے آتی ہے خلیقؔ آتا ہے کوئی
شبیرؑ کے جب روضۂ انور کی طرف سے

مرثیہ ـــــــــ میر خلیقؔ

در حال حضرت علی اکبرؑ

بانو نے سُنا رن کی طرف جاتے ہیں اکبرؑ

تعداد بند (۶۰)

(۱)

بانو نے سنا رن کی طرف جاتے ہیں اکبرؑ
اور مجھ سے بھی رخصت کیلئے آتے ہیں اکبرؑ

روتے ہیں جو سرورؑ انہیں سمجھاتے ہیں اکبرؑ
بابا کو سفارش کے لئے لاتے ہیں اکبرؑ

کہنے لگی بانو کہ یہ ارمان نکل جائے
اللہ کرے تن سے مری جان نکل جائے

(۲)

ممکن ہے کہ اکبرؑ کو رضا رن کی میں دوں گی
ہے ہے اسے کس منہ سے سدھارو میں کہوں گی

آنکھوں سے نہاں ہو گا تو کس طرح جیوں گی
وہ مرنے کو جائے گا میں پردے میں رہوں گی

سنبھلے گا کلیجہ مرا گر جائے گا اکبرؑ
میں جاؤں گی ہمراہ جدھر جائے گا اکبرؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حیرت ہے مجھے شاہؑ نے کس طرح رضا دی — کیا دل سے محبت علی اکبرؑ کی اٹھا دی

(۳)

اٹھارہ برس کی مری محنت بھی بھلا دی — کیا سمجھے تسلّی دلِ بے تاب کو کیا دی

ہمشکل پیمبرؐ کو ملی ہووے گی رخصت

باور نہیں اکبرؑ کو نہ دی ہووے گی رخصت

سب بیٹوں میں اکبرؑ کو وہ کرتے ہیں بہت پیار — اک دم بھی جدا ہونا ہے اس کا انھیں دشوار

(۴)

[illegible] کہوں رخصت کا کیا ہووے گا اقرار — واں بھیجیں گے اس کو جہاں لاکھوں ہیں ستم گار

اس دھڑکے سے سینے میں کلیجہ میرا شق ہے

کس سے کہوں جیسا مجھے اس وقت قلق ہے

یہ کہہ کے چلی واں سے سراسیمہ و مضطر — سر پر سے ہر اک گام پہ گر پڑتی تھی چادر

(۵)

جا رو بہ رو زینبؑ کے یہ کہنے لگی رو کر — سنتی ہوں کہ رخصت کو ہیں آتے علی اکبرؑ

حامی مری ہر امر میں رہتی ہیں سدا آپ

میں اس کو رضا دوں کہ نہ دوں کہتی ہیں کیا آپ

گھبرا گئیں زینبؑ یہ سخن سنتے ہی یکبار — اور بانو کا منھ دیکھ یہ کرنے لگی گفتار

(۶)

اکبرؑ کو رضا میں تو نہیں دینے کی زنہار — پر تم کہیں ہونا نہ رضامند خبردار

تم روکو گی اُس کو تو نہیں جائے گا اکبرؑ

جائے گا تو پھر ہاتھ نہیں آئے گا اکبرؑ

قسمت سے ملا ہے تجھے اس طرح کا فرزند — اس چاند کو تو ہونے نہ دے خاک کا پیوند

(۷)

شہرہ ہے بہت صورتِ یوسف کا بھی ہر چند — پر حُسن میں ہے اس سے بھی بہتر ترا دلبند

مہماں ہے وہ اس گھر میں مرے دل کو یقیں ہے

بانو علی اکبرؑ کی تجھے قدر نہیں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وہ بولی کہ جو کہتی ہو صاحب سو بجا ہے
ظاہر میں تو میں نے اُسے کم پیار کیا ہے
پر جی میرا ہمشکل پیمبؐر پہ فدا ہے
اس بات کا باعث میں کروں عرض کہ کیا ہے
پیار اس لئے کم کرتی ہوں اس رشک قمر کو
لگ جاتی ہے اپنی بھی نظر اپنے پسر کو
(۸)

اس وقت وہ دل نہیں سینے میں سنبھلتا
اب منہ سے کوئی دم کو کلیجہ ہے نکلتا
سینہ ہے پڑا آتشِ غم سے میرا جلتا
جی چاہتا ہے مر جاؤں پہ بس کچھ نہیں چلتا
کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں جو کچھ حال ہے جی کا
یا رب تو جدا کیجو نہ فرزند کسی کا
(۹)

ہر چند ابھی اکبؑر نہیں میداں کو سدھارا
خیمے میں کوئی دم کو ہے آنا میرا پیارا
معلوم ہوا ہے مجھے اتنا ہی اشارا
حضرت کو جدائی ہوئی اکبؑر کی گوارا
یہ بات اگر سچ ہے تو تشویش کی جا ہے
بانو کو بڑا سبط پیمبؐر سے گلا ہے
(۱۰)

بانو سے یہ سن کر کہا زینبؑ نے بصد یاس
یہ سچ ہے تو بس اور بھی اب ٹوٹی مری آس
نہ عونؑ و محمدؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ عباسؑ
اکبر ہی فقط باقی میرے بھائی کے ہے پاس
اس کو بھی اگر مل چکی میدان کی رخصت
تو تن سے ہوئی شاہ کی بھی جان کی رخصت
(۱۱)

یہ ذکر تھا جو خیمے میں آئے علی اکبؑر
اور ساتھ ہی فرزند کے داخل ہوئے سرورؑ
بانو کا دھڑکنے لگا دل سینے کے اندر
تن بید کی مانند لگا کانپنے تھر تھر
سرورؑ کو کبھی دیکھ چرا لیتی تھی آنکھیں
اکبؑر کو کبھی دیکھ جھکا لیتی تھی آنکھیں
(۱۲)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۳

پھر شاہ کو دو چار قدم ہٹ کے بلایا — شہؑ آئے تو آہستہ سے یوں ان کو سنایا
سنیئے تو سہی آپ کے کیا جی میں ہے آیا — شاید تمہیں پیارا انہیں لگتا مرا جایا
آگاہ نہ تھے بانو کے کیا حال سے صاحب
یا کچھ ہوئی تقصیر مرے لال سے صاحب

۱۴

میں سنتی ہوں تم دے چکے رخصت اسے رن کی — بانو کی بھی کچھ کر رکھو تدبیر کفن کی
رن سے ابھی لاش آچکی ہے ابن حسنؑ کی — سب رو رہے ہیں دیکھ کے صورت کو دلہن کی
میدان میں اکبرؑ کا اگر خون بہے گا!
شاید کوئی پردے میں نہ اس وقت رہے گا!

۱۵

حضرت نے کہا بانوؑ سے با دیدۂ پرنم — تم جانتی ہو بیٹے کو ہم چاہتے ہیں کم
افسوس ہے بیٹے کی تو رخصت کا ہوا غم — کچھ ہم سے نہ پوچھا کہو کیا دل کا ہے عالم
اتنا تو کہا ہوتا کہ کس طرح رضا دی
اللہ کو معلوم ہے جس طرح رضا دی

۱۶

یہ سن کے لگی سوچنے پھر مادرِ اکبرؑ — ہرگز غمِ اکبر میں نہیں جینے کے سرورؑ
مجھ سے بھی زیادہ ہیں پریشان و مکدّر — گھبرا کے یہ کہنے لگی وہ بےکس و مضطر
آزردہ نہ ہو بانوئے ناشاد ہے کس کی
میں کس کی ہوں صاحب مری اولاد ہے کس کی

۱۷

اکبرؑ کے بھی اور میرے بھی ہو مالک و مختار — بانو ہی سے تقصیر ہوئی یا شہِ ابرارؑ
تھا مادری الفت نے مجھے کر دیا ناچار — پچھتائی بہت آپ سے میں کر کے یہ گفتار
ہو اذن تو یہ بانوئے ناشاد تصدّق
ہیں تم پہ تصدّق مری اولاد تصدّق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان باتوں کو سن بانو سے احمدؐ کا نواسا	الفت سے محبت سے لگا دینے دلاسا
اور یوں لگا سمجھانے وہ خالق کا شناسا	بانو علی اکبرؑ ہے گئی رونہ سے پیاسا
(۱۸)
منصف ہو میسّر اُسے گر آب نہ ہوگا
پژمردہ بھلا یہ گلِ شاداب نہ ہوگا

حال اس کا بس اب دیکھا نہیں جائیگا دم بھر	کوثر ہی پہ جانا علی اکبرؑ کا ہے بہتر
سیراب کریں گے اسے واں ساقیٔ کوثر	اور دوسرا یہ ہے سبب رخصتِ اکبرؑ
(۱۹)
بے چین ہوں جب تک کہ میرے سینے میں دم ہے
قاسمؑ کی جدائی کا مجھے سخت الم ہے

اکبرؑ سے جو پہلے ہوئی قاسمؑ کی شہادت	ہے بھائی حسنؑ سے مجھے واللہ خجالت
تب شہؑ سے یہ زینبؑ نے کہا تھام کے رقّت	ہر چند ہے رخصت علی اکبرؑ کی قیامت
(۲۰)
پر راہ میں خالق کے فدا گھر کیا بھائی
جو کام کیا آپ نے بہتر کیا بھائی

میں نے تو ابھی بھابھی سے اپنی یہ کہا تھا	اکبرؑ کو کسی طور رضا رن کی نہ دینا
اور میں بھی نہ دیتی یہی تھا میرا ارادا	پھر آپ جو فرماتے ہیں عذر اس میں کریں کیا
(۲۱)
اس وقت لگی چوٹ کلیجے کو بہن کے
سچ ہے کہ بڑا داغ لگا دل کو حسنؑ کے

پھر بانوؑ نے کی عرض یہ با دیدۂ خونبار	والی میرے ہوں اتنی اجازت کی طلبگار
چھاتی سے لگا کر علی اکبرؑ کو کروں پیار	اس بات کو سن کر لگے رونے شہ ابرارؑ
(۲۲)
زینبؑ نے پکارا علی اکبرؑ ادھر آؤ!
بانوؑ لگی کہنے میرے دلبر ادھر آؤ!

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس پیار سے بانو نے جو اکبرؑ کو بلایا
گردن کو جھکائے ہوئے نزدیک وہ آیا
پہلے تو سر اس لال کا چھاتی سے لگایا (۲۳)
پھر لے کے بلائیں اسے بانو نے سنایا
سو جاں سے میں اپنے مہ تاباں کے تصدق
ان آنکھوں کے، اس زلف پریشاں کے تصدق

اس چاند سی پیشانی پہ ماں ہو گئی قرباں
اب آنکھوں سے چھپ جائینگے یہ ابرو و مژگاں
پر دیکھوں گی کیونکر یہ رخ اور یہ لب و دنداں (۲۴)
اس گردنِ نازک کا نہ بھولے گا مجھے دھیاں
یک لخت جگر آتشِ فرقت سے پھنکے گا!
گھبرا کے گلے میں میرا دم آکے رکے گا

اس دستِ بلوریں کو میں جب یاد کروں گی
ہاتھ آئیں گے کس طرح جو آنکھوں پہ دھروں گی
اس چاند سی چھاتی کی محبت میں مروں گی! (۲۵)
چھاتی میری امڈے گی دمِ سرد بھروں گی
جب پیشِ نظر یہ قد و قامت نہ رہے گی
پھر غم سے بھلا دکھ میں قیامت نہ رہے گی

اکبر نے کہا راست ہے سب آپ کی تقریر
لیکن مرے حق میں ہے مناسب یہی تدبیر
راضی برضا بخشیے اپنا مجھے اب شیر (۲۶)
یہ سن کے کہا بانو نے ہے ہے مری تقدیر
اس وقت غش آتا ہے مجھے تھام لو بیٹا
قربان گئی، دودھ کا مت نام لو بیٹا

زینبؑ نے کہا بانو یہ ہے صبر کا ہنگام
جب رن کی رضا دی تو کلیجہ کو بھی لے تھام
کیا بات تیری واہ کیا تو نے بڑا کام (۲۷)
اب دودھ اسے بخش کہ رہ جائے ترا نام
وہ بولی کہ پھر صدقے ہوں آؤ علی اکبرؑ
لو دودھ بھی بخشا تمہیں جاؤ علی اکبرؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لیں پیار سے بیٹے کی بلائیں جو دوبارا — اور آپ کو ایک ایک نے اس ماں پہ وارا

(۲۸)

غل تھا کہ چلا خلق سے شبیرؑ کا پیارا — اس وقت کسی کو نہ رہا ضبط کا یارا

وہ کہتا تھا لاشس آئے گی اپنی کوئی دم میں

اماں کو مرے رونے نہ دیجو مرے غم میں

یہ کہہ کے ہر اک سے وہ چلا جانب میداں — اور شاہ بھی روتے چلے بانالہ و افغاں

(۲۹)

اکبرؑ نے کہا جوڑ کے ہاتھ اے شہ شاہاں — بندے کے لئے آپ نہ ہوں اس گھڑی گریاں

حضرت ہی اگر اپنا برا حال کریں گے

تو اہل حرم کہیئے کہ کیا حال کریں گے

گر آپ نہ روویں مرے غم میں تو ہی بہتر — سر پیٹ کے مر جائیں گی ورنہ مری مادر

(۳۰)

پھوپھیاں بھی مری چوب سے پھوڑیں گی ابھی سر — اور خاک پہ لوٹے گی سکینہؑ مری خواہر

شہؑ نے کہا فرزند کو بابا نہیں روتا

راضی ہوں نہ روؤں گا میں اچھا نہیں روتا

دو چار قدم ساتھ تو چلنے دو پدر کو — پہنچا بھی نہ دوں تا بہ لب گور پسر کو

(۳۱)

اکبرؑ نے یہ کی عرض جھکا پاؤں پہ سر کو — بندے کو رضا دیجئے اور تھامیئے گھر کو

پہنچانے کو بھی آپ مرے ساتھ نہ جاویں

اماں کہیں پردیسی نہ باہر نکل آویں

فرزند کی ان باتوں سے ناچار ہوئے شاہ — فرمایا کہ اچھا میں نہیں جانے کا ہمراہ

(۳۲)

اکبرؑ نے بھی تسلیم کی اور بانو نے کی آہ — اعدا سے کہا جا کے خبرداروں نے ناگاہ

برباد ہوا آج سے گھر شاہِ امم کا

سر دینے کو آتا ہے پسر شاہِ امم کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہ کوئی رفیق اور نہ عزیزوں میں ہے اصلا　　باقی ہے حسینؑ ابنِ علی یکہ و تنہا
ہے خاتمۂ جنگ اگر اس کو بھی مارا　　بیٹے کی جدائی سے یقیں ہے نہ جئے گا ⑶③
اکبرؑ سے سفر آگے ہی کر جائے گا شبیرؑ
پھر جنگ نہ کی جائے گی مر جائے گا شبیرؑ

یہ فوج سے اپنی عمر سعد نے سن کر　　آہستہ کہا شمر سے پھر جائے نہ لشکر
واللہ کوئی تجھ سے مدبر نہیں بہتر　　کچھ فکر کر ایسی کہ ادھر آملے اکبرؑ ③④
ہم میں سے سلامت یہ نہ چھوڑے گا کسی کو
قوت ہے بڑی اس سے حسینؑ ابن علی کو

لو دیکھ لو لشکر میں عجب شور ہے برپا　　اکبرؑ کو تو سب دیکھتے ہی ہو گئے شیدا
ہمشکلِ پیمبرؐ کی ہر ایک مدح ہے کرتا　　بے ڈھب نظر آتا ہے مجھے فوج کا نقشا ③⑤
نرغہ کریں اپنے ہی طرف والے نہ ہم پر
سب گر نہ پڑیں جا کے کہیں اس کے قدم پر

وہ دشمنِ دیں کہنے لگا سن کے یہ گفتار　　میں تو کہوں اکبرؑ سے پہ مانے گا نہ زنہار
عباسؑ جو تھا شاہ کے لشکر کا علمدار　　کس کس طرح اس غازی کو سمجھایا بہ تکرار ③⑥
اس نے کہا یہ امر گوارا نہ کروں گا
بھائی کی رفاقت سے کنارا نہ کروں گا

ہر چند پسر فاطمہؑ کا تھا نہ وہ صفدر　　پر سر کو تصدق کیا شبیرؑ کے سر پر
فرزند بھی ہے آلِ پیمبرؐ بھی ہے اکبرؑ　　چھوڑے گا محمدؐ کے نواسے کو یہ کیونکر ③⑦
ایسا تو پسر باپ کا شیدا نہیں ہوتا
اکبرؑ سا وفادار تو پیدا نہیں ہوتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تب شمر سے کہنے لگا وہ ہو کے ہراساں
گر یہ نہ ہو تو فوج کو سمجھا کسی عنواں:

(۳۸)

تا مل کے سب اکبرؑ پہ کریں تیروں کا باراں
لیں لعل و گہر گھر ہوں زر و سیم کے خواہاں!

جی آج لڑائی میں چرا دے گا جو رن میں
ہوں گے زن و فرزند گرفتار وطن میں

جا کہ یہی تقریر جو کی شمر نے سب سے
اور یوں کہا ڈرتے نہیں حاکم کے غضب سے

(۳۹)

ہمشکل نبیؐ آیا ہے میدان میں کب سے
لیتے نہیں حلقے میں اس کو کسی ڈھب سے

وہ ایک ادھر انبوہ ہے لشکر کا زیادہ
عباسؑ سے بھی رعب ہے اکبرؑ کا زیادہ

لالچ بھی دیا فوج کو غیرت بھی دلائی
ہر اک کو محبت زن و فرزند کی آئی

(۴۰)

شہزادے سے بیدینوں نے آنکھ اپنی چرائی
آخر علی اکبرؑ پہ گھٹا ظلم کی چھائی

سیدھے کئی نیزے بھی لگے تیر بھی چلنے
ہر سمت سے اس پر لگی شمشیر بھی چلنے

کھینچی علی اکبرؑ نے جو شمشیر پئے جنگ
چمکی جو وہ بجلی تو بہت فوج ہوئی دنگ

(۴۱)

جب وار کیا راکب و مرکب ہوئے یک رنگ
سب خون سے مقتل کی زمیں ہو گئی گلرنگ

کی جنگ یہ فرزند نے، حیدرؑ کے پسر کے
تھے کوسوں تک انبار دو رستہ تن و سر کے

بازارِ قضا گرم تھی چلتی تھی جو تلوار
سر بکتے تھے ارزاں اجل اُن کی تھی خریدار

(۴۲)

بھاگے جو پیادے تو ہٹے اور بھی اسوار
کونے میں چھپے پھینک کمانوں کو کماندار

اللہ ری شجاعت کہ جدھر رخ کیا رن میں
مسمار صفیں ہو گئیں اک چشم زدن میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رہوار کا اکبرؑ کے یہ تھا جنگ میں احوال ۔ سُم خون سے کفّار کے تھے زانو تلک لال
اکبرؑ نے جسے مار کے گھوڑے سے دیا ڈال ۔ اس نے وہیں کر ڈالا سُموں سے اسے پامال (۴۳)
سب کہتے تھے دیکھا ہی نہیں صف شکن ایسا
رہوار یہ کچھ تیغ یہ کچھ تیغ زن ایسا

اور آیا کوئی سامنے گر چھیڑ کے رہوار ۔ اس سے کہا تو رک سکے گا مری تلوار
اس واسطے کردیتا ہوں پہلے تجھے ہشیار ۔ تا یہ نہ کہے تو نہ کیا مجھ کو خبردار (۴۴)
جب تک کہ سپر ہاتھ سے لے جائے وہ سر تک
یاں پہلے ہی دو کر چکے تلوار کمر تک

غل تھا کہ نہیں بچنے کے گھوڑوں کو بھگاؤ ۔ تلوار کی منھ پر علی اکبرؑ کے نہ جاؤ
ہتھیاروں کو بھی پھینک دو جانوں کو بچاؤ ۔ وہ کہتا تھا ہے شمر کہاں اس کو بتاؤ (۴۵)
کس غول میں کس صف میں چھپایا ہے عمر کو
لے جاؤں گا میں کاٹ کے ان دونوں کے سر کو

سنتے تھے وہ جوں جوں یہ صدائے علی اکبرؑ ۔ دہشت کے سبب کانپتے تھے دونو بد اختر
کہتے تھے رفیقوں سے ہمیں چھوڑو نہ دم بھر ۔ آتا ہے ہمیں ڈھونڈتا ہمشکل پیمبرؐ (۴۶)
جو ان سے ہمارے لئے تلوار کریں گے
اُن میں سے ہم ایک ایک کو سردار کریں گے

سب نے یہ سخن جب کہ سنا شمر و عمر سے ۔ کچھ نکلے ادھر سے، نکل آئے کچھ اُدھر سے
تلواریں بھی اکبرؑ پہ چلیں تیر بھی برسے ۔ کیا کیا نہ بچایا تنِ انور کو سپر سے (۴۷)
پر چھاتی پہ برچھی یہ ستم گر نے لگائی
چار آئینے کو توڑ کے باہر نکل آئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۸
اکبرؑ نے اُسے چاہا کہ چھاتی سے نکالے
گھوڑے پہ سنبھلنے کے وہ لے پڑ گئے لالے
غش آیا تو زخمی پہ چلے اور بھی بھالے
چلایا کہ بابا مجھے اب کون سنبھالے
برچھی لگی دل پر علی اکبرؑ کی خبر لو
اس وقت میں ہمشکل پیمبرؐ کی خبر لو

۴۹
اکبرؑ کی صدا سنتے ہی گھبرا گئے شبیرؑ
واں برچھی لگی دل پہ ادھر غم کا لگا تیر
میداں کی طرف دوڑے جو کھینچے ہوئے شمشیر
آ ڈیوڑھی پہ چلانے لگی بانوئے دلگیر
صاحب مرے کیا ظلم ہوا لال پہ میرے
مجھ سے تو کہو بن گئی کیا لال پہ میرے

۵۰
ہمراہ مجھے خیمے سے لیتے ہوئے جاؤ!
اکبرؑ کا مجھے آخری دیدار دکھاؤ
مڑ کر کہا شبیرؑ نے تم نکلی نہ آؤ!
زہراؑ کی بہو ہو قدم آگے نہ بڑھاؤ
آنکھوں سے تو دیکھوں علی اکبرؑ کو میں جاکر
فرزند تمہارا تمہیں دیتا ہوں میں لاکر

۵۱
یہ کہہ کے گئے رن میں عجب حال سے سرورؑ
اک ہاتھ میں تلوار تھی اک ہاتھ تھا دل پہ
چلاتے تھے بول اٹھو کہاں ہو علی اکبرؑ!
بابا پہ کرو رحم بُلا لو مجھے دلبر!
آواز دو سنتے ہو اگر آہ ہماری
بینائی میں فرق آگیا واللہ ہماری

۵۲
پھر رو کے ستم گاروں کو اس طرح پکارا
باز آئے نہ آخر علی اکبرؑ کو بھی مارا
دیکھا نہ گیا تم سے یہ فرزند ہمارا
اتنا تو بتا دو کہ کہاں ہے مرا پیارا
جیتا تو نہ ہوگا وہ انی برچھی کی کھا کر
رو لینے دو فرزند کو چھاتی سے لگا کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اتنے میں صدا فاطمہؑ کی آئی کہ شبیرؑ
زہراؑ کو رُلاتی ہے تری درد کی تقریر
کیوں روتے ہو قربان ہو یہ مادرِ دلگیر (۵۳)
یاں آؤ کہ حالت علی اکبرؑ کی ہے تغیر
برچھی لگی ہے دل میں نکالوں اُسے کیونکر
گودی میں تڑپتا ہے سنبھالوں اُسے کیونکر

میں کہتی ہوں باپ آتا ہے دم لے مرے جانی
یہ کہتا ہے تھوڑا سا پلادو مجھے پانی
ضائع ہوئی بیٹا علی اکبرؑ کی جوانی (۵۴)
مہمان کوئی دم کا ہے یہ یوسفِ ثانی
چھاتی سے نظر آتا ہے زخم اس کے جگر کا
تم دیکھ تو لو آخری دیدار پسر کا

مادر کی صدا سُنتے ہی روتے گئے اُس جا
اور خاک پہ دیکھا علی اکبرؑ کو تڑپتا
آغوش میں لیکر کہا کیا حال ہے بیٹا (۵۵)
اس خون بھری شکل کے صدقے ہو یہ بابا
کیوں خون سے سب جسم ہوا لال تمہارا
کس زخم نے اکبرؑ یہ کیا حال تمہارا

کیوں لوٹتے ہو خاک پہ آنکھوں کو تو کھولو
دے کر حرکت لعل کو ہر بار کو بولو
اشکوں سے مرے گرد بھرے چہرے کو دھولو (۵۶)
چلتے ہوئے بابا سے بغل گیر تو ہو لو!
روتا ہے پدر آؤ ذرا ہوش میں اکبرؑ
چُھٹ پن سے پلے تھے اسی آغوش میں اکبرؑ

اکبرؑ نے صدا غش میں سُنی باپ کی جس دم
دیکھا کہ ہیں آنکھیں شہؑ مظلوم کی پُرنم
آہستہ یہ کی عرض کہ یا سیّدِ اکرم (۵۷)
زخم ایسا ہے چھاتی میں کہ جینے کے نہیں ہم
حضرت کو بھی مادر کو بھی اللہ کو سونپا
سجّاد برادر کو بھی اللہ کو سونپا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ڈیوڑھی پہ کھڑی ہوں گی ابھی پوچھتی مادر
پھر دیکھ لوں ایک بار گر آوے علی اکبرؑ

(۵۸)

بس خلق سے ہم داغ یہی لے چلے دل پر
چھاتی سے دمِ مرگ لگے اُن کے نہ دم بھر
یہ کہتے ہی دنیا سے سفر کر گئے اکبرؑ
شہؑ رہ گئے منھ دیکھتے اور مر گئے اکبرؑ

لاشے کو اُٹھا روتے ہوئے خیمے میں آئے
سر پیٹتے ناموسِ نبیؐ ڈیوڑھی پہ آئے

(۵۹)

بانوؑ نے کہا کون یہ ہیں خوں میں نہائے
لوگو انھیں کوئی مری چھاتی سے لگائے
تھے گھر میں انھیں کے مجھے اب آنے کے لالے
یہ تو علی اکبرؑ ہیں مری گود کے پالے

یہ کہتے ہی غش کھا کے گری بانوئے مضطر
آغوش میں زینبؑ نے لیا لاشۂ اکبرؑ

(۶۰)

منھ رکھ دیا الفت سے بھتیجے کے جو منھ پر
بو فاطمہؑ کی سونگھ کے کہنے لگی رو کر
برچھی کی انی کھا کے جو گھوڑے سے گرا تھا
شاید اسے آغوش میں دادی نے لیا تھا

آرزو لکھنوی کا بیان ہے کہ میر انیس اپنے والد میر خلیق کی ایک رباعی پڑھتے تھے اور کہتے تھے افسوس مجھے باوا جان کی زبان نہ آئی۔ وہ رباعی یہ ہے :۔

عابدؑ جو اُٹھا کے رنج و ایذا آئے
اک شور ہوا کہ شاہِ والا آئے
ہمجولیوں سے ہنس کے یہ صغراؑ نے کہا
کچھ تم نے سُنا ہمارے بابا آئے

یہ رباعی اس طرح بھی مشہور ہے :۔

عابدؑ جو اٹھا کے رنج و ایذا آئے
غُل تھا کہ وطن میں شاہِ والا آئے
ہمجولیاں آئیں تو کہا صغراؑ نے
کچھ تم نے سُنا ہمارے بابا آئے

(رباعیاتِ میر انیس مرتبہ محمد عباس مرحوم ص۲۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیر کی مداحی میں، چوتھی پُشت"

میر اُنس

میر انیس کے منجھلے بھائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام: میر مہر علی

تخلص: اُنسؔ

خطاب: حسّانِ زماں، مُقبلِ دوراں، شیریں زباں، فرید العصر

والد: میر خلیقؔ

والدہ: بینگا بیگم

ولادت: دوشنبہ ۲۰؍اپریل ۱۸۰۷ء / ۱۱؍صفر ۱۲۲۳ھ
محلّہ گلاب باڑی فیض آباد

اولاد: میر وحید، میر مہدی، میر حسن خلیقؔ، میر حسین سعیدؔ، میر مرتضیٰ اور ایک دختر

وفات: ۶؍محرم ۱۳۱۰ھ / ۱۳؍جولائی ۱۸۹۲ء دوشنبہ

حیات: ۸۵ برس

قبر: مقبرۂ حکیم مہدی" لکھنؤ

خدماتِ ادب: ۴۴ مرثیے، ۵۰ سلام اور رباعیات، تضمین وغیرہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر اُنس کے حالاتِ زندگی

میر مہر علی نام، اُنس تخلص، میر انیس کے خاندان کے مرثیہ نگاروں میں میر اُنس کو بھی مرثیہ نگار کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

ولادت

میر اُنس، نواب سعادت علی خاں کے عہدِ سلطنت میں ۱۲۲۲ھ[1]/م ۱۸۰۷ء میں "محلہ گلاب باڑی، فیض آباد" میں پیدا ہوئے[2]۔ میر اُنس، میر خلیق کے منجھلے فرزند اور میر انیس کے منجھلے بھائی تھے۔ عمر میں میر انیس سے چھ برس چھوٹے اور میر مونس سے چھ برس بڑے تھے۔ میر اُنس کی ولادت کے سلسلے میں سید محمد عباس کا بیان اختلافی ہے وہ لکھتے ہیں کہ "میر اُنس کی ولادت ۱۲۲۲/م ۱۸۰۸ء میں لکھنؤ میں ہوئی تھی[3]"۔ میر خلیق کی تمام اولادیں فیض آباد میں پیدا ہوئیں بلکہ میر انیس کے فرزند میر نفیس بھی فیض آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے سید محمد عباس کا بیان قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

خاندانی روایت کے مطابق میر اُنس ۱۱ صفر ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئے۔

---

[1] "ریحانِ غم" جلد دوم ص ۳۷۹۔ [2] میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء ص ۲۷۹۔

[3] "پیامِ اسلام" ہفتہ وار مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۸ء صفحہ "۵"۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تعلیم و تربیت

میر انس کی تعلیم و تربیت ان کے باپ میر خلیق کی زیر نگرانی ہوئی۔ اشعار کمسنی ہی میں کہنے لگے تھے۔ والد ہی نے ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کو جلا دی۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"میر خلیق، انس سے زبردستی پکڑ پکڑ کر شعر کہلواتے تھے۔ دس بند کہکر دے دیتے کہ اسے پورا کرو۔ سلام کے چند شعر کہہ کر قافیے اور اس کے مضمون سمجھا سمجھا کر نظم کرواتے"[51]

محمود فاروقی صاحب نے لکھا ہے :- "میر انیس کی طرح میر انس کو بھی فنِ سپہ گری سیکھنے کا شوق تھا"[52]

تلمذ

بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ میر انس، میر انیس کے شاگرد تھے۔ لیکن زیادہ تر تذکرہ نویس اس پر متفق ہیں کہ وہ اپنے والد میر خلیق کے شاگرد تھے۔ گارساں دتاسی نے لکھا ہے "انس کو اپنے والد سے شرفِ تلمذ حاصل تھا"[53] "خوش معرکۂ زیبا" اور "سخنِ شعراء" میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ "میر مہر علی انس مرثیہ گو خلف و شاگردِ میر خلیق ساکن لکھنؤ"[54] محسن علی نے "سراپا سخن" میں بھی یہی لکھا ہے۔ "باشندہ لکھنؤ شاگرد اپنے والد ماجد"[55] گوکل پرشاد لکھتے ہیں :-

میر مہر علی خلف میر مستحسن مرثیہ گو ابنِ میر حسن، ساکن لکھنؤ اپنے والد ماجد کے شاگرد رشید ہیں"[56]

شاد عظیم آبادی کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ میر انس، میر خلیق کے کہنے پر میر انیس سے مرثیے پر اکثر اصلاح لیتے تھے۔ نظامی بدایونی نے جو واقعہ تحریر کیا ہے، اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ میر انس صرف میر خلیق سے مرثیے پر اصلاح لیتے تھے، وہ لکھتے ہیں :-

---

۵۱ "ہمعصرانِ سخن" ص ۱۸۸ ۔ ۵۲ "میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء" ص ۲۷۸ ۔

۵۳ تاریخ ادب ہندوستانی جلد اول ص ۲۲۸ ۔ ۵۴ خوش معرکۂ زیبا ص ۳۰۷ ۔ اور سخنِ شعراء ص ۴۹

۵۵ سراپا سخن ص ۲۳ ۔ ۵۶ ارمغانِ گوکل پرشاد ص ۱۳ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میر خلیق اپنے دونوں بیٹوں میر انیس اور میر مونس سے ملنے کیلئے فیض آباد سے لکھنؤ آئے' ان کے منجھلے بیٹے مہر علی اُنس' ان کے ہمراہ تھے۔ میر خلیق نے میر انیس سے کہا۔ مہر علی اُنس نے جو مرثیہ اس سال کہا ہے۔ ذرا اُسے سنو' اس مرثیہ پر میر خلیق کی اصلاح تھی اور وہ بیٹے سے اس اصلاح کی داد کے طالب تھے' چنانچہ میر انیس نے مرثیہ سن کر بہت داد دی۔ اسی کے ساتھ کہا کہ باواجان میر نواب (مونس) نے جو مرثیہ اس سال کہا ہے ذرا اُسے بھی سنیئے۔ مونس نے مرثیہ سنایا یہ کچھ چیز ہی اور تھا جس پر میر انیس کی اصلاح تھی۔ اس مرثیہ کو سنانے کی غرض بھی یہی تھی کہ میر خلیق بیٹے کی اصلاح کی داد دیں۔ میر خلیق چھوٹے بیٹے کے مرثیہ اور بڑے بیٹے کی اصلاح سے بہت خوش ہوئے۔[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ میر مونس نے میر انیس کی شاگردی میں رہ کر بہت ترقی کی اور معرکۃ الآرا' مرثیے اور سلام لکھے' اگر اُنس کو بھی ایسے مواقع ملتے تو وہ بھی میر مونس سے کسی طرح کم نہ ہوتے۔ پھر بھی میر اُنس کا جو کلام دستیاب ہے اُسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قادر الکلام شاعر تھے اور دبستانِ انیس کی تمام خصوصیات اُنکے مرثیوں میں موجود ہیں۔

طرزِ خواندگی

میر اُنس نے مرثیہ پڑھنے کا فن بھی میر خلیق ہی سے سیکھا تھا۔ اور ان کے پڑھنے کا انداز بہت کچھ اپنے والد میر خلیق کے انداز سے ملتا جلتا تھا۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"میر اُنس بھی بہت عمدہ پڑھتے تھے۔ آدمی وجیہہ تھے اور رزم پڑھنا تو ان کا حصّہ تھا۔ اُن کی تعریف جو میر انیس کرتے تھے قابل خیال ہے۔ "بھئی میر مہر علی' کیا کہنا۔ واللہ باباجان کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ ایسی ٹیپ دوسرا لگائے کیا مجال"۔ لوگوں کو متوجہ کر کے کہتے کہ باباجان کا کلام نہ سنا ہو تو میر مہر علی کو سنو۔ میر اُنس کے پڑھنے کی تعریف میں کہتے ......" مہر علی

---

[1] مراثیِ اُنس' جلد اوّل مرتب نظم طباطبائی (مقدمہ: نظامی بدایونی' ۱۹۲۱ء صفحہ ۵)۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پڑھنے کا تم پر خاتمہ ہے۔ میں بھی ایسا نہیں پڑھ سکتا۔" میر اُنس جھک جھک کر تسلیم کرتے اور کہتے کہ بھیّا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے۔" مہر علی کُجا اور آپ کُجا[1]۔" میر اُنس کی خواندگی کے سلسلے میں ایک جگہ اور شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

میر اُنس، میر انیس سے پڑھنے میں کم نہ تھے۔ ان کے ہوا خواہ بھی لکھنؤ میں کثرت سے ہو گئے تھے۔ بعض اہلِ دولت ان کے بھی طرفدار تھے۔ اور سال میں دو چار مقررہ مجالس ان کو بھی پڑھنا ہوتی تھیں۔ ایک نواب صاحب ان کے پڑھنے سے ایسا متاثر ہوئے کہ بڑے بڑے موتیوں سے ان کا مُنھ بھر دیا[2]۔

آرزو لکھنوی نے میر اُنس اور میر نفیس کو مرثیہ پڑھتے سنا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میر اُنس نے جب یہ بند پڑھا ؂

جب ساعتِ وداعِ امام غنی ہوئی	تھی بی بیوں کی جان پہ آسدم بنی ہوئی
حضرت چلے تو اور بھی سینہ زنی ہوئی	پردہ حرم سرا کا اُٹھا روشنی ہوئی ٭

چوتھے مصرعے پر بائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے اُس طرف اس نظر سے دیکھا کہ تمام حاضرین اُسی طرف دیکھنے لگے[3]۔

مہذب لکھنوی میر اُنس کی خواندگی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔" میر اُنس صاحب بہت خوب پڑھتے تھے۔ میر انیس فرماتے تھے کہ "بَین" میر اُنس سے بہتر میں بھی نہیں پڑھ سکتا[4]۔"

ڈاکٹر رشید موسوی نے لکھا ہے۔" اُنس کو "بَین خوانی" میں خصوصیت اور امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ چنانچہ جن لوگوں نے انیس اور اُنس دونوں کو "بین" پڑھتے سنا ہے انکا بیان

---

[1] ہمیران سخن صفحہ ۲۱۶ ۔ [2] ہمیرانِ سخن صفحہ ۲۲۳ ۔ [3] انیسیات صفحہ ۴۸ ۔ [4] اسرارِ محن صفحہ ۳۴۴ ۔

٭ میر اُنس کے یہ چاروں مصرعے پڑھ کر، نجم آفندی کا ایک شعر یاد آگیا ؂

سجدے سے سر کسی کا اُٹھا روشنی ہوئی	عشرہ کی صبح آئی قیامت بنی ہوئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے کہ اُنسؔ، انیسؔ سے بہتر "بین" پڑھتے تھے۔ ؎۱

حُلیہ اور لباس

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں "میر انیسؔ کے منجھلے بھائی میر مہر علی اُنسؔ "کشیدہ قامت" پرچھا گندمی رنگ، ہڈیاں چوڑی، ناک نقشہ، چہرہ، سب خوبصورت، سر کے بال کانوں کی لَونک، داڑھی مورچہ پر، مونچھیں کتری ہوئی۔ میر انیسؔ کا قد و قامت و لباس اور ان کا یکساں تھا۔" ؎۲ پیچ گوشہ ٹوپی، قالب پر پہلے پہل چڑھا کر میر اُنسؔ و میر مونسؔ نے لکھنؤ میں پہنی۔ دیکھتے دیکھتے سارے شہر میں رواج ہو گیا مگر میر انیسؔ کو قالب چڑھی ٹوپی پہنے نہیں دیکھا نہ مرزا صاحب کو۔" ؎۳

شاعری کی ابتداء

میر اُنسؔ کو خاندان کا وہی شاعرانہ ماحول ملا تھا جس میں میر انیسؔ اور میر مونسؔ نے شاعری کی ابتداء کی تھی۔ جس گھر میں پشتوں سے علم و ادب کا چرچا ہو، اُس گھر کے کسی شاعر کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ اُسے شعر و شاعری سے قطعاً دلچسپی نہ ہوگی، غلط ہے۔ شادؔ عظیم آبادی نے اپنے بیانات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میر اُنسؔ کی طبیعت شاعری کی طرف بالکل نہیں تھی۔ میر خلیقؔ کے آخری عمر کے حالات لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں "میر خلیقؔ فالج کے سبب سے ہل نہ سکتے تھے۔ جب اچھے تھے تو علاوہ اُن تنخواہوں کے جو فیض آباد کی سرکاروں سے مقرر تھیں۔ سال دو سال بعد لکھنؤ سے بھی فتوحات کافی حاصل کر لاتے تھے۔ یہ باب مسدود ہو گیا' لامحالہ مداخل کی تنگی ہوئی۔ میر اُنسؔ سترہ، اٹھارہ برس کے تھے مگر ان کی توجہ ادھر نہ تھی۔ میر انیسؔ کی ترقی اور میر اُنسؔ کی بیکاری دیکھ دیکھ کر ان کو خیال ہوتا تھا کہ اس کی اوقات کیونکر بسر ہوگی۔ زبردستی پکڑ پکڑ کر شعر کہلواتے تھے۔ دس بند کہہ کر دے دیتے کہ اسے پورا کرو، سلام کے چند شعر کہہ کر قافیے اور اس کے مضمون سمجھا سمجھا کر نظم کرواتے۔ موافقت قائم رکھنے کو میر انیسؔ سے اصلاح دلوانے کو بھیج رہے ہیں۔ یہ دھن ہے کہ کسی طرح میر انیسؔ کے برابر یہ ہو جائیں،

؎۱ دکن میں مرثیہ اور عزاداری ص۱۵۱ ۔ ؎۲ پیمبرانِ سخن ص۲۴۲ ۔ ؎۳ پیمبرانِ سخن ص۱۹۸ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میرانیس نے جہاں کوئی اپنا مرثیہ عالی مضامین کا باپ کو سنایا، میر خلیق بے چین ہو گئے۔ خود بھی چند بند کہے۔ میرانس کو پاس بٹھا کر ان سے بھی کہلوائے ہیں۔ مرثیہ یوں کوئی پورا ہو گیا تو میرانیس کے پاس اصلاح کو بھیج دیا۔ میرانیس سمجھ گئے کچھ ہاں، ہوں، کر دیا۔ کہیں کچھ بنا بھی دیا۔ اسی وقت سے دلوں میں ایک طرح کی کدورت ہو گئی۔ میرانیس نازک مزاج اور میرانس ایک سادہ مزاج شخص تھے۔ ضبط کی دل کو تاب نہیں، کہیں کچھ بول بیٹھے۔ اس شعر میں میرانیس کا روئے سخن، میرانس ہی کی طرف ہے۔" [۱]

کیں جن پہ ریاضتیں وہی گل ؎ کانٹے مِرے حق میں بو رہے ہیں

شاد عظیم آبادی نے جہاں جہاں میرانس کا تذکرہ کیا ہے وہاں وہاں ان کی شاعرانہ اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے بیانات میں کہیں بہت زیادہ مخالفت نظر آتی ہے اور کہیں دیانتداری نے بھی کام لیا ہے۔ ایک جگہ میرانس کی شاعری کی ابتدا کے متعلق لکھتے ہیں:-

"میر خلیق آخر عمر میں میرانس کے ساتھ رہے۔ ان سے راحت پہونچتی تھی۔ خلیق کی یہ کوشش تھی کہ یہ بھی میرانیس سے کسی بات میں کم نہ رہیں۔ انھوں نے ابتدا میں ایک نوحہ کہا تھا۔

ع:- "مجرائی سکینہ یہ بیاں کرتی تھی، آؤ۔ اچھے مِرے بابا"

قریب قریب تیس شعر اس میں کہہ کر باپ کو دکھائے۔ دل بڑھانے کو شفیق باپ نے کہا کہ تمہاری زبان انیس سے کم نہیں ہے۔ غرض بعض ایسے کلمات کہہ کر ان کو ولولہ پیدا کر دیا۔ میرانیس ہر مرثیہ میں جدت کرتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر میر خلیق خود متاثر ہو کر کبھی چہرہ، کبھی رخصت، کبھی رزم کے متعدد بند کہہ کر ان سے مرثیہ مکمل کرواتے تھے۔ برائے نام میرانیس کے پاس بھی اصلاح کے لئے پیش کرتے تھے، مگر باپ کے دل بڑھانے سے اپنے آپ کو بڑے بھائی سے کسی بات میں کم نہ جانتے تھے۔" [۲]

---

[۱] پیمبرانِ سخن صفحہ ۱۸۸ ۔ [۲] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۲۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خلیق اور اُنس

میر انیس اور میر مونس زیادہ تر لکھنؤ میں رہتے تھے۔ ویسے مستقل قیام فیض آباد میں ہی رہتا تھا۔ لیکن میر اُنس زیادہ تر فیض آباد ہی میں رہے۔ میر انیس نے لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کی، اس کے بہت بعد میر اُنس فیض آباد سے لکھنؤ آئے۔ اس لئے فیض آباد کے دورانِ قیام میر اُنس کو میر خلیق سے زیادہ قربت رہی اور میر خلیق کو میر اُنس سے بہت ہی محبت تھی اپنی زندگی کے آخری ایام انھوں نے میر اُنس کے ہی گھر میں گزارے۔ مولانا محمد حسین آزاد نے لکھا ہے :-

"میر خلیق آخر عمر میں خانہ نشین ہو گئے تھے۔ دس دس، پندرہ پندرہ دن اپنے ہر بیٹے (انیس و مونس اور اُنس) کے یہاں رہتے تھے۔ کہیں جاتے آتے نہ تھے۔ پلنگ پر بیٹھے لکھا کرتے تھے کبھی سلام کے کچھ شعر کہے۔ کبھی مرثیے کے کچھ بند نظم کئے اور جو کچھ جس بیٹے کے گھر میں کہا اُسی کے یہاں چھوڑ آئے۔ یہ سرمایہ میر اُنس کے پاس سب سے زیادہ رہا۔ میر اُنس کے یہاں زیادہ رہتے تھے۔ کیونکہ میر اُنس کی بیوی میر خلیق کے آرام و آسائش کا سب سے زیادہ خیال رکھتی تھیں۔"[1]

شاد عظیم آبادی نے بھی یہی لکھا ہے کہ میر خلیق آخر عمر میں میر اُنس کے ساتھ رہے لیکن اُن کا انتقال لکھنؤ میں ہوا خیال ہے کہ جب میر انیس نے فیض آباد سے ترکِ سکونت کی تو اپنے ساتھ میر خلیق کو بھی لے گئے۔

انیس اور اُنس کے اختلافات

دونوں بھائیوں کی آپس کی رنجش کا تذکرہ شاد عظیم آبادی نے بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ انیس اور اُنس میں اختلافات تھے لیکن جس طرح شاد نے بیان کیا ہے وہ انداز مکمل قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ اس قسم کے تمام بیانات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا

---

[1] "آبِ حیات" صہ ۳۵۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۔ کہ کہاں پر شاد غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ ہمارے پاس چونکہ یہ حالات کہیں اور سے حاصل کرنے کے ذرائع نہیں ہیں اس لئے ہر واقعہ کی رد مشکل ہے۔ شاد عظیم آبادی نے لکھا ہے "فیض آباد میں ایک مرثیہ خواں (غلام عباس) تھے جو دوسروں کے مرثیے پڑھتے تھے۔ انھوں نے میر انیس سے ایک بار مرثیہ پڑھنے کو مانگا، میر انیس نے مرثیہ نہیں دیا۔ غلام عباس نے میر انیس سے اختلاف کی بناء پر فیض آباد میں مرزا دبیر کو مجلسیں پڑھنے کے لئے بلوایا۔" میر انیس، غلام عباس کے ساتھ ہی میر انس سے بھی بدگمان ہو گئے۔ بعد باپ کے میر انیس نے میر انس سے میر خلیق کے بعض مرثیے دیکھنے کو مانگے مگر میر انس برابر بہانہ کرتے رہے۔ بقولِ میر مونس کہ باباجان کی عمر بھر کی کمائی منجھلے بھائی کے پاس رہی، ایک پرزہ بھی نہ دیا۔ اس لئے میر انیس کو گمان یہی رہا کہ جو کچھ بھی پڑھتے ہیں غالب حصہ اس میں باباجان کا ہے۔ یوں خانگی باتیں کچھ اور بھی باعثِ رنجش ہوں مگر ظاہرا یہی ہے کہ میر انس سادہ مزاج شخص ضرور تھے۔ اور میر انیس حد سے زیادہ نازک مزاج۔ اپنی سادگی کے سبب سے بھی اور کچھ اس خیال سے بھی کہ ہم میر انیس سے کب کم ہیں، میر انیس کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ بلکہ جیتے جیتے دونوں کے مزاج میں یہ بات جم گئی تھی کہ ایک دوسرے کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس لئے دونوں کے آپس میں ایک طرح کا بعد ہو گیا تھا۔"[1]

میر انیس بڑے بھائی کی حیثیت سے میر انس کو جتنا نظر انداز کرتے ہوں یہ اُن کا حق تھا لیکن میر انس نے ہمیشہ بڑے بھائی کے ادب و احترام میں کمی نہیں کی۔ اور اپنی طرف سے اختلافات دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ شاد کے دوسرے بیان سے اس بات کو تقویت پہنچتی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"میر انیس اور میر انس سے چنداں آمد و رفت و صفائی نہ تھی مگر عیدین میں سویرے سے میر انس و میر مونس، میر انیس کے گھر پہونچ جاتے اور یہ چاروں حضرات میر نفیس سمیت پاکیزہ

---

[1] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۴۲۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لباس پہن کر بڑی متانت سے آگے آگے میر انیس بعد کو میر انس و میر مونس اور میر نفیس خراماں خراماں مسجد تک آتے۔“ [1]

میر انس جب تک فیض آباد میں رہے اس وقت بھی انھوں نے میر انیس سے قطع تعلق نہیں کیا بلکہ پیام و سلام کا سلسلہ تھا، شاد لکھتے ہیں:۔

”میر انس کے شاگرد میرزا ہادی حسن فیض آبادی کہتے تھے کہ، فیض آباد سے لکھنؤ میں میر انس کا کچھ پیام لے کر میر انیس کی خدمت میں گیا تھا۔ رات کے ۹ بجے تھے۔ ایک چراغ جل رہا تھا۔ جب مجھ کو دیکھا تو متوجہ ہو کر فیض آباد کا حال پوچھنے لگے۔ جزئیات تک کو نہ چھوڑا۔“ [2]

میر انیس کی جانب سے بھی اختلافات میں بہت زیادہ شدت نہ تھی۔ میر انس کی مجلسوں میں وہ برابر شرکت کرتے، چھوٹے بھائی کی تعریفیں کرتے۔ اور اپنے پڑھنے کی مجالس انس سے پڑھواتے رہتے تھے۔ حیدرآباد دکن جو میر انس گئے وہ میر انیس کی کوشش سے گئے، بلکہ میر انیس نے اپنی جگہ پر میر انس کو مجلسیں پڑھنے کے لئے حیدرآباد دکن بھیجا تھا۔ بہر حال ان اختلافات کے پس منظر میں کچھ بھی ہو ایک دن ساری زندگی کے گلے شکوے ختم ہو گئے۔ اور میر انیس نے مرنے سے چند دن پہلے اپنے چھوٹے بھائی کو گلے لگا لیا اور دنیا پر ثابت ہو گیا کہ وہ میر انس سے ناراض، دنیا سے نہیں گئے۔ اسکا ثبوت میر انس کے خطوط سے ملتا ہے۔ جو انھوں نے حکیم سید علی کو لکھے تھے:۔

از خطوط میر مہر علی انس، بہ نام حکیم سید علی۔

رمضان ۱۲۹۱ھ

”میر ببر علی صاحب، رجب کے مہینے سے بہت علیل ہیں میں نے انکی عیادت کیلئے جانے کا قصد کیا تو فرمایا کہ اگر وہ آئیں گے تو میں اپنے چھریاں ماروں گا اور اگر جنازے پر آئیں تو

---

[1] ہمیران سخن صفحہ ۱۹۶ ۔ [2] ہمیران سخن صفحہ ۲۰۰ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جب تک وہ جانہ لیں جنازہ نہ اُٹھانا، چاہے تین دن گزر جائیں۔ اسی طرح کے اور بہت سے کلمات کہلا بھیجے ہیں۔ میں ابھی تک نہیں گیا۔ مگر میرا دِل نہیں مانتا، جسطرح ہوگا جاؤں گا۔" [1]

شوّال ۱۲۹۱ھ

"رمضان بھر میں صوم کی وجہ سے دِن بھر اپنے حال میں گرفتار رہتا تھا۔ نصف شب کو بھائی صاحب کے لئے دعائیں پڑھ پڑھ کر دُعا مانگا کرتا تھا۔ میں نے میر نواب (مونس) سے جب کبھی ان کی عیادت کو جانے کا ذکر کیا تو انھوں نے یہی کہا کہ خدا کے واسطے آپ نہ جایئے، کیونکہ انھوں نے اپنے لڑکوں کو وصیت کردی ہے کہ میر مہر علی کو میرے جنازے پر نہ آنے دینا۔ یہ سُن کر میں چُپ ہو رہتا تھا۔ عید کے دِن میر نواب (مونس) سے معلوم ہوا کہ آج غشی بہت ہے، آنکھ نہیں کھولتے ہیں اور پاؤں کا وَرم بہت بڑھ گیا ہے۔

"یہ سُن کر ضبط کی تاب نہ رہی، میں چیخیں مار کر رونے لگا۔ قریب شام میں ان کے یہاں پہنچا۔ کچھ دیر دیوان خانے میں بیٹھا رہا۔ مجھ کو دیکھ کر میر خورشید علی (نفیس) اور عسکری (رئیس) سہم گئے۔ مگر میں بغیر بھائی صاحب کو اطّلاع کئے ہوئے پردہ کروا کر اندر گیا۔ تینوں لڑکے خوف کے مارے دوسرے دالان میں چُھپ گئے اور میری بہنیں بھی ڈر کے مارے ہٹ گئیں۔ میں ان کے پلنگ کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں۔ میں نے سرہانے بیٹھ کر مُنھ پر مُنھ رکھ کر بے تابانہ کچھ باتیں کیں۔ میری آواز پہچان کر خود بھی روئے اور مجھے تسلّی دی۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی بیماری کا سارا حال بیان کیا۔ دس بجے رات تک رہا، اُس دن سے روزانہ سہ پہر کو جاتا ہوں اور دس بجے رات کو واپس آتا ہوں۔" [2]

ابتدائی مجلسیں

"میر اُنس نے مرثیہ پڑھنے کی ابتدا فیض آباد ہی میں کی۔ پہلی مجلس انھوں نے کب پڑھی، اس سلسلے میں کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ ہوسکتا ہے

---

[1] اُنیسیات ص۹۸ - [2] اُنیسیات ص۹۹ -

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر انیس کی طرح یہ بھی میر خلیق کی پیش خوانی کرتے ہوں۔ شاد عظیم آبادی نے میر مونس کی ابتدائی مجلسوں کا تذکرہ کیا ہے کہ انھوں نے فیض آباد کے ایک شاہزادہ مرزا جو کے یہاں کی مجلسوں سے مرثیہ خوانی کی ابتدا کی، وہ لکھتے ہیں:۔

"غلام عباس مرثیہ خواں ایک شخص فیض آباد میں تھے۔ خلیق اپنے مرثیے اکثر ان سے پڑھواتے تھے۔ ایک دن غلام عباس، میر خلیق کو دیکھنے آئے۔ میر خلیق نے ان سے کہا کہ میر مونس کو بھی ایک دو سرکاروں میں مقرر کروا دو۔ میر مونس کا ایک مرثیہ بھی غلام عباس کو دیکھنے کے لئے دے دیا۔ غلام عباس نے شاہزادہ مرزا جو کے یہاں کی ایک مجلس میں میر مونس کا مرثیہ پڑھا اور سفارش کردی۔ ایک سو روپیہ سالانہ میر مونس کا وہاں مقرر ہو گیا۔" [۱]

لکھنؤ میں مستقل سکونت

میر انیس لکھنؤ چلے آئے، اور مختلف محلوں میں مکان لے کر رہے، میر مونس بھی میر انیس کے ساتھ رہتے تھے۔ میر انیس نے لکھنؤ میں مستقل سکونت عہد امجد علی شاہ میں اختیار کی تھی۔ میر انیس کے قیام لکھنؤ کے بعد میر مونس بھی لکھنؤ آگئے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

"خدا جانے میر خلیق نے اپنے زمانے میں کس محلہ میں گھر مول لیا تھا اور چاہتے تھے کہ لکھنؤ ہی میں بود و باش اختیار کریں۔ بعد کو میر مونس بھی لکھنؤ چلے آئے اور ہمیشہ میر انیس سے الگ محلہ میں رہے۔" [۲]

مہذب لکھنوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ میر مونس لکھنؤ آنے کے بعد باورچی ٹولہ میں مکان لے کر سکون پذیر ہوئے اور تا حیات لکھنؤ کے اسی محلہ میں رہے۔

سفر حیدر آباد دکن

حیدر آباد دکن کے رئیس میر علی حسین خاں تہور جنگ کے بلاوے پر میر مونس مسلسل سترہ برس تک مجلسیں پڑھنے حیدر آباد دکن جاتے رہے۔

---

[۱] ہمیران سخن صفحہ ۱۸۹۔ [۲] ہمیران سخن صفحہ ۱۹۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۲۸۹ھ / م ۱۸۷۲ء سے ۱۳۰۵ھ / م ۱۸۸۷ء تک ہر سال میر اُنس پابندی سے وہاں جاتے تھے وہاں کے نوابین، میر اُنس کی بہت قدر کرتے تھے۔ میر اُنس نے تہوّر جنگ کی تعریف میں ایک "قطعہ" بھی کہا ہے:-

حیدر آباد دکن سے لکھنؤ، فاصلہ ہے سینکڑوں فرسنگ کا

کب انیس و اُنس آئے تھے یہاں، فیض ہے یہ سب تہوّر جنگ کا

۱۸۷۱ء میں حیدر آباد کے رئیس تہوّر جنگ نے میر انیس کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی۔ میر انیس نے تہوّر جنگ کی دعوت قبول کر لی اور وہاں متعدد مجلسیں پڑھیں۔ ڈاکٹر رشید موسوی نے لکھا ہے۔

"تہوّر جنگ نے دوسرے سال یعنی ۱۸۷۲ء میں میر انیس کو اپنے یہاں محرّم میں مرثیہ خوانی کے لئے مدعو کیا لیکن میر انیس نے اپنی کبر سنی اور سفر کی تکالیف کا عذر کیا، اور خود آنے کے بجائے یہ لکھا کہ اپنے فرزند خورشید علی نفیس کو بھجوائیں گے۔ اس پر تہوّر جنگ نے نفیس کے نام دعوت نامہ بھیجا۔ جب تہوّر جنگ کا دعوت نامہ نفیس کے نام لکھنؤ پہنچا تو میر انیس کے بھائی اُنس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ حیدر آباد آئیں۔ چنانچہ اُنس کی خواہش پر انیس نے نفیس کی بجائے انھیں حیدر آباد بھیجا۔ [1]

حیدر آباد میں بحیثیت مرثیہ گو میر اُنس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ بڑے بڑے لوگ ان کے کلام کے گرویدہ ہو گئے۔ ڈاکٹر رشید موسوی نے اس سلسلے میں لکھا ہے کہ:-

"پہلی دفعہ ۱۸۷۲ء میں حیدر آباد آنے کے بعد اُنس کا رنگ محفلوں میں ایسا جما کہ مسلسل چودہ برس تک وہ تہوّر جنگ کے یہاں عشرۂ محرّم میں مرثیہ خوانی کے لئے مدعو کئے جاتے رہے۔ دکن میں اُنس کی قدر و منزلت کا یہ حال تھا کہ حیدر آباد کے کئی شیعہ اُمراء ان کے شاگرد ہو گئے جن میں بہرام الدّولہ اور ضیغم جنگ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان دونوں اُمیروں کے تعلّقات

---

[1] دکن میں مرثیہ اور عزاداری صفحہ ۱۵۰۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انیس سے اتنے بڑھے کہ انھوں نے تہوّر جنگ سے اجازت لے کر انیس سے اپنے یہاں مرثیے پڑھوائے۔[51]

بہرام الدولہ اور ضیغم جنگ کے علاوہ، امجد علی اشہری کے بیان سے ہم کو اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ عماد الملک سید حسین بلگرامی کے یہاں بھی میر انیس نے مرثیے پڑھے تھے۔[52]

صاحبِ "تذکرۂ ذاکرین" نے میر انیس کی ایک اور مجلس کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یہ مجلس میر انیس نے نواب خانخاناں بہادر کے یہاں پڑھی تھی۔ اس مجلس کے متعلق وہ ایک واقعہ بھی تحریر کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ نواب خانخاناں بہادر کے یہاں کی ایک بہت بڑی مجلس میں میر انیس اپنا نیا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ حیدر آباد کے ایک مرثیہ خواں (جمال خاں) بھی اس مجلس میں شریک تھے۔ تمام مرثیہ من وعن سُن کر یاد کر لیا اور اپنے پڑھنے کے موافق منتخب کر لیا۔ نواب موصوف ہر پنجشنبہ کو مجلس کرتے تھے اور مختلف ذاکرین ان مجالس میں پڑھتے تھے۔ ایک پنجشنبہ کو جمال خاں کے پڑھنے کی مجلس تھی۔ نواب خانخاناں بہادر نے اس مجلس میں میر انیس کو بھی مدعو کیا کہ ہمارے یہاں (حیدر آباد) کے مرثیہ خواں کی ذاکری بھی سُنیئے۔ بہرحال کئی ذاکروں نے مجلس میں ذاکری کی بعد ان کے جمال خاں کی باری آئی۔ یہ تکیے پر بیٹھتے ہی میر انیس کا نیا مرثیہ پڑھنے لگے۔ میر انیس کو حیرت ہوئی کہ یہ مرثیہ میں نے ایک دفعہ لکھنؤ میں پڑھا۔ دوسری مرتبہ حیدر آباد میں۔ ان کے پاس کہاں سے آیا۔ آخر کار دریافت کیا کہ یہ مرثیہ تمہارے پاس کیسے آیا؟ جواب دیا کہ "حضور نے پڑھا تھا میں نے سُن کر یاد کر لیا۔ میر انیس کو بہت تعجب ہوا اور بولے کہ عجیب خداداد حافظہ ہے پھر اپنے پاس بلا کر بڑی تعریف کی۔ اور نواب خانخاناں بہادر سے فرمایا "ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔"[53]

حیدر آباد دکن میں میر انیس کے گھر کی خواتین بھی مجلسیں پڑھتی تھیں بابو صاحب فائق کے صاحبزادے نے ایک بار مجھ سے بیان کیا کہ میر انیس کی اہلیہ اور صاحبزادی نے دکن میں مرثیے پڑھے اور خواتین میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ اس کی تصدیق صاحبِ "تذکرہ ذاکرین"

---

[51] دکن میں مرثیہ اور عزاداری ص۱۵۱۔ [52] حیاتِ انیس ص۳۸۔ [53] تذکرۂ ذاکرین ص۸۹۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے بیان سے بھی ہوتی ہے، وہ تحریر کرتے ہیں :-

"محل نواب مکرم الدولہ کے یہاں عابد علی خاں لکھنوی سوزخواں کی دو بہنیں سوزخوانی کرتی تھیں۔ پھر ایک زمانے تک میر اُنس کی صاحبزادی منجھلی بیگم صاحبہ آئیں اور کئی سال تک مجالس پڑھتی رہیں۔ ان کی مجلسوں میں ہزاروں عورتیں آتیں اور خوب مجمع ہوتا تھا، اور انھوں نے بڑی اچھی مجلسیں پڑھیں"۔[1]

عظیم آباد کا سفر

میر مونس نے سب سے پہلے عظیم آباد جا کر مجلسیں پڑھیں۔ مونس کے بعد میر انیس بھی گئے۔ عظیم آباد کے لوگ خاندان میر انیس کے شعراء کے کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ برسوں اس خاندان کے شعرا باری باری عظیم آباد جاتے رہے۔ میر اُنس بھی عظیم آباد مجلسیں پڑھنے کے لئے مدعو کئے گئے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔

"ایک سال محرم میں تینوں بھائی یعنی میر انیس، میر اُنس اور میر مونس عظیم آباد تشریف لائے اور ایک ہی مجلس میں تینوں بھائی باری باری پڑھے"۔[2]

میر اُنس جب مرثیہ پڑھتے تو میر انیس برابر تعریفی جملے کہتے رہتے شاد کا بیان ہو کہ میر اُنس کا پڑھنا سن کر خیال ہوتا کہ آج انھوں نے میر انیس کی ذاکری پھیکی کر دی۔ میر انیس سے جب پڑھنے کو کہا جاتا تو کہتے کہ "میر مونس اور میر اُنس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہے۔ اب صاحبو مجھ پر اصرار فضول ہے" لیکن جب منبر پر جا کر میر انیس پہلا ہی مصرع ادا کرتے تو مجلس میں ایک جوش آجاتا تھا۔ میر مونس منبر کے پاس کھڑے ہوئے برابر مگس رانی کرتے اور لوٹے جاتے تھے۔ میر اُنس منبر سے ملے ہوئے اکثر مصرعوں پر میر انیس کے قدموں پر جھک کے سر رکھ دیتے تھے۔ اور پاؤں کو آنکھوں سے لگا لیتے، یہ سب کچھ تھا مگر تیسری، چوتھی تاریخ کے بعد خدا جانے کیا بل پڑا کہ میر مونس کی صلاح سے نواب بہادر نے میر اُنس کے پڑھنے کی مجلس

[1] تذکرۂ ذاکرین صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸ [2] ہمیران سخن ص ۲۱۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پانچ بجے شام کو سیّد قاسم علی خاں کے زنانے مکان میں قرار دی۔ وہاں شاید میر انیس ایکدفعہ اور میر مونس برابر شریک ہوتے تھے۔ وہ مجلسیں بھی عمدہ ہوئیں۔" ١ ؎

نواب سیّد قاسم علی خاں کو بھی سلام کہنے کا جوش آیا تو نواب بہادر کی اعانت سے دو تین سلام میر انیس کے سامنے خمسہ کرنے اور مجلس میں پڑھنے کی فرمائش کی۔ میر انیس نے ... کریں اور دوسرے کے کلام کو منبر پر پڑھیں، یہ کہاں! کہنے لگے کہ مجھ کو تو مصرع لگانے کا سلیقہ ہی نہیں ہے، ہاں میر مہر علی اُنس اس میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ یہ کہہ کر میر اُنس کے سامنے دیا کہ بھئی میر مہر علی تم اس پر خمسہ کرو۔ میر اُنس نے تین چار سلاموں پر خمسہ بھی کیا اور پڑھا بھی۔ ٢ ؎

شادؔ کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عظیم آباد میں میر اُنس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور مجالس میں انکا رنگ خوب جما، وہ لکھتے ہیں:۔ "یہاں کی مجلسوں کا نذرانہ میر اُنس کو اٹھارہ سو روپے دیا گیا۔" ٣ ؎

بنارس کی ایک مجلس

بنارس میں میر انیس کے بڑے مدّاح تھے۔ پھر یہ کہ میر مونس کی شادی بھی بنارس میں ہوئی تھی۔ میر اُنس کے بعض خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم سیّد علی، میر انیس کے بہت عقیدت مند تھے۔ میر اُنس اور حکیم سیّد علی سے برابر خط و کتابت رہتی تھی۔ بہرحال بنارس کے قدردانوں کی خواہش پر ایک مرتبہ میر انیس، پٹنہ سے واپسی میں مجلس پڑھنے کے لئے بنارس میں مقیم ہوئے، امیر احمد علوی لکھتے ہیں:۔

"یہ مجلس قاضی میر یار علی کے امام باڑے واقع "تلیانالے" میں منعقد ہوئی تھی اسوقت میر انیس، میر اُنس، میر مونس، میر نفیس، میر وحید، پانچوں حضرات رونقِ محفل تھے۔ پہلے میر وحید نے پیش خوانی کی پھر نفیس پڑھے۔ ان کے بعد میر مونس اور میر اُنس یکے بعد دیگرے منبر پر تشریف لے گئے۔ میر اُنس برابر کے بھائی تھے انھوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، مرثیہ نے خوب رنگ

---

١ ؎ پیمبرانِ سخن ص ٢١٧ ۔ ٢ ؎ پیمبرانِ سخن ص ٢١٧ ۔ ٣ ؎ پیمبرانِ سخن ص ٢١٨ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دیا۔ اور گریہ بے حد ہوا۔ جب میر انیسؔ سے صاحبِ خانہ نے درخواست کی، میر انیسؔ نے فرمایا کہ مآلِ مجلس ہو چکا، میر انسؔ ماشاء اللہ خوب پڑھے اب میری کوئی ضرورت نہیں۔" سلہ

امیر احمد علوی لکھتے ہیں:۔ میر انسؔ کے مرثیہ پڑھنے کے بعد میر انیسؔ نے نصف گھنٹے کا وقفہ دے کر پھر مجلس پڑھی۔

امروہہ کی ایک مجلس

"تاریخ امروہہ" میں سید اکبر حسین رضوی نے میر انسؔ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے جو امروہہ میں ہوئی تھی۔ یہ کتاب فارسی میں ہے مختصر ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

"........ ماہِ صفر ۱۲۹۹ھ کی مجلسوں میں موجود نہ تھا۔ امروہہ پہونچ کر راقم مجید ان نے سنا کہ مملکت کلام کے انصرام دینے والے اور وہ مرثیے جو کلامِ معجز سمجھے جاتے ہیں، انکو موتیوں کی طرح منسلک کرنے والے مصائبِ سبطِ رسولؐ میں آسمانِ فصاحت کے چمکتے ہوئے آفتاب اور فصاحت و بلاغت کے گوہرِ یکتا، مہر علی جن کا تخلص انسؔ ہے معہ اپنے فرزند کے جن کی شیرین بیانی مشہور اور استعارات و کنایات کے معدن کے جوہر ہیں، نام سید ہادی اور تخلص وحید ہے، انکو ایک ہزار روپیہ نذرانہ پر مدعو کیا گیا، اور دونوں ذاکروں نے گریہ خیز اشعار سے سامعین کے دامنِ امید کو بھر دیا اور کشتِ عمل کو آنسوؤں کی آبیاری سے سرسبز کیا۔ لوگ دور دور سے شریک ہوئے اور پورا مجمع صدائے احسنت سے گونج رہا تھا۔ ایک عرصہ کے بعد استخارہ دیکھ کر کاروائی اخبارات میں شائع ہوئی۔" سلہ

میر انسؔ جونپور میں

شیخ ممتاز حسین جونپوری نے پرانے زمانے کی چند تاریخی مجلسوں کے عنوان سے "ماہنامہ روشنی لکھنؤ محرم نمبر" میں میر انسؔ کی دو مجلسوں کا حال تحریر کیا ہے۔ یہ دونوں مجلسیں جونپور میں منعقد ہوئی تھیں وہ لکھتے ہیں:۔

سلہ یادگارِ انیسؔ صفحہ ۱۰۲۔ سلہ تاریخ امروہہ (قلمی) صفحہ ۹۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"میر انس میر انیس کے منجھلے بھائی اور وحید مرحوم جیسے باکمال شاعر کے باپ تھے قریب ۹۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ وحید کے جوان مرنے کا اُن کو بڑا صدمہ ہوا۔ آنکھوں کی روشنی کم ہوگئی تھی۔ جونپور میں مفتی محلہ کی مجلسوں میں ہر سال اپنے بچپن میں اُن کو سُنا کرتا تھا۔ ایک صفحہ پر ایک بند لکھا ہوتا تھا۔ آتشی شیشے کی عینک سے پڑھتے تھے۔ اُن کے بین پڑھنے کی تعریف خود میر انیس نے کی ہے، جس سال میر وحید جوان مرے اُس سال جونپور کی ایک مجلس میں منبر پر جاکر میر انس، وحید کا ایک سلام خود پڑھنے سے پہلے یہ کہہ کر تھوڑی دیر چپ ہو گئے کہ یہ ایک مرنے والے جوان کا سلام ہے۔ اس کے بعد خاموشی پر اتنا گریہ ہوا کہ گویا پوری مجلس ہوگئی۔ پھر ٹھہر کر یہ سلام پڑھا جس کے چند شعر یہ ہیں:۔

گھر لُٹایا شاہؑ نے وعدہ وفا ایسا تو ہو	دے دیا سجدے میں سر عشقِ خدا ایسا تو ہو
بیڑیاں عابدؑ نے پہنیں تا ہو اُمت رُستگار	خلق میں پابندِ تسلیم و رضا ایسا تو ہو

بیں لے گرد و لِ جو پیسے ہے وحید زار کو
چشمِ بد بیں میں یہ کھٹکے سرمہ سا ایسا تو ہو

میر انس کی دوسری مجلس کا حال اس طرح لکھتے ہیں:۔

"بارش کا موسم ہے جون پور میں شامیانے کے نیچے منبر رکھا ہے سامنے ایک ٹین کے سائبان پر بوندیں پڑنے سے ایک بلا کا شور ہے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی لوگ پانی کے خوف سے کُنمنا رہے ہیں۔ میر انس نے فرمایا کہ مرثیے کو چھتری سے بچا لیا جائے اور سب حضرات یوں ہی بیٹھے رہیں، محو رکھنے کا اُس وقت کا سماں کبھی بھول نہیں سکتا اس پڑھنے میں میر انس کی آواز ٹین پر بارش کی بوندوں کی پڑ پڑ آواز کو دباتی اسطرح بلند ہوتی تھی کہ یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ کہیں بوندیں پڑ رہی ہیں۔ پھر اس وقت کا سماں قابلِ دید تھا جب پانی جا بجا شامیانے اور اولتی سے بہہ کر سامعین کو چھوتا ہوا جاتا تھا انس کے بین کے سُننے میں یہ خیال بھی نہ ہوا کہ بارش کا پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جارہا ہے۔ اس وقت جناب انیسؔ مرحوم کے قول کی تصدیق ہورہی تھی کہ مرثیہ خصوصاً بین پڑھنا میر انسؔ کا حصّہ ہے۔

سفرِ عراق

میر انسؔ کو کربلائے مُعلّیٰ جانے کی بڑی تمنا تھی۔ انھوں نے اکثر سلاموں اور مرثیوں میں دُعا کی ہے۔ سلام کے مقطع میں کہتے ہیں:-

انتظار اب تو بہت اے شہِ ذیشاں کھینچا ؏ اُنسؔ کو روضۂ پُر نور پہ بُلواؤ گے کب

ایک سلام میں اس طرح اظہارِ تمنّا کرتے ہیں:-

حسرت ہے کہ میں بھی صفِ زوّار میں ہوں اُنسؔ
مشغولِ دُعا روضۂ سرورؑ کے برابر

میر اُنسؔ کو روضۂ امام حسینؑ پر مرثیہ پڑھنے کی آرزو ہے۔ "جب خیمۂ امامِؑ دو عالم بپا ہوا" اس مرثیے کے مقطع میں کہتے ہیں:-

اے اُنسؔ بس یہ گریہ وزاری کا ہے محل ؏ واللہ ہر عمل سے ہے بہتر یہی عمل
حیرت کا ہے مقام جو فرصت نہ دے اجل ؏ حُبِّ وطن کو چھوڑ بس اب کربلا کو چل
پیری کا یاں مزا نہ جوانی کا لُطف ہے
روضے پہ شہؑ کے مرثیہ خوانی کا لُطف ہے

میر اُنسؔ کو آخر عمر میں بہت زیادہ بے تابی تھی کہ وہ کسی طرح کربلا پہونچ جائیں۔ اپنے معرکۃ الآرا مرثیے "حشر کی صبح ہے عاشورِ محرّم کی سحر" میں کہتے ہیں:-

اُنسؔ خاموش کہ بیکار ہے اب طولِ سخن ؏ عرض کر سبطِ نبیؐ سے یہ بصد رنج و محن
آفتِ تازہ ہے ہر وقت تہِ چرخِ کہن ؏ ہند اب رہنے کے قابل نہیں یا شاہِ زمن
واسطہ حُرؑ کا نہ اب دیر لگاؤ آقا
اپنے مدّاح کو روضے پہ بُلاؤ آقا

میر اُنسؔ کی دُعائیں قبول ہوئیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"۱۲۹۶ھ/م ۱۸۷۹ء میں وہ عتبات عالیات کی زیارت کی غرض سے عراق گئے اور زیارت سے مشرف ہو کر لکھنؤ واپس آئے۔" [1]

ایک سلام میں کہتے ہیں:- روضۂ شاہ کو جس شخص نے دیکھا اے اُنس

جیتے جی گلشنِ فردوس میں وہ جا پہونچا

صدمات

میر انیس اور میر مونس کے انتقال کے بعد میر اُنس تقریباً ۱۹ برس حیات رہے بھائیوں کا مرنا پھر وحید جیسے لائق فرزند کا غم آخر عمر میں یہ صدمہ بھی میر اُنس نے اُٹھایا۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"میر اُنس نے صدمات بے حد اُٹھائے۔ جوان جوان بیٹے آنکھوں کے سامنے مر گئے۔ عمر بھی بڑی پائی اس لئے آخیر عمر میں تکلیف بہت اُٹھائی۔ ایک ہشیار اور پرورش کنندۂ خاندان رشید بیٹے میر وحید پر بھروسا زندگی کا تھا وہ بھی آنکھوں کے سامنے مر گیا۔ بڑھاپا، بینائی کی کمی کیا بلکہ گویا باقی نہیں معیشت کی بالکل تنگی، جو اُمرا اُن کے قدردان تھے باقی نہ رہے۔ میر وحید سال میں قریب ۲ ہزار کے پیدا کر لیتے تھے۔ اب کون رہا ہائے زمانے۔ جو میر اُنس بلانے پر بھی غیر شہر میں بہ مشکل جاتے تھے اُسی حالت میں خود چند جگہ جانا اور وصلی کے موٹے موٹے حروف کا لکھا ہوا کلام دوسروں کی مدد سے بھی نہ پڑھ سکنا، ان لوگوں کو سخت متاثر کر دیتا تھا جنھوں نے ان کو عروج کے وقت برابر دیکھا۔" [2]

میر اُنس کو میر انیس کی وفات سے بہت صدمہ پہونچا۔ انھوں نے ایک مرثیے میں اپنے دونوں بھائیوں کی وفات کا ذکر بڑے دردناک انداز میں کیا ہے:-

دو بھائیوں کے سوزِ الم سے جگر کباب	تارِ نفس کو مثلِ رگِ خامہ پیچ و تاب
دنیا نگاہ میں ہے پریشاں بسانِ خواب	آنکھیں نہیں ہیں چشمۂ غم کے ہیں دو حباب

---

[1] ریحانِ حسنم جلد ۲ ص ۲۷۹۔ [2] پیمبرانِ سخن ص ۲۲۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تصویر درد کی ہے دل مضمحل نہیں
پہلو میں سوزِ غم کا پھپھولا ہے، دل نہیں

دل صبح و شام صدمۂ رنج و محن میں ہے ۔ ہے سُست بند بند تو رعشہ بدن میں ہے
بُلبُل قفس میں ہے کہ زباں اس دہن میں ہے ۔ مجلس میں ہوں کہ شمعِ سحر انجمن میں ہے

منبر پہ ضعف اُٹھنے کا دعویٰ غلط ہے اب
سب زور و شور ہو چکا ہمت فقط ہے اب[1]

شاد لکھتے ہیں۔ ”میر انیس چھوٹے بھائی کے مرنے سے بالکل بے دست و پا ہو گئے تھے۔ محبت دونوں میں بے حد تھی۔ میر مونس کے چہلم کی مجلس میں میر انیس نے ایک رُباعی بھی پڑھی تھی۔ اس کے دو آخر کے مصرعے یہ ہیں۔[2]

اے شیرِ خدا، دستِ خدا، ادرِکنی
دونوں بازو غلام کے ٹوٹ گئے *

وفات

میر انیس نے تقریباً ۸۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۶ محرم ۱۳۱۰ھ/م ۳۱ جولائی ۱۸۹۲ء بروز یکشنبہ بمقام مسکونہ باورچی ٹولہ لکھنؤ میں انتقال کیا۔

”ریحانِ غم“ جلد ۲ میں میر انیس کی تاریخ وفات کے ساتھ ہی قطعات تاریخ بھی درج ہیں۔ مندرجہ ذیل قطعات قابل ذکر ہیں:-

حکیم میر ضامن علی جلال لکھنوی

جہاں سے مہر علی انیس سا جو مرثیہ گو ۔ روانہ خلدِ بریں کے چمن کو آہ ہُوا
کہا جلال نے مصرعِ سنینِ رحلت کا ۔ زوالِ مہرِ سپہرِ زمن کو آہ ہوا

(۱۳۱۰ھ)

---

[1] ریحانِ غم جلد دوم ص ۱۱ ۔ [2] ہمعصرانِ سخن ص ۲۴۵ ۔ * ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں، یہ رُباعی کا وزن نہیں ہے۔ دوسرے مصرعے میں بھی کچھ تحریف ہو گئی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سیّد ذاکر حسین یاسؔ لکھنوی

انیسؔ در ماہِ عزا روزِ ششم مرد اے وائے
بود آں مرثیہ خوانِ جگر و جانِ نبیؐ

گفت ہاتف پئے تاریخِ وفاتش از یاسؔ
بہ جناں کرد سفر بلبلِ بستانِ نبیؐ

سنہ ۱۳۱۰ھ

نواب سیّد سرفراز علیخاں ضیغم جنگ (شاگردِ انیسؔ)

سیّدِ پاک انیسؔ مہرِ علی
ہر دو چشمش ز دید حیف نہفت

آیۂ کل علیہا فان
ببساطِ فنا بخواند و بخفت

اعلم الناس، افصح الفصحاء
خارِ عیب از زمینِ شعر برفت

از پئے نظم مدح آلِ رسول
لولوئے شاہوارِ مضموں سفت

سالِ فوتش بہ سرفراز، سروش
ز جہاں انیسؔ رفت جنّت گفت

سنہ ۱۳۱۰ھ

(ایضاً)

در نظرم گشت زمانہ سیاہ
مہرِ علی زیرِ زمیں ہائے ہائے

سالِ وفاتش دِلم اے سرفراز
گفت بفردوس بریں ہائے ہائے

سنہ ۱۳۱۰ھ

(ایضاً)

صد حیف رفت مہرِ علی انیسؔ از جہاں
مدّاحِ بوترابؑ نہاں شد میانِ خاک

تاریخِ رحلتش سر اندوہ کردہ خم
بنوشت کلکِ ذاکرِ سبطِ رسولِ پاک

سنہ ۱۳۱۰ھ

نواب محمد زکی علی خاں زکیؔ (رئیسِ لکھنؤ)

ملک انکو گیا تھا نظم کا۔ بل
تھا نقدِ سخن عیار کا مل

ہر مرثیہ پر پھڑک گیا دِل
گلزارِ جناں کے تھے عنادِل

افسوس انیسؔ و انسؔ و مونسؔ
کامل، عاقل ہر ایک قابل

تھے فخرِ خلیق و خلق و مخلوق
باوجہ حسن حسین کامل

سحبان و فرزدق اور حسّان
یہ دعبل و محتشم تھے مقبل

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خوش گو، خوش خو، ہر ایک خوش رو | ہر ایک امین رفیع باذل
سب ذاکرِ اہلِ بیتِ سادات | ہر وقت درود میں ہیں شامل
زیبائشِ سدرہ زیبِ منبر | تھا پایہ قربِ خاص حاصل
پہلے تو گئے انیس و مونس | اب انس نے ختم کی یہ محفل
یکشنبہ ششم مہِ محرم | محزون غمِ انس میں ہوا دل
تھا مہرِ علی کا داغ روشن | حبِّ حسنین میں جلا دل
خالی ہوا انس سے زمانہ | تربت میں گئے بسائی منزل
عشرے میں الم یہ مرثیہ ہے | ہے رقت بین بین حاصل
ممدوح کے غم میں جان نکلی | ہو بحر میں نہر جیسے شامل
مقبول تمام ہے ریاضت | یہ فرع ہوئی باصل واصل
خوش فکر ندیم، سالِ غم ہے ۱۳۱۰ھ | دربارِ حسین کے تھے قابل

لکھا ہے زکی نے پھر معمّا!

خوش فکر ہوئے جناں میں داخل ـــــ ۱۳۱۰ھ

منشی ملک محمود گہر (از ریاست بیکن پلی)

سرِ شاعراں انس مہرِ علی | بہ اوجِ سخن ہم چو خورشید تافت
مضامین تازہ زِ بحرِ کلام | بحسنِ حسین و نزاکت شگافت
بصد طرزِ نو، زلفِ لیلائے نظم | بہ ترکیب و تزئین و ترصیع بافت
پئے مدحتِ پنجتن در جناں | بصد شوق لبیک گویاں شتافت

گہر گفت تاریخش از روئے آہ

بہ مہرِ علی انس فردوس یافت ـــــ ۱۳۱۰ھ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

منشی عبد الکریم (از بیگن پلی)

بہ مہر علی انسؔ رفتہ بہ جنت
بماند بہ خلدِ بریں شاد دائم
سنش صبر بدل شدہ گفت دل غم
مقامش بہشتِ بریں باد دائم ۔ ۱۳۱۰ھ

میر انسؔ کی قبر

مقبرۂ حکیم مہدی کے ایک حجرے میں میر انسؔ اور میر وحید کی قبریں ہیں۔ یہ مقبرہ گول دروازہ سے امین آباد جانے والے راستے پر سلطان المدارس کے نزدیک بلند کرسی اور وسیع احاطہ کے ساتھ تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ محلّہ بنہرہ کے نام سے مشہور ہے۔ میر انسؔ مقبرۂ میر انیسؔ میں کیوں دفن نہ کیے گئے، اس سلسلے میں شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"راقم نے میر نفیسؔ سے شکایت کی کہ اگر میر انیسؔ اور میر مونسؔ زندہ ہوتے تو کبھی یہ نہ ہوتا کہ میر انسؔ دوسری جگہ مدفون کیے جاتے۔ میر نفیسؔ نے کہا کہ میں نے تو بڑی کوشش کی کہ منجھلے چچا اپنے بھائی کے پاس مدفون ہوں مگر انکے ورثاء نے نہ مانا، میں کیا کروں۔" [۱]

اولاد

میر انسؔ کے کتنے فرزند تھے؟ اس سلسلے میں متضاد بیانات ملتے ہیں، چنانچہ لالہ سری رام نے میرزا تعشقؔ کو بھی میر انسؔ کی فرزندی میں شامل کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"ان کے بیٹے میر وحیدؔ و میر تعشقؔ خوش فکر و شیریں زباں شاعر گزرے ہیں۔" [۲]

یہ غلط فہمی دراصل میر انسؔ کے تخلص کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میرزا تعشقؔ کے والد کا تخلص بھی انسؔ تھا لیکن وہ "میرزا، انسؔ" تھے۔ لالہ سری رام نے صرف وحیدؔ کا نام میر انسؔ کی اولاد میں درست لکھا ہے۔ مہذبؔ لکھنوی لکھتے ہیں :۔

میر انسؔ نے تین صاحبزادے دنیا میں چھوڑے۔ (۱) میر ہادی وحیدؔ (۲) جناب نقی صاحب (۳) جناب تقی صاحب۔ میر وحیدؔ دنیا سے لاولد گئے۔ جناب تقی کے صاحبزادے

---

[۱] پیمبرانِ سخن ص ۲۴۵ ۔ [۲] خمخانۂ جاوید جلد اول ص ۲۶۶ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

محمد عابد، ان کے صاحبزادے سلطان صاحب فریدؔ ہیں"۔ ۱؎

مُہذّب لکھنوی نے یہ تفصیل سلطان صاحب فریدؔ کی حیات میں لکھی تھی اس لئے ان کے بیان کو مستند سمجھا جاسکتا ہے۔

سیّد محمد عباس خاندان میر اَنیسؔ کی ایک فرد تھے انھوں نے خاندان اَنیسؔ کے شعراء کا تذکرہ بھی لکھا تھا ان کے ہاتھ کا تحریر کیا ہوا ایک شجرۂ خاندانِ اَنیسؔ، میر عارفؔ کے فرزند یوسف حسین صاحب کے پاس دیکھنے کا اِتّفاق ہوا۔ اس میں میر اُنسؔ کی اَولاد کے نام مندرجہ ذیل ترتیب سے دَرج ہیں :۔
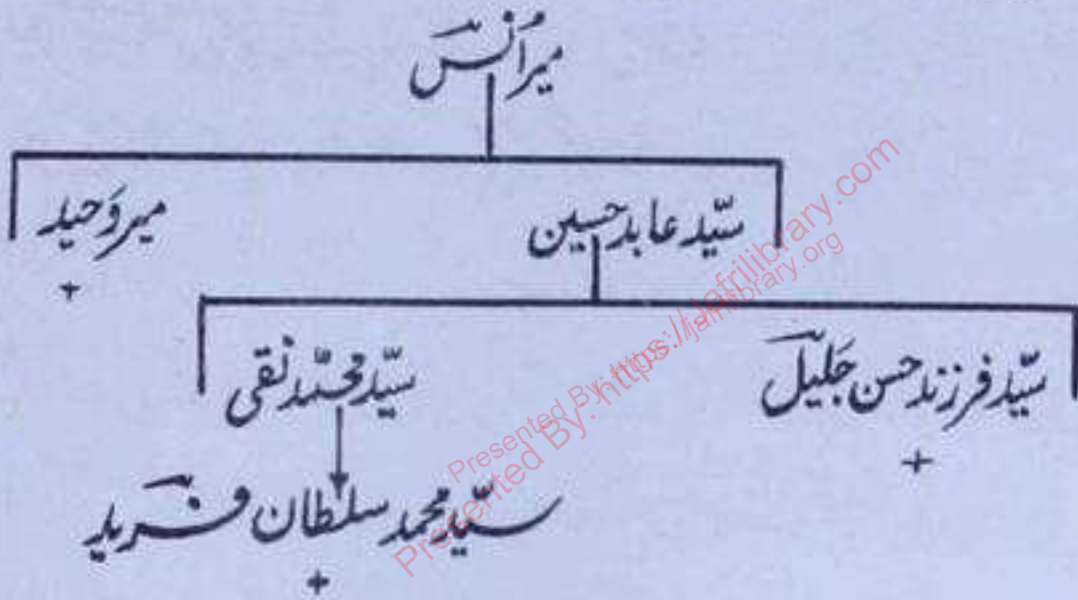
سیّد محمّد عباس نے میر اُنسؔ کے صرف دو فرزند سیّد عابد حسین اور میر وَحیدؔ کے نام لکھے ہیں۔ ڈاکٹر صفدر حسین نے "مرثیہ بعدِ انیسؔ" میں میر اُنسؔ کے فرزندوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ترتیب سے دَرج کی ہے :۔ ۲؎

میر مہر علی اُنسؔ

سیّد حسین عرف بنّے صاحب — سیّد محمد ہادی وحید — سیّد حسن — سیّد مہدی — سیّد مرتضیٰ — دُختر

سیّد حسن ← سیّد فرزند حسن جلیل

سیّد حسین عرف بنّے صاحب ← سیّد عابد مجتبیٰ ← سیّد رَضی حیدر عُرف سلطان صاحب فرید

۱؎ اسرارِ محن ص۲۳۳ ۔ ۲؎ مرثیہ بعد انیسؔ ص۲۰۶ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
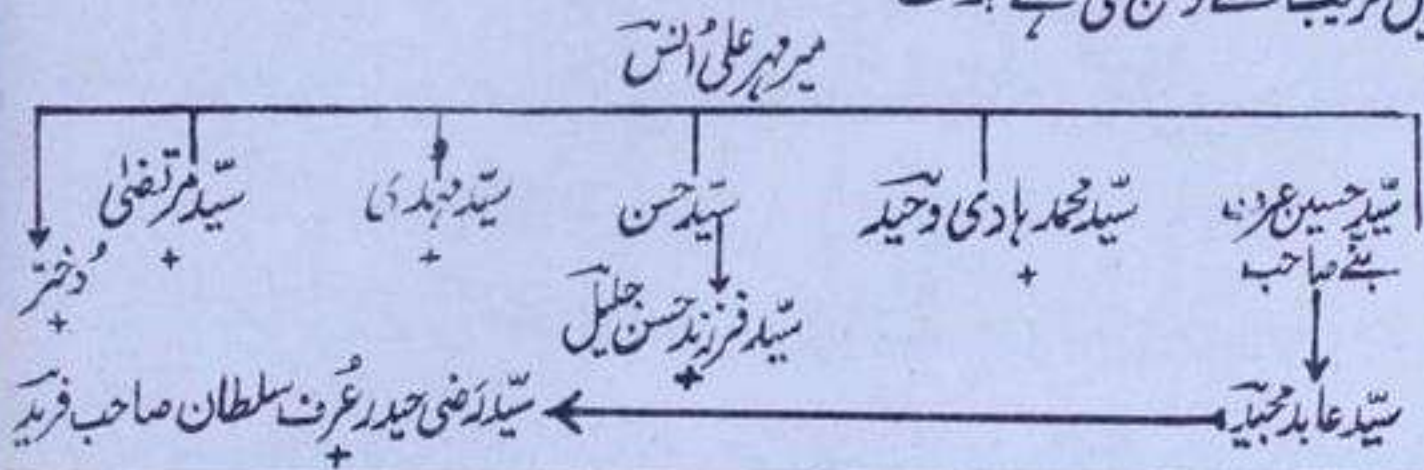
مولانا آغا مہدی لکھنوی نے میر اُنس کی اولاد کا شجرہ مندرجہ ذیل ترتیب سے درج کیا ہے۔
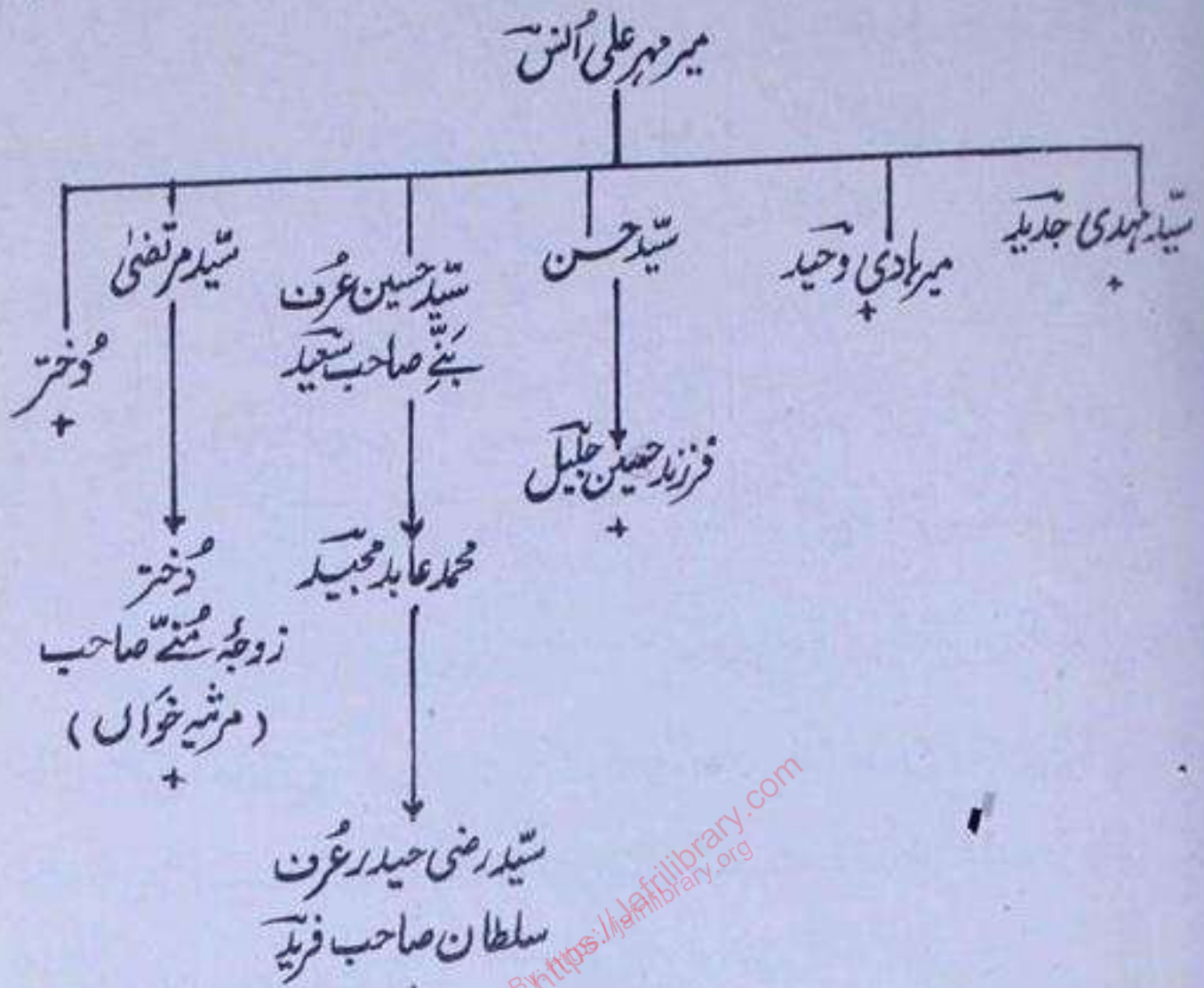
مولانا آغا مہدی نے یہ شجرہ میر فرزند حسین جلیل اور بابو صاحب فائق سے دریافت کر کے قلمبند کیا ہے۔[1]

مرثیہ غیر مطبوعہ:- " شہ کے رُفقاء انجم افلاک شرف تھے "

اس مرثیہ کے مقطع میں، کربلا کی زیارت کے لئے تمنا کا ذکر ہے در حال " وہب کلبی "۔

اے اُنس بس اب روک لے خامۂ دلِ زار — کیا خوب کیا مرثیۂ وہب خوش اطوار
مجلس میں بکا کرتے ہیں مولا کے عزادار — خالق سے دعا مانگ کہ اے ایزدِ غفّار

مشتاق ہوں دربارِ امامِ ازلی کا
کر دے مجھے زوّارِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا

---

[1] مجلہ دبستانِ انیس صـ ۸۹ ـ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شاگرد میر انیس کے نامور شاگردوں میں پہلا نام میر وحید کا ہے۔ میر وحید نے اپنے والد اور استاد کی تعلیم کا فخریہ تذکرہ اکثر مرثیوں میں کیا ہے۔ ایک مرثیہ کے مقطع میں کہتے ہیں:۔

کیوں ہو نہ شور چار طرف اس کلام کا
تعلیم انیس کی ہے کرم ہے امام کا

نواب سرفراز علی خاں ضیغم جنگ رئیس حیدر آباد بھی میر انیس کے شاگرد تھے۔ سرفراز کے مرثیے اور سلام میر انیس اور میر وحید کے مجموعۂ مراثی "ریحانِ غم" میں شائع ہوئے ہیں۔ حیدر آباد دکن کے ایک اور رئیس بہرام الدولہ داور علی خاں بہرام جنگ بھی میر انیس کے شاگرد تھے۔

سجّاد علی خاں (کربلائی) المتخلص بہ سجّاد:۔ وطن لکھنؤ۔ والد کا نام امداد علی خاں۔ انیس کے خاص شاگردوں میں تھے۔ مجموعہ نوحہ و سلام موسوم بہ "سراجِ ماتم" مطبع اثناء عشری لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ سجّاد مرثیہ بھی کہتے تھے۔ ایک غیر مطبوعہ مرثیہ میرے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہے۔

سیّد فضلِ رسول رضوی فضل بھرت پوری (ہیلک قصبہ بھرت پور)۔ زیادہ تر لکھنؤ میں رہے۔ کتاب "ہفت بند زہراؑ" سے مرثیہ کا ایک بند:۔

مجھ سے بھی اپنی عمر میں جو ہو سکا کیا ہر وقت نظمِ حالِ شہِ کربلا کیا
حمدِ خدا و وصفِ شہِ انبیاء کیا کارِ خدا و کارِ رسولِ خدا کیا
پایا ہے اس صلہ میں جو انعام دیکھئے
مسند نشینِ انس ہوں انجام دیکھئے

کلامِ میر انیس میر انیس کے کلام کی طباعت کے سلسلے میں سرفراز علیخاں ضیغم جنگ نے سیّد عبدالحسین تاجر کتب لکھنؤ کو حیدر آباد دکن سے جو خط لکھا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"بعد انتقال جناب سیّد ہادی صاحب وحید کے جناب سیّد مہر علی صاحب انس مرحوم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مغفور، غمِ فرزند وحید میں نہایت درجہ مغموم و بیخود اس و بے صبر ہو گئے۔ لکھنؤ سے میرے پاس بیگن پلی اسٹیٹ میں معہ فرزند کو چک بنتے صاحب و بزرگاں، سیّد عابد صاحب وغیرہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ وحید نے انتقال کیا۔ اب اس کے غم میں میری زندگی محال ہے۔ میں آپ کو اپنا جانشین کرنے کے لئے آیا ہوں کہ اب میرے شاگردوں میں اور اولادیں ان سے بہتر کوئی نہیں ہے، میری اولاد کو اور جملہ شاگردوں کو لازم ہے کہ ان سے اصلاح لیں کہ میرے درجے پر پہونچ چکے ہیں۔ یہ فرما کر مجھ کو اپنے ہاتھوں سے مسند پر بٹھایا میں نے نذر گزرانی۔ اپنا کلام عطا فرمایا اور لکھنؤ تشریف لے گئے اس امر سے تمام اولاد میر صاحب واقف ہے۔ لہٰذا میں کلام جناب انیس صاحب قبلہ مرحوم اور کلام میر وحید صاحب مرحوم اور خاص اپنا کلام آپ کو "ہبہ" کرتا ہوں۔ آپ طبع فرما دیجئے۔ دوسرے شخص کو اس کے طبع کی اجازت نہیں ہے اگر چھاپیں گے نفع کے عوض نقصان اٹھائیں گے۔"

المرقوم ۱۴ محرم ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۲۷ء [1]

۱۳۰۹ھ/م ۱۸۹۱ء میں مطبع اثنا عشری لکھنؤ سے سیّد عبد الحسین تاجر کتب نے میر انیس کے مرثیے دو جلدوں میں "ریحانِ غم" کے نام سے شائع کئے۔ ان دونوں جلدوں میں میر وحید اور ضیغم جنگ کے مراثی اور سلام بھی شامل ہیں۔ دونوں جلدوں پر سنِ طباعت ۱۳۰۹ھ درج ہے۔ لیکن یہ دونوں جلدیں ۱۳۱۰ھ یعنی میر انیس کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہیں۔ اس لئے کہ جلد دوم میں میر انیس کی وفات پر قطعات تاریخ بھی شائع ہوئے ہیں۔ دونوں جلدوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

"ریحانِ غم" جلد اوّل، طبع اوّل ۱۳۰۹ھ، بار سوم بہ اضافہ پنج مرثیہ ہائے جدید ۱۹۰۷ء

---

[1] ریحانِ غم، جلد اوّل صفحہ آخر "نظامی پریس لکھنؤ" طبع ۱۹۲۶ء (اس "ریحانِ غم" میں صرف میر وحید کے مرثیے ہیں۔ ریحانِ غم جلد اوّل اور دوم کے علاوہ یہ تیسری جلد ہے)۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ بفرمائش سیّد عبدالحسین تاجر کتب لکھنؤ محلہ درگاہ۔ جلد اوّل میں میر انیسؔ کے ۹ مرثیے شائع ہوئے ہیں:۔

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	در حال
۱۔	کیا دلفریب حسنِ عروسِ کلام ہے۔	۲۳۷	جنگ و شہادت جناب قاسمؑ
۲۔	دولت سرا میں شور وداعِ حسینؑ ہے۔	۱۸۳	جنگ و شہادت حضرت امام حسینؑ
۳۔	میں مدح خوانِ سبطِ رسالتمآبؐ ہوں۔	۱۵۱	" " "
۴۔	اے شاہِ سخن تختِ فصاحت پہ مکیں ہو	۱۱۹	" " "
۵۔	شاہوں کا شہنشاہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے۔	۱۱۹	" " "
۶۔	خورشیدِ فلک عکسِ درِ تاجِ علیؑ ہے۔	۱۳۹	شہادت حضرت علیؑ
۷۔	کعبہ میں جب بیتِ قبلۂ دیں کو خبر ہوئی۔	۱۴۰	راہِ کربلا میں امام حسینؑ سے حُر کی ملاقات
۸۔	میداں میں شاہِ دیں علی اصغرؑ کو لاتے ہیں۔	۳۳	شہادت علی اصغرؑ و شہادت امام حسینؑ
۹۔	جب خیمۂ امامؑ دو عالم بپا ہوا۔	۷۱	جنگ و شہادت جناب حُرؑ۔

"ریحانِ غم" جلد دوم سنِ طباعت ۱۳۰۹ھ، سیّد عبدالحسین تاجر کتب مطبع اثنا عشری لکھنؤ، جلد دوم میں میر انیسؔ کے "۵" مرثیے شائع ہوئے ہیں:۔

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	در حال
۱۔	حشر کی صبح ہے عاشورِ محرّم کی سحر۔	۳۱۶	جنگ و شہادت حضرت حُر۔
۲۔	ہاں اے زباں جوہرِ سخن کا علم اٹھا۔	۱۲۲	" " حضرت عباسؑ۔
۳۔	جب لشکرِ خدا میں سحر کی اذاں ہوئی۔	۱۶۸	" " حضرت امام حسینؑ۔
۴۔	ہاں اے فلک سنبھال سپر آفتاب کی۔	۹۲	" " "
۵۔	آمد ہے رن میں اکبرِ یوسف جمال کی۔	۱۲۳	" " حضرت علی اکبرؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مُہذّب لکھنوی نے میر اُنسؔ کا ایک مرثیہ "اسرارِ محن" میں شائع کیا ہے جسکا مطلع ہے۔

"برہم ہزبرِ شیرِ خدا آج رن میں ہے"[ا]

اس مرثیے میں ۹۸ بند ہیں اور جنگ و شہادت حضرت عباسؑ کے حال میں ہے۔ لیکن اس مرثیے کے اور "ہاں اے زبان جنودِ سخن کا علم اٹھا" (ریحانِ غم جلد ۲) کے مرثیے کے بعض بند مشترک ہیں۔ میر اُنسؔ کے مندرجہ ذیل مرثیے غیر مطبوعہ ہیں:۔

نمبر شمار	مطلع	بند	دَر حال
۱۔	جب روشنیٔ مہرِ منوّر ہوئی رن میں	۹۴	در حال حضرت حرؑ
۲۔	شہؑ کے رفقا اَنجمِ اَفلاک شرف تھے	۱۱۶	در حال وہبِ کلبی
۳۔	اے آفتابِ اَوج مضامیں بلند ہو	۱۷۰	در حال حضرت علی اکبرؑ
۴۔	برہم جگر و جانِ شہنشاہِ اُمم ہے		" " "
۵۔	کام آچکی جو فوجِ حسینؑی جہاد میں	۱۱۳	در حال امام حسینؑ
۶۔	زیور جو ستاروں کا ملا لیلیٔ شب کو		" "
۷۔	عباسؑ نہالِ چمنستانِ وفا ہے		" حضرت عباسؑ
۸۔	چھوڑا علیؑ اصغر نے بھی جب دارِ فنا کو۔[۲]		در حال امام حسینؑ
۹۔	برپا خیامِ شاہؑ لبِ نہر جب ہوئے		(غیر مطبوعہ)
۱۰۔	کربلا میں شہِؑ والا کے حرم لٹتے ہیں	۲۵	(غیر مطبوعہ)
۱۱۔	مہرِ مبیں ہے شمسۂ ایوانِ مرتضٰی	۱۱۳	غیر مطبوعہ
۱۲۔	کیا مرتبے بتولؑ کو حق نے عطا کئے	۴۷	غیر مطبوعہ

میر اُنسؔ کے مندرجہ ذیل مرثیے میر انیسؔ کی جلدوں میں شائع ہو گئے ہیں۔ ویسے اب یہ فیصلہ مشکل

[ا] "اسرارِ محن" صفحہ ۳۵
[۲] یہ مرثیہ ریحانِ غم جلد اوّل کے مرثیے "تا بوں کا شہنشاہ حسین ابنِ علیؑ ہے" کا ایک ٹکڑا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے کہ میر انس کے مرثیے ہیں یا میر انیس کے :-

۱- رسند آتی ہے زنداں میں بڑے جاہ و حشم سے۔

۲- جب حُر کو مِلا خلعتِ پُرخونِ شہادت۔

۳- سب سے جدا روِش مرے باغِ سخن کی ہے۔

یہ مرثیے میر انس کے نام سے کہیں شائع نہیں ہوئے، لیکن بعض قلمی مرثیوں میں سے میر انیس اور میر انس دونوں کے مقطع ملتے ہیں۔ "سب سے جدا رَوِش مرے باغِ سخن کی ہے" یہ مرثیہ میر انیس کی جلد پنجم مطبع دبدبۂ احمدی میں شائع ہوا ہے۔ لیکن مطبوعہ مرثیے میں میر انیس کا مقطع نہیں ہے۔ قلمی مرثیے میں میر انس کا مندرجہ ذیل مقطع ملتا ہے :-

اے انس گو طول ہی طبع رسا کمال | پر دیکھئے تو بند سے ہے بند بے مثال
کس حسن سے رقم کیا ابن حسنؑ کا حال | سحر حلال ہے یہی گر کیجئے خیال
رنگیں کیا ہے نظمِ فصاحت نظام کو
زیور پہنا دیا ہے عروسِ کلام کو

"ریحانِ غم جلد اوّل" کا مندرجہ ذیل مرثیہ :-

"خورشیدِ فلک عکس درِ تاجِ علیؑ ہے"

میر مونس کا ہے۔ اس مرثیے میں میر انس کا مقطع تلاش کے بعد بھی نہیں ملا۔ میر مونس کا مقطع اس مرثیے کے بعد جلد میں درج ہے :-

غسل اور کفن اُسکو دیا دونوں نے اکبار | اور قبر بھی کی فاطمہؑ کے پیاروں نے تیار
گاڑا اُسے پائینِ مزارِ شہِ ابرار | سو یا وہ کہاں جا کے نہ ہے طالعِ بیدار
مونس جو علیؑ کے ہیں محب کیا انھیں ڈر ہے
فردوسِ بریں اُلفتِ حیدرؑ کا ثمر ہے

"ریحانِ غم جلد اوّل کا ایک اور مرثیہ :-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شاہوں کا شہنشاہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے"

میر انیس کے اس مرثیے "کیا عشق تھا شبیرؑ سے محبوبِ خدا کو" کا ایک ٹکڑا ہے غالباً یہ مرثیہ میر انس کا نہیں ہے، بلکہ میر انیس ہی کا ہے اس کے مقطع میں بھی میر انیس کا تخلص موجود ہے ؎

خاموش انیس اب کہ جگر ہو گیا پانی — دیکھی تری دریائے طبیعت کی روانی
بے مثل ہیں ہر چند یہ الفاظ و معانی — تعریف مگر خوب نہیں اپنی زبانی
کہہ حق سے مجھے مرثیہ گوئی کا صلہ دے
اور آنکھوں سے قبرِ شہِ مظلوم دکھا دے[1]

"مراثیِ انیس" جلد اوّل۔ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ میں اس مرثیے کا مندرجہ ذیل مقطع ہے :۔

خاموش انیس آہ بہت رنج و محن ہے — مجلس میں بپا ماتم سلطانِ زمن ہے
صد شکر کہ تو ناظمِ اقلیم سخن ہے — ہاں موتیوں سے بھر لیے قابل تیرا دہن ہے
رکھ دل کو غنی ذکرِ امامِ ازلی میں
قدر اسکی ہے سرکار حسینؑ ابنِ علیؑ میں[2]

اس مرثیے میں میر انس کا مقطع ہے، ابتداء کے ۳۴ بند مذکورہ بالا مرثیے کے ہیں۔ بند ۳۴ سے میر انس کا مرثیہ ہے مطلع ہے۔ "چھوٹا علی اصغرؑ نے بھی جب دارِ فنا کو"

یہ کہتے تھے شبیرؑ کہ سر کٹ گیا تن سے — غارت کو چلی فوج ستمگار وطن سے
اے انس بس اب فائدہ کیا طولِ سخن سے — کر عرض یہی حیدرؑ و زہراؑ و حسنؑ سے
منظور نہیں اور کوئی کام جہاں میں
ہو مرثیہ گوئی میں مرا نام جہاں میں

---

[1] "مراثی" در مطبع اثنا عشری دہلی، ص ۱۱۶ ۔ [2] مراثیِ انیس جلد اوّل، ص ۳۱۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"ریحانِ غم" جلد دوم کا مرثیہ " ہاں اے فلک سنبھال سپر آفتاب کی "۔ میر انیس کا شاہکار مرثیہ ہے، لیکن اس کے بند ۸۸، ۸۹ اور ۹۱ تینوں بند میر انیس کے شاہکار مرثیہ :۔

" جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے "

اس مرثیہ کے شامل ہو گئے ہیں[1]۔

مندرجہ ذیل مرثیہ میر مونس کا ہے۔ لیکن میر انس اور میرزا انس تینوں کے نام سے مشہور ہے۔ میر مونس کی جلد پنجم میں شائع ہوا ہے۔ بعض ناواقف تذکرہ نگار اس مرثیے کو میرزا انس کے نمونۂ کلام میں پیش کر دیتے ہیں، مرثیہ ہے :۔

" چھٹا جو شاہؑ سے پیری میں نوجواں فرزند "

" اشکِ غم " مطبع یوسفی دہلی نے اس مرثیے کو میر انس کے مقطع کے ساتھ شائع کیا ہے مقطع مندرجہ ذیل ہے :۔

کئے جو بانوئے ناشاد نے یہ درد کے بَین
اٹھا کے لے گئے باہر پسر کی لاش حسینؑ
میانِ قبر ہوئی روحِ فاطمہؑ بے چین
اب آگے کیا کہوں اے انسؔ اک کے شیون و شین
نبیؐ کی عترتِ اطہار میں عجب غم تھا
صفین بچھی ہوئی تھیں نوجواں کا ماتم تھا[2]

میر مونس کی جلد میں اس مرثیے کے ۳۵ بند ہیں، اور میر انس کے نام سے جو مرثیہ ہے اس میں ۲۸ بند ہیں۔

تعدادِ مراثی

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

" لوگوں کو شکایت تھی کہ میر انس نیا مرثیہ بہت کم کہتے تھے۔ شاید اتنی مدت میں آٹھ دس رزمیہ مرثیے کہے ہوں، میر انیس سے بھی مرثیہ لے کر پڑھا کرتے تھے میر مونس تو برابر

---

[1] شاہکار انیس صفحہ ۱۹۳ اور ریحانِ غم جلد دوم صفحہ ۱۲۳۔ [2] اشکِ غم مطبع یوسفی دلی ۱۳۳۱ھ صفحہ ۱۴۸۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بھائی کو خفیہ مدد دیا کرتے تھے اور مربوط بھی بہت تھے۔ میرے اس لکھنے سے کسی کو بدگمانی نہ ہو کہ میر اُنس، صاحبِ کلام نہ تھے۔ حاشا چند مرثیے تو اُن کے ایسے ہیں کہ تمیز دار دیکھنے والے بھی بشکل میر انیس سے فرق کر سکتے ہیں[۱]۔"

میر اُنس کی جلدوں میں میر انیس اور میر مونس کے مرثیوں کا شائع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اکثر وہ دونوں بھائیوں سے مرثیے لے کر پڑھتے تھے۔ اور شاد کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی خاص قابلِ اعتراض بات نہیں ہے۔ شاد نے میر اُنس کے خلاف ایسی کوئی بات نہیں لکھی جس سے اُن کی شاعری پر حرف آئے، بلکہ وضاحت کر دی ہے کہ وہ صاحبِ کلام تھے، ہاں مرثیے کم لکھتے تھے۔ ظاہر ہے میر اُنس، میر مونس کی طرح زود گو شاعر نہ تھے۔ میر اُنس کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیشہ پریشانیوں میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اس کا انھوں نے اکثر مرثیوں میں ذکر کیا ہے:-

اے اُنس کیا سخن مرا اور کیا مری زباں
حاصل کمال ہے نہ طبیعت ہے کچھ رواں

پیری کا وقت ضعف بشر موسم خزاں
افکار دنیوی نے کیا اور نیم جاں

جودت نہ ذہن میں ہے نہ طاقت کلام کی
تائید ہے حسین علیہ السّلام کی

ان حالات میں جبکہ جوان بیٹے داغ مفارقت دے گئے۔ معاشی پریشانیاں ایک طرف جم کر فن پر توجہ دینا مشکل تھا۔ ان حالات میں بھی میر اُنس نے جو مرثیے کہے وہ لاجواب ہیں اور شاد کا کہنا درست ہے کہ میر انیس کے مرثیوں کے ہم پلّہ ہیں۔

میر اُنس کے تعداد مراثی کے سلسلے میں شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"تعجب ہے کہ میر خلیق، میر اُنس اور میر وحید تینوں کے مرثیے بعد کو چھپے تو بھی

۱۔ فکرِ بلیغ، جلد دوم صہ ۲۸۸۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک جلد کے اندر سما گئے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ میر اُنسؔ کا کلام بہت تھوڑا ہے ممکن ہے اور مراثی ہوں جو میری نظر سے اب تک نہیں گزرے[۱]"

شادؔ نے یہ غلط لکھا ہے کہ میر اُنسؔ اور میر وحیدؔ کی جلدوں میں میر خلیقؔ کا بھی کلام شامل تھا۔ "ریحانِ غم" میں صرف میر اُنسؔ، میر وحیدؔ اور سرفرازؔ کے مرثیے شائع ہوئے تھے۔

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں :۔

"میر اُنسؔ کے کم و بیش چالیس مرثیے اور میر وحیدؔ کے تقریباً تیس مرثیے ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ ان میں سے کچھ مطبوعہ اور باقی قلمی تھے۔"[۲]

ممکن ہے ڈاکٹر صفدر حسین کا بیان درست ہو لیکن ہم نے میر اُنسؔ کے ۴۰ مرثیے کسی قلمی ذخیرے میں نہیں دیکھے۔ میر اُنسؔ کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مرثیے جو اب تک دستیاب ہوئے ہیں، ۲۶ یا ۲۷ سے زیادہ نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے، چند قلمی مرثیے جو آج کل میر انیسؔ کے غیر مطبوعہ کہہ کر شائع کئے جا رہے ہیں۔ اور اکثر میں میر اُنسؔ کا تخلص بھی قدیم نسخوں میں نظر آیا، وہی میر اُنسؔ کے مرثیے ہوں۔

ہماری نظر سے '۱۶' مرثیے مطبوعہ گزرے ہیں۔ اور تقریباً "۸" مرثیے قلمی دیکھنے میں آئے جو غیر مطبوعہ ہیں۔ "۵" مرثیے ایسے ہیں جن میں میر انیسؔ یا میر مونسؔ اور میر اُنسؔ تینوں کے مقطعے مختلف نسخوں میں نظر آئے۔

میر اُنسؔ کے سلام

میر اُنسؔ کے سلام بھی بہت کم ہیں۔ "ریحانِ غم" جلد اوّل میں کل دس سلام ہیں۔ "ریحانِ غم" جلد دوم میں کوئی سلام یا رباعی نہیں ہے۔ اِن سلاموں میں بھی" جلد اوّل" کا پہلا سلام میر انیسؔ کے ایک مشہور سلام کی زمین میں ہے اور زیادہ تر اشعار وہی ہیں جو میر انیسؔ کے سلام میں موجود ہیں :۔

---

[۱] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۲۲۔ [۲] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۲۴۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

فہرست "سلام" جلد اوّل "ریحانِ غم"۔

میر اُنسؔ کے مخمّس

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:- "میر اُنسؔ حقیقت میں "خمسہ" کرنا خوب جانتے تھے۔ چنانچہ میرزا فصیحؔ کے سلام پر ان کا مشہور خمسہ لاجواب ہے...... سوز خوانوں نے اس "خمسہ" کو ایسا ایسا پڑھا اور ایسا ایسا اثر ہوا کہ بیان سے باہر ہے[1]" میر انیسؔ نے بھی اس کا اظہار کیا تھا کہ "میر اُنسؔ "خمسہ" کرنے میں یدِطولےٰ رکھتے ہیں۔"[2]

"ریحانِ غم، جلد اوّل" میں میر اُنسؔ کے تین "مخمّس" ہیں۔ صرف مطلع اور مقطع نمونہ کے طور پر درج کئے جاتے ہیں:-

---

[1] فکرِ بلیغ جلد دوم صفحہ ۲۸۹۔ [2] فکرِ بلیغ جلد دوم صفحہ ۲۶۱۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خمسہ بر سلام مرزا فصیح

(مطلع)

عبائیں دوش پہ تھیں نور کے خلعت بدن میں تھے
وحید الدہر تھے کامل ولائے پنجتنؑ میں تھے
خوشی تھی مرگ کی خندان شہادت کے چمن میں تھے
"کفن پہنے شہِ مظلوم کے انصار رن میں تھے"
"سلامی چاند سے چہرے وہ تابندہ کفن میں تھے"

(مقطع)

نبیؐ کا نام اطہر نقش ہے دِل کے نگینے میں
وہی ناجی ہے جو ہے آلِ احمدؐ کے سفینے میں
یہ مقطع سن کے دِل اے انس کیا تڑپا ہے سینے میں
"فصیح اگلے برس تھے ہم پیمبرؐ کے مدینے میں"
"کبھی روضے میں زائر تھے کبھی بیت الحزن میں تھے"

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خمسہ بر سلام مرزا فصیح

(مطلع)

یہ جوشِ غم ہے کہ چشمۂ چشم مثل کوثر چھلک رہا ہے
یہ اشک ماتم میں ہے صفائی کہ مثل گوہر چمک رہا ہے
دوات ہے رشک مشک نافہ تمام کاغذ مہک رہا ہے
"سلام لکھتا ہوں میں حرم میں قلم سے زمزم ٹپک رہا ہے"
"سر اپنا کعبہ کے سنگ در پہ سیاہ پردہ پٹک رہا ہے"

(مقطع)

دعا یہ دن رات انس کی ہے کہ مرتبہ زائروں کا پائے
مزارِ عباسؑ پر کبھی ہو کبھی وہاں سے نجف میں آئے
کبھی تو زوارِ کربلا ہو کبھی خراساں کی سمت آئے
"خدا مظفر حسین خاں کو بخیر و خوبی حرم میں لائے"
فصیح مشتاق اس قدر ہے کہ راہ دن رات تک رہا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خمسہ بر سلام میر انیس

(مطلع)

طرزِ غمِ دخترِ سلطانِ زمن کیا جانے
رسم بچھو نکا بھلا غنچہ دہن کیا جانے
صفِ ماتم کو وہ آوارہ وطن کیا جانے
"بین اے مجرئی قاسم کی دلہن کیا جانے"
"بیاہی اک شب کی رنڈاپے کا چلن کیا جانے"

(مقطع)

غیرتِ سِلکِ گہر ہی تری تقریرِ سلیس
بخدا مُلکِ فصاحت کا ہی تو راس و رئیس
اُنس مقطع بھی یہ ہی مطلعِ خورشیدِ نفیس
کیوں نہ کم رتبہ کلام اپنا میں سمجھونگا انیس
مرتبہ مشک کا آہوئے "ختن" کیا جانے

رباعیاتِ میر اُنس

"ریحانِ غم، جلد اوّل" میں میر اُنس کی تین رباعیاں ملتی ہیں۔ ان کی رباعیات تلف ہوگئی ہیں، یا پھر انھوں نے زیادہ رباعیاں نہیں کہی ہیں۔ مندرجہ ذیل رباعیاں بہت مشہور ہیں اور اکثر مجالس میں مرثیہ خواں اور سوز خوان پڑھتے ہیں۔ ان رباعیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی رباعیاں کہتے تھے:۔

ہر شب تکلیفِ جاں کنی ہوتی ہے
تب مدحِ امامِ مدنی ہوتی ہے
بے سوز و گداز کب سخن کو ہے فروغ
جب شمع گھُلے تو روشنی ہوتی ہے

لکھنے کے سواد کو قلم سے پوچھو
لطفِ مدحِ حسینؑ ہم سے پوچھو
جھوم میں کیونکر نہ مستِ صہبائے حسینؑ
کیفیتِ جامِ قلبِ جم سے پوچھو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب نامِ علی مُنہ سے نکل جاتا ہے — گر کوہِ مصیبت ہو تو ٹل جاتا ہے

کیا نام ہے اُس نام کے صدقے اے اُنسؔ — گرتے گرتے بشر سنبھل جاتا ہے

میر اُنس کی غزلیں

محسن علی محسنؔ نے "تذکرۂ سراپا سخن" میں میر اُنسؔ کی ایک غزل نقل کی ہے۔ یہ غزل "آنکھیں" ردیف میں ہے۔ اِسی غزل کے تین شعر سری رام نے "خمخانۂ جاوید" میں نقل کئے ہیں:-

اس کے دیدار کی رہتی ہیں طلبگار آنکھیں — آشنا آپ سے کیا ہوں مری بیمار آنکھیں

دیکھو! دِکھلاؤ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھیں — اب کبھی بزم میں روئیں تو گنہگار آنکھیں

تو قسمِ وصل ہوا ہو جو کبھی ہم کو نصیب — اک نظر دیکھنے کی تو ہیں گنہگار آنکھیں

رُخِ روشن کو نہ دامن میں چھپاؤ للہ — اب نظر بھر کے جو دیکھیں تو گنہگار آنکھیں

رنگ ہے گر تمہیں منظور تو مہندی نہ ملو — مجھ کو ان تلوؤں سے مَل لینے دو خونبار آنکھیں

مر گئے جاگتے ہی جاگتے فرقت میں تری — سوئیں اب چل کے بہت تھک چکیں بیدار آنکھیں

اُس کے موتی سے جو دانتوں کا ہوں عاشق اے اُنسؔ
رات دن صورتِ نیساں ہیں گہربار آنکھیں

"طبیعت ان کی مضمون یاب، غزل چیدہ، مرثیہ ان کا انتخاب[1]"۔ تذکرۂ سخن شعرا۔ اور "تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا" میں بھی ایک ایک شعر غزل کا نقل کیا گیا ہے:-

بہار آئی ضعیفی کی گیا موسم جوانی کا
چراغ اب جھلملاتا ہی ہماری زندگانی کا

محمود فاروقی لکھتے ہیں:-

---

[1] تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا، ص ۳۰۷۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"اُنس مرثیوں کے علاوہ غزلیں بھی کہتے تھے جو اُن کے مرثیوں سے زیادہ مقبول ہوئیں۔ کسی تذکرہ نویس نے ان کے مرثیوں کی تعریف نہیں کی۔" [1]

محمود فاروقی کا یہ کہنا کہ میر اُنس کی غزلیں ان کے مرثیوں سے زیادہ مقبول ہوئیں، بالکل غلط ہے۔ چونکہ انھیں میر اُنس کے مرثیے دستیاب نہیں ہوئے اِس لئے انھوں نے یہ رائے قائم کرلی ہے۔ سند کے طور پر یہ جملہ لکھ دیا کہ "کسی تذکرہ نویس نے ان کے مرثیوں کی تعریف نہیں کی"۔ تذکرہ نویسوں نے اگر میر اُنس کے مرثیوں کی تعریف نہیں کی تو یہ کوئی مستند دلیل نہیں ہے کہ ان کے مرثیے مقبول نہیں تھے بلکہ غزلیں مقبول تھیں، حالانکہ سعادت خاں ناصر نے "تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا" میں میر اُنس کے مرثیوں کی بہت تعریف کی ہے۔ محمود فاروقی نے تحقیق سے کام نہیں لیا۔

عبدالرؤف عروج بھی میر اُنس کے متعلق یہی بات دُہرائی ہے، لکھتے ہیں:-

"ان کے مرثیوں کو کسی نے بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مرثیوں اور سلاموں کی بہ نسبت خواص وعوام میں ان کی غزلیں زیادہ پسند کی جاتی تھیں"۔ [2]

عروج کا بیان بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اگر میر اُنس کی غزلیں اتنی ہی مقبول تھیں، تو کم سے کم پانچ دس غزلیں تو کہیں مطبوعہ شکل میں ملتیں۔ میر اُنس کی غزلوں سے زیادہ میر اُنیس کی غزلیں ہم کو دستیاب ہیں۔ دراصل "دبستانِ اُنیس" میں صرف میر مونس بحیثیت غزل گو زیادہ مشہور تھے۔ اور ان کی غزلوں کا غیر مطبوعہ دیوان بھی موجود ہے۔ ان حضرات نے میر مونس کی غزل گوئی کی شہرت کو دراصل میر اُنس کی شہرتِ غزل گوئی سمجھ کر بلا تحقیق یہ باتیں تحریر کردی ہیں۔ مرثیے ان حضرات نے نہیں دیکھے ورنہ میر اُنس کے مرثیے معرکۃ الآرا ہیں، اور بہت مقبول مرثیے ہیں۔

میر اُنس کے متعلق غلط فہمیاں

---

[1] میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء صفحہ ۲۷۸۔ [2] اُردو مرثیہ کے پانچسو سال صفحہ ۴۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱) میرزا عشق اور میرزا تعشق کے والد کا نام "سید محمد میرزا" اور اُنس تخلص تھا۔ ناسخ کے شاگرد تھے۔ غزلیں زیادہ مشہور رہیں، مرثیے بھی لکھے ہیں، لیکن نایاب ہیں۔ بعض تذکرہ نویس میر اُنس اور میرزا اُنس کو ایک ہی شاعر سمجھ کر حالات اور کلام کا تذکرہ کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میر اُنس کی شہرت میں کمی آگئی۔ لالہ سری رام نے میر اُنس کے فرزندوں میں میرزا اُنس کے بیٹے میرزا تعشق کا نام لکھ دیا۔ سفارش حسین نے "اُردو مرثیہ" میں میرزا اُنس کے حالات میں میر اُنس کے مرثیے کے بند نمونے کے طور پر نقل کر دیئے ہیں۔ شجاعت سندیلوی نے "مطالعۂ اَنیس" میں خاندانِ انیس اور خاندانِ عشق کے مرثیہ نگاروں کا تذکرہ کیا ہے، حالات لکھے ہیں اور کلام کے نمونے بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن میر اُنس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ بلکہ سید محمد میرزا اُنس کے حالاتِ زندگی لکھ کر میر اُنس کے مشہور مرثیوں کے بہترین بند لکھ دیئے ہیں۔

(۲) شاد عظیم آبادی نے "فکرِ بلیغ" میں لکھا ہے کہ میر خلیق کے تمام مرثیے میر اُنس کے پاس رہے۔ اِس لئے عوام میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ میر اُنس، میر خلیق کے مرثیے پڑھتے ہیں۔ شاد کا یہ بیان اَب کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اِس لئے کہ میر خلیق کے دو سَو مرثیے دستیاب ہو گئے ہیں۔ بہت سے مرثیے مطبوعہ بھی موجود ہیں۔ میر اُنس کا مطبوعہ کلام بھی موجود ہے۔ مرثیوں کو دیکھ کر یہ فیصلہ بہت آسان ہے کہ اس غلط فہمی کا اِزالہ کیا جا سکتا ہے۔ دونوں کے مرثیوں میں نمایاں فرق پائے جاتے ہیں۔ بہ لحاظ زبان و بیان میر اُنس، میر خلیق سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ خلیق کے مرثیوں میں رزم برائے نام ہے۔ میر اُنس کے زیادہ تر مرثیے رزمیہ ہیں۔ میر خلیق کے مرثیے مختصر ہوتے ہیں، میر اُنس کے ایک ایک مرثیے میں دو، دو سَو بند ہیں۔ مرثیوں کا مطالعہ کرنے والے بآسانی دونوں مرثیہ گو شعراء کے مرثیوں میں فرق محسوس کر سکتے ہیں۔

(۳) شاد عظیم آبادی نے لکھا ہے۔ "میر مونس کے اِنتقال کے بعد ان کا ذخیرۂ مراثی میر اُنس اُٹھوا لائے"۔ یہ قابلِ اعتراض بات نہیں ظاہر ہے۔ میر مونس لاولد تھے۔ کوئی وارث نہ تھا۔ میر اُنس بڑے بھائی تھے ان کو حق تھا کہ وہ میر مونس کے کلام کو محفوظ کرتے۔ میر مونس کے مرثیوں کی چھ جلدیں مطبوعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جلدیں میر انس کی دیانتداری کا ثبوت ہیں، اگر میر انس چاہتے تو آدھے مرثیے تو اپنے نام سے چھپوا ہی سکتے تھے۔

(۴) شاد عظیم آبادی نے زیادہ تر میر مونس کے یک طرفہ بیانات نقل کئے ہیں، چونکہ وہ میر مونس سے بہت متاثر تھے۔ اسلئے انکی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر میر انس کے حالات میں بخل سے کام لیا ہے اگر شاد، میر انس سے بھی میل ملاقات رکھتے اور ان سے بھی حالات دریافت کر کے کچھ لکھتے تو "فکر بلیغ" میں میر انس کی اہمیت بھی اجاگر ہو جاتی۔

(۵) مرثیے سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً "مختصر تاریخ مرثیہ گوئی" (حامد حسن قادری) "مطالعۂ انیس" (شجاعت سندیلوی) وغیرہ زیادہ تر کتابوں میں تمام مرثیہ گو شعرائے کے حالات ملتے ہیں لیکن میر انس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ تاریخ ادب سے متعلق جو کتابیں ہیں ان میں بھی مرثیہ کے باب میں نامی گرامی مرثیہ گو کے حالات اور کلام کے نمونے ہیں، لیکن میر انس کہیں نظر نہیں آتے مثال کے طور پر "لکھنؤ کا دبستان شاعری" (ابو اللیث صدیقی) "تاریخ ادب اردو" (رام بابو سکسینہ) نے بھی میر انس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اور یہ بہت بڑی خامی ہے ان تمام کتابوں کی اس لئے کہ میر انس لکھنؤ اسکول کے اہم ترین مرثیہ گو ہیں۔

(۶) مولانا آغا مہدی نے "تاریخ لکھنؤ" میں بہت سی غلط باتیں درج کی ہیں، میر انس کے متعلق بھی ایک جگہ الفوتح ایک غلط فہمی پیدا کر دی ہے، لکھتے ہیں "میر انس کا مشہور مرثیہ ہے"۔

"جام جہاں نما سخنِ آبدار ہے"

اس مرثیہ میں مشہور بیت ہے :-

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغر تمہارے خون کا ٹھکانہ کہیں نہیں

حالانکہ یہ مرثیہ میر وحید کا ہے اور یہ بیت مشہور بھی میر وحید کے نام سے ہے۔ یہ مرثیہ مطبوعہ شکل میں میر وحید کی جلد "ریحانِ غم" جلد اول نظامی پریس، صـ ۱۵۳ پر دیکھا جا سکتا ہے بعض ناواقف اس بیت کو میر انیس کی بھی کہہ دیتے ہیں۔

(۷) محمود فاروقی نے "میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء" میں صفحہ ۲۷۸ پر میر انس کو میر خلیق کا سب سے چھوٹا فرزند لکھا ہے جو بالکل غلط ہے میر انس میر خلیق کے منجھلے فرزند تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر اُنس کی شاعری

خاندانِ میر انیسؔ کے شاعروں نے اپنی جادو بیانی اور اعلیٰ کردار سے اہلِ ادب کے دلوں پر نمایاں فتح حاصل کی ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود ان عظیم شاعروں کا کلام محفلوں اور مجلسوں میں موضوعِ سخن بنا ہوا ہے۔ اردو داں طبقے آج بھی خاندانِ میر انیسؔ کے شاعروں کے مرثیے، سلام اور رباعیات حفظ کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور شعراء ان کی تقلید میں فصیح اشعار کہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً مرثیے اور نظم کے شعراء اسی خاندان کے شاعروں کو اپنا آئیڈیل قرار دیتے آئے ہیں، کوشش یہی کرتے ہیں کہ ہم میر انیسؔ، میر اُنسؔ اور میر مونسؔ اور میر نفیسؔ جیسے دکھائی دیں اور معاشرے میں ہمارا احترام بھی اُسی طرح کیا جائے جس طرح اُن کی عزت اور وقعت تھی۔

میر انیسؔ کے بعد خاندانِ میر انیسؔ میں میر اُنسؔ بھی ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:

"چند مرثیے تو میر اُنسؔ کے ایسے ہیں کہ تمیز دار دیکھنے والے بھی مشکل سے میر انیسؔ سے فرق کر سکتے ہیں"۔ (فکرِ بلیغ صفحہ ۲۸۸)

مہذبؔ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"خاندانِ انیسؔ کے ایک باکمال فرد یعنی انیسؔ کے منجھلے بھائی حضرت میر مہر علی اُنسؔ بھی ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جن کے بکثرت مراثی وسلام و رباعیات آئینۂ کمال ہیں۔۔۔ زورِ کلام ، مصرعوں کی براقی ، تسلسلِ کلام ، بلندی تخیل ، ندرتِ محاکات ، پاکیزگی زبان ، لطفِ بندش تمام چیزیں مصنف کے کمال کی آئینہ ہیں"۔ (اسرارِ سخن ص ۳۳)

سفارش حسین رضوی لکھتے ہیں :۔

" انس ، خلیق کے بیٹے اور انیس کے بھائی تھے ، مرثیے انھوں نے بھی کہے جو زبان اور بیان دونوں کے لحاظ سے اچھے ہیں۔۔۔۔ انس کے کلام کا نمونہ پتہ دیتا ہے کہ یہ کس پیڑ کی شاخ ہے ، اندازِ بیان اور زبان دونوں انیس کے گھرانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں"۔ (اردو مرثیہ ص ۲۳۸)

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں :۔

"میر انس کی عظمت کا یہی ثبوت بہت مضبوط ہے کہ انھوں نے ایک قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ خاصی بڑی تعداد میں شاگرد چھوڑے اور میر انیس اور مرزا دبیر کے زمانۂ عروج میں لکھنؤ کے اندر اپنا مقام پیدا کیا اور اپنی انفرادیت کا سکہ جمایا۔ وہ اردو کے خوش گو مرثیہ نگار ، میر وحید کے والد اور استاد ہونے کے پوری طرح اہل تھے"۔ (پیمبرانِ سخن ص ۲۴۷)

اپنے عہد میں میر انس نے بھی پورے ہندوستان میں قبولیت حاصل کی تھی ، کیا شیعہ اور کیا سُنّی بلکہ ہندو بھی اُن کو عزیز رکھتے تھے ، رؤسا اور اُمراء اُن کے قدردان تھے ۔ میر انس بھی باوجود خداداد صلاحیت کے شبیرؑ کی مدّاحی میں چوتھی پُشت کے رُکن تھے ۔ مرثیہ گوئی و شاعری اُن کے خاندان کی اعلیٰ پہچان تھی ، اردو زبان کے وہ مالک و مختار تھے ۔ لکھنؤ مدینۂ تہذیب بنا ہوا تھا ۔ میر انیس نے مرثیے کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا تھا ۔ میر انس بھی سالارِ کاروانِ ادب کے نقشِ قدم پر چل رہے تھے انھوں نے بھی معنی و بیان کے نئے نئے اسلوب اردو شاعری کو عطا کئے ہزاروں الفاظ اور محاورے جن کی ہوا بھی دوسرے شاعروں کو نہیں لگی تھی اُن کو روشناس کرا دیا ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر انیسؔ کو اپنی زبان اور اپنے فن پر ناز تھا :۔

ہاتھ آئی ہے مجھے وہ زبانِ خجستہ کام | ہے جس پہ نامِ نامیٔ پیغمبرؐ انام
پایا ہے وہ کلام جو ہے اشرف الکلام | یعنی ثنائے آلِ رسولِؐ فلک مقام

لیکن نہ اہلِ کبر ہوں نہ پُر غرور ہوں
ہر دم یہ پاس ہے کہ تعلّی سے دور ہوں

حق نے زباں بھی دی مجھے روشن کلام بھی | حاصل نگیں بھی ہو گیا دنیا میں نام بھی
جوہر بھی دستیاب ہوئے اور حُسام بھی | ہے ساتھ ہر مہم بھی مدار المہام بھی

کہنے کو حاجتیں بھی ہیں حاجت روا بھی ہے
درپیش مشکلیں بھی ہیں مشکل کشا بھی ہے

کبھی منھ سے پھیکی نکالے نہ بات
سخن میں نمک کا مزا چاہیئے

کلام انیسؔ مرصّع ہے جوہری دیکھیں
کہ لفظ لفظ ہے ترشا ہوا نگیں کی طرح

ایک مرثیے کے چہرے میں میر انیسؔ نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ " بھرتی " کے الفاظ میں کمی ہونا چاہیئے۔ کلام میں " تعقید " اور ابیات میں " زوائد " کا نام نہ رہ جائے۔ " اغلاق و ثقالت " سے کلام بالکل پاک و صاف ہونا چاہیئے :۔

اے خامۂ اقبال نشاں تیغ علم کر | میداں میں سرِ سُقم حریفانہ قلم کر
فوجِ سخنِ نظم کا لے جائزہ تھم کر | بھرتی نظر آئے جو زیادہ اُسے کم کر

تقریر میں تعقید کا الزام نہ رہ جائے
بیتوں میں زوائد کا کہیں نام نہ رہ جائے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اغلاق و ثقالت سے مناسب ہے سخن صاف
ہر لفظ ہو پاک اور صفتِ دُرِّ عدن صاف
ناظر کو نظر آتا ہے خود حُسنِ حسن صاف
گلگشت کے قابل نہیں گر ہو نہ چمن صاف

ہو جن میں خلش بے انھیں چھانٹے نہیں رہتے
گلشن میں ہمارے کبھی کانٹے نہیں رہتے

میر انسؔ نے مرثیوں میں شہدائے کربلا کی حق پرستی، صبر و رضا اور جرأت و شجاعت کو نمایاں حیثیت سے پیش کیا ہے۔ میر انیسؔ کے دوش بدوش انھوں نے بھی مرثیے کا ادبی اور فنی رتبہ بلند کیا ہے۔ مرثیے کے لازمی عناصر چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، جنگ، شہادت اور بین وغیرہ میں میر انیسؔ کی گہری چھاپ ہے۔ میر انسؔ کے کلام میں نقوشِ کردار، سلاستِ اظہار، شوخیٔ بیان، شیرینیٔ زبان اور کربلا کے اہم ترین واقعات کی مصوری کے نقش و نگار جھلکتے ہیں۔ میر انسؔ کے مرثیے رنگینی و تازگی، وسعتِ بیان اور عظمتِ زبان کی بہترین مثال ہیں۔ تشبیہات و استعارات بیان و اظہار کو حُسن بخشتے ہیں، خیال میں بالیدگی اور فکر میں رسائی پیدا کرتے ہیں، کلام میں معنی پیدا ہوتے ہیں، حُسن نکھرتا اور بلاغت ابھرتی ہے، میر انسؔ نے نظم کی تصویروں میں تشبیہات و استعارات کی آمیزش سے ہزاروں رنگ بکھیرے ہیں اور شاعری کو کہیں بھی بے رنگ نہیں ہونے دیا، دوسری طرف انھوں نے تشبیہ اور استعارے سے اختصار اور بلاغت کا کام بھی لیا ہے۔ دو سطروں کی بات کو دو لفظوں میں کہنے کا سلیقہ کوئی خاندانِ انیسؔ کے شاعروں سے سیکھے، حضرت امام حسین علیہ السلام کا سراپا کس شان سے میر انسؔ نے لکھا ہے دیکھئے جبیں، رُخ پاک، لب و دندان، دل اور قدم تک کتنے رنگ ایک تصویر میں بھرے گئے ہیں

امام حسینؑ کا سراپا

جبیں:۔

اے کلک لکھ جبینِ منوّر کی کچھ ثنا
لوحِ بلور جس کی صفائی پہ ہو فدا
دسویں کا چاند اس کو کہیں گر تو ہے بجا
دن کو مگر یہ حُسن یہ تنویر یہ ضیاء

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وصف نشانِ سجدۂ حق بھی ضرور ہے
آدم کی یہ جبیں یہ محمدؐ کا نور ہے

رُخِ پاک:-

بہرِ قمر ہے وجہ وجاہت رخِ امام
رکھتا ہے مرتضیٰؑ کی شباہت رخِ امام
آفاق میں ہے آیۂ رحمت رخِ امام،
دکھلا رہا ہے نور کی صورت رخِ امام
قرآں کی منزلت ہے بزرگی ہے شان ہے
یٰسیں کی طرح مصحفِ ناطق کی جان ہے

لب و دندان:-

کیا آبروئے گوہر دنداں دہن میں ہے
ہر جوہری کو جن کا تصوّر عدن میں ہے
شیریں زباں ہے طرفہ حلاوت سخن میں ہے
نازک لبوں کے رنگ کا شہرہ یمن میں ہے
گل کی رگیں ہیں کہیں جنہیں پاسِ ادب نہیں
ڈورے ہیں چشم حورِ بہشتی کے لب نہیں

دل:-

ہے صدرِ پاک میں جو دلِ شاہِ نامدار
کعبہ میں شمع کہیئے تو ہے دل کو اعتبار
یا ہیں کنویں میں حضرت یوسفؑ بصد وقار
یا بیچ میں ہے جلد کے قرآنِ کردگار
دل منقبض جو سینۂ شاہِ زماں میں ہے
غنچہ گلاب کا ہے کہ باغِ جناں میں ہے

قدم:-

قائل ہے اس ثبات کا دشتِ مصاف بھی
ہٹنا تو کیا ہوا نہ کبھی انحراف بھی
مانع ہوئے ہیں دوست بھی اہلِ خلاف بھی
کل ایک جزو ان کے قدم کا ہے قاف بھی
کی ہو علیؑ کے پاؤں نے لغزش تو یہ ہٹیں
ہوتی ہو ساقِ عرش کو جنبش تو یہ ہٹیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"زبان اور سخن"

کام آئی کس بشر کے نہ آفاق میں زبان
گویا ہیں سب اسی سے یہ عالم پہ ہے عیاں

بے مثل اپنے فن میں ہوا کوئی نثر خواں
یکتا ہے کوئی شاعرِ خوش فکر و خوش بیاں

مدّاح کوئی حیدرؑ عالی مقام کا!
ذاکر کوئی حسین علیہ السلام کا!

جو بے ہنر تھے فخرِ نظامی کیا اُنھیں
گمنام جو تھے خلق میں نامی کیا اُنھیں

وائلؔ ہوئے کہ نظم کا حامی کیا اُنھیں
دعبلؔ تھے کیا اسی نے گرامی کیا اُنھیں

حسّانؔ و حمیریؔ کا یہ رتبہ کہاں سے تھا
جو کچھ وقار ان کے لئے تھا زباں سے تھا

ہر چند ہے سخن بھی گرانقدر و لاجواب
لیکن دم اس کے سامنے مارے یہ کیا ہے تاب

گر ہے زباں سحاب تو وہ بارشِ سحاب
یہ آہوئے ختن ہے اگر تو وہ مُشکناب

ہر جادہ ہے یہ ایک جگہ اپنے کام پر
خوشبو تو ہر طرف ہے گل اپنے مقام پر

"ناقدری عالم"

سلمائے سخن کا کوئی شیدا نہیں بالکل
برباد ہے خوبانِ مضامیں کا تجمّل

گلشن تر و تازہ ہے پہ مائل نہیں بلبل
دولت ہے پہ بے قدر ہے اب مثلِ زرِ گل

لعل جگری جو تھے وہ بے رنگ ہوئے ہیں
سمجھے تھے جواہر جنھیں وہ سنگ ہوئے ہیں

آمادۂ گلگشتِ گلستاں نہیں کوئی
مشتاقِ شمیمِ گل و ریحاں نہیں کوئی

میں یہ نہیں کہتا کہ سخنداں نہیں کوئی
ہاں جنسِ گراں قدر کا خواہاں نہیں کوئی

معشوق کی وہ گرمئ بازار نہیں ہے
یوسف تو ہے موجود خریدار نہیں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"صبح عاشور"

حشر کی صبح ہے عاشور محرم کی سحر
صیقلی تیغ ہے قتل شہ عالم کی سحر

چوٹ دیتی ہے ہر اک قلب کو ماتم کی سحر
کیوں نہ خود چاک گریباں ہو کہ ہے غم کی سحر

خوں کے اشکوں سے شفق گوں رخِ پرنور بھی ہے
کفن خلد بھی ہے ہالہ میں کافور بھی ہے

ہے ہر اک پھول پہ شبنم کی طرح بارشِ غم
صورتِ شاخِ کماں فکر میں ہر شاخ ہے خم

دنگ ہے نرگسِ بیمار بچشمِ پُرغم
سوزشِ داغ دلِ لالہ فزوں ہے ہر دم

خیمۂ آلؑ میں جب شور و فغاں اٹھتا ہے
گلِ سوسن کے کلیجے سے دھواں اٹھتا ہے

زعفراں بن گیا بس سوکھ کے سبزہ ہے جو زرد
خشک پتوں کے کھڑکنے میں صدا ہے پُردرد

دمبدم بعد سحر کے ہیں ادھر آہیں سرد
غم سے کانٹوں پہ ادھر لوٹ رہے ہیں گل درد

نکہت گل کو فراموش ہیں کلیاں اپنی
نوچ کر پھینکتی ہیں بلبلیں کلیاں اپنی

"حضرت علی اکبرؑ کی اذانِ صبح"

جب لشکر خدا میں سحر کی اذاں ہوئی
حاضر جماعتِ شہؑ کون و مکاں ہوئی

صورتِ حسن بلند تہہِ آسماں ہوئی
پڑھ کر درود فوج ملک مدح خواں ہوئی

گلہائے بوستاں ہمہ تن گوش ہو گئے
طائر جو چہچہاتے تھے خاموش ہو گئے

اللہ اکبر، اکبرؑ غازی کی وہ صدا
تھا جس میں لحنِ حضرتِ داؤد کا مزا

غنچے چمن میں گوشِ سماعت کئے تھے وا
نغمے تھے محو، گنگ تھے مرغانِ خوش نوا

رستوں پہ رہروؤں کے قدم تھے جمے ہوئے
تھے دم بخود نسیم کے جھونکے تھمے ہوئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"جنّت کی بہار"

رخشِ زمرّدی میں ہر اک نخل تھا نہال
تھا خوش قدی کا اپنی ہر اک سرو کو خیال
طاؤس وجد میں رخِ لالہ خوشی سے لال
ہر سو نسیم چلتی تھی اٹھکیلیوں کی چال
طوبیٰ تو مستِ یادِ الٰہی تھا اوج میں
کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج میں

ہر دم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب
کیسا ملال ہوتا ہے، کیا چیز ہے تعب
پتّوں کو کرتی ہے متحرک نسیم جب
سنتے ہیں اُن سے نغمۂ دلکش عجب عجب
عیش و طرب کا چار طرف سازو برگ ہے
یاں درد ہے نہ غم نہ تغیّر نہ مرگ ہے

ذرّے پہ یاں کے صدقے ہے دنیا کی کائنات
وہ عاریت سرا تو ہمیشہ اسے ثبات
یہ پر فضا مقام یہ حلّے یہ میوہ جات
پہنچے یہاں کہ رنج و الم سے ہوئی نجات
جو کچھ تمہارے واسطے ساماں ہیں چین کے
اے گل رُخو یہ پھل ہیں ولائے حسینؑ کے

حضرت علی اکبرؑ کی رخصت

ماتم بپا ہے بارگہہ بوترابؑ میں
چادر کسی کے سر پہ نہیں اضطراب میں
اکبرؑ یہ عرض کرتے ہیں شاہؑ کی جناب میں
ارشاد ہو اگر تو قدم دوں رکاب میں
واں فوجِ شام مستعدِ کارزار ہے
کہتے ہیں شاہ خیر تمہیں اختیار ہے

منھ یال پر دھرے ہوئے با دیدۂ پُر آب
کس بیکسی سے کہتے تھے شاہِ فلک جناب
اکبرؑ کی آخری یہ سواری ہے اے عقاب
مہلت ملے تو پھیر کے لانا انھیں شتاب
تو باوفا ہے چھوڑ نہ آنا سوار کو
اعدا کی برچھیوں سے بچانا سوار کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اے اکبرؑ غریب کے رہوار الوداع
بیٹے سے پھر کہا مرے دلدار الوداع
جا اے شبیہِ احمدؐ مختار الوداع
بولا پسر کہ اے شہؑ ابرار الوداع

جا کر سنبھالئے کہ نہ مادر نکل پڑیں
گھر سے کہیں پھوپھی نہ کھلے سر نکل پڑیں

"حضرت امام حسینؑ کی رخصت"

رخصت ہوئے حرم سے شہ آسماں وقار
دیکھا سکینہؑ روتی ہے پہلو میں زار زار
بولے کہ الفراق سکینہؑ پدر نثار
آؤ ملو گلے سے کہ یہ آخری ہے پیار

بی بی ہوا ہے دور مقدر کا غم کہیں
تم ایک دم میں ہوگی کہیں اور ہم کہیں!

بولی لپٹ کے وہ کہ نہ جاؤ فدا ہوں میں
یہ دل کہاں سے لاؤں کہ تم سے جدا ہوں میں
فرمایا رو کے تابع حکم خدا ہوں میں
بندہ ہوں اس کا گرچہ امام ھدا ہوں میں

جو حکم ہے بجا وہ نہ لاؤں تو کیا کروں
اس نے طلب کیا ہے نہ جاؤں تو کیا کروں

ناداں نے رو کے عرض یہ کی با دلِ حزیں
اچھا خدا کا حکم یہی ہے تو بس نہیں
لیکن جو ظلم کرنے لگیں آن کر لعیں
اس دم مجھے نہ بھول لئے گا یا امامِ دیں

فریاد سن کے دیر نہ فرمائیے گا آپ
بابا مدد کو جلد چلے آئیے گا آپ

اک آہِ سرد کھینچ کے کہنے لگے امام!
چھریاں مرے جگر کو ہیں بچپن کے یہ کلام
اللہ صبر دے تمہیں اے میری لالہ فام
جس میں کچھ اپنا بس ہو یہ ایسا نہیں مقام

رو پوش ہو کے شکل دکھاتا نہیں کوئی
جا کر خدا کے گھر کبھی آتا نہیں کوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"میدانِ کربلا میں لشکرِ حسینؑ کی آمد"

کس شوکت و شکوہ سے فوجِ خدا چلی　　کھولا علم تو خلد بریں کی ہوا چلی
غازی چلے اِدھر سے اُدھر سے قضا چلی　　لڑنے کو رن میں دولتِ خیر النساء چلی

ایک ایک رخ پہ قدرتِ حق کا ظہور تھا
لشکر نہ تھا حسینؑ کا دریائے نور تھا

گھوڑے اُڑا کے رن میں جو پہنچے وہ سرفروش　　کیا رعب تھا کہ اڑ گئے فوجِ ستم کے ہوش
بھرے تھے سب کے سُرخ شجاعت کا تھا یہ جوش　　اک اک دلیر سر کو سمجھتا تھا بارِ دوش

تھا ولولہ کہ جلد لڑیں فوجِ شام سے
تلواریں اُگلی پڑتی تھیں ہر دم نیام سے

حلقہ کئے تھے گرد علم ہاشمی جوان　　جن کا نظیر کوئی نہ تھا زیرِ آسمان
تیغوں کو تول تول کے کرتے تھے یہ بیان　　کب دیں گے اذنِ جنگ ہمیں شاہِ انس و جان

کہہ دیں ابھی تو گھاٹ کو دریا کے چھین لیں
ہاتھوں سے سرکشوں کے علم جا کے چھین لیں

"حضرت قاسمؑ ابن حسنؑ کی جنگ"

لی نیام سے نبیرۂ خیبر کُشا نے تیغ　　تولی غضب میں لختِ دلِ مرتضیٰ نے تیغ
غُل پڑ گیا کہ کھینچی ہے اُس مہ لقا نے تیغ　　دادا کو جس کے عرش سے بھیجی خدا نے تیغ

سر پر کوئی ہوا نہیں دُلدل سوار سے
اس کی بھی ضرب ہوگی نہ کم ذوالفقار سے

ناگہہ گری حُسام اُٹھا شور الاماں　　کانپی سپاہِ شام اُٹھا شور الاماں
بگڑا وہ انتظام اُٹھا شور الاماں　　دیکھا جو قتلِ عام اُٹھا شور الاماں

اک زلزلہ زمین کو ہل چل میں ہو گیا
سامانِ حشر حملۂ اوّل میں ہو گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

چلّائی موت رنگ ہے بیڈھب اماں کہاں
قہرِ خدا میں گھر گئے تم سب اماں کہاں
جب ہو چکا نزولِ بلا تب اماں کہاں
چلنے لگی یہ تیغ دو دم اب اماں کہاں
برہم علیؑ کے لال کا فرزند ہو چکا
دوزخ کھلا ہے بابِ اماں بند ہو چکا

تھا گلشنِ حیات میں بالکل خزاں کا طور
باغی دلوں پہ سہتے تھے کیا کیا نہ ظلم و جور
اک شور تھا کہ اب ہے زمانے کا رنگ اور
ڈھالیں پکارتی تھیں کہ گلچیں کا ہے یہ دور
کس شاخ کے وہ گل تھے جو توڑے نہ تیغ نے
دامن میں چار پھول بھی چھوڑے نہ تیغ نے

تھا دیکھنے میں گرچہ نہ پایانِ فوجِ شام
پر ایک دم میں مٹ گئی سب شانِ فوجِ شام
برہم صفیں تھیں خاک تھا سامانِ فوجِ شام
مٹّی میں لوٹتے تھے جوانانِ فوجِ شام
کہتی تھی موت واہ یہ نخوت اکڑ چکے
بس رن میں بوترابؑ کے پوتے سے لڑ چکے

"ذوالفقار کی تعریف"

پڑتی تھی ضربِ تیغ دو پیکر جو بار بار
دُو دُو تھے فوجِ شام میں یکتائے روزگار
دو انگلیاں اٹھا کے بصد عزّ و افتخار
ہر دم سپاہیوں سے یہ کہتی تھی ذوالفقار
ہے آبرو دو چند مری سب کے سامنے
کھینچا ہے معرکوں میں مجھے دُو امام نے

وہ تیغ برق سے بھی سوا تھی جو شعلہ بار
جنگل میں آگ لگتی تھی پَرتو سے بار بار
پسنی پہ آئی اوج سے جب ہو کے بےقرار
شعلے کی طرح کانپ گئے ڈر سے اہلِ نار
جب کوند کر اٹھی تو شرارے عیاں ہوئے
ثابت ہوا ہلال سے تارے عیاں ہوئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا دشتِ کیں میں تیغ دو پیکر کا اوج اوج　　دریائے قہر جوش دکھاتا تھا موج موج
دہشت سے نابکار گریزاں تھے فوج فوج　　تھا فرد فرد لشکرِ بے دیں میں زوج زوج
مطلب یہ تھا کہ تیغ شہ نامدار ہوں
دو دو کروں گی سب کو میں ذوالفقار ہوں

"ذوالجناح کی تعریف"

مشکل ہے مدحت فرسِ بے مثال بھی　　عاجز ہے جس کے وصف میں نازک خیال بھی
دانا بھی بردبار بھی اور خوش جمال بھی　　پیکِ نظر ہو دنگ شبک ہے وہ چال بھی
وقتِ روش سُموں کا نشاں خاک پر نہ ہو
ذرّہ کوئی زمیں کا اِدھر سے اُدھر نہ ہو

رُتبے کا ذکر کیا ہے کہ تھا مرکبِ امام　　کرتے تھے جن وانس وملک اس کا احترام
خوش قطع وخوش جمال وخوش انداز وخوش خرام　　روشن تھا ذرّہ ذرّہ پہ ادنیٰ بہ فیض عام
جس دم بڑھا شرف پہ شرف بڑھا دیئے
ہر گام چار چاند زمیں کو لگا دیئے

بل کرکے جھومتا ہے جو ہر دم یہ راہوار　　ہے گرچہ بے زباں پہ یہ دعویٰ ہے آشکار
جاسے ہے فخرِ و ناز کروں میں جو بار بار　　ہے رفرف و بُراق سے افزوں مرا وقار
اک بار بہرہ ور وہ ہوئے گر تو کیا ہوئے
برسوں سوار مجھ پہ رسولؐ خدا ہوئے

"حضرت امام حسینؑ کی شہادت

چلّوں میں تیر جوڑ کے ناوک فگن بڑھے　　دل توڑنے کو فاطمہؑ کا صف شکن بڑھے
گرزگراں اُٹھائے ہوئے پیلتن بڑھے　　تیغیں علم کیے ہوئے سب تیغ زن بڑھے
پہنچے لعیں کمیں میں کمندوں کو کھول کے
لاکھوں سوار آگئے نیزوں کو تول کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کھائے علیؑ کا لختِ جگر وار تا کجا
اُبلے رگوں سے خون تنِ زار تا کجا
اک فاقہ کش اُٹھائے یہ آزار تا کجا
سنبھلے رسولؐ پاک کا دلدار تا کجا
طاقت نہیں بدن میں شہ مشرقین کے
ہے ہے قدم رکابوں سے نکلے حسینؑ کے

اُس غدر میں بلند یہ زہراؑ کی تھی صدا
ہے ہے مرے حسینؑ پہ ہوتی ہے یہ جفا
میں فاطمہؑ ہوں جان ہے میری یہ دلربا
جد اِس کا ہے رسولؐ خدا فخرِ انبیاء
اس فوج میں کوئی بھی شناسا نبیؐ کا ہے
اے اُمّتِ نبیؐ یہ نواسا نبیؐ کا ہے

ہوتی ہے بیگناہ پہ بیداد یا کریم
دولت نبیؐ کی ہوتی ہے برباد یا کریم
بھولے ہیں تجھ کو یہ ستم ایجاد یا کریم
سُنتا نہیں کوئی میری فریاد یا کریم
بچّا میرا سنبھل نہیں سکتا ہے زین پر
گرتا ہے تیرے دوست کا پیارا زمین پر

سلام

دھیان قرآنِ رُخِ شہؑ کا جو آیا دل میں
مجرئی نور کی طلعت ہوئی پیدا دل میں
کیوں نہ بزمِ غمِ سرورؑ کی رہے جا دل میں
درد یہ وہ ہے جو رکھتے ہیں مسیحا دل میں
نہیں جاتی گلِ زہراؑ کے مصائب کی خلش
ایک مدّت سے کھٹکتا ہے یہ کانٹا دل میں
دوست رکھ آلِ محمدؐ کو کہ عقبیٰ ہو بخیر
آنے دیجو نہ کبھی اُلفتِ دنیا دل میں
رات دن منھ سے اُگلتا ہوں گہر ہائے سخن
موج زن تازہ مضامیں کا ہے دریا دل میں
علم سبزِ شہؑ دیں کا تصوّر ہے عجب
دیکھو وسعت کہ اُتر آیا ہے دریا دل میں
سرعتِ اسپِ شہؑ دیں کی میں کیا مدح کروں
اڑ گیا جم کے جو مضموں کوئی باندھا دل میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آبِ شمشیرِ علمدار کا طوفاں جو اُٹھا
پانی پانی ہوا کٹ کٹ گیا دریا دل میں

باپ کو اکبرؑ مجروح بلاتے کیونکر
حلق میں ناوکِ بیداد تھا نیزا دل میں

نزع کے وقت ستمگار جو چھاتی پہ چڑھا
آہ مظلوم نے کی درد یہ اُٹھا دل میں

اُنسؔ تاریکیٔ مرقد سے عبث ہے مضطر
داغِ زہراؑ کے جگر بند کا لے جا دل میں

سلام

نہ کس طرح سے ہوں ہم خاک اب زمیں کی طرح
کہ قدر گھٹ گئی چھلکے ہوئے نگیں کی طرح

بٹھائے کون علیؑ ختمِ مرسلینؐ کی طرح
کہ نام خاتمِ دنیا پہ ہو نگیں کی طرح

تنِ حبیبؑ پہ تھیں جھرّیاں نہ پیری میں
غضب میں تھے ہمہ تن پُرشکن جبیں کی طرح

خیالِ خلق ہے لازم جو دے خدا وسعت
جگہ ہر ایک کے دل میں رہے نگیں کی طرح

سبھی ہیں خاک کے پتلے امیر ہوں کہ فقیر
یہ کچھ بلندی و پستی نہیں زمیں کی طرح

خدا کی شان جو بدتر ہیں سنگریزوں سے
ترش ترش کے وہ بیٹھے ہیں اب نگیں کی طرح

کلامِ انسؔ مرصّع ہے جوہری دیکھیں
کہ لفظ لفظ ہے ترشا ہوا نگیں کی طرح

سلام

نہ افسر نہ تختِ طلا چاہیئے
سلامی علیؑ کی ولا چاہیئے

کروں نذر گلدستۂ باغِ نظم
مُداراتِ اہلِ عزا چاہیئے

یہ ماتم ہے آقائے مظلوم کا
غلاموں کو جوشِ بکا چاہیئے

بھرو سرد آہیں جو تھم جائیں اشک
رُکے مینھ تو ٹھنڈی ہوا چاہیئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جہاں امن ہو حشر کی دھوپ سے — وہ سایہ ہمیں اے ہما چاہیئے

زمیں پر بہت تنگ ہیں اے فلک — ہمیں سب سے اک گھر جدا چاہیئے

مسافر کا کیا کوچ اور کیا مقام — ہمیں جز لحد اور کیا چاہیئے

لحد برجِ خورشید بن جائے گی — بس اک ذرّہ خاکِ شفا چاہیئے

کبھی منھ سے پھیکی نکالے نہ بات — سخن میں نمک کا مزا چاہیئے

ثنا زلفِ اکبرؑ کی لکھتے ہیں ہم — سیاہی میں مشکِ خطا چاہیئے

گرہ دل کی اے انسؔ کھل جائیگی
عنایاتِ مشکل کُشا چاہیئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اشاریۂ مراثیٔ میر اُنسؔ

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	کیفیت
	الف		
۱۔	آمد ہے رن میں اکبرؑ یوسف جمال کی	۱۱۹	ریحانِ غم جلدِ اوّل
۲۔	اے آفتاب اوجِ مضامیں بلند ہو	۱۲۳	ریحانِ غم جلدِ دوم
۳۔	اے شاہِ سخن تختِ فصاحت پہ مکیں ہو	۱۷۰	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
	ب		
۴۔	برپا خیام شاہ لبِ نہر جب ہوئے	۴۵	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
۵۔	برہم جگر و جان شہنشاہِ امم ہے	۹۰	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
۶۔	برہم ہر بزمِ شبیرِ خدا آج رن میں ہے	۹۸	اسرارِ محن
۷۔	برہم ہوئے حسینؑ جو دشتِ قتال میں	۹۸	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
	ج		
۸۔	جاتا ہے شیر بیشۂ حیدر فرات پر	۱۵۳	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
۹۔	جب بانوئے بیکس کو یہ رن سے خبر آئی	۳۵	مراثیٔ مونسؔ جلدِ پنجم میں بھی شامل ہے
۱۰۔	جب چھد گیا اکبرؑ کا جگر نیزۂ کیں سے	۴۵	قلمی ۔ غیر مطبوعہ
۱۱۔	جب حرؑ کو ملا خلعتِ پُر خونِ شہادت	۱۷۵	مراثیٔ انیسؔ میں شامل ہے
۱۲۔	جب خیمۂ امامِ دو عالم بپا ہوا	۷۱	ریحانِ غم جلدِ اوّل
۱۳۔	جب رن میں خاتمہ ہوا اللہ کی سپاہ کا	۳۰	مراثیٔ مونسؔ جلدِ چہارم میں بھی شامل ہے۔
۱۴۔	جب رن میں مرتفع ہوا ابترشہؑ دیں کا	۳۳	مطبوعہ "ہلالِ محرّم"
۱۵۔	جب روشنیٔ مہر منوّر ہوئی رن میں	۹۴	قلمی ۔ غیر مطبوعہ ۔
۱۶۔	جب شاہ کو سفر میں بہت دن گذر گئے	۲۵	مطبوعہ ۔ "ہلالِ محرم"

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نمبر	مطلع	صفحہ	ماخذ
۱۷۔	جب لشکرِ خدا میں سحر کی اذاں ہوئی	۱۸۶	ریحانِ غم جلدِ دوم
۱۸۔	جب لُٹ کے وطن میں شہؑ دیں کے حرم آئے	۳۶	قلمی۔ غیر مطبوعہ
۱۹۔	جب ناصرانِ قبلۂ عالم بچھڑ گئے	۱۸	مطبوعہ "ہلالِ محرم"
	چ		
۲۰۔	چھوڑا اصغرؑ نے بھی جب دارِ فنا کو	۳۰	قلمی۔ غیر مطبوعہ
	ح		
۲۱۔	حشر کی صبح ہے عاشورِ محرم کی سحر	۳۱۶	ریحانِ غم جلد دوم
	خ		
۲۲۔	خورشید فلک عکس درِ تاجِ علیؑ ہے	۱۳۹	ریحانِ غم جلدِ اوّل
	د		
۲۳۔	دنیا میں سب فنا ہے کسی کو بقا نہیں	۳۷	مقبولِ عام مرثیے جلدِ دوم
۲۴۔	دولت سرا میں شورِ وداعِ حسینؑ ہے	۱۸۳	ریحانِ غم جلدِ اوّل
	ز		
۲۵۔	زیور جو ستاروں کا ملا لیلیٰؑ شب کو	۱۳۰	قلمی۔ غیر مطبوعہ۔
	س		
۲۶۔	سب سے جدا روش مرے باغِ سخن کی ہے	۱۶۲	مراثیٔ انیس میں شامل ہے
	ش		
۲۷۔	شاہوں کا شہنشاہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے	۱۱۹	ریحانِ غم جلدِ اوّل
۲۸۔	شہؑ کے رفقا انجمِ افلاکِ شرف تھے	۱۱۶	قلمی۔ غیر مطبوعہ
	ع		
۲۹۔	عباسؑ نہالِ چمنستانِ وفا ہے	۱۵۰	قلمی۔ غیر مطبوعہ
۳۰۔	عباسؑ کی توصیف میں اے طبع رواں ہو	۴۷	قلمی۔ غیر مطبوعہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ک

نمبر	مطلع	صفحہ	کیفیت
۳۱-	کام آچکی جو فوجِ حسینؑ جہاد میں	۱۱۳	قلمی - غیر مطبوعہ
۳۲-	کربلا میں شہؑ والا کے حرم لٹتے ہیں	۲۵	مراثیٔ مونسؔ جلد ۵ میں بھی شامل ہے۔
۳۳-	کعبہ میں جب یہ قبلۂ دیں کو خبر ہوئی	۱۳۰	ریحانِ غم جلد اوّل
۳۴-	کوفے میں جب امامِ اُمم کی طلب ہوئی	۳۷	قلمی - غیر مطبوعہ
۳۵-	کھولا علم جو خسروِ زرّیں کُلاہ نے	۱۵۰	قلمی
۳۶-	کیا دلفریب حُسنِ عروسِ کلام ہے	۲۳۷	ریحانِ غم جلد اوّل
۳۷-	کام آچکی جو فوجِ حسینؑ جہاد میں	۱۱۳	قلمی - غیر مطبوعہ

ل

نمبر	مطلع	صفحہ	کیفیت
۳۸-	لشکرِ شام نے جس وقت صف آرائی کی	۱۵	مطبوعہ ہلال محرم

م

نمبر	مطلع	صفحہ	کیفیت
۳۹-	میں مدح خوانِ سبطِ رسالتمآبؐ ہوں	۱۵۱	ریحانِ غم جلد اوّل
۴۰-	میداں میں شاہِ دیں علی اصغرؑ کو لاتے ہیں	۳۳	ریحانِ غم جلدِ اوّل
۴۱-	مہر مبیں ہے شمسۂ ایوانِ مرتضیٰؑ	۱۱۳	قلمی - غیر مطبوعہ

ھ

نمبر	مطلع	صفحہ	کیفیت
۴۲-	ہاں اے زباں جنودِ سخن کا علم اٹھا	۱۲۲	ریحانِ غم جلد دوم
۴۳-	ہاں اے فلک سنبھال سپر آفتاب کی	۹۲	ریحانِ غم جلد دوم
۴۴-	ہند آتی ہے زنداں میں بڑے جاہ و حشم سے	۱۰۲	مراثیٔ انیسؔ میں شامل ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ ——— میر مہر علی اُنس

در حال حضرت حُرؑ

جب روشنئ مہرِ منوّر ہوئی رن میں

(بند ۹۴)

(۱)

جب روشنئ مہرِ منور ہوئی رن میں — ترتیبِ صفِ فوجِ ستمگر ہوئی رن میں
چھڑکاؤ سے وہ خشک زمیں تر ہوئی رن میں — قومِ جہلا مستعدِ شر ہوئی رن میں
غل تھا کہ بڑے معرکہ آرا وہ جواں ہیں
نکلیں رفقائے شہِؑ مظلوم کہاں ہیں

(۲)

ہے اکبرؑ و عباسؑ کی جرأت کی بڑی دھوم — ان دونوں پہ نازاں ہیں بہت سیّدِ مظلوم
ہنگامِ وغا طنطنہ ہو جائے گا معلوم — روئیں گے بہت پیٹ کے سر سرورِؑ مغموم
سر بیچے ہوئے ہم بھی پئے ناموری ہیں
وہ دو ہیں تو یاں لاکھ جواں اُن سے جری ہیں

(۳)

کہتا تھا کوئی رکھ کے دمِ تیغ پہ انگشت — جوہر مرے کھُل جائیں گے ہنگامِ زد و کشت
گر دیو مقابل ہو تو پھیروں نہ کبھی پشت — ہر ہاتھ پہ حاکم سے صلہ لوں گا میں یکمشت
میدانِ وغا خوں سے گل رنگ کروں گا
سو سو کو میں اک ضرب میں چو رنگ کروں گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴)

نیزے کو ہلا کر کوئی کرتا تھا یہ تقریر
ہیں گو کہ جوانانِ علیؑ صاحبِ شمشیر
ہے اس کی انی اور جگرِ اکبرؑ دلگیر
یاں خاک پہ تڑپے گا وہ اور دیکھیں گے شبیرؑ
بیٹے کے عوض جنگ میں کد کر نہ سکیں گے
اک طعن مرے نیزے کی رد کر نہ سکیں گے

(۵)

ظالم تو ادھر لاف زنی کرتے تھے باہم
مشغولِ وظائف تھے ادھر سیدِ اکرم
آراستہ اعدا کی صفیں ہو چکیں جس دم
باجے عربی رن میں بجانے لگے اظلم
گھبرا گئے شیروں کو ملی راہ نہ بن کی
نقارے پہ کڑکے کہ زمیں ہل گئی رن کی

(۶)

داہنے پہ معین بن حجاج ستمگار
اور بائیں طرف فوج کے تھا شمرِ جفاکار
تھا ان میں ولید ولد القلب علمدار
عروہ پسرِ قیس تھا اسواروں کا سالار
میداں کئی فرسنگ سواروں سے بھرا تھا
اور شبث کے ہمراہ پیادوں کا پرا تھا

(۷)

اک سمت مسلح تھے سواروں کے رسالے
اک سو نظر آتے تھے چمکتے ہوئے بھالے
لچکاتے تھے ڈانڈ ایک طرف برچھیوں والے
کچھ لاف زنی کرتے تھے تیغوں کو سنبھالے
نامی قدر انداز جو رستم سے نہ کم تھے
جوڑے ہوئے تیروں کو کمانوں میں وہ خم تھے

(۸)

دریا کی ترائی میں صف آرا تھے ستمگار
ایک ایک سے تاکید یہی کرتا تھا ہر بار
غفلت کا نہیں وقت رہو گھاٹ سے ہشیار
پیاسوں کو ادھر آنے نہ دینا کبھی زنہار
گذرے نہ پرندہ کسی تدبیر ادھر سے
پتّہ بھی جو کھڑکے تو چلے تیر ادھر سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹)

تھا فوج ستم میں یہ تردد یہ سرانجام — فاقے سے کئی روز کے تھا لشکر اسلام
آیا سرِ میداں جو محمدؐ کا گل اندام — تھرانے لگی خوف کے مارے سپہ شام
تیور جو نظر آئے جوانانِ علیؑ کے
لاکھوں تھے بجا پر نہ رہے ہوش کسی کے

(۱۰)

فوجِ شہِؑ دیں رن میں صف آرا ہوئی ناگاہ — عباسؑ نے پایا علمِ لشکر اللہ
تھا میمنہ کی صف میں بن قین سا ذی جاہ — اور میسرہ میں ابن مظاہر تھا ہوا خواہ
الفت تھی جو بیٹے سے دل و جان علیؑ کو
استادہ کیا قلب میں ہمشکل نبیؐ کو

(۱۱)

کس منہ سے کہوں فوج ظفر موج کا عالم — وہ سبز علم اور وہ چمکتا ہوا پرچم
یوں سائے میں اسکے تھے شہنشاہِ دو عالم — ہو جلوہ نما ابر میں جوں نیر اعظم
فرماتے تھے ہنس ہنس کے عزیز و رفقاء سے
بو آتی ہے جنت کی پھریرے کی ہوا سے

(۱۲)

کیا فوج تھی فوج پسر حیدرؑ کرار — تھا جس میں ہر اک مملکت حسن کا سردار
خورشید سی پیشانیاں اور چاند سے رخسار — شیریں لب و خوش لہجہ و خوش وضع و خوش اطوار
سیدھے کریں نیزے تو صف فوج الٹ جائے
للکاریں تو رستم کا جگر خوف سے پھٹ جائے

(۱۳)

مولا کے عزیزوں کا کہوں کیا حشم و جاہ — تھی جن کے سراپا سے عیاں قدرت اللہ
اک غیرت خورشید تو اک رشک مہِ ماہ — اکبرؑ ہوئے راس اور ہوئے جیب قاسمؑ نوشاہ
بے حکم قدم بھی جو نہ بڑھ سکتے تھے دونوں
روباہوں کو شیروں کی طرح تکتے تھے دونوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت کے قریں زینبؑ دلگیر کے پیارے | جس طرح سے ہوں ماہ کے پہلو میں ستارے
کہتے تھے کہ جب تک ہیں یہ سر تن پہ ہمارے | (۱۴) چھوڑیں گے لعینوں کو نہ بے جان سی مارے

حق ہم پہ ہے فرزند رسولؐ مدنی کا
لے میاں سے دعویٰ ہو جسے تیغ زنی کا

مسلمؑ کے پسر شالِ عزا دوش پہ ڈالے | ہتوانسے ہوئے ڈھالوں کو تیغوں کو سنبھالے
آپس میں یہی کہتے تھے وہ گیسوؤں والے | (۱۵) شامی ہمیں کیوں دیکھ کے چمکاتے ہیں بھالے

جس صف میں ہیں کوئی ہم اُسی صف ہی گریں گے
سر باپ کے قاتل کا جدا تن سے کریں گے

عباسؑ علیؑ صف شکن و شبیرؑ دلاور | بالا قد و خوش رو و خوش اندام و قوی تر
تھا جلوہ نما شان سے غازی بھی سراسر | (۱۶) حمزہؓ کا حشم رعب علیؑ شوکت جعفرؑ

بھائی کی طرف دیکھ کے خوش ہوتے تھے شبیرؑ
پر ساتھ ہی کچھ سوچ کے رو دیتے تھے شبیرؑ

اولادِ عقیلؑ و پسران اسدؑ اللہ | سب زیرِ علم جمع تھے عباسؑ کے ہمراہ
قبضوں پہ تو تھے ہاتھ نگاہیں سوئے جنگاہ | (۱۷) کہتے تھے کہ ہم ہوں گے نثار شہؑ ذی جاہ

کچھ خوف نہیں کثرتِ افواجِ ستم سے
جائیں گے کہاں شمر و عمر بھاگ کے ہم سے

یہ ذکر ابھی تھا کہ سلامی کا ہوا غل | آیا پسر سعد بصد شان و تجمل
پوچھا کہ کہو جنگ میں اب کیا ہے تامل | (۱۸) بس ہے یہی فوج پسر صاحب دلدل

ہم سنتے تھے وہ مالک افواج گراں ہیں
کیا شاہ کے لشکر میں بہتر ہی جواں ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۹

لاکھوں سے اسی فوج پہ لڑنے کو ہیں آئے
رحم آتا ہے اب بھی کوئی سمجھانے کو جائے
کس صف میں ہیں سرورؑ کوئی مجھ کو تو بتائے
بولا وہ جو تھا چتر زری سر پہ لگائے
وہ دھوپ کی گرمی سے پسینے میں جو تر ہے
دو روز کا پیاسا وہی زہراؑ کا پسر ہے

۲۰

بولا وہ ستمگار کچھ اب تک نہیں بگڑا
جا شمر زبانی مرے عباسؑ کو سمجھا
بھائی سے کہیں ہوتا ہے بیعت میں فرق کیا
بچ جائیں گے سب قتل سے مانو مرا کہنا
خاتون قیامت کو رلاؤ نہ کفن میں
سر تن سے اتر جائیگا اک چشم زدن میں

۲۱

عباسؑ علمدار ادھر سے یہ پکارے
بیعت کا سخن لائیو منہ پہ نہ ہمارے
پرزے ہم اڑا دیتے ہیں تلواروں کے مارے
ڈرتے نہیں لاکھوں سے یداللہ کے پیارے
ہمت کہیں کوتاہ دلیروں نے بھی کی ہے
روباہوں کی بیعت کبھی شیروں نے بھی کی ہے

۲۲

یاں کھیل ہے لڑکوں کا جو رستم نے کیا کام
ہو شام کا دم بند جو لیں میاں سے صمصام
بہرام کو دہشت سے نہیں گور میں آرام
طاقت ہے نریمان کی شجاعت کا جو لے نام
اوج ایسا ہے کس کا جو یہاں پست نہیں ہے
دنیا میں کوئی ہم سا زبردست نہیں ہے

۲۳

بس خیر اسی میں ہے کہ بیعت کا نہ لے نام
دنیا سے شہ جن و بشر کو نہیں کچھ کام
ہے عازم فردوس بریں لشکر اسلام
یاں صبح سے بالجزم ہے مرنے کا سرانجام
فرماتے ہیں سر جائے مگر بات نہ جائے
فاسق کے کبھی ہاتھ تلک ہات نہ جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ناگاہ بجا فوج عدو میں دہلِ رزم | گھوڑوں پہ سنبھل بیٹھے جوانان اولوالعزم
پروانہ سے تھے گرد جو شبیرؑ کے ہم بزم | (۲۴) مرنے پہ ہوا قصد ہر اک شبیر کا بالجزم

تلواریں چمکتی ہوئی کھینچیں کمروں سے
آقا کو بچانے لگے غازی سپروں سے

جو ہوتا تھا شبیرؑ سے رخصت کا طلبگار | فرماتے تھے آگے نہ بڑھے کوئی خبردار
تابع ہوں میں اس کا جو دو عالم کا ہے مختار | (۲۵) بے اذن خدا حکم وغا دوں گا نہ زنہار

امت کا سدا پاس رہا ہے مرے جد کو
گھبراؤ نہ آتا ہے کوئی دوست مدد کو

یہ کہتے تھے شبیرؑ جو گھوڑوں کو اڑائے | اک تین جواں پاس بن سعد کے آئے
دیکھ اُن کو لعیں کہنے لگا ہاں کوئی جائے | (۲۶) تن سے سر فرزند نبیؐ کاٹ کے لائے

اس حکم پہ منہ شمر جو تکنے لگا حُر کا
دل خوف سے سینے میں دھڑکنے لگا حُر کا

آخر پسرِ سعد سے کی حُرؑ نے یہ تقریر | انصاف سے گر پوچھ تو بے جرم ہیں شبیرؑ
ہرگز پسر فاطمہؑ کی کچھ نہیں تقصیر | (۲۷) کس شوق سے بھیجی تھی طلب کی اسے تحریر

حاکم کا محمدؐ کے نواسے نے کیا کیا
مارا کسے دو روز کے پیاسے نے کیا کیا

آرام بھی کعبے سے نکل کر نہیں پایا | میں راہبرِ خلق کو گھیرے ہوئے لایا
آفت میں نہ تھا حیدرؑ کرار کا جایا | (۲۸) مظلوم کو سید کو مسافر کو ستایا

زر کے لئے اللہ سے دل سنگ کرے گا
ابن اسد اللہ سے کیا جنگ کرے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بولا عمر سعد کہ ہاں ہے یہی ساماں — کٹ جائیں گے سر لاشوں سے بھر جائیگا میداں
شبیرؑ کا حلق آج ہے اور خنجر براّں ۲۹ دلبندِ یداللہ کی بچنے کی نہیں جاں
سادات کی غارت کا سرانجام کرونگا
مامور ہوں میں جس پہ وہی کام کرونگا

نامرد نے جس دم یہ سخن حُرؑ کو سنایا — جس صف سے گیا تھا وہ اسی صف میں پھر آیا
بولا کوئی کیا رعب ہے سادات کا چھایا ۳۰ ایسا متردد کبھی تجھ کو نہیں پایا
ڈر ہے تو نہ کر جنگ امام ازلی سے
ہم لڑنے کو کیا کم ہیں حسینؑ ابنِ علی سے

بولا وہ جری یہ نہیں تشویش مجھے آہ — جس بات کا دھڑکا ہے مجھے تو نہیں آگاہ
درپیش ہے یاں دوزخ و جنت کی مجھے راہ ۳۱ پر میں تو سوئے نار نہیں جانے کا واللہ
ناری ہیں یہاں سب مجھے جل جانے کا ڈر ہے
جاتا ہوں اُدھر فاطمہؑ کا لال جدھر ہے

ناگاہ کیا بھائی کو بیٹے کو اشارا — اس راہ میں دیتا ہے کوئی ساتھ ہمارا
کرنا ہے اگر گلشن جنت کا نظارا ۳۲ لے جائے گا ہمراہ یداللہ کا پیارا
بولے وہ خوشی ہے یہی واللہ ہماری
جو راہ تمہاری ہے وہی راہ ہماری

یہ کہہ کے بہادر نے وہیں فوج کو چھوڑا — مغفر نہ رکھا ہائے کیا گھوڑے کو کوڑا
تیروں کو کمانوں میں کمانداروں نے جوڑا ۳۳ اسواروں نے روکا نہ رکا پر کہیں گھوڑا
یا شاہ نجف کہہ کے وہ ذیشان نکل آیا
کفار تو بت بن گئے ایمان نکل آیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ دیکھ کے سب فوج نے ہلا کیا اک بار
داہنے کو تو جوڑے ہوئے تھے تیر کماندار
کچھ پیچھے رہے اور کچھ آگے ہوئے اسوار (۳۴)
اور بائیں طرف برچھیاں تانے ہوئے خونخوار
پر گھوڑے کو حرؑ کے نہ کوئی پاتا تھا گھوڑا
جب باگ ہلاتا تھا تو اُڑ جاتا تھا گھوڑا

روکا کئے کھینچے ہوئے تیغوں کو ستمگر
کی ایڑ جو راہوار کو رانوں میں دبا کر
قابو پہ کسی کے نہ چڑھا پر وہ دلاور (۳۵)
اک جست میں تھا فوج سیہ کار کے باہر
غل تھا حرؑ ذیقدر عجب شان سے نکلا!
وہ شیر سا نیزوں کے نیستان سے نکلا!

نزدیک جو تھی فوج شہنشاہِ حجازی
روتا ہوا راہوار سے اترا حرؑ غازی
دہشت سے کوئی کر نہ سکا دست درازی (۳۶)
دیکھو پسر فاطمہؑ کی بندہ نوازی
مجرم تو وہ تھا اور خجل ہوتے تھے شبیرؑ
حرؑ باندھتا تھا ہاتھوں کو اور روتے تھے شبیرؑ

اکبرؑ نے کہا اور بھی دو شخص ہیں ہمراہ
فرمایا کہ مہمانوں کو بھی روکتے ہو واہ
آنے انہیں دیں یا کہ نہ دیں یا شہؑ ذیجاہ (۳۷)
اک بھائی ہے اور ایک پسر تم نہیں آگاہ
یاور مرے مقبول ہیں درگاہِ خدا میں
ان دونوں کا بھی نام ہے فرد شہدا میں

ہو جائے گا حرؑ مجھ پہ تصدق مرے دلبر
عباسؑ پہ ہوئے گا نثار اس کا برادر
بیٹا ہے جو اس کا وہ فدا ہو وے گا تم پر (۳۸)
سر کھولے ہوئے ساتھ ہے زہراؑ مری مادر
تشریف رسولؐ عربی لاتے ہیں بیٹا
مہماں کی سفارش کو علیؑ آتے ہیں بیٹا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)
میں جاتا ہوں لینے اُسے آؤ مرے ہمراہ — گھوڑے سے بھی آ اترو کہ پیدل ہیں ید اللہ
پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو یاں سے جو چلے شاہ — قدموں پہ گرا دوڑ کے واں سے حُر ذیجاہ
بھائی تو گرا شہؑ کے برادر کے قدم پر
فرزند نے سر رکھ دیا اکبرؑ کے قدم پر

(۴۰)
شہؑ کہتے تھے مل اُٹھ کے گلے سر تو ہمارے — پر سر کو اٹھاتا تھا نہ وہ شرم کے مارے
پہلو سے جناب اسدؑ اللہ پکارے — مہماں کے بندھے ہاتھ تو کھول اے مرے پیارے
مجرم ہے نہیں عُذر کی طاقت اسے بیٹا
ہے باگ پکڑنے کی ندامت اسے بیٹا

(۴۱)
ہاتھ اُس کے بندھے کھول کے کہنے لگے شبیرؑ — کیوں ہاتھوں کو باندھا ہے تری کچھ نہیں تقصیر!
تلوار اُٹھائی تھی نہ مارا ہے کوئی تیر — میں صاف ہوں دل کھول کے ہو مُجھ سے بغل گیر
تو نے تو کہا تھا کہ نہ گھبرائیے حضرت
سو لے مرا لشکر تو چلے جائیے حضرت

(۴۲)
توبہ تری مقبول ہے کہ دل میں نہ وسواس — عاشق مرے کس شوق سے آیا تو مرے پاس
جو دل میں ارادہ ہے خدا لائے اسے راس — غفار وہ ہے اسکے کرم سے نہ ہو بے آس
یہ مرتبہ کم تجھ کو مری چاہ نے بخشا
میں نے تجھے بخشا مرے اللہ نے بخشا

(۴۳)
آئے تو ہیں فرزند و برادر ترے ہمراہ — جاتے ہوئے ہونگے پیمبرؐ ترے ہمراہ
زہراؑ ترے ہمراہ ہیں حیدرؑ ترے ہمراہ — بخشانے کو ہیں حشر میں شبرؑ ترے ہمراہ
آسان ہیں سب امر جو دشوار ہیں تیرے
اب پنجتن پاکؑ مددگار ہیں تیرے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ سنتے ہی حُر کہنے لگا ہو کے فرحناک ۔۔۔ قربان ترے اے پسرِ سیّدِ لولاک
آقا تری مظلومی پہ ہوتا ہے جگر چاک ۔۔۔ (۴۴) ۔۔۔ بھیجو مجھے میداں میں کہ مرنے سے نہیں باک

شہؑ بولے مرے دل کی خبر کیا نہیں تجھ کو
میں نے ابھی جی بھر کے بھی دیکھا نہیں تجھ کو

اے سبطِ پیمبرؐ کے ہوا خواہ یہ جلدی ۔۔۔ سیرِ چمنِ خلد کی یہ چاہ یہ جلدی
ہے ہم سے بچھڑنے کی تجھے آہ یہ جلدی ۔۔۔ (۴۵) ۔۔۔ دیر آنے میں اور جانے میں اللہ یہ جلدی

تو دوست ہے دشمن سے بھی کد ہم نہیں رکھتے
اُس دن کی ملاقات سند ہم نہیں رکھتے

پہلے ہمیں تو نے بھی تو جانے نہ دیا تھا ۔۔۔ ہم بھی ابھی مرنے کو نہ بھیجیں تو عجب کیا
مہماں سے ہوئے ملتفت اسطرح جو مولا ۔۔۔ (۴۶) ۔۔۔ وہ ملنے لگا پائے مبارک پہ منہ اپنا

پھر سرورِ دیںؑ حُر سے بڑے پیار سے لپٹے
جیسے کوئی بچھڑے ہوئے غمخوار سے لپٹے

اکبرؑ نے یہ آہستہ کہا حُر کے پسر سے ۔۔۔ کچھ باپ ترا خوش ہے کہ آیا ہے کدھر سے
واقف ہے خدا حالِ شہؑ جن و بشر سے ۔۔۔ (۴۷) ۔۔۔ پانی بھی میسر نہیں چوبیس پہر سے

شفقت حُرِ غازی پہ یہ فرماتے ہیں مولا
دعوت کا جو ساماں نہیں شرماتے ہیں مولا

اشک آنکھوں سے ٹپکا کے پسرِ حُر کا یہ بولا ۔۔۔ آقا مرے اس حال کو میں عرض کروں کیا
جس دن سے سُنا ہے کہ ہیں پیاسے شہؑ والا ۔۔۔ (۴۸) ۔۔۔ تڑپا کئے ہیں راتوں کو سوئے نہیں بابا

اس قافلہ کا ساتھ اُسی دن سے دیا ہے
کچھ غم کے سوا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سن ہو گئے سن کر یہ خبر اکبرؑ مظلوم — اور شاہ کا منہ تکنے لگے بادل مغموم!

(۴۹)

رو کر کہا حضرت نے کہ سب ہے مجھے معلوم — مہمان بھی ہے کھانے سے اور پانی سے محروم!

بھوکوں کی تو فاقہ شکنی ہم نے سدا کی

سو ہیں ہمیں فاقے سے یہ قدرت ہے خدا کی

ہے بات یہ کل کی نہیں مدت کا فسانا — مہماں ہوئے فضہؓ کے گھر اک دن مرے نانا

(۵۰)

فاقہ تھا پر اللہ نے بھجوا دیا کھانا! — افسوس صد افسوس ہے اک دن یہ زمانا

کیونکر نہ قلق ہو دل نالاں کو ہمارے

پانی بھی ملا گھر سے نہ مہماں کو ہمارے

اتنے میں صدا فاطمہ زہراؑ کی یہ آئی — اے حرؑ ترے آنے کی خبر جیسے ہی پائی

(۵۱)

دروازے سے سرکی نہیں زینبؑ مری جائی — جا خلد کہ واں ہو گی تری روزہ کشائی

بے اس کے ترا کام نہ نکلے گا کسی سے

رخصت وہ دلا دیں گی حسینؑ ابن علیؑ سے

منہ تکنے لگا شاہؑ کا حرؑ بہر اجازت — کس لطف سے فرمایا کہ جا کیا ہے قباحت

(۵۲)

سب پردہ نشینان سرا پردۂ عصمت — دیتے ہیں دعائیں تجھے بھائی بصد الفت

آنے کی ترے جب سے ہے شبیرؑ کو شادی

اس دن سے ہے زینبؑ مری ہمشیر کو شادی

جوڑے ہوئے ہاتھوں کو چلا حرؑ دلاور — ڈیوڑھی کی طرف دوڑ کے مجرا کیا جھک کر

(۵۳)

فضہؓ نے کہا اے شہ مظلوم کے یاور — فرماتی ہے یہ بعد دعا شاہ کی خواہر

شادی ترے آنے کی ہے آج اہل حرم میں

اس وقت میں تو آیا کہ جان آ گئی ہم میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ذریت حیدرؑ ہے نہایت تری مشکور — کیوں پاس ادب سے یہ نہایت ہے بہت دور
ڈیوڑھی کے قریب آکہ ہے کچھ پوچھنا منظور — آداب بجالا کے بڑھا تب حرؑ مغفور (۵۴)
فضہؑ نے کہا واہ عجب صاحب دیں ہے
لو کہہ لو کہ حرؑ خیمے کی ڈیوڑھی کے قریں ہے

آہستہ کہا حرؑ سے یہ زینبؑ نے کہ بھائی — یہ پوچھتی ہے تجھ سے ید اللہ کی جائی
ہم نے تو کبھی کی نہیں دشمن سے برائی — شبیرؑ پہ چڑھ آئی ہے کیوں فوج خدائی (۵۵)
تجھ کو تو خبر ہو کہ ملازم تھا وہیں کا
کیا قصد ہے آخر پسر سعد لعیں کا

لونڈی تو نہیں جانے کی زہراؑ کی کمائی — بہنا سے تو بچھڑے گا نہ ہے ہے مرا بھائی
رو رو کے یہ تقریر جو زینبؑ نے سنائی — کچھ سوچ کے گردن حرؑ غازی نے جھکائی (۵۶)
دل سے کہا خاموش بھی رہیئے تو ہے مشکل
کہیئے تو ہے مشکل جو نہ کہیئے تو ہے مشکل

کی عرض کہ اے بنت علیؑ مریم ثانی — اللہ سے ڈرتے نہیں وہ ظلم کے بانی
سن آیا ہوں میں شمر ستمگر کی زبانی — جیتا نہ بچے گا اسد اللہ کا جانی (۵۷)
قتل اس کو ہے منظور شہؑ تشنہ گلو کا
پیاسا ہے وہ فرزند پیمبرؐ کے لہو کا

زینبؑ نے کہا کاش مجھے جان سے ماریں — بھائی کے عوض سر مرا تن پر سے اتاریں
راضی ہوں میں زہراؑ کے پسر پر مجھے واریں — بچوں کو لئے بھائی مدینے کو سدھاریں (۵۸)
کچھ غم نہیں جیتی نہ اگر گھر گئی زینبؑ
صغراؑ مجھے پوچھے تو کہیں مر گئی زینبؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کہہ کے لگی پیٹنے زہراؑ کی وہ پیاری ۔ اور ہاتھ اٹھا کر سوئے میداں یہ پکاری
شبیرؑ یہ بہنا تری مظلومی کے واری ۔ فریاد ہے یاں ذبح کریں گے تجھے ناری ۵۹
اسباب سفر اونٹوں پہ لدوانے نہ دیتی
یہ جانتی تو یاں میں تمہیں آنے نہ دیتی

حضرت نے جو زینبؑ کے سنے نالۂ جانکاہ ۔ روتے ہوئے میداں سے پھرے سرورِ ذیجاہ
چلا کے کہا حُرؑ نے کہ اے بنتِ یداللہ ۔ رخصت مجھے دلوا دو کہ آتے ہیں اِدھر شاہ ۶۰
انصار وفادار میں شامل مجھے کر دو
للہ بس اب خلد میں داخل مجھے کر دو

شہؑ آئے تو بولی اسد اللہ کی جائی ۔ کیوں مر نہ گئی آہ یہ گردوں کی ستائی
آخر تو کوئی آن میں ہوئے گی جدائی ۔ بیتاب ہوں لگ جاؤ گلے سے مرے بھائی ۶۱
دل کھول کے روئی نہیں رو لینے دو مجھکو
صدقے گئی قربان تو ہو لینے دو مجھکو

رونے لگے شبیرؑ گلے مل کے بہن سے ۔ باجوں کی صدا اتنے میں آنے لگی رن سے
سینے میں ہر اک بی بی کا دل ہو گیا سن سے ۔ زینبؑ نے کہا بادشہ تشنہ دہن سے ۶۲
اوروں کو نہ احکام وغا دیجیو بھائی
پہلے حُرؑ غازی کو رضا دیجیو بھائی

شہؑ بولے کہ اللہ کو بھی ہے یہی منظور ۔ اب روک سکوں اس کو یہ میرا نہیں مقدور
ہمراہ لئے حُرؑ کو چلے سرورِ جمہور ۔ زینبؑ نے کہا اب تو ہوا خرّم و مسرور ۶۳
بوسے دیئے حُر نے قدم شاہ پہ گر کر
اور ڈیوڑھی کی جانب کئی مجرے کیے پھر کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۴)

چلّائی یہ زینبؑ کہ خدا حافظ و ناصر
زہرؑا و رسولؐ دوسرا حافظ و ناصر
مشکل میں شہؑ عقدہ کشا حافظ و ناصر
جائز حسنِؑ سبز قبا حافظ و ناصر
بربادی سے اماں کی کمائی کو بچالے
بھینا ترے صدقے مرے بھائی کو بچالے

(۶۵)

یہ سن کے گیا حُرؑ صف اعدا کے مقابل
تلواروں میں اک سمت جگر ایک طرف دل
یوں برچھیوں کو تان کے کہنے لگے قاتل
دشمن سے ملا جا کے ہوا کیا تجھے حاصل
کھانا تو کہاں تھا جو ملا ہووے گا تجھ کو
پانی بھی میسّر نہ ہوا ہووے گا تجھ کو

(۶۶)

جھنجھلا کے کہا حُرؑ نے کہ اے قوم ستمگار
بے دیں کی رفاقت بھی اطاعت بھی ہے بیکار
واں دیں ہے یہاں کفر ہے واں نور ہے یاں نار
صد شکر مرے طالع خفتہ ہوئے بیدار
ہرگز مجھے بھایا نہ چلن فوجِ شقی کا
پیرو ہوا اس کا جو نواسا ہے نبیؐ کا

(۶۷)

چن چن کے تمہیں ماروں گا تم دشمنِ دیں ہو
رحمت سے بعید اور غضبِ حق کے قریں ہو
تم میں کوئی سردار ہو یا تخت نشیں ہو
مردود ہو مقہور ہو کافر ہو لعیں ہو
سب حال پہ اپنے کفِ افسوس ملو گے
تم تابہ ابد آتشِ دوزخ میں جلو گے

(۶۸)

یہ سنتے ہی غصّہ عمرِ سعد کو آیا
صفواں پسرِ حنظلہ کو پاس بلایا
آیا وہ جفا کیش تو اس کو یہ سنایا
کیا سوجھی اسے حُرؑ کے یہ کیا دل میں سمایا
کس بات پہ بیدل ہوا کیا ہم نے خطا کی
آقا سے یہی کرتے ہیں جو حُرؑ نے دغا کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۶۹

اس شخص سے ہم کو یہ توقع تھی نہ واللہ — اوروں کو نہ ہو حوصلہ نکلے یہ بُری راہ
تو سب سے زیادہ ہے فنِ جنگ سے آگاہ — ہاں جا کے اسے قتل کر اے حُر بے ہوا خواہ
منگوا کے ابھی خلعت پُر زر تجھے دوں گا
تھی حُرؑ کو جو سالاریٔ لشکر تجھے دوں گا

۷۰

یہ سنتے ہی صفوان چلا چھیڑ کے رہوار — حُرؑ پر یہ غضب نیزے کا آتے ہی کیا وار
حُرؑ کا بھی پڑا نیزہ جو اس نیزے پہ اک بار — ٹکڑے ہوا نیزہ بھی سناں بھی ہوئی بیکار
سینے پہ انی پھر جو شہ یک اجل آئی
دو ہاتھ سناں پشت سے باہر نکل آئی

۷۱

نیزے کو تکان دے کے سرِ زیں سے اٹھایا — چھیدا ہوا نیزے سے سرِ دست جو آیا
گردش اسے دے دے کے لعیں کو دکھایا — سردار نے تب ترم سے گردن کو جھکایا
پٹکا جو سناں سے تو زمیں پر گیا ناری
اعضائے بدن چور ہوئے مر گیا ناری

۷۲

لکھا ہے کہ صفوان کے تھے تین برادر — ایک ان میں سے آیا حُر غازی کے برابر
تلوار لگانے بھی نہ پایا وہ ستمگر — پنجے میں کمر بند لیا حُرؑ نے جھپٹ کر
زیں پر سے تڑپتا ہوا سر پر نظر آیا
شہباز کے چنگل میں کبوتر نظر آیا

۷۳

پھر سر سے اسے حُرؑ نے سوئے چرخ اچھالا — غل تھا کہ لڑائی کا نیا طور نکالا
بالا جو ہوا پر کیا نیزے سے دو بالا — الٹا ہی زمیں پر اسے تقدیر نے ڈالا
دیکھا تو عجب شکلِ سر و تن نظر آئی
گردن میں سر اور سینے میں گردن نظر آئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا دوسرے بھائی کی جہاں آنکھوں میں اندھیر — مرجانے پہ آمادہ تھا اور زیست سے تھا سیر
بپھرا ہوا وہ سامنے آیا صفتِ شیر — (۷۴) — حملہ حُرؑ غازی نے کیا کھینچ کے شمشیر
بس روک کے تلوار پہ تلوار کو حُرؑ نے
دو ٹکڑے کیا صاف ستمگار کو حُرؑ نے

جس صف میں در آیا وہ ہزبرِ صفِ جنگاہ — چھپنے لگے ہر سمت لعین صورتِ روباہ
لشکر میں یہ تھا شور کہ العظمت للہ — (۷۵) — یاں جانب قبلہ یہ دعا مانگتے تھے شاہ
ساونت کی غازی کی بہادر کی مدد کر
اے خالق ذوالفضل مرے حُرؑ کی مدد کر

مظلوم کا مہمان ہے بیکس کا ہے یاور — سر دینے کو ہمراہ ہے فرزند و برادر
میں نے تو بحل کر دیئے جرم اس کے سراسر — (۷۶) — اب تو بھی اسے بخش دے اے خالق اکبر
یارب ترے محبوب کا دلبند ہے شبیرؑ
اس عاشق صادق سے رضامند ہے شبیرؑ

یاں سبط پیمبرؐ کی یہ خالق سے دعا تھی — اور حُرؑ سے اُدھر فوج ستم گرم دغا تھی
تلوار تھی اس شیر کی یا سیل فنا تھی — (۷۷) — ضربت سے قیامت صف دشمن میں بپا تھی
دوزخ کے سوا پھر نہ کھلی آنکھ جھپک کر
بجلی سی گری جس پہ گری تیغ چمک کر

دم لیتا تھا جب حُرؑ تو جھپٹتا تھا برادر — تھک جاتا تھا بھائی تو پلٹتا تھا بڑھ کر
بیٹے سے بچا جو اُسے حُرؑ کرتا تھا بے سر — (۷۸) — حملوں سے پریشاں تھا ستمگاروں کا لشکر
رہوار جواں آگے سے منہ موڑ کے بھاگے
ہاتھوں سے علمدار علم چھوڑ کے بھاگے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب حُر پہ اُٹھاتا تھا کوئی نیزۂ خونخوار — للکارتا تھا بھائی کہ میں آیا خبردار
(۷۹)
بھائی کی طرف بڑھ گیا گر کوئی ستمگار — فرزند لگاتا تھا اسے دوڑ کے تلوار

دل کانپتے تھے فوج ستم زیر و زبر تھی
جا امن کی دشمن کو اِدھر تھی نہ اُدھر تھی

آخر جھکی ان غازیوں پر فوج سمٹ کر — غازی ہوئے سب سے وہ لڑے خوب جوڑ کر
(۸۰)
تیغوں سے مگر دست برادر گرے کٹ کر — نیزے سے پسر گر پڑا گھوڑے سے لپٹ کر

نرغے میں اکیلا حُرؑ تفتیدہ جگر تھا
دہنے کو برادر تھا نہ بائیں کو پسر تھا

حُرؑ بڑھ کے یہ عباسؑ اور اکبرؑ کو پکارا — دو تازہ غلاموں نے تو یاں جان کو وارا
(۸۱)
گھوڑوں سے کچلواتے ہیں لاشے ستم آرا — لے جائیے ان دونوں کو اب آکے خدارا

بے تیغوں کے پھل کھائے مرا دل نہ بھرے گا
خادم تو ابھی مار کے بہتوں کو مرے گا

یہ سنتے ہی دوڑے گئے عباسؑ اور اکبرؑ — میداں میں صفیں حُر کے قریں آئیں برابر
(۸۲)
جس دم وہ جری لے گئے لاشوں کو اٹھا کر — بس ٹوٹ پڑا حُرؑ پہ ادھر شام کا لشکر

آفت یہ پڑی فدیۂ شاہنشہ دیں پر
نیزہ تو لگا سینے پہ اور تیر جبیں پر

سنبھلا نہ ابھی تھا کہ لگی شانے پہ تلوار — ناگاہ لگا فرق پہ اک گُرزِ گراں بار
(۸۳)
رگرتے ہوئے حضرت کو پکارا وہ دل افگار — خادم کو سرافراز کرو یا شہ ابرار

گاہک ہیں جو سر کے انہیں رد کیجئے مولا
مہمان کی مشکل میں مدد کیجئے مولا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حُرؑ کی یہ صدا سنتے ہی رونے لگے شبیرؑ
دل ہو گیا بیتاب کلیجے پہ لگا تیر
میداں کو پیادہ جو چلے دست بہ شمشیر
گردوں پہ ملک بولے کہ اللہ ری توقیر ۸۴
رُتبے پہ اگر ناز کرے حُرؑ تو بجا ہے
زہراؑ کا پسر لاش اُٹھانے کو چلا ہے

حُرؑ تک ابھی پہونچے نہ تھے شاہنشہ اکرم
ناگاہ سنا غلغلۂ شورش و ماتم
دیکھا کہ کھڑی روتی ہیں مخدومۂ عالم
چلاتی ہیں سر کھولے ہوئے با دلِ پُر غم ۸۵
کس جرم پہ اس صاحب ایمان کو مارا
ہے ہے مرے شبیرؑ کے مہمان کو مارا

آغوش میں ہیں لاش لئے حیدرؑ صفدر
رومال دھرے آنکھوں پہ روتے ہیں پیمبرؐ
ہیں نالہ کناں پہلوؤں میں حمزہؓ و جعفرؓ
کہتے ہیں حسنؑ واہ مرے بھائی کے یاور ۸۶
نیکوں کا جو ہونا ہے وہ انجام ہے تیرا
آزاد ہے دوزخ سے کہ حُر نام ہے تیرا

جب منہ سے لگاتے ہیں علیؑ ساغر کوثر
ہونٹوں کو نہیں کھولتا اپنے وہ دلاور
فرماتے ہیں پیاسا ہے لب خشک تو تر کر
رکھ لیتا ہے تب ہاتھ کو ہونٹوں پہ وہ رو کر ۸۷
وہ کہتا ہے کیا فائدہ میں اب نہ جیوں گا
آقا مرے پیاسے ہیں میں پانی نہ پیوں گا

دیکھا جو یہ احوال تو نزدیک گئے شاہ
رو رو کے کہا ہوش میں آ اے حُرؑ ذیجاہ
رو رو کے کہا حُرؑ نے کہ المنۃ للہ
اٹھوں کہ قدم بوسی کی میں دیکھتا تھا راہ ۸۸
شہ بولے کہ طاقت تجھے اُٹھنے کی کہاں ہے
تکلیف نہ کر خوں رگِ گردن سے رواں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کی عرض یہ اس عاشقِ شاہِ شہداء نے
مولا کوئی روتا تھا ابھی میرے سرہانے
(۸۹)
پانی کوئی لاتا تھا مری پیاس بجھانے
رو کر یہ کہا شاہِ غریب الغربا نے

گریاں ترے باب یہ رسولِ عربیؐ ہیں
جو دیتے ہیں پانی تجھے اے حُرؑ وہ علیؑ ہیں

گر تیرے عزیزوں کو نہ ہووے گا ترا غم
شیعہ مرے دنیا میں کریں گے ترا ماتم
(۹۰)
ہووے گی عیاں جب شبِ ہشتم ماہِ محرم
سب بیٹھ کے مجلس میں تجھے روئیں گے باہم

جو تیرے لئے نالہ و فریاد کریں گے
ہم بھی انہیں محشر میں بہت شاد کریں گے

رتبہ یہ ملا ہے کسے اے صاحبِ عزت
آئے ہیں تری لاش پہ سلطانِؐ رسالت
(۹۱)
ہیں چاک گریبان شہنشاہِ ولایت
روتی ہیں تجھے ماں مری خاتونِ قیامت

جس وقت سے تو خاک پہ گھوڑے سے گرا ہے
ماتم ترا ناموسِ پیمبرؐ میں بپا ہے

زینبؑ کھڑی سر پیٹتی ہے خیمے کے در پر
چلاتی ہے مارا گیا مہمانِ برادر
(۹۲)
کس درد سے روتی ہے سکینہ مری دختر
فریاد و فغاں کر رہی ہے بانوئے مضطر

ہاتھ اُٹھے ہیں ماتم میں کنیزوں کے برابر
خیمے میں ترا غم ہے عزیزوں کے برابر

رتبہ جو سنا حُرؑ نے یہ اپنا بہ افلاک
آنکھوں سے اٹھا کر قدمِ شہ کی ملی خاک
(۹۳)
اتنے میں غش آنے لگا آنکھیں ہوئیں نمناک
تھرّانے لگا سر سے، قدم تک تنِ صد چاک

دم جب تنِ زارِ حُرؑ دلگیر سے نکلا!
اک آہ کا نعرہ دلِ شبیرؑ سے نکلا!

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹۴)

رانوے سرِ حُرؑ کو رکھا خاک پہ جس دم
ہنستے تھے لعیں اور شہ مظلوم کو تھا غم
روتے ہوئے میداں سے چلے سرورِ عالم
آئے تو پڑا خیمۂ ناموس میں ماتم

انساں کو خدا دوست رکھے آلِ نبیؐ کا
اے انسؔ یہ رتبہ ہے محبانِ علیؑ کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By https://jafrilibrary.com

میر مونس کا عکسِ تحریر

Presented By https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں چوتھی پشت"

میر مونس

میر انیس کے چھوٹے بھائی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نام : میر محمد نواب

تخلّص : مونسؔ

عرفیت : میر نواب

خطاب : افصح الفصحا، ابلغ البلغا، بُلبلِ ہندوستان،

والد : میر خلیقؔ

والدہ : ہینگا بیگم

ولادت : ۵؍ محرم ۱۲۲۶ھ / ۳۰؍ جنوری ۱۸۱۱ء جمعرات

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اہلیہ : حاجی بیگم

اولاد : لاولد

وفات : ۱۹؍ شوال ۱۲۹۲ھ / ۱۷؍ نومبر ۱۸۷۵ء جمعہ

حیات : ۶۴ برس

مقبرہ : مقبرۂ میر انیسؔ لکھنؤ

خدماتِ ادب : مرثیوں کی چھ جلدیں، مجموعۂ سلام دیوانِ فصاحت، رباعیات، دیوان غزلیات وغیرہ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مونس

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر مونس کے حالاتِ زندگی

میر محمد نواب، نام، مونس تخلص۔ میر خلیق کے سب سے چھوٹے فرزند اور میر انیس کے سب سے چھوٹے بھائی۔

ولادت

میر مونس کی ولادت فیض آباد میں ہوئی۔ شاد عظیم آبادی نے لکھا ہے۔ "میر مونس، میر انیس سے بارہ ۱۲ برس چھوٹے تھے"[1] میر انیس کا سنِ ولادت ۱۲۱۶ھ/م ۱۸۰۱ء ہے۔ اس حساب سے میر مونس کا سنِ ولادت ۱۲۲۸ھ/م ۱۸۱۳ء قرار پاتا ہے۔

خاندانی روایت ہے کہ ۵ محرم ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ مونس نے ایک سلام میں تاریخِ ولادت کا ذکر کیا ہے:۔

بجا ہے خلق میں گر مبتلائے غم رہوں مونس
تولّد ہے مرا بھی پنجم ماہِ محرّم کا

تعلیم و تربیت

میر مونس کی تعلیم و تربیت میر انیس کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔ "میر مونس ڈیڑھ برس کے تھے کہ ماں نے قضا کی، میر انیس کی بچپن کی ایک کھلائی تھی۔ اُسی نے ان کو پالا تھا۔ وہ میر انیس ہی کے ساتھ رہتی تھی۔ میر مونس بھی انھیں کے ساتھ رہے۔ اس لئے میر انیس کو ابتدا ہی سے ان کے ساتھ اُلفت اور ان کو میر انیس کی دلی عظمت و محبّت ایسی رہی کہ شاید بھائیوں اور کسی اُستاد و شاگرد میں نہ ہو۔ بچپن سے

---

[1] پیمبرانِ سخن ص ۲۴۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ذہین اور شعر گوئی کے دلدادہ تھے"۔ [۱]

تلمذ

میر مونس، شعر گوئی میں میر انیس کے شاگرد تھے۔ غزل، مرثیہ اور سلام پر میر انیس کی اصلاح ہوتی تھی۔ سید مسعود حسن ادیب نے میر حامد علی کے حوالہ کر ایک واقعہ لکھا ہے جس سے میر مونس کی شاگردی کا پتہ چلتا ہے۔ میر حامد علی، میر انیس کے بے تکلف احباب میں شامل تھے۔ ادیب لکھتے ہیں:۔

"میر انیس اپنے چھوٹے بھائی مونس اور بڑے بیٹے نفیس کو مرثیہ گوئی کی مشق اس طرح کرواتے تھے کہ ایک ٹیپ کہہ کر ان کو دے دیتے تھے اور کہتے تھے" اس پر مصرعے لگاؤ"۔ وہ مصرعے لگا کر سناتے تھے۔ میر انیس ان کا عیب و ہنر بیان کرتے تھے اور ان سے بہتر مصرعے کہنے کا حکم دیتے تھے۔ پھر ان مصرعوں پر تنقید کرتے تھے۔ اسی طرح ایک ہی ٹیپ پر کئی کئی مرتبہ مصرعے لگواتے تھے۔ اور آخر میں خود مصرعے لگاتے تھے۔ میر مونس نے ایک مرتبہ یہ مصرع کہا:۔ ع

"ہر برگ بسانِ دلِ مجروح تپاں تھا"

میر انیس نے اس کو یوں بنا دیا:۔ [۲]

"ہر برگ بہ رنگِ دلِ مسموم تپاں تھا"

قدیم تذکرہ نگاروں نے میر مونس کو میر خلیق کا شاگرد لکھا ہے۔ ہو سکتا ہے ابتدا میں انھوں نے میر خلیق سے اصلاح لی ہو ورنہ کلام میر مونس کا رنگ گواہی دیتا ہے کہ اس پر میر انیس کی مکمل اصلاح ہے۔ میر مونس کے بعض قلمی مرثیے ایسے موجود ہیں، جن پر میر انیس کے ہاتھ کی اصلاح ہے۔ شاد عظیم آبادی نے بھی بعض ایسے مرثیوں کا تذکرہ کیا ہے جو انھوں نے دیکھے تھے۔ میر مونس کا ایک مرثیہ جس پر میر انیس کی اصلاح ہے۔ "مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد (حیدر آباد دکن) نے سہ ماہی "اردو" اپریل ۱۹۳۰ء میں بعنوان "مرثیہ مونس معہ اصلاح میر انیس" شائع کیا تھا"۔ [۳]

۱۔ پیمبرانِ سخن ص ۲۴۷۔ ۲۔ انیسیات صفحہ ۶۴ ۔ ۶۵۔ ۳۔ سہ ماہی اردو، اپریل ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۹۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع ہے :- "جب شاہؒ کے سفر کا زمانہ گزر گیا"

اس کا مخطوطہ پٹنہ سے دکن پہونچا تھا۔

میر مونسؔ نے اپنے بعض مرثیوں اور سلاموں میں میر انیسؔ سے شرفِ تلمّذ کی طرف اشارے کئے ہیں۔ ان کو اس بات پر ناز بھی تھا کہ وہ میر انیسؔ کے شاگرد ہیں :-

شیرینی و فصاحت و رنگینیٔ کلام — تعلیم کا انیسؔ کے فیض ہے تمام
شایانِ مدح ورنہ مری گفتگو کہاں
کج مج زبان و ہیچمداں کا یہ رُو کہاں

اِستعدادِ علمی

میر عارفؔ کے صاحبزادے سید یوسف حسین کا بیان ہے کہ میر مونسؔ کی عربی و فارسی کی تعلیم لکھنؤ میں ہوئی تھی۔ اور ان کی اِستعدادِ علمی بہت بلند تھی۔ لیکن شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :- "اِستعداد عربی میں تو کچھ نہ تھی مگر نظم کی مزاولت نے اتنا ضرور کر دیا کہ خطوں کی فارسی کی عبارت زمانے کے رواج کے مطابق رنگین لکھتے تھے۔" [1]

لکھنؤ میں مستقل سکونت

عہدِ امجد علی شاہ میں میر انیسؔ نے فیض آباد سے قطع تعلّق کر کے مستقلاً سکونت لکھنؤ میں اختیار کی تو میر مونسؔ بھی میر انیسؔ کیساتھ مستقل طور پر لکھنؤ آ گئے۔ اس وقت میر مونسؔ کی عمر تقریباً تیئس ۲۳ برس کی تھی۔ لکھنؤ میں مستقل قیام کے بعد میر انیسؔ نے جو پہلی مجلس لکھنؤ میں پڑھی اس میں میر مونسؔ نے پیش خوانی کی تھی۔ شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :- "میر مونسؔ نے ایک مجلس میں پیش خوانی کی، سلام کے مقطع میں اپنے اصالت کا ذکر بھی کیا۔" [2]

ہم ہیں اس معرکہ میں تیغ اَصیل اے مونسؔ!!
کوئی بینا ہو تو کھل جائیگا کس بل اپنا

---

[1] پیمبرانِ سخن ص ۲۳۸ ۔ [2] پیمبرانِ سخن ص ۱۹۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر مونس کا مکان

میر مونس ہمیشہ میر انیس کے ساتھ ہی رہے ہیں لیکن شاد نے الگ مکان کا بھی تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

"میر مونس، میر انیس کے ساتھ رہے۔ پھر فتوحات کی ترقی کے بعد الگ گھر میں رہنے لگے، میں جب پہلی بار ۱۲۸۳ھ میں لکھنؤ گیا ہوں تو مشک گنج میں رہتے تھے۔ غالباً یہ گھر جس کا پھاٹک اتر رُخ تھا، میر مونس نے خرید لیا تھا۔" [۱]

"خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت نے بھی لکھا ہے کہ میر مونس "مشک گنج میں رہتے تھے۔" [۲]

ریاست محمود آباد سے تعلقات

راجہ محمود آباد امیر حسن خاں سے میر مونس کے خصوصی مراسم تھے۔ عشرت لکھنوی لکھتے ہیں:۔ "میر مونس مجالسِ عشرہ ریاست محمود آباد میں پڑھنے جاتے تھے مشہور ہے کہ راجہ امیر حسن خاں مرثیہ گوئی میں آپ ہی کے شاگرد تھے معقول وظیفہ ریاست سے مقرر تھا۔" [۳]

راجہ امیر حسن خاں مرثیے میں "حبیب" تخلص کرتے تھے، انھوں نے تقریباً ستر مرثیے تصنیف کئے ہیں، غزل میں "سحر" تخلص کرتے تھے۔ دیوان شائع ہو چکا ہے۔ راجہ امیر حسن خاں کو میر مونس سے بہت عقیدت تھی انھوں نے اپنے ایک مرثیے کے بند میں اسطرف اشارہ بھی کیا ہے۔

مجھ کو سودا نہیں ہے سر میں ہوائے مونس — عہدِ طفلی سے دل و جاں ہیں فدائے مونس

نہیں چھپتی کسی پردے میں صدائے مونس — مجھ سے پوچھے کوئی آہنگ نوائے مونس

لحنِ داؤد کا مجلس کو پتہ دیتا ہوں

ہو کسی دھن میں، میں اس لَے کو بتا دیتا ہوں

زود گوئی

میر مونس کا ایک خاص وصف جس کی تعریف تذکرہ نویسوں نے کی ہے زود گوئی ہے۔ میر مونس کے مرثیوں کی تعداد میر انیس کے مرثیوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

---

[۱] پیمبرانِ سخن ص ۱۹۵۔ [۲] آبِ بقا ص ۱۰۱۔ [۳] آبِ بقا ص ۱۰۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مونس کی بھی چھ جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ سلاموں کی تعداد بھی دونوں بھائیوں کی تقریباً برابر ہے۔ البتہ میر مونس کی رباعیاں اتنی تعداد میں نہیں ملتیں جتنی میر انیس کی ملتی ہیں۔ میر مونس کا کلام اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ نہایت زود گو شاعر تھے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"میر انیس، میر مونس کی تعریف میں کہتے تھے کہ اس کا قلم سُولی پر بھی نہیں رُک سکتا۔ اس کا ثانی ہندوستان میں نہیں ہے۔ مَیں نے میر مونس کا بے اِصلاحی مرثیہ بھی دیکھا ہے اور اصلاح شدہ بھی۔ جن ناواقفوں کا کہنا ہے کہ میر مونس کو میر انیس کہہ دیتے تھے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ میر مونس کی طبیعت میں زود گوئی، پُرگوئی و خوش گوئی بے حد تھی۔" [1]

میر انیس نے اپنے مشہور مرثیہ میں جس کا مطلع ہے "نمکِ خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری" میر مونس کا تذکرہ کیا ہے جس سے میر مونس کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ہوتا ہے :۔

بھائی وہ مونسِ خوش لہجہ و پاکیزہ خیال — جسکا سینہ ہنرِ علم سے ہے مالا مال

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست یہ کمال — معجزہ گر نہ اسے کہئیے تو ہے سحرِ حلال

اپنے موقع پہ جسے دیکھئے لا ثانی ہے

لُطف حضرت کا یہ ہے رحمتِ ربّانی ہے

عشرت لکھنوی نے بھی میر مونس کی زود گوئی کے متعلق لکھا ہے :۔

"نواب میر محمد حسین بھی ان کے شاگرد تھے ان کے یہاں کی مجلس میں بھی پڑھتے تھے اور وہیں کے مشاعروں میں بھی شریک ہوتے تھے .... نواب صاحب کے یہاں مجلس ہر مہینے کی چھبیسویں ۲۶ تاریخ کو ہوتی تھی۔ ہمیشہ میر مونس مرثیۂ نو پڑھتے تھے اور حاضرین کا بہت مجمع ہوتا تھا۔ شہر میں اور بھی مجلسیں میر صاحب نے پڑھیں مگر یہ بات کسی مرثیہ گو میں نہ تھی کہ وہ ہر مہینے کی مجلس میں نیا مرثیہ کہتا ہو۔ پھر یہ کہ ہر مرثیے کیساتھ ایک نیا سلام بھی ضرور ہوتا تھا۔" [2]

---

[1] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۵۴ ۔ [2] آبِ بقا صفحہ ۱۰۱ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقبولیت

زیادہ تر تذکرہ نویسوں نے میر مونس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ گوشہ نشیں تھے اس لئے انکی شہرت نہ ہو سکی۔ یہ بات قابلِ یقین نہیں ہے۔ میر مونس، میر انیس اور مرزا دبیر کی موجودگی میں بھی شہرت و مقبولیت کے بلند درجے پر فائز تھے۔ وہ لکھنؤ کے علاوہ ہندوستان کے دیگر شہروں میں بھی بحیثیت مرثیہ گو، میر انیس کے سامنے ہی شہرت پا چکے تھے۔ شاد عظیم آبادی نے لکھا ہے:-

"میر انیس خواہ میر مونس کے پڑھنے کی مجلس کا حال کسی کو معلوم ہو جاتا تو چاہے دور ہو اور کیسے ہی ضروری کام سے جاتا ہو مگر فوراً مجلس میں پہونچ جاتا تھا" [۱]

عشرت لکھنوی لکھتے ہیں:-

"لکھنؤ میں انکی زود گوئی کی عام شہرت تھی۔ ہر مہینے ایک نئے مرثیہ کے واسطے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ رجب کے مہینے میں جب مرزا دبیر اور میر انیس اپنا اپنا مرثیہ پڑھتے تھے۔ میر مونس کی چھبیسویں تاریخ کا مرثیہ بہت زوردار ہوتا تھا اور پڑھنے کے انداز میں اپنے بھائی میر انیس سے بھی گوئے سبقت لے جاتے تھے"۔ [۲]

طرزِ خوانندگی

میر مونس مرثیہ بہت اچھا پڑھتے تھے۔ انکی طرزِ خوانندگی کی تعریف میں شاد عظیم آبادی نے لکھا ہے:-

"جب منبر پر گئے معلوم ہوا کہ منبر کے لئے یہ اور منبر ان کے لئے ہے۔ پڑھنے کی یہ حالت تھی کہ اپنے طرز میں جواب نہ تھا۔ بالخصوص رزم پڑھتے اور رنگار کا موقع ہوتا تو انکی سُریلی بلند اور کھنچتی ہوئی آواز دلوں میں گھر کر جاتی تھی"۔ [۳]

عشرت لکھنوی لکھتے ہیں:-

"پڑھنے کا انداز ایسا تھا کہ واقعہ کی تصویر پیشِ نظر ہو جاتی تھی یہ بات مشہور رہی کہ

---

[۱] ہمیرانِ سخن ص ۱۹۰ ۔ [۲] آبِ بقار ص ۱۰۲ ۔ [۳] ہمیرانِ سخن ص ۲۴۸ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مونس سے بڑھ کر کسی نے مرثیہ نہیں پڑھا۔“ ۱ .... ”منبر پر ٹھاٹھ سے بیٹھنا، شعر کی تصویر کھینچنا آپ کا خاص حصہ تھا، جہاں شاعری کا رنگ دکھاتے تھے، لوگوں کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہوتی تھی۔ بین دکھاتے تھے تو ساری مجلس صفِ ماتم بن جاتی تھی۔“ ۲

رام بابو سکسینہ نے میر مونس کی طرزِ خوانندگی کی تعریف میں لکھا ہے:۔ ”مرثیہ نہایت موثر اور دلکش طرح سے پڑھتے تھے۔“ ۳

وضع قطع

خانوادۂ انیس کے افراد کا بیان ہے کہ میر مونس خاندان میں سب سے زیادہ خوبصورت اور جامہ زیب انسان تھے۔ شاد عظیم آبادی نے میر مونس کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریباً چالیس برس کے تھے، بیان کرتے ہیں:۔

”میر مونس کشیدہ قامت، کاندھوں تک سر کے بال، داڑھی صاف، مونچھیں بڑی بڑی مگر کتری ہوئی، سر پر پانچ گوشہ کی قالب والی تحفہ جامدانی کی ٹیڑھی ٹوپی، گلے میں جامدانی کا گھیردار انگرکھا، نیچے جالی بوٹ کا شلوکا چکن کا، برداریا پجامہ گلشن لیٹ کا، تہ کیا رومال اوڑھے، پاؤں میں پورے کام کا زردوزی بوٹ، طلائی چین اور ہاف چین گھڑی میں لگائے، غرضکہ بحیثیت مجموعہ قابل تصویر تھے۔ رنگت گندمی نہیں کہہ سکتے بلکہ سانولی تھی۔“ ۴

شاد عظیم آبادی نے میر مونس کی وضع قطع کا بیان بہت تفصیلی کیا ہے، ایک جگہ صفحہ ۸ پر تحریر کرتے ہیں ”ایک عجیب بات میر مونس میں یہ تھی کہ اگر تفصیل سے ان کی آنکھیں، پیشانی، ناک وغیرہ اعضاء کو دیکھ جائیے تو چنداں خوبصورت نہ تھے مگر بحیثیت مجموعہ۔ خدا نے عجیب بات دی تھی کہ میری آنکھوں میں ایسا جامہ زیب آج تک نہیں گزرا، پانچ گوشہ کی بلند ٹوپی ایک طرف کج، لمبے لمبے سر کے بال شانوں تک، دوہرا بدن، کشیدہ قامت۔“ ۵

عشرت لکھنوی نے میر مونس کی وضع قطع کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

---

۱ آبِ بقا، ص ۱۰۱، ۲ آبِ بقا، ص ۱۰۲، ۳ تاریخ ادب اردو، ص ۲۰۸، ۴ پیمبرانِ سخن، ص ۲۰۶، ۵ پیمبرانِ سخن، ص ۲۴۸

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"وضع کے نہایت پابند تھے۔ ہو گوشہ ٹوپی پہنتے جس پر چکن کا کام بنا ہوتا تھا، نیچے تسلو کا اوپر جامدانی کا انگرکھا، بے گوٹ کی آستین کا۔ روز پوشاک بدلتے تھے۔ ورزش کا نہایت شوق تھا۔ کندھوں تک زلفیں پڑی رہتی تھیں .... انیس کی طرح دبلے پتلے آدمی نہ تھے بلکہ کسرتی بدن تھا"........ گھر سے کبھی پیدل نہیں نکلے، سہ پہر کو بوچہ پر ہوا کھانے جاتے تھے" لہ

عظیم آباد کا سفر

ڈاکٹر صفدر حسین نے اخبار بہار پٹنہ شمارہ یکم اکتوبر ۱۸۵۶ء کے حوالے سے لکھا ہے کہ "میر مونس، ستمبر ۱۸۵۶ء یعنی محرم ۱۲۷۳ھ میں پہلی بار عظیم آباد مجلسیں پڑھنے کے لئے بلائے گئے" ۲ہ

نواب قاسم علی خاں نے دعوت نامہ میر انیس کو بھیجا، لیکن انھوں نے معذرت لکھی اور اپنی جگہ میر مونس کو مجالس پڑھنے کے لیے روانہ کیا۔ شاد عظیم آبادی کے قول کے مطابق یہاں میر مونس کے کلام کی شہرت ہو چکی تھی۔ اوّل میر مونس ڈو سال تک محرم کی مجالس پڑھنے کے لئے پٹنہ آتے رہے، پھر تیسرے سال مرزا دبیر اور میر انیس دونوں پٹنہ پہنچے۔ میر مونس میر انیس کے ساتھ چار سال تک آتے رہے۔ بقولِ محمد حسین آزاد، میر انیس پہلی مرتبہ ۱۸۵۹ء میں عظیم آباد گئے۔ شاد عظیم آبادی نے جو "سن" لکھے ہیں وہ اُن کے بیانات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتے ہیں، ایک جگہ لکھتے ہیں، میر انیس چار برس عظیم آباد آئے۔ لیکن میر مونس ۱۹ برس تک عظیم آباد آتے رہے ۳ہ شاد نے میر انیس کے آخری سفر کا "سن" ۱۲۸۴ھ اور میر مونس کے آخری سفر کا "سن" ۱۲۹۲ھ قرار دیا ہے ـــــ لکھتے ہیں، ۱۲۹۲ھ تک میر مونس آیا کئے۔ میر انیس نے اگر کچھ کمی کی، تو میر مونس نے پورا کر دیا" ۴ہ بقول ڈاکٹر صفدر حسین، شاد کی دی ہوئی تاریخوں پر بلا تحقیق اعتماد نہیں کر لینا چاہیئے۔ بہرحال شاد عظیم آبادی نے میر مونس کے متعلق جو حالات لکھے ہیں وہ

لہ آبِ بقا صفحہ ۱۰۱ ۔ ۲ہ ہمیرانِ سخن صفحہ ۲۲۱ ۔ ۳ہ ہمیرانِ سخن صفحہ ۱۲۷ ۔ ۴ہ ہمیرانِ سخن صفحہ ۲۲۳ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہایت دلچسپ ہیں۔ اور تفصیل سے عظیم آباد کی مجلسوں کا بیان ملتا ہے جو کسی اور کتاب سے ہم کو دستیاب نہیں۔ میر مونس پہلی بار عظیم آباد پہونچے تو وہاں ان کے استقبال کی بڑی بڑی تیاریاں کی گئی تھیں۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

"عظیم آباد میں میر مونس کی مجالس کا جلد جلد انتظام ہوا۔ دِلندیز کے پشتے پر بڑا انگیرہ اور چند خیمے بھی ایستادہ کئے گئے۔ ان مجالس میں بڑے اجتماع ہوئے۔ راستوں پر آنے جانیوالوں کی یہ کثرت ہوتی کہ سب راستے بند ہو جاتے تھے۔ گھوڑے۔ رتھیں۔ ہوادار۔ پالکیاں۔ فینس۔ ہاتھی۔ تلے اوپر غرض بایں دشواری کسی طرح دلندیز کے پشتے تک پہونچا تو اس کے وسیع صحن کے اندر شربت اور پان، نان بائیوں کی دوکانیں اور عام خلقت کا اجتماع۔ یہاں تک تو پھر غنیمت تھا۔ قریب شام ختم مجلس کے بعد گھنٹوں تک کوشش میں سواری ہو یا پیادہ سڑک تک آنا ہوتا تھا۔"

میر مونس کی مجلسوں سے اتنا اثر ضرور ہوا کہ مخالف بھی معترف ہوئے کہ سلام اور مرثیہ کی رخصت اور "بین" تو انکا حصہ ہے۔ دوسرے سال کے محرم میں بھی میر مونس ہی آئے۔ میر انیس نے پھر عذر کر دیا۔ تیسرے سال جب مرزا دبیر کی یہاں سے طلبی گئی تو سید قاسم علی خاں نے علاوہ میر مونس میر انیس کو بھی بلوایا۔" [1]

"ایک سال محرم میں تینوں بھائی (میر انیس، میر انس، میر مونس) تشریف لائے اور ایک ہی مجلس میں تینوں بھائی باری باری پڑھے۔ میر مونس کا تو یہ عالم تھا کہ میر انیس کے گویا غلام تھے۔ عاشق، دلدادہ، ایسا مطیع بھائی اور شاگرد شاید ہی کسی کا ہو۔ منبر پر مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ میر انیس کے ڈر اور لحاظ سے بھی چست ہو کر نہیں پڑھ رہے ہیں۔ میر انیس بعض بند اور مصرع کو دوبارہ پڑھواتے جاتے ہیں، کبھی کہہ اٹھتے ہیں "کیسا پڑھ رہے ہو" میر مونس ہاتھ باندھ کر عرض کرتے ہیں "بھیا سب تو مشتاق حضور کے ہیں" وہ خفا ہو کر کہتے کہ "سب سنتے ہیں"

---

[1] فکرِ بلیغ صفحہ ۲۴۹ اور ۲۵۰۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لوگوں کو مخاطب کرتے اور کہتے کہ اس کا قلم سُولی پر بھی نہیں رُکتا۔ پھر مصرع دُہرا کے کہتے یوں پڑھو۔ اگر وہ مرثیہ کو مختصر کیا چاہتے تو میر انیس مانتے کب۔ سارا مرثیہ پڑھوا چھوڑتے میر انیس پھر میر مونس تھے ہزار ڈھیلے ہو کر پڑھیں مگر رقت و بکا اور تعریفوں میں کوئی کسر اٹھ نہیں رہتی تھی۔" [1] شاد کا بیان ہے کہ میر انیس چار برس عظیم آباد آئے لیکن میر مونس ۱۹ برس تک عظیم آباد آتے رہے "میر مونس محرّم کی مجلسوں میں پانچ چھ تو اپنے مرثیے پڑھتے تھے۔ ایک دو نیا اور نامی مرثیہ میر انیس کا ضرور پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی میر نفیس کا بھی مرثیہ پڑھتے تھے۔ آخر کے دس برس میر مونس نے جیسی جیسی یہاں مجلسیں پڑھی ہیں اس کا خیال کر کے سنّاٹا چھا جاتا ہے مجلسی لوگوں کی وہ کثرت ہوتی تھی کہ شاید دس حصّے میں نو حصّے لوگ یہیں شریک ہوا کرتے تھے۔" [2]

کلکتہ سے طلبی میر انیس کے انتقال سے دو سال پہلے واجد علی شاہ نے مٹیا برج کلکتہ سے نواب امیر علی خاں وزیر السّلطان کو عظیم آباد بھیجا کہ میر مونس کو یہاں لاؤ کہ گیارہویں کی مجلس پڑھیں۔ شاہِ اودھ نے ایک مجلس پڑھنے کے لئے پندرہ ۱۵ سو کی پیشکش بھی کی تھی، شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

"میر مونس سے کہا گیا تو بولے کہ ہم تو اسی خاندان کے نمک خوار ہیں مگر اس کا سبب کچھ نہ کھلا کہ سرکار شاہی سے جو بھیّا کا مشاہرہ ایک سو روپیہ معیّن تھا۔ یہاں تک کہ کئی سال مٹیا برج سے بھی آیا گیا، مگر بلا سبب بند ہو گیا۔ اوّل تو میں یہ چاہتا ہوں کہ سرکار شاہی سے کم ہی کر کے سہی بھیّا کی تنخواہ کھل جائے اور مجھ کو مرحمت کرنے کو ارشاد کیا جاتا ہے، اس پر اختیار ہے ملے نہ ملے۔ مونس ہر طرح نمک خوار ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ بھیّا کا یہ قاعدہ نہیں رہا کہ کسی کے بلائے ہوئے مجلس پڑھنے جائیں۔ اور پھر وہیں سے دوسری جگہ کی طلب پر چلے جائیں۔ اگر سن لیں گے کہ میر نواب نے کیا تو صورت نہ دیکھیں گے۔ نواب بہادر نے سمجھایا کہ بذریعہ تار کے میر انیس سے

---

[1] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۱۵ اور ۲۱۶۔ [2] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۵۶۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اجازت لے لیجئے۔ کہنے لگے کہ حضور بھیا کا مزاج اور قسم کا ہے۔ یوں تو وہ ظاہرا اجازت دیدیں گے مگر دل میں ملال رہ جائے گا۔" [1]

عراق کا سفر

میر انیس کی حیات میں میر مونس کربلا کی زیارت کے لئے گئے۔ وہاں جاکر بیمار ہو گئے۔ اس حالت میں بھی تمام زیارتیں کیں اور جس جس روضے پر گئے، تاثراتِ زیارات ایک منقبت کی صورت میں نظم کرتے رہے۔ زیارت کے بعد ہندوستان واپس آئے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"لکھنؤ جب پہونچے تو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنے پاؤں سے اتریں۔ میر انیس یہ دیکھکر رونے لگے۔ محرم کو صرف بیس دن باقی تھے۔ لکھنؤ میں علاج ہوا کہ تو کچھ افاقہ ہوا۔ عظیم آباد آنے کا سامان کرنے لگے۔ خاندان بھر نے روکا۔ آخر میر انیس نے اصرار کیا کہ اس حال سے نہ جاؤ ابھی تم کو مہینوں میں طاقت آئے گی۔

میر مونس نے نواب بہادر کا نام لے کر کہا کہ بھیا عجب وضعدار سے سامنا ہے۔ میں بھی نہ جاؤں گا تو وہ زرِ مقررہ بھیجدیں گے اور مجھ کو بلا عذر لینا ہوگا۔ غیر ممکن ہے کہ حالتِ موجودہ میں وہاں نہ جاؤں۔" [2]

بہر حال اس سال بھی میر مونس عظیم آباد گئے۔ شاد کا بیان ہے کچھ دنوں میں ٹھیک ہو گئے۔ اس سال عظیم آباد میں پہلی مجلس میں جو مرثیہ پڑھے اسکا مطلع یہ تھا :۔

"جس دم جہازِ آلِ پیمبر ہوا تباہ"

بھائیوں سے محبت

میر مونس کو اپنے دونوں بھائیوں (میر انیس اور میر انس) سے بہت ہی محبت تھی۔ دونوں کا ادب و لحاظ کرتے تھے اور کسی سے بُرے نہ ہوئے۔ شاد نے لکھا ہے کہ "حقیقت میں میر مونس کا یہ بہت بڑا کمال تھا کہ ایک

---

[1] ذکرِ بلیغ صہ ۲۹۷ ۔ [2] ذکرِ بلیغ صہ ۲۹۸ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طرف تو میر انیس کی نازک مزاجی کا ڈر، دوسری طرف میر انس کی محبت مگر انھوں نے وہ روش اختیار کر رکھی تھی کہ کسی سے بُرے نہ ہوئے۔ میر انیس کی نازک مزاجی اور بے اعتنائیوں کی شکایت میر انس ان سے کیا کرتے تھے۔ یہ ہمیشہ ذات العین میں کوشاں رہتے تھے میر انیس بھی میر انس کی فریاد انھیں سے کیا کرتے تھے۔" ؎۱

میر مونس، میر انیس کا بہت احترام کرتے تھے۔ میر انیس کو بھی بھائی سے بہت محبت تھی، شاد لکھتے ہیں:۔

"میر مونس جیسے میر انیس کے فدائی و مطیع تھے شاید ہی کوئی چھوٹا بھائی اور شاگرد ایسا ہو۔ ہر وقت ذرا ذرا سی بات میں لحاظ رکھتے تھے کہ میر انیس کو صدمہ نہ پہونچے۔ بھری مجلس میں میر انیس کی جھڑکیاں جو انتہائے محبت سے تھیں۔ اس سعادت مندی سے برداشت کیا کرتے تھے کہ تعریف نہیں ہو سکتی ہے۔ میر انیس، میر مونس کی تعریف میں یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ اس کا قلم سُولی پر بھی نہیں رُک سکتا۔ اسکا ثانی ہندوستان میں نہیں ہے۔" ؎۲

میر انیس کی وفات کا صدمہ

"میر مونس کو میر انیس کی وفات کا اس قدر صدمہ ہوا کہ پورے ایک سال بھی حیات نہ رہے۔ ۲۹ر شوال ۱۲۹۱ھ کو میر انیس کی وفات ہوئی اور ۱۲۹۲ھ کے شوال میں گیارہ مہینے کے بعد میر مونس کا بھی انتقال ہو گیا۔ میر انیس کے انتقال کے بعد میر مونس کا معمول یہ تھا کہ وہ پہلے کی طرح وقت معینہ پر ان کے مکان پر حاضری دیتے اور مکان کو دیکھ کر بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگتے تھے۔ میر مونس نے انیس کی وفات پر دو رباعیاں کہی تھیں۔ جو درد میں ڈوبی ہوئی ہیں۔" ؎۳

انیس نے کیا دنیا سے انتقال افسوس	جہاں سے گیا کیا صاحب کمال افسوس
زمین شعر و سخن جس کے دم سے روشن تھی	وہ آفتاب ہوا مورد زوال افسوس

؎۱ ہمیرانِ سخن صفحہ ۲۵۳۔ ؎۲ ہمیرانِ سخن صفحہ ۲۵۴۔ ؎۳ ماہِ نو انیس نمبر صفحہ ۸۸۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خوش فہم و سخن سنج و سخنداں نہ رہا | ذی مرتبہ ذی شوکت و ذیشاں نہ رہا
ہو جاتی تھی جس سے بزم شہ مطلعِ نور | ہیہات وہ آفتابِ تاباں نہ رہا

میر انیس کے انتقال کے بعد میر مونس جب آخری مرتبہ عظیم آباد گئے تو بے انتہا افسردہ اور درد و غم کی تصویر تھے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"میر انیس کی رحلت کے بعد جو یہاں محرم میں تشریف لائے تو ایسے مضمحل اور افسردہ تھے کہ دیکھا نہیں جاتا۔ چھٹی محرم کی مجلس میں ایک سلام کے چند شعر پڑھے جس کا مقطع تھا۔

عزیز جمع ہیں مونس مگر انیس نہیں
ہزار حیف وہ یوسف ہے کارواں سے الگ

میں نے عرض کیا کہ سنا ہے آپ نے میر انیس کے چہلم کی مجلس میں ایک مسدس پڑھا تھا۔ زحمت نہ ہو تو اُسے سنا دیجئے۔ عذر کیا۔ جب اوروں نے بھی اصرار کیا تو ایک پرچہ نکال کر پڑھنے لگے۔ مسدس تو آٹھ نو بند کا تھا مگر تین بند پڑھے مجھ کو جو مصرعے یاد ہیں' وہ یہ ہیں :۔

"اے بلبلِ حدیقۂ ہندوستاں انیس"

تین مصرعے یاد نہیں، بیت اس کی یاد ہے ؎

کیا کیا حلاوتیں تھیں تری بات بات میں
گُل ہو گیا چراغِ سخن کائنات میں

دوسرے بند کی صرف بیت یاد ہے ؎

دوری ہوئی لباسِ دُنیائے زشت کے
اب فاطمہ پنہائیں گی حُلّے بہشت کے

تیسرا بند یہ ہے ؎

تجھ سا انیس خلق سے معدوم ہو گیا | مونس تری جناب سے محروم ہو گیا!

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیا شاد ہو وہ دل کہ جو مغموم ہو گیا   پھر تازہ داغِ والدِ مرحوم ہو گیا!

انداز مرثیے کے، طریقے سلام کے

تو نے دکھا دیئے مجھے کوچے کلام کے

آہستہ جھک کر مجھ سے کہا بس معاف کیجئے مجلسِ سیّد الشہداءؑ میں کہاں تک بھائی کا مرثیہ پڑھوں، یہ پرچہ آپ پاس رہے" پرچہ مجھ کو دے دیا۔ میرے دفتر میں مدّتوں رہا، ہزار ڈھونڈھا مگر نہ ملا۔" [1]

آخری مرثیہ

میر مونس نے بعد میر انیس کے جو مرثیہ کہا:۔ ع

"اے پردہ نشیں حجلۂ دل سے نکل اب تو"

"یہ مرثیہ میر انیس کے مرنے کے ایک مہینے بعد کہا گیا اور محرم میں ساتویں تاریخ کو عظیم آباد میں پڑھا گیا۔" [2] ...... یہ مرثیہ میر مونس کا آخری مرثیہ ہے۔ "مراثیِ مونس" جلد اوّل، نولکشور لکھنؤ میں موجود ہے۔ حضرت قاسمؑ کی جنگ اور شہادت کا بیان ہے۔

میر مونس نے اس مرثیے کے چہرے میں اور مقطع میں میر انیس کا ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میر انیس کے انتقال کا میر مونس کو کس قدر صدمہ تھا۔ ابتدائی تین بند یہ ہیں۔

جس دن سے انیس اس چمنستاں سے سدھارے   بلبل کے چہکنے کے مزے اٹھ گئے سارے

دل بجھ گیا صدمے سے ہوئے گور کنارے   ہو جائیے خاموش یہ تھا دل میں ہمارے

پر خاطرِ احباب سے منظور کیا ہے

اصرار نے ان لوگوں کے مجبور کیا ہے

انساں کے لئے کم ہے یہ اندوہ و محن کیا   اس درد سے آگاہ نہیں صاحبِ فن کیا

افسردہ ہو جب طبع تو پھر لطفِ سخن کیا   گلچیں نہیں اب وہ گلہائے چمن کیا

---

[1] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۶۱ ۔ [2] پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۶۳ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

روتا ہوں کہ اُمیدِ ملاقات نہیں ہے
زندہ تو ہوں کہنے کو پہ وہ بات نہیں ہے

جاتی نہیں پژمردگیٔ غنچۂ خاطر   افسردگیٔ طبع ہی ہر بند سے ظاہر
ملتے نہیں جو لوگ عدم کے ہیں مسافر   صحبت یہ غنیمت ہے کہ اب ہم بھی ہیں آخر

اک روز سفر بادلِ ناشاد کریں گے
احباب اسی طرح ہمیں یاد کریں گے

وفات

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"میر انیسؔ کے بارہ مہینے بعد شوال میں اچھے بچھے شب کو اندر سے کھانا کھا کر باہر آئے۔ گلوری ہاتھ میں ہے کہ دفعتہً قلب میں درد پیدا ہوا۔ اُف کر کے اسی عالم میں پیتل کے بڑے اگالدان کو زور کر کے دبایا وہ اگالدان چپٹ کر لمبا ہو گیا۔ ادھر آپ کی روح بھی نکل گئی۔ .... میر مونسؔ نے ۱۹ ر شوال ۱۲۹۲ھ کو رحلت کی" [1]

شادؔ نے "دِن" نہیں لکھا ہے، صرف مہینہ، تاریخ، اور سن تحریر کیا ہے عشرتؔ لکھنوی نے حالاتِ میر مونسؔ میں مہینہ اور دِن لکھا ہے، انتقال کی تاریخ اور سن نہیں تحریر کیا۔ وہ لکھتے ہیں :-

"جب میر انیسؔ نے ۱۲۹۱ھ میں انتقال فرمایا، تو مونسؔ کو سخت صدمہ ہوا اور ہر مجلس میں اس غم کا اظہار فرماتے تھے۔ ابھی سال بھر ہوا تھا کہ دفعتہً عید کے مہینے میں جمعرات کی شب دردِ گردہ اٹھا، شدت سے تکلیف تھی، آپ نے کرب کی حالت میں اگالدان پر ہاتھ رکھ کر زور دیا اور اٹھنا چاہا۔ اسی حالت میں روح نے مفارقت کی۔ یہ واقعہ پانچ منٹ میں ختم ہو گیا۔ تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ صبح کو جنازہ بہت دھوم سے اٹھا شہر کے تمام رؤسا شریک تھے۔

---

[1] یہ مراثی انیس، صفحہ ۲۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کلاں کوٹھی میں غسل دیا گیا۔ گھسین والی بغیا میں جہاں میر انیس مدفون ہیں، دفن ہوئے۔"[۱]
شاد اور عشرت کے بیان کی روشنی میں تقویم کے حساب سے میری تحقیق میں میر مونس کی صحیح تاریخ وفات حسب ذیل ہے :۔

"میر مونس نے ۱۹ ر شوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۷ ر نومبر ۱۸۷۵ء بروز چہار شنبہ (بدھ) کو شب میں انتقال کیا، دوسرے دن یعنی جمعرات کے روز میر انیس کے پہلو میں دفن کئے گئے۔"

منیر شکوہ آبادی نے قطعہ تاریخ کہا۔[۲]

حضرتِ مونس وحیدِ عصر نے	لکھنؤ میں کی قضا افسوس ہے
وہ فصاحت وہ بلاغت وہ زبان	ہو گئے دم میں فنا افسوس ہے
میں نے یہ تاریخ پائی اے منیر	ذاکر نامی موا۔ افسوس ہے
	۱۲۹۲ھ

انتقال کے وقت میر مونس کی عمر تقریباً ۶۲ برس تھی۔ خاندانی روایت کے مطابق ۱۲ ر شوال کو انتقال ہوا۔
گارساں دتاسی لکھتا ہے :۔

"نومبر ۱۸۷۵ء میں سینے کی بیماری سے میر حسن کے پوتے اور میر انیس کے بھائی میر مونس کا یکایک انتقال ہو گیا، میر انیس کی وفات کا ذکر میں گزشتہ مقالے میں کر چکا ہوں۔ مونس کو بھی اپنے گھرانے کی روایت کے مطابق شعر و شاعری میں کمال حاصل تھا۔ اس سانحے نے لکھنؤ کو ایک مرتبہ پھر اسی طرح ماتم کدہ بنا دیا جس طرح اُن کے بھائی کے لئے ہوا تھا"
(مقالات گارساں دتاسی)

اُفتادِ طبع

میر مونس بہت خوش خلق، خوش مزاج اور شگفتہ طبیعت تھے۔ ان کا میل جول شرفائے لکھنؤ سے برابر کا تھا اور رؤسائے شہر ان کی کافی عزت کرتے تھے۔

میر مونس میں رنگین مزاجی بھی تھی۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

---

[۱] آب بقا، صفحہ ۱۰۲ [۲] کلیات منیر صفحہ ۵۴۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"جوانی میں برخلاف میر انیسؔ، میر مونسؔ بڑے رنگین مزاج اور یار باش تھے۔ بہت سی نقلیں بے تکلفانہ مجھ سے بیان کی ہیں، ناچ رنگ کی صحبتوں میں برابر شریک ہوتے تھے مگر کسی ناجائز فعل کے کبھی مرتکب نہ ہوئے۔"[1]

شادی

"میر مونسؔ کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی بنارس میں کی تھی ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی۔"[2]

نسرتؔ لکھنوی لکھتے ہیں :-

"میر مونسؔ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اپنے بھانجے میر کاظم حسین کو بجائے فرزند پرورش کیا۔"[3]

میر مونسؔ کی دوسری شادی کے متعلق اکثر تذکروں میں بیانات ملتے ہیں :-

"مونسؔ کی شادی بنارس کے میر نادعلی کے خاندان میں ہوئی تھی۔ جن کی یادگار بنارس کے "محلہ مہمانان" میں ایک مسجد ابھی تک موجود ہے۔ اسی خاندان کے ایک فرد میر ریاض علی ریاضؔ کی ہمشیرہ کا عقد میر مونسؔ کے ساتھ ہوا تھا" اور اسی جہت سے وہ بنارس آیا جایا کرتے تھے۔"[4] ــــ عنایت خاں مجبورؔ بنارسی کی بیاض میں میر مونسؔ کے نام ایک رقعہ ہے جس میں بنارس سے قرابت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے :-

"رقعہ بخدمت میر نواب مونسؔ کہ از لکھنؤ بہ سبب قرابت خویشی از آغا میر سوداگر کہ بعد مردنش بنا بر حصول ترکہ بماہ محرم ۱۲۷۰ھ ہجریہ تشریف آوردہ بودند بندہ دعوت شاں کردہ بودم۔"[5]

اس رقعہ سے میر مونسؔ کے خسر کا نام معلوم ہو جاتا ہے کہ انکا نام آغا میر سوداگر تھا۔

سید مسعود حسن ادیبؔ نے ایک نکاح نامے کا ذکر کیا ہے :-

"ایک نکاح نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ میر خلیقؔ کے چھوٹے صاحبزادے میر نواب

---

[1] ہمیران سخن صـ۲۵۲ ۔ [2] ہمیران سخن صـ۲۷ ۔ [3] آب بقاء صـ۱۰۲ ۔ [4] سخنوران بنارس صـ۲۰۳ ۔ [5] "نوائے ادب" (جنوری ۱۹۶۶ء) صفحہ ۹ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مونس کی شادی آغا میر کی بیٹی حاجی بیگم کے ساتھ ہوئی۔ اس نکاح نامے پر میر نواب اور میر خلیق کی مہریں ہیں۔" [۱]

اِس نکاح نامے سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میر مونس کی دوسری شادی جو بنارس میں ہوئی تھی، میر خلیق کی زندگی ہی میں ہوئی تھی۔

شاگرد

میر مونس کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور متعدد صاحبِ دیوان ہیں:-

(۱) میرزا ذاکر حسین یاس لکھنوی (آرزو لکھنوی کے والد)۔ (۲) انجم لکھنوی (اپنے فرزند افسر نواب افسر لکھنؤ میں رہتے ہیں، حیات ہیں، مرثیہ اور غزل کہتے ہیں)۔ (۳) راجہ امیر حسن خاں امیر الدولہ، غزل میں سحر تخلص کرتے تھے اور مرثیے میں "حبیب"۔ تقریباً سو مرثیے اور غزلوں کا دیوان موجود ہے۔ میر مونس کے بعد میر نفیس کے شاگرد ہو گئے تھے)۔

(۴) سید محب علی سلیس کانپوری (۵) نواب میر محمد حسین خاں آمیر (۶) حاجی نواب جان نواب جونپوری (۷) میر امجد حسین (۸) سید محمد ذکی آلم لکھنوی (۹) حکیم سید مرتضیٰ شافی، (۱۰) مجید الدولہ میرزا محمد ابو طالب رستم جنگ عاشق (۱۱) محمد مرزا محیط۔

میر مونس کے شاگرد نواب سید محمد حسین آمیر "مثنوی نظم رہنما" میں اپنے اُستاد میر مونس کی مدح کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

یہ مثنوی ۱۲۸۶ھ میں تصنیف کی گئی ہے:-

دیارِ سخن میں یگانہ ہے یہ — بلا شک فصیحِ زمانہ ہے یہ
کروں کیا میں اُنکے سخن کا بیاں — کہ دُھوئی ہو کوثر سے جن کی زباں
مُقِر ہیں سبھی قدردانِ سخن — کہ ان سے دوبالا ہے شانِ سخن
صفا انکی بندش ہے رنگیں کلام — یہیں ختم ہے نظم کا اِنتظام

---

[۱] اسلافِ میر انیس ص ۱۳۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ثناخوانِ بُستانِ آلِ رسولؐ — نظر کردۂ مرتضیٰؑ و بتولؑ
شناسائے نظمِ بیاضِ انیسؔ — یہ ہیں عندلیبِ ریاضِ انیسؔ
کریں انس ان سے نہ کیوں خاص و عام — کہ ہیں مونسؔ اللہ کریں اِن کا نام
وہ طبعِ رواں ہے کہ دریا خجل — گہرہائے معنی کا معدن ہے دِل
خزانہ ہے مضموں کا گویا دہن! — جواہر اُگلتے ہیں وقتِ سخن
سخن کے ہیں شہرے بہت دور دور — پھر اس پر تکبّر ہے کچھ نہ غرور
ہر اِک سے کے ہیں مونسؔ یہ عالی نسب — خلیق اِن کے جدّ و پدر بھی تھے سب
حسد اِن کے گھر کا قرینہ نہیں — دِل آئینہ ہے بغض و کینہ نہیں
یہ سب ذی شرف ہیں جنی فاطمہؑ — محبّت مروّت کا ہے خاتمہ
امامؑ دو عالم کے دلبند ہیں — یہ قرآن ناطق کے فرزند ہیں

بس اب مختصر کر یہ نظمِ بلند
کہ اپنی ثنا ہے انھیں ناپسند

★

("مثنوی نظمِ رہنما" مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۳۱۳ھ)

سنہ ۱۹۷۶ء میں جب راقم الحروف ہندوستان گیا تو لکھنؤ میں خصوصی طور پر کئی بار میر انیسؔ کے مقبرے پر بھی گیا، یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا کہ "انیسؔ کمیٹی" کے افراد نے تمام قبروں کے نشان مٹا دیئے ہیں صرف میر انیسؔ کی قبر باقی ہے۔ جبکہ میر مونسؔ، میر نفیسؔ، میر سلیسؔ، میر رئیسؔ، عارفؔ، فائقؔ اور عروجؔ سب کی قبریں اسی مقبرے میں ہیں۔ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ تمام شعراءِ نامی کے اسماء لکھ کر ایک کتبے پر نشان بنا دیا جاتا تاکہ کس شاعر کی قبر کس مقام پر ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر مونسؔ کی شاعری

میر مونسؔ کے مرثیوں کی تعداد میر انیسؔ کے مرثیوں سے کسی طرح کم نہیں ہے کیونکہ میر انیسؔ کی بھی چھ جلدیں شائع ہوئی ہیں اور میر مونسؔ کے مرثیوں کی بھی چھ جلدیں شائع ہوئی ہیں، سلاموں کی تعداد بھی دونوں شاعروں کی تقریباً برابر ہے۔ البتہ میر مونسؔ کی رباعیاں اتنی تعداد میں نہیں ملتی ہیں جتنی میر انیسؔ کی ملتی ہیں۔

جن حضرات نے میر مونسؔ کے مرثیوں کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ میر مونسؔ کا کلام بھی اتنا ہی قیمتی ذخیرہ ادبِ اردو کے لئے ہے جتنا میر انیسؔ کا ہے، میر مونسؔ کے کلام میں بھی وہ تمام خصوصیات اور وہ تمام خوبیاں ملتی ہیں جو میر انیسؔ کے کلام میں ہیں، اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر میر انیسؔ نہ ہوتے تو میر مونسؔ کا کلام میر انیسؔ کے کلام کا رتبہ حاصل کرتا میر مونسؔ کی طبیعت میں شاعری کے وہ تمام جوہر اسی طرح موجود تھے جس طرح میر انیسؔ کی شاعری میں موجود تھے۔ اُن کی فکر بھی فکرِ انیسؔ کی طرح مثلِ دریا رواں تھی۔ زبان ایک ہی گھر کی تھی جو دونوں بولتے تھے بلکہ اُن کے گھر کی موروثی زبان تھی جو کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی تھی۔

سر رضا علی اپنی خود نوشت "اعمال نامہ" میں لکھتے ہیں:۔

"غور سے دیکھئے تو لکھنؤ کی مرثیہ خوانی کے دورِ کمال میں زمانہ کی بدمذاقی کا گلہ کرنے والوں میں آپ کو مونسؔ بھی نظر آئیں گے۔ اُن کے مرثیوں کی کئی چھپی ہوئی جلدیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

موجود ہیں۔ انیسؔ کی خصوصیات مونسؔ کے کلام میں بھی موجود ہیں، بعض مرثیے اس پایہ کے ہیں کہ اگر نام نہ معلوم ہو تو سُننے والے کو یہ خیال ہوگا کہ انیسؔ کا کلام ہے.... مگر عوام کے اُسی رجحان کے ماتحت کہ اقلیم سخن میں دو بادشاہوں سے زیادہ کی حکومت بیک وقت نہ مانی جائے مونسؔ کا نام نہ چمکا۔" صفحہ ۳۹ صفحہ ۵

مرثیے کی تاریخ میں میر مونسؔ کا نام محفوظ رہ جانا بھی اُن کی اپنی انفرادیت ہے۔ مرثیوں کے کرداروں کی یکسانیت کے باوجود مختلف مرثیہ نگاروں نے ان کو بقدر حوصلہ اپنی انفرادی فکر کی روشنی میں دیکھا اور پیش کیا ہے۔ مرثیوں کا موضوع دنیا کا عظیم ترین واقعہ "کربلا" ہے۔ امام حسین علیہ السلام اس کا مرکزی کردار ہیں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی کردار نگاری اور اس کردار کی بلندی، اس کی استقامت اس کی انسانیت نوازی اور اس کی حق گوئی اور حق شناسی کو پیش کرنے میں ہر مرثیہ گو نے اپنی استعداد اور صلاحیت، ذاتی تجربات اور مشاہدات کی بنا پر ایک جداگانہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ میر مونسؔ نے بھی حضرت امام حسینؑ، حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ، حضرت قاسمؑ اور حضرت عونؑ و محمدؑ کی سیرت کے بیان میں چند ایسے نفسیاتی یا فکری گوشے نکالے ہیں جو توجہ کے قابل ہیں مثلاً

دو معرکے تا حشر نہ بھولے گا زمانا　　وہ باپ کا قصہ تھا یہ بیٹے کا فسانا
خیبر میں اکیلا اسد اللہؑ کا جانا　　مشکیزہ لئے نہر پہ عباسؑ کا آنا

اُس قلعہ کا در حیدرؑ کرار نے توڑا
دیواروں کو لوہے کی علمدار نے توڑا

حضرت عباسؑ کی شہادت کے موضوع پر میر مونسؔ کا معرکتہ الآرا مرثیہ ہے :۔

"جب ہوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر"

اس مرثیے کو سُن کر آج بھی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، مرثیے کے تین ابتدائی بند پڑھیئے اور میر مونسؔ کی فصاحت و بلاغت کی داد دیجیئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جب ہوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر | گر کے ٹھنڈا ہوا حضرت کا علم دریا پر
غرقِ خوں ہو گیا وہ بحرِ کرم دریا پر | غُل تھا زخمی ہوا سقائے حرم دریا پر

مشک کو دانتوں میں پکڑے ہوئے یوں لاتا ہے
دہنِ شیر میں جس طرح شکار آتا ہے

غش کی آمد ہے جگر سوزِ عطش سے ہے کباب | ہیں جو بیدست ٹھہرتی نہیں پانوں میں رکاب
پیاسے بچوں کے لئے سینے میں دل ہے بیتاب | غم یہی ہے کہ کہیں مشک سے ضائع نہ ہو آب

تیر پیہم جو کمانوں سے چلے آتے ہیں
یا علیؑ کہتے ہیں اور مشک پہ جھک جاتے ہیں

کر کے منہ سوئے نجف کہتے ہیں با دیدۂ تر | یا علیؑ لیجئے مجھ بیکس و مضطر کی خبر
اے شہؑ عقدہ کشا بادشہؑ جن و بشر | چاہتا ہوں میں کہ اس مشک کو پہنچے نہ ضرر

آپ کے بیٹے کا شیدا ہوں مدد لازم ہے
آپ کی پوتی کا سقا ہوں مدد لازم ہے

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے موضوع پر میر مونس کے مشہور و مقبول مرثیے یہ ہیں :۔

۱۔ لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اٹھا لائے حسینؑ

۲۔ اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو

۳۔ پدر سے جب علی اکبرؑ سا نوجواں چھوٹا

۴۔ جب گلشنِ ہستی سے سفر کر گئے اکبرؑ

۵۔ جب چھٹا شاہ سے فرزندِ جواں پیری میں

۶۔ جب داغِ پسر شہؑ کو ملا بے وطنی میں

۷۔ چھٹا جو شاہ سے پیری میں نوجواں فرزند

۸۔ دشتِ بلا میں گم علی اکبرؑ کی لاش ہے

۹۔ کھائی جب چاند سے سینے پہ سناں اکبرؑ نے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ر انیس اور مرزا دبیر کے مرثیوں کی موجودگی میں ایک ہی موضوع پر ۹ عدد مرثیوں کا مسلسل تو برس سے مقبول و مشہور ہونا میر مونس کی عظمتِ شاعری کی دلیل ہے ایک شاہکار مرثیے کے چند بند یہ ہیں :۔

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے جو اٹھا لائے حسینؑ — نوجواں کو صفِ اوّل سے اُٹھا لائے حسینؑ
چاند کو شام کے بادل سے اٹھا لائے حسینؑ — جاں بلب شبیر کو جنگل سے اُٹھا لائے حسینؑ

دی صدا لاشِ پسر آن کے لے جا بانوؑ !
چھد گیا برچھی سے اکبرؑ کا کلیجا بانوؑ !

دیکھ لے آخری دیدار پسر مرتا ہے — سامنے آنکھوں کے یہ نورِ نظر مرتا ہے
اب کوئی دم میں مرا رشک قمر مرتا ہے — منھ سے باہر ہے زباں تشنہ جگر مرتا ہے

دم ہے سینے میں رُکا زخم سے خوں جاری ہے
ارے بانوؑ ترے گھر لُٹنے کی تیاری ہے

میر مونس کا شاہکار مرثیہ

حضرت حُرؑ کے حال کا مرثیہ میر انیس نے بے مثل و لاجواب تصنیف کیا ہے :۔

"بخدا فارسِ میدانِ تہوّر تھا حرؑ"

حضرت حُرؑ کے حال کے بے شمار مرثیے تصنیف کئے گئے ہیں لیکن میر انیس کے مرثیے کے بعد اس موضوع پر میر مونس کے مرثیے کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ میر مونس کا یہ شاہکار مرثیہ ہے :۔

"مجلس افروز ہے مذکورِ وفاداریٔ حُرؑ"

دونوں شاعروں نے اپنی اپنی راہِ فکر الگ متعیّن کی ہے۔ میر انیس کے مصرع میں :
"فارسِ میدان تہوّر" کی ترکیب اور مناسبت سے پورا مرثیہ سجایا گیا ہے۔ اور یہ الفاظ حضرتِ حُرؑ کی زیارت میں بھی موجود ہیں۔ راقم الحروف ۱۹۹۰ء میں جب کربلائے معلّیٰ (عراق)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں حضرت حُرؑ کے روضہ پر پہنچا تو ضریح پر جو زیارت عربی میں آویزاں تھی اس میں یہ کلمات بھی شامل تھے۔

میر مونس نے مرثیے کا پہلا بند "مجلس افروز" اور "وفاداری" کے الفاظ کی مناسبت سے پورا مرثیہ کہا ہے۔

دونوں مرثیوں کی بحر و آہنگ یکساں ہیں۔ مختلف مقامات سے اقتباسات قابلِ توجہ ہیں:-

بخدا فارسِ میدانِ تہوّر تھا حرؑ لاکھ دو لاکھ سواروں میں بہادر تھا حرؑ
نارِ دوزخ سے ابوذر کی طرح حُر تھا حرؑ گوہرِ تاجِ سرِ عرش ہو وہ دُر تھا حرؑ
ڈھونڈلی راہِ خدا کام بھی کیا نیک ہوا
پاک طینت تھی تو انجام بھی کیا نیک ہوا (میر انیس)

مجلس افروز ہے مذکورِ وفاداریِ حرؑ دل پہ ہر گُل کے ہویدا ہے ہواداریِ حرؑ
کس پہ ثابت نہیں سرداری دیاداریِ حرؑ وجہ آزادیِ دوزخ ہے عزاداریِ حرؑ
قید پھر کیسی جو حامی و بہادر ہو گا
حرمتِ حرؑ کو جو سمجھے گا وہی حُر ہو گا (میر مونس)

میر مونس کے اس شاہکار مرثیے کے جستہ جستہ بند پیش کرتے ہیں تاکہ میر مونس کی قوتِ فکر اور کمالِ شاعری کا اندازہ ہو جائے۔ حضرت حرؑ کی تعریف میں یہ بند ملاحظہ ہو:-

لعلِ شب تاب بدخشانِ شہادت ہے حرؑ بے بہا گوہرِ عمانِ شرافت ہے حرؑ
یکہ تازِ صفِ میدانِ شجاعت ہے حرؑ سروِ آزادِ گلستانِ ریاضت ہے حرؑ
نام پر اس کے ہر اک اہلِ وفا مرتا ہے
جو ہے قمری کی طرح عشق کا دم بھرتا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

• میر انیسؔ کے مرثیے میں ایک جگہ حرؑ کے مقدر کی تعریف ہے۔ اسی مضمون کے دو بند میر مونسؔ کے دیکھئے :-

حبذا البخت زہے اوج خوشا حال اس کا — حق کا مقبول ہے اللہ رے اقبال اس کا
حامیٔ حشر ہوا فاطمہؑ کا لال اس کا — پاک عصیاں سے ہوا نامۂ اعمال اس کا
فردِ خوشنودیٔ محبوبِ صمد ہاتھ آئی
سرِ قلم ہوتے ہی بخشش کی سند ہاتھ آئی

نزع کے وقت کسی کو بھی ملا یہ آرام — بسترِ خاکِ شفا تکیۂ زانوئے امام
کبھی اس حسن سے بنتا نہیں بگڑا ہوا کام — صبح دوزخ میں ہوئی گلشنِ فردوس میں شام
قصر کو طول میں طوبیٰ کے مقابل پایا
بازوئے حور کو گردن میں حمائل پایا

میر مونسؔ نے حضرت حرؑ کی قلبی بے چینی کی حالت کو شبِ عاشور میں اس طرح نظم کیا ہے۔

اپنے بیچوبے میں بیٹھا تھا حرؑ باتوقیر — سامنے رکھی تھی مسند کے سپر پر شمشیر
دست و پا میں کبھی رعشہ کبھی حالت تغیر — کبھی نالے تھے زباں پر کبھی ہے ہے شبیرؑ
تپِ غم دل میں دہن تلخ شکن ابرو پر
ہاتھ ماتھے پہ کبھی تھا کبھی سر زانو پر

متغیر، متردد، متفکر بے چین! — یہ دعا تھی کہ بچے فاطمہؑ کا نور العین!
تھرتھراتا تھا سیدانیاں کرتی تھیں جو بین — طپشِ دل کا تقاضہ تھا کہ چل سوئے حسینؑ
صبح اعدا میں نہ شاہِ شہدا گھر جائیں
شب کو مل جائے جو خورشید تو دن پھر جائیں

کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا وہ جری — گرم آہیں کبھی کیں سرد کبھی آہ بھری
قلب میں تھی کبھی سوزش کبھی دردِ جگری — سخنِ یاس کبھی لب پہ کبھی نوحہ گری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آلِ احمد کی تڑپ سُن کے تڑپ جاتا تھا
دمبدم خیمے سے گھبرا کے نکل جاتا تھا

حرؑ اور عمر سعد کا مکالمہ میر انیسؔ نے بھی نظم کیا ہے، دیکھئے میر مونسؔ کس خوبی سے اس مقام سے گزرے ہیں۔ عمر سعد جو فوجِ یزید کا سردار ہے وہ صبحِ عاشور حضرتِ حرؑ کے ارادوں کو بھانپ گیا ہے اور حرؑ سے کہہ رہا ہے:۔

تو دمِ صبح سے نکلا نہ پئے جنگ یہ کیا
کیا ہوا کیوں متغیر ہے ترا رنگ یہ کیا
ہے نئی بات نیا طور نیا ڈھنگ یہ کیا
مردِ جرّار ہے اور ہے جنگ سے ننگ یہ کیا
پرچے اخبار کے شام و سحر آتے ہیں مجھے
آج تیور ترے بگڑے نظر آتے ہیں مجھے

حرؑ نے پسرِ سعد کو جو کچھ جواب دیا ہے وہ کئی بندوں میں نظم ہے، اس مقام سے صرف دو بند دیکھئے، پسرِ سعد نے کچھ اور بھی سخت گفتگو کی ہے جس کے جواب میں حرؑ کہتے ہیں:۔

حرؑ پکارا کہ سنبھال اپنی زباں کو اد شوم
ہٹ کہ ہے بخس سعیدوں کے لئے سایۂ بوم
کھینچ لوں تیغ تو ہو جائے حقیقت معلوم
چیونٹیوں کی ہیں قطاریں ترے لشکر کا ہجوم
شبیرؑ قابو میں کب آتے ہیں یہ کیا بکتا ہے
حرؑ ہوں میں مجھ کو کوئی قید بھی کر سکتا ہے

برچھیاں کیا ہیں تری اور ترا بھالا کیا ہے
کاٹتا سر کو مرے منھ کا نوالا کیا ہے
خود میں بیزار ہوں یہ عہدۂ والا کیا ہے
مجتمع چند نفر ہیں یہ رسالا کیا ہے
جب تعلق نہ رہا مردِ سبکدوش ہے پھر
نوکری چھوڑی تو اُتری ہوئی پاپوش ہے پھر

صبح کا سماں میر انیسؔ نے اپنے متعدد مرثیوں میں لاجواب دکھایا ہے، ذیل کے بندوں میں میر مونسؔ کی قوتِ فکر اور قدرتِ بیان قابلِ داد ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نور پھیلا ہوا وہ صبح کا وہ سرد ہوا
بہتے دریا کی وہ لہریں وہ بیاباں کی فضا
بلبلوں کے وہ چہکنے کی خوش آئند صدا
گہہ نسیم آئی دبے پاؤں گہے بادِ صبا
حکم تھا دونوں کو سبزے کی ہواداری کا
فرش تھا چار طرف مخملِ زنگاری کا

میر انیس کی زبان میں میر مونس نے ایک رنگینی کو شامل کیا اور اس رنگینی میں غزلیت کا بھی اضافہ کیا، میر مونس خاندانِ میر انیس کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے مرثیے میں گل و بلبل کو ایک نئے زاویے سے داخل کیا ہے، مرثیے کی روایات اور وقار میں یہ اضافہ میر مونس کا حصّہ ہے

آگے چل کر مرثیے میں حضرت رسولِ خدا کی توصیف میں چند بند ہیں، "باغِ رسولؐ" کی ترکیب کے ساتھ دنیا کے باغوں سے موازنہ غزلیت کا نیا رُخ ہے:۔

باغِ زہراؑ و محمدؐ کی اِدھر تھی خوشبو
گل سے رخ سرو سے قد سنبل تر سے گیسو
آنکھیں نرگس کے کٹورے دُرِ شبنم آنسو
سبزہ آغاز کسی کے تو کوئی آئینہ رو
یاں کی خوشبو جو گذر جاتی تھی گلزاروں سے
بلبلیں پھول گرا دیتی تھیں منقاروں سے

گل کہاں اور کہاں نکہتِ گلزارِ رسولؐ
مختصر بھی جو کروں عرض تو ہو جائیگا طول
دیکھ کر راستی تازہ نہالانِ بتولؑ
فاختہ سرو سے شمشاد سے قمری ہو ملول
باغِ زہراؑ میں جو دم بھر کو رسائی ہو جائے
تا قیامت گل و بلبل میں جدائی ہو جائے

نمازِ جماعت اور نمازیوں کی توصیف و تعریف میں میر مونس کے اس بند میں لطفِ زبان ملاحظہ ہو:۔

سورۂ حمد ثنا خواں ہے زہے عزّت و جاہ
سورۂ قدر ہے توقیر سے ان کی آگاہ
ان کی تسبیح کا کیا ذکر ہے سبحان اللہ
خود تشہد ہے شہیدوں کی عبادت پہ گواہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بیٹھتے تھے تو قعود ان سے شرف پاتا تھا
ان کی تعظیم قیام اٹھ کے بجا لاتا تھا

حضرت حرؑ کا سراپا میدانِ جنگ میں آتے وقت میر مونس اس طرح بیان کرتے ہیں :۔

بانکپن وہ حرِ غازی کا وہ تیکھی چتون
کج کلاہی کی وہ زیب اور وہ مغفر کی پھبن
غرق فولاد کے دریا میں بہادر ہمہ تن
چار آئینے میں پھولا ہوا جوہر کا چمن
مل گیا گلشنِ فردوس یہ خوشنودی تھی
پیرہن زرد، زرہ جسم میں داؤدی تھی

حضرت حرؑ کے گھوڑے کی تعریف :۔

ابر پر کیا صفتِ ابرشِ چالاک کھلے
کیا زمیں پر خبر گردش افلاک کھلے
برق پر گرم روی رخش کی کیا خاک کھلے
آسماں پر ابھی اڑ جائے جو فتراک کھلے
غیر حرؑ کیا کوئی اس رشکِ صبا کو باندھے
یہ وہ گھوڑا ہے جو کاکل میں ہوا کو باندھے

حضرت حرؑ کی تلوار کی تعریف :۔

کبھی دلسوز تھی اعدا کی تو خونخوار کبھی
کبھی ملتی تھی گلے دیتی تھی آزار کبھی !
کبھی برچھی تھی کبھی ڈھال تھی تلوار کبھی
نخلِ شعلہ تھی کبھی برقِ شرربار کبھی !
شمع کی طرح شریروں کے بدن جلتے تھے
چار آئینوں کے فانوس میں تن جلتے تھے

حضرت حرؑ کی جنگ کی تعریف :۔

صورتِ برق چمکتی تھی وہ سیف ملول
ید طولیٰ حر ذیجاہ کے تھا ہاتھ کا طول
تھی صدا چرخ پہ اے حامئ فرزند رسولؐ
یہ وغا مالکِ اشتر کی طرح ہے مقبول
وہ کیا تو نے جو دنیا میں جری کرتے ہیں
تیری ہر ضرب کی تعریف علیؑ کرتے ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شہادتِ حضرتِ حرؑ:۔

تن کے یہ اور بھی دکھلاتا تھا حرؑ جانبازی
تیغ رکتی تھی نہ دم لیتا تھا دم بھر تازی

دیر تک یوں جو ہزاروں سے لڑا وہ غازی
ہاتھ زخمی ہوئے، کی موت نے دست اندازی

دل پہ نیزہ کسی خونخوار نے بڑھ کر مارا
ایک نے سر پہ تبر ایک نے خنجر مارا

حضرت امام حسینؑ لاشِ حرؑ پر تشریف لائے ہیں، حرؑ کہتے ہیں:۔

شرف پائے ہیں اے بادشہ جن و بشر
آپ زانوئے مبارک پہ لئے ہیں مرا سر

یہ محمدؐ یہ علیؑ ہیں یہ جنابِ شبرؑ
مجھ سے اک حور یہ اب کہتی ہے با دیدۂ تر

ناقۂ نور وہ آیا وہ عماری آئی
بند کر آنکھوں کو زہراؑ کی سواری آئی

بعض صاحبِ نظر بزرگوں کا کہنا ہے کہ میر مونس نے اس مقام پر میر انیس سے بھی زیادہ احتیاط برتی ہے۔ میر انیس نے کہا ہے:۔

ننگے سر احمدؐ مختار کی پیاری آئی
دیکھئے آپ کے نانا کی سواری آئی

خاندانِ میر انیس کے مرثیوں کا نہایت روشن پہلو زبان کا مثالی حرف ہے۔ ایسی پاکیزہ زبان اردو کے کسی شاعر کو نصیب نہیں ہوئی۔ یہ زبان گویا خاندان میر انیس کا ایک بہتا ہوا صاف و شفاف چشمہ ہے جس سے تشنگانِ ادب ہمیشہ اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے۔ بہت سے نامی گرامی شعراء ہر عہد میں اس کوثر کی موج سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ مثلاً میر مونس کے ایک مرثیے سے یہ دو بند دیکھئے:۔

کلثومؑ بیقرار تھیں بانوؑ کو تھا نہ چین
جنگل سے آ رہی تھی صدا یہ بشور و شین

زہراؑ ترے نثار ہو اے میرے نور عین
اے بے وطن غریب مسافر مرے حسینؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بچوں کو بھوک پیاس سے سخت اضطراب ہے
واحسرتا کہ ساتویں سے قحطِ آب ہے

تو کربلا کے بن میں گھرا ہائے کیا کروں — ہے مبتلائے رنج و بلا ہائے کیا کروں
ممکن نہیں ہے آب و غذا ہائے کیا کروں — دشمن ہیں تیرے اہلِ جفا ہائے کیا کروں
پیاسا کریں گے ذبح عدو بے گناہ کو
بالوں سے جھاڑتی ہوں تری خواب گاہ کو

اور اب جوش ملیح آبادی کے مرثیے سے دو بند دیکھئے، کیا جوش کی شاعری پر میر مونس کا صاف پرتو نظر نہیں آتا:۔

سکتے میں تھے رسول ملائک تھے سوگوار — گردوں پہ مرتضیٰؑ و محمدؐ تھے اشک بار
ویران پالنے سے اداسی تھی آشکار — زہراؑ کی آ رہی تھی یہ آواز بار بار
سُن لے صدائیں بارِ خدا شور و شین کی
پروردگار خیر ہو میرے حسینؑ کی

اے میرے لال اُف یہ سماں ہائے کیا کروں — اک جان اور یہ بارِ گراں ہائے کیا کروں
تو اور دھوپ میں ہو تپاں ہائے کیا کروں — سینے سے اُٹھ رہا ہے دھواں ہائے کیا کروں
ہے ہے کوئی نہیں جو سنبھالے حسینؑ کو
یارب کسی جتن سے بچا لے حسینؑ کو

میر مونس کی مرثیہ نگاری پر تفصیلی باب میری کتاب "تاریخ مرثیہ نگاری جلد پنجم" میں شامل ہے۔ اس لئے یہاں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ (ضمیر اختر نقوی)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مونس کی سلام نگاری

میر مونس سلام کہنے میں بڑی شہرت رکھتے تھے خاندانِ انیس میں شاید میر مونس نے سب سے زیادہ سلام کہے ہیں۔ اُن کے سلاموں کا مجموعہ "دیوانِ فصاحت" طبع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سلام قلمی موجود ہیں۔ تقریباً دو سو سلام میر مونس نے کہے ہیں۔ میر مونس کی شہرت میں سلام نگاری کو بھی بہت دخل ہے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

"اگر سچ پوچھئے تو میر انیس کی شہرت کے پیشِ خیمہ میر مونس تھے۔ سبب یہ کہ ابتداء میں کثرت سے سلام میر انیس کے جدید طرز کے تتبع میں میر مونس نے کہے اور نقل دینے میں مطلق بخل نہ کیا۔ سوز خوانوں نے بڑے ذوق و شوق سے پڑھنا شروع کیا۔ نئے انداز کے سلام سُن سُن کر اہلِ مجلس نہایت محظوظ ہوتے تھے اور سب کو کامل یقین تھا کہ میر انیس کی پوری پوری اصلاح ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے کئی برس پہلے اس عظیم آباد میں میر مونس کے سلام پھیلے اور اتنا اثر ضرور ہوا کہ میر مونس کے سلام میر انیس کے برابر اور مرزا دبیر سے اچھے ہوتے ہیں"۔[1]

صنفِ سلام پر ہمارے ادب میں ابھی کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی[2]۔ اردو شاعری میں جس قدر غزلوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ سلاموں کا ذخیرہ اس سے کسی طرح کم نہیں اردو شاعری کی ترویج میں اردو سلاموں کا بھی بہت بڑا حصّہ ہے۔ سلام نگاری کی شہرت و ترقی کا اندازہ ہم کو امیر احمد علوی کے بیان سے ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سلام صرف مجلسوں میں پڑھنے کی چیز کے علاوہ نقد و تبصرے کی حد میں بھی آ چکا تھا۔

امیر احمد علوی لکھتے ہیں:۔

"میر انیس نے ایک سلام کہا جس کا مطلع تھا:۔

---

[1] فکرِ بلیغ صفحہ ۲۹۱ [2] ڈاکٹر سید حیدر نقی رضوی نے "اردو میں سلام نگاری" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ہے۔ جبل پور بھارت میں۔ لیکن یہ مقالہ ابھی طبع نہیں ہوا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سدا ہے فکر ترقی بلند بینوں کو ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو

اور اس میں ایک لاجواب شعر تھا :۔

یہ جُھرّیاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے چنا ہے جامۂ اصلی کی آستینوں کو

قافیہ دشوار تھا اور نہایت بے ساختگی سے نظم ہوا۔ تمام شہر میں دھوم مچ گئی مشاہیر شعراء نے اس زمین میں سلام کہے۔ واجد علی شاہ آخری تاجدار اودھ نے بھی یہ قافیہ باندھا۔

جہادِ نفس عبادت میں مجھ کو ہے منظور وضو کے وقت اُلٹتا ہوں آستینوں کو

مرزا دبیر کے صاحبزادے مرزا اوج نے بھی اسی زمین میں سلام کہا اور "آستینوں کے قافیہ پر بہت زور دیا :۔

الٹ گیا درِ خیبر سے پہلے قلعۂ چرخ خدا کے ہاتھ نے اُلٹا جو آستینوں کو

یہ دست بُردِ خزاں کا بہار میں ڈر ہے کہ غنچے تھامے ہیں مُٹھی میں آستینوں کو

حق یہ ہے کہ میر انیس کے شعر کی ہوا بھی کسی کو نہ پہنچی اور یہ قافیہ انھیں کے حصّہ کا ہو گیا ستم یہ ہوا کہ میر انیس کے چھوٹے بھائی میر مونس نے ایک مجلس میں جس میں شاگردانِ دبیر کا مجمع تھا اپنا سلام اسی زمین میں پڑھا اور اُس میں یہ طنزیہ شعر بھی تھا۔

بھلا تردّدِ بیجا سے اس میں کیا حاصل اٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو

اور شاید یہ شعر بھی تھا ؎

مزا یہ طُرفہ ہے مضموں تو دستیاب نہیں مقابلے پہ چڑھائے ہیں آستینوں کو

شہزادگان اودھ میں سے نواب ممتاز الدولہ مرزا دبیر کے شاگرد اس مجلس میں موجود تھے ان کو سخت ملال ہوا۔ مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر تو انیسیوں اور دبیریوں میں شور مچ گیا۔

مرزا دبیر کے مشہور شاگرد میاں مشیر نے خوب خوب طنزیہ شعر کہے :۔

جلی کٹی جو مرے استاد سے کہے جو کوئی تو پھونک دوں مع خرمن میں خوشہ چینوں کو

ہزار بار سزا پاکے منھ پہ چڑھتے ہیں مشیر کیا کہوں ان احمق الّذینوں کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لگا کے سرمۂ تربت بہشت دیکھ لیا — خجل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو

اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر
نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو

آخر میں میر انیس، میر مونس پر اور مرزا دبیر، مشیر پر بہت خفا ہوئے۔ میر مونس مرزا دبیر کی خدمت میں اور مشیر میر انیس کے حضور میں آ کر عذر خواہ ہوئے اور وہ گرد کدورت دور ہو گئی۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہیئے ہر دم — انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو[1]

میر احمد علوی کے بیان سے ہم کو علم ہوتا ہے کہ "سلاموں" کی بعض زمینوں کو شہرت ملتی تھی تو بڑے بڑے لکھنؤ کے شعراء اس میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ اور سلام کو ادبی حیثیت دینے میں میر مونس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ثابت لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"حکیم قدیر الدولہ قدیر شاگرد مرزا دبیر نے ایک مجلس میں یہ سلام پڑھا"

خضرِ اسکندر اگر ہو تا رخِ حیدرؑ کا نور — پردۂ ظلمات بن جاتا منوّر چاندنی

تو بعد مجلس ایک صاحب بولے ؎

آپ کے گھر میں تھی کب اے بندہ پرور چاندنی — میر مونس کی اڑا لائے ہو جا کر چاندنی

قدیر نے فی البدیہہ جواب دیا ؎

آپ تو اندھے ہیں آتی ہے رتوندی آپکو — شیخ ناسخ کہہ گئے ہیں سب سے بہتر چاندنی[2]

ناسخ نے اس زمین میں سب سے پہلے غزل کہی تھی۔ اسی طرف قدیر نے اشارہ کیا ہے۔

مرزا دبیر اور میر مونس نے بعد میں اس زمین میں سلام کہے۔ میر مونس کے سلاموں کی مقبولیت کا اندازہ ہم کو دو کتابوں سے اور ہوتا ہے۔ عبدالرسول شائق نے "میر مونس اور حیاتِ دبیر پر ایک نظر" ۱۹۲۱ء میں لکھی۔ جس کے جواب میں سرفراز حسین خبیر لکھنوی

---

[1] یادگارِ انیس ص ۸۷-۸۸ [2] دربارِ حسین ص ۱۲۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نے "شکوۂ شاکی لکھی۔ دونوں کتابوں میں میر مونس کے اس سلام پر بحث ہے۔

مجرئی بہتے ہیں آنسو درِ غلطاں ہو کر
آبرو پائی ہے کیا چشم نے گریاں ہو کر

اس زمین میں سلطان العالیہ شاگردِ مرزا دبیر کا بھی سلام ہے۔ خبیر اور شاکی نے دونوں کے سلاموں کا موازنہ کیا ہے۔ سلطان کے سلام کا مطلع تھا

نام شبیرؑ کا لے، مجرئی گریاں ہو کر
اشک محشر میں ملیں گے درِ غلطاں ہو کر

میر مونس کا سلام بہت مشہور ہے۔ اسی سلام میں دو اشعار بڑی شہرت رکھتے ہیں جو میر انیس کے نام سے منسوب ہو گئے ہیں:۔

غیر کی مدح کریں شہؑ کے ثنا خواں ہو کر
مجرئی اپنا حشم کھوئیں سلیماں ہو کر
زلف اکبرؑ کو جو دیکھا سرِ نیزہ پر خوں
موئے سر کھول دیئے ماں نے پریشاں ہو کر

احسن لکھنوی نے "واقعاتِ انیس" میں یہ اشعار میر انیس کے بتائے ہیں اور مندرجہ ذیل شعر کو اس طرح لکھا ہے[1]:

غیر کی مدح کروں شہؑ کا ثنا خواں ہو کر
مجرئی اپنی ہوا کھوؤں سلیماں ہو کر

میر مونس کے سلاموں کا تنقیدی جائزہ ابتک نہیں لیا گیا۔ ضرورت ہے کہ میر مونس کے سلاموں کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور مکمّل تبصرہ لکھا جائے۔ عبدالرؤف عشرت لکھنوی نے میر مونس کے سلاموں کی اہمیت کے پیشِ نظر چند جملے تحریر کئے ہیں:۔

---

[1] واقعاتِ انیس ص۲۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"یہ بات تو اُن کے خاندان میں مخصوص تھی کہ زبان اور محاورات کا لحاظ مقدّم سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی سبب سے میر صاحب کا خاندان ممتاز تھا لیکن میر مونسؔ کے سلام میں محاورات کی تہہ میں استعارات کی چمک دمک نظر آتی تھی۔ اور یہ بات میر مونسؔ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھی۔ ایک سلام کا مطلع ہے:۔

جلوہ ہے دل میں حبِّ علیؑ کی شراب کا
مینائے احمری میں ہے پھول آفتاب کا

ی طرح ہر شعر میں کوئی نہ کوئی بات استعارات و کنایات میں ضرور ہوتی تھی:۔

گوہر نکلے آتے ہیں دریائے طبع سے
ہے عین آبرو جو کریں آشنا پسند

شکل زمینوں میں محاورے اور زبان کو قائم رکھنا مشکل کام ہے مگر مونسؔ کا کلام اپنی بیوں کے ساتھ اس راستے کو بھی طے کر جاتا تھا:۔[1]

ر میں خاکِ شفا پھولوں کی چادر باہر — مجرئی بوئے ارم پھیلی ہے اندر باہر
یدۂ عبرت سے ذرا گورِ غریباں کیطرف — استخواں قبر کے اندر ہیں تو پتھر باہر
غِ عالم میں چلی ہے یہ ہوا خسّت کی — غنچے کہتے ہیں کہ مٹھی سے نہ ہو زر باہر

بل کو گُل پسند ہے گُل کو ہوا پسند — ہم بوترابیوں کو ہے خاکِ شفا پسند
و اپنی چاہ ہے اے ساکنِ بہشت — تجھ کو ارم پسند ہمیں کربلا پسند
ہنچادے جلد باغِ نجف تک مرا غبار — اٹکھیلیاں تری یہ نہیں اے صبا پسند

---

[1] آبِ بقا صفحہ ۱۰۱-۱۰۲

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

امداد امام اثر لکھتے ہیں:

"خوش خیالی، خوبیٔ زبان، چستی بندش کے ساتھ جس قدر میر مونس رنگین طبع تھے اظہر من الشمس ہے۔ طبیعت کی رنگینی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ سلام گوئی میر مونس پر ختم تھی۔ اگر میر انیس عالم وجود میں نہ آئے ہوتے تو یقیناً اس قول کی صحت میں کسی پہلو سے جائے گفتگو ممکن نہ تھی"۔[1]

میر مونس کے سلاموں کی نمایاں خصوصیت تغزل ہے بقول امداد امام اثر میر انیس اور میر مونس کے بہت ایسے اشعار سلام ہیں کہ اگر غزلوں میں داخل کر دیئے جائیں تو غزلوں کا وقار ترقی کر سکتا ہے۔[2] ذیل میں میر مونس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں تغزل کے ساتھ ساتھ اخلاقی و ناصحانہ اندازِ بیان قابلِ توجہ ہے:۔

ہمارا مول کیا ہے اک نظر لطف و عنایت کی — جو اعمیٰ ہو تو مہنگے ہیں جو بنیا ہو تو سستے ہیں

تجھے وحشت ہوئی کیوں دیکھ کر گورِ غریباں کو — عدم والے دلا ایسے ہی ویرانوں میں بستے ہیں

نہ خط آتا ہے کوئی نہ خبر معلوم ہوتی ہے — گئے دنیا سے جو یارب وہ کس بستی میں بستے ہیں

نہ گل کو دی کبھی ایذا، نہ رنج بلبل کو — عبث چمن سے ہمیں باغباں اٹھاتے ہیں

نے سکندر ہے نہ دارا ہے نہ کسریٰ ہے نہ طاق — موت نے اک دم میں کس کس گھر کو فانی کر دیا

ذکر میں دنیا کے آخر ہو گئی عمرِ عزیز — ہائے کس دولت کو صرفِ قصہ خوانی کر دیا

منعموں کے پاؤں تھراتے ہیں دیکھو لطفِ فقر — بوریے کو ہم نے تختِ خسروانی کر دیا

کدھر تلاش کریں تم کو اے عدم والو — کہاں گئے کہ کہیں نقشِ پا نہیں ملتا

۱؎ کاشف الحقائق ص ۱۹۱　　۲؎ کاشف الحقائق ص ۱۹۵

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلامی غمِ ہمرہاں رہ گیا — میں تنہا پسِ کارواں رہ گیا
ذرا دیکھو انجام کارِ بشر — کہاں سے یہ آیا کہاں رہ گیا
مرقع ہے دنیا کا حیرت کی جا — رہا بس وہیں جو جہاں رہ گیا
زہے آہ سے سوزِ غم کی نمود ! — جلا سب جگر اور دھواں رہ گیا

ہوں وہ گدا سوال کی حاجت نہیں مجھے — پھیلے بھی ہیں کبھی تو بس آگے خدا کے ہاتھ

چمنِ دہر میں توام ہے سدا شادی و غم — کون سا گل ہے جو رویا نہیں خنداں ہو کر

مزا ہو جس کی خموشی میں لاکھ باتوں کا — مصاحب ایسا کوئی اور جز کتاب نہیں

ہشیار نہیں ہرگز جو دین سے غافل ہیں — بیدار ہیں ظاہر میں باطن میں وہ سوتے ہیں
کہتے ہیں جسے دنیا وہ مزرعِ عقبیٰ ہے — حاصل وہی ہوتا ہے جس دانے کو بوتے ہیں

یہ آئینے ہیں نکالو دلوں سے کینوں کو — کدورتوں سے رکھو پاک و صاف سینوں کو
ہمیشہ ہم نے مضامیں کے تازہ پھولوں سے — بسا دیا ہے سلاموں کی سب زمینوں کو
ہر ایک شہر ہے مضمونِ تازہ سے آباد — ہمیں بساتے ہیں اجڑی ہوئی زمینوں کو
بشر کو چاہیئے دنیا میں اسکے حسن سے عشق — کہ جس نے خلق میں پیدا کیا حسینوں کو

سلام، غزل کی ہیئت میں کہے جاتے ہیں، اور غزل کی ہیئت کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے مختلف اشعار ایک دوسرے سے مربوط بھی ہو سکتے ہیں اور ہر شعر اپنی جگہ ایک الگ وحدت بھی ہو سکتا ہے اسی طرح ایک ہی سلام میں مختلف مجموعی موضوعات کو قائم رکھا جا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سکتا ہے۔ سلام کی بحریں پُرسکون ہوتی ہیں۔ خطیبانہ انداز کم ہوتا ہے۔ اس لئے اہلبیتؑ کے فضائل و مناقب کا بیان بڑی خوبصورتی سے ہوتا ہے ہیر مونس نے سلاموں کے فضائل و مناقب کے اشعار بھی خوب خوب کہے ہیں اور کوئی موضوع اس سلسلے میں تشنہ نہیں چھوڑا چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

ختمی مرتبتؐ کی زلف کی تعریف :۔

کھینچ سکی آخر نہ زلفِ پاک احمدؐ کی شبیہ	خامۂ نقاش بل کھا کھا کے گیسو ہو گیا

سیرتِ فاطمہ زہراؑ :

نہ چھوٹی دم مرگ تک فاطمہؑ سے	اطاعت علیؑ کی عبادت خدا کی
رہے ہاتھ چکی سے مجروح دونوں	یہ حالت تھی مخدومۂ آسیا کی

علیؑ کی ولایت :۔

فلک پہ جاتا ہے شورِ علیؑ ولی اللہ	ہوا یہ اوج اسی نام سے اذاں کیلئے

نجف :

مہک ہے چار سو گلہائے لبستان شفاعت کی	عجب گلیاں نجف کی ہیں عجب گلزار رستے ہیں

امام حسینؑ :۔

چہرۂ شہؑ کو بنایا حق نے قرآنِ مجید	ابروؤں کو سطر زلفوں کو معانی کر دیا

شہید زندہ ہے :۔

اللہ اللہ کیا شہیدوں کے ہیں اعلیٰ مرتبے	موت کو جن کی خدا نے زندگانی کر دیا

قلم کی عظمت :۔

اے قلم ہم نے مرقع کربلا کا کھینچ کر	تجھ کو رشکِ خامۂ بہزاد و مانی کر دیا

فوجِ مضامین اور قلم :

مجرائی یوں ہے فوجِ مضامیں قلم کے ساتھ	جیسے حُسینیوں کا ہو مجمع علم کے ساتھ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

وا الجناح کی تعریف :-

م جہاد دو بالا تھا اوجِ تیغِ حسینؑ
چمک رہی تھی ستاروں میں کہکشاں کی طرح

سپِ شہؑ کی گرم رفتاری کی اللہ ری چمک
جو شرارہ نعل سے نکلا وہ جگنو ہو گیا

لوار :-

وغا کرتے ہیں سرورِ تیغ بجلی سی چمکتی ہے
گھٹا گھنگھور ڈھالوں کی اٹھی ہے تیر برستے ہیں

ر مونسؔ کے سلاموں میں مصائب کے اشعار بہت پُرتاثیر ہوتے ہیں۔ یہاں بھی انھوں نے
غزل اور زورِ بیان کو برقرار رکھا ہے :-

دھے ہیں ایک رسن میں اس طرح بازو اسیروں کے
کہ گلدستے میں جیسے باغباں پھولوں کو کستے ہیں

غل تھا طوق پڑا جب گلے میں عابدؑ کے
گہن میں برج امامت کا آفتاب آیا

رو یا کیا مصوّر تقدیر دیر تک
عباسؑ نامدار کے تن پر بنا کے ہاتھ

ذبح پیاسا جو کیا فاطمہؑ کے پیاروں کو
سرنگوں رہتی ہیں یہ کوفت ہر تلواروں کو

کہتے تھے شہؑ اس کو دامن میں چھپا لے اے زمیں
جلتی ریتی پر پڑی ہے لاشِ اکبرؑ دھوپ میں

بے کفن رن میں پڑا تھا فاطمہؑ کا آفتاب
دن کی چادر دھوپ تھی اور شب کی چادر چاندنی

سلام

مجرئی خلق میں ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا
پر کہیں سبطِ پیمبرؐ سا نہ آقا دیکھا

ظلم اے مجرئی سجادؑ نے کیا کیا دیکھا
گھر لٹا قید ہوئے باپ کا لاشا دیکھا

کہتی تھی زینبؑ مضطر کہ خدا خیر کرے
شب کو یاں خواب میں عریاں سرِ زہراؑ دیکھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب چڑھے دوشِ محمدؐ پہ علیؑ کعبے میں ۔۔۔ یک بیک زیرِ قدم عرشِ معلّا دیکھا

بعدِ معراج علیؑ نے یہ نبی سے پوچھا ۔۔۔ یا رسولِ دو جہاں عرش پہ کیا کیا دیکھا

ہنس کے فرمایا کہ اے نیّرِ افلاکِ شرف ۔۔۔ ہر جگہ واں بھی ترے نور کا جلوا دیکھا

گر پڑے سبطِ نبیؐ تھام کے ہاتھوں سے جگر ۔۔۔ علی اکبرؑ کو جو ریتی پہ تڑپتا دیکھا

بانوؑ کہتی تھی جواں ہو کے سدھارے اکبرؑ ۔۔۔ وا دریغا نہ دولہن دیکھی نہ سہرا دیکھا

کہتے تھے سیدِ سجادؑ کہ دیکھے نہ کوئی ۔۔۔ ق ۔۔۔ ہم نے جو کچھ ستمِ لشکرِ اعدا دیکھا

صدمے کانٹوں کے جفا طوق کی ایذائے رسن ۔۔۔ ایک بابا کے جدا ہونے سے کیا کیا دیکھا

شام میں لوگ یہ کہتے تھے کہ آج آنکھوں سے ۔۔۔ بے ردا ہم نے سرِ دخترِ زہراؑ دیکھا

ننگے سر خلق نے اُس بی بی کو دیکھا افسوس ۔۔۔ جس کی مادر کا کسی نے نہ جنازا دیکھا

جا کے زینبؑ نے وطن میں یہ کہا صغراؑ سے ۔۔۔ ق ۔۔۔ کہوں کس منھ سے کہ پردیس میں کیا کیا دیکھا

تین دن بند رہا گرمی میں پانی مجھ پر ۔۔۔ کس مسافر نے بتاؤ ستم ایسا دیکھا

سامنے قتل ہوئے مسلمِ بیکس کے پسر ۔۔۔ اپنے فرزندوں کو بسمل سا تڑپتا دیکھا

میں نے ماتم کیا لاشے پہ بنے قاسمؑ کے ۔۔۔ میں نے اک رات کی بیاہی کا رنڈاپا دیکھا

میں نے دیکھا علمِ شاہ کو آلودۂ خوں ۔۔۔ میں نے عباسؑ کو بے جاں لبِ دریا دیکھا

میں نے دیکھا علی اصغرؑ کا گلا خوں سے تر ۔۔۔ میں نے زخمی علی اکبرؑ کا کلیجا دیکھا

میں نے دیکھا شہِ مظلومؑ کو خنجر کے تلے ۔۔۔ میں نے نیزے پہ سرِ دلبرِ زہراؑ دیکھا

ہائے کیوں ہو نہ گئیں کور کہ ان آنکھوں سے ۔۔۔ میں نے بے گور و کفن بھائیؑ کا لاشا دیکھا

غرض اک دم کہیں فرصت نہ ملی ماتم کی ۔۔۔ قید خانہ میں سکینہؑ کا جنازا دیکھا

پھر گیا آنکھوں میں شہ کا رُخِ پرخوں مونسؔ
جب کہیں مقتلِ شبیرؑ کا نقشا دیکھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر مونس کی غزل گوئی

خاندانِ میر انیس میں بحیثیت غزل گو میر مونس کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ میر انیس نے بھی غزلیں کہی ہیں لیکن کبھی مشاعروں میں شرکت نہیں کرتے تھے اس لئے غزلوں کو شہرت نہیں ملی۔ میر مونس مشاعروں میں شرکت کرتے تھے، جب بھی مصرعہ طرح کسی مشاعرے کا آتا تھا وہ فوراً غزل کہتے تھے۔ میر انیس کی تنبیہہ کے باوجود میر مونس اپنی زود گوئی سے مجبور تھے اس لئے غزل کہتے رہے۔ اور میر انیس ہی سے غزل پر اصلاح لیتے تھے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔

"ابتداء میں غزلیں خوب کہتے تھے۔ فیض آباد، لکھنؤ دونوں جگہ مشاعروں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ کہتے تھے کہ بھیا (میر انیس) سے تو غزل کی اصلاح لیتے جھجکتا تھا۔ دوسرے کو دکھا نہ سکتا تھا۔ ڈرتے ڈرتے کسی ذی اثر کا نام لے لیتا تھا کہ فلاں کے حکم سے غزل کہی ہے اور جانا ضرور ہے۔ اصلاح ہو جاتی تھی"[۱]

میر انیس چونکہ مرثیے کو غزل پر فوقیت دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ جو عزت اس میں ہے وہ غزل کہنے میں نہیں۔ اس لئے برابر مونس کو غزل کہنے سے روکتے رہے اِس سلسلے میں شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں "یہ حکایت میر انیس کی آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے"۔ میر مونس کہتے تھے کہ میں اکثر غزلیں کہا کرتا تھا۔ لوگ نقلیں لے جاتے تھے۔ اتفاقاً میری یہ غزل جس کا مطلع ہے ؎

مجھے آنا ملے کیوں کر تری محفل میں جانانہ
ترا دربار شاہانہ، میری صورت گدایانہ

ایک نواب صاحب لے گئے اور ایک طائفہ دار کو دے دی۔ اس نے یاد کر لی۔ ایک دن میر انیس حسبِ معمول تحسین کی مسجد میں جا رہے تھے۔ جوں ہی سبزی منڈی ختم ہو کر چوک میں قدم رکھا۔ گانے کی آواز سن کر رُکے۔ صبح کو خلافِ وقت مجھ کو بلوایا اور کہا کہ ہمیشہ میں نے منع کیا ہے کہ غزلیں نہ کہو، یہ کیا غضب ہے کہ میر خلیق کے گھرانے کی زبان

[۱] فکر بلیغ ص ۲۹۳

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طائفہ داروں کے گھر پہونچے۔ میں نے بہت عذر کیا۔ یہ سُن کر اور بھی جھلائے اور کہنے لگے کہ میں اب زبان بھی بھول گیا یہ کہہ کر وہ شعر پڑھ دیا۔ میں نے سر جھکا لیا۔ پھر اپنے سر کی قسم دیکر کہا کہ اب ایسا نہ کرنا"۔ [1]

میر خلیق نے جس وقت سے میر انیس کو غزل کہنے سے منع کیا۔ اس وقت سے انھوں نے غزل کہنا چھوڑ دیا اور اپنی ادبی صلاحیت کو مرثیے میں صرف کر دیا۔ مزاج کی غزلیت مرثیوں میں نہ دب سکی۔ میر مونس کے مرثیوں میں یہ رنگ گہرا ہو گیا اور وہ غزل کہنے سے بھی نہ رُکے جب بھی طرح سنی شعر موزوں کرنے لگے مجبوراً میر انیس بھی شامل ہو جاتے اس طرح میر انیس کی غزلوں کے اشعار بھی ہم تک پہنچے۔ شاد عظیم آبادی نے ایسا ہی ایک واقعہ عظیم آباد کا لکھا ہے۔ "ایک دن دوپہر کو میر انیس پلنگ پر دلائی لپیٹے سو رہے تھے۔ ہم اور سید سلطان میرزا میر مونس کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ مشاعروں کا تذکرہ ہوا۔ میں نے کہا کہ بعد چہلم یہاں مشاعرہ ہونے والا ہے ؎

وہ شب کو بام پہ آپتے رہے قمر کی طرح

میر مونس نے ذرا غور کر کے مطلع کہا ؎

کچھ آج شام سے چہرہ ہے فق سحر کی طرح
ڈھلا ہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کی طرح

میر مونس کے اشارہ کرنے سے میں نے بھی ٹوٹے پھوٹے دو چار شعر کہے۔ میر مونس کے سب اشعار تو یاد نہیں۔ چند حافظہ کی مدد سے لکھتا ہوں ؎

بلا تو بھیجئے دوری ہے آپ سے نزدیک	ابھی پہونچتے ہیں ہم تار پر خبر کی طرح
یہ بوسہ لب شیریں نے تلخ کی ہے حیات	کہ بند بند کو باندھے ہوں نیشکر کی طرح

اتنے میں میر انیس اُٹھ بیٹھے۔ صاحب سلامت، مزاج پرسی کے بعد فرمایا کہ آپ لوگ شعر

---

[1] فکرِ بلیغ صـ ۲۷۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہہ رہے تھے اس بندے کا بھی ایک شعر سُن لیجیے ؎

خدا جہاں میں سلامت رکھے تجھے اے قبر
کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کی طرح

جب میر انیس چلے گئے تو میر مونس نے کہا کہ حضرت کی عادت ہے کہ جب شعر کہنے لگتا ہوں تو مصرعہ پوچھ کر خود ایسا عمدہ شعر کہہ دیں گے کہ دوسرے کا جی چھوٹ جائے چنانچہ بنارس سے آتے وقت اسٹیمر پر میں سلام کہہ رہا تھا ؎

کھو روتی ہیں آنکھیں مثلِ گل آنکھوں میں لالی ہے

حضرت نے یہ مصرع پوچھ کر فوراً یہ شعر لکھوا دیا۔

تباہی میں سفینہ آچکا تھا امتِ جد کا
یہ کشتی بحرِ غم میں ڈوب کر شہ نے نکالی ہے[1]

میر مونس کی غزلوں کی تعریف تذکرہ نگاروں نے کی ہے۔ مطبوعہ شکل میں ایک آدھ غزلیں ملتی ہیں ہمارے پاس میر مونس کی ۲۵ قلمی غزلیں ہیں۔ بعض بعض غزلیں زبان وبیان کے لحاظ سے لاجواب ہیں۔ اکثر مونس کی غزلیں سُن کر آتش کہتے تھے "کہ بھئی واللہ خلیق والے قیامت کرتے ہیں۔ ایسی زبان شستہ ہے کہ کیا کہنا"[2]

میر مونس کی غزلیں دبستان لکھنؤ کی مروجہ خصوصیات کی حامل ہیں۔ ان کی غزلوں میں گل وبلبل، قفس، صیاد، باغباں کے استعارے ملتے ہیں۔ اردو شاعری کو حسن وعشق یا گل وبلبل کا افسانہ کہنے والے بھی اردو غزل کے اِن اشاروں اور علامتوں کو سمجھنے لگے ہیں۔ اور اب یہ حقیقت سامنے آگئی ہے کہ اردو غزل کے کلاسیکل نمونے محض

---

[1] فکر بلیغ ص ۲۵۶-۲۵۸

[2] ایضاً ص ۲۹۴

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گل و بلبل کا افسانہ نہیں بلکہ زندگی کی ایسی ناہمواریوں اور ناانصافیوں کا آئینہ ہے جس میں ہم اپنے عہد کو بھی بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ مونس کی غزلوں کے چند شعر لکھے جاتے ہیں ؎

نہ تکلیف سخن دو مجھ کو خاموشی ہی بہتر ہے
کسے غمگین کروں کس کو سناؤں اپنا افسانہ

حکم گلچیں ہے کہ رکھ دیجو چھری گردن پر
سر کبھی چاک قفس سے جو نکالے بلبل

دیکھوں پر ٹوٹتے ہیں یا کہ چھری پھرتی ہے
آج تکتا ہے بُری آنکھ سے صیّاد مجھے

چین آئے جو سوؤں تری آغوش میں اے قبر
دنیا کی سرا قابلِ آرام نہیں ہے

انجم کی بھی صحبت میں ہے مہتاب کا ساغر
وہ کون سا جلسہ ہے جہاں جام نہیں ہے

میں آہوئے رم خوردۂ وحشت ہوں جہاں میں
بستی ہو کہ جنگل کہیں آرام نہیں ہے

چمن میں چنتے تھے تنکے ہم آشیاں کے لئے
خبر نہ تھی کہ قفس اپنا آشیاں ہوگا

منہ سے گر نالۂ جاں سوز نکل جائے گا
سنگِ مرمر صفت برف پگھل جائے گا

قفس جل اٹھے جو کھینچوں جگر سے نالۂ گرم
یقیں نہ ہو تو ابھی کر لے امتحاں صیّاد

جو لوگ صرف ذخیرہ الفاظ یا لغت کی مدد سے شعر کو سمجھنے کے عادی ہیں اور ظالم کے معنی صرف ظالم، قاتل کے معنی محض قاتل اور قفس کے معنی قفس ہی سمجھتے ہیں وہ اردو شاعری

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے کوئی لطف نہیں اٹھا سکتے۔ میر مونس کے ان اشعار میں ایک عہد نظر آتا ہے۔ یہاں دنیا کی بے ثباتی، زمانے کے مظالم ملک و وطن کے دشمنوں کا رویّہ، غاصب فرنگیوں کا اودھ پر قبضہ، جنگِ آزادی لڑنے والے مجاہدوں کی داستان، قید میں زندگی گزارنے والے محبِ وطن مسلمانوں کی داستان سب کچھ اشاروں، کنایوں میں بیان کی گئی ہے۔ اِن الفاظ کے پردوں میں اگر یہ داستانیں پوشیدہ نہ ہوتیں تو سَو سال گذرنے کے بعد یہ اشعار زبان زدِ خاص و عام نہ ہوتے۔

میر مونس کی غزلوں کے بعض اشعار ضرب المثل بن گئے ہیں اور بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ یہ میر مونس کے اشعار ہیں ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیّاد کی ہے

مونس کی ابھی آنکھ گلستاں میں لگی ہے!
اے بُلبلو! یاں شور مچانا نہیں اچھا

دوست جب تک ہے خدا کچھ نہیں پروا مونس
کیا کرے گا کوئی حاسد مرا دُشمن بن کر

میر مونس کی غزلوں میں دِلّی اور لکھنؤ کے دیگر غزل گویوں کی طرح معشوق کے خارجی لوازم کو جگہ دی گئی ہے۔ یہ روایت سَو سال بعد بھی غزلوں اور نظموں میں قائم ہے۔ فرق صرف زبان و بیان اور عہد کا ہے۔ میر مونس کے اشعار میں دلکشی اور لطافت کے ساتھ رنگینیٔ بیان بھی ہے۔

بال اس نے جو جنانہ سے پہ سرے کھول دیئے ۔۔۔ سب نے جانا کہ پری آئی ہے جوگن بن کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہو جائے گا سودا مجھے زلفیں نہ سنوارو — ہشیار کو دیوانہ بنانا نہیں اچھا

غیروں کی نظر پڑتی ہے رشک آتا ہے مجھ کو — اے زلف پریشاں رخ جاناں کو چھپا لے

خود جان دی ہر مہندی لگے ہاتھ دیکھ کر — میں کشتۂ حنا ہوں مرا خون بہا نہیں

ابروے یار سے کہنی ہر اکڑ کر یہی زُلف — نہ کجی تیری نہ میرا کبھی بل جائے گا

میر مونسؔ فارسی میں بھی غزلیں کہتے تھے "شب جائے کہ من بودم" خسروؔ کی غزل کہی جاتی ہے۔ میر مونسؔ کی ایک فارسی غزل اِسی زمین میں ملاحظہ ہو :-

بہ صحبت ماہ کامل بود شب جائیکہ من بودم — قمر با خود مقابل بود شب جائیکہ من بودم

ہمی دیدم کہ از پیر مغاں جمشید چوں مستاں — پئے یک جام سائل بود شب جائیکہ من بودم

ز زلف سنبل آسا گسترید آں شوخ گل دامے — شکارش طائر دل بود شب جائیکہ من بودم

حضور یار و دورم از تماشائیش نمی دانم — کدامیں پردہ حائل بود شب جائیکہ من بودم

بہ ابرو کار صد خنجر گرفت آں ترک حید افگن — طپیاں بسمل بہ بسمل بود شب جائیکہ من بودم

رواں ساغر ترانہ سنج مطرب مست میخواراں — چہ ساقی و چہ محفل بود شب جائیکہ من بودم

پری روئے خیاں اشعار مونسؔ می سرائید ے
کہ ضبط گریہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غزل

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

ہجوم غنچہ و گل سے چمن ہے رشکِ میخانہ
صراحی پر صراحی ہے تو پیمانے پہ پیمانہ

غضب آتش فشاں ہے شمعِ حسنِ روئے جانانہ
نگاہِ گرم جل جاتی ہے اکثر مثلِ پروانہ

بنے کیونکر ہمارا اس پری پیکر سے یارانہ
وہ بے پروا میں سودائی وہ سنگیں دل میں دیوانہ

نہ بوتل ہاتھ سے رکھتا ہوں مستی میں نہ پیمانہ
میں دیوانہ تو ہوں پر کارِ خود ہشیار دیوانہ

مجھے آنا ملے کیونکر تری محفل میں جانانہ
مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ

گذر یارب گلستاں میں ہوا ہے کس شرابی کا
کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ بلبل ہے مستانہ

میں اپنا شیشۂ دل نذر دوں گا آج ساقی کو
نکل مسجد سے او زاہد بتا دے راہِ میخانہ

مہ و انجم فلک پر دیکھ کر کہتا ہوں مستی میں
وہ معشوقوں کا جھرمٹ ہے وہ گردش میں ہے پیمانہ

غزالِ دشت بولے دیکھ کر مجنوں کی میت کو
وہ وحشی مر گیا بس ہو چکا آباد ویرانہ

کبھی مصروفِ افغاں ہوں کبھی نالہ کبھی شیون
جو پھر دیکھو تو بلبل ہوں نہ قمری ہوں نہ پروانہ

ہوا پھر فیض جاری ساقیا بادِ بہاری کا
شرابِ سُرخ سے چھلکا دیا پھر گل کا پیمانہ

کسی شب کو ادھر بھی آ نکل اے چاند کے ٹکڑے
کہ روشن ہو مثالِ روزِ روشن اپنا کاشانہ

چہ گل سا رخ ترا اور یہ خرامِ ناز گر دیکھے
چنے تنکے ابھی بلبل بنے طاؤس دیوانہ

نہ تکلیفِ سخن دو مجھ کو خاموشی ہی بہتر ہے
کسے غمگین کروں کس کو سناؤں اپنا افسانہ

تصور سے کبھی خالی نہیں ان شعلہ رویوں کے
مرا سینہ پرستاں ہے مرا دل ہے پری خانہ

اگر محبوسِ گیسو ہے تو خاطر جمع رکھ مونس
تحمل عشق میں زلفِ پریشانی کا ہے شانہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اِشاریۂ مراثیٔ میر مونسؔ

مطلع	درحال	تعدادِ بند	کیفیت
(الف)			
۱۔ آ آہی جنگ کو اسدِ کبریا کا شیر	حضرت عباسؑ	۹۶	جلد ششم
۲۔ آ آہی شیر فارسِ دُلدُل ترائی میں	״ ״	۱۰۵	قلمی
۳۔ آراستہ ہوا جو علمِ فوج شاہؑ کا	״ عونؑ و محمدؑ	۲۲۸	جلد اوّل
۴۔ اعدا جو رنہیں شمعِ امامت بجھا چکے	شامِ غریباں	۴۹	״ ششم
۵۔ آمد ہی نورِ عینِ رسالتمآبؐ کی	حضرت امام حسینؑ	۱۳۲	پنجم
۶۔ انساں کیلئے موت ہے غم ہو وطنی کا	״ مسلمؑ	۹۷	جلد اوّل
۷۔ اولاد کا کسی کو نہ دُنیا میں داغ ہو	״ علی اکبرؑ	۳۵	״ دُوم
۸۔ اے مومنو عالم میں یہ کیا نوحہ گری ہے		۴۸	״ چہارم
۹۔ اے طبع برقِ تیغِ دو پیکر دکھا مجھے	״ عونؑ و محمدؑ	۱۰۷	״ سوم
۱۰۔ اے طبع پھر دکھا دے چمک ذوالفقار کی	״ امام حسینؑ	۱۴۲	•
۱۱۔ اے بلبلِ گلزارِ سخن نغمہ سرا ہو	حضرت عباسؑ	۱۰۵	״ ششم
۱۲۔ اے اخترِ اقبالِ سخن جلوہ نما ہو	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۲۵	״ ״
۱۳۔ اے عندلیبِ خامہ نوا سنجیاں دکھا	حضرت عباسؑ	۲۶۲	״ ״
۱۴۔ اے طبع اوج رائتِ فوجِ سخن دکھا	حضرت عباسؑ	۸۶	״ سوم
۱۵۔ اے شیرِ طبع آ ہوئے مضموں شکار کر	״ ״	۱۲۹	جلد اوّل
۱۶۔ اے چشمِ تر برس کے خجل کر سحاب کو	״ امام حسینؑ	۱۶۱	״ ״

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۷۔ اے دستِ قلم شانہ کشِ زُلفِ سخن ہو۔		۲۰۹	
۱۸۔ اے کلکِ ثنا غنچہ دہانوں کی رقم کر۔	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۲۰	
۱۹۔ اے چرخ کیا ستم ہیں ترے انقلاب میں	"	۹۸	جلدِ پنجم
۲۰۔ اے مومنو کیا شور ہے ماتم کا جہاں میں۔	" علیؑ	۱۶۴	" سوم
۲۱۔ اے حجلہ نشیں پردۂ دِل سے نکل اب تو۔	حضرت قاسمؑ	۱۶۲	جلدِ اوّل
۲۲۔ اے مومنو کیا شانِ امامِ دوسرا ہے۔	حضرتِ امام حسینؑ	۱۰۸	جلدِ چہارم
۲۳۔ اے طبعِ رسا صیقلِ شمشیرِ زباں ہو۔	حضرت علی اکبرؑ	۱۵۹	" دُوم
۲۴۔ اے بلبلِ ریاضِ سخن نوحہ خواں ہو آج۔	"	۱۵۳	" "
۲۵۔ اے مومنو داغِ غمِ فرزند غضب ہے۔	" علیؑ اکبر	۳۲	" "
۲۶۔ اے بحرِ کرم گوہرِ مطلوب عطا کر۔			قلمی

(ب)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۲۷۔ بچوں کیلئے موت ہے غم بے پدری کا۔	پسرانِ مُسلمؑ	۳۱	جلدِ چہارم

(پ)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۲۸۔ پھولا جب آسماں پہ گُلِ آفتابِ صبح۔	حضرت قاسمؑ	۵۷	جلدِ ششم
۲۹۔ پرتوفگن جو زمیں عُلی کا قمر ہُوا۔	حضرت امام حسینؑ	۸۱	" "
۳۰۔ پنہاں ہوئے کوکب جو سراپردۂ شب میں۔	حضرت امام حسینؑ	۱۶۱	" سوم
۳۱۔ پدر سے جب عُلی اکبر سا نوجواں چھوٹا۔	" علی اکبرؑ	۳۴	" پنجم
۳۲۔ پردیس میں مسلم کے یتیموں پہ جفا ہے۔	فرزندانِ مُسلمؑ	۳۲	" چہارم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
(ت)			
۳۳۔ تاجِ زری جو سر پہ رکھا آفتاب نے	امام حسینؑ	۱۵۲	
۳۴۔ تاجِ سرِ سخن ہے شہِ لافتیٰ کی مدح	حضرت علیؑ	۱۱۷	جلدِ دوم
۳۵۔ تنہا ہے قتل گاہ میں سلطانِ کربلا	امام حسینؑ		قلمی
(ج)			
۳۶۔ جب کیا شاہؑ نے یثرب سے سرانجام سفر	مدینے سے سفر	۹۵	جلدِ دوم
۳۷۔ جب آسماں پہ مہر کا زریں نشاں کھلا	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۶۲	جلدِ سوم
۳۸۔ جب رہ گئے تنہا شہؑ دیں دشتِ ستم میں	حضرت علی اصغرؑ	۴۰	جلدِ سوم
۳۹۔ جبکہ قیدی درِ حاکم کے برابر آئے	اسیرانِ اہلبیتؑ	۸۲	جلدِ سوم
۴۰۔ جب واردِ عراق شہِ کربلا ہوئے	حضرت امام حسینؑ	۵۴	جلدِ ششم
۴۱۔ جب نیں بہرِ جنگ حسینی جواں چلے	حضرت حرؑ	۹۹	״ ״
۴۲۔ جب ہوئے شاہؑ سے رخصت پسرانِ زینبؑ	حضرت عونؑ و محمدؑ	۴۵	״ ״
۴۳۔ جب زینبؑ بیکس کے پسر گھر گئے زمیں	״ ״	۴۸	״ ״
۴۴۔ جبکہ مجروح ہوا راحتِ جانِ زہراؑ	״ امام حسینؑ	۴۰	جلدِ سوم
۴۵۔ جب کٹ گئی سپاہ شہِ مشرقین کی	״ ״	۴۱	جلدِ ششم
۴۶۔ جب شاہ کے سفر کا زمانہ گزر گیا	״ عباس	۱۷۸	جلدِ سوم
۴۷۔ جب ہوئے بازوئے عباس قلم دریا پر	״ ״	۳۸	״ ״
۴۸۔ جب شاہ کی آغوش میں گھائل ہوئے اصغرؑ	״ علی اصغرؑ	۴۳	״ ״
۴۹۔ جب گلشنِ ہستی سے سفر کر گئے اکبرؑ	״ علی اکبرؑ	۴۸	״ ״

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۵۰۔ جب لشکرِ خدا میں حسینی علَم کھلا۔	حضرت عباسؑ	۱۳۶	جلدِ اوّل
۵۱۔ جب سناں پر سرِ شبیرؑ کو معراج ہوئی۔	اسیریٔ اہلِحرم	۵۸	" "
۵۲۔ جب عرش ذوالجلال کے اختر ہوئے اسیر	زندانِ شام	۱۳۲	" "
۵۳۔ جب آسماں پہ گلشنِ انجم خزاں ہوا۔	حضرت امام حسینؑ	۴۰	
۵۴۔ جب سنا ہند نے یثرب کے اسیر آتے ہیں۔	حالاتِ شام	۹۷	جلدِ اوّل
۵۵۔ جب سرورِ تنہا سے مقابل ہوئے اعدا۔	حضرت امام حسینؑ	۳۲	جلدِ سوم
۵۶۔ جب عاشقانِ سبطِ پیمبرؐ جدا ہوئے۔	" "	۵۹	" پنجم
۵۷۔ جب دوپہر جہاد میں گزری حسینؑ پر۔	" "	۲۹	" "
۵۸۔ جب مصحفِ ناطق کے ورق شام میں آئے	حالاتِ شام	۱۱۰	" "
۵۹۔ جب دخترِ شبیرؑ نے زنداں میں قضا کی۔	جنابِ سکینہؑ	۲۵	" "
۶۰۔ جب چھوٹا شاہ سے فرزندِ جواں پیری میں	حضرت علی اکبرؑ	۸۳	جلدِ چہارم
۶۱۔ جب تیرِ ستم کھا کے قضا کر گئے اصغرؑ	" علی اصغرؑ	۴۱	" پنجم
۶۲۔ جب ہند خدمتِ زینبؑ سے جدا ہوئی۔	زندانِ شام	۵۹	جلدِ ششم
۶۳۔ جب بالغ بیکس کو یثرب سے خبر آئی۔	حضرت علی اکبرؑ	۲۴	" پنجم
۶۴۔ جب موردِ خزاں چمنِ فاطمہؑ ہوا۔	حضرت امام حسینؑ	۵۱	جلدِ سوم
۶۵۔ جب خط کوئی نہ شاہ کا پہنچا مدینے میں		۲۶	
۶۶۔ جب مجلسِ حاکم میں کھلے سر گئی زینبؑ	مدینے واپسی	۴۹	جلد سوم
۶۷۔ جب حُر نے عینِ راہ میں روکا لجام کو		۱۳۷	قلمی
۶۸۔ جب تاجِ نور سر پہ رکھا آفتاب نے۔		۱۵۳	
۶۹۔ جب قتل کیا یوسفِ کنعانِ حسنؑ کو	حضرت عباسؑ	۱۶۲	جلدِ اوّل

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۷۰۔ جب صبح ہوئی قتل حسینؑ ابن علیؑ کی	حضرت امام حسینؑ	۴۶	جلد چہارم
۷۱۔ جب داغ پسر شہ کو ملا بیوطنی میں	حضرت علیؑ اکبر	۴۷	جلد دوم
۷۲۔ جب نخل گلستان علیؑ کٹ گئے رن میں		۱۳۶	" "
۷۳۔ جب ہوئے داخل دربار ستمگر قیدی	حالات اسیری	۵۸	" "
۷۴۔ جب رئیس خاتمہ ہوا شہ کی سپاہ کا		۳۸	جلد چہارم
۷۵۔ جب بادشاہ کون و مکاں قتل ہو چکا		۳۱	" "
۷۶۔ جب خالی جہاں ہو گیا شاہ دو جہاں سے		۴۲	" "
۷۷۔ جبکہ شیریںؑ نے سنا سیدؑ والا آئے	روایت شیریں	۴۶	" "
۷۸۔ جب شام غم انجام میں شہ کے حرم آئے	حالات اسیری	۴۴	" "
۷۹۔ جبکہ دربار ستمگار میں سجادؑ آئے	حضرت سجادؑ	۳۰	" "
۸۰۔ جب عزادار حرم قید ہوئے زنداں میں	حالات اسیری	۳۴	" "
۸۱۔ جب شاہؑ کو سفر میں بہت دن گزر گئے		۴۰	" "
۸۲۔ جب سامنے ظالم نے اسیرونکو بلایا	حالات اسیری		قلمی
۸۳۔ جس دم شہید ہو گئے مسلمؑ کے نازنیں		۳۰	
۸۴۔ جس دم جہاز آل پیمبرؐ ہوا تباہ	حالات ام البنین	۱۰۶	جلد دوم
۸۵۔ جس دم پدر سے فاطمہ صغریٰ جدا ہوئی	حضرت فاطمہ صغرا	۳۶	جلد پنجم
۸۶۔ جوہر کشائے تیغ دو پیکر حسینؑ ہے	" امام حسینؑ	۱۱۳	جلد اول
(چ)			
۸۷۔ چھپا جو شاہؑ سے پیری میں نوجواں فرزند	حضرت علیؑ اکبر	۳۵	جلد پنجم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
۸۸- چشم دُربار ہے خالی ہوا دربارِ حسینؑ	حضرت علیؑ اکبر	۸۰	
۸۹- چھوٹا جو برابر کا پسر شاہِ اُمم سے	" "	۳۴	جلد چہارم
(خ)			
۹۰- خضرِ رہِ نجات ولائے حسینؑ ہے		۱۷۵	جلد پنجم
۹۱- خورشیدِ فلک عکسِ دُرِ تاجِ علیؑ ہے	حضرت علیؑ	۱۷۸	
(د)			
۹۲- دانندۂ علومِ خفی و جلی علیؑ	حضرت علیؑ	۱۸۵	جلد اوّل
۹۳- دشتِ بلا میں گم علیؑ اکبر کی لاش ہے	حضرت علیؑ اکبر	۳۰	" چہارم
۹۴- دُنیائے دَنی دشمنِ درویش و غنی ہے	"	۹۶	" "
۹۵- دربار میں جب داخلِ زنداں ہوئے قیدی	حالاتِ اسیری	۵۱	" "
(ذ)			
۹۶- ذبح کے وقت جو تشنہ کو خطِ صغراؑ آیا	خطِ فاطمہ صغراؑ	۳۰	جلد پنجم
(ر)			
۹۷- رَن میں جب نیزے سے اکبر کا جگر زخمی ہوا	حضرت علیؑ اکبر	۴۵	جلد چہارم
۹۸- رَن میں ہمشکلِ پیمبرؐ نے جو کھائی برچھی	" "	۴۴	" سوم
۹۹- رَن میں جب لختِ دلِ احمدِ مختار آیا		۳۶	

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۰۰- رنگیں قائم جو فدائے شہ ابرار ہوا		۴۶	
۱۰۱- رن پر چڑھا جو بیشۂ بیشر خدا کا شیر	حضرت عباسؑ	۱۱۳	قلمی
۱۰۲- رنگیں زینبؑ کے جو آغوش کے پالے آئے	،، عونؑ و محمدؑ	۴۴	جلد چہارم
۱۰۳- رضواں ہی باغبان گلستان شاہ کا			قلمی

(ز)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۰۴- زخمی جو رنگیں مالک کون و مکاں ہوا	حضرت امام حسینؑ	۴۳	جلد چہارم
۱۰۵- زندانئیں قید جب حرم شاہ دیں ہوئے	حالات اسیری	۸۱	(قلمی نسخہ ہی)
۱۰۶- زنداں میں کیا دیا جو ناموس نبیؐ کو	،، ،،	۳۱	جلد پنجم
۱۰۷- زینبؑ کے بھی کیا صاحب اقبال پسر تھے	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۵۱	
۱۰۸- زینبؑ کے لال آتے ہیں دشت مصافیں	،، ،،	۱۱۶	جلد پنجم
۱۰۹- زینبؑ کے پسر آتے ہیں میدان ستم میں	،، ،،	۱۲۲	جلد چہارم

(س)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۱۰- سر سبز باغ نظم ثنائے حسنؑ سے ہی	حضرت امام حسنؑ	۱۰۱	جلد ششم
۱۱۱- سر ننگے جب حرم گئے بازار شام میں	حالات شام	۲۱	،، چہارم

(ش)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۱۲- شاہد ہے کعبہ قبلۂ ایمان حسینؑ ہی	حضرت امام حسینؑ	۱۴۱	جلد پنجم
۱۱۳- شبیرؑ کی رخصت کا تلاطم ہی حرم میں	،، ،،	۱۴۱	جلد اول

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
۱۱۴۔ شکرِ خدا کہ خاکِ درِ بوترابؑ ہوں	حضرت علیؑ	۱۶۲	جلدِ سوم
۱۱۵۔ شہ کو صغراؑ نے جو غم نامۂ ہجراں لکھا	خطِ فاطمہ صغراؑ	۳۹	
(ط)			
۱۱۶۔ طے کی خدیوِ ملکِ سحر نے جو راہِ شب	حضرت قاسمؑ	۱۷۰	جلدِ ششم
۱۱۷۔ طبعِ رسا مصوّرِ نازک خیال ہے	حضرت علی اکبرؑ	۱۸۲	؍؍ سوم
۱۱۸۔ طفلی میں خدا داغ دکھائے نہ پدر کا	؍؍ سکینہ	۶۷	؍؍ پنجم
(ظ)			
۱۱۹۔ ظاہر جو ہوا پردۂ شب سے سرِ خورشید	حضرت حرؑ	۱۴۰	جلدِ سوم
(ع)			
۱۲۰۔ عباسؑ علی زینتِ فوجِ شہِ دیں ہے	حضرت عباسؑ	۴۲	جلدِ چہارم
(غ)			
۱۲۱۔ غارتِ خیمۂ سرور کو جو آئے اعداء	شامِ غریباں	۳۱	جلدِ سوم
۱۲۲۔ غل ہے اعدا میں علمدارِ حسینؑ آتا ہے	حضرت عباسؑ	۴۷	جلدِ چہارم
۱۲۳۔ غل ہند کی آمد کا ہے زندانِ ستم میں	حالاتِ ہند	۵۸	جلدِ پنجم
۱۲۴۔ غل ماتمِ شبیرؑ کا ہے ارض و سما میں	حضرت امام حسینؑ	۱۵۱	
۱۲۵۔ غل ہے دربار میں حضرتؑ کے حرم آتے ہیں	دربارِ شام	۴۱	جلدِ چہارم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
(ف)			
۱۲۶۔ فوجِ اعدا میں تلاطم ہے کہ شبیرؑ آتا ہے۔	حضرت عباسؑ	۱۱۶	
۱۲۷۔ فرزندِ پیمبرؐ شرفِ کون و مکاں ہے	" امام حسینؑ	۴۳	جلد پنجم
(ق)			
۱۲۸۔ قبضہ ہے فصاحت پہ مری تیغِ زباں کا۔	حضرت امام حسینؑ	۱۱۰	جلد اوّل
۱۲۹۔ قید کے مومنو جب عابدؑ بیمار ہوئے	" سیدِ سجادؑ	۴۱	" پنجم
۱۳۰۔ قید خانے میں سکینہؑ کو جو لائی تقدیر۔	" سکینہؑ	۴۵	" "
۱۳۱۔ قید سے جب پسرِ مسلمؑ بے پر چھوٹے	پسرانِ مسلمؑ	۴۱	
(ک)			
۱۳۲۔ کب خسروِ سخن ہے جو شیریں زباں نہیں	حضرت امام حسینؑ	۱۳۳	جلد سوم
۱۳۳۔ کھائی جب چاند سے سینے پہ سناں اکبرؑ نے	" علی اکبرؑ	۳۳	" پنجم
۱۳۴۔ کربلا میں شہِ والا کے حرم لٹتے ہیں	شامِ غریباں	۲۵	" "
۱۳۵۔ کیا آمدِ ہلالِ محرّم کا شور ہے۔		۱۱۹	" "
۱۳۶۔ کیا رنگِ بوستانِ جہاں بے ثبات ہے		۱۲۸	
(گ)			
۱۳۷۔ گلِ ریاضِ حسنؑ رنمیں جب بنا دولھا	حضرت قاسمؑ	۵۳	جلد چہارم
۱۳۸۔ گھر سے جب بہرِ سفر سیدِ عالمؐ نکلے۔	مدینہ سے سفر	۵۵	" دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
(ل)			
۱۳۹ - لاش اکبر کی جو مقتل سے اٹھا لائے حسینؑ	خطِ فاطمہ صغراؑ	۵۳	جلد سوم
(م)			
۱۴۰ - مجلس افروز ہے مذکور وفاداری حرؑ	حضرت حرؑ	۱۸۲	
۱۴۱ - مشاطۂ عروسِ سخن ہے زباں مری	” قاسمؑ	۲۰۳	جلد سوم
۱۴۲ - مومنو آج سرِ سرورِ دیں کٹتا ہے	” امام حسینؑ		قلمی
۱۴۳ - مومنو مرنے کو میدان میں جاتے ہیں حسینؑ	” ”	۳۸	جلد دوم
۱۴۴ - مہرِ سپہرِ مشرقِ بیاں حسینؑ ہے	” ”	۳۰۲	جلد پنجم
۱۴۵ - میداں میں آفتاب جب آیا زوال پر	” ”	۵۰	جلد ششم
۱۴۶ - میدانِ وغا میں علی اکبرؑ کی ہے آمد	” علی اکبرؑ	۹۵	جلد سوم
۱۴۷ - میداں میں جب سواری شاہِ اُمم چلی	” امام حسینؑ	۷۰	قلمی
(ن)			
۱۴۸ - نیساں کی طرح طبع گہر بار ہے کس کی	حضرت عباسؑ	۱۴۴	جلد سوم
۱۴۹ - نوشاہ کو رخصت جو ملی شاہِ زمن سے	” قاسمؑ	۱۰۲	قلمی
(و)			
۱۵۰ - وطن میں قافلۂ کربلا کی آمد ہے	واپسیٔ اہلِ حرم	۵۱	جلد سوم
(ہ)			

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۵۱- ہاں اے زبان مرقعِ بزمِ عزا دکھا۔	حضرت علیؑ اکبر	۱۴۵	جلد اوّل
۱۵۲- ہاں اے سحاب دیدۂ تر اشکبار ہو۔	حضرت امام حسینؑ	۱۸۰	″ ششم
۱۵۳- ہاں اے نشانِ لشکرِ مضموں بلند ہو۔	″ ″ ″	۱۱۳	″ ″
۱۵۴- ہاں اے دہن اگل گہرِ آبدارِ نظم۔	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۸۶	جلد اوّل
۱۵۵- ہاں اے قلم ثنائے علمدارِ شاہؑ لکھ	″ عباسؑ	۱۴۹	″ سوم
۱۵۶- ہوکے مجروح جو گھوڑے سے علمدارؑ گرا	″	۳۶	″ چہارم
۱۵۷- ہوش اُڑتے ہیں بلبل کے وہ تقریر ہے میری۔		۷۲	جلدِ پنجم
۱۵۸- ہوئے جو پیاس سے جھولے میں بیحواس اصغرؑ	حضرت علی اصغرؑ	۴۱	جلد سوم
۱۵۹- ہے وصف علمدارؑ نشانِ فوجِ سخن کا	″ عباسؑ	۱۳۷	

(ی)

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۱۶۰- یا رب لطافتِ چمنِ طبع کم نہ ہو۔	حضرت عباسؑ	۱۲۸	
۱۶۱- یا رب مجھے بجائے طبع کو اوجِ کمال دے۔	حضرت علی اکبرؑ	۱۵۳	
۱۶۲- یا رب بہار میں کوئی گلشن خزاں نہ ہو۔		۱۵۰	جلدِ ششم
۱۶۳- یا رب مجھے مانندِ سحر صدق و صفا دے	حضرت امام حسینؑ	۱۵۶	″ اوّل
۱۶۴- یا رب خزاں کا باغِ سخن میں گزر نہ ہو	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۱۴	″ ششم
۱۶۵- یا رب مرے چمن کی خزاں کو بہار کر	حضرت علیؑ اکبر	۱۵۶	″ اوّل
۱۶۶- یا رب مجھے جمال عروسِ سخن دکھا۔	حضرت قاسمؑ	۱۷۳	″ چہارم
۱۶۷- یا رب دکھا دے روئے دلآرام مصطفےٰ	″ امام مہدی	۱۳۵	″ ″
۱۶۸- یا رب نہ آفتابِ سخن کو زوال ہو:- (میر وحید کا مرثیہ ہے پہلا مطلع ہے:- یا رب سخنوری کا مرے سر کو تاج دے)			

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ ——— میر مونس

در حال حضرت علی اکبر علیہ السلام

طبع رسا مصوّرِ نازک خیال ہے

(بند ۱۸۶)

ع رسا مصوّرِ نازک خیال ہے ۔ دل نقش بندِ جلوۂ حسن و جمال ہے
مثل ہے قلم تو ورق بے مثال ہے ۔ رنگیں نگاریاں ہیں کہ سحرِ حلال ہے
کہتی ہے طبع شکل رسولِ زماں کھینچے
خامہ یہ چاہتا ہے کہ تصویرِ جاں کھینچے
(۱)

ہاں کون ہے کہ جانِ جہاں اکبرِ حسیں ۔ محبوبِ خلق یوسفِ کنعانِ شاہِ دیں
الا شکوہ غیرتِ خورشید مہ جبیں ۔ گردوں وقار عرش حشم رونقِ زمیں
رخ ہے کہ شمع شاہ کے دولت سرا کی ہے
تصویرِ نوجوانیِ خیر الورا کی ہے
(۲)

خیر الورا حبیبِ خدا شاہِ انبیاء ۔ جن کا نظیر کوئی ہوا ہے نہ ہوئے گا
جیسا کہ حسن اُن کو خدا نے عطا کیا ۔ یوسف کو بھی وہ حُسن نہ اللہ نے دیا
یہ بات عقل و فہمِ رسا سے قریب ہے
افضل وہی ہے سب سے جو اسکا حبیب ہے
(۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴)

بخشا تھا حق نے صاحبِ معراج کو جو نور
تھا ماہِ مصر میں بھی اسی نور کا ظہور
شہرہ تھا جس کا محفلِ عالم میں دور دور
یوسف تھے خود مُقر کہ وہ ہے نورِ برقِ طور
جلوہ یہ سب ہے نورِ رسالت مآبؐ کا
ذرّہ ہوں میں بھی ایک اسی آفتاب کا

(۵)

ہے عرش پر جو نورِ رسولِ فلک جناب
رہتا ہے بہرِ دید ادھر روئے آفتاب
چشمِ کلیم کو ہوئی کب دیکھنے کی تاب
ہے چرخِ چار میں یہ مسیحا کو بھی حجاب
وہ نورِ سرمدی جو گزرتا نگاہ سے
یوسف تو عمر بھر بھی نکلتے نہ چاہ سے

(۶)

تفسیر میں یہ سورۂ یوسف کی ہے رقم
یعنی عزیزِ مصر گیا جب سوئے عدم
مسند نشیں ہوئے مہِ کنعان باکرم
چندے میں مٹ گیا جو زلیخا کا تھا حشم
اسباب صرف ہو گیا دولت تلف ہوئی
خالی ہوئے یہ ہاتھ کہ سائل بہ کف ہوئی

(۷)

پھرنے لگی وہ مضطر و حیران و خستہ تن
دیکھا کسی نے جب تو یہ اس سے کیا سخن
رہتی ہے کیوں اسیرِ غم و صدمہ و محن
اب تو ہوا ہے یوسفِ کنعاں شہِ زمن
مجرم کو سعی چاہیئے عفوِ قصور میں
حال اپنا جا کے عرض کر اسکے حضور میں

(۸)

فیاض ہے سخی ہے نبی ہے وہ بادشاہ
یکساں سبھوں کے حال پہ ہے رحم کی نگاہ
مرجع خدا کے بندوں کی ہے اس کی بارگاہ
بٹتا ہے زر بھی جنس بھی ہر شام و ہر پگاہ
صورت رفاہ کی ہے غریبوں کے حال میں
ابرِ کرم برستا ہے اس قحط سال میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹)

ابھی بھی وہ حیا مجھے مانع ہے لاکلام
محتاج ہوں پہ بند رہے گا نہ میرا کام
تکلیف میں رہی یونہی چندے جو صبح وشام
اک روز خود گئی سوئے یوسف وہ نیکنام
دیکھی جو شوکت در شاہی ادب کیا
درباں سے اذنِ داخلہ اس نے طلب کیا

(۱۰)

بولا کوئی ٹھہر یہیں آگے نہ رکھ قدم
یوسف پہ تیری ذات سے گذرے بڑے ستم
یہ خوف ہے کہ جا کے ترا نام لیوے جو ہم
برہم نہ ہم پہ ہو کہیں وہ صاحبِ حشم
روداد جانتے ہیں سب اس خوش جمال کی
بے جرم قید اٹھائی تھی اٹھارہ سال کی

(۱۱)

اس نے کہا خدا سے وہ ڈرتا ہے پیشتر
پھر جو ڈرے خدا سے مجھے اس سے کیا ہو ڈر
القصہ اس نے آنے کی یوسف کو دی خبر
بے خوف شمع تک ہوا پروانے کا گذر
لے کر بلائیں دور سے شیدا نے رو دیا!
یوسف ہنسے جنابِ زلیخا نے رو دیا!

(۱۲)

منہ اس کا دیکھ کر مہِ کنعاں نے یہ کہا
وہ کیا تھا مجھ پہ تو نے جو بے وجہ کی جفا
گردن جھکا کے اس نے کہا حسن آپ کا
شیدا اسی طرح ہوں میں اے عاشقِ خدا
دم بھر قرار جانِ حزیں کو کہیں نہیں
حقا کہ خلق میں کوئی تجھ سا حسیں نہیں

(۱۳)

بولے یہ اس سے یوسف صدّیق باکمال
وہ ختمِ انبیا جو ہے محبوب ذوالجلال
جس کا فزوں ہے مجھ سے کہیں حسن اور جمال
دیکھے جو اس کا حسن تو کیا ہوئے تیرا حال
پرتو ہے مرے حسن میں یوں اس جناب کا
جس طرح آئینے میں ہو عکس آفتاب کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس نے کہا بجا ہے شک اس میں نہیں ذرا ۔۔۔ حسن اس جناب کا ہے کہیں آپ سے سوا
(۱۴)
فرمایا کس طرح تجھے ثابت ہوا بتا ۔۔۔ کی عرض نام آپ نے اسکا جو ہی لیا

سنتے ہی جان و روح و جگر میں اثر کیا
الفت نے اس نبی کی مرے دل میں گھر کیا

کیا جانفزا یہ نام ہے اس نام کے فدا ۔۔۔ مانندِ غنچہ دل مرا اس وقت کھل گیا
(۱۵)
صدقہ اسی نبی کا جو ہے فخر انبیاء ۔۔۔ اب بخش دیجئے اسے میں نے جو کی خطا

غم سے ضعیف و خستہ دل و ناتواں ہوں میں
کیجئے دعا کہ پھر نئے سر سے جواں ہوں میں

یوسف نے مسکرا کے زلیخا سے یہ کہا ۔۔۔ اب پھر جوان ہونے سے مطلب ہے تیرا کیا
(۱۶)
بولی وہ اور کچھ نہیں دو امر کے سوا ۔۔۔ دید آپ کے جمال کی اور طاعتِ خدا

چھوڑا انہیں بتوں کی پرستش رکیک ہے
سجدہ کروں گی اب اسے جو لاشریک ہے

ناگاہ آئی وحی کہ اے خسروِ انام ۔۔۔ اس دم ہے صدقِ دل سے زلیخا کا یہ کلام
(۱۷)
شیدا ہوئی سنا مرے محبوب کا جو نام ۔۔۔ رکھتا ہے دوست اب اسے معبود ذوالکرام

نزدیک ہے کہ حور بنے نازنیں بنے
عاشق اب اس پہ تو ہو یہ ایسی حسیں بنے

ادنیٰ سا جس کے حُسن کا اس دم ہوا بیاں ۔۔۔ تصویر اس کی ہے پسرِ شاہِ انس و جاں
(۱۸)
پھر کیوں نہ ہووے خلق میں یکتا وہ نوجواں ۔۔۔ یوسفؑ کہاں شبیہ حبیب خدا کہاں

گر دیکھتے حسینؑ کے نورِ نظر کا حُسن
یعقوبؑ بھول جاتے سب اپنے پسر کا حُسن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۹)

وتبی میں سبط نبی کو جو تھا نہ چین ۔۔۔ منظور حق ہوا کہ نہ غمگیں رہے حسینؑ

شا پسر شبیہ شہنشاہِ مشرقین ۔۔۔ سو جاں سے شیفتہ ہوا زہراؑ کا نور عین

جلوے سے مہر و ماہ بھی شرمندہ ہو گئے

گویا جناب ختم رسلؐ زندہ ہو گئے

(۲۰)

مال اس پدر کا ملے جس کو یہ پسر ۔۔۔ روشن جس آفتاب جہانتاب سے ہو گھر

تاق آئیں جس کی زیارت کو ہر سحر ۔۔۔ بچھڑے وہ نوجواں تو تھمے کس طرح جگر

دل پہ اُٹھائے داغ کوئی نور عین کا

دنیا میں ہے تو ہے یہ کلیجہ حسینؑ کا

(۲۱)

ھوتا ہے کون اپنی ضعیفی کی آس کو ۔۔۔ اس درد و غم کو دیکھئے اور بھوک پیاس کو

یا دل دیا ہے حق نے شہ حق شناس کو ۔۔۔ ماتم میں انتشار نہیں کچھ حواس کو

کہتے ہیں فرق ہو گا نہ شکرِ الٰہ میں

اکبرؑ نثار خالقِ اکبر کی راہ میں

(۲۲)

جن کو پسر خدا نے دیا صاحبِ جمال ۔۔۔ ماں باپ جانتے ہیں کہ ہے مرلقا یہ لال

ہوش رو پسر کے مرنے کا جانکاہ ہے ملال ۔۔۔ اولاد والو رونے کے قابل ہے شہؑ کا حال

پیارا ہے جو اجل کا اسے اشتیاق ہے

اکبرؑ سے نوجوانِ حسیں کا فراق ہے

(۲۳)

عباسؑ سا برادرِ ذی قدر و ذی وقار ۔۔۔ شیر نبردِ حیدرِؑ صفدر کا یادگار!

جب سے بچھڑ گیا ہے جگر کو نہیں قرار ۔۔۔ اب مستعد ہے مرنے پہ اکبرؑ سا گل عذار

جانکاہ غم ہے سبطِ رسالت مآبؐ کو

روتے ہیں دیکھ دیکھ کے اس آفتاب کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رخصت وہ مانگتا ہے یہ کہتے ہیں ہاں چلو
اب زیست موت ہے سوئے تیغ وسناں چلو
(۲۴)
تیروں کے سامنے مرے ابرو کماں چلو
دل کو سنبھالے چلتے ہیں ہم بھی جہاں چلو
تنہا کسی طرف کی نہ غربت میں راہ لو
جانا عدم کو ہے تو ہمیں بھی نباہ لو

چھوڑو نہ بیکسی میں کہ ہے ناتواں یہ پیر
جائے جہاں میں تم سے بچھڑ کر کہاں یہ پیر
(۲۵)
پہونچے گا ساتھ ساتھ سوئے کارواں یہ پیر
جیتا ہے تیری آس پہ اے نوجواں یہ پیر!
حسرت ہے وقت قتل بھی گردن میں ہاتھ ہوں
لاشے بھی ساتھ سر بھی سنانوں پہ ساتھ ہوں

اکبرؑ نے جب سُنے یہ غم ویاس کے کلام
یوں سر جھکا کے روئے کہ گھبرا گئے امام
(۲۶)
دامن سے اشک پونچھ کے بولے شہ انام
کیونکر نہ روؤ باپ پہ ہے رحم کا مقام
ایسی ہوئی کسی پہ مصیبت نہ ہوئے گی
تم کیا تمام خلق خدا ہم کو روئے گی

یہ داغ یہ پدر کی ضعیفی یہ درد وغم
یہ بیکسی یہ سرکشی لشکرِ ستم
(۲۷)
بازو شکستہ جسم میں رعشہ کمر میں خم
نہ ہاتھ اختیار میں قابو میں نہ قدم
ان آفتوں میں چھوڑ کے جانا قبول ہے
بابا کا تم کو ٹھوکریں کھانا قبول ہے

بیٹا بس اب یہ قتل کا میداں ہے، اور حسینؑ
اب تشنگی میں تیروں کا باراں ہے اور حسینؑ
(۲۸)
اک دم میں آبِ خنجر بُرّاں ہے اور حسینؑ
مرنے کے بعد گردِ بیاباں ہے اور حسینؑ
پھر جائیں گے فرس جسدِ پاش پاش پر
تم دیکھنا ردا بھی نہ ہوئے گی لاش پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۹)

چھاتی پہ ہاتھ مار کے بولا وہ ذی حشم ... ہم دیکھیں اور ظلم ہوں حضرت پہ یہ ستم
عزت اسی میں ہے کہ رضا دیں شہ امم ... مل جائیں جلد بچھڑے ہوئے قافلے سے ہم
بہر خدا قبول ہو کہنا غلام کا
مجھ سے نہ دیکھا جائے گا لاشہ امام کا

(۳۰)

تنہا ہر اک ادھر سے گیا بہر کارزار ... لڑکوں نے کی وغا یونہی یا شاہ نامدار
ساتھ آپ کے لڑے گا جو رن میں یہ جاں نثار ... باہم یہی کہیں گے دلیرانِ سرگذار
شہ کے پسر کو تھی نہ غرض ننگ و نام سے
لے کر پدر کو ساتھ لڑا فوج شام سے

(۳۱)

ایسے سنیں کلام ہمیں تاب یہ کہاں ... شبیر خدا کے شیر ہیں ہم یا شہ زماں
تلوار پکڑی ہوش سنبھالا ہوئے جواں ... جانے نہ دیں گے آپ کو جبتک ہے تن میں جاں
کھا کر سناں حضور میں دادا کے جائیں گے
ہم اپنی لاش آپ سے اٹھوا کے جائیں گے

(۳۲)

حضرت بہم رہیں گے اگر وقت کارزار ... تیغوں سے بڑھ کے سینہ سپر ہوگا جاں نثار
گر زخم کھائیں گے کوئی آقائے نامدار ... مر جائے گا قلق سے تڑپ کے یہ دل فگار
مجروح جسم آپ کا دیکھا نہ جائے گا
بیٹے سے خون باپ کا دیکھا نہ جائے گا

(۳۳)

منہ دیکھ کر پسر کا یہ بولے شہ امم ... ہم سے تمہیں ہے عشق زیادہ ہمیں ہے کم
مر جاؤ گے جو تیغوں سے مجروح ہونگے ہم ... تم زخمی ہو گے جب تو ہمیں کچھ نہ ہوگا غم
جیتے رہیں گے دیکھ کے مرنا ہم آپ کا
اے لال سنگ سمجھو نہ دل ہے یہ باپ کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۴

دیتا اگر نہ صبر مجھے ربِّ ذوالجلال — دل مانتا مرا کہ جدا ہوئے تم سا لال!
کیوں مجھ کو چھوڑے جاتے ہو اے میرے نونہال — اک جانِ زار اور یہ رنج و غم و ملال!
مردہ ہے جس غریب کے پیارے شہید ہوں
جی چاہتا ہے ساتھ تمہارے شہید ہوں

۳۵

مرنا بہم نہیں تمہیں مدِ نظر اگر — یہ اذن دو کہ پہلے کٹائے گلا پدر!
رو کر کہا پسر نے کہ پھٹ جائے گا جگر — فرمایئے یہ منہ سے نہ اے شاہِ بحر و بر
خاک اس پسر پہ تیغوں میں دیکھے جو باپ کو
خادم کے بعد کوئی نہ روئے گا آپ کو

۳۶

آنسو بہا کے سبطِ پیمبرؐ نے یہ کہا — گر ہے یہی خوشی تو سوا غم کے اور کیا
تنہا ہی ذبح ہوئیں گے ہم اسکی جو رضا — اکبرؑ نے ہاتھ اٹھا کے یہ حضرت کو دی دعا
چھوڑیں گے مرنے والے بہر حال آپ کو
زندہ رکھے خدا صد و سی سال آپ کو

۳۷

فرمایا ہم جئیں کہ مریں تم کو کام کیا — چاہا جو خود فراق تو پھر یہ کلام کیا
منزل پہ اب نہ پہنچے گا یہ تشنہ کام کیا — کیا کوچ بینوا کا گدا کا مقام کیا
بیکس ہیں قافلے کو مگر پا ہی جائیں گے
منزل پہ گرتے پڑتے ہوئے آ ہی جائیں گے

۳۸

لو گھر میں جاؤ ماں کو پھوپھی کو خبر کرو — ارماں بھرے ہوؤں سے بھی ذکرِ سفر کرو
رو رو کے بار بار نہ ٹکڑے جگر کرو — برباد اپنے پالنے والوں کا گھر کرو
رخصت تمہیں پدر نے تو دی رزم گاہ کی
ان سے تو پوچھ لو جنہیں حسرت ہے بیاہ کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۹)

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے شہ سے وہ لالہ فام
بس اب یہی تو مرحلہ باقی ہے یا امام
تکلیف گر حضور بھی فرمائیں چند گام
بن جائیں اس عدم کے مسافر کے بگڑے کام
رخصت میں کچھ بھی عذر نہ اہلِ حرم کریں
سب مشکلیں ہوں سہل جو مولا کرم کریں

(۴۰)

بیتاب ہوں کہ جلد جہاں سے کروں سفر
ہو دے گی دیر اب مجھے روکا کسی نے گر
قدموں پہ جب یہ کہہ کے جھکایا پسر نے سر
لے آئے ساتھ خیمے میں سلطانِ بحر و بر
شمشیرِ رنج ماں کے کلیجے پہ چل گئی
زینبؑ کی جان جسم سے گویا نکل گئی

(۴۱)

جا کر قریب بھائی کے بولی وہ سوگوار
اب کیا خبر ہے اے مرے بابا کے یادگار
فرمایا جب سے مر گئے عباسؑ نامدار
نرغے میں چار لاکھ کے ہوں میں جگر فگار
نوکیں ادھر ہیں سیف و سنان و خدنگ کی
سن لو کہ آ رہی ہے صدا طبلِ جنگ کی

(۴۲)

کوسِ رحیل سبطِ پیمبرؐ ہے یہ صدا
چارہ کوئی نہیں ہمیں اب مرگ کے سوا!
قصہ تمام ہو جو یہ سر تن سے ہو جدا
کیا کیجے سدّ راہ ہیں ہمشکل مصطفاؐ
بڑھتا ہوں جب تو گرد یہ پھرتے ہیں باپ کے
پھیلا کے ہاتھ پاؤں پہ گرتے ہیں باپ کے

(۴۳)

کہتا ہوں میں کہ آتی ہیں فوجیں تو آنے دو
کیوں روکتے ہو تیغ و سناں مجھ کو کھانے دو
پیاسے کو ذبح ہونے دو خوں میں نہانے دو
یہ کہتے ہیں کہ پہلے مجھے رن میں جانے دو
شکوہ نہ بھائی کا نہ پسر کا گلہ کرو
بیٹی ہو تم علیؑ کی تمہیں فیصلہ کرو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جی جاؤں میں جو یہ مرا مرنا کریں قبول | بابا کو بیکسی میں رلانے سے کیا حصول
بولی بلائیں لے کے پسر سے وہ دل ملول | (۴۴) صدقے گئی سنو جو کہے دخترِ بتولؑ

مرنے میں پہلے بنتہؑ سے ظفر ہے فلاح ہے
باندھو سلاح تم یہ پھوپھی کی صلاح ہے

کیوں رنگ فق ہے اشک ہیں آنکھوں میں کیوں بھرے | تم پر نثار ہو کے یہ بیکس پھوپھی مرے
ماں نے کہا یہ شبیر نہ روئے تو کیا کرے | (۴۵) صاحب قریب آگئے ہیں فوج کے پرے

جانباز ہیں غیور ہیں ظاہر ہے آپ پر
یہ گھر میں بیٹھیں فوج کا نرغہ ہو باپ پر

واری محل سرا میں نہ ٹھہرو اب ایک دم | جاؤ وغا کرو کہ ہٹے لشکرِ ستم
زخمی تمہیں نہ دیکھ سکیں گے شہِؑ امم | (۴۶) تشریف یاں رکھیں جو میں روؤں تو لیں قسم

معلوم ہے کہ جان فدا کر کے آؤ گے
اس وقت اب میں آؤنگی جب مر کے آؤ گے

ذرّے بغیر مہر امامت رہے تو کیا | (۴۷) بے آبرو جو تا بہ قیامت رہے تو کیا
دنیا میں مبتلائے ندامت رہے تو کیا | ایسے پدر کے بعد سلامت رہے تو کیا

غم سے ہے مخلصی نہ ستم سے نجات ہے
گر آج مر گئے تو ابد تک حیات ہے

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولا وہ لالہ فام | اماں نثار آپ کی دانائی کے غلام
ہم سب پہ فرض ہے مددِ قبلۂ امام | (۴۸) خوشنود فاطمہؑ ہوئیں اس دم کیا وہ کام

بابا پہ میرے ظلم ہیں میں بے قرار ہوں
اب دودھ بخش دینے کا امیدوار ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۹)

بخشا جو ماں نے دودھ بھی اس تشنہ کام کو
خوش ہو کے جھک گئے علی اکبرؑ سلام کو
دیکھا یہ کہہ کے زینبؑ عالی مقام کو
خدمت کا حق حضور بھی بخشیں غلام کو
فرمایا ضبط کر کے یہ اس سوگوار نے
بخشا یہ جان و دل تمہیں خدمت گذار نے

(۵۰)

جاتی ہے تن سے جان کہے کیا یہ خستہ تن
تیغوں میں ہیں حسینؑ نہیں جائے دم زدن
بے یار و آشنا جو نہ ہوتے شہ زمن
میں رن میں بھیجتی تمہیں اے میرے گلبدن
دکھ درد ایک دم پہ ہیں سارے جہان کے
لالے ہیں اب تو دلبر زہراؑ کی جان کے

(۵۱)

شہؑ نے کہا مراد بر آئی سدھاریئے
آتے ہی رخصت آپ لے پائی سدھاریئے
راضی ہوئی بتولؑ کی جائی سدھاریئے
کی فاطمہؑ نے عقدہ کشائی سدھاریئے
ڈیوڑھی پہ چھوڑیئے ہمیں آنسو بہانے کو
جیتے رہے تو آئیں گے لاشہ اٹھانے کو

(۵۲)

روئے بہت یہ کہہ کے شہ آسماں جناب
پوشاک ماہتاب نے بدلی بہ آب و تاب
ہتھیار سج کے سامنے آئے بصد شتاب
رونا پھوپھی کا دیکھ کے آنکھیں ہوئیں پُر آب
چلائی ماں کہ داغ کلیجے میں پڑ گیا
باہر سدھارے آپ بھرا گھر اجڑ گیا

(۵۳)

آیا عقاب بادیہ پیما دولہن بنا
اکبرؑ چڑھے سمند غزالِ ختن بنا
اڑ کر غبار موجِ نسیمِ چمن بنا
دولہا وہ شہ کا یوسفِ گل پیرہن بنا
تن کر چلا سمند کہ تختِ ہوا چلا
فوجِ حشم جلو میں لیے بادشا چلا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جلدی وہ شہ سوار کی وہ تیزیِ عقاب — گویا براق پر تھے رسولِ فلک جناب
پستی پہ موج تھا وہ فرس اوج پر سحاب — (۵۴) — بجلی تڑپتی جاتی تھی تھامے ہوئے رکاب
برہم تھا کم جو وسعتِ دشت ستیز تھی
چال اس کی سرسری کہیں صرصر سے تیز تھی

چمکارتا تھا باگ جو راکب لئے ہوئے — جاتا تھا کس بناؤ سے گنڈا کئے ہوئے
گرمی یہ اس کی جان تھیں پریاں دیئے ہوئے — (۵۵) — غل تھا اڑے نہ کیوں کہ ہے پارہ پئے ہوئے
فرفر ہوا نفس کی جو نتھنوں سے آتی تھی
صرصر بھی مثلِ گردِ قدم سر کی جاتی تھی

اک شور تھا یہ رخش ہے سرعت میں بے نظیر — رہ جائے وہ بھی ساتھ جو چھوٹے کماں سے تیر
ہاں کہہ کے باگ اٹھائے جو شہ کا مہِ منیر — (۵۶) — دم بھر میں سیرِ چرخ کرے وہ فلک مسیر
گرد اٹھ کے بیٹھنے بھی نہ پائے زمین پر
دورہ یہ ختم کر کے پھر آئے زمین پر

سردار مرکبوں کا ہے یہ اس میں فرق کیا — رو کے اسے صفِ سپہِ اہلِ زرق کیا
یاں شش جہت ہے زیرِ قدم غرب و شرق کیا — (۵۷) — صرصر ہے کیا سحاب ہے کیا چیز برق کیا
تر ہیں عرق میں شرم سے گھوڑے عراق کے
برقع میں ہے یہ برقِ جہندہ براق کے

اسوار کی نظر ہے لگام اس کے واسطے — ہے فرق شرق و غرب دو گام اس کے واسطے
بہر خرام یہ ہے خرام اس کے واسطے — (۵۸) — قمچی ہے تازیانے کا نام اس کے واسطے
اڑ جائے برگِ کاہ اگر متصل رہے
لشکر کے قلب میں ہو جو راکب کا دل رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۵۹)

راکب کے فیض سے ہے ہوا پر یہ تیز دم
کہتا تھا سرکشوں سے کہ چومو مرے قدم
گھوڑوں سے فوج کے یہ اشارے ہیں دمبدم
تم میں سے بھی کسی کا یہ پایہ ہے یہ حشم
دکھلا رہا ہوں جلوۂ تنویرِ مصطفےٰؐ
دیکھو ہوا کے گھوڑے پہ تصویرِ مصطفےٰؐ

(۶۰)

اللہ کیا وجیہ و حسین تھا وہ ذی شرف
سج دھج دکھا رہی تھی شکوہِ شہِؑ نجف
وہ ابرووں کا بل وہ نوکیلی مژہ کی صف
چھوٹے ہوئے سرے وہ عمامے کے دو طرف
صدقے تھے شانِ حسن پہ خوشرو جہان کے
حوریں بھی کہتی تھیں کہ نثار اس جوان کے

(۶۱)

تشبیہ قد کو سرو سے دیجے تو کیا ہے سرو
قمری کہے کہے کہ بہت خوش ادا ہے سرو
ہنستے ہیں گل کہ چمن میں جو سر کھینچتا ہے سرو
مہمل ہے سادہ لوح ہے مغرور ہوا ہے سرد
بگڑا ہوا ہے رنگ بھی ہر طرح طور بھی
ہوتا نہ پایہ گل سے تو اکڑتا کچھ اور بھی

(۶۲)

کافی ہے بس یہ مدحتِ گیسوئے مشک بو
گیسوئے مصطفےٰؐ سے مشابہ ہے مو بمو
جن کی مہک سوادِ ختن میں ہے چار سو
سنبل کی اصل کیا ہے بھلا ان کے روبرو
گلچیں سے پوچھو اس میں اگر اشتباہ ہے
یہ عنبرِ ارم وہ چمن کی گیاہ ہے

(۶۳)

شانہ ہو جس کا پنجۂ دستِ شہِ زماں
پھر جلّ شانہٗ کے سوا کیا کہے زباں
سنبل کو ادعا ہو کچھ ان سے تو باغباں
لے جائے دور صحنِ گلستاں سے مو کشاں
ژولیدہ وہ یہ سلسلہ احمدؐ کی آل کا
دعویٰ کبھی سند نہیں آشفتہ حال کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رشکِ فروغِ صبح ہے پیشانی جناب ‏ | برتر ہے آفتاب سے بھی جسکی آب و تاب
نور اس کا دور سے نظر آئے جو بے حجاب ‏ | مہرِ سپہر شرم سے چہرے پہ لے نقاب

(٦٤)

انداز اس کے حسن میں سارا سحر کا ہے
سجدے کا یہ نشاں نہیں تارا سحر کا ہے

کیا تیز ہیں چڑھے ہوئے ابرو کہ الاماں ‏ | جن کی کشش سے آتی ہے کھنچ کر لبوں پہ جاں
جس سے کشیدہ ہوں یہ اماں اسکو پھر کہاں ‏ | زخمی ہیں سب کے قلب کلیجے ہیں خونچکاں

(٦٥)

ہوتے ہیں دم میں قتل جو سرکش جہاں میں ہیں
قدرت خدا کی تیغ کے جوہر کماں میں ہیں

چشمِ رسولِ حق ہے بعینہ یہ چشم پاک ‏ | عین الکمال سے انہیں کیا ڈر ہے کیا ہے باک
دیکھے حسد سے جو اسے اس بد نظر پہ خاک ‏ | تیغ مژہ سے کور دلوں کے جگر ہیں چاک

(٦٦)

گر چشم سرمہ سا پہ نظر ایک دم کرے
آہو چرا کے آنکھوں کو دو میل رم کرے

کھینچے عصائے نرگس بیمار اگر قلم ‏ | تب بھی نہ ہو نزاکتِ چشم سیہ رقم
اُٹھتا ہے گر کے پردۂ مژگاں جو دمبدم ‏ | اظہارِ حسن مدِ نظر ہے نہ ہے کرم

(٦٧)

دیکھو یہ چشم غور سے یہ شانِ اللہ ہے
پتلی سیاہ خانۂ لیلیٰ نگاہ ہے

چہرے کو آفتاب منوّر میں کیا لکھوں ‏ | ابرو ہے واں نہ زلف معنبر میں کیا لکھوں
ابتر ہے گل کے حسن کا دفتر میں کیا لکھوں ‏ | اس رخ کو غیر مصحفِ اکبر میں کیا لکھوں

(٦٨)

صورت میں شانِ حسنِ نبی کا ظہور ہے
قرآں میں ہے جو نورِ مبیں یہ وہ نور ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سبزہ نہیں یہ مصحف رخ پر پڑھو دُرود ! | باریک ہے خطِ قلمِ قدرتِ ودود ! (۶۹)
نقطے ہیں زیرِ لب کہ ہے خوشبوئے مشک و عود | دوجا اس ایک دانے سے سبزہ ہوا نمود

ہاں قرب اس دہن کا قریب القیاس ہے
سرسبز کیوں نہ ہو کہ یہ کوثر کے پاس ہے

کیا بات ان لبوں کی کہ جنبش میں آئیں جب | اُٹھ بیٹھیں دم میں صل علیٰ کہہ کے جاں بلب (۷۰)
ہر رب ان کے واسطے یہ بہر ذکرِ رب | بے جاں کو جان دیتے ہیں یہ جانتے ہیں سب

جاں بخشیوں کا ان کی بھلا کیا بیان ہے
یہ لب اسی کے ہیں جو خدا کی زبان ہے

نکلوں دہن سے مدحتِ دنداں میں اب گہر | ہاں انتظام نظم پہ دانا کریں نظر (۷۱)
نہاں صدف تو موج میں ہوتے ہیں بیشتر | اور یاں صدف میں موجِ صفا ہے اِدھر اُدھر

خالی تنا میں آبِ گہر سے دہن نہیں
موتی بھرے ہیں منہ میں مجالِ سخن نہیں

قربان بوئے حسنِ زنخدانِ دلفریب | حوروں کو جس کے عشق میں دم بھر نہیں شکیب (۷۲)
باغِ جناں کی بہ سے ہے بہتر کہیں یہ سیب | ایسا ثمر کہ ہے شجرِ قد کی جس سے زیب

پاتے ہیں رنگ نسترن اس بے نظر سے
سیراب ہے یہ بانوئے عالم کے شیر سے

نور اُن کا تو شمع ہے اور گردن آئینہ | پرتو سے ہے اسی کے اُدھر روشن آئینہ (۷۳)
بازوئے صاف صاف تہِ جوشن آئینہ | سینے کا ذکر کیا کہ ہے سارا تن آئینہ

خالی نہیں بھرے ہوئے ساعد صفائی سے
روشن کلائی پنجے سے پنجہ کلائی سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سینہ صفا میں صبحِ ارم مصدرِ کرم
ذکرِ رہِ عدم ہے کہ ہیں رہرورِ عدم
(۷۴)
آگے بیان ہوگا جو اس پر ہوا ستم
پادر رکاب آج ہیں وہ چاند سے قدم

منظور ہے کہ جلد جہاں سے سفر کریں
جنت کی راہ سر کو قدم کر کے سر کریں

یوں فوجِ شام تک فرس دُور دم گیا
جھونکا ہوا کا رن کی طرف چل کے تھم گیا
(۷۵)
گہہ جست کی اُڑا کبھی اور گاہ جم گیا
دیکھا جو حسن ہوشِ سپاہِ ستم گیا

حیرت ہوئی صفوں میں ہر اک بدنہاد کو
اک غل ہوا کہ آئے محمدؐ جہاد کو

معلوم ہو گیا کئی ساعت کے بعد جب
باندھیں صفیں سپاہ کے میدانیوں نے تب
(۷۶)
ابن الحسینؑ ہے یہ شبیہِ رسولِ رب
کھولے نشاں درست ہوئی فوجِ ظلم سب

اُمڈی گھٹا سیاہ پھریروں کی اوج میں
لہرائیں مچھلیاں بھی سمندر کی موج میں

کڑکا سُنا تو جوش میں آئے ستم شعار
ڈنکا ہوا تمام رسالوں میں ایک بار
(۷۷)
نیزوں کو تولنے لگے مردانِ سرگزار
تلواریں کاٹھیوں سے لگے کھینچنے سوار

باجے بجے بہم عرب و ترک و روم کے
جنگی جواں صفوں سے بڑھے جھوم جھوم کے

گونجا ادھر سے شیر نیستانِ شیرِ رب
ظاہر کیا جری نے جو اوجِ حسب نسب
(۷۸)
ملنے لگے دل اُن کے جو تھے افصح العرب
سردار سرنگوں ہوئے لاریب کہہ کے سب

حُسنِ بیاں پہ جتنے جواں تھے اُچھل پڑے
جو جو مسن تھے ان کے تو آنسو نکل پڑے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۷۹)

یا جو ذکرِ مرتبتِ سیّد الانام — باہم درود پڑھنے لگے امّتی تمام

ے لرز لرز کے یہ کوفی و اہلِ شام — انداز یہ کلامِ نبیؐ کا ہے لا کلام

حجّت کے بھی زباں پہ ہیں نکتے ادب کے بھی

رحمت کے بھی ہیں صاف کنایے غضب کے بھی

(۸۰)

وں کی بیاں شجاعتِ ضرغامِ کردگار — تھرّا گئے صفوں میں دلیرانِ نامدار

لی چمک گئی جو کیا ذکرِ ذوالفقار — یاد آئے کافروں کو شہِ لافتا کے وار

سینوں میں دل نہیب سے بیتاب ہو گئے

جو خیبری تھے ان کے جگر آب ہو گئے

(۸۱)

ی اس روش کی بعدِ حسنؑ مدحتِ حسینؑ — میرا پدر ہے رونقِ گلزارِ مشرقین

یرِ شبابِ خلد محمدؐ کا نورِ عین — پیارا علیؑ کا فاطمہ زہراؑ کے دل کا چین

عشق اُن سے تھا پیمبرِ والا صفات کو

گودی میں دن کو سوتے تھے چھاتی پہ رات کو

(۸۲)

رآتِ نور ہے دلِ صد پارۂ حسینؑ — محبوبِ حق تھے عاشقِ نظارۂ حسینؑ

ھاتی تھی نکہتِ گلِ رخسارۂ حسینؑ — بستر کے پاس رہتا تھا گہوارۂ حسینؑ

جسمِ حسنؑ کی جان و دل و ہوشِ مصطفاؐ

طفلی میں جن کا مہد تھا آغوشِ مصطفاؐ

(۸۳)

س بحرِ فیض رب میں جو ہے آج تشنہ لب — چوسی ہے مصطفاؐ کی زباں صورتِ رطب

یکال و جبرئیل نے ان کا کیا ادب — جھولا جھلایا خادموں کی طرح روز و شب

واں پر بچھائے نیند نہ آئی جہاں انہیں

دیں سب نے دائیوں کی طرح لوریاں انہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸۴

سینہ کہ جس سے تیر سہ پہلو ہے وار پار | یہ مخزنِ علوم ہے اے قومِ نابکار
ہوتا تھا شوق خلد تو محبوبِ کردگار | چھاتی پہ منہ کو رکھ کے یہ کہتے تھے بار بار

سونگھے یہ صدر نکہتِ گل جس کو بھاتی ہے
اے فاطمہ بہشت کی بو اس سے آتی ہے

۸۵

واجب کرے ہر اک پہ خدا جس کی پیروی | بازوئے دینِ مصطفوی جس سے ہو قوی
یوں کردو اس ولی کو ریاست سے ملتوی | بیکس غریب گوشۂ عزلت کا منزوی

باطل کا ساتھ دیتے ہو منہ حق سے موڑ کے
پیرو ہوئے یزید کے سید کو چھوڑ کے

۸۶

یاں جب سے آئے چین نہ پایا حسینؑ نے | پایا نہ اک درخت کا سایا حسینؑ نے
ایذائیں دیکھیں رنج اٹھایا حسینؑ نے | لیکن کسی کا دل نہ دکھایا حسینؑ نے

مولا ضعیف دوست ہیں با احتیاط ہیں
چیونٹی کا پاس ہے وہ سلیماں بساط ہیں

۸۷

دنیا میں ہے حسینؑ سا ذی شوکت اور کون | گر یہ نہیں تو پھر ہے درِ رحمت اور کون
اس عہد میں ہے خضرِ رہِ جنت اور کون | ان کے سوا ہے مفترض الطاعت اور کون

چاہیں جسے یہ اس کو خطا سے بری کریں
کافر ہو دیں پرست اگر رہبری کریں

۸۸

فہم و شعور حق نے دیا ہے کرو جو غور | دنیا میں مصطفےٰ کا نواسا ہے کوئی اور
اللہ کو پسند نہیں بیکسوں پہ جور | نہ سلطنت رہی ہے کسی کی سدا نہ دور

گو آج غدر بھی ہے مخالف ہوا بھی ہے
کل روزِ بازپرس بھی ہے اور خدا بھی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پوچھیں گے جب کہ میرے نواسے سے کیا کیا (۸۹) اولاد سے مری مراحق کیا ادا کیا
کہہ دو گے یہ کہ دُکھ میں اُنھیں مبتلا کیا گھر سے بُلا کے بیکس و بے آشنا کیا
امداد کی گئی نہ کسی بے دریغ سے
کاٹا گلے کو تیسرے فاقے میں تیغ سے

تم لاکھ سے سوا تھے جواں یاں تھے سو سے کم (۹۰) چھوٹی سی تھی سپاہ پہ اللہ رے حشم
لڑکوں نے چھین چھین لئے فوج کے علم لشکر پکارتا تھا کہ تھمتے نہیں قدم
ہمت نے چھوڑا ساتھ نہ ہوش و حواس نے
کیا کرتے قتل تم ہمیں مارا ہے پیاس نے

دیکھی وغائے حضرت عباسؑ عرش جاہ (۹۱) غازی کی تیغ سے نہ ملی ایک کو پناہ
ڈھالیں اُٹھائے بھاگتے پھرتے تھے روسیاہ جھپٹا جو شیر گھاٹ سے ہٹ ہٹ گئی سپاہ
ساحل پہ ہاتھ دھو کے وہ آئے تھے جان سے
دریا دلی دکھا کے سدھارے جہان سے

پیاسا وہ شیر نر جو نہ ہوتا تو دیکھتے غم سے لہو جگر جو نہ ہوتا تو دیکھتے
یاں موت کا گذر جو نہ ہوتا تو دیکھتے (۹۲) مشکیزہ دوش پر جو نہ ہوتا تو دیکھتے
بڑھتے اگر تو تیغ چمکتی دمشق میں
غازی نے جان کھو دی سکینہؑ کے عشق میں

یکتائے روزگار تھا وہ صاحبِ حشم بیٹا علیؑ کا بازوئے شاہنشہِ امم
سردفترِ سپاہِ خدا زینتِ علم (۹۳) تعلیم یافتہ ہیں اسی ذی حشم کے ہم
آتے ہیں لو فرس کے طرارے بھی دیکھ لو
دو چار ہاتھ خیر ہمارے بھی دیکھ لو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تلوار کھینچی اکبرِ یوسف جمال نے
ڈھالیں اٹھائیں لشکرِ آہو خصال نے
سرکائی اپنے چہرے سے بدلی ہلال نے
صورت دکھائی شبرِ خدا کے جلال نے (۹۴)
بجلی کہیں بنا کہیں کبکِ دری بنا
اُڑ کر ہوا پہ اسپِ ہمایوں پری بنا

وہ تھوتھنی ملی ہوئی سینے سے وہ جمال
عنبر فشاں ہوا سے گُندھے چوٹیوں کے بال
ابلی ہوئی وہ آنکھ کہ شرمندہ ہو غزال
پس جائیں جس سے دیکھنے والوں کے دل وہ چال (۹۵)
راکب کا رُخ سمجھ گیا کیا تیز ہوش تھا
اترا اسی پرے میں جو فولاد پوش تھا

بھڑکے پرے میں ترکی و تازی اٹھا غبار
نعرہ کیا جری نے کہ باندھے رہو قطار
باگیں چھٹیں سوار پہ گرنے لگا سوار
اتنا نہ بے حواس ہو اے قوم نابکار (۹۶)
آتے ہیں رن میں نوجواں جب مر کے جاتے ہیں
کیسے جری ہو تم کہ قدم سر کے جاتے ہیں

نکلے بڑھے اڑائے تگاور جواں کوئی
ہاں آئے پیل زور کوئی پہلواں کوئی
شیروں کی طاقتوں کا کرے امتحاں کوئی
روکے سپر پہ صارمِ آتش فشاں کوئی (۹۷)
سنتا ہوں نامور ہیں بہادر ہیں شیر ہیں
دیکھوں تو کیسے کیسے عرب کے دلیر ہیں

واں سے بڑھے یہ سنتے ہی فوجوں کے دل پہ دل
حملہ کیا جری نے چلی تیغِ بے بدل
امڈی گھٹا برسنے لگے ناوکِ اجل
تیروں کے سر اُڑے تو کٹے برچھیوں کے پھل (۹۸)
باغی تھے جو ستم کے ثمر اُن کو مل گئے
زخموں کے پھول ہر شجرِ تن پہ کھل گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹۹)

اک وار جس نے فرق پہ کھایا وہ دو ہوا — جس نے مقامِ امن نہ پایا وہ دو ہوا
جو منہ پہ تیغِ تیز کے آیا وہ دو ہوا — منہ کیا کہ جس پہ پڑ گیا سایا وہ دو ہوا
اک چوٹ کھا کے ہٹ گیا جو کینہ جو لڑا
دو لاکھ میں نہ ایک شقی دو بدو لڑا

(۱۰۰)

جس سر پہ آئی تا بہ کمر جسم شق ہوا — افشاں شفق کی ضو سے زمیں کا ورق ہوا
ابتر رسالہ داروں کا نظم و نسق ہوا — دیباچۂ اجل میں لعیں کا سبق ہوا
سینہ بھی چاک ہو گیا چہرہ بھی کٹ گیا
اک دم میں بس حیات کا دفتر الٹ گیا

(۱۰۱)

غل تھا کہ ابرِ تیغ سے بارش لہو کی ہے — کشتی تباہ آج سپاہِ عدو کی ہے
تصویر خوں میں غرق ہر اک جنگجو کی ہے — دریائے تیز تر برش اس تند خو کی ہے
پہونچا ہے جوش تا بہ فلک اس کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہیں آفتاب کا

(۱۰۲)

آتی ہے ہر دم اس کے کھلے منہ سے بوئے خوں — کہتا ہے خوں زباں سے ٹپک کر بروئے خوں
چلتی ہے جس جگہ وہیں بہتی ہے جوئے خوں — ہے غرقِ خوں پہ جاتی نہیں جستجوئے خوں
کہیئے جو موت موت میں یہ دلبری نہیں
آتش لباس کیوں ہے اگر یہ پری نہیں

(۱۰۳)

قبضہ ہے اس کا قلب شکن پھل جگر گداز — اور پیلا سناں سے زیادہ زباں دراز
جوشن در و حصار کشا و ظفر نواز — گل رنگ شوخ و شنگ عدو جنگ سرفراز
منہ رکھ دے جس کے منہ پہ وہ لب چاٹنے لگے
دیکھے تو خود حریف گلا کاٹنے لگے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مانند برق خون میں بھرتی نہیں کبھی
جُز چرخ سر زمین پہ دھرتی نہیں کبھی
(١٠۴)
کشتوں پہ اک نگاہ بھی کرتی نہیں کبھی
آغوشِ زخم میں بھی ٹھہرتی نہیں کبھی
کہیے اگر کہ تھم کہیں دم بھر قرار لے
منہ کاٹ ڈالے ذبح کرے سر اتار لے

وہ رنگ وہ خمیر وہ خم وہ چمک وہ آب
دھارے کو جس کی دھار سے ہر دم ہو اضطراب
(١٠۵)
بے مثل آبرو میں اصالت میں لاجواب
ابروسیہ میں گیسوئے لیلیٰ کا پیچ و تاب
جوہر وہ دم پھڑکتے ہیں جن کی مثال پر
افشاں چنی ہوئی ہے جبینِ ہلال پر

الماس گوں بھی لعل بھی آئینہ تاب بھی
رو کھی بھی صاف دل بھی جلالت مآب بھی
(١٠٦)
ناآشنا بھی چرب زباں بھی خوش آب بھی
رو دار بھی خموش بھی حاضر جواب بھی
تحریر نقشِ فتح سراسر اسی میں تھے
پھر دیکھئے تو فرد یہ جوہر اسی میں تھے

یوں سر گرا رہی تھی تنوں سے وہ تیغ تیز
پتوں کو جیسے دور کرے فصلِ برگ ریز
(١٠٧)
اس کی ہوا تھی شعلۂ آتش دمِ ستیز
آنچ ایسی تیز جس سے شرارے کریں گریز
غل تھا کہ پھُنک رہا ہے وہ جو ذی حیات ہے
بھاگو کہ اس سے موت کی گرمی بھی مات ہے

اُٹھ اُٹھ کے مثل برق جو گرتی تھی ہر طرف
کچھ فاصلے سے موت بھی پھرتی تھی ہر طرف
(١٠٨)
ہر صف خدا کے قہر میں گھرتی تھی ہر طرف
ہر لاش خوں کی نہر میں ترتی تھی ہر طرف
مشتاق تھے جو قعرِ جہنم کی سیر کے
سر پہلے اترے آگ کے دریا کو پیر کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۹)

برقِ غضب صفوں کے حجابوں سے کواڑ کے
آمد اجل کی ظلم کے بابوں سے کواڑ کے
بحرِ فنا کی موج حبابوں سے کواڑ کے
آفت کی سیل خانہ خرابوں سے کواڑ کے
جو صف جمے وہ خاک پہ ہٹ ہٹ کے گر پڑے
سدِ سکندری ہو تو کٹ کٹ کے گر پڑے

(۱۱۰)

بس پھر تو کھلبلی سپہ شام میں پڑی
ضربوں کی دھوم فوج بد انجام میں پڑی
بے ڈھب لڑائی کفر او اسلام میں پڑی
بھاگڑ میانِ دشت دد و دام میں پڑی
شعلے لپک لپک کے گئے واں جو آگ کے
دبکے ترائی میں شیرِ نیستاں سے بھاگ کے

(۱۱۱)

اک پیل تن سیاہ ہزیمت خصال کا
نکلا کہ زور دیکھیے حضرت کے لال کا
یہ شیر شیر ہے اسدِ ذوالجلال کا
فرمایا آ جو عزم ہے جنگ و جدال کا
بولی ظفر کہ فتح نئی آشکار ہے
لے شاہبازِ تیغ یہ پہلا شکار ہے

(۱۱۲)

نکلا تھا چھوڑ کر جو صفِ فوجِ شام کو
غصے میں سوجھتا تھا نہ کچھ تیرہ فام کو
روکا بہ دیر جب فرسِ بد لگام کو
گھوڑا شقی نے اکبرؑ عالی مقام کو
روباہ سے پلک بھی نہ جھپکی دلیر کی
روزِ سیہ دکھا دیا پُتلی نے شیر کی

(۱۱۳)

جب تُند و تیز ہو کے بڑھا وہ پئے جدال
آواز دی اجل نے سرک او زبوں خصال
تو نار ہے یہ شیر جواں نورِ ذوالجلال
اس شمع کو بجھائے یہ تیری نہیں مجال
میلا کرے گی گرد نہ دامن سحاب کا
آندھی سے گل نہ ہوگا چراغ آفتاب کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گرز گراں اُٹھا کے ہوا یوں وہ نعرہ زن ۔۔۔ ہٹیو نہ اس جگہ سے اب اے مردِ صف شکن
(۱۱۴)
بولا بڑھا کے رخش ہژبرِ بیشۂ زمن ۔۔۔ تو اپنی فکر کر یہ ہمارا نہیں چلن

میداں سے شیر دل کبھی منہ موڑتے نہیں
فرزندِ بوترابؑ زمیں چھوڑتے نہیں

بجلی گرے فلک سے تو ہم ہوں اسی جگہ ۔۔۔ مر کر بھی مثلِ شیرِ اجم ہوں اسی جگہ
(۱۱۵)
پیاسے شہیدِ تیغِ ستم ہوں اسی جگہ ۔۔۔ کٹ جائے تن سے سر تو قدم ہوں اسی جگہ

کس بل دکھائیں گر تو جبل کو نہ کل پڑے
ڈالیں زمیں پہ زور تو پانی نکل پڑے

عاجز کسی سے حق کے اسد کا اسد نہیں ۔۔۔ منظور ہے کسی میں کسی کی مدد نہیں
(۱۱۶)
تنہا پہ یہ چڑھائی کہ کچھ جس کی حد نہیں ۔۔۔ ہے بے حمیتی یہ لڑائی سند نہیں

جرأت کا ننگ سمجھو اگر کچھ شعور ہے
دیکھو ہمیں کہ دھوپ میں سایہ بھی دور ہے

دنیا ہو اک طرف تو ہمیں سب پہ ور رہیں ۔۔۔ سر کیں نہ مثلِ قطب جدھر ہیں اُدھر رہیں
(۱۱۷)
تیغیں چلیں جو لاکھ تو سینہ سپر رہیں ۔۔۔ موت آئے گر تو مار کے فوجوں کو مر رہیں

جانے نہ پائے زورِ عدو گیر ہاتھ سے
چھوٹے نہ مر کے قبضۂ شمشیر ہاتھ سے

کھا کھا کے بل ہوا وہ مقابل جناب سے ۔۔۔ عنتر جھپٹ کے لڑنے لگا بوتراب سے!
(۱۱۸)
گہہ متصل تھا دور کبھی تھا عقاب سے ۔۔۔ خیرہ تھی چشم جلوۂ تیغِ خوش آب سے

وار اُن پہ چل نہ سکتا تھا اس خود پسند کا
سر آپ زخمی کرتا تھا اپنے سمند کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۱۹)

لف جو تیغِ اکبرؑ جہر و سے تھا کمال — دل تھرتھرا رہا تھا کھڑے تھے بدن کے بال
ار تو لیتے تھے یہ ہر دم بصد جلال — وہ روسیاہ فرق پہ روکے ہوئے تھا ڈھال

غل تھا سپر نہیں سرِ دیوِ مرید پر
ابر آگیا ہے قلعۂ کوہِ حدید پر

(۱۲۰)

ضرب کی عمود کی اس نابکار نے — روکی جناب اکبرؑ عالی وقار نے
ے کے بند کھول دیئے تشنہ سوار نے — اس پر بھی سرفراز کیا بدشعار نے

پیہم تھے وار اکبرؑ گردوں اساس پر
پر مسکراتے جاتے تھے اس بے حواس پر

(۱۲۱)

خ کے قریب جو دستِ مبارک میں تھی سپر — گویا تھا مہرِ متصل ابرِ جلوہ گر
رت سے اہلِ شام یہ کہتے تھے ہمد گر — چہرے پہ اور سپر پہ کرو غور سے نظر

کیونکر مقابلہ کرے حسنِ جناب کا
اس رُخ کے آگے زرد ہے رنگ آفتاب کا

(۱۲۲)

ئے جلال میں جو ہزبرِ احد کی طرح — جھپٹا سمٹ کے گھوڑے پہ گھوڑا اسد کی طرح
غ آئی اس لعین کی طرف روزِ بد کی طرح — وہ شور بخت بڑھ کے گھٹا جزر و مد کی طرح

کوندی جو برق قہر تلاطم عیاں ہوا
زنجیرِ موت توڑ کے دریا رواں ہوا

(۱۲۳)

شکست اس کی جو قسمت میں تھا رقم — گرز و سنان و تیر و تبر سب ہوئے قلم
اڑا کے رخش کو پھر بانیِ ستم — سر پہ لگائی ضربتِ شمشیرِ تیز دم

یاں ہاتھ اُٹھ گیا جو سپر کو سنبھال کے
توڑا اچھل اس کی تیغ کا پھولوں نے ڈھال کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۲۴)

ٹوٹی جو تیغ دم پہ بنی بل نکل گیا
ضیغم کے ہمہمے سے کلیجہ دہل گیا
منہ پھر گیا لڑائی کا نقشہ بدل گیا
بھاگا ہی چاہتا تھا کہ وار انکا چل گیا
دیتا ہے شیر صید کو اپنے مفر کہیں
دو ٹکڑے خودِ سر تو کہیں تھا سپر کہیں

(۱۲۵)

سیدھا پڑا جو تیغ کا اک ہاتھ دو ہتھی ڈھال
سرکا جو منہ پھرا کے اُدھر رو سیہ شغال
مغفر ہوا دو نیم تو مضطر ہوا کمال
ترچھی فضا پہ چل گئی شمشیر بے مثال
مڑنا تھا ہاتھ کا کہ وہ سب خوں میں غرق تھا
چالیس گام کا سر و گردن میں فرق تھا

(۱۲۶)

گردن سے بڑھ کے پھر جو چلی تیغ سر شگاف
سیمرغ تھرتھرا گیا بالائے کوہ قاف
صدر و کمر میں پیر کے زیں پر گئی وہ صاف
بولا کوئی کہ قتل ہوا رستم مصاف
لشکر میں ایک نے یہ سنا تا کہ دو ہوا
ٹکڑے گرے زمیں پہ تو جانا کہ دو ہوا

(۱۲۷)

چلّائے جن کہ جان بچانا ہے اب اہم
ساتوں طبق زمین کے لرزنے لگے بہم
اس آگ سے بشر نہ اماں پائیں گے نہ ہم
تھرائی گورِ بہمن و سہراب و گستہم
فرق آیا طائرانِ ہوا کے عروج میں
ہیبت سے زلزلہ ہوا ذات البروج میں

(۱۲۸)

تھا افسرانِ فوج میں ایک اور پیل زور
نعروں سے جس کے جاگ پڑیں خفتگانِ گور
دیتے تھے جس کے زور کو شہ زور مثل مور
بگڑا وہ حرب و ضرب کا ان کی سنا جو شور
آنکھیں غضب سے سُرخ ہوئیں روسیاہ کی
بل کھا کے غیظ سے سوئے اکبرؑ نگاہ کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بالا بلند جتنے رسالوں میں تھے سوار ⑫٩ اونچا تھا ان سبھوں سے وہ اور اس کا رہوار
ٹھنگا ٹر نے لگا یہ بخشونت جفا شعار یہ کون پہلواں تھا جو پہلے ہوا شکار
نکلا تھا کیوں جو بھول گیا نام و ننگ کو
نامرد نے سبک کیا شیرانِ جنگ کو

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے، تب شمر خیرہ سر ⑬٠ تھا واقعی وہ بزدل و نامرد و بے ہنر
پاتا کہاں یہ شیر دلی اور یہ کرّ و فر اب نام پر ہے آپ کے اس جنگ کی ظفر
سر اس کا لائیے کہ وغا سے فراغ ہو
ہاں جلد اب حسینؑ کا گھر بے چراغ ہو

دم تک اسی کے ہے یہ لڑائی کی دھوم دھام ⑬١ قصہ ہے پھر تمام یہ جس دم ہوا اتمام
تڑپے گا خاک و خوں میں جو گر کر یہ لالہ فام مقتل میں آ کے حلق کٹا دیں گے خود امام
پیری میں ہے اسی کا سہارا حسینؑ کو!
مارا جو اس جواں کو تو مارا حسینؑ کو!

یہ سُن کے وہ پرے سے بڑھا اب کر سرنگ ⑬٢ سرکش دہن دراز چپ انداز خانہ جنگ
چار آئینہ تھا چست زرہ تھی بدن میں تنگ مانند قلبِ شمر سیہ دل سیاہ زنگ
اژدر چرائے دم جو غضب کی نظر کرے
دیو سفید سائے سے اس کے حذر کرے

دوش نجس پہ مثل ستوں گرزِ گاؤ سار تن سے دو چند لامہ و چار آئینے کا بار!
گرداب رودِ نیل سپر بہرِ کارزار ⑬٣ شکل نہنگ تیغ سیہ تاب و آبدار!
مغفر پہ تیر ظلم کا پیکاں جڑا ہوا!
قبضے میں سیف ڈاب میں نیغا پڑا ہوا!

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۳۴)
فقرے رجز کے جب وہ شقی پڑھ چکا تمام | بولا یہ مسکرا کے جگر گوشۂ امام
یہ کیا مزخرفات ہے بڑھ تو ل کر حسام | کافر تجھے یہ بہ فخر لیا تو نے جن کا نام
دیتے ہوں تجھ سے جو انہیں یہ کر وفر دکھا
میداں کا مرد ہے تو کچھ اپنا ہُنر دکھا

(۱۳۵)
کیا آج ان کا ذکر وہ کافر گذر گئے | یا ہم نے قتل انہیں کیا یا آپ مر گئے
معلوم ہے تجھے کہ وہ کافر کدھر گئے | خالی ہیں بتکدے درکات انسے بھر گئے
آخر ہے تیری عمر کی مدت جہان میں
ملحق انہیں سے ہوتا ہے تو کوئی آن میں

(۱۳۶)
کیا ہم رجز پڑھیں کہ یہ ہے شیوۂ عوام | کرتے نہیں کبھی عقلا بے سبب کلام
موقع ہو گر تو تیغ کا ہم لیں زباں سے نام | لکھے ہیں حق نے عرش علا پر ہمارے نام
ذکر اس کا کیا خدا کو جو پہچانتا نہیں
دنیا میں کون ہے جو ہمیں جانتا نہیں

(۱۳۷)
کہہ دے صدف کہ گوہر یکتا یہی تو ہیں | مچھلی کہے کہ نور کے دریا یہی تو ہیں
موسیٰ کہیں کہ طورِ تجلّی یہی تو ہیں | مُردے پکار اُٹھیں کہ مسیحا یہی تو ہیں
گردوں گواہ ہو کہ ملائک خصال ہیں
ہر سنگ دے صدا کہ یہ زہراؑ کے لال ہیں

(۱۳۸)
معیوب جانتے ہیں تعلّی کو راستباز | اعلیٰ وہ ہے بلند کرے جس کو کارساز
کس دن کیا بہشت نے خوشبو پہ اپنی ناز | تعریف سے ہے مہرِ جہاں تاب بے نیاز
بو آپ پھیلتی ہے پھلے پھولے باغ کی
کیا احتیاج صبح کو شمع و چراغ کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۳۹)

ی ہیں طائرانِ اولیٰ اَجنحہ کی قسم
ان سب کے بازوؤں پہ لکھے ہیں ہمارے اسم
و لے ہیں ہم نے کفر کے باندھے ہوئے طلسم
نورِ مبینِ حق سے بنے ہیں ہمارے جسم
افضل علیؑ ہیں حضرت خیر الوراء کے بعد
ہم سے بزرگ کوئی نہیں ہے خدا کے بعد

(۱۴۰)

شکل میں سب کی عقدہ کشا ہے ہماری ذات
مجبور آج ہیں پہ ہیں مختارِ کائنات
وش ہیں پہ وحیِ خدا ہے ہر ایک بات
گو غرقِ بحرِ غم ہیں پہ ہیں کشتیِ نجات
ظاہر میں ہیں فقیر مگر بادشاہ ہیں
گو دھوپ میں کھڑے ہیں پہ ظلِّ الٰہ ہیں

(۱۴۱)

تا ہے فرش نور کی گو چادرِ آفتاب
پر ہے ہمارے در پہ ادب گسترِ آفتاب
روک دیں تو پھر نہ کرے چکّرِ آفتاب
حاضر اسی جگہ رہے تا محشر آفتاب
خوف و رجا سے خلق کبھی مطمئن نہ ہو
حکمِ ثبات رات کو ہم دیں تو دن نہ ہو

(۱۴۲)

ا ہم نے آشکار ہر اک صنعتِ بدیع
فرشِ زمیں زمانے میں ہم نے کیا وسیع
ہم نے دیا وقار تو گردوں ہوا رفیع
فطرس کا فخر ہو گیا جب ہم ہوئے شفیع
اپنے کرم سے اوج ہے آج آفتاب کا
ہم نے دیا سپہر کو تاج آفتاب کا

(۱۴۳)

کھتے ہیں ہر نبی پہ تقدم سلف سے ہم
حیدرؑ ہیں مصطفیٰ سے تو شاہِ نجف سے ہم
عالم کو پست پاتے ہیں اپنے شرف سے ہم
مختارِ حل و عقد ہیں حق کی طرف سے ہم
تیغیں نہ اُٹھ سکیں نہ تبر تجھ سے تُل سکیں
یوں ہاتھ باندھ دیں کہ کسی سے نہ کھُل سکیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴۴)

یہ سُن کے اور غیظ میں آیا وہ پُرغرور — ظلمت بڑھی اُدھر سے اِدھر سے خدا کا نور
نزدیک آ گئے جو بہادر تھے دور دور — اٹھی چمک کے تیغِ علی اکبرؑ غیور!
دیکھی جو طبع اقدس و عالی بگاڑ پر
دیکھی جھجکی پہاڑ کی چوٹی پہاڑ پر

(۱۴۵)

ناگاہ وار چلنے لگے جانبین سے — جن کا مقابلہ ہوا جانِ حسینؑ سے
عمر آیا لڑنے فاتح بدر و حُنین سے — آنکھیں ملائیں فاطمہؑ کے نور عین سے
کیا ہو سکے جو عین وغا میں خلل پڑے
دیکھا جو آفتاب تو آنسو نکل پڑے

(۱۴۶)

آنکھوں میں ہو گئی جو چکا چوند یک بیک — جز روشنی زمیں نظر آتی تھی نہ فلک
فرمایا دیکھ دیکھ نہ جھپکا شقی پلک — اندھا کرے تجھے نہ کہیں تیغ کی چمک
تو کیا ہے تاب کیا جو نظر ماہ وش کریں
موسیٰ ہمارے نور کو دیکھیں تو غش کریں

(۱۴۷)

ہم ہیں شریک نور رسولؐ فلک جناب — دیکھے اسے یہ چشم فلک کو نہیں ہے تاب
تو شپرک تو ہم ہیں زمانے کے آفتاب — آنکھوں کو مل کے بڑھ یہ دمِ جنگ اضطراب
ساتھی ترے طریقِ وغا دیکھ بھال لیں
تو کہہ تو ہم نقاب کو چہرے پہ ڈال لیں

(۱۴۸)

سوجھی نہ جب اُسے کوئی تدبیر کارزار — حربے بہک بہک کے کئے اس نے پانچ چار
لیکن حضورؑ روکے رہے تیغ آبدار — کانٹے سپر پہ بڑھ کے سب اس پہلوان کے وار
تائید کردگار سپر کی سپر ہوئی
پھولوں کو بھی نہ تیغ کے پھل کی خبر ہوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴۹)
چالیس وار اس کے ہوئے رد اسی طرح — تیغوں کی دیر تک رہی آمد اسی طرح
لڑتا رہا وہ سروِ سہی قد اسی طرح — دونوں طرف وغا میں ہوئی کد اسی طرح
گرمی میں ابر بن گئے تھے وہ جو برق تھے
اسوار بھی فرس بھی پسینے میں غرق تھے

(۱۵۰)
پھرتا تھا اسکا مرکب نر کی جدھر جدھر — تازی وہیں تھا ان کا بھی مانند شیر نر
آنکھیں بھی تھیں لڑی ہوئی جانیں بھی ہمدگر — تلوار چل رہی تھی شپا شپ کہ الحذر
ضربیں وہ عمر کی یہ امیر عرب کی تھیں
رد و بدل تھی قہر کی چوٹیں غضب کی تھیں

(۱۵۱)
نعرے ادھر سے تھے کہ یہ ہے کارزار دیکھ — یوں روکتے ہیں جنگ میں بڑھ بڑھ کے وار دیکھ
یوں کھیلتے ہیں شیرؑ کے بچے شکار دیکھ — پستی کو اپنی دیکھ ہمارا ابھار دیکھ
مر کر بھی اوج ہمّت عالی نہ جائے گا
جب ہم کریں گے وار تو خالی نہ جائے گا

(۱۵۲)
اے پہلوان ترک کدھر ہے وہ ترک و تاز — وہ بل کہاں ہے جس پہ تجھے تھا غرور و ناز
تو کیا بلند ہو جو یہ شمشیر جاں گداز — ترک فلک فلک پہ کرے چشم کو نہ باز
ہشیار ہو قریب اجل کا پیام ہے
نخوت کو ترک کر تری ترکی تمام ہے

(۱۵۳)
تھم تھم کے ہانپتا ہے حواس اپنے کر درست — کیا دل لگی ہو شیر کی جب ہو شکار سُست
دو ٹکڑے وہ پڑا ہے جسے کشتہ نخوت — اس کو تو سست کہتا تھا تو کونسا ہے چُست
گھوڑا ملا کے گھوڑے سے یوں کارزار کر
تلوار کا دھنی ہے تو بڑھ بڑھ کے وار کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئی وہ برق اِدھر تو یہ بجلی اُدھر گئی
چمکی بڑھی گھٹی نظر آئی ٹھہر گئی
(۱۵۴)
پستی کو جا نکلی تو ہوئی بالائے سر گئی
سر سے جسد سے زیں سے فرس سے گذر گئی

سب ضرب شیر حق کے چلن آشکار تھے
مر کر گرے جو راکب و مرکب تو چار تھے

اس طرح جب ہوا وہ ستمگار گرد برد
سارے دلاوروں کے ہوئے ہاتھ پاؤں سرد
(۱۵۵)
پھر کوئی اس طرف سے نہ نکلا پئے نبرد
امڈی تمام فوج اُٹھی ہر طرف سے گرد

پنہاں نظر سے دشت میں وہ شیر ہو گیا
آندھی ستم کی آئی کہ اندھیر ہو گیا

زینبؑ یہ فضہؑ سے پوچھتی تھیں دم بدم ادھر
کیا گذری میرے لال پہ یا شاہِ بحر و بر
(۱۵۶)
کہتے تھے شاہ فوج کے نرغے میں ہے پسر
پھر گھر میں دوڑی جاتی تھی تھامے ہوئے جگر

رانڈوں سے کہتی تھی کہ نہ آہ و بکا کرو
اکبرؑ سلامت آئیں یہ حق سے دعا کرو

اللہ رے جہادِ جگر بندِ شاہِ دیں
لاکھوں سے اب لڑائی ہے زوالِ ہے نہیں
(۱۵۷)
گھیرے ہوئے ہے اک تن تنہا کو فوج کیں
حملے وہی ہیں پر صفت شیر خشمگیں

نہ دھوپ پر نظر ہے نہ غم میں نہ چھاؤں پر
سر گر رہے ہیں تیغ سے کٹ کٹ کے پاؤں پر

نرغے میں شمع رو کی ہے چاروں طرف نظر
پروانہ وار پھرتی ہے تلوار گرد سر
(۱۵۸)
اڑتا ہے رخش صورت شاہین تیز پر
یاں سے گئے وہاں تو وہاں سے گئے اُدھر

جو جو لپٹ پڑے تھے وہ سب دور دور تھے
ٹاپوں سے زخمیوں کے بدن چور چور تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(١٥٩)

وہ تہلکہ و برہمی لشکرِ لعیں — اندھیر تھا صفیں تو کہیں تھیں پرے کہیں
گھوڑے بھگا رہے تھے برابر جواں کہیں — اڑتی تھی خاک پست ہوئی جاتی تھی زمیں

چادر تھی اک غبار کی روئے سحاب پر
سرپوشِ گرد تھا طبق آفتاب پر

(١٦٠)

جس وقت الاماں کی ہوئی ہر طرف پکار — دینے لگے نبیؐ کی دوہائی ستم شعار
چلّائے بڑھ کے چند قدم شاہِ نامدار — بس ہاتھ روک اے علی اکبرؑ پدر نثار

اب پیاس میں خدا سے شہادت طلب کرو
یہ کس کا نام لیتے ہیں پاسِ ادب کرو

(١٦١)

دن کم ہے اور جنگ میں یہ معرکہ یہ طول — بس بس جہادِ راہِ خدا میں ہوا قبول
کرنی ہے اب ہمیں بھی سعادت یہی حصول — مشتاقِ ذبح دیر سے ہے دلبرِ رسولؐ

پڑھ لو نمازِ عصر جو باہم تو خوب ہے
اب آفتاب کوئی گھڑی میں غروب ہے

(١٦٢)

مرنا ہے اس زمیں پہ ہمیں سلطنت کا تخت — کیا جانیے چھپا ہے کہاں شمرِ تیرہ بخت
خنجر کا اور گلے کا بہت مرحلہ ہے سخت — ہم رہ نہ جائیں غم سے کلیجہ ہے لخت لخت

سینے میں اب بھڑکتی ہے آگ اشتیاق کی
خالق نہ شب دکھائے تمہارے فراق کی

(١٦٣)

اکبرؑ ہمارے حال پہ اب رحم کی ہے جا — معلوم ہے تمہیں کہ یہ فاقہ ہے تیسرا
سینے میں اپنے دل ہے نہ قابو میں دست و پا — منزل کڑی قریب اجل دور قافلا

پرساں کوئی بجز دمِ تیغ و تبر نہیں
سالارِ کارواں کی کسی کو خبر نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۶۴)

ہم پیرِ جاں بلب ہیں تمہارا شباب ہے
دیکھو تو مڑ کے تم لبِ بام آفتاب ہے
اُٹھ اُٹھ کے گرتے ہیں یہ ہمیں اضطراب ہے
اے لال حال پہ کسی بیکس تو اب ہے
آؤ غریبِ راہِ عدم کو سنبھال لو
باہیں گلے میں ڈال کے ہم کو سنبھال لو

(۱۶۵)

اکبرؑ بڑھے پدر کی طرف باگ موڑ کے
چاہا کہ عرضِ حال کریں ہاتھ جوڑ کے
پھیری جو باگ دستِ مبارک سے چھوڑ کے
برچھی کا پھل نکل گیا چھاتی کو توڑ کے
دونوں قدم نکل کے رکابوں سے رُک گئے
گھوڑے پہ یا امیرِ عرب کہہ کے جھک گئے

(۱۶۶)

لشکر میں غُل ہوا کہ لگی سینے کو سناں
لو غرق خوں جہاں سے چلے اکبرؑ جواں
نازک کلیجہ کٹ گیا اب زندگی کہاں
ہرنے پہ سر ہے ہاتھ جگر پر لبوں پہ جاں
پھر دیکھ جائیں ایک نظر نورِ عین کو
لے آئے کوئی تھام کے بازو حسینؑ کو

(۱۶۷)

سن کر یہ شور دل میں در آئی سنانِ غم
تڑپے کبھی گرے کبھی اُٹھ کر شہِ امم
آواز دی یہ بنتِ علیؑ کو بہ چشمِ نم
زینبؑ پسر کی لاش پہ جاتے ہیں ہم
بازو کو تھامو گھر کو سنبھالو بتولؑ کے
برچھی لگی جگر پہ شبیہِ رسولؑ کے

(۱۶۸)

یاں تو ہوا یہ شور کہ ہے ہے جواں پسر
ماں بھی پھوپھی بھی گھر سے نکل آئیں ننگے سر
واں لاش پر پہنچ گئے سلطانِ بحر و بر
اس دم کہ جب سسکتا تھا وہ پارۂ جگر
اٹکی تھی جان آنکھوں میں اس نورِ عین کی
تھی ساتھ ہچکیوں کے صدا یا حسینؑ کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مہ پکارے شاہ کہ صدقے ترے حسینؑ — آنکھیں نہ پھیر لو ابھی اے میرے نور عین
لا سنبھل کے لختِ دلِ شاہِ مشرقین — آپ آئیے کیا کہ آگیا مجروح دل کو چین (۱۶۹)
کم ہے جو اس کرم کے عوض دو جہان دوں
پاس آئیے کہ آپ کے قدموں پہ جان دوں

غے میں تھا وہاں سے پکارے تھے جب حضورؑ — آتا ضرور قبلۂ عالم تھے گرچہ دور
کیا کروں کہ ہو گیا تیغوں سے چور چور — ٹکڑے جگر کے ہو گئے اے کبریا کے نور (۱۷۰)
نیزہ سناں نے سینے پہ مارا غضب کیا
اس گھاؤ نے حضور مجھے جاں بلب کیا

لائے رو کے شاہ کہ مر جائے گا پدر — دیکھوں تو کیسا گھاؤ ہے اے غیرتِ قمر
سینے سے دونوں ہاتھ اٹھائے جو خوں میں تر — دیکھا کہ پسلیوں سے ہے نکلا ہوا جگر (۱۷۱)
تھرّائے ہاتھ پاؤں لہو تن کا گھٹ گیا
صدمہ ہوا کہ شہ کا کلیجہ الٹ گیا

چھاتی کو پیٹ پیٹ کے رونے لگے جو شاہ — آنکھوں کو پھیر پھیر کے تڑپا وہ رشک ماہ
دو تین بار آئی صدا یہ کہ آہ آہ — بس مر گئے حسینؑ کا گھر ہو گیا تباہ (۱۷۲)
دولت لٹی تمام امام دلیر کی
کاندھے پہ لاش لے کے چلے آئے شبیر کی

پہونچے قریب خیمہ جو کرتے ہوئے بکا — زینبؑ بھی اور بانو بھی دوڑیں برہنہ پا
شہؑ نے لٹا کے خاک پہ میت کو دی صدا — ماتم کرو کہ مر گئے ہمشکل مصطفاؐ (۱۷۳)
سر پیٹو خاک اڑاؤ تن پاش پاش پر
رو لو انہیں تو روئیو پھر میری لاش پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۷۴)

بنتِ علیؑ نے زخم جگر پر جو کی نظر — بس گر پڑی پکڑ کے کلیجہ وہ نوحہ گر
چھاتی پہ ہاتھ مار کے پٹکا زمیں پہ سر — بانو پکاری لٹ گیا غربت میں میرا گھر
ماں سے چھڑا کے لے گئی موت اس دلیر کو
لو آ کے رو لو بیبیو اب میرے شیر کو

(۱۷۵)

تم سب کو حسرتیں تھیں بڑی ان کے بیاہ کی — لو آئی چاند سی دولہن اس رشکِ ماہ کی
غش آ گیا ہے دولہا کو گرمی سے راہ کی — پوشاک سُرخ جسم میں ہے قتل گاہ کی
پروان چڑھ کے آئے یہ شادی بڑی ہوئی
زخموں کی بدھیاں ہیں گلے میں پڑی ہوئی

(۱۷۶)

سب بیبیاں نکل پڑیں کرتی ہوئی فغاں — خاکِ عزا تھی بالوں پہ اور لب پہ یہ بیاں
ہے ہے شبیہ ختم رسل ہائے نوجواں — بہنیں پکارتی تھیں کہ بھیا گئے کہاں
دیکھا جو ماں کو خاک بسر چھاتی پھٹ گئی
لاشے سے آ کے بالی سکینہؑ لپٹ گئی

(۱۷۷)

چلائی ماں ہٹو مجھے لاشے پہ رونے دو — اس پر بھی کھائی چھاتی پہ قربان ہونے دو
اب جی کے کیا کروں گی مجھے جان کھونے دو — شب بھر پدر کے ساتھ یہ جاگے ہیں سونے دو
وہ کہتی تھی کہ اشک نہ کیونکر بہاؤں میں
بھیا مجھے گلے سے لگا لیں تو جاؤں میں

(۱۷۸)

ماں کہتی تھی صدا انہیں بی بی سنائے کون — ہنس ہنس کے کون بات کرے مسکرائے کون
چھاتی سے خوں بھری ہوئی باہیں اُٹھائے کون — بے جاں پڑے ہیں تم کو گلے سے لگائے کون
جائیں گے اب یہ قبر میں سونے کے واسطے
یہ ماں رہے گی پیٹنے رونے کے واسطے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پڑھتا ہوں بنتِ فاطمہؑ کے بین دلخراش — وہ بین جس کو سن کے کلیجہ ہو پاش پاش
ہے سامنے تو گود کے پالے ہوئے کی لاش — نوحے یہ تھے کہ چھاتی پہ میں برچھی کھاتی کاش (۱۷۹)
مجروح اس جواں کو سراپا نہ دیکھتی
آنکھوں سے اپنے شیر کا لاشا نہ دیکھتی

ہے ہے شباب لٹ گیا یوسف جمال کا — جنگل میں باغ اجڑ گیا زہراؑ کے لال کا
...ں چھد گیا سناں سے مرے نونہال کا — ہے ہے ریاض لٹ گیا اٹھارہ سال کا (۱۸۰)
گل سے یہ گال تیغوں سے صد چاک ہو گئے
اب بلبلوں کے حوصلے سب خاک ہو گئے

...یا یہ سال قہر کا آیا کہ مر گئے — کیسا یہ گھاؤ سینے پہ کھایا کہ مر گئے
سبزہ نمود ہونے نہ پایا کہ مر گئے — سہرا ابھی بیاہ کا نہ دکھایا کہ مر گئے (۱۸۱)
مقتل سے موت خاک پہ تڑپا کے لے گئی
ہے ہے تمہیں عروسِ اجل آ کے لے گئی

...ں صدقے جائے ہائے علی اکبرؑ جواں — تم مر کے آئے ہائے علی اکبرؑ جواں
...بیٹے نہ پائے ہائے علی اکبرؑ جواں — خوں میں نہائے ہائے علی اکبرؑ جواں (۱۸۲)
صدقے گئی یہ حال دمِ جنگ ہو گیا
سبزہ بھی گورے گالوں کا گلرنگ ہو گیا

...لہ کے سر زمیں پہ جو مارا بصد ملال — شق ہو گئی جبیں ہوئے عارض لہو سے لال
...ش آیا ہاتھ پاؤں ہوئے سرد جی نڈھال — دیکھا گیا نہ شاہ سے بیکس بہن کا حال (۱۸۳)
یوسفؑ کو اپنے قتل کے میداں میں لے گئے
لاشا اٹھا کے گنجِ شہیداں میں لے گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جب خاک پر لٹا چکے لاشِ پسر امام (۱۸۴) تا دیر روئے اور یہ زمیں سے کیا کلام
میں ابن بوترابؑ ہوں مظلوم و تشنہ کام اور ہے اُنہیں کا لختِ جگر یہ سرِ تمام
ایذا نہ دیجیو کہ مرا گل عذار ہے
برچھی کے پھل سے اس کا کلیجہ فگار ہے

حسرت زدہ جہاں سے اُٹھا ہے یہ مہ جبیں (۱۸۵) سُن سُن کے اسکا واقعہ روئیں گے مومنیں
تیغوں سے پاش پاش ہے سب جسم نازنیں رکھیو با احتیاط اسے اے دامنِ زمیں
اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسینؑ کی
اب ہے ترے سپرد امانت حسینؑ کی

مونس جدا ہے سب سے ترے مرثیے کا رنگ (۱۸۶) یہ رنگ ہے چمن کا مرقع ہے جس سے دنگ
رخصت وہ اور یہ بند شہادت کے بعد جنگ چھوڑا کسی جگہ نہ گھرانے کا اپنے ڈھنگ
مقبول تیری نذر شہ کربلا کریں
اس کا صلہ تجھے علی اکبرؑ عطا کریں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں پانچویں پُشت"

میر نفیس

میر انیس کے فرزندِ اکبر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام : میر خورشید علی

تخلص : نفیس

خطاب : خطیبِ منبرِ بلاغت

والد : میر انیس

والدہ : فاطمہ بیگم

ولادت : ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۶ء

اولاد : خورشید حسن عروج اور دو بیٹیاں

وفات : ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ / ۲ مارچ ۱۹۰۱ء منگل

حیات : ۸۵ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب : ستر مرثیے، مجموعۂ سلام "ہدیۂ بیش بہا"، رباعیات، نوحہ جات و مناجات،

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر نفیس

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
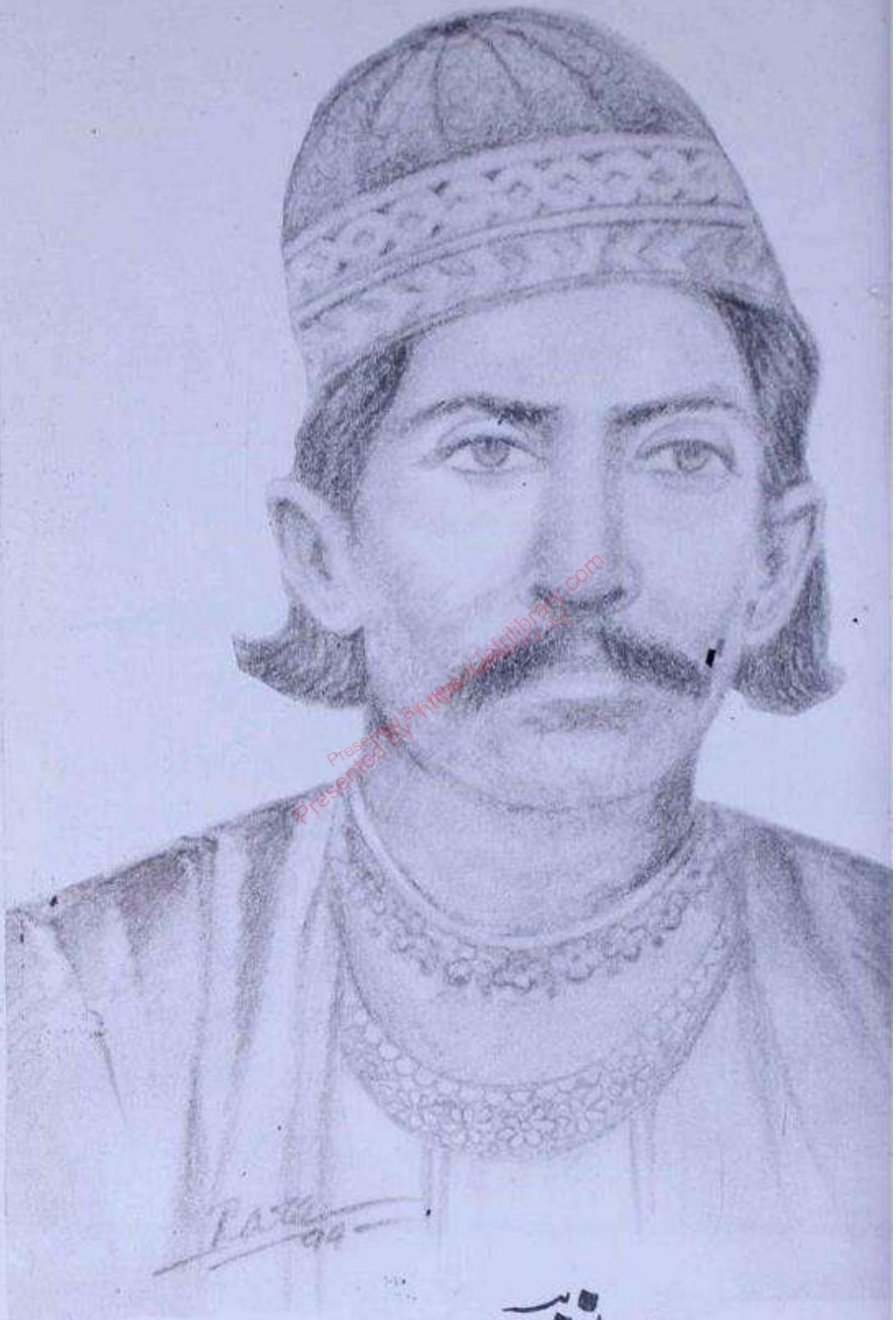
میر نفیس کے حالاتِ زندگی

میر خورشید علی نام، نفیس تخلص، میر انیس کے سب سے بڑے فرزند" سن کے علاوہ فن کے اعتبار سے بھی میر نفیس اپنے تمام بھائیوں میں ممتاز تھے۔"[1]

ولادت

"میر نفیس ۱۲۴۰ھ/م ۱۸۲۴ء"[2] میں گلاب باڑی فیض آباد میں پیدا ہوئے، میر خلیق حیات تھے چونکہ یہ میر انیس کی پہلی اولاد تھے، اِسلئے باپ سے زیادہ، دادا میر خلیق کو مسرت ہوئی۔"[3]

میر نفیس کے سنِ ولادت کے سلسلے میں مختلف بیانات ملتے ہیں۔

"سید محمد عباس "نگارِ نفیس" میں ۱۲۳۵ھ/م ۱۸۱۹ء لکھتے ہیں۔"[4]

"ڈاکٹر صفدر حسین نے "مرثیہ بعدِ انیس" میں ۱۲۴۰ھ/م ۱۸۲۴ء لکھا ہے۔"[5]

"محمود فاروقی نے "میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء" میں ۱۲۳۲ھ/م ۱۸۱۶ء

---

[1] مرثیہ بعدِ انیس ص۷۵۔ [2] آبِ بقار ص۱۲۱۔ [3] نگارِ نفیس ص۱۱۔ [4] نگارِ نفیس ص۱۱۔
[5] مرثیہ بعدِ انیس ص۷۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لکھا ہے۔" ۱؎ ——— سیّد محمد عباس نے میر نفیس پر ایک مختصر مضمون "احوالِ میر نفیس" میں دوسرا "سن" لکھا ہے جس سے ان کے دو ۲ قول ہو گئے ہیں، لکھتے ہیں۔ میر نفیس ۱۲۴۷ھ/م ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے۔" ۲؎ خاندانی روایت کے مطابق میر نفیس ۱۲۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔

ان مختلف بیانات سے میر نفیس کے صحیح سنِ ولادت کا تعین مشکل ہو جاتا ہے۔ شاد عظیم آبادی کی مندرجہ ذیل روایت اگر درست مان لی جائے تو سنِ ولادت کے تعین میں کچھ آسانی ہو جاتی ہے، لکھتے ہیں:-

"میر انیس کی شادی انیس ۱۹ برس کی عمر میں ہوئی۔ اس وقت میر انس تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ برس کے اور میر مونس چار ۴ سال کے تھے۔ شادی کے دو ۲ برس بعد میر خورشید علی نفیس پیدا ہوئے۔" ۳؎ ——— شاد عظیم آبادی کے اس بیان کی روشنی میں میر نفیس کا سنِ ولادت ۱۲۳۸ھ/م ۱۸۲۲ء قرار پاتا ہے۔ میر انیس کا سنِ ولادت ۱۲۱۶ھ/م ۱۸۰۱ء صحیح مان کر اس "سن" کا تعین کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صفدر حسین نے اگر فدا علی خنجر کے حوالے سے میر نفیس کا سنِ ولادت ۱۲۴۰ھ لکھا ہے۔ تو یہی "سن" کسی حد تک درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ۱۲۳۸ھ سے قریب ترین "سن" یہی ہے۔ ۱۲۳۵ھ/م ۱۸۱۹ء، ۱۲۳۲ھ/م ۱۸۱۶ء، ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۲ء یہ تینوں سن قابلِ قبول نہیں ہیں۔

۱۲۴۰ھ/م ۱۸۲۴ء میر نفیس کا صحیح سنِ ولادت ہے اسکی تائید پروفیسر طاہر فاروقی کے بیان سے بھی ہوتی ہے، لکھتے ہیں۔ "انیس کی وفات کے وقت نفیس کی عمر تقریباً پچاس ۵۰ سال کی تھی۔" ۴؎

تعلیم و تربیت

میر نفیس کی تعلیم و تربیت میر انیس کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ خاندان کا شاعرانہ

۱؎ میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء، صفحہ ۲۸ ـ ۲؎ ماہنامہ "انیس" لاہور (جلد ۱ شمارہ ۲) صفحہ ۱۷۔
۳؎ ہمیرانِ سخن صفحہ ۱۸۶ ـ ۴؎ انتخابِ مراثی صفحہ ۳۶۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ماحول اور پھر عربی و فارسی کی اعلیٰ تعلیم نے میر نفیس کو عظیم شاعر بنا دیا اور جلد ہی انھوں نے مرثیہ نگاری میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"بارہ ۱۲ برس سے کم عمر نہ تھی کہ لکھنؤ میں آ گئے۔ ان کی عربی تعلیم بڑے بڑے عالموں کے یہاں ہوئی۔ بعض بعض کتابیں ادب کی پڑھی تھیں۔ مزاج میں صلاحیت ابتدا ہی سے تھی، میر انیس نے جتنی دماغی محنت ان کے ساتھ کی اتنی میر مونس کے ساتھ نہیں کی۔ سبب ظاہر ہے۔ اول فارسی کی تعلیم، پھر عربی کی تعلیم، اس پر استعداد نے اور بھی اثر ڈالا۔ میر نفیس کسی اصلاح پر جب عربی دانی سے جب مدد لیتے تھے تو میر انیس کہتے تھے کہ جو میں کہتا ہوں اس کو مان لو۔ تم اپنی مختصر المعانی رہنے دو۔ میر انیس کا ایک بہت بڑا کمال یہی تھا کہ ریاض سے میر نفیس کی ایسی اصلاح و تعلیم کی گویا کایا پلٹ ہو گئی۔ خود کہہ اٹھتے تھے کہ خورشید علی پر محنت کرتے کرتے میں جلد بوڑھا ہو گیا۔" [1] شاد کا کہنا ہے :۔

"میرا خیال ہے کہ میر مونس کے بعد میر خورشید علی کا جواب نہ تھا۔ یہ بات میر انیس کی تعلیم اور سخت ریاضت سے پیدا ہوئی تھی۔" [2]

میر نفیس کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں چند معلومات سید محمد عباس کے بیان سے بھی ہوتی ہیں۔ لکھتے ہیں :۔

"ابتدائی تعلیم میر خلیق اور میر انیس نے دی، پھر فیض آباد اور لکھنؤ کے مدرسین سے عربی، فارسی کی تعلیم حاصل کی، مرثیہ پر میر انیس سے اصلاح لی اور میر انیس ہی سے مرثیہ خوانی بھی سیکھی۔ خوش نویسی کی مشق میر محمد علی مرتعش سے کی تھی۔" [3]

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں :۔

"عربی، فارسی شاہی مدارس میں پڑھی تھی۔ فلسفہ، منطق اور ادب میں کافی استعداد

---

[1] پیمبران سخن ص ۲۷۱۔ [2] پیمبران سخن ص ۲۷۲۔ [3] نگارِ نفیس ص ۱۱۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہم پہونچائی تھی۔ سپہ گری بھی سیکھی اور ورزش کے تو ایسے عادی تھے کہ مرتے دم تک نہ چھوٹی۔ ڈ سلہ

تلمذ

میر نفیس مرثیے میں میر انیس کے شاگرد تھے۔ عشرت لکھنوی نے لکھا ہے:۔

"فارسی میں مفتی میر محمد عباس سے مشورۂ سخن ہوتا اور اردو میں اپنے والد کے شاگرد تھے"۔ سلہ۲

محمود فاروقی لکھتے ہیں:۔

"میر نفیس کی ذہانت اور صلاحیت کو دیکھ کر میر انیس نے انکی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی اور ان کے جوہروں کو چمکانے کی حتی الامکان سعی کی۔ ان کے کلام اردو پر خود میر انیس اصلاح دیتے تھے۔ اور انھیں کی تربیت و تہذیب سے وہ پروان چڑھ کر مشہور و معروف بھی ہوئے فارسی کلام میں میر نفیس، مفتی میر محمد عباس سے مشورہ کرتے تھے"۔ سلہ۳

میر نفیس کا ایک مرثیہ جس پر میر انیس کی اصلاح ہے ۱۹۵۴ء میں مہذب لکھنوی نے شائع کیا تھا۔ مہذب لکھنوی کو یہ مرثیہ راقم حروف کے آبائی وطن مصطفےٰ آباد ضلع رائے بریلی سے ملا تھا۔

اِستعدادِ علمی

اثر لکھنوی لکھتے ہیں:۔ "انیس کے بعد نفیس نے باپ کا نام ایسا ہی روشن کیا جیسا کہ ایک صاحبِ کمال کا قابل فرزند کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ نفیس کی اِستعدادِ علمی کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا۔ فلسفہ، منطق، ادب، عربی، فارسی میں اچھی دستگاہ بہم پہونچ چکی تھی، مفتی میر عباس صاحب شوستری کے چشمۂ علوم سے کافی سیراب ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے کلام نہایت چست اور مضبوط، صنائع بدائع سے مملو، لطائفِ شعری ہر پہلو سے مکمل، اس پر طرہ یہ کہ باوجود اس جیّد اِستعداد کے کلام میں ثقالت کا بالکل پتہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک باخبر شاعر تھے۔ ان کی زبان بھی انیس کی زبان سے

سلہ مرثیہ بعد انیس صفحہ ۵، سلہ۲ آبِ بقا صفحہ ۱۲۱، سلہ۳ میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعراء صفحہ ۲۸۰۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رانہ تھی۔ فرق اتنا تھا کہ نفیس اُنیس کی اُردو اپنی زبان سے اَدا کرتے تھے۔"[1]

حلیہ اَور وَضع

عشرت لکھنوی نے میر نفیس کو دیکھا تھا، اس وقت میر نفیس کا سن اَسّی برس سے تجاوز کرچکا تھا۔ حلیہ اور وَضع کے بیان میں پتہ نہیں عشرت لکھنوی نے یہ کیسے لکھ دیا کہ میر نفیس کی ڈاڑھی مُنڈی ہوئی تھی۔ لکھتے ہیں:۔

"میر خورشید علی نفیس کو ہم نے اس وقت دیکھا جب ان کا سن اَسّی برس سے تجاوز کرچکا تھا۔ نہایت نیک مزاج، مہذّب و متین تھے۔ ستیلا منھ داغ، گندمی رنگ، کتابی چہرہ، کرنجی آنکھیں، ڈول بدن اَور دراز قد تھے۔ اس ضعیفی میں بھی کسرت کرنے کا شوق تھا۔ بازوؤں پر جوشن کے مٹھے بندھے تھے۔ مگر کسی قدر خم ہوچلی تھی۔ ہاتھ میں چاندی کی شام کی جریب تُما۔ انگلیوں میں فیروزے کی انگوٹھیاں، لباس میں دہلی کا تتبع کرتے، ڈھیلی مُہری کا پاجامہ گھٹنوں تک کا مہین شربتی کا کرتہ، نیچی کر توئی کا جامدانی کا انگرکھا۔ چوگوشیہ ٹوپی، ڈاڑھی منڈی ہوئی، مونچھیں بڑی بڑی ۔۔۔۔۔۔ چہرے سے رُعب و متانت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔"[2]

سیّد محمد عباس، میر مانوس کے پوتے اور میر نفیس کے نواسے تھے۔ انھوں نے اپنی خاندانی روایت بزرگوں کی زبانی سنی تھیں۔ میر نفیس کی بیٹی، سیّد محمد عباس کی دادی تھیں۔ اس لحاظ سے ان کے بیان پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ سیّد محمد عباس، میر نفیس کی وضع قطع کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"میر نفیس دراز قد تھے، چہرہ بھرا ہوا، گندمی رنگ، ورزشی جسم، آخر عمر تک ورزش کے پابند رہے۔ میر نفیس کا لباس اس زمانہ کے شرفار اور ثقات کا تھا۔ سر پر چوگوشیہ ٹوپی، جسم میں اُونچی چولی کا گوٹ دار انگرکھا، جس کے نیچے کرتہ یا بنیان نہ ہوتا تھا۔ ہاتھ میں ایک بڑا سفید رومال رہتا تھا۔ پاؤں میں مخملی گھیتلا گرمی میں سفید پاجامہ، اور جاڑوں میں مشروع کا پاجامہ پہنتے تھے اور کاندھے پر شالی رومال ڈال لیتے تھے۔ ہاتھ میں چاندی کی شام کی ہر وقت۔ اَور انگلیوں میں عقیق

---

[1] حضرت تاریخ شید ص۱۰۷ ۔ [2] آب بقا ص۱۲۱ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فیروزہ کی انگوٹھیاں، ڈاڑھی باریک خش خشی کترواتے تھے۔" ؎۱

میر نفیس کی جو تصاویر دستیاب ہیں اُن میں بھی میر نفیس کی ڈاڑھی موجود ہے۔ اُحسن لکھنوی کے بیان سے بھی سید محمد عباس کے بیان کی تائید ہوتی ہے کہ میر نفیس ڈاڑھی باریک کترواتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"میر انیس ڈاڑھی باریک اکثر کترواتے تھے۔ اگلے بزرگوں سے ڈاڑھی کتروانے کا رواج پایا جاتا ہے۔ یہی صورت اُن کے فرزندِ رشید میر نفیس کی ڈاڑھی کی بھی تھی کہ اکثر لوگوں کو حلق کا شبہ ہوتا تھا مگر کیا پابندِ وضع لوگ تھے کہ جو صورت اختیار کی مرتے دم تک اسکو نباہ گئے۔" ؎۲

اَخلاق وعادات

میر نفیس کے اخلاق و عادات کے سلسلے میں عشرت لکھنوی کا بیان مندرجہ ذیل ہے:۔

"میر نفیس باوجود اِس کمال کے حد درجہ منکسر مزاج تھے۔ اس رفعتِ کمال پہ ہر ایک سے جھک کر ملتے۔ باتیں اس طرح کرتے کہ گویا کچھ جانتے نہیں ہیں، غرور کا کلمہ زبان پر نہ آتا۔ اکثر کہا کرتے تھے "مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا ہے"۔ کسی نے تعریف کی کہ آپکے کلام میں بالکل میر انیس کا رنگ ہے "آپ بگڑ بیٹھے اور کہنے لگے "یہ آپ نے کیا کہا" وہ کجا اور میں کجا" ہاں اُنکا ایک اُدنیٰ خوشہ چیں ہوں۔ آپ نے ان کے مرثیے پہچانا نہیں"۔ اپنے سے چھوٹوں کے لئے بھی سلام کو پہلے آپ ہی ہاتھ اُٹھاتے، نماز، روزے اور احکامِ شرع کے سخت پابند تھے۔" ؎۳

سید محمد عباس تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

میر نفیس اخلاق و عادات میں اپنے والد میر انیس کی شبیہہ تھے۔ طبیعت میں اِستغناء اور قناعت بدرجہ اُتم موجود تھی۔ میر انیس اپنی اولاد کے گزارہ کے لئے کچھ ماہوار رقوم ہر ایک کو عطا فرماتے تھے۔ آپ کو بھی جو کچھ باپ سے ملتا تھا اسی میں اپنی اور اپنی اولاد کی پرورش کرتے۔

؎۱ نگارِ نفیس صد۱۱۔ ؎۲ واقعاتِ انیس صد۲۲۔ ؎۳ آبِ بقا، صفحہ ۱۲۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پر احتیاج کو باپ سے بیان نہ کرتے بلکہ مخفی طور پر کتابت کی اُجرت سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے۔
آپ بہت ہی نیک نفس، منکسر المزاج، مہذّب اور متین تھے۔ ہر شخص سے بہ محبّت پیش آتے
اور ہر ایک سے جُھک کر ملتے۔ سلام میں اکثر سبقت کرتے۔ مگر اس کے باوجود آپ کا رعب و داب
ایسا تھا کہ بڑے بڑے رئیس و امیر "سرکار" اور "حضور" کہہ کر خطاب کرتے، اور گھر کے بچّے اور شاگرد تو
بات کرنے کی بھی جرأت نہ کرتے تھے۔ آپ کو عزّتِ نفس کا بڑا خیال تھا، دنیا کی ہوا و ہوس اور حرص
و طمع بالکل نہ تھی۔ محلّۂ مسکونہ میں چھوٹے چھوٹے مکان خرید لئے تھے جن میں سے ایک میں خود
قیام پذیر تھے، ایک چھوٹا مکان اپنی مردانہ نشست کے لئے علاحدہ کر دیا تھا اور بقیہ مکانات
اپنی اولاد پر تقسیم کر کے "ہبہ" کر دیئے تھے جو آج بھی موجود ہیں۔ نشست کے مکان میں کچھ مونڈھے
رکھوا دیئے تھے جن پر امیر، غریب جو لوگ بھی ملاقات کے لئے آتے تھے بیٹھا کرتے تھے اگر کسی
نے کہا کہ میر صاحب چند کرسیاں یہاں رکھوا دیجئے، تو فرماتے تھے کہ میں فقیر ہوں، فقیر کے لئے
اس شان و شوکت کی ضرورت نہیں جو کوئی آئے گا وہ انہیں مونڈھوں پر بیٹھے گا۔ آپ غربا سے
محبّت پیش آتے اور ان کی حاجت برآری کرتے، علماء کی صحبت کا بہت ذوق تھا۔[1]

نظامُ الاوقات

میر نفیس کے روزانہ کے اوقات منضبط تھے اور ہمیشہ ضبط و نظام
کے ماتحت کام کرتے تھے، روزانہ چند گھنٹے دن میں اور چند
گھنٹے رات میں تصنیفِ مراثی کے لئے مُعیّن تھے۔ دن میں چند گھنٹے احباب کی ملاقات اور
شاگردوں کی تعلیم وغیرہ کے لئے مقرّر تھے۔ اگر کوئی شخص خلافِ وقت آتا تو نہ ملتے خواہ کوئی بڑے
رئیس ہی کیوں نہ ہو۔ شب کو زیادہ بیدار رہتے تھے۔ عبادت کا ذوق بہت تھا۔ رات کے اوقات
زیادہ تر اَوراد و وظائف میں صرف ہوتے۔ نماز ہمیشہ فضیلت کے وقت پڑھتے، روزہ کبھی
قضا نہ ہوتا تھا۔ تصنیف کے وقت تختوں کے چوکے پر نشست ہوتی تھی، سامنے کڑوے تیل کا

---

[1] نگارِ نفیس صفحہ ۱۱، ۱۲۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چراغ جلتا تھا، دونوں پہلوؤں میں مصطلحاتِ بہارِ عجم، صراح قاموس، غیاث اللغات نفس اللغات مصنفہ میر علی اوسط سرشک، برہانِ قاطع، فرہنگِ انجمن آرائے ناصری وغیرہ کے انبار رہتے تھے جن پر کہنیاں ٹیکے ہوئے لکھا کرتے تھے۔" ؎۱

راجہ محمود آباد سے مراسم

راجہ محمود آباد امیر الدولہ امیر حسن خاں، میر مونس کے انتقال کے بعد میر نفیس کے شاگرد ہو گئے تھے۔ وہ خاندانِ انیس کے مداح تھے۔ ایک مرثیے میں میر نفیس سے تلمذ پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

ہے مری نظم میں ہر بیت کی بنیاد نفیس
رکن ہر شعر کے دلچسپ ہیں اوتاد نفیس

رزم کا ڈھنگ نیا، بزم کی ایجاد نفیس
کیوں نہ شاگرد ہو اچھا کہ ہیں استاد نفیس

فیضِ استاد سے کیا نام ہمارا چمکا
مہرِ خورشید سے ذرے کا ستارا چمکا

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"راجہ صاحب محمود آباد راجہ امیر حسن خاں جیسے میر انیس و میر مونس اور بعد کو میر نفیس کے دلدادہ تھے۔ شاید ہی کوئی اور ہو۔ وہاں سے صرف اتنے فتوحات آتے تھے جو کافی تھے۔ بعد کو میر خورشید علی کے متعلقین کی پرورش راجہ صاحب حال فرما رہے ہیں، یہ ہیں کمال دوستی کے معنی" ؎۲

راجہ صاحب سے میر نفیس کے تعلقات و مراسم کے سلسلے میں سید محمد عباس لکھتے ہیں :۔

"۱۲۹۲ھ میں جب میر مونس کا انتقال ہو گیا تو سر راجہ محمد امیر حسن خاں والیٔ محمود آباد نے میر نفیس کو شب ہائے ماہ رمضان المبارک میں ذاکری کے لئے طلب فرمایا، اور اس کے بعد اپنے مراثی و سلام بھی اصلاح کے لئے پیش کئے۔ راجہ صاحب، میر نفیس کی بہت

؎۱ نگارِ نفیس ص ۱۲ ۔ ؎۲ پیمبرانِ سخن ص ۲۷۲ ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

...یم و تکریم کرتے تھے جب لکھنؤ میں قیام ہوتا تو میر نفیس سے ملنے کیلئے مکان پر ضرور تشریف لاتے تھے۔

...سال گرمی میں جامدانی، ململ اور چھالٹین کے تھان اور جاڑے میں مشروع اور جامہ دار آپ ...لئے بھجواتے۔ مہاراجہ محمود آباد کی تقریب ختنہ میں کئی سو بیگھہ آراضی بطور معافی نسل در نسل کیلئے ...فرمائی اور دولھا صاحب کے عقد میں ایک رقم خطیر "نیوتہ" کے طور پر مرحمت کی۔" [1]

...ھنؤ کی مجلسیں

میر نفیس نے بحیثیت مرثیہ گو، میر انیس کے سامنے ہی بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔ لکھنؤ میں معرکے کی مجلسیں پڑھنے لگے تھے۔ شاد عظیم آبادی ...تے ہیں :-

"میر مونس کہتے تھے کہ میر خورشید علی نے ایک مجلس اس زور شور کی پڑھی کہ بیان سے ...ر ہے۔ میر انیس محبت پدری سے کئی دن متردد اور ٹہلتے رہے کہ ایسا نہ ہو کوئی عارضہ آجائے۔" [2]

میر نفیس کی مجلسوں میں میر انیس خود جاتے تھے اور اپنی نگرانی میں میر نفیس کو مجالس ...ھواتے تھے۔ احسن لکھنوی لکھتے ہیں :-

"ایک مجلس میں میر نفیس اپنا نیا مرثیہ پڑھ رہے تھے اور سامعین میں کاملین کا مجمع تھا۔"

ع "آشفتہ گیسوئے دل آرام سخن ہوئے"

یہ مرثیہ رنگ دے رہا تھا۔ میر انیس زیر منبر تشریف رکھتے تھے۔ فرزند رشید کے ...مضامین شاعرانہ کی داد دیتے جاتے تھے۔ انتہائے سرور سے جھوم رہے تھے مجلس کے ایک ...گوشے میں شعرا آپس میں کچھ سرگوشیاں کرنے لگے۔ میر انیس کا خیال اہل مجلس کی جانب رجوع ...رہتا تھا، ان کو یہ حرکت ناگوار گزری اور شبہ ہوا کہ کلام پر کچھ نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ آخر رگ ہاشمی کو حرکت ...پیدا ہوئی اور زانو ٹیک کر نصف قد سے کھڑے ہو گئے۔ ان صاحبوں کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا ...کہ یہ گیارہ شعر کی غزل نہیں ہے جس میں کنگھی چوٹی کا ذکر کر کے دل خوش کر لیتے ہو، اس میدان میں

---

[1] نگارِ نفیس صـ۱۳۱ ۔ [2] فکرِ بلیغ صـ۳۰۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شاعر قدم رکھتے تو کلیجہ خون ہو کر بہہ جاتا ہے، وہ دن گئے کہ مرثیہ گوئی پر حقارت سے نظر ڈالی جاتی تھی۔ انیس نے اس صنف کو تمام اصنافِ سخن پر فوق دے دیا ہے۔ پھر میر نفیس کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ خورشید علی میں نے تم سے سو مرتبہ کہا ہے کہ ایسے نالائقوں کے سامنے مرثیہ پڑھنا مضامین شاعرانہ کی توہین ہے۔ تم نے میرا کہنا نہ مانا اور آخر کو یہ خمیازہ کھینچنا پڑا۔ میر انیس کیا با اثر شخص تھے اور کیا خدا داد دبدبہ رکھتے تھے کہ اتنا کچھ سن کر بھی اہلِ مجلس کی زبانیں بند ہو گئی تھیں اور آنکھیں نیچی تھیں۔ رؤسا، شرفا تالیفِ قلب میں مصروف تھے۔ بصد خوشامد عاجزی سے اصلاح مزاج کی گئی تو فرزند رشید کی جانب پڑھنے کا اشارہ کیا۔ لکھنؤ میں چند شاعر ایسے بھی بیان کئے جاتے ہیں جو میر انیس پر در پردہ اعتراضوں کے حملے کرتے رہتے تھے اور اس مجلس میں انھیں کی جانب میر انیس کا روئے سخن تھا۔" ؎۱

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ غدر کے بعد بہت دنوں تک میر انیس نے لکھنؤ میں مجلسیں پڑھنا ترک کر دیا تھا۔ جہاں جہاں مقررہ مجلسیں تھیں میر نفیس یا میر مونس پڑھنے جاتے تھے۔ اس سلسلے میں میر نفیس کی ایک مجلس کا حال نظامی بدایونی نے لکھا ہے۔

"زوالِ سلطنتِ اودھ کا قلق میر انیس کو برسوں رہا۔ پڑھنا بلکہ مجلسوں میں جانا تو یک قلم موقوف کر دیا تھا۔ کہتے بھی کم تھے۔ یہ زمانہ مونس کی اصلاح میں بہت صرف ہوتا تھا۔ ایک دفعہ نواب فدا علی خاں کے اصرار پر پڑھنے کا وعدہ کر لیا۔ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ لکھنؤ کے چاروں طرف ریل نکل چکی تھی۔ دور دور سے لوگ اشتیاق میں آتے تھے۔ اہلِ مجلس منتظر تھے کہ انیس آئے! لیکن فینس میں سے میر خورشید نفیس اترے۔ انھوں نے منبر پر جا کر پہلے یہ عذر کیا کہ "سب حضرات جناب قبلہ و کعبہ کے اشتیاق میں جمع ہوئے ہیں میرے پڑھنے کا کوئی محل نہ تھا۔ لیکن میں معذور ہوں، ارشاد ہوا کہ "میں اس وقت نہیں

؎۱ واقعاتِ انیس صفحہ ۹۰۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جا سکتا، تو جا کے پڑھ دیجے۔" امتثالِ حکم کرتا ہوں۔ مرثیہ انیسؔ کا بنایا ہوا اور ان کی نظروں میں کھبا ہوا بھی تھا۔ جانتے تھے انیسؔ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مرثیہ نفیسؔ کی زبان سے بھی بے رنگ دکھائے نہیں رہے گا۔ یہی ہوا، ہر شخص مجلس سے یہی کہتا اُٹھا کہ "میر خورشید علی کبھی ایسا نہیں پڑھے جیسا آج پڑھے۔" [1]

دلآرام کی بارہ دری میں ۲۵ رجب کو سالانہ مجلس میر انیسؔ پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت مشہور تھی۔ اس مجلس کے بانی میر اعظم علی تھے۔ اس مجلس کی یہ خصوصیت تھی کہ یہاں میر انیسؔ اپنا نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ میر انیسؔ کی وفات کے بعد میر نفیسؔ پڑھتے تھے۔ یہاں کی بعض مجلسوں کا تذکرہ خصوصیت سے ملتا ہے۔ عشرتؔ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"میر نفیسؔ ۲۵ رجب کو اپنا تصنیف مرثیہ دلآرام کی بارہ دری میں پڑھتے تھے۔ میر نفیسؔ ادھر منبر پر تشریف لے گئے، اُدھر حاضرینِ مجلس خاموشی کے عالم میں تصویرِ حیرت بن گئے۔ آپ نے پہلے کچھ رباعیاں پڑھیں۔ واہ، واہ کے شور سے بارہ دری ہل گئی۔ پھر ایک سلام پڑھا، بعدہٗ مرثیہ شروع کیا۔ ڈھائی تین گھنٹے کامل پڑھتے۔ اسّی برس کا سن تھا، کمر جھک گئی تھی، چہرے پر جھرّیاں پڑ گئیں تھیں لیکن جس وقت منبر پر جاتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شیر گونج رہا ہے۔ ایک مصرع سے دوسرے مصرع کا زور بڑھتا جاتا تھا۔ تعریف کے وقت لوگ کھڑے ہو ہو جاتے اور ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہتے "سبحان اللہ میر صاحب یہ آپ ہی کا حصّہ ہے، نیا مضمون ہے آج تک نہیں سُنا، کیا بندش ہے اور کیا پیاری زبان ہے۔ واقعہ کی تصویر کھینچ دی ہے اور ٹیپ کا بند تو قسم ہے جنابِ امیرؔ کی لاجواب ہے۔ ایک مرتبہ میر نفیسؔ مرثیہ جدید پڑھ رہے تھے، لوگ کھچا کھچ بھرے ہیں، صاحبِ مجلس منبر کے پاس کھڑے ہیں۔ یہ بھی ایک مُسن آدمی ہیں۔ میر انیسؔ کے ملنے والے، میر اعظم علی نام ہے۔ لوگ دُور دُور سے آتے ہیں۔

---

[1] مراثیِ انیسؔ جلد اول مرتبۂ نظم طباطبائی صک۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آٹھ آٹھ روز تک اِسی اِنتظار میں قیام کرتے ہیں۔ میر نفیس اسی انداز میں پڑھ رہے ہیں۔ محویت کا عالم ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے ہاتھ اُٹھا کر کہا:۔

"وہ گرد اُٹھی وہ جگر بندِ بوترابؑ آیا"

منبر پر نیم قد اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اِشارہ کر کے "وہ" اسی طرح کہا کہ لوگ پیچھے پھر کے دیکھنے لگے۔"[۱]

دلارام کی بارہ دری میں میر نفیس نے بڑے معرکے کی مجلسیں پڑھیں۔ ایک اور سالانہ مجلس کا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل مولانا آغا مہدی لکھنوی بیان کرتے ہیں:۔

"دلارام کی بارہ دری میں میر نفیس، حضرت عونؑ محمدؑ کے حال کا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔

"بیاضِ صبح کا جب چرخ پر ظہور ہُوا"

اِس مجلس میں میر اولاد حسین تعلقہ دار کنتور بھی شہ نشین میں بیٹھے تھے جو انیس و مونس کو بھی سُن چکے تھے۔ منبر پر میر نفیس نے جب یہ بیت پڑھی ؎

عنانیں تازیوں کی پھیر پھیر کے مارا
ستم شعاروں کو یوں گھیر گھیر کے مارا

دوسرے مصرعے کو اس ٹھاٹھ سے اَدا کیا کہ مجمع کا جو حال تھا وہ نہ پوچھیے۔۔۔

میر اولاد حسین نے اپنی جگہ سے کہا۔ "آج تو آپ نے بڑے میر صاحب کو یاد دلا دیا"

میر نفیس نے کہا "ادنیٰ کو اعلیٰ سے کیا نسبت" اس مجلس میں خان بہادر نواب سید مہدی حسن اور مولانا سید ناصر حسین مجتہد، سید محمد الیاس بیرسٹر کنتوری بھی موجود تھے۔[۲] دیانت الدولہ جن کی "کربلا" لکھنؤ میں مشہور ہے۔ وہ میر انیس کو بہت مانتے تھے۔[۳]

---

[۱] یہ مصرع اس مرثیے میں جس کا مطلع ہے "فراغ ماہ کو جب رات کے سفر سے ہُوا" یہ مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال میں ہے۔ [۲] آبِ بقاء صفحہ ۱۲۲ ۔ [۳] تاریخِ لکھنؤ صفحہ ۹۷ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بھی کربلا اور امام باڑے وغیرہ کا انتظام میر انیس کے اختیار میں تھا۔ دیانت الدولہ کی کربلا بہت مقبول سمجھی جاتی تھی۔ کربلائے معلّی کے جانے والے پہلے ثواب کی نظر سے دیانت الدولہ کی کربلا میں دو تین دن قیام کرتے تھے۔ میر انیس کے انتقال کے بعد یہاں کی مجلسیں بھی میر نفیس پڑھتے تھے۔ ایک مجلس کے متعلق صفدر مرزا پوری لکھتے ہیں :۔

"میر نفیس ایک دفعہ دیانت الدولہ کی کربلا میں مرثیہ پڑھنے تشریف لائے سامعین کا ہجوم کثرت سے تھا، بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی، گرمی کا زمانہ تھا۔ میر نفیس نے ایک سلام پڑھا جس کا مقطع اسی وقت موزوں کر کے یہ پڑھا[۱]

نفیس افسوس ہم تو ہند میں ہیں دوست جا پہنچے
خراساں میں، نجف میں، روضۂ سبطِ پیمبر میں

میر نفیس کے سفر: میر نفیس نے حیدر آباد دکن، پٹنہ، الہ آباد، فیض آباد، جونپور، اجودھیا، اصغر آباد، سلیم پور اور محمود آباد کے سفر کئے، ہر جگہ بکثرت مجلسیں پڑھیں۔ حیدر آباد اور عظیم آباد میں چونکہ میر انیس مجلسیں پڑھ چکے تھے اس لئے ان دو مقامات پر میر نفیس کی خصوصیت سے بڑی تعظیم و تکریم ہوتی تھی" نواب تہوّر جنگ بہادر نے ایک مرتبہ نہایت عقیدت سے بڑے اہتمام کے ساتھ میر انیس کو حیدر آباد دکن بلایا۔ انکی خواہش تھی کہ میر انیس ہر سال تشریف لے جایا کریں۔ لیکن کچھ تو طولانی سفر کی تکلیفیں، کچھ یہ احساس کہ اہلِ حیدر آباد مغزِ سخن تک اس طرح نہیں پہنچتے جس طرح اہلِ لکھنؤ، غرضکہ میر انیس دوبارہ حیدر آباد تشریف نہ لے گئے، اور اُن کی جگہ ان کے نامور صاحبزادے میر نفیس ہر سال جایا کئے"[۲]

سید محمد عباس نے لکھا ہے، میر نفیس حیدر آباد برابر آخر عمر تک جاتے رہے۔[۳]

عشرت لکھنوی لکھتے ہیں :۔ "حیدر آباد دکن میں جب تشریف لیجاتے تو میر نفیس کے

---

[۱] بزمِ خیال ص ۱۴۹ ۔ [۲] نگارشاتِ ادیب ص ۲۳۵ ۔ [۳] نگارِ نفیس ص ۱۳ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رہنے کیواسطے ایک خاص کوٹھی ملتی۔ اُمراء، رؤساء وہیں آپ سے ملنے آتے۔ آپ سب کی خاطر مدارات کرتے۔ ؎۱

مُغل پورہ پٹنہ سٹی میں میر نفیسؔ، امام باندی بیگم کے حقیقی ماموں (ذہینؔ صاحب) کے یہاں مجلسیں پڑھنے جاتے تھے۔۔۔ شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"میر نفیسؔ اپنی جوانی میں "جہلم کی مجلس" پڑھنے کے لئے کئی سال اِس شہر میں آئے ہیں۔ ہر اتوار کو جہلم تک مُغل پورہ میں پڑھا کئے۔ میں بھی اکثر مجالس میں شریک ہوا ؎۲"

میر نفیسؔ نے مصطفےٰ آباد ضلع رائے بریلی میں ایک یادگار مجلس پڑھی تھی۔ راقم الحروف کے دادا سیّد دیانت حسین نقوی مرحوم مجھ سے بیان کرتے تھے کہ "جب انکی شادی ہوئی تو دعوتِ ولیمہ کے موقع پر سیّد دیانت حسین مرحوم کے والد مولوی میر عنایت حسین نقوی مرحوم نے لکھنؤ سے میر نفیسؔ کو مجلس پڑھنے کے لئے مدعو کیا۔ میر نفیسؔ کی آمد پر بڑے بڑے انتظام ہوئے تھے، اس زمانے میں وہاں تک "ریل" نہیں جاتی تھی۔ لکھنؤ سے مصطفےٰ آباد تک میر نفیسؔ فینس پر گئے تھے۔ لکھنؤ سے رائے بریلی تک اور رائے بریلی سے مصطفےٰ آباد تک راستوں پر خیمے نصب کئے گئے تھے۔ ہر منزل پر "کہار" بدلے جاتے تھے۔ اس طرح میر نفیسؔ کی فینس مصطفےٰ آباد میں داخل ہوئی۔ قصبہ میں پہلی بار خاندانِ میر انیسؔ کا ایک عظیم فرد آیا تھا۔ قریب کے جتنے بھی قصبات تھے ہر جگہ کے رؤساء اس مجلس میں شرکت کرنے کیلئے آئے تھے۔ سینکڑوں لوگوں نے میر نفیسؔ کا استقبال کیا۔ شیخ احمد حسین (نواب پریانواں) بھی شریکِ مجلس تھے۔ دادا مرحوم فرماتے تھے کہ ایک یادگار مجلس تھی۔ بعد کو مصطفےٰ آباد میں دُولہا صاحب عروجؔ بھی مجلس پڑھنے آتے رہے۔

قدر و منزلت

میر انیسؔ کی حیات ہی میں میر نفیسؔ ایک بلند منزل تک پہونچ چکے تھے۔ میر انیسؔ کے انتقال کے بعد میر نفیسؔ کی وہی قدر و منزلت تھی جو میر انیسؔ

؎۱ آبِ بقاء ص ۱۲۲۔ ؎۲ پیمبرانِ سخن ص ۲۷۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"میں ایک بار لکھنؤ گیا اور میر نفیس سے ملاقات کی۔ بعد ملاقات پاپیادہ روانہ ہوا۔ رخصت کے لئے میر نفیس بھی پاپیادہ اپنے گھر سے میری گاڑی تک تشریف لائے۔ چوک کے دکاندار اور خریدار فرشی سلام کر کے یہی کہتے تھے اللہ میر انیس کے اس چراغ کو قائم رکھے" [۱]

مرثیہ خوانندگی

"پنڈت برج نرائن چکبست فرماتے تھے کہ میر نفیس کی مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی کا شہرہ سُن سُن کر پنڈت بشن نرائن در آبر کو اشتیاق ہوا کہ میر نفیس کا کلام خود ان کی زبان سے سُنیں۔ ایک مجلس میں انھوں نے شرکت کی۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ مجلس سے واپس ہوتے ہوئے راستے میں انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شخص پڑھنے کے فن میں انتہائی کمال رکھتا ہے۔ ہندوستان میں اس فن کے ماہر اور اس کے قدر شناس نہیں ہیں۔ اگر یہ باکمال انگلستان میں پیدا ہوا ہوتا تو اس کی شہرت تو دُنیا بھر میں ہوتی ہی، اُس پر روپیہ برستا اور یہ امیر کبیر ہو جاتا۔" [۲]

آرزو لکھنوی کا بیان ہے "جنھوں نے میر نفیس کو مرثیہ پڑھتے سنا تھا" میر نفیس نے جب یہ بیت پڑھی :-

پریدہ طائرِ جاں یوں تھے خوف کھائے ہوئے
کہ جیسے شب کو اُڑیں جانور ستائے ہوئے

تو ہاتھوں کو کچھ اس طرح حرکت دی کہ خوف سے اُڑتی ہوئی چڑیاں دِکھائی دینے لگیں۔
میر نفیس کا آخری زمانہ تھا۔ سِن شریف اَسّی سے متجاوز ہو چکا تھا۔ گہری گہری جھرّیوں اور گردن کے اوپر کی لٹکتی ہوئی کھال نے چہرے کو بھیانک کر دیا تھا۔ لیکن صبح کا منظر پیش کرتے وقت جب یہ مصرع پڑھا :- ع

---

[۱] پیمبرانِ سخن صفحہ ۱۹۷۔ [۲] انیسیات صفحہ ۴۳۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"نقاب چہرے سے الٹے ہوئے وہ حورِ سحر"

تو مرثیہ زانو پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے نقاب اُلٹنے کا اشارہ کچھ اس طرح کیا کہ وہی بوڑھا چہرہ حور کی تصویر معلوم ہونے لگا۔" [1]

سیّد مسعود حسن رضوی ادیب نے مولوی عبد العلی کے حوالے سے لکھا ہے "میر انیس کے بیٹوں میں میر نفیس کا پڑھنا سب سے اچھا اور باپ کے پڑھنے سے مشابہ تھا۔ سلیس کا پڑھنا باپ سے مشابہ نہ تھا۔ وہ ہاتھ کو بہت حرکت دیتے تھے۔ رئیس کا پڑھنا بالکل معمولی تھا۔ [2]

"سیّد محمد عباس لکھتے ہیں کہ میر نفیس کا طرزِ خوانندگی، میر انیس کے پڑھنے سے مختلف تھا۔ حالانکہ میر نفیس نے میر انیس سے مرثیہ خوانی سیکھی تھی مگر لوگ بتاتے ہیں کہ میر نفیس کے پڑھنے کا طرز میر انیس سے کسی قدر جدا تھا۔"

میر نفیس بڑی قوت اور کس بل سے پڑھتے تھے۔ آواز چوڑی اور بڑی جو بہت دور تک پہونچتی تھی اور پورے مجمع پر چھا جاتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کوئی شیر گونج رہا ہے۔ تمام سامعین ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ اور میر نفیس کو تمام اہلِ مجلس پر قابو حاصل ہوتا تھا۔ جب چاہا رُلا دیا جب چاہا خوش کر دیا۔" سیّد محمد عباس نے شیخ علی عباس وکیل کے مکان کی مجلس کا حال لکھا ہے:-

"میر نفیس حضرت حرؑ کے حال کا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ جیسے ہی یہ مصرع پڑھا:-

"چہار سمت سے رحمت نے اسکو گھیر لیا"

موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میر نفیس نے اہلِ مجلس سے خواہش کی کہ اگر ابھی آپ لوگ سننا چاہتے ہوں تو یہاں سے ناظم صاحب کے امام باڑے میں چلئے۔ غرض پورا مجمع وہاں منتقل ہو گیا۔ میر نفیس نے وہاں پہونچ کر جس جگہ سے مرثیہ روکا تھا، وہیں سے پھر پڑھنا شروع کیا۔ سامعین پر اس انتقالِ مکانی کا کوئی اثر نہیں ہوا اور سب لوگ اسی طرح توجہ سے سننے لگے جیسے پہلے سن

---

[1] انیسیات ص۲۹ ۔ [2] انیسیات ص۵۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رہے تھے اور خوب مجلس ہوئی۔"[1]

آخری مرثیہ

میر نفیس نے آخری مجلس، دلارام کی بارہ دری میں پڑھی تھی جس میں آخری مرثیہ پڑھا تھا۔ ع

"پھر آج جوہرِ تیغِ زباں دکھاتا ہوں"

اِس مرثیے میں حضرت امام حسینؑ کی رخصت اور جنگ کا بیان بہت عمدہ ہے۔ مرثیے کے چہرے میں میر نفیس نے پیشین گوئی کر دی تھی کہ یہ میرا آخری مرثیہ ہے:۔

بڑھاپے ضعف تو زوروں پہ ناتوانی ہے ۔۔۔ جگر میں شدّتِ سوزِ غمِ نہانی ہے
خموش ہونے پہ اب شمعِ زندگانی ہے ۔۔۔ وہ جوشِ طبع نہ وہ قوّتِ لسانی ہے
پھر اس سے کیا ہو جو ایسا شکستہ خاطر ہو
عجب نہیں کہ جو یہ مرثیہ بھی آخر ہو

"عشرت لکھنوی نے لکھا ہے کہ دُولھا صاحب عروج کہتے تھے۔ میر نفیس نے ۲۵ رجب کو مرثیہ پڑھا اور اس کے چار مہینے بعد" ذیقعدہ" میں انتقال فرمایا۔"[2]

اِس مرثیے میں میر نفیس نے یہ بند بھی کہا تھا:۔

یہ التماس ہے اب دوستوں کی خدمت میں ۔۔۔ شریک ہم بھی رہے سب کے رنج و راحت میں
نہ فرق آیا محبّت میں نے مروّت میں ۔۔۔ جو ہو فراق تو بھولیں نہ ہم کو فرقت میں
دُعائے خیر سے روحِ حزیں کو شاد کریں
ہمارے بعد بھی احباب ہم کو یاد کریں

پروفیسر مجتبیٰ حسین لکھتے ہیں:۔

"احباب نے تو خیر انھیں یاد رکھا ہی ہوگا مگر ادب کا بھی کوئی طالبِ علم انھیں

---

[1] نگارِ نفیس ص ۱۵ [2] آبِ بقاء ص ۱۲۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مشکل ہی سے بھلا سکتا ہے۔"[1]

وفات میر نفیس نے ۱۳ ذلقعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۰۱ء بروز سہ شنبہ، چند روز یرقان میں مبتلا رہ کر وفات پائی۔

عشرت لکھنوی حالات وفات کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

"پچاسی ۸۵ برس سے زیادہ "سن" ہوا۔ ضعف اور نقاہت کے ساتھ عوارض بھی پیدا ہو گئے۔ چند روز بیمار رہ کر ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ/م ۱۹۰۱ء کو انتقال فرمایا۔ جس وقت روحِ لطیف نے جسمِ خاکی سے مفارقت کی، صبح کاذب کا وقت تھا۔ تمام علمائے کرام اور عمائدینِ شہر شریکِ تجہیز و تکفین ہوئے۔ جنازے کو فوراً دریائے گومتی پر لے جا کر غسل دیا۔ پانچ بجے شام کو غسل سے فراغت ہوئی تو جنازہ چوک کی راہ سے سیّد تقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں لائے۔ مجتہد العصر میر آغا صاحب مرحوم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور میر انیس کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔"[2]

سیّد محمد عباس لکھتے ہیں:-

"ہولی کا دن تھا، جن راستوں سے میت گزری، اہلِ ہنود نے میت کے احترام میں رنگ کھیلنا بند کر دیا۔"[3]

سیّد محمد مہدی کمال، فرزندِ جلال لکھنوی نے میر نفیس کی وفات پر چھ ۶ اردو کے قطعات نظم کئے اور ایک قطعہ فارسی میں نظم کیا۔ پانچ قطعات میں "سنِ ہجری" میں تاریخ نکالی ہے، اور دو ۲ قطعات ایسے ہیں، جن میں "سنِ عیسوی" نکلتا ہے۔ دو ۲ قطعات یہاں درج کئے جاتے ہیں جن سے میر نفیس کی وفات کی تاریخ اور دن کا پتہ چلتا ہے۔ اور ان کی شاعرانہ

---

[1] پندرہ ۱۵ روزہ "ارشاد کراچی" محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ص ۱۹ ۔ [2] آبِ بقا ص ۱۲۵۔
[3] نگارِ نفیس ص ۱۴۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

...پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے: کمالؔ لکھنوی کہتے ہیں :-

جن کو عالم نفیسؔ کہتا تھا ۔۔۔ خلق میں تھے جو روح و جانِ انیسؔ
دھوم شیوا زبانیوں کی تھی ۔۔۔ جن کی گفتار تھی بیانِ انیسؔ
جن کو معجز بیاں ملا تھا لقب ۔۔۔ حق نے دی تھی جنھیں زبانِ انیسؔ
آہ کیسے خزاں رسیدہ ہوئے ۔۔۔ ہو گیا خاک بوستانِ انیسؔ
مِٹ گئی ہائے مرثیہ گوئی ۔۔۔ مِٹ گیا آج سب نشانِ انیسؔ
ہیں نفیسؔ اور گوشۂ مرقد ۔۔۔ جائے راحت ہے اب مکانِ انیسؔ
مجلسِ ماتمِ نفیسؔ یہ ہے ۔۔۔ اشک ریزاں ہیں نوحہ خوانِ انیسؔ
یک بہ یک آ گئی خزاں اس میں ۔۔۔ تھا جو گلزار بے خزانِ انیسؔ

لکھ دو تاریخِ مرگ تم یہ کمالؔ[1]
گُل ہوئی شمعِ خاندانِ انیسؔ

←—— ۱۳۱۸ھ ——→

...کمالؔ لکھنوی کے دوسرے قطعۂ تاریخ سے سنِ عیسوی نکلتا ہے :-

نفیسؔ مرثیہ گو لاجواب و لاثانی ۔۔۔ کلام جنکا تھا مطبوعِ جملہ اِنس و جاں
چمن میں بھولی تھی بلبل بھی اپنے نغمو نکو ۔۔۔ عجب تھی شوخیٔ تقریر طرفہ رنگ بیاں
بلیغ ایسے بلاغت کو ناز تھا جن پر ۔۔۔ مٹی ہوئی تھی فصاحت یہ تھے فصیح بیاں
چراغِ مرثیہ گوئی انھیں سے جلتا تھا ۔۔۔ انھوں نے باپ کا روشن کیا تھا نام و نشاں
عجب تھی مجلسوں میں طرزِ مرثیہ خوانی ۔۔۔ دلوں کو کرتے تھے غمگیں کبھی کبھی شاداں
خموش انکی ہوئی شمعِ زندگی کیسی ۔۔۔ پڑی ہے دیکھئے کیا لبِ چراغِ بزمِ جہاں

---

[1] آیاتِ کمالؔ صـ ۳۵ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ مرثیہ کے لئے مرثیہ تھا اِن کے لیے ۔۔۔ سُنو پکار رہے ہیں یہی زمین و زماں
ہزار حیف کہ آیا جو ماہِ ذیقعدہ ۔۔۔ اَجل کو لیکے ہوئی رات تیرہویں کی عیاں
گزر گیا تھا دوشنبہ، شبِ سہ شنبہ تھی ۔۔۔ کہ چشمِ خلق سے خورشید ہو گیا پنہاں
اِس آفتاب کا غم آفتاب کو بھی تھا ۔۔۔ اُداس دھوپ تھی، اندھیر تھا تمام جہاں
کہاں کہاں ہے بپا اِن کی مجلسِ ماتم ۔۔۔ اُٹھا رہی ہے ہر اک آنکھ اشک کا طوفاں
عجیب غم ہے کہ منھ کو کلیجے آتے ہیں ۔۔۔ تڑپ کے کھینچتا ہے اک نالہ آہ و فغاں
سبھی کو انکا قلق ہے نہیں ہے کچھ تخصیص ۔۔۔ ہر ایک کرتا ہے یاد ان کو پیر کہ جواں
غرض ہے دورِ خزاں بوستانِ عالم میں ۔۔۔ چمن وہ لُٹ گیا جسپر بہار تھی نازاں

لکھے کمالِ حزیں نے سنینِ مرگِ نفیس
اندھیرا چھا گیا، مہر آج ہے نظر سے نہاں[1]

۱۹۰۱ ء

میر نفیس کی وفات پر فرزندِ میر مانوس اور نبیرۂ میر نفیس (سید مہدی حسین واقف) نے بھی قطعہ تاریخ وفات کہا:۔

روز و شب دردِ اَلم فرقتِ جدِّ مرحوم ۔۔۔ چشمِ خوں گریہ و دِل مشغلہ دارد بہ فغاں
واقف این مصرعِ تاریخ وفات انشا کرد ۔۔۔ اَز جہاں رفت نفیس آہ بہ گلزارِ جناں

۱۳۱۸ ھ

مجلسِ چہلم

مجلسِ چہلم میں ان کے صاحبزادے دُولھا صاحب عروج نے نیا مرثیہ پڑھا جس کے چہرے میں اپنے پدرِ مرحوم کے کچھ حالات بھی نظم کئے ہیں، ذاکری سے قبل "تاریخیں" پڑھی گئیں۔ دو تاریخیں میر افضال حسین نجم سیتاپوری اُستاد مہاراجہ محمود آباد کی

[1] آیاتِ کمال صفحہ ۳۶ و ۳۷۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

...ھی گئی تھیں، جن کے مصرعے حسب ذیل ہیں :۔

ع :۔ "چھپا آہ خورشید اَوجِ معانی" ——— ۱۳۱۸ھ

ع :۔ "ہو گیا ملکِ شاعری تاراج" ——— ۱۳۱۸ھ

میر نفیس کے چہلم کی مجلس ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ کو پنجشنبہ کے دن ہوئی۔ مجلس کا رقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ رقعہ عروج اور میر عارف دونوں کی جانب سے تھا :۔

دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین

بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

اَمّا بعد ! بر اربابِ بصارت و بصیرت پیدا و روشن و بر اصحابِ معرفت و حقیقت ہویدا و مبرہن ست کہ عادت دہر طبیعت زمانہ بے مہر چناں ست کہ در ہر صحبتے و جماعتے بیک ناگاہ سنگ تفرقہ می اندازد کہ اثرش جز شکستگے دلہا نبود۔ کو صاحبدلی کہ زخم شمشیر جفایش بر جگر نخوردہ؛ و کو صاحب جگری کہ از آتش بے مہریش داغ حسرت بر دل بزدہ؛ از دست ظلمش خانہا برباد و از کرشمہ نگاہش گورستان آباد؛ وقت آنست کہ نسیم آہ سرد غمزدگان در اہتزاز ست؛ و دہاں غنچۂ زخم جگر چوں شگوفہ نو دمیدہ باز۔ اثمار متنوعہ ہموم و غموم تازہ و شاداب؛ و لالہ زار خونابہ جگر باسیل سرشک سیراب؛ و شبنم اشک در باریدگی؛ و سُنبل دُود نالہ در پیچیدگی؛ آبجوی دیدہ ہا روان؛ و عنادل دلہا در شور و فغاں۔ چگونہ نباشد کہ ہمصفیر نغمہ سرایانِ بوستانِ معانی؛ بُلبل شیوا بیان بہارستان سخندانی؛ زینت بخش عرش فصاحت؛ خطیبِ منبرِ بلاغت؛ ذاکرِ با کمالِ جنابِ سید الشہداؑ؛ مداحِ بے مثال حضرت خامسِ آلِ عبا، ملائک مآب قدسی القاب حضرت قبلہ گاہی، جناب میر خورشید علی صاحب نفیس ابنِ سیّد ببر علی صاحب انیس حشرہما اللہ تعالیٰ مع الائمۃ المعصومین بمقتضاءِ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ رخت عزیمت از دار محنت فرو بستند و بحکم قضا آئینۂ خاطر اعزہ و احباب را از صدمہ مفارقت خود شان درہم شکستند۔ پس دریں چنیں حالت ما متمسکان دامن دولت ابی عبداللہ الحسین را سزاوار آنست کہ مجلس عزائے مظلوم کربلا ارواحنا لہ الفدا برپا کنیم۔ و ثواب موفورش بروح جناب مغفور ہدیۂ غائیم بناء علیہ بتاریخ بست و یکم ماہِ ذی الحجہ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ ہجری ساعت ہشت مجلس عزاء۔

بہ تقریب چہلم در حسینیہ جناب جنت مآب تقرر پذیر رفتہ اُمید از ارباب ذوی الاقتدار و اصحاب والانبار آنکہ تشریف ارزانی داشتہ ماجور و مثاب شوند و مکلفین را ہیں عنایت بغایت فرمایند:-

ملتمس

سید خورشید حسن عروج و سید علی محمد عارف عفی اللہ تعالیٰ عنہما

مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۰۱ء

اولاد

میر نفیس کے بہت بچے تھے مگر سب صغر سنی میں انتقال کر گئے صرف سید خورشید حسن عروج لکھنوی اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔ دولہا صاحب عروج بہنوں سے بہت چھوٹے تھے۔ دولہا صاحب عروج کے فرزند سید محمد حسن فائز تھے جو لاولد رہے۔

بڑی بیٹی کے فرزند سید علی محمد عارف لکھنوی تھے۔ عارف کے فرزند فائق تھے۔

چھوٹی بیٹی کے تین فرزند ہوئے۔ میر نفیس کی چھوٹی بیٹی کی شادی میر مانوس سے ہوئی تھی۔ جو میر انیس کے حقیقی نواسے تھے۔ (۱) سید مہدی حسین واقف۔ (۲) سید علی احمد واصف۔ (۳) سید نواب حسین عاکف:- سید علی احمد واصف کی شادی میر رئیس کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اِن کے فرزند سید محمد عباس تھے۔

میر نفیس نے بیٹے اور نواسوں کے "تخلص" خود ہی تجویز کر کے رکھے تھے اور سب کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اپنی نگرانی میں تعلیم دلوائی تھی۔ میر عارف سب نواسوں سے بڑے، سب سے زیادہ قابل ذہین اور فنِ شعر میں افضل تھے، اس لئے وہی میر نفیس کے معتمد علیہ اور محبوب تھے۔ آخر عمر میں اپنے اکثر شاگردوں کو انھیں کے سپرد کر دیا تھا۔ ان شاگردوں کے کلام پر اصلاح اور طرزِ خوانندگی کی، میر عارف ہی تعلیم دیتے تھے۔

شاگرد

خاندانِ میر انیس میں میر نفیس کے سب سے زیادہ شاگرد ہوئے۔ اور زیادہ تر شاگرد مشہور و معروف ہیں۔ بعض کے مرثیے طبع ہو چکے ہیں۔ میر نفیس کے شاگردوں پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ چند کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) میر عارف (۲) دولھا صاحب عروج (۳) نسیم بھرت پوری (۴) سیّد بہادر حسین اکرم۔ (۵) امین فیض آبادی (۶) ولایت حسین خاں برجیس لکھنوی (۷) مرزا محمد تقی حسین بیگ تقی۔ (۸) میر احسان علی رئیس (۹) حمایت حسین خاں جرجیس (۱۰) منّے صاحب ذکی۔ (۱۱) راجہ امیر حسن خاں حبیب (۱۲) چودھری سعید الدین سعید (۱۳) مرزا جعفر حسین سعید۔ (۱۴) محمد راشد علی ضیا (۱۵) اَحسن لکھنوی (۱۶) ڈاکٹر شیخ محمد کاظم کوکب (۱۷) میر ناظم حسین ناظم (۱۸) نواب ظفر مرزا سجاد لکھنوی (۱۹) سیّد حیدر حسین ناظم شکارپوری (۲۰) میر ولایت حسین وصل (۲۱) مہدی حسین واقف (۲۲) سیّد محمد نواب غیور (فرزند میر سلیس)۔ غیور سے پیارے صاحب رشید سے بھی کلام پر اصلاح لیتے تھے۔ (۲۳) سیّد علی امیر بارہوی (۲۴) میر محمد علی سلیم (مرثیہ خوان، ملازم ریاست محمود آباد)۔

تصنیف و تالیف

سیّد محمد عباس لکھتے ہیں:۔

میر نفیس کی تصنیفات کا صحیح اندازہ نہیں۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے میر نفیس کا، کل کلام چالیس ہزار ابیات پر مشتمل ہوگا۔ جس میں چھوٹے بڑے مراثی ایک سو کے قریب ہوں گے۔ ایک مسدس، میلادِ جناب رسولِ خدا میں ہے۔ سلام اور رباعیات بکثرت ہیں۔ اکثر سلام سنگلاخ زمینوں میں نظم کئے ہیں۔ دو مناجاتیں نظم کیں جو غالباً طبع

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوگئی ہیں۔ ایک رسالہ اوراد و وظائف میں تحریر کیا، جس کا نام "ریاض العابدین" ہے اور جو کتب خانہ ریاست محمود آباد میں محفوظ ہے۔[1]

کلامِ میر نفیس

میر نفیس کے مرثیوں کی پہلی جلد "دفترِ غم، بحرِ ماتم" کے نام سے ۱۹۱۸ء میں مطبع جعفری نخاس لکھنؤ سے طبع ہوئی تھی، جس میں سترہ مرثیے تھے میر نفیس کے سلاموں کا ایک مجموعہ "ہدیۂ بیش بہا" کے نام سے صادق پریس لکھنؤ سے ۱۹۳۵ء میں طبع ہوا تھا۔

"خاندانِ انیس" کے شعراء میں میر انیس کے بعد سب سے زیادہ تحقیقی کام میر نفیس پر ہوا ہے۔ عبدالرؤف عشرت لکھنوی، فدا علی خنجر، شاد عظیم آبادی، مہذب لکھنوی، سید محمد عباس، ڈاکٹر صفدر حسین، پروفیسر مجتبیٰ حسین، کاظم علی خاں، ڈاکٹر قمقام حسین جعفری وغیرہ اس سلسلے میں قابلِ ذکر ہیں۔

میر نفیس کی مرثیہ نگاری

مرزا جعفر حسین لکھتے ہیں:

"انیس کے بعد ان کے فرزند ارجمند میر خورشید علی نفیس نے اپنے پدرِ عالی مقدار کا نام برقرار رکھا۔ میر نفیس نے بحرِ مجتث میں مرثیے کہہ کر زورِ کلام کا مظاہرہ کیا، اپنی علمی قابلیت کو نمایاں کرکے اس سنگلاخ میدان کو سَر کیا، اور اپنی فطری جسمانی طاقت کے بل بوتے پر خواندگی کے ایسے مظاہرے کیے جن کی مثال پھر کہیں نہیں ملی۔ انھوں نے "بیسویں صدی" کے اوائل میں انتقال فرمایا اور مرثیہ خوانی کے فن کو زندہ رکھا۔"[2]

---

[1] نگارِ نفیس صفحہ ۱۳ و ۱۴ — [2] ادبیات و شخصیات ص ۱۴۳ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ردو ڈیفنس سوسائٹی اور میر نفیس

مرزا علی اظہر برلاس کے ذخیرہ نوادرات میں چند ایسے کاغذات

حروف کی نظر سے گزرے ہیں، جن میں "اردو ڈیفنس سوسائٹی" کے اجلاس کی یلات درج ہیں۔ ۱۵ راگست سنہ ۱۹۰۰ء، ۷ بجے صبح "رفاہِ عام لائل ہال" لکھنؤ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت میر نفیس نے فرمائی۔ مرزا علی اظہر برلاس کے بو الحسنات مولانا محمد شاہ مرزا نے میر نفیس کو صدارت کے لئے راضی کیا تھا۔

یہ جلسہ "ریزولیشن ۱۸ راپریل سنہ ۱۹۰۰ء" کے خلاف منعقد کیا گیا تھا۔ سر انتھونی ل لیفٹیننٹ گورنر "یو پی" نے حکومت کی جانب سے اعلان کیا تھا کہ "اردو رسم الخط کر دیا جائے گا اور ناگری حروف رائج ہوں گے۔ کورٹ کی زبان اردو کی جگہ "ہندی" کو ر دیا جائے گا۔"

محسن الملک اردو ڈیفنس سوسائٹی کے سکریٹری تھے۔ استقبالیہ میں منشی پریم چند، ب حامد علی خان بیرسٹر لکھنؤ، کرامت حسین (الہ آباد) جیسے مقتدر اشخاص تھے۔ اس ی جلسہ کی کرسیٔ صدارت پر "۸۴" برس کے بزرگ ترین شاعر میر نفیس متمکن تھے۔ میں منشی پریم چند بیٹھے ہوئے تھے۔ جلسے کے بعد جلوس برآمد ہوا تو میر نفیس آگے آگے یت شان سے چل رہے تھے۔ مجمع نعرہ لگا رہا تھا۔

"اردو کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔"

اس جلسے اور جلوس سے انگریزی حکومت پر یہ اثر ہوا کہ گورنر نے ریزولیشن کینسل کر دیا۔ ر اردو کو ہٹا کر ہندی کو کورٹ کی زبان بنانے کی ناکام کوشش کا خاتمہ ہو گیا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر نفیسؔ کی شاعری

میر نفیسؔ تقریباً ساٹھ ستّر برس تک چمنِ اردو کی آبیاری میں مصروف رہے۔ انھوں نے اس
طویل مدّت میں سیکڑوں مرثیے، سلام، رباعیاں، مناقب، مناجات، قطعات تصنیف کیے، خصوصاً
مرثیہ نگاری میں وہ نام پیدا کیا کہ اپنے عہد میں محسنِ اردو قرار پائے اور میر انیسؔ کے صحیح جانشین
ثابت ہوئے۔ میر نفیسؔ کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے خاندان کی شعری روایات کو برقرار
رکھا اور مرثیہ نگاری کے فن کو اس کے بلند مقام سے نیچے نہ آنے دیا۔

امجد علی اشہری لکھتے ہیں:

"میر نفیسؔ کا درجہ شاعری میں میر انیسؔ سے کم نہیں" (حیاتِ انیسؔ صہ ۲۵۶)

احسن لکھنوی لکھتے ہیں:

"میر نفیسؔ نظم میں مضامینِ عالی کے دریا بہا دیتے تھے" (واقعاتِ انیسؔ صہ ۴۲)

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:

"میرا خیال ہے کہ میر مونسؔ کے بعد میر نفیسؔ کا جواب نہ تھا۔ جو لوگ اُن کو میر انیسؔ کا مماثل
ٹھہراتے ہیں شاید انھوں نے میر انیسؔ کے کلام پر غور نہیں کیا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اُن کے بعض
مرثیوں پر کلام میر انیسؔ کا دھوکہ ضرور ہو جاتا ہے اور یہ مرثیے اوسط زمانے کے ہیں۔ میر انیسؔ کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بعد اگر زمانے نے اُن کو منفرد مانا تو یہ کوئی بے جا بھی نہیں ہے۔" (فکرِ بلیغ ص۳۰۲)

میر نفیسؔ اردو شاعری کا ایسا نگینہ تھے جس کو میر انیسؔ کی فیضِ صحبت نے تراش کر چمکایا تھا۔ اور اس بات میں بھی کلام نہیں کہ میر نفیسؔ میں اپنا ذاتی جوہر بھی موجود تھا جس کی وجہ سے انھوں نے مرثیہ نگاری کے فنی ارتقاء کے سفر کو جلد ہی طے کر لیا تھا۔

میر نفیسؔ میں اکتسابِ علم کا بڑا ذوق پایا جاتا تھا لیکن وہ اپنی انفرادیت بھی برقرار رکھنا چاہتے تھے، میر نفیسؔ کے مرثیے اپنے اندازِ بیان اور رنگِ زبان کے لحاظ سے ایک عالمانہ شان کے حامل ہیں۔ اس بات کے ثبوت میں میر نفیسؔ کے مرثیوں کے "رجز" قابلِ غور ہیں۔

حضرت عباس علیہ السلام رجز میں اپنے پدرِ گرامی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان فرما رہے ہیں:۔

جلیل و مرشد و مولائے جبرئیلِ امیں   کہ جس کا نقشِ قدم لنگرِ سفینۂ دیں
امیرِ کون و مکاں حاکمِ زمان و زمیں   کہ جن کے حکم میں سب نجم و آفتاب میں
کریم جس کی عطا سے ہے خورش، کریم ایسا
کلام جس سے کئے شمس نے کلیم ایسا

ظہیر و ناصر و منصور و عُروۃ الوثقیٰ   مقدم النقبا نورِ سیّد النجبا
دلیل حجتِ خالق مبشّر البشرا   امام ابن عم المصطفیٰ ابوالشہدا
شجاعت ایسی کہ مرحب کو لڑ کے زیر کیا
مروّت ایسی کہ قاتل کو اپنے سیر کیا

سراجِ محفلِ رحمت کلیدِ رحمتِ ربّ   نجیب و مُفترض الطّاعت و امیرِ عرب
حبیب و ہاشمی و ذی شرف بلند حسب   سخی و محرمِ اسرارِ حق جلیل نسب
سُرورِ فیض کا محتاج کے دلوں کو دیا
گھر اپنا بیچ کے حیدرؑ نے سائلوں کو دیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

...ِ مکہ و یثرب مشیدّ التقویٰ — فصیح و رہبر و ہادئی و انطقُ الفصحا

... و بدرِ دجیٰ شمسِ آسمانِ عُلا — ادیب و ہازم الاحزاب و اشہرُ البطحا

ابو الائمہؑ و مطلوبِ کلؑ طالب بھی

خدا کا شیر بھی اور لیثِ آلِ غالب بھی

... وکعبۂ ایقان و قبلۃ السّادات — رضی و قائدِ قدوس کاشف الکربات

... وظلِّ الٰہی و حامل الرّایات — زکی و عابد و ذی فیض و سابق الخیرات

وہی دیا اُسے جس شے کو جس نے عرض کیا

خدا نے جس کی مودّت کو سب پہ فرض کیا

...ی وصف شکن و نورِ اصفیا ہیں علیؑ — مطیعِ ربِّ عُلا سابق الوفا ہیں علیؑ

...اد ذو اہل کرم طالبِ رضا ہیں علیؑ — مجیر و عادل و ذی خیر و باسخا ہیں علیؑ

ملال میں جو ضعیفہ کو آپ پانے لگے

خود اپنے دوش پہ مشکیزہ لے کے جانے لگے

...امام اوّل و مولاؤ فخرِ ہر دو جہاں — ولی و ثانیٔ اہل الکساء و حیدِ زماں

قسیم کوثر و تسنیم و سلسبیل و جناں — ملک صفات و مغیثِ اُمم بلند مکاں

عطا کی مسندِ احمدؐ فلک سریر کیا

خدا نے اپنے نبیؐ کا جسے وزیر کیا

امین و جامع فرقان و حافظِ تنزیل — مطاعِ انس و جن و جبرئیل و میکائیل

نصیریوں کے خدا بندۂ خدائے جلیل — مٹا رہے ہو شرف اُس کے اے گروہِ ذلیل

جلال و قدرِ جناب امیر بھول گئے

یہ غدر ہے کہ حدیثِ غدیر بھول گئے (مرثیہ:۔ فراغ ماہ کو جب...)

اس مشکل پسندی کے باوجود میر نفیس کا کلام ثقیل اور بدمزہ نہیں ہو سکا۔ میر نفیس کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ذوقِ سلیم نے عربی دانی کی عالمانہ شان کو برقرار رکھتے ہوئے زبانِ میر انیس کی سلاست اور سادگی کے امتزاج سے ایک نیا رنگ پیدا کیا جس نے انھیں میر انیس ایسے عظیم شاعر کے زمانے ہی میں مشہور و مقبول کر دیا تھا۔

میر نفیس کو میر انیس کے رنگِ کلام پر بڑی قدرت حاصل تھی، صبح کے منظر اور شب کے منظر تصنیف کرتے ہوئے انھوں نے خاندانی روایات سے انحراف نہیں کیا، مرثیوں کی منظر نگاری نے اردو شاعری کی تعمیر میں اضافہ کیا ہے۔ میر نفیس کے مرثیوں میں بھی جا بجا خوبصورت مناظر بکھرے ہوئے ہیں، "بہارِ صبح" کا منظر قابلِ دید ہے۔

جب نمایاں ہوئی رن میں شبِ ماتم کی سحر ... آمد آمد شہِ خاور کی ہوئی گردوں پر
نجم چھپنے لگے ہونے لگا کم نورِ قمر ... رنگ بدلا چمنِ عالمِ امکاں کا اِدھر
نخل تازے ہوئے باغوں میں شمیم آنے لگی
پھول کھلنے لگے تھم تھم کے نسیم آنے لگی

جا بجا لالہ و نعمان و شقائق کا وہ رنگ ... سمن یاسمن و سوسن و عنبر کا وہ ڈھنگ
وہ صدا کبک دری کی کہ ہو پانی دلِ سنگ ... طائروں کے وہ درختوں پہ ملائم آہنگ
خوش نوایانِ چمن زمزمہ پرداز تھے سب
جتنے گُل تھے ہمہ تن گوش بر آواز تھے سب

وہ سماں دشت کا وہ نور کا تڑکا وہ بہار ... صنعتِ صانعِ قدرت کا جو تھا نقش و نگار
وجد میں لاتی تھی خوشبوئے گل صورت ہزار ... کبھی شاخوں کا وہ جھکنا کبھی اُٹھنا ہر بار
شان دکھلانے پہ جو نخل تھا آمادہ تھا
زلفِ سنبل بھی سنوارے ہوئے استادہ تھا

گل سیوتی کی سحر کو وہ بہار ایک طرف ... جلوہ گر ایک طرف برگ تو بار ایک طرف
روشوں پر وہ صنوبر کی قطار ایک طرف ... ڈالیاں پہنے ہوئے پھولوں کے ہار ایک طرف

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خرّم و تازہ و تر دشت بھی گلزار بھی تھا

تر زباں ذکرِ الٰہی میں ہر اک خار بھی تھا

میں تھا مگر زیرِ فلک رنگ نیا خشک بے آب تھا گلزارِ رسولؐ دوسرا

یں سے کسی گلرو کو نہ پانی تھا ملا العطش کا حرمِ شاہ میں تھا شور بپا

جتنے بچّے تھے بصد رنج و تعب روتے تھے

خالی ہاتھوں میں کٹورے لئے سب روتے تھے (مرثیہ۔ اے زباں طبع سخن ساز...)

میر نفیس کے مرثیوں میں ایک اور اہم خصوصیت تسلسلِ فکر کا پایا جانا ہے۔ واقعاتِ کربلا کو
...ں نے بڑی ندرت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اُن کا فکری تسلسل مرثیے کو سُست نہیں ہونے
...ور اُس ندرت اُس انوکھے پن میں ایک حُسن پیدا ہوتا جاتا ہے۔ مرثیے کی سجاوٹ میں ان کے یہاں
...بیہ و استعارات، روزمرّہ، صنائع و بدائع کا استعمال بھی ہے، میر نفیس اپنے اُسلوبِ نگارش کی
...حت کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

ہر اک بند سے ہو شاہدِ معنی کا ظہور جیسے غرفہ سے نمایاں ہو جمالِ رُخِ حور

...بندش سے ہر اک بند ہو ایسا معمور کہ جسے دیکھ کے شرمائے مہ و مہر کا نور

ہوں وہ مضموں کہ سمجھنے میں ذرا دیر نہ ہو

سُن لیں اک بند کو سو بار تو دل سیر نہ ہو

...نفیس کے مرثیوں کے بند نہایت مربوط ہوتے ہیں اور زبان کی چاشنی مرثیے کو بار بار پڑھنے پر مجبور
...تی ہے، اُن کے مرثیوں میں "فصاحت بھی ہے" وہ خود کہتے ہیں :۔

"زباں ملی تو فصاحت نشاں ملی مجھ کو"

...ر "بلاغت بھی ہے" وہ خود کہتے ہیں :۔

"پھر دُر فشاں زبانِ بلاغت نشاں ہے آج"

...نفیس کے مرثیوں کی زبان یوں تو وہی ہے جو میر انیس کی لیکن میر نفیس نے شوکتِ الفاظ سے ایک

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نیا رنگ پیدا کر دیا۔ اور یوں انھوں نے میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے بعد ایک جدید راستے کا رُخ مرثیے کی شاہراہ کی طرف پھیر دیا۔ میر نفیسؔ کے مرثیوں میں رزم کے مناظر بھی ہیں اور بزم کے مرقعے بھی، واقعہ نگاری اور جذبات کی مصوّری کے ساتھ ساتھ تنقیدِ حیات بھی ہے اور مواعظ و نصیحت بھی ہے:۔

دولت وہ نیک ہے کہ جو عقبیٰ میں کام آئے
وہ مال ہو کہ قبر کی وحشت سے جو بچائے
وہ نقد چاہیئے جو قیامت میں ساتھ جائے
منصب وہ خوب ہے کہ بشر جس سے چین پائے
بد ہے مآلِ الفتِ دنیائے زشت کا
دولت وہ ہے کہ جو ہو ذخیرہ بہشت کا

میر نفیسؔ کے مرثیوں کے چند خاص خاص انتخاب پڑھیئے اور اُن کی جدّتوں کی داد دیجئے:۔

حضرت عبّاس کا علم

وہ سر بلند دوشِ ضیا بار پر نشاں!
طوبیٰ حشم سحاب کرم زینتِ جہاں
پنجے کی ضو زمین سے تھی تا بہ آسماں!
زر ریز و زر نگار و زر افشان و زر فشاں
اقبال دیکھ کر علم بوترابؑ کا
بیعت کو پہلے ہاتھ بڑھا آفتاب کا

لہریں وہ اُس کے سبز پھریرے کی بار بار
سبزہ زمیں کا جس سے خجل برگ شرمسار
رنگت پہ جس کی اطلسِ سبزِ فلک نثار
فیروزئی تھا دامنِ صحرائے کارزار
حیرت زدہ اُدھر سپہ بادہ نوش تھی
زنگار گوں غبار ہوا سبز پوش تھی

جھنڈے اُسی علم سے تو ہیں فتح کے گڑے
لیکہ اُسی کو جعفرؑ و شیرِ خداؑ لڑے
کہتے تھے اس کو دیکھ کے جو تن میں تھے بڑے
دنیا سے ہاتھ اٹھائے ہوئے خضر ہیں کھڑے
سائے سے دشت و دامنِ در سبز کیوں نہ ہو
سادات کا نشان ہے سر سبز کیوں نہ ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ پنجۂ علمِ بوترابؑ ہے　　یا بُرجِ سنبلہ کے قریب آفتاب ہے
کے نور سے مہ و خور کو حجاب ہے　　پرچم کے مو گھنے ہیں تو خوبے حساب ہے

غل اوج پر ہے دیکھ کے اس ارتفاع کو
اک جا کیا ہے جمع خطوطِ شعاع کو

رایتِ رسولؐ یہ تیاریاں کہاں　　یہ سرفرازیاں یہ نمود اریاں کہاں
میں مہر کے یہ طِلا کاریاں کہاں　　دستِ کلیم میں یہ ضیا باریاں کہاں

کم اس کے آگے طورِ تجلّی کی روشنی
یاں دست پا پہ ہے یدِ بیضا کی روشنی

کرم ہے یہ علمِ سبز و زر فشاں　　شیعوں کے سر پہ سایہ فگن ہو گا یہ نشاں
سو جان سے تصدقِ عباسؑ نوجواں　　شیر و شجاع زیبِ سپاہِ شہِ زماں

عہدے بڑے ہیں صفدر و جرّار کے لئے
ایسا علم ہو ایسے علمدار کے لئے (مرثیہ بحر بادشاہ خلف سخن)

حضرت امام حسینؑ کے اوصاف

اب سنئے وصف و منقبت و رتبۂ حسینؑ　　زہرؑا و مرتضیٰؑ و محمدؐ کے نورِ عین
پشت و پناہِ خلق مددگارِ مشرقین　　ہے جن کا ذکر محفلِ عالم کے دل کا چین

اعلیٰ نہ کیوں ہوں لال خدا کے ولی کے ہیں
کافی ہے یہ شرف کہ نواسے نبیؐ کے ہیں

یہ وہ حسینؑ ہیں کہ وِلا جن کی فرضِ عین　　جن کے تمام خلق پہ احساں ہیں وہ حسینؑ
یہ وہ ہیں جن کے غم میں بکا آخرت کا چین　　یہ وہ ہیں جن کو روتے ہیں ذی روحِ مشرقین

صبر و رضا میں حضرت ایوبؑ سے سوا
ہجرِ پسر کے داغ میں یعقوبؑ سے سوا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

احمدؐ نے جن کو گود میں پالا ہے وہ حسینؑ
دونوں جہاں ہیں جن کا اجالا ہے وہ حسینؑ
اعدا نے جن کو گھر سے نکالا ہے وہ حسینؑ
غم جن کا تا بہ عالم بالا ہے وہ حسینؑ
مشغولِ گریہ رات کو ہیں دن کو روتے ہیں
سارے مقرّبانِ خدا جن کو روتے ہیں

جو فاطمہؑ کی آنکھوں کا تارا ہے وہ حسینؑ
ربِّ جلیل کو بھی جو پیارا ہے وہ حسینؑ
بخشش کا جو ہماری سہارا ہے وہ حسینؑ
پیاسا جسے لعینوں نے مارا ہے وہ حسینؑ
سوچو تو انتہا نہیں اس جور و غدر کی
یہ وہ ہیں جن کی کچھ بھی نہ اُمت نے قدر کی (مرثیہ: جلوہ مرے سخن میں ہے..)

تلوار کا نیا رنگ

یہ رنگ لائی ہے رن میں وہ تیغ مینا رنگ
کہ تیز رنگ اِدھر کا ہے واں کا پھیکا رنگ
ظفر کے باغ کے یاں گل کھلے ہیں رنگا رنگ
کبھی ہے تیرہ کبھی زرد ہے کسی کا رنگ
ہر اک کو خوفِ جری کا رنگ یہ دکھاتا ہے
کہ ایک آتا ہے رنگ ایک رنگ جاتا ہے

ادھر حُسام میں ہے برق کا ہلال کا رنگ
اِدھر عروج کا ہے رنگ اُدھر زوال کا رنگ
اُڑا ہوا ہے اُدھر فوجِ بدخصال کا رنگ
جما ہوا ہے اِدھر مرتضیٰؑ کے لال کا رنگ
دغا کا رنگ اُدھر وقتِ جنگ بگڑا ہے
بنائے بن نہیں پڑتا یہ رنگ بگڑا ہے

دکھا رہی ہے اِدھر شمعِ فتح کی لو رنگ
بدل رہی ہے اِدھر اپنا تیغِ پُرضو رنگ
معہ سوار و فرس جیش بیش ہیں چو رنگ
اُدھر ہیں ایک سو بد رنگ خوب اِدھر سو رنگ
یہ غل ہے جنگ ید اللہ سے کم یہ جنگ نہیں
یہ جنگِ بدر کا ہے رنگ اور رنگ نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اب ہے ختم وغا اور یہ کارزار یہ رنگ — دکھا چکا قلمِ منقبت نگار یہ رنگ
ہے گا آج کی مجلس کا یادگار یہ رنگ — پسند کرتے ہیں سب میرے دوستدار یہ رنگ

نہ طولِ بزم میں وقتِ بیانِ جنگ دیا
نفیسؔ خوب ترے مرثیے نے رنگ دیا (مرثیہ :- فراغِ ماہ کو جب..)

وِلائے آلِ محمدؐ

وہ وِلا ہے جو مِفتاحِ بابِ جنّت ہے — گواہ جس پہ ہے قرآن یہ وہ آیت ہے
جس سے گدا بھی ہیں یہ وہ دولت ہے — جو برخلاف ہے دنیا تو کیا شکایت ہے

متاعِ حُبِّ امامِ زمانہؑ پاس تو ہے
نہیں جو زر تو نہ ہو یہ خزانہ پاس تو ہے

وہ وِلا ہے کہ عقبیٰ میں جس سے عزّت ہے — حیات سے بھی سوا بعدِ مرگ راحت ہے
بن جاتی ہے جو ساتھ یہ وہ دولت ہے — پس از فنا بھی ہو شادی وہ اس میں لذّت ہے

اِسی وِلا سے یہ تربت میں چین ہوتا ہے
دولھن کے پہلو میں جس طرح دولھا سوتا ہے

ہے پردہ پوش وِلائے جنابِ آلِ عباؑ — ردائے رحمتِ ربِّ علا ہے یہ بخدا
رے گا سر پہ یہی چترِ حشر میں سایا — اِسی کے فیض سے ملبوسِ خلد ہوں گے عطا

کرم وصیِّ خدا کے ولی کا ہوئے گا!
ہمارے ہاتھ میں دامن علیؑ کا ہوئے گا!

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و خمس و جہاد — اِسی وِلا سے ہیں یہ سب قبولِ ربِّ عباد
وصالِ حور کا باعث یہی ہے عشق و داد — اِسی سے پائیں گے وہ گھر کہ جس کی روح ہو شاد

اِسی وِلا سے ملے گا علیؑ کا ہمسایا
بزیرِ سایۂ طوبیٰ نبیؐ کا ہمسایا

(مرثیہ :- پھر آج جوہرِ تیغِ زباں دکھاتا ہوں)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اصحابِ امام حسینؑ کی عظمت

لب پر درود کاندھوں پہ تلواریں شوقِ جنگ ۔۔۔ چہرے شگفتہ جوشِ شجاعت سے سُرخ رنگ
مشتاقِ خلد، مرنے سے خوش، زندگی پہ ننگ ۔۔۔ عجلت کہ اب وغا میں ہے کس واسطے درنگ
رن پر چڑھیں تنوں سے سر اُتریں فراغ ہو
چھینٹیں اُڑیں لہو کی تو دل باغ باغ ہو

بر میں عبائیں سر پہ عمامے رخوں پہ نور ۔۔۔ یکتائے دہر صاحبِ توقیر ذی شعور
عرشِ بریں وقار میں وقعت میں کوہِ طور ۔۔۔ صادق سخی دلیر بہادر غنی غیور
پابندِ شرع دوست شہؑ خاص و عام کے
عارف رسولِ حق کے شناسا امام کے

دیندار سالکِ رہ جنّت خجستہ قدر ۔۔۔ حُسن و جمال میں کوئی خورشید کوئی بدر
جس میں وفا نے اپنا بنایا تھا گھر وہ صدر ۔۔۔ ثابت قدم ہزار ہوں آشوب لاکھ غدر
وار اُن کے معرکے میں ہزاروں پہ چل گئے
تیغیں چُھٹیں نہ ہاتھوں سے اور دم نکل گئے

(مرثیہ:۔ باندھی کمر جو فوجِ خدا نے جہاد پر) ——

حضرت علی اکبرؑ کی مدح

بخشی ہے خدا نے اِسے توقیرِ محمدؐ ۔۔۔ گیسو ہیں کہ زلفِ گرہ گیرِ محمدؐ
چہرہ ہے کہ آئینۂ تصویرِ محمدؐ ۔۔۔ باتوں میں ہے رنگینیٔ تقریرِ محمدؐ
شوکت وہی پوشاک کا دستور وہی ہے
نقشہ وہی انداز وہی نور وہی ہے

شوکت سے نمودار ہے اندازِ پیمبرؐ ۔۔۔ آواز سے کیا ملتی ہے آوازِ پیمبرؐ
گویا لبِ نازک میں ہے اعجازِ پیمبرؐ ۔۔۔ قامت ہے کہ ہے سروِ سرافرازِ پیمبرؐ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

منھ لائیں کہاں سے جو کریں مدح دہن کی
رستہ چمنِ خلد ہے خوشبو سے بدن کی

——— (مرثیہ "رخصت ہے پدر سے علی اکبرؑ سے جواں کی")

حضرت عباسؑ کی مدح

وہ عزّ و شانِ ماہِ بنی ہاشمِ جلیل — جرأت میں بے نظیر شجاعت میں بے عدیل
شوکت میں زور میں وسفِ جعفرِ قتیل — جنگ آزما، ہزبرِ وغا، پُرجگر، شکیل
حمزہؑ کی طرح صف شکن و قلعہ گیر تھے
صولت میں دبدبے میں جنابِ امیرؑ تھے

خادم، مطیع سبطِ رسالت پناہ کے — مالک شکوہ و سطوت و اقبال و جاہ کے
فوجِ خدا کی زیب، علمدار شاہ کے — زرّیں نشاں لئے ہوئے آگے سپاہ کے
زیرِ علم جو وہ رُخِ با آب و تاب تھا
گویا کہ آفتاب تہِ آفتاب تھا

مخفی نہیں ہے بازوئے شاہِ ہُدا کا زور — لاکھوں سے جب لڑے تو کھُلا باوفا کا زور
بخشا تھا اُن کو حق نے شہؑ لافتا کا زور — تھا انگلیوں میں پنجۂ مشکل کشاؑ کا زور
دہشت سے اُن کی بھاگتے تھے سر جھکا کے شیر
وہ تھے خدا کے شیر یہ شیرِ خدا کے شیر

——— (مرثیہ "اے غنچہ دہانِ فرو بستہ، وا ہو پھر")

حضرت قاسمؑ کی مدح

عازمِ گلشنِ فردوس ہوا وہ گلِ تر — خاک اڑنے لگی حجلہ میں، لٹا بیاہ کا گھر
شملہ باندھے ہوئے اس شان سے نکلا وہ قمر — جس طرح برجِ اسد سے کبھی شاہِ خاور
غل ہوا واہ رے آلِ شہِ لولاک کا نور
ایک اس مہر میں ہے پنجتنِؑ پاک کا نور

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وصفِ رُخ لکھتے ہی لفظ آئینہ رخسار ہوئے
مصرع سب نور فشاں مطلعِ انوار ہوئے
شعر یوسفؑ کی طرح رونقِ بازار ہوئے
مومن اک سمت ائمہ بھی خریدار ہوئے
کیوں نہ جلوے پہ فدا ہوں دمِ نظارہ چاند
اک مسدس کے خریدار ہوں جب بارہ چاند

یا علیؑ کہہ کے جو گلگوں پہ چڑھا وہ گلفام
ہائے شبیرؑ کہا اور رو دیئے سلطانِ انام
بعد تسلیم چلا شیر سوئے دار السلام
غل ہوا لو مہ کامل وہ بڑھا جانبِ شام
رزم گہہ میں جو گئے فوج کا بن کانپ گیا
تن کے نعرہ کیا ضیغم نے تو رن کانپ گیا
(مرثیہ: "جب فلک پر سحرِ قتل کا تارا چمکا")

حضرت زینبؑ بنتِ علیؑ کی مدح

کیا مرتبۂ بنت شہؑ عقدہ کشا ہے
خاتونِ جناں فخرِ زنانِ دوسرا ہے
بلقیس و خدیجہؑ سے شرف ان کا سوا ہے
عصمت جسے کہتے ہیں وہ زینبؑ کی ردا ہے
زہراؑ سے بزرگی میں برابر نہیں کوئی
زینبؑ کا بجز فاطمہؑ ہمسر نہیں کوئی

ہاں گوہرِ دریائے سعادت ہیں تو یہ ہیں
تاجِ سرِ بلقیس شرافت ہیں تو یہ ہیں
مصباحِ سرا پردۂ عصمت ہیں تو یہ ہیں
مصحف کی قسم آیۂ رحمت ہیں تو یہ ہیں
عزت ہے تو زہراؑ کے برابر ہے انھیں کی
ڈھپتے ہیں گنہ جس سے وہ چادر ہے انھیں کی

ہاں سیّدۂ پاک سی خاتونِ معظم
وہ زینتِ کونین یہ تاجِ سرِ عالم
آدم سے علیؑ پہلے یہ حوّا سے مقدّم
قرآن رسالت میں یہ ہیں سورۂ مریم
عصمت کا اُدھر سر ہے قدم جس طرف ان کے
محبوبِ خدا سے کوئی پوچھے شرف ان کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نا شہ لولاک پدر حیدرؑ صفدر — ماں حضرت زہرؑا جگر و جان پیمبرؐ

سردارِ جوانانِ جناں دونوں برادر — ایک حضرتِ شبیرؑ تو اک حضرتِ شبرؑ

بو طالبؑ ذی شوکت و شاں آپ کے جد ہیں

دادی اسد اللہ کی ماں بنتِ اسد ہیں

(مرثیہ: "اے طورِ تجلّائے سخن جلوہ گری کر")

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بچپن کا ایک واقعہ

اٹھے نہ خواب سے جو رسولِؐ فلک جناب — زہرؑا نے دونوں بیٹوں سے اُس دم کیا خطاب

تم ہو چکے رسولؐ کی خدمت سے بہرہ یاب — نانا کو تم ستاؤ نہ گھر میں چلو شتاب

اٹھیں گے جب تو پھر تمہیں ہم لے کے آئیں گے

کی عرض اُن کے پاس سے ہم تو نہ جائیں گے

زہرؑا گئیں مکانِ محمدؐ سے اپنے گھر — نانا کے پاس سو رہے وہ غیرتِ قمر

گزری جو آدھی رات تو چونکے وہ خوش سیر — گھبرا کے دیکھنے لگے ماں کو اِدھر اُدھر

برجِ شرف سے وہ مہ انور نکل گئے

مادر کو ڈھونڈھتے ہوئے باہر نکل گئے

چھایا تھا ابرِ تیرہ و تاریک تھی وہ شب — بجلی بھی کوندتی تھی گرجتا تھا رعد جب

چلتی یہ ہوائے تند کہ گل تھے چراغ سب — دنیا تمام خواب میں تھی غیر ذاتِ ربّ

رستہ نہ سوجھتا تھا یہ کوچے سیاہ تھے

تھی کالی رات اور وہ زہرؑا کے ماہ تھے

بولے حسنؑ سے تب یہ حسینِؑ نکو خصال — بھائی ہے اب تو نیند کے مارے عجیب حال

فرمایا آؤ سو رہو حافظ ہے ذو الجلال — کہہ کر یہ بات بیٹھ گئے فاطمہؑ کے لال

بیدل کبھی چلے جو نہ تھے سست ہو گئے

گردن میں باہیں ڈال کے رستے میں سو گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اُسدم یہ جبرئیل کو حکم خدا ہوا ۔ رستے میں سو گئے ہیں محمدؐ کے دلربا
زہراؑ کے لاڈلوں کی حفاظت کو جلد جا ۔ بے چین ہوں نہ فاطمہ زہراؑ کے مہ لقا
وہ اہتمام کر کہ زمیں رشکِ عرش ہو
سایہ ہو ایک پر کا اور ایک پر کا فرش ہو

گرجے نہ رعد ابر نہ برسے نہ چمکے برق ۔ آرام میں حسینؑ و حسنؑ کے نہ آئے فرق
دونوں ہیں یہ نبیرۂ سلطانِ غرب و شرق ۔ گرمی نہ ہو کہ جسم ہوں انکے عرق میں غرق
تھم تھم کے یا نسیم چلے یا صبا چلے
ذرّہ نہ خاک اُڑے نہ زیادہ ہوا چلے

چونکے جو گھر میں خواب سے پیغمبرِ خدا ۔ سلمانِ فارسی سے بصد شوق یہ کہا
لے آؤ جاگتے ہوں اگر میرے مہ لقا ۔ زہراؑ کے گھر پہ جا کے یہ سلماں نے دی صدا
دیکھا نہیں جو دیر سے صدمے اٹھاتے ہیں
خیرالوریٰ نواسوں کو اپنے بلاتے ہیں

یہ سُن کے غیر ہو گیا خیرالنساءؑ کا حال ۔ بستر سے اٹھ کے صحن میں آئیں بصد ملال
سلمان فارسی سے یہ بولی وہ خوش خصال ۔ بھائی یہاں کہاں ہیں بھلا میرے دونوں لال
لے کر گئی تو تھی یہ نہیں ساتھ لائی ہوں
میں خود نبیؐ کے پاس انھیں چھوڑ آئی ہوں

جاؤ خدا کے واسطے مجھ میں نہیں ہواس ۔ گر واں نہیں تو پھر مرے بچے ہیں کس کے پاس
ہوتے تو کیوں بلاتے رسولِ فلک اساس ۔ گھر سے کہیں نکل نہ گئے ہوں وہ حق شناس
کرتے ہیں ضد تو بات بھی وہ مانتے نہیں
ہے ہے ابھی تو راہ بھی وہ جانتے نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ں نے جا کے احمدؐ مرسل کو دی خبر | مولا نہیں ہیں حجرۂ زہراؑ میں وہ قمر
ن کے بے قرار ہوئے سیّد البشرؐ | اٹھے عصا کو دستِ مبارک میں تھام کر

غل تھا رسولؐ جاتے ہیں پیاروں کو ڈھونڈھنے
نکلا ہے آفتاب ستاروں کو ڈھونڈھنے

——— (مرثیہ: "مفتاحِ قفلِ بابِ سخن ہے زباں مری")

سلام

...لامی جمع ہیں سب گلعذار مجلس میں | بھری ہے خلد بریں کی بہار مجلس میں
...لام راکبِ دوشِ نبیؐ مؤدب ہوں | ہے آمد شہؑ دلدل سوار مجلس میں
...بوترابؑ کے فرزند کی یہ صحبت ہے | نہیں کسی کو کسی سے غبار مجلس میں
...فورِ غم سے گریبان تار تار کرو | مگر ان اشکوں کا ٹوٹے نہ تار مجلس میں
...مژہ پہ اشک کے قطرے نہیں ہیں جلوہ نما | چمک رہے ہیں دُرِ آبدار مجلس میں
...لئے ہیں نذر کو دریائے اشک اہل عزا | علیؑ کے لال کا ہے انتظار مجلس میں

نفیس اب تو چہک مثل عندلیب چمن
سوا گُلوں کے نہیں کوئی خار مجلس میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلام

بدن سب گھل گیا دم رہ گیا ہے — بس اب عرصہ بہت کم رہ گیا ہے

جہاں سے اُٹھ گئے سب خیر کے کام — بس اک حضرت کا ماتم رہ گیا ہے

نہ پائی فرصت تالیفِ اشعار — عجب مجموعہ برہم رہ گیا ہے

کچھ ان اشکوں سے کم ہوتی ہے سوزش — یہ داغ دل کا مرہم رہ گیا ہے

مسافرخانۂ دل ہے عجب جا — کبھی شادی کبھی غم رہ گیا ہے

غمِ اکبرؑ میں کیا سیدھے ہوں حضرت — کمر میں آج تک خم رہ گیا ہے

وہاں پہونچے ہیں حضرت کے نمک خوار — جہاں تھک تھک کے رستم رہ گیا ہے

کہاں جائے یہ دیرینہ مصاحب — خوشی رخصت ہوئی غم رہ گیا ہے

کہا زینبؑ نے عابدؑ کو نہ مارو — یہ اک رانڈوں کا محرم رہ گیا ہے

نفیسؔ اللہ پیری میں یہ غفلت
بس اب چونکے کہ دن کم رہ گیا ہے

سلام

شہؑ کے غم میں اشک سے چشموں کے بادل بھر گئے — فصل کیا ہے فصل جب برسے تو جل تھل بھر گئے

کربلا میں شاہ اُترے اِس طرف، اعدا اُدھر — یاں گلوں سے دشت واں خاروں سے جنگل بھر گئے

قتل گاہ سبطِ احمدؐ پر ملک افلاک سے — آئے جب پیشانیوں پر خاکِ مقتل بھر گئے

گو نہ فرمائی قبول ان کی مدد شہؑ نے مگر — چرخ سے اتنے ملک آئے کہ جنگل بھر گئے

بخشش وجود و کرم پر جب علیؑ مائل ہوئے — آبِ رحمت سے وہیں رحمت کے بادل بھر گئے

عین مجلس میں ملائک آئے زینت کے لئے — دودِ آہِ بزم کا آنکھوں میں کاجل بھر گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گر کے لاشِ شاہ پر تڑپی جو بنتِ فاطمہؑ
خون میں زینبؑ کے سب چادر کے آنچل بھر گئے

ایک نے بھی شاہ بیکس کا نہ جانا مرتبہ
لشکرِ اعدا میں کیا کیا آ کے اجہل بھر گئے

دستِ حضرت سے چلی رن میں جو تیغِ بوترابؑ
مل گئے مٹی میں راکب خون میں پیدل بھر گئے

کی جو زاری حالِ زارِ سیدِ سجادؑ پر
گر کے دامن میں دُرِ اشکِ مسلسل بھر گئے

فوجِ اعدا نے کئے جسمِ شہِ دیںؑ پر جو وار
خون میں نیزوں کے اور تیغوں کے سب پھل بھر گئے

قتلِ فرزندِ نبیؐ کا جب خیال آیا نفیسؔ
دل میں چھریاں بن کے سب مضمونِ مقتل بھر گئے

رباعیاتِ میر نفیس

خود دار ہے جو خدا خدا کرتا ہے
حق گو ہے جو حق حق کی صدا کرتا ہے
کرتی نہیں کچھ زباں ہی شکرِ نعمت
ہر موئے بدن حمد و ثنا کرتا ہے

اوقات پہ اپنی کبھی ناظر تو ہے
بندہ بھی کسی خدا کا آخر تو ہے
اطفال و عیال کی کہاں تک خدمت
اب فکر کر اپنی کہ مسافر تو ہے

افسوس کہ جو مالکِ کوثر ہووے
پانی نہ دمِ نزع میسر ہووے
ماں چادرِ تطہیر کی ہووے مختار
دردا سرِ زینبؑ پہ نہ چادر ہووے

رقت کا ہو جب شور بپا مجلس میں
ممکن نہیں پھر ضبطِ بکا مجلس میں
منبر کے پس و پیش ہیں سرگرمِ فغاں
زہراؑ و علیؑ و مصطفےٰ مجلس میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جو مجلس ماتم میں یہاں روتا ہے — ہر فردِ گنہ اس کی خدا دھوتا ہے
ثابت ہے حدیثوں سے یہ قطرۂ اشک — ہر زخمِ حسینؑ کی دوا ہوتا ہے

وہ خضر ہے کربلا کی جو راہ میں ہے — کوثر پسرِ فاطمہؑ کی چاہ میں ہے
پوچھے جو کوئی کہاں ہے اقلیمِ بہشت — کہہ دوں کہ علمدارؑ کی درگاہ میں ہے

بیٹھو بہ ادب اہلِ عزا مجلس میں — موجود ہیں خاصانِ خدا مجلس میں
قول اشکوں کا ہے پاؤں سر سب آتے ہیں — ہم آنکھوں سے آتے ہیں سدا مجلس میں

ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں:۔

"ان رباعیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ میر نفیس ایک اچھے مرثیہ گو ہونے کے علاوہ ایک اچھے رباعی گو بھی تھے" (اردو رباعیات ص۳۰۶)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اِشاریہ مراثیٔ میر نفیس

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
(الف)			
شمعِ دُودمانِ تجلّی ضیا دِکھا	حضرت علی اکبرؑ	۱۳۵	دفترِ غم و بحرِ ماتم
غنہ گیسوئے دِل آرام سخن ہوں	" امام حسینؑ	۱۵۳	" "
ے برق ذوالفقار زبان شعلہ بار ہو	" عبّاسؑ	۱۲۵	" "
مے کا ہوں تشنہ کہ مستی نہیں جسمیں	" علی اکبرؑ	۱۴۶	نوائبِ المصائب
ے اوجِ طبع شانِ نشانِ علیؑ دِکھا	" عبّاسؑ	۵۱	قلمی غیر مطبوعہ
ے زبانِ طبعِ سخن ساوکی جودت دِکھلا	" حُرؑ	۱۷۴	" "
ے غنچۂ دہانِ فرو بستہ وا ہو پھر	" عبّاسؑ	۱۶۴	" "
ے طورِ تجلّائے سخن جلوہ گری کر	" عونؑ و محمدؑ	۱۵۷	" "
ے کلکِ شمعِ محفلِ رنج و نشاط ہو	•	•	•
(ب)			
برباد وہ کشور ہے کہ سلطاں نہیں جسمیں	حضرت امام حسینؑ	۱۷۱	دفترِ غم و بحرِ ماتم
اندھی کمر جو فوج خدا نے جہاد پر	" حُرؑ	۱۱۸	مصائبِ کربلا
بیاضِ صبح کا جب چرخ پر ظہور ہوا	" عونؑ و محمدؑ	۱۲۸	نگارِ نفیس
باغِ سخن میں آمدِ فصلِ بہار ہے	" قاسمؑ	۱۰۸	" "
مجھا جو نہیں چراغِ جوانیٔ اکبرؑ	" علی اکبرؑ	۳۵	قلمی غیر مطبوعہ
بلبلِ نطق ہے بہ نغمہ سرا رہ رہ کر	" عونؑ و محمدؑ	۱۵۵	"

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
(ب)			
۱۶ - پھر طبعِ سلیم انجمن آرائے سخن ہے	حضرت قاسمؑ	۱۶۷	دفترِ غم دیجرِ ما
۱۷ - پہنچے عراق میں جو ستائے حجاز کے	داخلہ کربلا	۱۶۴	,,
۱۸ - پھر بہار آئی گلستانِ سخن کھلتا ہے	حضرت امام حسینؑ	۱۴۶	بزمِ نفیس
۱۹ - پھر آج جوہرِ تیغِ زباں دکھاتا ہوں	,, ,,	۱۵۶	مصائبِ کربلا (نف
۲۰ - پھر بادشاہِ ملکِ سخن حکمراں ہے آج	,, عباسؑ	۱۵۶	ریاضِ نفیس
۲۱ - پھر گلشنِ سخن میں ہے آمد بہار کی	,, قاسمؑ	۱۵۶	قلمی غیر مطبوعہ
(ت)			
۲۲ - تسبیحِ فاطمہؑ کے جو دانے بکھر گئے	,, امام حسینؑ	۹۱	ریاضِ نفیس
(ث)			
۲۳ - ثنائے آلِ محمدؐ ہے افتخارِ سخن	حضرت قاسمؑ	۱۶۰	بزمِ نفیس
۲۴ - ثنائے یوسفِ شبیرؑ ہے جمالِ سخن	,, علی اکبرؑ	۹۸	نگارِ نفیس
۲۵ - ثنائے شاہؑ سے شوکت مرے سخن کو ملی	,, عباسؑ	۱۳۰	قلمی غیر مطبوعہ
(ج)			
۲۶ - جب حجِ آخری سے رسولِ خدا پھرے	حضرت علیؑ	۱۱۹	دفترِ غم دیجرِ ماتم
۲۷ - جب گیسوئے مشکیں کی گرہ شام نے کھولی	,, امام حسینؑ	۱۲۳	بزمِ نفیس
۲۸ - جب نونہالِ باغِ پیمبرؐ قلم ہوا	حالاتِ راہِ شام	۴۸	ریاضِ نفیس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
… اکبرؑ کام آئے دشتِ کین میں	حضرت علی اکبرؑ	۳۹	قلمی غیر مطبوعہ
… بہرِ وغا رئیس شہِ بحر و بر آئے	" امام حسینؑ	۵۶	" "
… گھر گئے شاہؑ شہدا فوجِ ستم میں	" "	۳۴	" "
… پہ ستمگاروں کا نرغہ ہوا نہیں	" "	۳۴	" "
… کربلا میں سبطِ پیمبرؐ ہوا شہید	اسیریٔ اہلحرم	۷۸	" "
… تیغِ ظلم سے سرِ سرورؑ جدا ہوا	روایت مثیریں	۴۶	" "
… عابدؑ کو طاعتِ رب میں سحر ہوئی	حضرت عونؑ و محمدؑ	۱۳۰	" "
… شکِ مسیحا سے جدا ہو گئی صغراؑ	مدینے میں قاصد کا آنا	۱۰۴	" "
… لب پیاس سے جب صغرؑ معصوم ہوئے	حضرت علی اصغرؑ	۰	" "
… مرے سخن میں ہے کس آفتاب کا	" امام حسینؑ	۱۳۶	نظمِ نفیس
… ناخدائے کشتیٔ ایماں ہوا شہید	اسیریٔ اہلحرم	۷۸	قلمی غیر مطبوعہ
… فلک پر سحرِ قتل کا تارا چمکا	حضرت قاسمؑ	۹۶	" "
(ح)			
… کلام ذکرِ شہؑ خاص و عام ہے	حضرت عباسؑ	۱۴۳	قلمی غیر مطبوعہ
(خ)			
خاندانِ شہِ لولاک کا تاج ہو غمگیں	حضرت قاسمؑ	۱۴۸	قلمی غیر مطبوعہ
خیر النساء کے باغ میں آمد خزاں کی ہے	" امام حسین (درعُرف)	۰	" "

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
(د)			
۴۴۔ دشتِ غربت میں وطن سے شہِؑ دیں جاتے ہیں	سفرِ امام حسینؑ	۱۵۱	نگارِ نفیس
۴۵۔ دربار میں جب اہلِ حرم ننگے سر آئے	اہلبیتؑ کی اسیری	۵۳	قلمی غیر مطبوعہ
(ر)			
۴۶۔ رخصت ہے پدر سے علیؑ اکبرؑ جوان کی	حضرت علیؑ اکبر	۱۳۰	مصائبِ کربلا
(ز)			
۴۷۔ زنداں میں جب حسینؑ کے اہلِ حرم گئے	جنابِ سکینہؑ	۱۴۰	دفترِ غم دیگر ...
۴۸۔ زنداں میں جبکہ دُخترِ شبیرؑ مر گئی	"	۲۲	مطبوعہ۔
(س)			
۴۹۔ سراجِ محفلِ اعجاز ہے کلام مرا	حضرت امام حسینؑ	۱۴۷	ریاضِ نفیس
۵۰۔ سادات کا جب قافلہ دربار میں آیا	اسیریٔ اہلِ حرم	۰	قلمی غیر مطبوعہ
۵۱۔ سیدانیوں سے رخصتِ شاہِؑ شہید ہے	رخصتِ امامؑ	۰	" "
(ش)			
۵۲۔ شوکت مرے سخن میں ثنائے علیؑ سے ہے	امام حسینؑ	۹۳	نگارِ نفیس
۵۳۔ شبیرؑ جدا ہوتے ہیں ناموسِ نبیؐ سے	"	۳۴	قلمی غیر مطبوعہ
(ط)			

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
۵۴۔ طلوع ہوتا ہے پھر آج آفتابِ سخن۔	حضرت عون و محمدؑ	۱۳۶	بزمِ نفیس نظمِ نفیس نگارِ نفیس
۵۵۔ طبع روشن ہے مری شمع شبستانِ سخن۔	" عباسؑ	۱۰۷	
(ظ)			
۵۶۔ ظاہر ہوئی شہؑ کے سحر کی جو شام غم۔	شبِ عاشورہ	۱۹۴	قلمی غیر مطبوعہ
(ع)			
۵۷۔ عنواں طراز نامۂ نوحہ ہے زباں مری	حضرت علیؑ اکبر	۱۴۵	بزمِ نفیس
۵۸۔ عباسؑ کو جہاد کی جس دم رضا ملی	" عباسؑ	۱۲۹	نوائب المصائب
(غ)			
۵۹۔ غربت میں برادر سے جدا ہوتی ہے زینبؑ	رخصت امامؑ	۰	قلمی
۶۰۔ غش ہوئے پیاس سے جب بانو کے جانی اصغرؑ	حضرت علیؑ اصغر	۰	"
(ف)			
۶۱۔ فراغ ماہ کو جب رات کے سفر سے ہوا	حضرت عباسؑ	۱۴۱	نظمِ نفیس
۶۲۔ فرزند نوجواں کی ہے رخصت حسینؑ سے	" علی اکبرؑ	۱۴۱	قلمی
(ک)			
۶۳۔ کیا رتبہ جناب رسالتؐ پناہ ہے	حضرت امام حسینؑ	۱۱۰	دفترِ غم و بحرِ ماتم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطلع	درحال	تعداد بند	کیفیت
٦٤- کس اشک کا دانہ دُرِ مکنوں سے فزوں ہے	حضرت امام حسینؑ	١٢٣	دفترِ غم و بحرِ ماتم
٦٥- کیا جگر بند شہنشاہِ رسالت کو ملے	” عونؑ و محمدؑ	١٨٧	نظمِ نفیس
٦٦- کیا شرف حضرتِ معبود نے حیدرؑ کو دیا	” علی اکبرؑ	١٢٩	قلمی غیر مطبوعہ
٦٧- کیا رتبۂ مدّاحِ امامِ مدنی ہے	” امام حسینؑ	٦٣	” ”
(ل)			
٦٨- لطفِ کلام مدحِ شہِ خاص و عام ہے	حضرت عبّاسؑ	١٥٨	قلمی غیر مطبوعہ
(م)			
٦٩- مفتاحِ قفلِ بابِ سخن ہے زباں مری	حضرت امام حسینؑ	٦٠	دفترِ غم و بحرِ ماتم
٧٠- مری زباں کو شرف مدحِ پنجتنؑ سے ملا	” ”	١٥٨	ریاضِ نفیس
٧١- معراجِ سخن مدحِ رسولِ دوسرا ہے	” علی اکبرؑ	١٦٧	قلمی غیر مطبوعہ
٧٢- محرّم آیا ہے سایۂ علم میں شورِ آہ و فغاں بپا ہے	عشرۂ محرم	٠	” ”
٧٣- معجز بیاں ہوں فیضِ رسالتمآبؐ سے	” عونؑ و محمدؑ	١٦١	” ”
٧٤- مشہور زمانے میں شجاعت ہے علیؑ کی	” عباسؑ	١٦١	” ”
٧٥- میں بلبلِ شیریں سخن باغِ علیؑ ہوں	” امام حسینؑ	١٦١	” ”
٧٦- مطلعِ مہرِ فصاحت ہے طبیعت میری	” ”	١٥٠	مطبوعہ صادق پریس (لکھنؤ)
(ن)			
٧٧- نورِ محمدیؐ کا جہاں میں ظہور ہے	” رسولِ خدا	٥٠	دفترِ غم و بحرِ ماتم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطلع	در حال	تعداد بند	کیفیت
(و)			
کا نام ہے روشن وفا شعاروں سے	حضرت عباسؑ	۱۳۴	قلمی غیر مطبوعہ
(ہ)			
غازۂ عذارِ سخن مرتضیٰؑ کی مدح	جناب فاطمہؑ	۹۴	دفترِ غم و بحرِ ماتم
اے قلمِ صدق رقم نور فشاں ہو	حضرت امام حسینؑ	۱۲۴	” ”
بوستانِ طبع دکھا پھر بہارِ نظم	” عباسؑ	۱۲۹	” ”
اے سنانِ غم جگر و دل کے پار ہو	” علی اکبرؑ	۱۳۵	” ”
اے عروسِ حجلۂ اعجاز رو دکھا	” قاسمؑ	۱۷۵	نظمِ نفیس
(ی)			
یعقوبِ مصطفےٰ سے جو یوسف جدا ہوا	جناب فاطمہؑ صغرا	۹۴	دفترِ غم و بحرِ ماتم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ ——————— میر نفیس

در حالِ حضرت امام حسین علیہ السّلام

مری زباں کو شرفِ مدحِ پنجتنؑ سے ملا

(بند ۱۵۸)

(۱)

مری زباں کو شرفِ مدحِ پنجتنؑ سے ملا
سخن کا تاج جو گل تھا وہ اس چمن سے

یہ رتبہ فاطمہؑ و حیدرؑ و حسنؑ سے ملا
یہ سب عروجِ ثنائے شہِ زمن سے

یہ مایہ سبطِ پیمبرؐ سے میں نے پایا ہے
یہ پایہ صاحبِ منبر سے میں نے پایا ہے

(۲)

خود اپنے اوج پہ نازاں ہوں افتخار کیساتھ
یہ بے خزاں مجھے گلشن ملا بہار کی

جناں میں جاؤں گا محبوبِ کردگار کیساتھ
کہ عشق ہے مجھے حیدرؑ کے گلعذار کی

چراغ مہر سے روشن چراغ دیکھوں گا
یہ باغ دیکھ چکا اب وہ باغ دیکھوں گا

(۳)

خدا نے مرتبہ کیا آلِ مصطفےٰؐ کو دیا
دیا وہ سب انھیں جو سیدالورا کو

علی الخصوص شرف جو کہ مرتضےٰؑ کو دیا
نہ انبیا کو دیا وہ نہ اوصیاء کو

جہاں پناہ ہوئے عرش بارگاہ ہوئے
نبیؐ کے بعد یہی کُل کے بادشاہ ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴)

کسے یہ اوج ملا جو ملا علیؑ کو حشم — فلک کے سر کا بنی تاج ان کی خاکِ قدم

امیرِ کون و مکاں زینتِ سریرِ کرم — معینِ امتِ مرحومۂ رسولِ امم

جنابِ سیدِ لولاک کے وزیر ہوئے

خدا کے ہاتھ جو تھے سب کے دستگیر ہوئے

(۵)

سوائے ختمِ رسلؐ ہر نبی سے افضل ہیں — ہر اک کمال میں کامل ہنر میں اکمل ہیں

جہاں میں دونوں جہاں کے امامِ اول ہیں — کلام ان کے فضائل پہ سب مدلل ہیں

ہر اک نبیؑ کی بلاؤں میں یہ کفیل ہوئے

رسولؐ کون سے استاد جبرئیل ہوئے

(۶)

خدا کے گھر میں ولادت کسے نصیب ہوئی — حرم میں خاص یہ حرمت کسے نصیب ہوئی

یہ قوتیں یہ شجاعت کسے نصیب ہوئی — یہ قدرتیں یہ حکومت کسے نصیب ہوئی

کھلے ہیں جنگ میں نصرت کے باب ان کے لئے

غروب ہو کے پھرا آفتاب ان کے لئے

(۷)

کہو عطا ہوئی طاقت یہ کس پیمبرؐ کو — کہ بچپنے میں کیا دو دہانِ اژدر کو

دیا کریم نے وہ زورِ دستِ حیدرؑ کو — بتوں سے کر دیا خالی الٰہ کے گھر کو

کسی نے کفر کی بستی کو یوں اجاڑا ہے

کسی رسولؐ نے خیبر سا در اکھاڑا ہے

(۸)

وہ رکنِ دیں ہیں کہ دنیا انھیں سے ہے قائم — پھرے جہاد سے جب یہ تو سالم و غانم

ہر ایک امر میں بالا رہے یہی دائم — یہ ہیں مرادِ یداللہ فوق ایدیہم

بجز علیؑ اسد اللہ کوئی اور بھی ہے

بھلا جہاں میں یداللہ کوئی اور بھی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

٩

علیؑ کا زور نہ کیوں ہو نبیؐ سے ہو برتر — کسی کی تیغ نے کاٹے ہیں جبرئیل کے پَر
حیات و موت پہ قدرت یہ شانِ رب ہو مگر — پھر اس کو کیا کہیں انساں میں یہ صفت ہو اگر
خدا کے خوف سے ہم تو خموش رہتے ہیں
یہی سبب ہے نصیری خدا جو کہتے ہیں

١٠

دیا وہ حق نے برادر کہ جو حبیبِ خدا — ملی وہ خلق میں بی بی جو بنتِ خیرِ وریٰ
جنابِ فاطمہؑ صدیقہ طاہرہ زہراؑ — علیؑ نہ ہوتے تو پھر ان کا کوئی کفو نہ تھا
سب اپنی نعمتوں کا اِن پہ اختتام کیا
کہ اِن کے بیاہ کا خود حق نے اہتمام کیا

١١

بتولؑ کو وہ دیا کردگار نے رتبہ — کہ جن کی کرتے تھے تعظیم خود رسولِ خداؐ
نہ آسیہ نے نہ مریمؑ نے یہ شرف پایا — انھیں کا پیشِ خدا عرشِ حق پہ عقد ہوا
دکھائیں خلد میں شکلیں عجب سروروں نے
کہ پھول ان پہ نچھاور کئے تھے حوروں نے

١٢

خوشا فضیلتِ شیرِ خدا زہے توقیر — ملے وہ لال کہ جن کا نہیں عدیل و نظیر
رسولِ پاک کے فرزند شبرؑ و شبیرؑ — سپہرِ جاہ و جلالت کے آفتاب منیر
نبیؐ کے بعد علیؑ شاہ خاص و عام ہوئے
علیؑ کے بعد حسنؑ خلق کے امام ہوئے

١٣

وہی مروت و احسان وہی جلال و حشم — وہی شجاعت و اقبال و خلق و لطف و کرم
وہی سلوک اُسی طرح سے شفیعِ امم — نبی کی جان ید اللہ کے قدم بہ قدم
خدا نے ان کو مناقب ہر اک ولی کے دیئے
رسولؐ پاک کے رتبے شرف علیؑ کے دیئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بلا حسینؑ کو بعد ان کے تاج امامت کا
عیاں ہے خلق پہ حال آپ کی جلالت کا
(۱۴)
کمال و حسن و ادب خاتم الرسالت کا
جلال و رعب و حشم سب بشر ولایت کا
مثالِ جدؐ و پدر عرش بارگاہ یہ تھے
اسی طرح سے مدینے کے بادشاہ یہ تھے

وہ خادموں سے محبت کہ حد نہیں جسکی
وہ رحمتیں وہ سخاوت کہ حد نہیں جسکی
(۱۵)
وہ بخششیں وہ عنایت کہ حد نہیں جسکی
وہ علم و خلق و مروت کہ حد نہیں جسکی
کبھی کسی سے نہ رک رک کے ملتے تھے حضرتؑ
ہر ایک دوست سے جھک جھک کے ملتے تھے حضرتؑ

شجاعت ایسی کہ جس کا مقر تمام جہاں
زمین و چرخ پہ ہے مثلِ آفتاب عیاں
(۱۶)
شمار جس کا نہ ممکن تھا وہ سپاہ گراں
اور اسمیں یکتا و تنہا علیؑ کا راحتِ جاں
عطش میں لاکھوں سے سلطانِ مشرقین لڑے
علیؑ کے بعد لڑے گر تو بس حسینؑ لڑے

ستم رسیدہ بھی ایسا ہوا نہ کوئی مگر
سحر سے ظہر تلک جس کا لٹ گیا سب گھر
(۱۷)
وہ نور عین جو تھے افتخار جن و بشر
شہید ہو گئے آنکھوں کے آگے تشنہ جگر
کسی کا یوں نہ کوئی گلعذار قتل ہوا
جواں کا ذکر ہے کیا شیرخوار قتل ہوا

اب اہل بزم عزا کربلا کا حال سنیں
مصائب پسر شیر ذوالجلال سنیں
(۱۸)
بغور ذکر غم شاہ خوشخصال سنیں
فسانۂ الم و صدمۂ و ملال سنیں
بہائیں اشک بھی مجلس سے بہرہ یاب بھی ہوں
بہشت و خلد بھی لیں داخل ثواب بھی ہوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شب دہم کی سحر نہیں جب طلوع ہوئی — خدا کی یاد میں خلقِ خدا رجوع ہوئی
(۱۹)
ہر اک زبان پہ تسبیح رب شروع ہوئی — ہر ایک شے سوئے حق مائلِ خضوع ہوئی
ادب سے حمدِ خدائے ودود پڑھنے لگے
سب اپنی اپنی زباں میں درود پڑھنے لگے

وہ شاہ شرق کی آمد وہ نور چار طرف — وہ روشنیٔ سحر کا ظہور چار طرف
(۲۰)
وہ ضو وہ سرد ہوا کا سُرور چار طرف — وہ زمزمے وہ نوائے طیور چار طرف
زمیں لہکتی تھی جو کھل کے پھول گرتا تھا
ہر ایک مرغِ چمن باغ باغ پھرتا تھا

وہ نجم چرخ کا چھپنا وہ صبح کا آنا — وہ ماہتاب کا حُسنِ سحر سے شرمانا
(۲۱)
گلوں کی بو کا وہ رہ رہ کے چار سو جانا — لہک لہک کے وہ سبزے کا رنگ دکھلانا
نثار گنبد خضرا اسی آب و تاب پہ تھا
زمیں کا سبزۂ نوخیز بھی شباب پہ تھا

وہ جوئبار کی لہروں میں عکسِ نخلِ چمن — میانِ آب بھی اک باغ ہے یہ تھا روشن
(۲۲)
وہ قطرے اوس کے بالائے سبزۂ گلشن — ردائے سبز پہ پھیلے تھے صاف دُرِّ عدن
زمیں کو اپنی ضیا، آسمان دکھاتا تھا
سماں بہشت کا باغ جہاں دکھاتا تھا

بہار وہ چمنستاں کی اور وہ جلوہ گری — وہ رنگ اور دلاویز وہ گلوں کی تری
(۲۳)
وہ حسنِ گیسوئے سنبل مثالِ زلفِ پری — ہوئی تھی عطر فشاں موجِ صرصرِ سحری
ہر ایک پھول پہ نرگس کی آنکھ پڑتی تھی
زیادہ چلنے میں بلبل ہوا سے لڑتی تھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرغِ چمن کے وہ اختلاط نئے — نیاز و راز نئے قول انبساط نئے
(۲۴)
ں وہ سخن بہرِ احتیاط نئے — چمن میں گرم وہ صحبت وہ ارتباط نئے

ہوائے سرد کے جھونکے جو آتے جاتے تھے
یہ تھا سُرور کہ غنچے بھی مسکراتے تھے

ی کی سب پتیاں دہکتی تھیں — کھلے ہوئے تھے چمن کھیتیاں لہکتی تھیں
(۲۵)
ل تھے سب ڈالیاں جھکتی تھیں — بغل میں گل کو لئے بلبلیں چہکتی تھیں

روش پہ طائرِ یزداں پرست پھرتے تھے
شمیمِ باغ سے طاؤس مست پھرتے تھے

ح قیامت کی صبح سے تھی نہ کم — خبر نہ تھی کہ لٹے گا ریاضِ شاہِ امم
(۲۶)
نوحہ کناں ہوتیں بلبلیں باہم — اڑاتی خاک صبا ہوتا صبح سے ماتم

نہال حال پریشان کرتے پہلے سے
گل اپنے چاک گریبان کرتے پہلے سے

ں رات سے بال اپنے کھولتا سنبل — فغان و آہ کا ہوتا طیورِ باغ میں غل
(۲۷)
ملال نہ کرتے کبھی تبسم گل — نہ جاتی سرو پہ قمری نہ سوئے گل بلبل

کلی نہ کھلتی نہ غنچہ کوئی مہک دیتا
کُلاہ اپنی شگوفہ ہر اک پٹک دیتا

یف کے چمن کا تھا کربلا میں یہ حال — بغیر آب تھے پژمردہ آہ تازہ نہال
(۲۸)
غ جس پہ ریاضت نبیؐ نے کی مہ و سال — خزاں کے ہاتھ سے کیا جلد وہ ہوا پامال

ہزاروں ظالم و بدعت شعار گھیرے تھے
نبیؐ کے باغ کے پھولوں کو خار گھیرے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۹)

منافقوں کا اُدھر تھا ہجوم چار طرف — وہ قتل سبط پیمبرؑ کی دھوم چار طرف
وہ مجمعِ سپہ شام و روم چار طرف — عرب کے جمع تھے میشوم و شوم چار طرف
رسولِ پاک کے دشمن عدوئے باری تھے
علیؑ کے نام سے جلتے تھے ایسے ناری تھے

(۳۰)

سحر سے معرکۂ جنگ تا بہ ظہر رہا — وہ حربِ قاسمؑ ذیشاں کہ حشر تھا بپا
جدالِ حضرت عباسؑ تھی کہ قہرِ خدا — غزائے اکبرؑ غازی تھی شبیرِ حق کی غزا
لہو سے بھر گئے کفار کے خیام تلک
وغا کے بعد ہلا کی زمینِ شام تلک

(۳۱)

امام پاک کے سب جاں نثار قتل ہوئے — اٹھا کے پیاس کے دکھ ذی وقار قتل ہوئے
خدا کی راہ میں والا تبار قتل ہوئے — حسینؑ رہ گئے سب جاں نثار قتل ہوئے
پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا
نصیب قبر ہوئی نہ کفن کسی کو ملا

(۳۲)

نہ دوست اب کوئی باقی نہ کوئی یاور ہے — ہزار داغ ہیں اور ایک جانِ مضطر ہے
ہزار خنجرِ خونخوار ہیں اور اک سر ہے — ہجوم یاس ہے اندوہ و غم کا لشکر ہے
کہاں سے ڈھونڈ کے لائیں حسینؑ پیاروں کو
فلک نے خاک کیا عرش کے ستاروں کو

(۳۳)

سفر ہے خلق سے اب بادشاہ عالم کا — اداسی چھائی ہے گھر پر وفور ہے غم کا
نبیؐ کی آل میں برپا ہے شور ماتم کا — پسر بتولؑ کا مہماں ہے اب کوئی دم کا
لہو میں سینۂ شاہ حجاز ڈوبے گا
کوئی گھڑی میں حرم کا جہاز ڈوبے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۴)

بہارِ گلشنِ شیرِ الٰہ جاتی ہے
قضا چراغِ مزارِ نبیؐ بجھاتی ہے
یہ غل ہے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے
کھلا ہے فاطمہؑ کا سر قیامت آتی ہے
کوئی نہیں ہے غریبی میں آشنائے حسینؑ
صدا ہے خیمے کے پیچھے کہ ہائے ہائے حسینؑ

(۳۵)

رُلا رہی ہے دلوں کو لٹی ہوئی سرکار
نہ پیدلوں کے پرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمتگار
اُجڑ گیا وہ گلستان خزاں ہوئی وہ بہار
مقام ہو کا ہے جس جا نگاہ پڑتی ہے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی ہے

(۳۶)

حسینؑ جب علی اصغرؑ کو دفن کر کے پھرے
اٹھا کے رنج و الم پارۂ جگر کے پھرے
مزار سے بصد اندوہ و غم لپر کے پھرے
سوئے خیامِ حرم سرد آہ بھر کے پھرے
بکا کرو یہ دلِ بے قرار کہتا تھا
جگر میں درد تھا بازو سے خون بہتا تھا

(۳۷)

پکاری ڈیوڑھی سے بانوؑ مرا لپسر ہے کہاں
خدا کے واسطے کہیئے وہ سیم بر ہے کہاں
جہاں ہے آنکھوں میں تیرا مرا قمر ہے کہاں
سُرورِ جان و دل مادر و پدر ہے کہاں
صغیر لال سے کیوں منھ کو موڑ آئے ہو
ستمگروں میں کہاں اسکو چھوڑ آئے ہو

(۳۸)

اُسے فرات پہ سیراب بھی کیا کہ نہیں
کسی نے تھوڑا سا پانی اسے دیا کہ نہیں
ثواب یہ کسی بے رحم نے لیا کہ نہیں
گلا تو خشک تھا قطرہ کوئی پیا کہ نہیں
ہمارے حق کی خوشی اُٹھ گئی زمانے سے
کلیجہ پھٹتا ہے تنہا تمہارے آنے سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہا حسینؑ نے وہ بھی ہوئے شہیدِ جفا ملا نہ پانی کا قطرہ گلے پہ تیر لگا
یہ خون انھیں کا مری آستیں میں سب ہے بھرا ۳۹ اُگل اُگل کے لہو مر گیا وہ ماہ لقا
کوئی نہ پائے جو دکھ ہم نے پائے ہیں بانوؑ
انھیں سپردِ لحد کر کے آئے ہیں بانوؑ

تمہارے لال کو لے جا کے رن میں پچھتایا ترس کسی کو نہ بچے کے حال پہ آیا
لحد تو مل گئی لیکن کفن نہیں پایا ۴۰ اُسی لہو بھرے کرتے میں ان کو دفنایا
وفورِ غم سے نہیں تابِ صبر ہے بانوؑ
وہ سامنے علی اصغرؑ کی قبر ہے بانوؑ

یہ سُن کے بانوئے بیکس کا غیر حال ہوا پکاری ہائے مرا شیر خوار مجھ سے چھٹا
ارے مرے علی اصغرؑ یہ ماں ہو تجھ پہ فدا ۴۱ لہو میں تر ہوئے دو دن کی پیاس میں بیٹا
وہ جسم پھول سا اب اور گرم ریتی ہے
تمہاری قبر کی امّاں بلائیں لیتی ہے

اب آج شب کو اکیلے زمیں پہ سوؤ گے نہ ماں ملے گی تو منھ آنسوؤں سے دھوؤ گے
لحد میں پہلے کو چونکے تو ڈر کے روؤ گے ۴۲ خبر نہ تھی کہ تم اس سن میں جان کھوؤ گے
فلک نے روئے خوشی کو اِدھر سے موڑ دیا
ہوئی نہ دودھ بڑھائی کہ دودھ چھوڑ دیا

کہا حسینؑ نے اب صبر کا ہے یہ ہنگام لیکا سے پھر نہیں آنے کے اصغرِ گلفام
مقامِ شکر ہے اے بانوئےؑ بلند مقام ۴۳ تمہارا لال ہوا فدیۂ خدائے انام
گلا چھڑائے قیامت میں جبکہ آئے گا
یہ شیر خوار بھی امت کو بخشوائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۴)

یہ کہہ کے آپ نے باندھی کمر شہادت پر — حرم سرا میں گیا فاطمہؑ کا نورِ نظر

ہیں اب اہلِ عزا حال رخصتِ سرورؑ — بکائے آلِ محمدؐ سے ہے بپا محشر

سر اپنے کھولے ہوئے خورد سال روتے ہیں

حسینؑ اہلِ حرم سے وداع ہوتے ہیں

(۴۵)

کے گھر کا مرقع ہے صحن میں ابتر — کوئی تو عالمِ حیرت میں ہے کوئی ششدر

تڑپتی ہے یاں کوئی غش پڑی ہے اُدھر — یہ رنگ ہے کہ کسی کو نہیں کسی کی خبر

دلوں پہ ہاتھ سوئے شاہِ دیںؑ نگاہیں ہیں

رخوں پہ اشک رواں ہیں لبوں پر آہیں ہیں

(۴۶)

یہ کہتی ہے رو کر کہ مانگ اجڑتی ہے — کسی کو غم ہے کہ تقدیر اب بگڑتی ہے

ئے شاہ کا دامن کوئی پکڑتی ہے — یہ شور ہے کہ بہن بھائی سے بچھڑتی ہے

حسینؑ روتے ہیں سمجھا کے رونے والوں کو

حرم نے کھول دیا ہے سروں کے بالوں کو

(۴۷)

ے ہوئے ہیں مسلّح امامِ جن و بشر — چڑھے ہیں پاؤں میں موزے بندھی ہوئی ہے کمر

ہے دوش پہ اور ہاتھ میں ہے تیغ و سپر — زباں پہ یہ ہے کہ لو الوداع اے خواہر

بہو بتولؑ کی تو بے حواس پھرتی ہے

تڑپ تڑپ کے بہن آس پاس پھرتی ہے

(۴۸)

رو کے کہتا ہے فرزند شاہِ قلعہ شکن — تمہارے صدقے ہو بھائی پھرو نہ گرد بہن

ئے جان گرا اپنی حسینؑ تشنہ دہن — نہ بخشی جائے کبھی امتِ رسولؐ زمن

سر اُترے تن سے کہ تیروں سے جسم چھن جائے

یہی خوشی ہے کہ امت کا کام بن جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۹)

گناہ گاروں کو اب بخشوانے جاتے ہیں — ہم آج صبر کے جوہر دکھانے جاتے ہیں
بدن پہ نیزہ و شمشیر کھانے جاتے ہیں — کفن پنہاؤ کہ ہم سر کٹانے جاتے
نہ پیٹو سر کو نہ آہ و بکا کرو زینبؑ
خدا سے بھائی کے حق میں دعا کرو زینبؑ

(۵۰)

یہ راہ وہ ہے کہ ہوتا ہے ہر بشر کو ہراس — علیؑ کے یاد ہیں غربت کی شب کو کلمۂ یا
بجا ہے گر ہو مسافر کو انتشارِ حواس — چلا ہوں میں تو تہی دست کچھ نہیں مرے پا
مقام خوف ہے موقع رہ رضا کا ہے
سفر یہ اور نہیں سامنا خدا کا ہے

(۵۱)

ہم اس طرف ہیں اکیلے اُدھر صف آرائی — نہ ساتھ ہے کوئی بیٹا نہ پاس ہے
مسافرت ہے غریبی ہے اور تنہائی — قلق یہ ہے کہ شہادت ابھی نہیں
بھروں لہو میں تو حاصل یہ آرزو ہو جائے
خدا کے سامنے شبیرؑ سرخرو ہو جائے

(۵۲)

ہمارے بعد جلائیں جو خیمہ اہلِ ستم — بہن زباں سے شکایت نہ کیجیو اس
سرِ حسینؑ نہ ہو جب تلک بدن سے قلم — خدا کے واسطے باہر نہ رکھیو گھر سے
کریم رہتا ہے خوش صبر کرنے والوں سے
ردا چھنے تو چھپا لیجیو منہ کو بالوں سے

(۵۳)

لپٹ کے بھائی سے کہنے لگی وہ سینہ فگار — نثار آپ کی غربت پہ زینبؑ لا
شہید ہوں گے مرے جیتے جی شہ ابرار — لٹیں گے اب حرم پاک احمدؐ
نہ گھر رہے گا نہ گوشہ ملے گا رونے کو
بہن کو چھوڑتے ہیں آپ قید ہونے کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۵۴

...ئےؑ نبیؐ کا مرے سامنے چمن ہے ہے
میں دیکھوں آپ کو بے گور و بے کفن ہے ہے
...ے میں بالی سکینہؑ کے ہو رسن ہے ہے
گنوا کے بھائی کو جاؤں سوئے وطن ہے ہے
سنبھالوں دل کو میں کیا کس طرح سے جبر کروں
پہاڑؑ اتنے گریں غم کے اور میں صبر کروں

۵۵

...م دیں نے کہا جو مشیت باری
تم ہی بتاؤ کہ بہتر ہے صبر یا زاری
...جو ئے اشک کرو چشم پاک سے جاری
نہیں ہے کیا تمہیں امت رسولؐ کی پیاری
خزاں ریاض نبیؐ کی بہار ہونے دو
خدا کی راہ میں ہم کو نثار ہونے دو

۵۶

...ہیں ہو صبر میں تم فاطمہؑ سے کم زینبؑ
ہماری طرح گوارہ کرو ستم زینبؑ
...ٹھائیں بار شہادت خوشی سے ہم زینبؑ
اسیر ہونے کے تم سہو رنج و غم زینبؑ
گلہ زباں پہ نہیں گو کہ بھوکا پیاسا ہوں
نبیؐ کی تم ہو نواسی تو میں نواسا ہوں

۵۷

...صاحبان وفا ہیں وہ شکر کرتے ہیں
جو حاملان بلا ہیں وہ شکر کرتے ہیں
...طالبان رضا ہیں وہ شکر کرتے ہیں
جو خاصگانِ خدا ہیں وہ شکر کرتے ہیں
ہمیں تو عید ہے سو کھا گلا کٹانے ہیں
شریک تم بھی ہو امت کو بخشوانے ہیں

۵۸

...کے سبب سے ہوا جانِ فاطمہؑ رخصت
پڑا یہ غل کہ لٹی اب رسولؐ کی عترت
...کے بچوں کو جب پیار کر چکے حضرت
لیا سکینہؑ کو گودی میں تھام کر رقت
جگر سے تیرِ غم و درد کے گزرنے لگے
حسینؑ بیٹی کو جھک جھک کے پیار کرنے لگے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۵۹)
ہٹا کے چہرے سے گیسو بہ دیدۂ خونبار
کہا کہ اے مری پیاری حسینؑ تجھ پہ نثا
پدر کو تم سے چھڑاتا ہے چرخ کج رفتار
اب آج سوئیو ماں پاس اے مری دلد
گلے سے خوب لگا لوں یہ ہے مرے جی میں
یہ آخریں تمہیں میں نے لیا ہے گودی میں

(۶۰)
ہمارے بعد نہ کیا کیا الم ملیں گے تمھیں
کبھی نہ دیکھے تھے جو اب وہ غم ملیں گے
نہ چین پاؤ گی دکھ و ستم ملیں گے تمھیں
نہ تم ملو گی ہمیں اور نہ ہم ملیں گے
زمین گرم پہ تم سے بچھڑ کے سوئیں گے
تمہارے واسطے راتوں کو ہم بھی روئیں گے

(۶۱)
سفر قریب ہے راحت کے اٹھ گئے اسباب
ہماری جان کی دشمن ہے فوجِ خانہ خرا
کہا جو شاہ نے بیٹی سے یہ بچشم پر آب
کلیجہ ہل گیا ننھا سا دل ہوا بیتا
لپٹ کے دخترِ شاہِ مدینہ رونے لگی
گلے میں ڈال کے باہیں سکینہؑ رونے لگی

(۶۲)
کہا امام نے بیٹی نہ روؤ بہرِ خدا
وہ کہتی تھی مرا دل رو رہا ہے اے
کہاں سدھارتے ہیں قبلۂ امم تنہا
کہا حسینؑ نے عمو تمہارے ہیں جب
بَلا کے بن میں گھٹائیں ستم کی چھائی ہیں
ہمارے لینے کو دادی تمہاری آئی ہیں

(۶۳)
کہا حسینؑ نے جدم یہ بادل مغموم :
حرم میں نالۂ و فریاد کی ہوئی اک
سر اپنا کھولے ہوئے پیٹتے تھے سب معصوم :
بہن کو دیتے تھے جب اُسکو سیّد
لپٹ لپٹ کے گلے آہ سرد بھرتی تھی
سکینہؑ شہ کے نہ آغوش سے اترتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اتارا گود سے جب اس کو شہ نے بہلا کر — وداع ہو کے چلے گھر سے شاہ جن و بشر
سب اہلبیتؑ بڑھے پیچھے پیٹتے ہوئے سر — حرم سرا سے برآمد ہوا علیؑ کا پسر (۶۴)
الم کی برچھیاں سب کے دلوں پہ چلنے لگیں
ہٹا کے پردے کو سیدانیاں نکلنے لگیں

پکارے مڑ کے یہ رانڈوں کو سبط پیغمبرؐ — نہ نکلے گھر سے مرے جیتے جی کوئی باہر
ہزار حیف کہ بعد از شہادت سرورؐ — علیؑ کی بیٹیاں بلوے میں سب تھیں بے چادر (۶۵)
رخوں پہ خاک نبیؐ زادیاں لگائے تھیں
رسن میں ہاتھ تھے بالوں سے منھ چھپائے تھیں

سوار دوش نبیؐ رخش پر سوار ہوا — سنبھل کے باگ جو لی برق رہوار ہوا
ضیاء جو رخ کی بڑھی مہر شرمسار ہوا — غبار زلف کی خوشبو سے مشکبار ہوا (۶۶)
بہار خلد کی ساری زمیں دکھانے لگی
شمیم عنبرِ اشہب فرس سے آنے لگی

بڑھا سمند سبک سیرِ شاہ نیک خصال — چلا رکاب ظفر انتساب میں اقبال
پڑا جو آئینۂ رخ کا عکس وقتِ زوال — زمیں چمکنے لگی نیّرِ فلک کے مثال (۶۷)
ہوئے یہ نازکناں اپنی شان پہ ذرّے
ستارے بن کے گئے آسمان پر ذرّے

وہ شان و دبدبہ و جاہ و احتشامِ امام — ملک جھکے پئے تسلیم شاہ عرش مقام
زہے مراتبِ لختِ دلِ رسولِؐ انام — فلک سے آنے لگے تحفۂ درود و سلام (۶۸)
نثار جن ہوئے پریاں بلائیں لینے لگیں
بڑھا کے ہاتھوں کو حوریں دعائیں دینے لگیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۶۹)

عمامہ سر پہ گلابی وہ جس میں بوئے گلاب — صبا وہ دوش پہ ضو جس کی غیرت مہتاب
قمیصِ یوسفِؑ کنعاں تھی زیبِ جسمِ جناب — فرس وہ جس کا لقب ذوالجناح مہر رکاب
کمر میں تیغ علیؑ بحرِ قہر جوش پہ ہے
نظر ہے فوج پہ حمزہ کی ڈھال دوش پہ ہے

(۷۰)

فرس نے مڑ کے نظر کی سوئے شہِ دلگیر — کہ اُڑ کے جاتا ہوں اب جانبِ سپاہ کثیر
کہا کہ پیاس سے تیرا بھی حال ہے تغییر — قدم قدم اسے مقتل میں لے چلے شبیرؑ
صبا کو بادشہِ مشرقین نے روکا
فرس کو رانوں کے نیچے حسینؑ نے روکا

(۷۱)

علیؑ کا شیر جو پہونچا قریبِ لشکر گاہ — صفیں الٹ گئیں اللہ رے چشم و رعبِ نگاہ
کہا فلک نے بجا لیجیے یا رسول اللہ — ابو ترابؑ سے مانگی ادھر زمیں نے پناہ
قیامت آئی ہوا امن کا نشان عنقا
طیور ڈر کے اڑے ہو گئی امان عنقا

(۷۲)

تمام فوج میں اک تہلکہ ہوا برپا — کماں سے ہو گئے سب سہم کر خدنگ جدا
حواس اپنی جگہ پر رہے نہ ہوش بجا — سفید رنگ سیہ بیرقوں کا ڈر سے ہوا
نشان خم ہوئے پرچم پہ پیچ پڑنے لگے
علم زمین پہ گر گر کے سر رگڑنے لگے

(۷۳)

فرس کو چھیڑ کے آگے بڑھے شہِ والا — کیا جو نعرۂ شیرانہ ڈر گئے اعدا
نظر جو فوج پہ کی تیغ چل گئی گویا — کھلا جو بابِ رجز بند ہو گئے فصحا
چمن سے بو کہ فصاحت بیاں سے نکلی
زباں سے شعر کہ تلوار میاں سے نکلی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لبوں نے رنگ گلِ ارغواں کا دکھلایا
زباں نے ڈھنگ علیؑ کی زباں کا دکھلایا
(۷۴)
مژہ نے طور خدنگ و سناں کا دکھلایا
بھوؤں نے توڑ علیؑ کی کماں کا دکھلایا

بھڑک بھڑک کے الف راہوار ہونے لگے
خدنگ خوف سے دشمن شکار ہونے لگے

نہ ڈر سے حال تھا پیرو نہیں نے جوانو نہیں
جواب کیا دیں کہ لکنت تھی سب زبانو نہیں
(۷۵)
ہر ایک سُن تھا خموشی تھی خوش بیانو نہیں
صدائے شیرِ خداؑ آ رہی تھی کانوں میں

دہن سے بات ہر اک تیز تر نکلتی تھی
رجز کے شعر نہ تھے ذو الفقار چلتی تھی

ہر ایک شعر کا مضمون آبدار یہ تھا
کہ میں ہوں نور خدا دلبرِ رسولؐ خدا
(۷۶)
مرا پدر ہے علیؑ شیر بیشۂ ہیجا
شجاع - قاتل کفار - شاہ قلعہ کشا

گرائے توڑ کے جتنے صنم تھے کعبے میں
نبیؐ کے دوش پہ جس کے قدم تھے کعبے میں

خدا کے گھر کو کیا تیرگیٔ کفر سے پاک
علیؑ کے زور کا غل تھا زمیں سے تا افلاک
(۷۷)
تمام خوف سے تھے مشرکوں کے دل صد چاک
اذاں جو دی تو ہوئے شاد سیّد لولاک

حرم میں جس طرف آواز ان کی جاتی تھی
صدائے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

شکست جس نے ہزاروں کو دم میں دی وہ علیؑ
رسولِ حق کا جو عالم میں ہے وصی وہ علیؑ
(۷۸)
کریم نے جسے اپنا کیا ولی وہ علیؑ
جو سب سے افضل اعلیٰ تھے وہ علیؑ وہ علیؑ

قدم نے جس کے یہ رونق زمین کے فرش کو دی
علیؑ کے نام سے زینت خدا نے عرش کو دی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شجاعت شہ مرداں نہاں جہاں میں نہیں
علیؑ سا کوئی رفیع المکاں جہاں میں نہیں
(۷۹)
قوی کوئی کوئی ایسا جواں جہاں میں نہیں
بہادر ایسا نہ آسماں جہاں میں نہیں
جلو میں نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

بغور دیکھ لیں سب ہے یہ ذوالفقار وہی
وہی یہ قبضہ ہے اور دست زوردار وہی
(۸۰)
وہی ہے ضرب مری اور کارزار وہی
وہی جگر ہے وہی دل ہے اختیار وہی
پسر علیؑ کا محمدؐ کا میں نواسہ ہوں
یہ امر نو ہے کہ سولہ پہر سے پیاسہ ہوں

علیؑ کی طرح مٹا دوں گا نامیوں کی صفیں
کہ ہیچ خاص کے آگے ہیں عامیوں کی صفیں
(۸۱)
نہ رومیوں کی بچیں گی نہ شامیوں کی صفیں
حلال تیغ کرے گی حرامیوں کی صفیں
ہر ایک جان بچانے کو رہ نہیں ترسے گا
پھر آج تیغ کے پانی سے خون برسے گا

ہمیں نے سب کو شجاعت کے فن سکھائے ہیں
ہمیں نے تیغ زنی کے چلن سکھائے ہیں
(۸۲)
ہمیں نے طرز بگیر و بزن سکھائے ہیں
رجز کے ہم نے طریق سخن سکھائے ہیں
جری ہیں جو وہ ہیں شاگرد اس گھرانے کے
ہمیں زمانے میں استاد ہیں زمانے کے

بڑھے جو مرحب و عنتر سا ہو جواں کوئی
وغا کو سامنے آئے نہ ہو نہاں کوئی
(۸۳)
پرے سے جنگ کو نکلے تو پہلواں کوئی
کرے حسینؑ کی جرأت کا امتحاں کوئی
رہے گا تذکرہ اس ہاتھ کی صفائی کا
ہمارے نام پہ ہے خاتمہ لڑائی کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸۴)

ہراس کچھ نہیں پیدل بڑھیں سوار بڑھیں ۔۔۔ رسالہ دار بڑھیں آزمودہ کار بڑھیں
پچاس صف سے بڑھیں سو بڑھیں ہزار بڑھیں ۔۔۔ جو کچھ ہو خوف تو سب مل کے ایکبار بڑھیں
بہت ہوں صید تو دل اور شیر ہوتا ہے
شکار سے کہیں صیاد سیر ہوتا ہے

(۸۵)

ہر ایک جنگ کو بیرنگ ہم سمجھتے ہیں ۔۔۔ مثال ذرہ گراں سنگ ہم سمجھتے ہیں
شغال تم کو دم جنگ ہم سمجھتے ہیں ۔۔۔ فراریوں سے وغا ننگ ہم سمجھتے ہیں
وہ ہم ہیں شیر جو لشکر میں سب کے آگے تھے
وہی ہو تم کہ جو خیبر میں دب کے بھاگے تھے

(۸۶)

میں وہ حسینؑ ہوں جو ہے رسول حق کا خلف ۔۔۔ میں وہ حسینؑ ہوں جسمیں ہے زور شاہِ نجف
میں وہ حسینؑ ہوں جس کا سوا ہے سب سے شرف ۔۔۔ میں وہ حسینؑ ہوں دنیا میں حق ہے جسکی طرف
دکھاؤں گا اسد قلعہ گیر کی طاقت
مری رگوں میں ہے زہراؑ کے شیر کی طاقت

(۸۷)

رجز یہ پڑھ کے جو آگے بڑھا وہ عرش جناب ۔۔۔ ملک پکارے کہ طُوبیٰ لَھُمْ وَحُسْنُ مَآب
یہ وہ ہیں جنکے سخن کا نہیں جہاں میں جواب ۔۔۔ انھیں کے باب میں فصل الخطاب کا ہے خطاب
عدوِ ربّ ہے جو انکی ولا میں غرق نہیں
یہ فارقِ حق و باطل ہیں اس میں فرق نہیں

(۸۸)

پکارا اسں کے یہ سرگردہ سپاہ ستم ۔۔۔ بس اب بڑھاؤ قدم بہرِ قتل شاہ امم
علیؑ کے لال پہ برساؤ تیر کین پیہم ۔۔۔ وہ سیم و زر تمھیں دونگا کہ عمر بھر نہ ہو کم
بس آج کر دو صفائی بتولؑ کے گھر کی
معاف لوٹ ہے تمکو رسولؐ کے گھر کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ سن کے فوج یزیدی پرے جمانے لگی — صدائے طبل و دف و نَے فلک پہ جانے لگی
سمٹ کے چار طرف سے سپاہ آنے لگی — گھٹا سیاہ جنود ستم کی چھانے لگی ⑧⑨
چمک تھی برق کی تیغوں کے یا پھل اٹھے تھے
اٹھیں تھیں ہاتھوں میں ڈھالیں کہ بادل اٹھے تھے

دمِ جدال چمکنا وہ سب سنانوں کا — وہ ہر پرے میں کڑکنا کڑی کمانوں کا
وہ زور اور وہ بل فوج کے جوانوں کا — وہ غٹ بلیوں کا وہ انبوہ پہلوانوں کا ⑨⑩
ہر اک کا قول تھا سرہنگ و خانہ جنگ ہو نہیں
زمین کہتی تھی کثرت سے ان کی تنگ ہو نہیں

پھنسی ہوئی تھی ہوا تھی یہ کثرتِ لشکر — محال تھا کہ نکل آئے جا کے مرغ نظر
مجال کیا تھی کہ لے سانس کوئی فردِ بشر — ہوا تھا دھوپ کا دب دب کے پاش پاش جگر ⑨①
غضب کشاکش فوج کثیر جنگی تھی
ہوا کو ہو گیا زیق النفس یہ تنگی تھی

قریب سبطِ نبیؐ بڑھ کے نابکار آئے — ادھر جلال میں شبیرؑ نامدار آئے
کمانیں کھینچ کے خاطی جو بے شمار آئے — خدنگ شہؑ کی طرف پندرہ ہزار آئے ⑨②
کوئی ہوا پہ گیا اور کوئی زمیں پہ لگا
نہ ایک تیر مگر جسم شاہ دیں پہ لگا

علم حسینؑ نے کی تیغ، راہوار بڑھا — علیؑ کا شیرِ جری بہر کارزار بڑھا
اُدھر سے ایک نہ پھر ڈر کے نابکار بڑھا — ادھر سے دست شہنشاہ نامدار بڑھا ⑨③
سروں پہ شعلۂ سر تیز تیغ آ پہونچا
پروں کے بیچ میں اڑ کر سمند جا پہونچا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹۴)

عجیب رنگ سے حیدرؑ کی ذوالفقار چلی ‏— چلی وہ تیغ دو دم جو ہزار بار چلی

سوئے پیادہ کبھی گہہ سوئے سوار چلی ‏— لگا کے زخمیوں کے ڈھیر شعلہ بار چلی

ہر ایک دیکھتا تھا سوئے لاش مڑ مڑ کے

زمین پہ گرنے لگے تن سے فرق اڑ اڑ کے

(۹۵)

چمک چمک کے اُدھر مثل برق جانے لگی ‏— لپک لپک کے زباں شعلگی دکھانے لگی

لڑا لڑا کے نظر چشم میں در آنے لگی ‏— سما سما کے کلیجوں میں خوں بہانے لگی

دکھا دکھا کے برش قطع دست و شانہ کیا

جلا جلا کے سوئے ھاویہ روانہ کیا

(۹۶)

اجل سے پہلے ہر اک خیرہ سر پہ جاتی تھی ‏— بدن سے جان کو ساتھ اپنے کھینچ لاتی تھی

ہلال چرخ کی سب روشنی دکھاتی تھی ‏— ستم کی تیغوں سے شبیرؑ کو بچاتی تھی

پناہ بھی، سپرِ شاہ مشرقین بھی تھی

چراغ فتح بھی، پروانۂ حسینؑ بھی تھی

(۹۷)

نشاں تھے غم کا نشانہ علم نہ بڑھتے تھے ‏— شریر جانب شاہِ امم نہ بڑھتے تھے

ستم کی فوج سے اہلِ ستم نہ بڑھتے تھے ‏— صفیں جو ٹوٹ گئی تھیں قدم نہ بڑھتے تھے

پرے نہ جم سکے پسپا سپاہ ایسی ہوئی

پکارتی تھی ظفر کیوں شکست کیسی ہوئی

(۹۸)

ہراس و خوف میں صحرائے لق و دق تھا جدا ‏— ہر ایک روح پہ ایذا جدا قلق تھا جدا

علیؑ کی تیغ سے باطل جدا تھا حق تھا جدا ‏— کتاب کفر کا رنگیں ورق ورق تھا جدا

نہ چار جامہ تھا گھوڑے کا اور نہ غاشیہ تھا

کسی رسالے کا نے متن تھا نہ حاشیہ تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہیں میان سپاہ گراں نہ رکتی تھی ، مثال موجۂ آب رواں نہ رکتی تھی
بزنگ صرصر فصل خزاں نہ رکتی تھی ، چھ لاکھ سے بھی وہ آتش فشاں نہ رکتی تھی (۹۹)
علیؑ کے ہاتھ کی تلوار ہے جھکے کیونکر
لہو ہے پینے کی عادت زباں رُکے کیونکر

گری یہ برق بھی جب شامیوں کا ابر گھرا ، وہ سر گرا یہ کلائی گری وہ ہاتھ گرا
بچا سپاہ میں یاں کا سرا نہ واں کا سرا ، منوں لہو یہ لہو پی گئی یہ منھ نہ پھرا (۱۰۰)
بھرا نہ پیٹ ہوا لشکر ستم خالی
مزہ یہ ہے پھرا اسی طرح تھا شکم خالی

اسے دو نیم کیا اسکو چار پارہ کیا ، یہ صف گرا کے اٹھی اس طرف اشارہ کیا
اِدھر کے دیکھ کے لاشے اُدھر نظارہ کیا ، بلند شاہ کے اقبال کا ستارہ کیا (۱۰۱)
جو ہو تو صاحب نصرت مآل ایسی ہو
ظفر ہو اسکی جسے دیکھ بھال ایسی ہو

برش سے اسکی تخیر میں اک زمانہ ہوا ، ہوا لگی جسے دوزخ کو وہ روانہ ہوا
وغا میں کیا نہ کیا اسنے اور کیا نہ ہوا ، بہایا آپ لہو موت کا بہانہ ہوا (۱۰۲)
زباں پہ تھا کہ میں قتّال ہوں زمانے کی
کچھ احتیاج نہیں یاں اجل کے آنے کی

لرزتے تھے طبقاتِ زمین و چرخ بریں ، اماں کا تھا نہ ٹھکانا نہ جائے امن کہیں
بلند ہوتی تھی جس دم حسام قبلۂ دیں ، پروں پہ اپنے دعا چھونکتے تھے روح امیں (۱۰۳)
شرارے اسکے جو پہلے فلک تک آتے تھے
فرشتے چرخِ چہارم پہ اُڑ کے جاتے تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چمک میں اوج میں دم خم میں فردِ کامل تھی — منافقوں کی عدو منکروں کی قاتل تھی
جلائے خرمنِ جاں کو یہ بات حاصل تھی — خمیرِ تیغ میں شاید کہ برق شامل تھی (۱۰۴)
وہی تڑپ وہی سوزش وہی صفائی تھی
جب ہی وہ چرخ سے تیار ہو کے آئی تھی

بپا تھا حشر زمین و زماں لرزتے تھے — یہ خوف تھا کہ مکین و مکاں لرزتے تھے
سپاہ شام کے پیر و جواں لرزتے تھے — خطر میں دشت تھا کوہ گراں لرزتے تھے (۱۰۵)
نہ اس سے فوج فقط آفتوں میں گھرتی تھی
ہوا بھی تیغ سے کٹ کٹ کے دور گرتی تھی

وہ حرب دلبرِ حیدرؑ وہ ضرب صارم تیز — طیور اُڑتے تھے اوپر تلے تھا دشت ستیز
عیاں ہوئے تھے علامات روزِ رُستاخیز — نسیم قہر امام زماں تھی موج انگیز (۱۰۶)
خدنگِ غیظ کلیجوں میں یوں دَر آتے تھے
سرے زمین کے اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتے تھے

چمک کے جس طرف آئی وہ تیغ زہرہ شگاف — جگر ہلا دیئے میدانِ جنگ کر دیا صاف
معاف خون بھی اس کو تھا خوں بہا بھی معاف — عمل بٹھا دیا حضرت کا قاف سے تا قاف (۱۰۷)
ترقیاں نہ ہوں کیوں معاونت پناہوں کی
مدد کرے کوئی یوں ایسے بادشاہوں کی

راک کا قافیہ تنگ اس سے تھا تہِ گردوں — نہ صدر تھا کوئی سالم نہ گردنِ ملعوں
لے تھے مصرعۂ شمشیر کو عجب مضموں — ہوئی تھی ضرب پہ ضرب اسکے واسطے موزوں (۱۰۸)
زبانیں دو ہیں کہ چھریاں میانِ حرب ہیں دو
نئی ہے بات کہ مصرعہ ہے ایک ضرب ہیں دو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۹)

زمیں سمٹتی تھی اسطرح وقت بیم و خطر
کہ بر میں دشت کے بحر آگیا تھا بحر میں بر
اچھل رہا تھا یہ پانی کہ مل گئے تھے بھنور
فرات کا وہ کنارہ اِدھر، اِدھر کا اُدھر
علم کو صبر و قرار و سکوں روا نہ تھا
الٹ پلٹ تھی زمیں منقلب زمانہ تھا

(۱۱۰)

علم کہیں تھے سپاہ ستم شعار کہیں
کہیں تھے فوج کے افسر رسالہ دار کہیں
کہیں فرس تھے پیادے کہیں سوار کہیں
کہیں تھا شیث نہاں شمرِ نابکار کہیں
فرس سوار و نکے خالی نظر جو آتے تھے
پیادے فوج کے چڑھ چڑھ کے بھاگے جاتے تھے

(۱۱۱)

اٹھا کے ذلتیں سب دشمن رسولؐ گئے
جہاں سے فوج کے ناقابل و جہول گئے
وحوش دشت کے رفتار اپنی بھول گئے
صبا جو خوف سے بھاگی تو پاؤں پھول گئے
نہ وحش و طیر کا باقی تھا دم نکلنے میں
ہوا کو ہو گیا رعشہ پہاڑ چلنے میں

(۱۱۲)

پکاری گاؤ زمیں ہوشیار ہو جاؤ
قدم ٹھہرتے نہیں ہوشیار ہو جا
چلے مکان و مکیں ہوشیار ہو جاؤ
غضب میں ہیں سرِ دیں ہوشیار ہو جا
لرز رہا ہے فلک جب تو کیا یہ گیتی ہے
جہاں الٹتا ہے کروٹ زمین لیتی ہے

(۱۱۳)

دم جدال نہ اہلِ ستم ٹھہرتے تھے
رواں تھا خون تو نہ سینوں میں دم ٹھہرتے
یہ حال تھا کہ نہ ثابت قدم ٹھہرتے تھے
بھگا کے فوج کو شاہ اُمم ٹھہرتے
یہ لب پہ تھا کہ کوئی بے ادب نہیں بڑھتا
ہزاروں جمع ہیں اور ایک اب نہیں بڑھتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۱۴)

ہمارے ہاتھ کی قوت کو تم نے دیکھ لیا
ہمارے زور کو طاقت کو تم نے دیکھ لیا
عطش میں فاقوں میں جرأت کو تم نے دیکھ لیا
علیؑ کے گھر کی شجاعت کو تم نے دیکھ لیا
کسی قوی سے وغا میں جھکے نہیں اب تک
یہ ہاتھ وہ ہیں کہ چل کر رکے نہیں اب تک

(۱۱۵)

کدھر ہیں نوفل و خولی و شمرِ پُر تلبیس
کہاں چھپا ہے بنِ سعد بے حیا و خسیس
قریب کیوں نہیں آتا وہ ثانئ ابلیس
حسابِ فوج تو کرلیں جو فوج کے ہیں رئیس
پٹی ہوئی ہے زمیں بے شمار لاشے ہیں
محاسب آکے گنیں گے ہزار لاشے ہیں

(۱۱۶)

پھر اپنے فوجکے رن میں پرے جما کے لڑو
ہنر سپاہ گری کے دکھا دکھا کے لڑو
جو اور آیا ہو لشکر اُسے بُلا کے لڑو
فرات پاس ہے پانی پیو پھر آکے لڑو
جہاں سے تشنہ دہن ہر طرح گذرنا ہے
ہمیں ہراس نہیں کچھ کہ آج مرنا ہے

(۱۱۷)

پکارا جاکے یہ لشکر کو ابن سعد لعیں
قدم اب ایسے ہٹے فوج کے کہ بڑھتے نہیں
ارے سپاہ کے یہ دل اور اک سرورِ دیں
بہادروں کے پرے ہو گئے کہیں سے کہیں
نبیؐ کا لوٹنے گھر اس وغا میں آئے تھے
کہ بھاگنے کے لئے کربلا میں آئے تھے

(۱۱۸)

بگڑ کے اس سے یہ اکثر سپاہیوں نے کہا
رکیں نہ پاؤں تو پھر اس میں اختیار ہے کیا
علیؑ کے شیر ہیں آساں نہیں کچھ اُن سے وغا
قصور عفو ہو تیرے ہیں کب حواس بجا
بتادے خواب میں پہلے تھا یا کہ جاگا تھا
وہی ہے تو کہ جو ان سب سے پہلے بھاگا تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ سنکے پیچھے سے لشکر کے اک جواں نکلا
وہ صف سے غار کے یا اژدر دماں نکلا
جو پیل سے بھی قوی تھا وہ پہلواں نکلا (۱۱۹)
پکارے شہ کہ ٹھہر جا وہیں کہاں نکلا

اٹھائے تیغ دو دم ہم کھڑے ہیں دیکھ کے آ
یہ تیری فوج کے مردے پڑے ہیں دیکھ کے آ

چلا وہاں سے غضب میں وہ دشمن باری
سہارا پا کے بڑھی پیچھے فوج بھی ساری
قریب شہ اُدھر آیا جو اشہب ناری (۱۴۰)
زمیں پہ ٹاپ اُدھر ذوالجناح نے ماری

وغا کا نازئی غازی کو ولولہ آیا
الٹ پلٹ ہوئے کُشتے یہ زلزلہ آیا

وہیں ٹھہر کے یہ بولا وہ سرکش و سرہنگ
کسی سے میں کبھی اب تک ہٹا نہیں دم جنگ
یہ تیغ وہ ہے جو کرتی ہے فیل کو چورنگ (۱۴۱)
شغال و گربہ ہیں آگے مرے نہنگ و پلنگ

کلائی شیر کی چٹکی سے توڑ دیتا ہوں
جو شتو ہوں دیو تو رسی میں باندھ لیتا ہوں

اماں نہیں مرے بھالے سے پہلوانوں کو
اٹھالوں نوک پہ نیزے کی سو جوانوں کو
کبادہ سمجھا ہوں دو ٹانگ کی کمانوں کو (۱۴۲)
بچاتے ہیں مرے ڈر سے جن اپنی جانوں کو

عیاں ہیں سب پہ ہنر وقت دار و گیر مرے
زرہ بناتے ہیں چار آئینے کو تیر مرے

پکارے شاہ کہ او کاذب و شقی خاموش
جگر نور رکھتا ہے روبہ کا اور یہ جوش و خروش
وہ مرد ہے جسے وقت وغا ہو جنگ کا جوش (۱۴۳)
جب آدھا رہ گیا لشکر تو آیا اب تجھے ہوش

بتا دے خواب میں پہلے تھا یا کہ جاگا تھا
وہی ہے تو کہ جو اِن سب کے ساتھ بھاگا تھا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۲۴)

ذلیل و خوار و فراری ہے تیری جنگ ہی کیا
ہمارے سامنے کیا شیر ہے نہنگ ہے کیا
یہ تیری تیغ ہے کیا نیزہ و خدنگ ہے کیا
دغا کا ہے یہی دعویٰ تو پھر درنگ ہے کیا
تعلّیوں کو تیری کب دلیر مانتے ہیں
شجاع جو ہیں وہ بودے کو خوب جانتے ہیں

(۱۲۵)

ہنر وغا کے بھلا کیا ہمیں دکھائے گا
علیؑ کے شیر پہ کیا تیغ اٹھا کے آئے گا
زباں دراز اگر ہے تو منھ کی کھائے گا
کڑی پڑے گی تو پھر رن سے بھاگ جائے گا
جو بزدلے ہیں وہ جمتے نہیں لڑائی میں
گریز پا کہیں تھمتے نہیں لڑائی میں

(۱۲۶)

خفیف ہو کے اٹھایا شقی نے گرزِ گراں
اُدھر سے وہ تو اِدھر سے بڑھے امامِ زماں
چلی جو حیدرِ صفدر کی صارمِ بُرّاں
وہ گرز اڑ کے گرا واں کھڑا تھا شمر جہاں
یہ کیا غضب ہوا دشمن یہ کر کے شور گرے
دہل کے خاک پہ دس بیس گاؤزور گرے

(۱۲۷)

کماں سے تیر لگایا شمرِ بد نے ہٹ کے
بڑھے حسینؑ تو زور اسکا رہ گیا گھٹ کے
لگائی تیغ جو سبطِ رسولؐ نے ڈٹ کے
گرا زمین پہ وہ ناوک مع کماں کٹ کے
دغا سے شمع جو اس شمر کی بھی نہ بجھی
ہوا سے تیغ کی قندیل تیر بھی نہ بجھی

(۱۲۸)

اٹھایا ہاتھ میں بھالا شقی نے گھبرا کر
جھکا کے نیزے کو آیا قریں وہ بانیٔ شر
فرس کو دہنی طرف لائے شاہِ جنّ و بشر
چلی چمک کے جو دو چار بار تیغِ دو سر
نہ جھونک روک سکا سینہ زورِ نیزے کی
زمیں پہ کٹ کے گری پور پور نیزے کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۳۹)

بجز شکست نہ سرکش کے ہاتھ کچھ آیا — ظفر نے طعن جو کی بند بند تھرّایا
جفا شعار نے گھائی پہ زخم بھی کھایا — لہو جو دیکھا تو وہ خون گرفتہ گھبرایا
جلالِ شاہ کی دہشت سے دم نکلنے لگا
شریر ہاتھ کا خون اپنے منھ پہ ملنے لگا

(۱۴۰)

پکاری فتح کہ دعویٰ ترا ہوا باطل — فنِ سپاہ گری میں یہی تھا بس کامل
سیاہ چہرے کو کرتا ہے سرخ او جاہل — لہو لگا کے شہیدوں میں ہو گیا داخل
لڑا نہ گر تو زیادہ ذلیل تو ہوگا
سیاہ رو نہ زمانے میں سرخ رو ہوگا

(۱۴۱)

پلا دے ساقیٔ مہ رو شراب ناب مجھے — نظر پھر آئے گلابی میں آفتاب مجھے
ملیں قدح پہ قدح آج بے حساب مجھے — دکھا دے شیب میں کیفیتِ شباب مجھے
وہ اور ہیں جنھیں لہو و لعب کا خوف نہیں
یہ دور وہ ہے جہاں محتسب کا خوف نہیں

(۱۴۲)

پلا دے جام لبوں سے کہ ہے خمار مجھے — عطا ہو بادۂ سرخوش و خوشگوار مجھے
ریاض فتح کی دکھلا دے پھر بہار مجھے — فزوں ہو نشۂ توصیفِ کارزار مجھے
حریف مست پہ ہو سربری حسینؑ کی آج
ظفر ہو ساقیٔ کوثر کے نورِ عین کی آج

(۱۴۳)

ستم شعار نے کھینچی حسام شعلہ فشاں — فرس کو تیز کیا قبلۂ امم نے یہاں
بڑھا اسد کی طرف جھوم کر وہ پیل دماں — ادھر چمک کے اٹھی ذوالفقار شاہ زماں
یہ جنگ دیکھنے لشکر سے یل نکلنے لگے
سمند بڑھ گئے تیغوں کے وار چلنے لگے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۳۴

یہ تیغ سر پر گئے وہ کمر تک آکے پھری
وہ آئی سر کے قریں دوش پر یہ جا کے پھری
گلے سے یہ وہ کلائی سے منہ ملا کے پھری
وہ آئی پہلو پہ یہ ڈھال میں سما کے پھری
ہر ایک باگ پہ دونوں سمند مڑتے تھے
پر انکی ضرب سے دشمن کے ہوش اڑتے تھے

۱۳۵

نمک پہ اس کی ہے سب فوج شام و روم ادھر
اِدھر حسینؑ اکیلے ہیں اور ہجوم اُدھر
اِدھر امام سعید اور نحس و شوم اُدھر
ہمائے اوج سعادت ادھر ہے بوم اُدھر
وہ کہہ رہا ہے کہ مرحب سے بھی دلیر ہوں میں
ادھر ہے لب پہ کہ شیر خدا کا شیر ہوں میں

۱۳۶

پکارتا ہے بن سعد واہ کیا کہنا
نہ ہٹیو بجتے ہیں کوس و جلاجل و شہنا
یہ شیبث کہتا ہے ثابت قدم ذرا رہنا
لگے جو زخم بھی کوئی تو قلب پر سہنا
ظفر تری ہے نبیؐ کے وہ گو نواسے ہیں
کہ تو وغا میں ہے سیراب شاہ پیاسے ہیں

۱۳۷

یہ سنکے آگیا فرزند مرتضیٰؑ کو جلال
کہا کہ ہم پہ مظفر ہو کیا شقی کی مجال
سعد کے سامنے کیا گرگ اور کیا ہے شغال
دبے گا غل سے یہ نامرد اور وقتِ جدال
ابھی سے فوج عبث طبل و دف بجاتی ہے
اب اس کے قتل کی نوبت جہاں میں آتی ہے

۱۳۸

ڑھے یہ کہہ کے جو حضرت تو شور اٹھا رن سے
سوا بگاڑ کے کچھ بن پڑا نہ دشمن سے
ی چمک کے جو شمشیر شیر حق سن سے
مثال برگ خزاں دیدہ سر اڑا تن سے
فرس سے ہیکہ اظلم زمین پہ آکے گرا
سر ابن سعد کے توسن کے پاس جا کے گرا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۳۹)
چراغ پا ہوا گھوڑا اشقی کا دیکھ کے سَر — فرس کچھ اور بھی بھڑکے ہٹا اُدھر لشکر
اٹھا کے تیغ بڑھے تھے امام جن و بشر — امان اماں کا ہوا غل سپاہ کیں میں اُدھر
پکارے سب کہ فرس روک لیجئے مولا
نبیؐ کا واسطہ اب رحم کیجئے مولا

(۱۴۰)
تھمے تھے آپ کہ آئی رسولؐ حق کی صدا — تمہاری جرأت و ہمت کے مصطفےٰ ہوں فدا
جو فرض عین ہے اب تم کرو وہ سَر سے ادا — حسینؑ آگیا ہنگام بندگیٔ خدا
وفائے وعدہ میں اب کیا درنگ ہے بیٹا
نماز عصر پڑھو وقت تنگ ہے بیٹا

(۱۴۱)
یہ سن کے شوق شہادت امام دیں کو ہوا — رکھی غلاف میں تیغ جناب شبیر خدا
یہ حال دیکھ کے پلٹی سپاہ اہل جفا — ستم گروں میں گھرے شاہ بیکس و تنہا
بلند فاطمہؑ زہراؑ کے بین ہونے لگے
قیامت آگئی زخمی حسینؑ ہونے لگے

(۱۴۲)
لہو بہانے کو پیاسے کا سب شریر آئے — اٹھا کے ہاتھوں میں حربے جوان و پیر آئے
عقب سے تیغیں چلیں سامنے سے تیر آئے — نجف سے نوحہ کناں شاہ قلعہ گیر آئے
ہزاروں برچھیوں والے ہیں نیزوں والے ہیں
وہ نرم پھول سے پہلو ہیں اور بھالے ہیں

(۱۴۳)
اٹھا کے تیغوں کو سب بار بار بڑھتے ہیں — ادھر سے پیدل اُدھر سے سوار بڑھتے ہیں
جو سنگدل ہیں وہی نابکار بڑھتے ہیں — ہزار ہٹتے ہیں اور دو ہزار بڑھتے ہیں
عطش میں قطرۂ آبِ رواں نہیں دیتے
اماں حسینؑ نے دی وہ اماں نہیں دیتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴۴)

گڑے ہیں تیرِ جفا بے شمار سینے میں
پھڑک رہا ہے دل داغ دار سینے میں
جئے وہ کیا جو لگیں زخم چار سینے میں
یہاں تو گھاؤ ہیں گہرے ہزار سینے میں
نکالتے ہیں جو ناوک نکل نہیں سکتے
فرس پہ کانپ رہے ہیں سنبھل نہیں سکتے

(۱۴۵)

دفورِ غش میں شہِ نامدار جھکتے ہیں
سوئے یمین کبھی سوائے لیسار جھکتے ہیں
فرس پہ ہو کے کبھی بیقرار جھکتے ہیں
کلیجہ تھامے ہوئے بار بار جھکتے ہیں
نہیں یہ دھیان کہ زخمی ہیں بھوکے پیاسے ہیں
وہ لوگ جمع ہیں سب جو لہو کے پیاسے ہیں

(۱۴۶)

بلند سر کے قریں سیکڑوں ہیں گرز و تبر
گلے میں تیر نکل آئے ہیں اِدھر سے اُدھر
لگا رہے ہیں سناں پر سناں بانیِ شر
کھڑا ہے شمرِ لعین منتظر لئے خنجر
ارادہ یہ ہے کہ سب دشمنوں میں نام کروں
گریں حسینؑ فرس سے تو اپنا کام کروں

(۱۴۷)

جگر کے زخم سے بیتاب تھے شہِ صفدر
لگا جبینِ مبارک پہ آ کے ایک تبر
دو پارہ ہو گیا خیر النساءؑ کے لال کا سر
پکڑ کے ہاتھوں سے ماتھے کو جھک گئے سرورؑ
اٹھے تو پشت پہ اک نیزۂ شریر لگا
تبر کمر پہ لگا پھر گلے پہ تیر لگا

(۱۴۸)

ہوا یہ درد کہ تڑپے حسینؑ تشنہ جگر
لہو اگلنے لگے منہ سے شاہِ جن و بشر
وہ پاؤں خوں بھرے نکلے رکاب سے باہر
تھما گیا نہ غریب الوطن سے گھوڑے پر
بلند مرتبہ شاہ ز صدرِ زیں افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمیں افتاد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴۹)
فرس سے گر کے جو تڑپا بتولؑ کا دلدار ہلی مدینے میں واں قبرِ احمدؐ مختار
اٹھی سیاہ اک آندھی کہ دن ہوا شب تار اڑے طیور ہوئے حشر کے عیاں آثار
فلک پہ چار طرف اُڑ کے خاک جانے لگی
صدائے ہائے حسیناؑ فلک سے آنے لگی

(۱۵۰)
فغان و آہ کا ہر سمت شور تھا برپا نہ تھی کسی کو کسی کی خبر یہ عالم تھا
پہاڑ کانپ رہے تھے چھلکتے تھے دریا بکا کی صاف بلندی سے آرہی تھی صدا
فرشتے چرخ پہ منھ آنسوؤں سے دھوتے تھے
لکھا ہے راوی نے جن بھی ہوا پہ روتے تھے

(۱۵۱)
بکا کا وقت اب آیا ہے اے عزادارو خموش رہنے کا ہنگام یہ نہیں یارو
یہ غم حسینؑ کا ہے اے علیؑ کے غمخوارو اڑاؤ خاک بھی سینے پہ ہاتھ بھی مارو
بتولؑ اور حسنؑ دل ملول روتے ہیں
یہ بزم وہ ہے کہ جس میں رسولؐ روتے ہیں

(۱۵۲)
مضائقہ نہیں سر کھولنے میں وقت بکا یہ ماتم اسکا ہے برپا جسے کفن نہ ملا
سناں پہ کاٹ کے رکھا تھا سر جو حضرت کا کلاہ تھی سرِ زخمی پہ نے عمامہ تھا
فلک نے آلِ عبا کو یہ غم دکھائے تھے
پدر کی لاش پہ عابدؑ کھلے سر آئے تھے

(۱۵۳)
قریب شاہ کے جو شمر بے حیا آیا گلے پہ تیغ رکھی جب تو عرش تھرّایا
لکھا ہے رک گیا خنجر تو شمر گھبرایا بہا کے اشک یہ سبطِ نبیؐ نے فرمایا
تجھے ادب نہیں جائے بکا و آہ ہے یہ
ارے محمدؐ و حیدرؑ کی بوسہ گاہ ہے یہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اب آگے کیا لکھوں ابن علیؑ کے ذبح کا حال
سرا اپنا پیٹ رہی ہیں بتولؑ نیک خصال
تڑپ رہے ہیں علیؑ و رسولؐ خوش اقبال (۱۵۴)
گلوئے شاہ پہ ہے تیغ شمر بد افعال
جدا کیا سر پر نور بھوکے پیاسے کا
نبیؐ کی گود میں کاٹا گلا نواسے کا

لکھا ہے جب ہوا حضرت کا سر بدن سے قلم
خیام سے نکل آئے مخدرات حرم
سبھوں کے آگے تھیں زینبؑ اسیر رنج و محن (۱۵۵)
تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھیں سب سے کشتۂ غم
کرو سلوک یہ اے اسدم نبیؐ کی جائی سے
بہن بھی آئی ہے کہدو ذرا یہ بھائی سے

خدا کے واسطے اے ظالموں ترس کھاؤ
نہ اس طرح سے غریب الوطن سے پھر جاؤ
بہن کو بھائی کے غم میں بس اب نہ تڑپاؤ (۱۵۶)
کدھر حسینؑ ہیں للہ مجھ کو بتلاؤ
بتاؤ شہ کا پتہ اس فلک ستائی کو
کہ ڈھونڈھنے کو میں نکلی ہوں اپنے بھائی کو

یہ کہکے شاہ کو چلائی بھیہ بہ آہ و بکا
صدا سناؤ برادر بہن ہو تم پہ فدا
جو پوچھتی ہوں کہ ہیں کس طرف شہ والا (۱۵۷)
بتا بہن کو بتاتا نہیں کوئی بھیا
تمہارے دیکھنے سے ہوگئی ہے یاس مجھے
نثار ہو گئی زینبؑ بلا لو پاس مجھے

نفیسؔ روک لے خامے کو حشر ہے برپا
رسولؐ خوش ہوئے مجلس میں روئے اہل عزا
کر اب تو ہاتھ اٹھا کر دعا کہ یا مولا (۱۵۸)
برآئے جلد وہ اب جو ہے مدعا میرا
نہ دیر حق میں مرے اب لگایئے مولا
مجھے بھی روضے پہ اپنے بلایئے مولا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حیدر آباد دکن میں میر نفیسؔ کی ایک یادگار مجلس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں پانچویں پشت"

میر رئیس

میر انیس کے منجھلے بیٹے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام: میر محمد عسکری

تخلص: رئیس

والد: میر انیس

والدہ: فاطمہ بیگم

ولادت: سنہ ۱۲۳۶ھ / سنہ ۱۸۲۰ء گلاب باڑی فیض آباد

اولاد: ایک فرزند احمد حسین سلیم اور دو بیٹیاں

وفات: ۳۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۹ھ / ۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

حیات: ۷۲ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب: ۲۲ مرثیے، غزلیات، سلام، رباعیات اور مخمس وغیرہ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
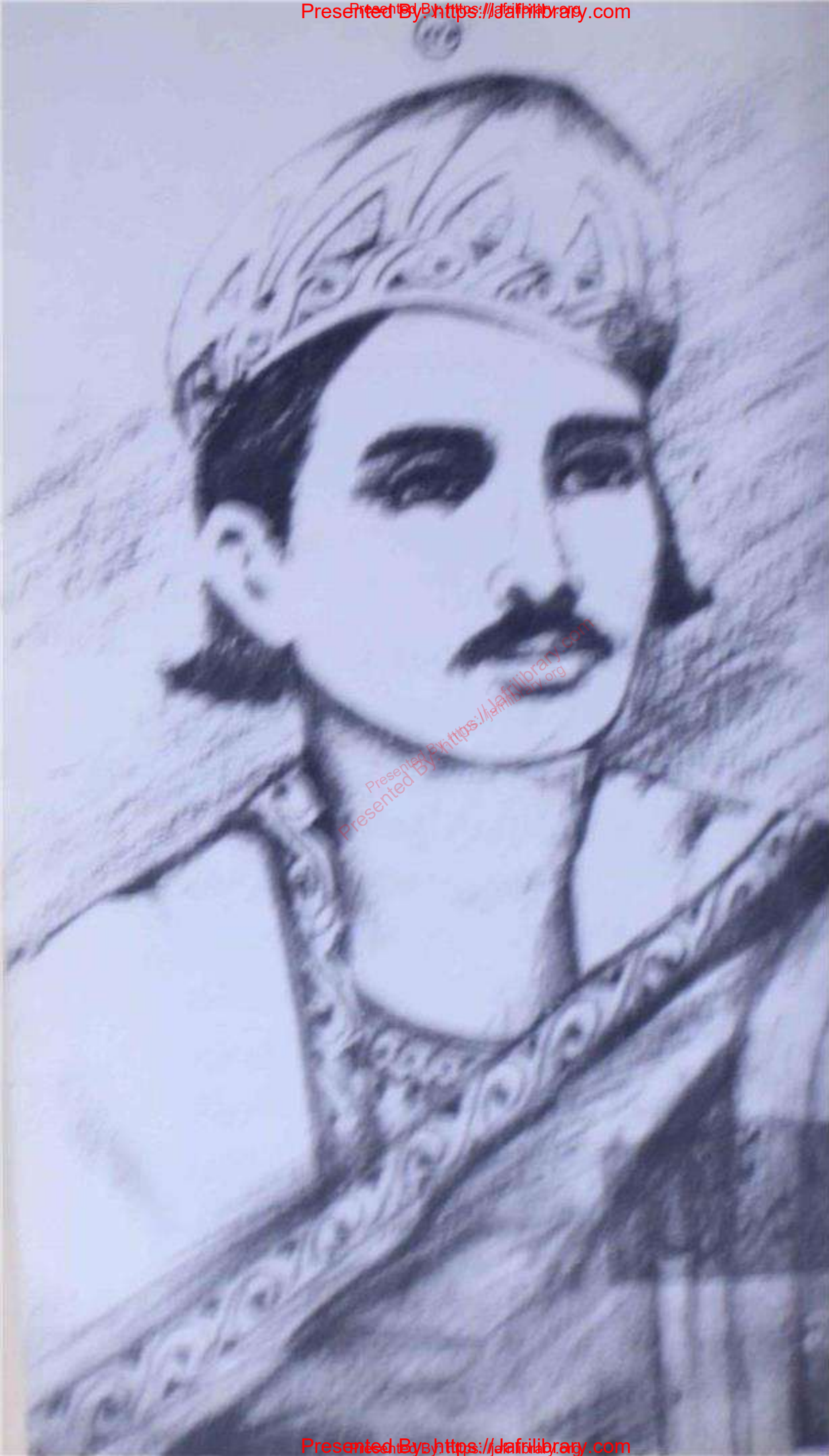
میر رئیس کے حالاتِ زندگی

میر محمد عسکری رئیسؔ، میر انیسؔ کے منجھلے صاحبزادے تھے ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۲۰ء بمقام "گلاب باڑی" فیض آباد پیدا ہوئے۔ رئیسؔ کی تعلیم و تربیت کچھ فیض آباد، کچھ لکھنؤ میں میر انیسؔ کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ میر انیسؔ جب فیض آباد سے مستقل قیام کے لئے لکھنؤ آئے، رئیسؔ کی عمر اُس وقت تقریباً ۲۲ برس کی تھی۔ دادا (میر خلیقؔ) اور والد (میر انیسؔ) سے فنِ مرثیہ خوانی حاصل کیا۔ میر انیسؔ اُن سے زیادہ محبت کرتے تھے اور دادا میر خلیقؔ کی بھی خاص نظرِ عنایت تھی۔ اِبتدائے عمر میں شعر و شاعری سے زیادہ رغبت نہیں تھی۔ لیکن خاندانی ماحول کے اثرات سے اور کچھ طبع خداداد سے جلد ہی شعر کہنے لگے۔ پہلے غزل اور سلام کہتے تھے۔ بعد میں مرثیہ بھی کہنے لگے اور اچھے مرثیہ نگار ثابت ہوئے۔ میر نفیسؔ کے مرتبے کو تو نہ پہنچے لیکن لکھنؤ کے دیگر مرثیہ نگاروں سے پیچھے بھی نہیں رہے۔ کلام پر انیسؔ کی اِصلاح ہوتی تھی۔ ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء میں جب میر انیسؔ کا انتقال ہوا، اُس وقت رئیسؔ کی عمر تقریباً ۵۴ یا ۵۵ برس کی تھی۔ میر انیسؔ کے بعد میر نفیسؔ سے مرثیوں پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اصلاح لیتے تھے۔

رئیس مدت العمر مرضِ ضیق النفس (دمہ) میں مبتلا رہے اور اس مرض نے ہمیشہ کے لئے نحیف ولاغر بنا دیا تھا۔ ظاہر ہے مرثیہ خوانی کے لئے طاقت اور کس بل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں قوت کی کمی تھی پھر بھی پڑھنا ان کا اصولِ مرثیہ خوانی کے مطابق تھا، اور خوب پڑھتے تھے۔ رئیس ہر سال عشرۂ محرم میں گوالیار جاتے تھے، وہاں مہاراجہ سنگ ھیا راؤ کے شاہی عزاخانے میں مجلسیں پڑھتے تھے۔ چہلم میں ریاست ٹہرا اور محمود آباد میں مرثیے پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی مجلسیں پڑھنے جاتے تھے۔

رئیس بڑے پُرگو، خوش گو اور زود گو تھے۔ لکھنؤ کے ایک شاعر تمنّا تھے جو کسی شاہی خدمت پر مامور تھے اور ان کا قیام کانپور میں تھا، عرصے تک رئیس میں اور ان میں مراسلت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مراسلت میں ہر دو جانب سے کئی کئی سو شعر نظم کر کے ارسال کئے جاتے تھے۔ رئیس کا کئی سو اشعار پر مشتمل خط پاکر تمنّا نے آخر میں دو سطریں نثر فارسی کی تحریر کی ہیں اور رئیس سے استدعا کی ہے کہ زیادہ اشعار اپنے خطوط میں وہ نظم نہ کریں، عبارت فارسی یہ ہے۔

"شفیق من، در نامہ خود بسیار اشعار موزوں می فرمایند۔ در تحریر جوابش بسیار حرج در تحریر سلطانی می شود۔ اگر مناسب باشد از جانبین چند اشعار در خیر و عافیت مزاج گرامی وغیرہ موزوں شوند کہ حرجِ کاریم نشوند و مُدام رسم نامہ و پیام بہمیں خوانند۔"

تمنّا نے اس خط میں رئیس کے حسنِ تحریر کی تعریف بھی کی ہے۔

کہیں پر کسی سطر میں تھا نہ بل ۔۔۔ نہ حرفوں کی کرسی میں تھا کچھ خلل

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہیں ہونے پائے تھے نزدیک و دور	برابر کے چھوڑے تھے بین السطور

پھر دو تین اشعار میں رئیس کی شاعری کے بارے میں تمنا کہتے ہیں :۔

عجب شاعری لطف دینے لگی	کہ ہر شعر پر جان لینے لگی

قیامت کا گنجلک سے تھا انحراف	نزاکت بہت بندشیں صاف صاف

رعایت سے پُر، اور مضمون چست	نظر سے کوئی شعر گزرا نہ سست

پانچویں پشت مشہور ہے کہ ابتداء میں رئیس جب صرف غزل اور سلام کہتے تھے مرثیہ گوئی کی طرف زیادہ توجّہ نہ تھی۔ میر انیس نے ایک مرثیہ رئیس کے نام سے کہہ دیا تھا۔ مرثیے میں بے انتہا پختگی تھی، اہلِ ادب نے یقین نہ کیا کہ یہ مرثیہ رئیس کا ہے۔

نظم طباطبائی لکھتے ہیں :۔

"رئیس اپنے خاندانی فن کی طرف متوجّہ نہ تھے اور کئی پشت سے یہی ذریعۂ معاش تھا۔ میر انیس نے یہ مرثیہ ان کو کہہ دیا"۔

"نمک خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری"

رئیس ان کا تخلّص رکھ کر مقطع میں بھی "رئیس" کا نام ڈال دیا۔ مقصود یہ تھا کہ اس سے ان کو بھی مرثیہ کہنے کا شوق پیدا ہوگا اور یہی ذریعۂ معاش ہو جائے گا لیکن میر عسکری صاحب اس فن سے مناسبت نہ رکھتے تھے آخر کو یہ مرثیہ خود میر انیس کے نام سے مجلسوں میں پڑھا جانے لگا۔ حقیقت میں ایک لفظ بھی اس میں میر عسکری کا نہیں ہے"۔[1]

نظم طباطبائی کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رئیس شاعر ہی نہیں

---

[1] مراثی انیس جلد اوّل (مقدمہ)، نظامی پریس بدایوں (یوپی) ص۱۵ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھے، حالانکہ انھوں نے غزلیں اور سلام بھی کہے ہیں اور مرثیے بھی کہے اور مجلسوں میں پڑھے ہیں۔ میر انیس کے انتقال کے بعد رئیس تقریباً ۱۸۔ برس حیات رہے، اور مرثیے کہتے رہے۔ یہ مرثیہ رئیس کی نوجوانی میں کہا گیا ہوگا اس لیے کہ اس میں یہ شعر بھی ہے :-

مبتدی ہوں مجھے توقیر عطا کر یارب　　　　شوقِ مدّاحیِ شبیرؑ عطا کر یارب

رئیس، میر انیس کی پیش خوانی میں مرثیے اور سلام پڑھتے تھے مجلس میں پہلی مرتبہ یہی مرثیہ مکمل طور سے پیش کیا تھا جس کو میر انیس نے زیرِ منبر بیٹھ کر سُنا تھا۔ بعد میں یہ مرثیہ میر انیس نے بھی مجلس میں پڑھا۔ ۱۸۷۱ء میں الہ آباد کی ایک مجلس میں میر انیس نے یہی مرثیہ پڑھا تھا۔ میر انیس کبھی کبھی میر مونس یا میر نفیس کا مرثیہ بھی مجلس میں پڑھ دیتے تھے، ہو سکتا ہے کہ رئیس کے نام ہی سے یہ مرثیہ میر انیس نے مجلس میں پڑھا ہو۔ ایک بڑے شاعر سے یہ اُمید نہیں کی جا سکتی کہ جو کسی اور سے منسوب کر دے۔ پھر اپنی طرف اُس کی نسبت دیکر مشہور کرے۔

یقینی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ مرثیہ میر انیس کا ہے بجز اس کے مرثیے کی شان و شکوہ سے میر انیس کا معلوم ہوتا ہے ورنہ مرثیے کی یہ بیت ؎

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیّاحی میں
پانچویں پُشت ہے، شبیرؑ کی مدّاحی میں

ضاحک، میر حسن، میر خلیق، میر انیس سے رئیس تک پانچویں پُشت قرار پاتی ہے۔ ضاحک سے پہلے خاندان میں مرثیہ گوئی کا پتہ نہیں چلتا۔ میر انیس تک چوتھی پُشت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے نظم طبا طبائی نے اس مرثیے کو "مراثیِ انیس" میں طبع کیا، ورنہ نولکشوری جلدوں میں یہ مرثیہ شامل نہیں ہے۔

وفات :- رئیس نے ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۰۹ ہجری کو چند روز کے بخار میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مبتلا رہ کر انتقال کیا۔ مقبرۂ میر انیس میں پائینِ مزارِ میر انیس دفن ہوئے۔ وفات کے وقت تقریباً ۷۳ برس کی عمر تھی۔

اولاد میں دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی انھیں کے بھانجے پیارے صاحب رشیک کو منسوب تھیں۔ ایک صاحبزادے سیّد احمد حسین سلیم بھی شاعر تھے۔ والد کے انتقال کے بعد تاحیات گو آیا مجلسیں پڑھنے جاتے تھے سلیم لاولد رہے۔

رئیس نے اپنے بڑے بھائی میر نفیس کی حیات میں وفات پائی۔ دونوں بھائیوں میں بے انتہا محبت تھی محققین نے رئیس کی عمر وقتِ وفات ۵۵ برس بتائی ہے۔ جو بالکل غلط ہے اس لئے کہ ایک سال پہلے رئیس کے چھوٹے بھائی سلیس کا انتقال ۶۳ برس کی عمر میں ہوا۔ رئیس اپنے چھوٹے بھائی سلیس سے کس برس بڑے تھے۔

رئیس نے تقریباً ۲۲ مرثیے تصنیف کیے۔ چند مرثیے مطبوعہ ہیں، زیادہ تر کلام اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ اُن کے مرثیوں کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے۔

رئیس کے مرثیے

	مطلع		درحال
۱۔	آیا خطِ یزید جو شاہِ انام کو۔	درحال	سوالِ بیعت۔
۲۔	آج پھر گلشنِ عالم میں بہار آتی ہے۔	"	امام حسینؑ۔
۳۔	اے بخت رسا روضۂ شبیرؑ دکھا دے۔	"	زائرۂ روضۂ حسینؑ۔
۴۔	اے رخشِ قلم سرعتِ اعجاز دکھا دے۔	"	حضرت عباسؑ۔
۵۔	اے برقِ نظم طور کا جلوہ دکھا مجھے۔	"	عبداللہ ابنِ عفیف۔
۶۔	اے اہلِ عزا ماہِ محرم کے دن آئے۔	"	امام حسینؑ
۷۔	تاراج جب خیامِ شہِ کربلا ہوئے۔	"	شامِ غریباں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸- جب کربلا میں بے وطنوں کو سحر ہوئی	در حال	حضرت عباسؑ-
۹- جاتا ہے بازوئے شہؑ دیں رزم گاہ میں	〃	〃 〃 〃
۱۰- جسدِ حسینؑ دلبرِ شبّرؑ کو رو چکے	〃	〃 〃
		(میر انیس کی جلد میں ہے)
۱۱- زندانِ شام میں جو اسیروں کو جا ملی	〃	قید خانہ
۱۲- عالم میں کربلا کا چمن انتخاب ہے	〃	امام حسینؑ
۱۳- عرصہ ہوا حرم کو جو زندانِ شام میں	〃	رہائی اہلِ بیتؑ
۱۴- یارب کوئی جہاں میں اسیرِ بلا نہ ہو	〃	شہادت حضرت زینبؑ
۱۵- یارب جہاں میں بھائی سے بھائی جدا نہ ہو	〃	حضرت عباسؑ-
		(میر انیس کی جلد میں ہے)
۱۶- یارب بہارِ گلشنِ جنّت فضا دکھا	〃	حضرت عباسؑ
۱۷- یارب عروسِ فکر کو حسن و جمال دے	〃	حضرت قاسمؑ
۱۸- یارب کوئی جہاں میں غریب الوطن نہ ہو	〃	اسیری
۱۹- یثرب سے اہلبیتِ نبیؐ ہیں قریب تر	〃	واپسی مدینہ
۲۰- ہزار شکر میں ہوں خوشہ چینِ باغِ نفیس	〃	امام حسینؑ
۲۱- ہاں اے زبان روانیٔ ذہن رسا دکھا	〃	حضرت قاسمؑ
۲۲- اے زباں معرکۂ مقتلِ شبّیرؑ دکھا	〃	حضرت امام حسینؑ

ان مرثیوں کے علاوہ انھوں نے غزلیات، سلام، رباعیات اور خمس بھی تصنیف کئے ہیں۔ لیکن سلام اور غزلیں نایاب ہیں، چند اشعار جو دستیاب ہیں نمونے کے طور پر درج کئے جا رہے ہیں:-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلام

ریاضِ فاطمہ کو باغیوں نے لوٹ لیا
جہاں میں خاک اُڑائے نہ کیوں صبا دن رات

مثال قبلہ نما، بیقرارِ شوق ہوں میں
نظر میں پھرتی ہے تصویر کربلا دن رات

یہ آرزو ہے کہ جا کر مزارِ شہ پہ رئیس
رہوں نثار جگر بندِ مرتضیٰ دن رات

غزل

باعثِ وحشت ہوئی بے اعتنائی آپ کی
تنکے چُنوانے لگی آخر جدائی آپ کی

خود گلا کاٹوں، مجھے خنجر عنایت کیجیے
دیکھئے دُکھ جائیگی نازک کلائی آپ کی

آپکی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی

آپکی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات
دِل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی

کروٹیں شب بھر لیا کرتا ہوں نیند آتی نہیں
رات بھر بیتاب رکھتی ہے جُدائی آپ کی

بیٹھے بیٹھے روگ اُلفت کا لگایا جان کو
کیوں ان آنکھوں نے پھر صورت دکھائی آپ کی

جان دیدو پائیں دیوار سر پٹکو رئیس
اُسکے کوچے تک نہ ہوگی اب رسائی آپ کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ (از میر رئیس لکھنوی مرحوم)

در حال حضرت امام حسینؑ

اے زباں معرکۂ مقتلِ شبیرؑ دکھا

بند (۱۱۲)

(۱)
اے زباں معرکۂ مقتلِ شبیرؑ دکھا
حُسنِ گفتار دِکھا، خوبیٔ تقریر دِکھا
دشتِ غربت میں نبیؐ زادوں کی توقیر دِکھا
مان جائے جسے مانی بھی وہ تصویر دِکھا
بزمِ غم میں گُلِ زہراؑ کی ثنا خوانی کر
بُلبلیں وجد میں آئیں وہ خوش الحانی کر

(۲)
دشتِ غربت میں جو یثرب کے مُسافر آئے
تربتِ احمدؐ مرسل کے مجاور آئے
بیکس و بیوطن و صابر و شاکر آئے
حق پہ مرنے کیلئے دین کے ناصر آئے
کربلا بن گئی بستی وطن آواروں کی
روشنی پھیل گئی فاطمہؑ کے تاروں کی

(۳)
تھم کے شہؑ نے یہ رفیقوں کو صدا دی اِک بار
کوئی ایسا ہی اب آگے نہ بڑھائے رہوار
رات دن جسکی جدائی میں نہ تھا صبر و قرار
یہ وہی ارضِ مقدس ہے وہی ہے یہ کچھار
جلوۂ رحمتِ معبود نظر آتا ہے
خود بخود آج کنول دل کا کھلا جاتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

للہ الحمد کہ یاں آتے ہی راحت پائی — پاؤں اُٹھتے نہیں ایسی یہ جگہ ہات آئی

سب کے سنولائے ہوئے ہونٹوں پہ سُرخی چھائی — جیتے جی گلشنِ فردوس میں قسمت لائی

(۴)

بعد مُردن بھی جدائی یاں سے نہ ہونا ہوگا
حشر تک ہم کو اسی خاک پہ سونا ہوگا

یہ زمیں وہ ہے کہ جسکا ہے شرف پیشِ خدا — عرشِ اعلیٰ سے بزرگی میں یہ طبقہ ہے سوا

پسِ مُردن جسے مل جائیگی سونے کی یہ جا — آئیگی گلشنِ جنّت کے دریچوں سے ہوا

(۵)

عالمِ یاس میں خالق کی عنایت ہوگی
خوفِ عصیاں کا نہ کچھ قبر کی دہشت ہوگی

ہوگا میّت کے کفن میں جو شریک اِسکا غبار — اسکو تربت میں نہ ہوگی کبھی ایذائے فشار

ذرّہ اِس خاک کا کھائے گا جو کوئی بیمار — دم میں ہوئیگی شفا اُسکو یہ ہے عزّ و وقار

(۶)

بارشِ رحمتِ ربِّ دوسرا ہووےگی
بعد مُردن بھی خطاؤں میں عطا ہووےگی

جب یہ لشکر نے سُنا حکمِ امامِ دو جہاں — رُوک لی تھم کے پھر اسواروں نے گھوڑوں کی عناں

اُترے جسدم فرسِ خاص سے سلطانِ زماں — ہوگئی رُخ کے پسینے سے زمیں عطر فشاں

(۷)

بختِ بیدار نے یہ اوج دکھایا اس کا
بڑھ گیا عرش کے پائے سے بھی پایا اس کا

تھی بہاڑونکی جو گرمی سے اذیّت دہ چند — ہنہنانے لگے دریا کی ترائی میں سمند

بولے خوش ہوکے یہ آپس میں علیؑ کے دلبند — یاں کے سبزے کی لطافت ہے ہمیں جی سے پسند

(۸)

رُخ کریں نہر کا، یا جانبِ صحرا دیکھیں
گل ہزاروں ہیں ہر اک رنگ کے کیا کیا دیکھیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہنس کے کہتے تھے بہم عونؑ و محمدؑ ہر بار — طعنہ زن گلشنِ فردوس ہے یاں کی بہار
بلبلیں کیوں نہ ہر اک پھول پہ ہوں دل سے نثار — رگِ گل سے بھی سوا نرم ہیں اس دشت کے خار (۹)
آکے دم بھر جو یہ سیرِ چمنستاں دیکھے
آنکھ اٹھا کر بھی نہ فردوس کو رضواں دیکھے

بولے خوش ہو کے یہ اکبرؑ سے جگر بندِ حسنؑ — یہ زمیں خلد کا طبقہ ہے تہِ چرخِ کہن
ہیں عجب رنگ سے پھولوں میں نہالانِ چمن — جیسے زیور سے سنواری ہو کوئی تازہ دلہن (۱۰)
نکہتِ گل چمنِ خلد کو شرماتی ہے
جب چٹکتی ہے کلی عطر کی بو آتی ہے

دیکھ کر نہر پہ عباسؑ دلاور نے کہا — بعدِ مدت پئے آرام ملی ہے تو یہ جا
قربِ دریا کا پسند آئے نہ کیوں ہم کو بھلا — راحتِ روح ہے گرمی میں یہ خنکی یہ ہوا (۱۱)
شیر اب یاں سے نہ ہرگز کبھی منہ موڑینگے
مر کے بھی ہم نہ ترائی کی جگہ چھوڑینگے

واہ یاں آکے عجب طرح کا صحرا دیکھا — اس زمیں پر چمنِ خلد کا نقشہ دیکھا
ایسے گل دیکھے نہ اس رنگ کا سبزا دیکھا — چشمۂ خضر کو دیکھا کہ یہ دریا دیکھا (۱۲)
بے سبب اس پہ طبیعت نہیں لہراتی ہے
ایسی دلچسپ ترائی کسے ہاتھ آتی ہے

ذکر یہ تھا ابھی باہم کہ ہوا شورِ فغاں — علیؑ اکبر نے چچا سے یہ کیا بڑھ کے بیاں
جب سے اترے ہیں یہاں بادشہِ کون و مکاں — دخترِ فاطمہ زہراؑ کا عجب حال ہے واں (۱۳)
دلکو آرام نہیں اشکوں سے منہ دھوتی ہیں
غم کچھ ایسا ہے کہ محمل میں پھوپھی روتی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴)

انکے رونے سے حرم مضطر و غمگیں ہیں تمام
ہیں کبھی یاس کی باتیں کبھی حسرت کے کلام
ہے یہ منظور کہ اس دشت میں ٹھہریں نہ امامؑ
آپ سمجھائیں تو شاید اِنھیں آئے آرام
انکی تشویش سے رہ رہ کے قلق ہوتا ہے
جب وہ روتی ہیں تو دل سینے میں شق ہوتا ہے

(۱۵)

سنکے یہ ہوگئے بیتاب جناب عباسؑ
ساتھ اکبرؑ کے چلے خواہر شبیرؑ کے پاس
عرض کی آکے یہ زینبؑ سے کہ اے رتبہ شناس
آپ کیوں روتی ہیں کس بات کا ہے یاس و ہراس
حال کھلتا نہیں کچھ آپکے غم کھانے کا
کیا سبب خاطرِ اقدس پہ ملال آنے کا

(۱۶)

روکے بھائی سے یہ تب دخترِ زہراؑ نے کہا
میں نہ اس دشتِ پُر آفت میں رہونگی اصلا
کربلا نام ہے اِسکا یہ وہی ہے صحرا
جسکی نانا نے خبر دی تھی بصد درد و بکا
یاں ٹھہرنے سے طبیعت مری گھبراتی ہے
ہر طرف سے مجھے رونیکی صدا آتی ہے

(۱۷)

دمبدم ہے کسی بی بی کا یہ پُر درد بیاں
میرے بچے تری مظلومی کے اماں قرباں
لائی آخر تمھیں مقتل میں قضا اے مری جاں
یہیں لُٹ جائیگا گلزارِ رسولِ دوجہاں
یہیں ہوگا تعبِ تشنہ دہانی تجھ پر
بند ہو ویگا اسی دشت میں پانی تجھ پر

(۱۸)

عرض کی بازوئے شہؑ نے یہ بہ چشمِ خونبار
کچھ تردد کی یہ جاگہ نہیں اے عرشِ وقار
جب تلک ساتھ ہیں مولاؑ کے عزیز و انصار
کیا مجال آنکھ اٹھائے تو کوئی ناہنجار
سب غلام آپکے مرنے پہ کمر باندھے ہیں
ہم اسی واسطے شمشیر و سپر باندھے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۹)

تھا بہنوں سے مصیبت میں ہر اک شکوہِ قہر — دم بدم کاہشِ جاں تھا یہ پہاڑوں کا سفر

جستجو نہر کی کرتے تھے جو سب شام و سحر — قرب دریا کا بھی ہاتھ آگیا شکرِ داور

دل خنک ہے وہ جگہ حق نے دکھائی ہمکو

آبِ حیواں ہوئی دریا کی ترائی ہمکو

(۲۰)

کہہ کے یہ واں سے گئے پیش شہنشاہِ اُمم — عرض کی جوڑ کے ہاتھوں کو یہ با دیدۂ نم

دن ہیں گرمی کے گھٹے جاتے ہیں محمل میں حرم — منتظر اب ہیں فقط آپکے ارشاد کے ہم

فکر ہے پیاس سے بچوں کو نہ ایذا ہووے

آپ فرمائیں تو خیمہ لبِ دریا ہووے

(۲۱)

بولے کچھ سوچ کے بھائی سے شہِ عرش مقام — چاہیئے نہر کی سرحد سے جدا اپنے خیام

گو صغیروں کیلئے ہے لبِ دریا آرام — نہر پر آن کے اتریگا مگر لشکرِ شام

تشنگی میں نہیں پانی کا سہارا بہتر

اس ترائی سے ہے صحرا کا کنارا بہتر

(۲۲)

بھائی جب قبرِ نبیؐ چھوٹی تو آرام کہاں — بے وطن کیلئے راحت کا سرانجام کہاں

لائی یثرب سے ہمیں گردشِ ایّام کہاں — ہم کہاں دشت کہاں یہ سپہِ شام کہاں

سب صعوبت یہ مقدّر نے دکھائی ہم کو

شکر مقتل پہ اجل کھینچ کے لائی ہم کو

(۲۳)

عرض کی شیر نے یہ تول کے شمشیرِ دو دم — وہ جو لاکھوں ستم آرا ہیں تو ہم بھی نہیں کم

جس زمیں پر ہو بپا خیمۂ سلطانِ اُمم — یہ بھی مقدور ہے انکا جو بڑھائیں وہ قدم

حکم ہم کو جو پئے چشم نمائی ہو جائے

خوں سے گلگوں ابھی دریا کی ترائی ہو جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۴)
ذکر یہ تھا کہ اُٹھا دشت میں آفت کا غبار
ہو گیا گرد سے گھوڑوں کی جہاں تیرہ و تار
نظر آئے جو نشانِ سپہِ نا ہنجار
اُٹھ کے تکنے لگے مولاؑ کے عزیز و انصار
تھی یہ کثرت کہ زمیں دشت کی تھرّاتی تھی
دُور تک فوج کے ڈنکے کی صدا آتی تھی

(۲۵)
برقیں دُور سے دیکھیں تو یہ اکبرؑ نے کہا
فوجِ اعدا کی وہ آتی ہے نہیں فرق ذرا
دی یہ عباسؑ دلاور نے رفیقوں کو صدا
سب مسلّح ہو غلامانِ امامؑ دوسرا
گر نہ کہنے پہ ہمارے وہ جفا کار چلے
کیا عجب ہے کہ اِسی گھاٹ پہ تلوار چلے

(۲۶)
تھیں یہ باتیں کہ قریب آ گئیں افواجِ لعیں
بڑھ کے بولے کئی سردارِ سپاہِ بے دیں
کس کے کہنے سے تم اُترے ہو ترائی کے قریں
لشکرِ شام یہاں آن کے ہووے گا مکیں
ہم کسی غیر کو راحت نہ اُٹھانے دینگے
کل پرندوں کو بھی دریا پہ نہ آنے دینگے

(۲۷)
راتدن واں سے چلی آتی ہے فوجوں کی بھیر
آ کے اُتریگا اِسی نہر پہ انبوہِ کثیر
جا بجا فوج میں پہنچا ہے یہی حکمِ امیر
جلتی ریتی پہ رہیں بادشہِ عرش سریر
ایک قطرہ نہ دمِ تشنہ دہانی دینا
بچے پھڑکیں بھی تو دریا سے نہ پانی دینا

(۲۸)
سُنکے یہ نہر پہ گونجا اسد اللہ کا لال
آستینوں کو جو اُلٹا تو ہلا دشتِ قتال
غیظ میں بڑھ کے صدا دی یہ سوئے فوجِ ضلال
ہم سے لے نہر یہ کیا شام کے حاکم کی مجال
ثمرِ الفت پئے دیں کا مزہ چکھو گے
سر نہ ہونگے جو ترائی میں قدم رکھو گے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۹

خیر اسی میں ہے کہ آگے نہ بڑھے لشکرِ شر
چھین لے نہر کو شیروں سے یہ کس کا ہے جگر
سر نہ ہو تن پہ جو دیکھے کوئی نا اہل ادھر
مستعد جنگ پہ سب ہیں اسدِ حق کے پسر
فوجِ بیدیں ابھی دم بھر میں سزا پائیگی
ایک ہم میں سے جو بگڑا تو نہ بن آئیگی

۳۰

خندقیں تک بھی جو اس خاک پہ لاشوں سے پٹیں
تیر مشکل ہے کہ دریا کی ترائی سے ہٹیں
زور کیا انکی بھلا جرأت و ہمت سے گھٹیں
جنکی تلوار سے لاکھوں سرِ کفار کٹیں
تیغ پکڑیں تو نہ افسر نہ رسالا ہووے
ایک تم کیا ہو زمانہ تہہ و بالا ہووے

۳۱

حاکمِ شام بد انجام کی کیا اصل بھلا
ہم کو دریا پہ نہ رہنے دے یہ ہے ظرف اُسکا
غاصب و فاسق و بیدیں ہے وہ مردودِ خدا
نہر کے مالک و مختار ہیں شاہِ دوسرا
مائلِ آب جو طبعِ شہِ ذیشان ہو جائے
بحرِ عالم میں ابھی نوحؑ کا طوفان ہو جائے

۳۲

سرکشی اُن سے کہ مشہور ہے جرأت جن کی
آشکارا ہے زمانے پہ شجاعت جن کی
بے رخی اُن سے ہے ظاہر ہے مروت جن کی
اُن پہ یہ ظلم، کہ واجب ہے اطاعت جن کی،
حق ہے احمدؐ کے نواسے کا مسلمانوں پر
بند پانی بھی کوئی کرتا ہے مہمانوں پر

۳۳

سینکڑوں لکھ کے خطِ شوق بُلایا ہم کو
ایسی گرمی میں مدینے سے چھڑایا ہم کو
دو قدم بھی کوئی لینے کو نہ آیا ہم کو
خوب دعوت کا سرانجام دکھایا ہم کو
مشورے قتل کے لشکر میں بہم ہونے لگے
ابھی اُترے بھی نہیں ہم کہ ستم ہونے لگے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیا یہی رسم مدارات ہے اے لشکرِ شام
آئے بیعت کے عوض نہر سے ہٹنے کا پیام
جلتی رہتی ہے یہ ہوں ناموسِ محمدؐ کے خیام
گھر سے بُلوا کے یونہی کرتے ہیں توقیرِ اَنام
تم نہ سمجھے کہ یہ مظلوم ہیں دُکھ پائے ہیں
ننھے بچے لئے یثرب سے چلے آئے ہیں (۳۴)

جنکی اُلفت میں نبی زادے نے چھوڑا ہے مکاں
کیا غضب ہے کہ وہی بند کریں آبِ رَواں
اُن کی جا کہیں ملتی ہے نہ راحت کا نشاں
واہ کیا خوب ہوئی دعوتِ سلطانِ زماں
یہ عداوت یہ حسد فاطمہؑ کے جانی سے
بچے شبیرؑ کے محروم رہیں پانی سے (۳۵)

کل کا مذکور ہے آگاہ ہے عالم کی سپاہ
یاں سے کچھ دور فروکش تھے شہِ عرش پناہ
تھا وہ صحرا کہ نہ جس میں کوئی چشمہ تھا نہ چاہ
لشکرِ حُر وہیں پیاسا نظر آیا ناگاہ
سینکڑوں کوس نہ پانی کی تری پاتے تھے
تشنہ کامی سے جگر سب کے پُھنکے جاتے تھے (۳۶)

جاں بلب پیاس سے تھے حُر کے رسالے کے جواں
تشنگی یہ تھی کہ ہونٹوں پہ پھراتے تھے زباں
اسی لشکر سے سنو بخشش سلطانؑ زماں
دشمنوں پر بھی عنایت کی نظر کی اس آن
مشکیں بھر بھر کے محبت سے منگایا پانی
حُر تو کیا سارے رسالے کو پلایا پانی (۳۷)

جبکہ سیراب ہوا تشنہ دہانوں کا ہجوم
شہ کے الطاف و عنایت کی ہوئی دشت میں دھوم
واہ رے فیض رے رحمِ امامِ مظلوم
بے زبانوں کو بھی پانی سے نہ رکھا محروم!
کرم ساقیِ کوثر کو دکھایا شہؑ نے
چشمۂ خضر کو صحرا میں لٹایا شہؑ نے (۳۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

تشنہ کاموں پہ جو یوں ابرِ کرم برسائے
وا دریغا، وہی دریا پہ نہ رہنے پائے
غور کی جا ہے کہ اُلفت سے جو یوں پیش آئے
بدلے راحت کے وہ دُکھ درد سے غم کھائے

بے نواؤں کو ہر اک آب غذا دیتا ہے
یوں کوئی چشمِ مروّت کو پھرا لیتا ہے

(۴۰)

سُنکے غازی کی یہ تقریر لعینوں نے کہا
حاکمِ شام کا جو حکم، ہمیں دخل ہے کیا
فوجیں اور آتی ہیں شہروں سے تردّد کی ہے جا
خیمے سرداروں کے ہونگے لبِ دریا برپا

دُور اِس نہر سے رہنا ہمیں منظور نہیں
خشک ہو جائے جو دریا بھی تو کچھ دُور نہیں

(۴۱)

اِسطرح ردّ و بدل ہونے لگی جب باہم
ہو گئی غیظ سے غازی کی طبیعت برہم
چاہتے تھے کہ بڑھیں کھینچ کے شمشیرِ دو دم
بڑھ کے بھائی سے یہ فرمانے لگے شاہِ اُمم

لشکرِ شام کا گو ظلم و ستم ہے بھائی
تیغ کھینچو نہ، مرے سر کی قسم ہے بھائی

(۴۲)

نہر کیا چیز ہے جسکا تمہیں ایسا ہے خیال
اِتنی تکرار پہ، اللہ یہ غصّہ یہ جلال
گفتگو کن سے یہ ہے اے اسدُاللہ کے لال
شیر ہو، تم سے مقابل ہوں یہ کیا اِنکی مجال

جنگ پانی پہ کریموں کا یہ دستور نہیں
ہاتھ اُمّت پہ اُٹھانا مجھے منظور نہیں

(۴۳)

کیا گلہ گر یہ سمجھتے نہیں مہماں ہم کو
چار دِن کے لئے کیا چاہیئے ساماں ہم کو
جنگ لازم نہیں اِنسے کسی عنواں ہم کو
بحر و بر عالمِ غربت میں ہیں یکساں ہم کو

شوق سے نہر پہ اُتریں ستم آرا، بھائی
خود ہمیں جا بیٹھے دریا سے کنارا بھائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

۴۴

آؤ جانے دو بس اب یہ نہیں غصّے کا محل
نہر سے کون اُٹھا سکتا ہے شبروں کا عمل
دُور اب کچھ نہیں نزدیک ہے ہنگامِ اجل
ایکدن پھر یہیں آؤگے پئے جنگ و جدل

صبحِ عاشور جو اعدا سے لڑائی ہوگی
حشر تک آپکے قبضے میں ترائی ہوگی

۴۵

لو، چلو، محمل و ہودج میں حرم ہیں گریاں
بچّے روتے ہیں بلکتی ہے سکینہؑ ناداں
بھائی، اللہ یہ غصّہ ہے کہ ہیں اشک رواں
غیظ میں کیا مری اُلفت بھی بھلا دی اس آن

جان ہو جسم کی تم، زینتِ پہلو تم ہو
دِل کو سَو طرح کی قوّت ہے کہ بازو تم ہو

۴۶

جوڑ کر ہاتھ یہ غازی نے کیا شہؑ سے کلام
کیا مجال اب کہ جو رکھّے قدم آگے یہ غلام
لگے آرام سے ساحل پہ رہے لشکرِ شام
اب زباں پر بھی نہ آئیگا کبھی نہر کا نام

یہ تو کیا ذکر، جو اس فوج سے تکرار کروں
سر بھی کاٹیں اگر اعدا تو نہ اِنکار کروں

۴۷

یہ خوشی تھی کہ جو دریا پہ سکونت ہوتی
حرمِ قبلۂ کونینؑ کو راحت ہوتی
اس کڑی دھوپ میں گرمی کی جو شدّت ہوتی
ننھّے بچّوں کو نہ پانی کی اذیّت ہوتی

سب گوارہ ہے جو دُکھ درد بھی ہم پائینگے
آپکا حکم سر آنکھوں سے بجا لائینگے

۴۸

یہ سخن سُنکے پھرے واں سے شہِؑ عرش نشیں
آئے بھائی کو لئے ناقۂ زینبؑ کے قریں
بولی محمل سے یہ وہ شیفتۂ سرورِؑ دیں
آؤ صدقہ تو اُتارے یہ بہن زار و حزیں

دھیان بچّوں کا بھی غصّے میں نہ آیا تم کو
شُکر بھائی کہ خدا خیر سے لایا تم کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رنج دیتے ہیں عبث ظلم کے بانی ہم کو — نہر لے لیں وہ نہیں چاہیے پانی ہم کو (۴۹)
ہے گوارہ تعبِ تشنہ دہانی ہم کو — بھائی پیاری ہے تمہاری یہ جوانی ہم کو
شور جب گھاٹ پہ ہوتا تھا تو گھبراتی تھی
غیظ تمکو تھا بہن غم سے موئی جاتی تھی

جب یہ غازی نے سُنا دخترِ زہراؑ کا کلام — سَر کو نہوڑا کے کہا تابعِ فرماں ہے غلام (۵۰)
بولے ہمشکلِ نبیؐ سے یہ شہِ عرش مقام — کہدو فرّاشوں سے برپا کریں یہیں پہ خیام
آ کے جمّال بھی ناقوں کو بٹھائیں جلدی
بچّے تو نیسے ہوئے راحت کہیں پائیں جلدی

حکم یہ سُن کے مصفّا ہوئی صحرا کی زمیں — خیمے ناموس کے برپا ہوئے ریتی پہ وہیں (۵۱)
اونٹ جمّالوں نے بٹھلائے جو خیموں کے قریں — خود اُتروانے کو زینبؑ کے بڑھے سرورِ دیں
غُل تھا آئے نہ کوئی گرد سے ہشیار رہو
حرمِ شاہؑ اُترتے ہیں خبردار رہو

ہمتم عونؑ و محمدؑ تھے ادھر اور اُدھر — پردہ رو کے ہوئے تھے حضرتِ مسلمؑ کے پسر (۵۲)
تھے قریں اکبرؑ و عباسؑ جھکائے ہوئے سر — ہاتھ ہمشیر کا تھامے تھے شہِ جنّ و بشر
کوئی پہلے نہ عماری سے سواری اُتری
سب سے پہلے اسداللہ کی پیاری اُتری

کیوں فلک جسکی یہ عزت ہو یہ رتبہ جسکا — جلوۂ عام میں اسکو نہ میسّر ہو ردا (۵۳)
جس کی توقیر زمانے میں ہو مریمؑ سے سوا — وا دریغا اسی بی بی کا ہو بستی میں گلا
رنج و ایذائیں ذرا رحم نہ کھائیں ظالم
سر برہنہ اسی زینبؑ کو پھرائیں ظالم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

٥٤

وہ بیاباں، وہ فضا دشت کی وہ خیمۂ نور
جسمیں ہر وقت تھا خورشیدِ امامت کا ظہور
وہ کلس جسکی ضیا رشک دہِ شعلۂ طور
وہ طنابیں کہ کریں جن پہ فدا کاکُلِ حور
سر بسر اوج میں بھی طور تھے سرداری کے
گرد پھرتا تھا فلک خیمۂ زنگاری کے

٥٥

اسطرف خیمہ میں داخل ہوئی حضرت کے حرم
اسطرف آ نکے سب نہر پہ اُترے اظلم
پانچویں تک تو چلی آتی تھیں فوجیں پیہم
گھاٹ روکے بھی چھٹی سے سپہِ ظلم و ستم
کوئی دن چین بجز اشک فشانی نہ ملا
ساتویں سے شہِ مظلوم کو پانی نہ ملا

٥٦

آٹھویں اور نویں کو تھی قیامت برپا
قحط پانی کا جدا، فوج کا نرغہ تھا جدا
بیقراری تھی ہر اک آن جو رانڈوں کو سوا
تھا کہیں نوحہ و ماتم، کہیں رونیکی صدا
مضطرب قلب تھے صدمہ تھا عجب جانوں پہ
لشکرِ شام سے تیر آتے تھے خیمانوں پہ

٥٧

جاں بلب پیاس سے تھے شہ کے عزیز و انصار
العطش کی تھی ہر اک آن صغیروں میں پکار
تشنگی سے جو نہ معصوموں کو آتا تھا قرار
خشک ہونٹوں پہ پھراتے تھے زبانیں ہر بار
ذکر پانی کا جو بار ہا کہیں سن پاتے تھے
بچّے کوزے لئے خیمے سے نکل آتے تھے

٥٨

واں ہر اک سمت تھا راحت کا مہیّا اسباب
تھیں کہیں چھاگلیں پانی کی کہیں ساغرِ آب
تر زمیں کرتے تھے چھڑکاؤ سے سب خانہ خراب
جا بجا تھے فرس و اشتر و قاطر سیراب
تھا اُدھر عیش ہر اک ظلم کے بانی کیلئے
بچّے حضرت کے اِدھر روتے تھے پانی کیلئے

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۵۹)

گردِ خیمے کے جو خندق میں بھڑکتے تھے شرر
تھی وہ گرمی کہ پھنکے جاتے تھے سینوں میں جگر
شور باجوں کا ہر اک صف میں جو ہوتا تھا اُدھر
غش سے چونک اُٹھتے تھے معصوم بحالِ مضطر
مائیں دیتی تھیں دلاسا پہ نہ چپ ہوتے تھے
دم بدم سہم کے منھ تکتے تھے اور روتے تھے

(۶۰)

دہم ماہِ عزا جب ہوئی گردوں پہ عیاں
طالبِ جنگ ہوئے شام کے لشکر کے جواں
اذن لے لیکے بڑھے یاورِ سلطانِ زماں
ظہر تک سب نے فدا کی شہِ مظلوم پہ جاں
پھر نہ فرزند نہ بھائی نہ وہ انصار رہے
عصر کے وقت اکیلے شہِ ابرار رہے

(۶۱)

آئے رخصت کو جو خیمہ میں شہِ عرش مقام
شورِ فریاد سے رانڈوں میں بپا تھا کہرام
شہ سے لپٹی ہوئی کرتی تھی سکینہ یہ کلام
آپ سے چھٹ کے نہ ہوگا مجھے دم بھر آرام
اب سکینہ جو نہ اس سینے کی بو پائے گی
شب کو صدقے گئی کیونکر مجھے نیند آئے گی

(۶۲)

اس بلا میں نہ مجھے چھوڑ کے جاؤ بابا
جاں بلب ہے مرے دل کو نہ کڑھاؤ بابا
داغ فرقت کا نہ بیٹی کو دکھاؤ بابا
ستمِ لشکرِ اعدا سے بچاؤ بابا
اس مصیبت میں جو ساتھ آپکا چھٹ جائیگا
قافلہ رانڈوں کا پردیس میں لٹ جائیگا

(۶۳)

آپکے بعد ذرا رحم نہ کھائیں گے لعیں
خیمۂ اہلِ حرم لوٹنے آئیں گے لعیں
طوق سجادؑ کی گردنمیں پہنائیں گے لعیں
سرِ بازار اسیروں کو پھرائیں گے لعیں
درپئے ظلم و جفا ظالم بدخو ہوں گے
بی بیوں کے رسنِ ظلم میں بازو ہوں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

روکے حضرتؑ نے یہ فرمایا کہ اے جانِ پدر
دمبدم فرقتِ اصغرؑ میں تڑپتا ہے جگر
شب کو اس ظلم کے صحرا میں ہے سو طرح کا ڈر ⑥④
تم کو لازم ہے کرو بھائی کی غربت پہ نظر
کس طرح رشتۂ الفت ابھی توڑیں بی بی
کیونکر اس دشت میں تنہا انھیں چھوڑیں بی بی

ایک دن وہ تھا جو ناخوش کبھی پاتی تھیں انھیں
خود تمہیں آن کے چھاتی سے لگاتی تھیں انھیں
باتیں بچوں کے اشاروں کی جو بھاتی تھیں انھیں ⑥⑤
بی بیاں پیار سے جھولے میں جھلاتی تھیں انھیں
صدقے ہوتی تھی کوئی اور کوئی بہلاتی تھی
ماں جب آغوش میں لیتی تھی تو نیند آتی تھی

جس کو اس ناز سے پالا تھا وہی غنچہ دہن
آج صحرائے مصیبت میں ہے محتاجِ کفن
یہ ستم اور یہ تعدی، یہ صعوبت، یہ محن ⑥⑥
ماں نہ پہلو میں نہ رونے کو سرہانے ہے بہن
بعد مردن ہے کفن گردِ بیاباں اس کا
جلتی ریتی پہ پڑا ہے تنِ عریاں اس کا

حالِ اصغرؑ کا جو بیٹی سے کیا شہؑ نے بیاں
حرمِ سبطِ پیمبرؐ میں ہوا شورِ فغاں
رو کے چلائی یہ بانوئے امامِ دو جہاں ⑥⑦
ہائے اصغرؑ تری مظلومی پہ مادر قرباں
ماں کے سینے کی جو بو تم نے نہ پائی ہوگی
نیند کیونکر تمہیں صدقے گئی، آئی ہوگی

سن کے یہ ذکر ہوا دل پہ جو صدمہ اک بار
نکلے روتے ہوئے خیمے سے امامِ ابرار
آلِ احمدؐ میں ہوئی ہائے حسیناؑ کی پکار ⑥⑧
غش ہوئیں خاک پہ ڈیوڑھی کے قریں زینبِ زار
جب حرم شہؑ کی مصیبت کا بیاں کرتے تھے
منہ کو ڈھانپے ہوئے بچے بھی فغاں کرتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۹)

آئے جس دم درِ دولت پہ شہنشاہِ اُمم — سرنگوں ہو کے بڑھا خود فرسِ تیز قدم

چڑھ کے گھوڑے پہ جلی ہاتھ میں شمشیرِ دودم — پھر نہ وہ تشنہ دہانی تھی نہ فاقوں کا اَلَم

غیظ میں فوج پہ یوں سیّدِ ذی جاہ۔ چلے

جنگِ صفّین پہ گویا اسدُ اللہ چلے

(۷۰)

وہ جلالت، وہ تہوّر، وہ ہیبت اور وہ داب — وہ حشم اور وہ شوکت، وہ غضب اور وہ عتاب

رُخ پہ وہ نور کہ خورشید کو آتا تھا حجاب — تن وہ خوشبو تھا کہ مٹّی بنی جہاں عطرِ گلاب

زلفِ مشکیں بھی اگر دوش پہ لہراتی تھی

عود و عنبر کی مہک دشت میں آجاتی تھی

(۷۱)

وہ فرس حور لقا اور وہ سرعت اُسکی — ہوش پریوں کے اُڑیں دیکھ کے صورت اسکی

وہ جھمکڑا، وہ پس و پیش، وہ رنگت اُسکی — وہ ہر اک گام پہ چہل بل، وہ شرارت اسکی

کبکِ کوہی کو بھی رفتار نہ یہ خو آئی

کف جہاں منہ سے گرا پھولوں کی خوشبو آئی

(۷۲)

پہنچے اس شان سے رَن میں جو شہِ عرش نشیں — مورچے اپنے جمانے لگے بڑھ بڑھ کے لعیں

غل ہوا جنگ کے باجوں کا ہر اک صف کے قریں — آگئی گھوڑوں کی ٹاپوں سے تزلزل میں زمیں

تا فلک فوج کے نیزوں کی چمک جانے لگی

جھوم کر شام کے لشکر کی گھٹا آنے لگی

(۷۳)

تیر چلّوں سے ملانے جو لگے بانیِ شر — غیظ میں آ کے جو جھوما اسدِ حق کا پسر

خشمگیں ہو کے جو کی آپ نے قبضے پہ نظر — نکلی کاٹھی سے تڑپتی ہوئی شمشیرِ دوسر

تیغ چمکی جو صفِ فوج پہ عُریاں ہو کر

برق بھی کانپ گئی ابر میں پنہاں ہو کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۴)

ہو گیا تیغ کے کھنچتے ہی تلاطم برپا — مورچے تھے نہ وہ جنگی نہ سواروں کا پرا
ڈر سے تر بتر ہوا وہ غول، یہ بھاگا، وہ گرا — کیسے باجے، کسی ظالم کے نہ تھے ہوش بجا
سر نہ اٹھتے تھے، یہ نوبت تھی علمداروں کی
بند تھی خوف سے آواز بھی نقّاروں کی

(۷۵)

تھی یہ ہلچل کہ وہ شمشیرِ شرربار چلی — مستعدِ قتل پہ جانوں کی خریدار چلی
چمکی اِس پار کبھی اور کبھی اُس پار چلی — خوں کا دریا نظر آتا تھا جہاں دھار چلی
ابرِ غم یوں کسی لشکر پہ نہ چھایا ہوگا
کسی پانی نے یہ طوفان اُٹھایا ہوگا

(۷۶)

شور تھا فوج میں بھاگو کہ قضا آپہونچی — گھاٹ سے دور رہو سیلِ فنا آپہونچی
آفتِ مرگ سوئے اہلِ خطا آپہونچی — جسمیں آثارِ خزاں ہیں وہ ہوا آپہونچی
ڈوب کر قلزمِ خوں میں نہ اُبھرنا ہوگا
اِسکے دھارے سے سلامت نہ اُترنا ہوگا

(۷۷)

منھ جدھر تیغِ دودم کا دمِ پیکار ہوا — ہم بغل موت سے وہ ظالمِ خونخوار ہوا
نیم جاں ڈر کے ہر اک فوج کا سردار ہوا — جس پہ دو ہاتھ بھی حضرتؑ کے چلے چار ہوا
شور تھا ضربِ یداللہ کا سب ڈھنگ یہ ہے
کیوں نہ ہو نجلِ علیؑ تیغ کا جو رنگ یہ ہے

(۷۸)

ضربِ شمشیر سے رنگین کوئی دشمن نہ بچا — کیا غضب منھ کی کڑی تھی کبھی جوشن نہ بچا
تن میں بکتر نہ بچا، مغفرِ آہن نہ بچا — ذکرِ مغفر کا بھلا کیا ہے کہ توسن نہ بچا
بڑھ کے توسن سے جو وہ خاک میں در آتی تھی
ہٹ کے دو چار قدم موت بھی تھرّاتی تھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۹)

جنگ میں تیغ دو سر سے کوئی سر بر نہ ہُوا — کاٹ سے اس کی مقابل کوئی خنجر نہ ہُوا

کون سردار تھا ایسا کہ جو بے سر نہ ہُوا — کونسا رن میں پرا تھا کہ جو ابتر نہ ہُوا

یَس دیکھا جو کمانیں لئے بے پیرونکو

بڑھ کے مانند قلم کاٹ گئی تیرونکو

(۸۰)

حشر برپا تھا عجب چال تھی آفت اسکی — خوں ہوئے جاتے تھے دل دیکھ کے صورت اسکی

وہ لگاوٹ وہ حرارت وہ شرارت اسکی — وہ چھریرا بدن اور صفا وہ رنگت اسکی

اسطرح قہر کے فتنے نہ اُٹھائے ہونگے

یہ کرشمے کبھی لیلیٰ نے نہ پائے ہونگے

(۸۱)

تھم کے جس غول کیجانب وہ سرانداز چلی — اِک پرستاں کی پری تھی کہ بصد ناز چلی

صیدِ جاں کیلئے جب صورتِ شہباز چلی — ہر پرے کو یہ سناتی ہوئی آواز چلی

موذیو! دوست نہ سمجھو مجھے دشمن ہوں میں

زہر جسکا سمِ قاتل ہے وہ ناگن ہوں میں

(۸۲)

وہ برش جان نہ چھوڑی کسی عنواں جس نے — تن ہزاروں کئے زخموں سے گلستاں جس نے

دم وہ تھا قہر کیا فوج کو بے جاں جس نے — ابر ایسا کہ اُٹھایا تھا یہ طوفاں جس نے

پھل کی لذت سپہِ دشمنِ دیں سے پوچھو

ضرب کا حال پرِ روحِ امیں سے پوچھو

(۸۳)

چال نے اسکی قیامت کے چلن دکھلائے — غرق خوں خاک پہ اعدا کے بدن دکھلائے

لوٹتے گرم زمیں پر سر و تن دکھلائے — چار سُو دشت میں زخموں کے چمن دکھلائے

گُلِ زہرا کے ستانے کا ثمر پاتے تھے

نخلِ قد باغیوں کے قطع ہوئے جاتے تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸۴)

صاف دم بھر میں پرے کر دیئے سفاک ایسی
ترک کی لاکھ سواروں سے نہ چالاک ایسی
تن کے ہر صف پہ چلی جاتی تھی بیباک ایسی
خوں کا دھبہ بھی نہ آتا تھا نظر پاک ایسی
قلب تھراتے تھے نظروں میں گرمی ایسی تھی
چاک کرتی تھی زرہ منھ کی کڑی ایسی تھی

(۸۵)

کس طرف سیف صف فوج پہ خونبار نہ تھی
غضب حق کا نمونہ تھا وہ تلوار نہ تھی
جز اجل امن کی صورت کہیں نمودار نہ تھی
شہ کا دریائے غضب جوش پہ تھا تھاہ نہ تھی
آب سے تیغ کے ہر سمت تھے بادل خوں کے
بھر دیئے دشت جفا خیز میں جل تھل خوں کے

(۸۶)

جس طرف سن سے چلی سینکڑوں سر کاٹ گئی
ترکش و گرز و سناں تیغ و تبر کاٹ گئی
شانہ و دست و گلو، صدر و کمر کاٹ گئی
جس نے لی خوف سے چہرے پہ سپر کاٹ گئی
تیز فقرے وہ کہ دم بند تھے خونخواروں کے
لوٹتے پھرتے تھے سر خاک پہ سرداروں کے

(۸۷)

وہ پرا غرق ہوا خوں میں تھی بے سر یہ قطار
نہ وہ افسر نہ وہ پیدل، نہ فرس وہ نہ سوار
کہیں ٹکڑے تھیں کمانیں کہیں تیغیں بیکار
کہیں بے سر تھیں سنانیں کہیں ڈھالیں مسمار
خوں میں غلطاں علم لشکر اظلم تھے کہیں
بیرقیں خاک بسر تھیں کہیں پرچم تھے کہیں

(۸۸)

غل ہوا فوج میں یا سید ابرار اماں
دم لبوں پر ہیں بس اب روکیے تیغ دو زباں
آئی پہلو سے یہ آواز رسول دو جہاں
واہ کس حسن سے کی جنگ و جدل اے مری جاں
زور حیدر کا ہر اک ضرب میں دکھلایا ہے
روک لو ہاتھ کہ اب عصر کا وقت آیا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سُنکے یہ آپنے کاٹھی میں رکھی تیغ دو دم، دی صدا بڑھ کے لعینوں کو یہ با دیدۂ نم
ہو چکی جنگ بس اب ہاتھ اُٹھائینگے نہ ہم (۸۹) شوق سے قتل کو آئے سپہِ ظلم و ستم
سجدۂ حق تہہِ شمشیر ادا کرنا ہے
اب ہمیں وعدۂ طفلی کو وفا کرنا ہے

یہ سخن سنتے ہی گرد آ گئیں افواجِ لعیں، چھن گیا ظلم کے تیروں سے تنِ سرورِ دیں
بھالے پہلو پہ تو سینے پہ چلے خنجرِ کیں (۹۰) جائے انصاف ہے وہ تیر سے پہلو وہ جبیں
یہ ستم اس پہ جو احمد کا نواسہ ہووے
اُس پہ یہ ظلم جو دو روز کا پیاسا ہووے

نیزے پاس آ کے لگاتے تھے جو سب اہلِ ستم، تھام لیتے تھے جگر جھک کے شہنشاہِ امم
نکلے جاتے تھے رکابوں سے جو ڈولا کے قدم (۹۱) کہتے تھے اسپِ مبارک سے یہ با دیدۂ نم
یہ گلا دم میں تہہِ تیغِ جفا ہوتا ہے
تیرا اسوار بس اب تجھ سے جدا ہوتا ہے

نظر آتا تھا جو یہ حالِ امامِ ابرار، ننگے سر ڈیوڑھی پہ روتے تھے حرم با دلِ زار
جبکہ ہوتی تھی بہم ہائے حسینا کی پکار (۹۲) مضطرب ہو کے نکل آتے تھے بچے ہر بار
شورِ ماتم سے زمینِ دشت کی تھراتی تھی
ہائے شبیر کی مقتل سے صدا آتی تھی

حال اُس وقت کا کرتا ہے یہ راوی تحریر، گر پڑا گھوڑے سے جب فاطمہ کا ماہِ منیر
نکلا خیمے سے تڑپتا ہوا اک طفلِ صغیر (۹۳) سر سے پا تک حسنِ سبز قبا کی تصویر
نازنیں جسم سے پھولوں کی مہک آتی تھی
رخِ روشن کی ضیا چاند کو شرماتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گوری گردن میں جو ہیکل تھی تو ہاتھوں میں کڑے
سن تو چھوٹا تھا مگر دل میں ارادے تھے بڑے
تھا مرادوں کا پلا طوق تھے منت کے پڑے
تھا یہ افسوس کہ عمو کے عوض کیوں نہ لڑے
دودھ کا ماں کے اثر ہم کو بھی دکھلانا تھا
ساتھ ہی قاسم نوشاہ کے مر جانا تھا ۹۴

جٹی جٹی وہ بھوئیں اور وہ جبین نور فشاں
زلفیں الجھی ہوئی رخسار پہ آنسو تھے رواں
نرم کرنا وہ جسے دیکھ کے خوش ہوتی تھی ماں
سوکھے ہونٹوں سے عیاں تشنہ دہانی کا نشاں
دل جو بھر آتا تھا پھر ضبط نہ ہو سکتا تھا
منھ کو پھیرے ہوئے مقتل کی طرف تکتا تھا ۹۵

کچھ اشارہ جو ملا ہائے پکاری مادر
اشقیا فوج کے سب ظلم پہ باندھے ہیں کمر
صدقے ہو جاؤں تمہیں اس حشر میں جاؤ گے کدھر
شور بیداد ہے للہ نہ نکلو باہر
دشمن جاں یہ ستمگر ہیں تمہاری واری
ننھے سینے پہ کوئی تیر نہ ماریں واری ۹۶

ماں سے کہتا تھا تڑپ کر یہی وہ رشک قمر
گر پڑے ہیں ابھی گھوڑے سے شہ جن و بشر
جانے دیجے مجھے عمو کی مدد کو مادر
ننگی تلواریں لئے گرد ہیں سب بانی شر
زخمی تیغوں سے شہنشاہ امم ہوتے ہیں
دیکھ لو تم مرے عمو پہ ستم ہوتے ہیں ۹۷

سامنے آنکھوں کے ہی ہو یہ جفا ظلم اٹھائیں
غیر تو انکے عوض آنکے سر اپنا کٹائیں
زخم تیغوں کے سہیں برچھیاں کھائیں
کیا غضب ہے کہ ہمیں انکے بچانیکو نہ جائیں
کوئی شمشیر و سپر چھوٹی سی لا دو اماں
اب نہ ہم آئینگے انگشت کو بھلا دو اماں ۹۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

بولی ماں، جی میں یہ کیا آگئی ہے ہے مرے لال — قابلِ جنگ نہیں صدقے گئی یہ سن و سال (۹۹)
فوج میں قاتلِ سادات ہیں سب اہلِ ضلال — تم کو لازم ہے کرو ماں کے رنڈاپے کا خیال
اِس مصیبت میں نہیں آنکھوں کا تارا کوئی
ماں کے جینے کا نہیں اور سہارا کوئی

پاس عونؑ کے جو اس دکھ میں چلے ہو مرے جاں — آؤ جی بھر کے تو چھاتی سے لگالے تمہیں ماں (۱۰۰)
صدقے ہو جاؤں حرم کرتے ہیں فریاد و فغاں — دل تو ٹوٹی ہوئی ہے آنکے اے غنچہ دہاں
کیسے الجھے ہیں یہ گیسو تو سنواروں واری
آؤ کرتہ میں بدل دوں تو سدھارو واری

ماں سے تب رو کے یہ کہنے لگا وہ سینہ فگار — مرگ کا شوق ہے زینت سے ہمیں کیا سروکار (۱۰۱)
پھر کے آئینگے نہ اب ہم کو نہ روکو زنہار — دیکھنا حشر میں جی بھر کے ہمارا دیدار
جسکے عاشق تھے اسے چھوڑ دیں کیونکر اماں
سونے جنگل میں پڑے ہیں علی اصغرؑ اماں

جب کسی طرح تھما ماں سے نہ وہ غیرتِ ماہ — آئی مقتل میں یہ آوازِ حسنؑ کی ناگاہ (۱۰۲)
رن میں بے مونس و یاور ہیں شہِ عرش پناہ — غم سے مرجائیگا یہ طفل، نہ روکو للہ
اپنی آغوش سے دلبر کو جدا ہونے دو
اسکو بھی تم مری بھائی پہ فدا ہونے دو

سنکے آوازِ حسنؑ کانپ گئی وہ غمگیں — ہٹ گئی چھوڑ کے فرزند کو محزون و حزیں (۱۰۳)
پہنچا اسوقت وہ معصوم قریبِ شہؑ دیں — غش میں جب جھکتا تھا فاطمہؑ کا ماہ جبیں
جانِ زہراؑ پہ ستم ہوتے تھے خونخواروں کے
وار چلتے تھے ہر اک سمت سے تلواروں کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۰۴

دور کر شاہؑ سے لپٹا جو وہ شبّر کا پسر
ہو گیا خون سے معصوم کا کُرتہ سب تر
کھینچ کر سینے سے اِک آہ یہ بولے سرور
ہائے اِسوقت میں کیوں خیمے سے نکلے باہر
ماں ہے اس عمر میں لکھی تھی جدائی بیٹا
موت تم کو بھی یہاں کھینچ کے لائی بیٹا

۱۰۵

ننھے ہاتھوں سے جگر تھام کے بولا وہ صغیر
ہائے عمّو یہ ستم آپ پہ ہیں بے تقصیر
دیکھوں کن آنکھوں سے یہ ظلم سپاہِ بے پیر
کہیں نیزوں کے نشاں ہیں کہیں زخمِ شمشیر
رحم بھی آپ پہ کوئی نہیں کھاتا ہے ہے
بوند پانی بھی نہیں کوئی پلاتا ہے ہے

۱۰۶

دیکھ کر آپ پہ یہ نرغۂ افواجِ ستم
نکلے آتے ہیں حرم خیمے سے یا شاہِ اُمم
کبھی فریاد و بُکا ہے کبھی شورِ ماتم
پاس ڈیوڑھی کے بلکتی ہے سکینہؑ ہر دم
پیٹ کر سر کو چچی اشکوں سے منھ دھوتی ہیں
جلد چلیئے کہ پھوپھی در پہ کھڑی روتی ہیں

۱۰۷

ذکر یہ تھا کہ بڑھے کھینچ کے تیغیں کفّار
کاٹ لو سر یہ ہوئی لشکرِ اعدا میں پکار
اِک جفاکار نے چاہا کہ کرے شاہؑ پہ وار
ہاتھ بچّے نے سپر کر دیئے دونوں اِکبار
دستِ نازک پہ چلی تیغ جو عُریاں ہو کر
پھول سے ہاتھ گرے خون میں غلطاں ہو کر

۱۰۸

شہ کے پہلو میں تڑپنے جو لگا وہ دلبر
لاشِ معصوم پہ شبّیرؑ لگے پیٹنے سر
دم کے رکنے سے جو بیتاب تھا ننھا سا جگر
کروٹیں نزع میں لیتا تھا اِدھر اور اُدھر
دردِ زخمونکا بھی معصوم نہ کہہ سکتا تھا
ہچکی جب آتی تھی شبّیر کا منھ تکتا تھا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۰۹)

خاک سے گود میں اسکو جو اٹھانے لگے شاہؑ
پڑ گیا حلق پہ اک تیرِ ستم پہلو ناگاہ
جسم تھرا گیا معصوم نے کھینچی اک آہ
مر گیا شاہؑ کی آغوش میں وہ غیرتِ ماہ
تا حرم شہؑ کی جو آوازِ بکا جاتی تھی
ہائے فرزند کی خیمے سے صدا آتی تھی

(۱۱۰)

لاشِ معصوم پہ غش ہو گئے جب سرورِ دیں
فوجِ اعدا سے بڑھا تیغ بکف شمرِ لعیں
حلق پر شہؑ کے جو ظالم نے رکھا خنجرِ کیں
آسماں کانپ گیا ہل گئی مقتل کی زمیں
کس ستم سے جگرِ حیدرِ صفدرؑ کاٹا
شمرِ اظلم نے قفا سے سرِ سرورؑ کاٹا

(۱۱۱)

خاک اڑانے کا یہ ہنگام ہے اے اہلِ عزا
لوٹ کو خیمۂ سرورؑ میں گھسے ہیں اعدا
شور بیداد ہے کرتے ہیں ستم اہلِ جفا
ہر طرف آگ بھڑکتی ہے قیامت ہے بپا
بچے سہمے ہوئے بادیدۂ نم نکلے ہیں
منہ چھپائے ہوئے بالوں سے حرم نکلے ہیں

(۱۱۲)

بس حسیںؔ کہ بپا بزم میں ہے شور و فغاں
حشر تک ہوگا نہ کم ماتمِ سلطانِ زماں
خوش بیانی تری کیونکر نہ ہو مرغوبِ جہاں
شکر کر حق نے عطا کی تجھے شیریں یہ زباں
طرزِ بندش میں کسی غیر کی تقلید نہیں
صاف ہر بند ہے گنجلک نہیں تعقید نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"شبیرؔ کی مدّاحی میں پانچویں پُشت"

میر سلیس

میر انیسؔ کے چھوٹے بیٹے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : میر محمد

تخلّص : سلیس

والد : میر انیس

والدہ : فاطمہ بیگم

ولادت : ۱۲۴۵ھ / ۱۸۲۹ء گلاب باڑی فیض آباد

اولاد : جلیس لکھنوی ، غیور لکھنوی ، قدیم لکھنوی اور ایک بیٹی

وفات : ۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۰۸ھ / ۲ نومبر ۱۸۹۰ء

حیات : ۶۳ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیس"، لکھنؤ

خدمات ادب : ۱۶ مرثیے ، دیوانِ غزلیات ، سلام اور قصائد وغیرہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
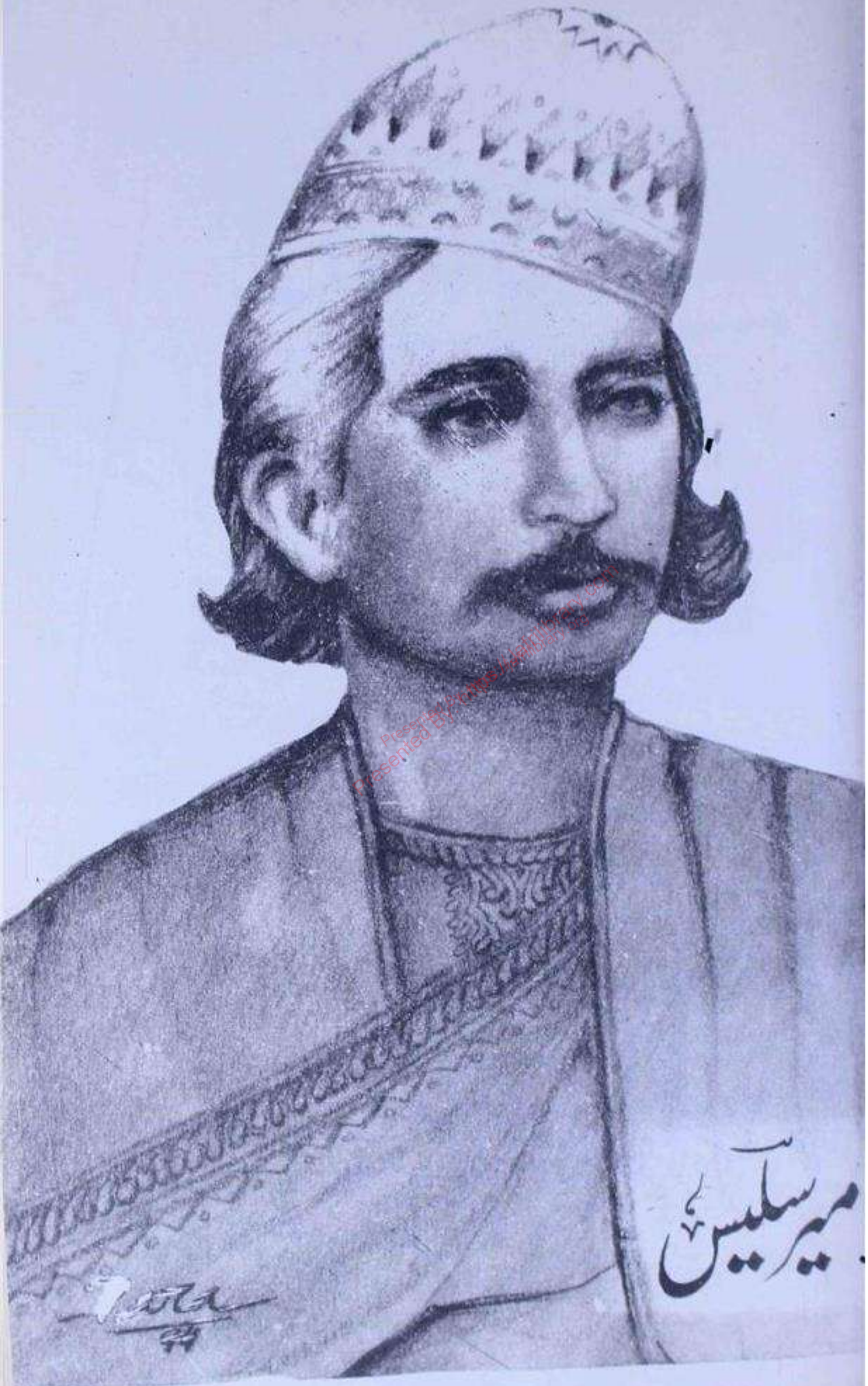
میر سلیس کے حالاتِ زندگی

میر انیس کے سب سے چھوٹے بیٹے میر محمد سلیس تھے، میر نفیس میر انیس کی اولادِ اکبر تھے۔ ان کے بعد میر عسکری رئیس اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ آخری اولاد میر سلیس تھے جو فیض آباد کے محلہ گلاب باڑی میں ۱۲۴۵ھ / ۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت کچھ فیض آباد میں باقی لکھنؤ کے مدرسوں سے حاصل کی۔ مرثیہ خوانی میر انیس سے سیکھی۔ میر سلیس کا پڑھنا میر انیس کے فن خواندگی سے بہت مشابہ تھا۔ کلام پر اصلاح بھی اپنے والد میر انیس سے لیتے تھے میر انیس جب فیض آباد سے لکھنؤ آئے ان کی عمر اس وقت بارہ، تیرہ برس کی تھی میر انیس کا عہد دیکھا تھا۔ میر انیس کی شاعری کا عروج ان کی نگاہ میں تھا۔ ابتدائی عمر میں مرثیہ گوئی سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن بعد میں متوجہ ہوئے تو خاندانی ہنر کے جوہر کھل کر سامنے آئے۔ میر انیس کی وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۴۵ برس کی تھی۔ ظاہر ہے اب کسی سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شادؔ عظیم آبادی نے ان کے ذکر میں بخل سے کام لیا ہے، لکھتے ہیں :-

"میر صاحب کے چھوٹے صاحبزادے جن پر آخر میں میر صاحب کی توجّہ بہت ہوگئی تھی، چالاک، ذہین اور ہونہار تھے مگر پڑھنے میں دل نہ لگاتے تھے۔ باپ نے بہت شوق و ترغیب دی۔ اتنا ہوا کہ سلام وغیرہ نظم کرتے اور میر انیسؔ و میر مونسؔ کی پیش خوانی کرتے کرتے کچھ شُدبُد ہوگئی تھی۔ مرثیہ بھی کہتے تھے۔" [۱]

حالانکہ میر سلیسؔ نے خاصی تعداد میں مرثیے، سلام، رباعیاں، غزلیں وغیرہ نظم کی ہیں۔ حیرت ہے کہ شادؔ عظیم آبادی کی نظر سے اُن کا کلام نہیں گزرا۔ سلیسؔ کے مرثیے اور سلام قلمی صورت میں آسانی سے دستیاب ہیں، جو اَب تک مقبول ہیں۔

میر سلیسؔ آخر عمر میں مستقل قیام کے لئے فیض آباد چلے گئے تھے، اور لکھنؤ میں مخصوص مجلسیں پڑھنے کے لئے آجایا کرتے تھے، وہ مجلسیں پڑھنے کیلئے حیدر آباد دکن، بنارس، الٰہ آباد، محمود آباد اور پٹنہ بھی جاتے تھے۔

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"میر مونسؔ کی رحلت کے بعد انھیں کو نواب بہادر نے محرّم کی مجالس پڑھنے کو بُلوایا اور پانچ سال تک برابر آیا کئے، بزرگوں کا کلام پڑھا کرتے تھے۔ ایک دو اپنے بھی مرثیے پڑھے۔" [۲]

میر مونسؔ کا انتقال ۱۲۹۲ھ میں ہوا تھا۔ میر سلیسؔ اسی سال پٹنہ گئے۔ اور ۱۲۹۷ھ تک وہاں کی مجالس پڑھتے رہے۔ اس وقت اُن کی عمر تقریباً ۵۰ برس کی تھی۔ میر نفیسؔ کی موجودگی میں ان کا میر انیسؔ کے منبر سے مجالس پڑھنا انکی مقبولیت کی دلیل ہے۔ ایک سال پٹنہ کی مجلسیں پڑھنے کے بعد میر سلیسؔ کلکتہ بھی گئے تھے۔

---

[۱] فکرِ بلیغ ص ۳۰۴ نامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۴ء :- [۲] فکرِ بلیغ ص ۳۰۵ نامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۴ء۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سید محمد عباس لکھتے ہیں :-

"وہاں پہنچ کر آخری تاجدار اَوَدھ واجد علی شاہ سے ملاقات کی۔ بادشاہ سلیس سے مل کر بہت مسرور ہوئے۔ واجد علی شاہ نے ایک مجلس کا اہتمام جس میں میر سلیس نے مرثیہ پڑھا۔ مجلس میں بادشاہ خود بنفس نفیس شریک ے۔ ان کے علاوہ شہزادگان، اُمراء و رؤساء، متوسلین اور مومنین کلکتہ شرکت کی۔ پسِ پردہ بیگمات نے بھی مرثیہ سُنا۔ مجلس خوب ہوئی۔ بادشاہ محظوظ ہوئے۔ ایک گھوڑا اور بہت کچھ اِنعام و اِکرام دیا۔ بادشاہ کے ماسوا ات اور شہزادگان نے بھی تحائف و ہدایا سے سرفراز فرمایا"

میر سلیس نے باپ کے انتقال کے بعد بہت سے مرثیے لکھے۔ شاد م آبادی لکھتے ہیں :-

"قیام فیض آباد کے دوران انھوں نے کئی مرثیے نہایت مربوط کہے ۔" [1] لیکن ان کے ہمعصر یہی سمجھتے رہے کہ آپ اپنے والد میر انیس کا کلام ھتے ہیں ۔

نظم طباطبائی لکھتے ہیں :-

"جس دن میر انیس نے منبر و مجلس کو اَلوداع کہی۔ تینوں صاحبزادے منے حاضر تھے۔ چھوٹے فرزند میر محمد سلیس کو اشارے سے پاس بلایا، بستہ آپنے ہاتھ ٹھاکر ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ سلیس مرحوم مٹیابرج و حیدرآباد دکن کی وں میں زندگی بھر یہی مرثیے پڑھا کیے ۔" [2]

---

[1] کرِ بلیغ صفحہ ۲۰۵ نامی پریس لکھنؤ ۱۹۷۴ء :-

[2] مراثی انیس جلد اول صفحہ نظامی پریس ۱۹۲۱ء :-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلیس عرصے تک حیدر آباد دکن جاتے رہے اور مجلسوں میں اپنے مرثیے
سناتے رہے۔ سلیس کو تہور جنگ مدعو کرتے تھے اور وہ ان ہی کے یہاں قیام
کرتے تھے۔ آخری مرتبہ سلیس ۱۸۸۹ء میں حیدر آباد گئے تھے اور نواب بندہ علی
خاں کے یہاں بڑی دھوم دھام کی مجلس پڑھی تھی

مفتی میر محمد عباس مرحوم کی سوانح حیات "تجلیات" میں عزیز لکھنوی
نے سلیس کے متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ تحریر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"ماہِ شعبان ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء کا واقعہ ہے کہ مفتی میر محمد عباس صاحب
کے فرزند میر وزیر کی شادی حکیم سید محمد مرتعش کی پوتی حکیم سید علی اکبر کی دختر سے طے
ہوئی۔ شادی کا اہتمام تھا کہ دلہن والوں کی طرف سے یہ خبر پہنچی کہ اس تقریب کی
گفتگو دو سال تک میر انیس کے فرزند میر محمد سلیس کے ساتھ رہی تھی، اور
دونوں طرف سے تحفہ و تحائف آیا جایا کرتے تھے۔ عقد کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ سلیس
کے متعلق دلہن والوں کو معلوم ہوا کہ وہ عیش و نشاط میں مصروف رہتے ہیں، اور
صاحبِ اولاد بھی ہیں۔ اسی بناء پر گفتگو درہم برہم ہوگئی۔ اب اس شادی کے
سلسلے میں ادھر سے تعرض ہو رہا ہے اور ہم میں جوابدہی کی قوت نہیں ہے۔ مفتی
میر محمد عباس نے معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے مرزا محمد ذکی خاں کو میر انیس
سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تو میر انیس نے جواب دیا کہ ہاں عورتوں میں گفتگو ہوئی
تھی اور ایسی گفتگوئیں بہت ہوا کرتی ہیں، یہ کوئی اہم بات نہیں ہے۔ نہ مجھے
کوئی شکوہ شکایت کا موقع ہے، جب شادی قرار پا چکی ہے تو ضرور ہونا چاہیے
وہ صاحبزادے بھی مثل میری اولاد کے ہیں، کوئی غیر نہیں۔ البتہ میر محمد "سلیس"
اور ان کی والدہ کے ملال کے خیال سے شادی میں شرکت سے شاید معذور
رہوں، اپنی طرف سے عرض کر دینا۔ دعوت نامہ اور حصہ نہ بھجوائیں۔ میر محمد سلیس نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ واقعہ خواجہ سرائے شاہی دیانت الدولہ سے مفصل بیان کیا، مطلب یہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ میری داد رسی کیجئے۔

دیانت الدولہ نے جواب دیا کہ کوئی بات نہیں، ایک پلٹن نادری گھنگھور ۔ ارتلنگا اور سلیمانی رسالہ معہ توپ خانے جاکر دلہن کی قفس تمہارے گھر پہونچ سکتی ہے لیکن جب تک میر انیسؔ خود میرے نام رقعہ نہ لکھیں گے، تمہاری رائے پر عمل کروں گا۔ سلیسؔ نے اس سلسلے میں میر انیسؔ سے اصرار کیا۔ میر انیسؔ نے خفا ہوکر فرمایا کہ جبر و حکومت سے مجھے یہ عقد منظور نہیں، ہزار جگہ اس سے بہتر رشتے موجود ہیں۔
ادھر حکیم مرتعشؔ کی پوتی کا عقد میر وزیر کے ساتھ پڑھنے کیلئے سلطان العلماءؒ اور سید العلماء دونوں تشریف لائے اور عقد پڑھنے کے بعد بادشاہِ اودھ واجد علی شاہ کو اطلاع بھجوائی کہ دیانت الدولہ کی فوج کا انتظام فرمادیں۔ بادشاہ نے خواجہ سرا کو بلوایا، دیانت الدولہ نے عرض کیا کہ اگر میر انیسؔ بادشاہ کے حکم سے مدد طلب کرتے تو ضرور تدارک کیا جاتا لیکن میر انیسؔ نے خود یہ بات پسند نہیں کی۔ بعد میں سنا گیا، دیانت الدولہ نے سلطان العلماء سے دریافت کرایا تھا کہ آپ نے یہ عقد کس کے حکم سے پڑھا۔ انھوں نے جواب دیا' خدا و رسول کے حکم سے پڑھا۔"

عزیز لکھنوی نے یہ واقعہ میر وزیر کے "رسالہ راحت رسا" کے حوالہ سے تحریر کیا ہے لیکن اس واقعہ کا سنِ ہجری ۱۲۲۹ھ بتایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ۱۲۶۹ھ ہے۔ اگر یہ واقعہ مستند تسلیم کرلیا جائے تو بعض باتیں غیر یقینی ہیں۔
جب یہ واقعہ ہوا، میر سلیسؔ کی عمر ۲۴ برس کی تھی۔ میر سلیسؔ کا رشتہ جب طے ہوا تو میر انیسؔ کو اس کا علم تھا۔ دلہن والوں کا یہ کہنا کہ "میر سلیسؔ عیش و نشاط میں غرق رہتے ہیں، اور صاحبِ اولاد بھی ہیں۔" یہ الفاظ زیبِ داستان کے لئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لکھے گئے ہیں، ورنہ سلسلہ منقطع ہونے کی کوئی اور وجہ ہو گی ۔ اگر اس بات میں حقیقت
ہوتی تو میر انیس اپنے فرزند میر سلیس سے یہ نہ کہتے کہ "ہزاروں اس سے بہتر پڑے
موجود ہیں۔"

میر سلیس نے دو عقد کیے۔ پہلی بیوی سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ پہلے
کی عمر ۲۹ برس کی تھی کہ اولادِ اکبر میر ابو محمد جلیس کی ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۸ء میں
ولادت ہوئی ۔ دوسرے فرزند میر محمد نواب غیور ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں میر انیس
کی وفات کے چار سال بعد پیدا ہوئے ۔

دوسری بیوی سے ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں قدیم لکھنوی پیدا
آخر عمر میں سلیس فیض آباد چلے گئے تھے ۔ قدیم لکھنوی اور ان کی والدہ کا قیام
سلیس کے ساتھ ہی تھا ۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

" پھر ایسے سخت بیمار ہو کر فیض آباد میں رہ گئے کہ چار پانچ برس
لکھنؤ نہ آئے ۔ عارف مرحوم مجھ سے کہتے تھے کہ اس طویل علالت میں انھوں
سلام اور مرثیے بہت کہے اور میر نفیس کو خبر دی کہ عنقریب اصلاح لینے کو
ہوتا ہوں ۔ آخر جب حالت غیر ہوئی تو لکھنؤ آئے ۔ بیوی مر چکی تھیں ۔ ایک
صاحبزادے میر ابو (جلیس) تھے ۔ عارف، میر سلیس کی عیادت کو
تو وہ رات بھر کے مہمان نظر آئے ۔ انھوں نے اپنے گھر میں میر ابو کو بلوا
کہ تم ایسے بے خبر ہو ۔ تمہارے باپ مہمان ہیں ۔ میر انیس کا تمام ذخیرہ اور
باپ کا کل کلام ایک زرد رنگ کی پیٹی میں بند انکے سرہانے دھرا ہے ۔ ممتوعہ
ایسا نہ ہو کسی کو دے دے ۔ جلد قبضہ کر و ۔ بڑی مستعدی ظاہر کی مگر مرنے کے
دوسرے دن کب پہونچے، جب وہ پیٹی کیا، ایک پرچہ تک باقی نہ تھا، کون

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اُن صاحبوں کو پوری خبر تھی۔"[1]

میر سلیس فیض آباد سے مَرضُ الموت میں مبتلا ہو کر جب لکھنؤ آئے۔ محلّہ مُفتی گنج میں قیام کیا اور وہیں ۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۰۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔ مقبرۂ میر انیس میں میر مونس کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اولاد میں تین فرزند اور ایک دُختر اپنے بعد چھوڑ گئے۔ وقتِ وفات سلیس کی عمر قمری حساب سے اکسٹھ[2] برس اور شمسی حساب سے ۶۳ سال کی تھی۔

میر سلیس کی شاعری

"میر سلیس نے بکثرت غزلیں کہیں، جو شاعروں کے گلدستوں میں چھپی ہوئی موجود ہیں۔ بہت سے مرثیے اور سلام نظم کیے جو لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔"[2]

میر سلیس کے کلام کی مقدار میر نفیس کے کلام کے مقابل بہت کم ہے۔ لیکن جو کچھ کہا ہے اس سے اُن کی خوش فکری اور ذوق کی بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔ شاعری کا ہُنر وراثتاً ملا تھا، اِس لئے زبان میں شیرینی اور لطافت اور محاورات کی چاشنی کا ہونا قابلِ تعجّب نہیں۔ لیکن دیگر محاسنِ فکری بھی اپنے بزرگوں کی طرح ان کے کلام میں موجود ہیں۔ یہی سبب ہے کہ بعض لوگوں کو اُن کے کلام پر میر انیس کا کلام ہونے کا گمان ہوا۔ اور انھوں نے سلیس کے کچھ مرثیے، میر انیس اور میر مونس کی جلدوں میں شامل کر دیئے ہیں۔

---

[1] پیمبرانِ سخن (فکرِ بلیغ) ص ۲۷۶ و ص ۲۷۷ طبع بارگاہِ ادب لاہور ۱۹۷۲ء۔
[2] پندرہ روزہ انیس لاہور، شمارہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۱ء۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر سلیس کے مندرجہ ذیل مرثیے ہمارے کتبخانے میں قلمی موجود ہیں :-

۱- اکبرؑ بھی جب شہید ہوئے حق کی راہ میں۔ (در حال زعفر جن -)

۲- اے بلبلِ گلزارِ سخن مرثیہ خواں ہو۔ (" امام حسینؑ -)

۳- بلبل ہوں میں ریاضِ رسالت پناہ کا۔ (" ذاکر کا مرتبہ -)

۴- حُرؑ سرخرو اُٹھا جو حسینی سپاہ سے۔ (" حضرت قاسمؑ -)

۵- خورشید نے جب سر پہ رکھا تاجِ زری کا۔ (.)

۶- خاک پر گھوڑے سے جسدم حُرِ ذیجاہ گرا۔ (" " عونؑ و محمدؑ -)

۷- راحت جسے کہتے ہیں بہت کم ہے جہاں میں۔ (" " عباسؑ -)

۸- طُغرا نویس منقبتِ آلِؑ پاک ہوں۔ (" " امام حسین -)

۹- ظاہر ہوئی بہ نہم کی سحر کو جو شام غم۔ (" شبِ عاشور)

۱۰- فرزندونکو جب شہؑ پہ فدا کر چکیں زینبؑ۔ (" حضرت قاسمؑ)

۱۱- کسی انسان کو الٰہی غم اولاد نہ ہو۔ (" " علی اکبرؑ)

۱۲- میں راستیٔ نظم سے حسّانِ زماں ہوں۔ (" " " ")

۱۳- وہ گُل ہوں کہ جس پاس خزاں آنہیں سکتی۔ (" " عباسؑ)

۱۴- رَنیں جسدم حُرِ ذیشاں نے شہادت پائی۔ (میر انیس کی جلد میں شامل ہوگیا ہے-)

۱۵- جب رَنیں بہرِ جنگ حسینی جواں چلے۔ (میر مونس کی جلد ششم میں سے شامل کر دیا گیا ہے-)

۱۶- ہاں اے زباں طریق فصاحت دِکھا مجھے۔ (در حال حضرت عونؑ و محمدؑ)

میر سلیس کے متعدد سلام بھی قلمی مخطوطات میں محفوظ ہیں۔ میر سلیس کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلاموں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے بہت ہی سنگلاخ طرحوں میں شعر کہے ہیں اور خوب خوب مضامین پیدا کئے ہیں۔ مگر سلاستِ بیان اور روانی میں فرق نہیں آنے پایا۔ ان کا ایک مشہور سلام میر انیسؔ کے کلام میں بھی چھپا ہے مگر یہ سلام سلیسؔ ہی کا ہے :۔

قلب کے جلتے ہی جا پہنچا دُھواں بالائے سر
سوزشِ پنہاں ہوئی آخر عیاں بالائے سر

میر سلیسؔ کا ایک مکمل سلام درج ذیل ہے :۔

بھری شیعوں کو ظلمت کا نہیں ڈر قبر میں
ہوگا نورِ الفتِ آلِ پیمبرؐ قبر میں

ہوں ثنا خوانِ گلِ زہراؑ بسی ہے سب محلے
باغِ جنّت کی ہوا آتی ہے فرفر قبر میں

فضلِ حق سے روشنی اندر بھی ہو باہر بھی ہے
شمعِ تربت پر چراغِ حُبِّ حیدرؑ قبر میں

چشمِ عبرت کا اشارہ تھا یہ وقتِ واپسیں
دیکھو خالی ہاتھ جاتا ہے سکندر قبر میں

مال و دولت ساتھ اُسکے ہے نہ کشکول اُس کیا تھ
دیکھو تو یکساں ہے درویش و تونگر قبر میں

قطع ہو جائینگے رشتے اُلفتوں کے بعدِ مرگ
ساتھ جائیگا نہ بیٹا نے برادر قبر میں

فرشِ قاقم پر جو سوتے تھے سو اُنکے واسطے
جامۂ اصلی ہے اور مٹّی کا بستر قبر میں

حالِ حشمت آئینہ ہے دیکھ لو اے غافلو
لے گیا کیا مالِ دُنیا سے سکندر قبر میں

احمدِ مرسل کو دیکھا ننگے سر سجّادؑ نے
جب اُتاری لاشِ نورِ چشمِ حیدرؑ قبر میں

کہتی تھی زہراؑ اوتمہاری بیکسی کے ماں نثار
دفن بعد از اربعین ہوتے ہو دلبر قبر میں

پوچھنے آیا نہ کوئی دفن کے بعد اے سلیسؔ
ہے غضب کس سے کہیں گزری جو ہم پر قبر میں

میر سلیسؔ نے ایک مناجات بھی نظم کی تھی جس کا مطلع ہے :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اِس فلک کی کجروی سے غم کہاں تک کھائیے | اپنے ہم چشموں میں کب تک بیٹھ کر شرمائیے
حال اَبتر ہو گیا ہے کس کے در پر جائیے | آپ میرے حق میں خالق سے دُعا فرمائیے

اَب بہت بیتاب ہوں مطلب مرے فرمائیے
یاحسینؑ ابنِ علیؑ جلدی مدد کو آیئے

میر سلیسؔ کے ایک سلام کی میر انیسؔ نے تضمین کی تھی۔ میر سلیسؔ کے سلام کا مطلع ہے :۔

سخن ہوں لاکھ مگر دِل کا مدّعا نہ ملے
وہ ابتدا ہوں کبھی جسکی انتہا نہ ملے

میر انیسؔ نے مقطع کی تضمین میں ایک نصیحت بھی نظم کی تھی :۔

سُنو انیسؔ کا بھی قول گوشِ جاں ہو کر | زمیں جو دے تمھیں تکلیف آسماں ہو کر
چلو عدم کو عدم کی طرح نہاں ہو کر | سلیسؔ خلق سے یوں جاؤ بے نشاں ہو کر

کہ دوست خاک بھی چھانیں تو نقشِ پا نہ ملے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ

از عالیجناب میر سلیس مرحوم لکھنوی

در حال جناب حضرت عونؑ و محمدؑ پسران جناب زینبؑ

ہاں اے زباں طریقِ فصاحت دِکھا مجھے

بند (۱۴۸)

(۱)

ہاں اے زباں طریقِ فصاحت دِکھا مجھے
شیرینیٔ سخن کی حلاوت دِکھا مجھے
طرزِ بیان و حسن بلاغت دکھا مجھے
اے طبع تیز شوخی و جودت دِکھا مجھے
تحریر ہو جو حال صفِ کارزار کا
عالم شگاف خامہ میں ہو ذوالفقار کا

(۲)

ہے بادشاہِ شہرِ معانی قلم مرا
ہاں اب کرے گا باج ستانی قلم مرا
کرتا ہے سنگلاخ کو پانی قلم مرا
دِکھلا رہا ہے زورِ جوانی قلم مرا
ہر ملکِ دل پہ نقش ہی میرے کلام کا
گیتی کے چار دانگ میں سکّہ ہی نام کا

(۳)

اے بحرِ فکر جوش میں آکر رواں ہو آج
اے برقِ طبع کوند کے آتش فشاں ہو آج
اے شاہدِ بیاں شہرِ دل سے عیاں ہو آج
اے بادشاہِ ذہنِ رسا حکمراں ہو آج
نظمِ سخن میں طور ہو نظمِ سلیس کا
ہاں دلکش ہوں نعمتِ خوانِ انیس کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴)

مضموں نئے ہوں لفظ نئے ہوں سخن نئے
ہوں حاسدوں کے قلب کے داغِ کہن نئے
اس باغ کی روش ہو نئی اور چمن نئے
غنچوں کے بھی گلوں کے بھی ہوں پیرہن نئے
سیریں ہوں محو گلشنِ عنبر سرشت کی
نوکِ قلم سے کھینچ دوں صورت بہشت کی

(۵)

جب رن میں حُر نثارِ شہِ بحر و بر ہوا
مر کر نصیب خلدِ بریں کا سفر ہوا
کوثر پہ تشنہ کاموں سے پہلے گزر ہوا
شر سے بچا مصاحبِ خیر البشر ہوا
سب نعمتیں بہشت کی امداد ہو گئیں
حورانِ خلد دیکھتے ہی شاد ہو گئیں

(۶)

غل تھا کہ میہمانِ امامِ اُمم ہے یہ
اعلیٰ ہے مرتبے میں کہ عالی ہمم ہے یہ
حُر اور بہشت، واہ خدا کا کرم ہے یہ
سر دیکے باغِ خلد لیا، ذی حشم ہے یہ
صحبت سے اہلِ نار کی کیا دور ہو گیا
آتے ہی سر سے تا بہ قدم نور ہو گیا

(۷)

کوثر سے بھر کے جامِ شرابِ طہور لاؤ
بہرِ نثار لاؤ طبق ہائے نور لاؤ
صہبائے مُشک بُو کے بھی ساغر ضرور لاؤ
لاؤ ثمر بہشت کے اسکے حضور لاؤ
مجرم کو بخشنا یہ کرم کبریا کا ہے!!
خدمت کرینگے ہم کہ یہ مہماں خدا کا ہے

(۸)

کوثر پہ ہو رہا ہے بیاں واہ رے نصیب
آیا ہے یہ کہاں سے کہاں واہ رے نصیب
پایا نبی کے قربِ مکاں واہ رے نصیب
حُر کو ملا ہے قصرِ جناں واہ رے نصیب
پائی مراد غنچۂ اُمید کھل گیا
ملتا نہ جو کبھی وہ سرِ دست مل گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹)

تھی بسکہ آمد آمدِ سلطانِ انس و جاں
آراستہ تھا نور سے سب گلشنِ جناں
شانِ خدائے پاک نہالوں سے تھی عیاں
الماس کے ثمر تو زمرد کی ڈالیاں
بعدِ رسولؐ ذکر خدا کے ولی کا تھا
ہر اک ورق پہ نام نبیؐ و علیؑ کا تھا

(۱۰)

غلماں کے غول اور یہ حوروں کی گفتگو
مہتاب رو کوئی تو کوئی آفتاب رو
اٹکھیلیاں طیورِ جناں کی چہار سو
وہ رنگتیں گلوں کی نئی اور نئی وہ بو
طوبیٰ کے گرد حور و ملک کا ہجوم ہے
مہمانِ شہؑ کے آنیکی جنت میں دھوم ہے

(۱۱)

کیونکر نہ ہو کہ عاشقِ شاہِ ہدیٰ تھا حرؑ
شاہد ہیں سب شہیدِ رہِ کبریا تھا حرؑ
حق تو یہ ہے کہ لائقِ لطف و عطا تھا حرؑ
جو منہ سے کہدیا وہ کیا باوفا تھا حرؑ
دامن پہ ابنِ فاطمہؑ کے حرؑ کا ہاتھ ہے
اب حشر تک حسینؑ کا اور اسکا ساتھ ہے

(۱۲)

وہ آبِ نہرِ خلد کی لہریں وہ آب و تاب
جس سے خجل ہو عالمِ امکاں کا آفتاب
سردی میں مثلِ برف عذوبت میں شہد ناب
اس آبِ خوشگوار کے قاسم ہیں بوترابؑ
فردوس میں شہید جو لب تشنہ جاتے ہیں
جام انکو بھر کے ساقیِ کوثرؑ پلاتے ہیں

(۱۳)

کیا کیا دلیر تھے رفقائے امامؑ دیں
نعرے سے جن کے ہلتی تھی مقتل کی سرزمیں
مردانِ دہر وقتِ وغا شیرِ خشمگیں
شبیرؑ کے چنے ہوئے سب گوہرِ ثمیں
ہاتھوں پہ سر دھرے ہوئے ایمان کیواسطے
حاضر تھے نصرتِ شہؑ ذیشان کیواسطے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴)

دُنیا کو ہیچ جانتے ہیں وہ خجستہ خُو — رکھتے تھے سر کو طاعتِ معبود میں فرو
کارہ حیات سے رہِ عقبیٰ کی جستجو — اُلفت میں شاہِ دیں کی فنا ہوں یہ آرزو
کیا کیا نہ بھوک پیاس کی ایذائیں سہہ گئے
قربان ہو کے سب درِ دولت پہ رہ گئے

(۱۵)

عالی حسب خجستہ لقب آسماں وقار — اِک اِک افتخارِ عرب صاحبِ اختیار
جرّار۔ بُردبار۔ نمودار۔ نامدار — جانباز۔ سرفروش۔ مجاہد۔ وفا شعار
قوّت دکھاتے تیغ کو دم بھر جو چھوڑ کے
رستم کو مار ڈالتے گردن مروڑ کے

(۱۶)

بے مثل بے عدیل زمانے میں انتخاب — پیری کسی کی اور کسی کا نیا شباب
ہمت میں مرتبت میں متانت میں لاجواب — لائے نہ مرتے دم بھی زباں پر نامِ آب
یوں ہی نہ ہو گی جان کسی نے کسی کے ساتھ
پیاسے جہاں سے اُٹھ گئے سبطِ نبیؐ کے ساتھ

(۱۷)

پھر بعدِ حُر۔ بریر گئے سوئے رزم گاہ — لشکر سے کی وہ حرب کہ اللہ کی پناہ
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اُنپہ کینہ خواہ — آخر ہوئے نثارِ شہنشاہِ عرش جاہ
یوں روئے آپؑ اُنکے تنِ پاش پاش پر
جسطرح باپ روتا ہو بیٹے کی لاش پر

(۱۸)

عاشور کی سحر سے رہا ظہر تک یہ حال — جاتا تھا رن میں ایک کے بعد ایک بہرِ جدال
مالک کے غم میں روتے تھے شبیرؑ خوش خصال — نکلے وغا کو ایلچیِ شہؑ کے نونہال
بھاگڑ پڑی جدھر وہ پئے جنگ پھر پڑے
گھوڑوں سے زخمِ تیر و سناں کھا کے گر پڑے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۹)

لاشوں کو اُنکے لائے جو گھر میں امامؑ دیں
اِک غُل ہوا کہ مر گئے مُسلِم کے نازنیں
بیٹوں سے مُڑ کے کہنے لگیں زینبؑ حزیں
کچھ تم کو بھی خیالِ حمیّت ہے یا نہیں
بچّے وفا شعار و یکے، سر سے گزرتے ہیں
دیکھو جو نامور ہیں وہ یوں نام کرتے ہیں

(۲۰)

کیا ہو گئیں وہ رات کی شیریں بیانیاں
سمجھی تھی میں خلاف ہیں خوش زبانیاں
بچپن کی ناصبوری سے ہیں پیدا نشانیاں
نو دس برس کے خود ہو کہاں نوجوانیاں
لڑکو نہیں کھیلنے کی بھی خُو تک گئی نہیں
دونوں کے منھ سے دودھ کی بُو تک گئی نہیں

(۲۱)

کس نے کہا تھا یہ چاہے گا گر ربّ بے نیاز
کل ہونگے ہم نثارِ شہنشاہِ سرفراز
عاقل ہیں کب جسے ہو سخن میں نہ امتیاز
کرتے ہیں ہوشمند تعلّی سے احتراز
جو نکلے منھ سے بات بشر اُسکی سچ کرے
ماں سے جو کچھ کہا تھا خدا اُسکو سچ کرے

(۲۲)

سمجھی تھی میں کہ پہلے فدا ہوگے شہؑ پہ آج
دنیا سے اُٹھ گیا ہے مروّت کا اب رواج
کوتاہیاں جو بخت کی ہوں اُسکا کیا علاج
نصرت کی کچھ نہیں مرے بھائی کو احتیاج
صدقے ہوئے نہ اُنپہ تو ماں سے جدا رہو
غیرت ہے گر تو قبرِ پیمبرؐ پہ جا رہو

(۲۳)

کمروں کو کھولو باندھا ہے کیوں نیمچوں کو اب
بیکار ہے جو ہو اُسے رکھنے کا کیا سبب
دو دن کی بھوک پیاس سے ہے روح پر تعب
دونوں کے ہیں ہراس سے منھ زرد خشک لب
حضرتؑ پہ جو فدا ہو وہ پیارے نبیؐ کے ہیں
اس پر نہ بھولنا کہ نواسے علیؑ کے ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ان ہمتوں پہ تھی طلبِ رایتِ رسُول ۔ دانا نکالتے نہیں مُنھ سے سخن فضول
(۲۴)
تم کو تو ضد تھی مَیں نے کیا اُس کو نا قبول ۔ اس وقت تلک نشاں کے نہ ملنے سے ہو ملول
ہاتھوں کے جوڑنے کو تو میں مانتی نہیں
مَیں کیا تمہارے غصّوں کو پہچانتی نہیں

میرے تو رنج و غم میں ہیں ہوش و حواس گُم ۔ ہے ذکرِ صبح کا ابھی بھولے نہ ہو گے تم
(۲۵)
بھائی کو دے چکے جو نشاں قبلۂ سُوم ۔ بگڑے تھے تم علَم کے لئے زادشاں کم
تا دیر ابروؤں سے نہ غصّے میں بل گئے
برہم ہوئی جو میں تو سمجھ کر سنبھل گئے

مَیں چاہتی اگر کہ ملے تم کو یہ علَم ۔ ایسا بھی تھا کہ دیتے نہ سلطانِ ذی حشم
(۲۶)
کچھ سوچ کر خموش رہی میں اسیرِ غم ۔ گو ہمّتیں زیاد ہیں لیکن ہو سِن میں کم
میراثِ مرتضیٰ کا کوئی مستحق نہیں
بیٹوں کی زندگی میں نواسوں کا حق نہیں

کِس کام کے تم جو نہ ماموں کے کام آئے ۔ دونوں نے کیوں نہ اُنکے عوض اپنے سر کٹائے
(۲۷)
مقتل سے ہٹ کھڑے ہوئے مرنے سے دِل چرائے ۔ جی جاؤں گر یہ بات مجھے کبریا سُنائے
غُل ہو کہ چھوڑا دونوں نے دُنیائے زشت کو
زینبؑ کے لاڈلوں نے بسایا بہشت کو

ماموں بھی وہ جو سمجھے تمہیں اپنے تن کی جاں ۔ جانیں ہوئیں عزیز کہے گا یہ سب جہاں
(۲۸)
رُو کی نہیں کسی نے کبھی خلق کی زباں ۔ بتلاؤ اس ملال سے جیتی رہیگی ماں
یہ ذکرِ بد جو بات بزرگوں کی کھوئے گا
کیا حال مجھ سی پالنے والی کا ہوئے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ننھّے سے ہاتھ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام   غصّہ نہ کیجئے تو کریں عرض یہ غلام
رخصت میں ہم تو صبح سے کرتے ہیں اہتمام   (۲۹)   فرمایا، یہ کہو گے کہ مانع ہوئے امامؑ
پالا ہے تم کو فاطمہؑ کے نورِ عین نے
پھر کیا ہوا اگر تمہیں روکا حسینؑ نے

لو اب کھلا انھوں نے نہ جانے دیا انھیں   رخصت کا حرف لب پہ نہ لانے دیا انھیں
حضرتؑ نے میرے پاس نہ آنے دیا انھیں   (۳۰)   آئے ہیں اب یہ ہوش خدا نے دیا انھیں
جو ہیں تو فہم اور فراست سے دور ہیں
مطلب یہ بات کا ہے کہ ہم بے قصور ہیں

یہ سن کے گر پڑے وہ جری ماں کے پاؤں پر   غربت پہ دونوں بچّوں کی ٹکڑے ہوا جگر
بولی یہ بھر کے آنکھوں میں آنسو وہ نوحہ گر   (۳۱)   مختار ہیں امامِ زماں شاہِ بحر و بر
بوسے قدم پہ شاہؑ کے تم دے کے جائیو
ہاں، جائیو تو ان سے رضا لے کے جائیو

میں کون ہوں جو دوں گی تمہیں رخصتِ جدال   حضرت سے اپنی مرگ کا جا کر کرو سوال
وہ دیں رضا تو جاؤ سوئے عرصۂ قتال   (۳۲)   مجھ کو نہیں تمہاری جدائی کا کچھ خیال
ہاں شاد ہوں گی نام اگر کر کے آؤ گے
روؤں گی میں بھی لاشوں پہ جب مر کے آؤ گے

جا کر گرو حضورؑ کے قدموں پہ ماں نثار   لیتے ہیں ہاتھ جوڑ کے رخصت وفا شعار
میرا کریں جو ذکر امامؑ فلک وقار   (۳۳)   کہنا کہ دے چکیں وہ ہمیں اذنِ کارزار
ذی قدر ہے جو وقت پہ مرنے میں کد کرے
ہمّت جو تم کرو تو خدا بھی مدد کرے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۴)

نکلے یہ سُن کے خیمے سے باہر وہ گلبدن
دیکھا کہ رو رہے ہیں شہنشاہؑ بے وطن
مجرے کے بعد لائے زبانوں پہ یہ سخن
قائم رہیں غلاموں کے سر پر شہؑ زمن
آقا کا رحم و لطف زیادہ ہے باپ سے
ہم دونوں بھائی طالبِ رخصت ہیں آپؑ سے

(۳۵)

بچّوں کے مُنہ کو دیکھ کے بولے شہِ امم
کیا دے چکیں رضا تمہیں مادر اسیرِ غم
کی عرض اب ہے اذنِ وغا پا چکے ہیں ہم
وہ کہتی ہیں غلاموں سے رو کر یہ دمبدم
ماموں پہ صدقے ہونے کو گر رن میں جاؤ گے
بخشونگی پھر نہ دودھ جو مر کر نہ آؤ گے

(۳۶)

ساتھ اپنے انکو لیکے گئے گھر میں شاہؑ دیں
چپکی کھڑی تھیں در کے قریں زینبؑ حزیں
بھائی کی بڑھ کے سر سے قدم تک بلائیں لیں
شہؑ نے کہا بچھڑتے ہیں یہ دونوں مہ جبیں
فصل آئی خاندانِ علیؑ کے زوال کی
تم نے انھیں بھی دیدی اجازت جدال کی

(۳۷)

دونوں یہ لاڈلے مجھے بیٹوں سے ہیں سوا
ماموں سے ایک دم نہ ہوئے تھے کبھی جدا
ہیں جعفرؑ و علیؑ کی نشانی یہ دل رُبا
کیونکر جیوں گا چھوٹ گئے گر یہ مہ لقا
زینبؑ یہ رن میں جا کے سلامت نہ آئینگے
دو داغ ایک دل پہ اُٹھائے نہ جائینگے

(۳۸)

زینبؑ نے عرض کی کہ بجا ہے یہ سب کلام
کیونکر نہ ہو حضور کے ادنیٰ ہیں یہ غلام
ان کو نثار ہونے میں ہے فخر کا مقام
گر آج مر گئے تو رہا تا بہ حشر نام
یہ بھی تو ورثہ دار خُدا کے ولی کے ہیں
حضرتؑ کے بھانجے تو نواسے علیؑ کے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

کس کی مجال ہے کہ جو دے انکو رخصتیں
حضرت سے ہاتھ جوڑ کے لے لیں اجازتیں
آقا پہ صدقے ہوں گے خوشا انکی قسمتیں
دیکھیں تو آپ دونوں کے رخ کی بشاشتیں
ثابت نہیں ہے کچھ کہ یہ دو دن کے پیاسے ہیں
کس شیر کے غلام ہیں کس کے نواسے ہیں

(۴۰)

جرأت تو اس گھرانے کی عالم پہ ہے عیاں
مردانگی میں ایک ہی لڑکے ہوں یا جواں
دونوں نے مجھ سے کی ہیں جو کچھ ہمتیں بیاں
ذکر انکا گر کروں تو ہنسیں شاہِ انس و جاں
غصّے میں ایک تو دونوں کے چہروں کا رنگ تھا
چھوٹے میں سب علیؑ کی لڑائی کا ڈھنگ تھا

(۴۱)

کہتے تھے مجھ سے رات کو دونوں گل عذار
امّاں سحر کو ہو گی لڑائی جو آشکار
آقا سے لیجے رن کی اجازت بہ انکسار
پہلے ہمیں کو بھیجیئے گا بہرِ کارزار
پہنچیں گے دو دلیر جو اس عزّ و شان سے
ماریں گے ابنِ سعد ستمگر کو جان سے

(۴۲)

گو جمع اس طرف ہیں بد آئین و بد مآل
کوئی علیؑ کے لال تک آئے یہ کیا مجال
حاضر ہیں بندگانِ شہنشاہِ خوش خصال
مقتل کی مرزبوم کو کر دیں لہو سے لال
آفت ہو کچھ نہ سعد کے بیٹے سے بن پڑے
گھوڑوں کے تنگ خون میں ڈوبیں وہ رن پڑے

(۴۳)

میں نے کہا تمہاری تو عمریں ابھی ہیں کم
پانی ہوا نہیں تمہیں دو روز سے بہم
غصّے میں کانپ کے بولے وہ ذی حشم
کیا تمنی علیؑ کے نواسے نہیں ہیں ہم
قوت ہے ہم میں نائبِ خیر البشر کی طرح
کوفے کے در کو توڑ دیں خیبر کے در کی طرح

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دیکھیں گی اب حضور ہماری لڑائیاں — ہونگی صفوں پہ ہاتھوں کی اپنے صفائیاں
(۴۴)
سُن لینگی آپ فوجِ ستم کی دُہائیاں — لاشوں سے پاٹ آئینگے مقتل کی کھائیاں
جھپٹیں گے ہم جو گھوڑوں کی باگوں کو پھیر کے
لشکر کے پہلوانوں کو ماریں گے گھیر کے

گو سن میں کم ہیں، قد بھی کچھ ایسے نہیں طویل — ہمت میں بے نظیر ہیں جرأت میں بے عدیل
(۴۵)
اللہ بھوک پیاس میں بچوں کا ہے کفیل — چہرے جو سُرخ ہیں یہ شجاعت کی ہے دلیل
پہلے پہل یہ جاتے ہیں تیغ آزمائی کو
حضرتؑ بھی دیکھیں دُور سے انکی لڑائی کو

طالب ہیں یہ تو رن کی رضا انکو دیجیئے — ہیں خانہ زاد یہ تو۔ غم ان کا نہ کیجیئے
(۴۶)
نے روئیے نہ خونِ جگر آپ پیجیئے — میرا ہو دھیان گر تو قسم مجھ سے لیجیئے
حضرتؑ کو ہی یہ رنج کہ برباد ہوں گی میں
یہ مر کے آئینگے تو بہت شاد ہوں گی میں

باتیں یہ سُن کے رونے لگے شاہِ تشنہ لب — زینبؑ نے اپنے بیٹوں سے مُڑ کر کہا یہ تب
(۴۷)
واری سدھارو دیر مناسب نہیں ہے اب — بس گر پڑو قدم پہ جُھکا کر سرِ ادب
آقا سے کہہ لو جو تمہیں کہنا ضرور ہو
سمجھاؤں آگے کیا تمہیں خود ذی شعور ہو

شہؑ کے قدم پہ جُھک گئے زینبؑ کے دلربا — کی عرض منتوں سے کہ اب دیجئے رضا
(۴۸)
رونے لگے وہ جب تو بصد شفقت و عطا — فرمایا خیر جاؤ سوئے گلشنِ بقا
غازی رُکے نہیں ہیں کبھی نیک راہ میں
سونپا تمہیں امانِ رسالتؐ پناہ میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ماں نے کیا یہ مُڑ کے اشارہ کہ میں نثار
کیوں تم نے دیکھی بخششِ سلطانِ نامدار
کیا عزتیں حضور نے دیں اور کیا وقار
تسلیمیں کر کے گرد پھرو شہ کے سات بار
رخصت کے مرتبے جو تمہیں ہاتھ آئے ہیں
یہ سب شرف امامؑ کے صدقے میں پائے ہیں (۴۹)

ہاں واری آکے اب مرے سینے سے سر لگاؤ
ماں کی طرف سے دھیان کسی طرح کا نہ لاؤ
پہلے خفا تھی، اب نہیں کچھ رنج، آؤ آؤ
اُلجھی ہوئی سنوار لوں زلفیں تو رن میں جاؤ
وہ رسم سب کروں گی جو ہوتے ہیں بیاہ میں
دولہا بنا کے بھیجوں گی میں قتل گاہ میں (۵۰)

پیارو تمہیں بھی ہمتِ مردانہ چاہیئے
گو خورد ہو پہ طرزِ بزرگانہ چاہیئے
حیدر کی طرح جنگ دلیرانہ چاہیئے
جو کہہ رہی ہوں چاہیئے یہ یا نہ چاہیئے
نقشہ دکھا دو شیرِ خدا کے جلال کا
سب طور ہو وغا میں علیؑ کی جدال کا (۵۱)

ہاں وقتِ جنگ بھائی سے بھائی جدا نہ ہو
کوئی لبوں پہ ذکرِ خدا کے سوا نہ ہو
فاقوں کا تشنگی کا زباں پر گلہ نہ ہو
دریا پہ بھی توجہِ خاطر ذرا نہ ہو
دو دن سے تشنہ کام تمہارا امامؑ ہے
ندی سے دور رہ کے مرو اسمیں نام ہے (۵۲)

تم ہو غلام خاص شہِ کائنات کے
کیوں جاؤ، کام کیا ہے کنارے فرات کے
پیو نہ سو ہوں جام گر آبِ حیات کے
جو مرد ہیں وہ رہتے ہیں طالب ممات کے
تیغ و سپر سے وقتِ وغا کام چاہیئے
جانیں رہیں وہ - یا نہ رہیں نام چاہیئے (۵۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۴

تاثیرِ ماں کے دودھ کی بچّو دکھائیو — مثلِ اسد جھپٹ کے ہر اک صف پہ جائیو
سینوں پہ زخم نیزہ و شمشیر کھائیو — ڈھالوں کو وقتِ حرب رخوں پر نہ لائیو
یوں کیجیو وغا جو شجاعوں کا ڈھنگ ہے
منہ کو چھپانا جنگ میں مردوں کا ننگ ہے

۵۵

تم تو خدا کے فضل سے شیروں کے شیر ہو — قوّت دکھاؤ وہ کہ زبردست زیر ہو
دنیا سے جلد جائیں پیارو نہ دیر ہو — میں خود سمجھ گئی ہوں کہ جینے سے سیر ہو
مردانگی ہے آلِ نبیؐ کی سرشت میں
خوں میں نہا کے جائیو سیدھے بہشت میں

۵۶

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ تشنہ کام — فرما دیا ہے جو۔ وہی ہوئیگا لاکلام
ہے پاسِ آبرو ہمیں اے خواہرِ امامؑ — دریا کو آنکھ اٹھا کے نہ دیکھیں گے یہ غلام
غل ہوگا چھوٹے سن میں بڑے نام کر گئے
سن لیجیے گا آپ کہ پیاسے گزر گئے

۵۷

خوش ہو کے لائیں کشتیوں میں فاخرہ لباس — پہلے سنواریں دونوں کی زلفیں بصد درد و یاس
کپڑے پہنا کے کہنے لگیں وہ فلک اساس — واری چلو سلام کو شاہِ اممؑ کے پاس
شادی بڑی ہے ماں کے دلِ نامراد کو
حضرت پہ صدقے ہو کے سدھارو جہاد کو

۵۸

لائیں حضورِ شاہؑ جوان کو بہ درد و غم — کی عرض مرنے جاتے ہیں رن میں یہ ذی حشم
تسلیمِ آخری کو وہ بچّے ہوئے جو خم — سر کو جھکا کے رونے لگے سرورِ اممؑ
فرمایا دو جگر پہ نئے زخم پڑتے ہیں
بیکس بہن کے لال بھی ہم سے بچھڑتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۵۹)

حضرتؑ کے گرد پھر کے چلے جب وہ مہ لقا
دونوں سے رو کے شاہؑ کی ہمشیر نے کہا
دیکھو کھڑے ہیں سب حرمِ سبطِ مصطفیٰ
مجرے کرو جھکا کے سروں کو یہاں فدا
لاکھوں سے بہرِ حرب جو مقتل میں جاؤ گے
دل ماں کا بولتا ہے کہ پھر کر نہ آؤ گے

(۶۰)

تسلیمیں کر کے بس ہوئے رخصت وہ لالہ فام
بچوں کے ساتھ ساتھ تھیں سیدانیاں تمام
الٹا حرم کے خیمے کا پردہ بہ اہتمام
نکلے عجیب شان سے وہ آسماں مقام
چہروں سے آفتاب کی ضو گرد ہو گئی
مقتل کی دھوپ گرم جو تھی سرد ہو گئی

(۶۱)

چہرے وہ ہیں چاند سے بھی ضیا میں دو چند ہیں
پست و بلند حسن سے سب بہرہ مند ہیں
پیشِ خدا حسینوں کے رتبے بلند ہیں
جنت میں حورِ عین کو شکلیں پسند ہیں
جن بھی ہیں محوِ حسن ہوا پر رکے ہوئے
تکتے ہیں آسماں سے فرشتے جھکے ہوئے

(۶۲)

شرمندہ ماہ و مہر ہیں اللہ رے نورِ حسن
عز و شرف ادب سے ہیں حاضر حضورِ حسن
چہروں کی ضو سے چار طرف ہے ظہورِ حسن
اس پر نہ ادعا ہے نہ کچھ ہے غرورِ حسن
چیں بر جبیں کھڑے ہیں وغا پر تلے ہوئے
دونوں کے نیچو نکے ہیں ڈورے کھلے ہوئے

(۶۳)

ہیں چھوٹے چھوٹے قد چمنِ حسن کے نہال
دیکھے سے جن کے سروِ سہی کو ہو انفعال
وہ شان، وہ شکوہ، وہ اجلال، وہ جمال
پیشانیاں ہیں حسن میں خورشیدِ بے مثال
زلفیں رخوں پہ دیکھیں جو قدرت شناس ہیں
دو راتیں اور دو سحریں فقط پاس پاس ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ابرو کے پیچوں کی صفت کیا کروں رقم ‏ ‏ ہے خوف کلک کو کہ کہیں سر نہ ہو قلم
ہے شرم سے ہلال کی گردن فلک پہ خم ‏ (۶۴) ‏ دشمن جو دیکھ لے تو نکل جائے تن سے دم
بے تیغ قتل ہوگا، وہ جو کینہ خواہ ہے
جنبش ہوئی انھیں تو خدا کی پناہ ہے

چشمانِ دُرفشاں سے میں کس شے کو دوں مثال ‏ ‏ نرگس کا خواب میں مجھے آتا نہیں خیال
تشبیہ تام ہو یہی شاعر کا ہے کمال ‏ (۶۵) ‏ ناقص مشبّہ بہ ہو تو سامع کو ہو ملال
ہیں پتلیاں رخوں پہ احاطہ کئے ہوئے
حوریں کھڑی ہیں نورِ خدا کو لئے ہوئے

عارض ہیں صاف آئینۂ نورِ کردگار ‏ ‏ منھ دیکھ لے بشر وہ ہیں شفاف و تابدار
وہ رنگتیں کہ جن پہ گُلِ ارغواں نثار ‏ (۶۶) ‏ بلبل انھیں کے عشق میں رہتی ہے بیقرار
دیکھے سے انکے خلد کی سیریں حصول ہیں
تازے یہ مرتضیٰ کے گلستاں کے پھول ہیں

دندان و لب کے ذکر سے لکنت میں ہے زباں ‏ ‏ کچھ لکھ سکے قلم کی یہ طاقت بھلا کہاں
دُرِّ ثمیں صدف میں خجالت سے ہیں نہاں ‏ (۶۷) ‏ یاقوت سنگِ سرخ ہی عالم پہ ہے عیاں
جھڑتے ہیں منھ سے پھول یہ جب مسکراتے ہیں
لعل ان لبوں کو دیکھ کے آنکھیں چراتے ہیں

آئے پری بنے ہوئے اسپانِ تیز رو ‏ ‏ وہ انکی کلغیوں کی چمک ہیکلوں کی ضو
سم ہیں جو آفتاب، تو نعل انکے ماہِ نو ‏ (۶۸) ‏ رفرف مثال ایک ہے، اور ایک برق دو
سائے ہیں انکے دھوپ میں بیتاب اسطرح
آتش پہ ڈالدے کوئی سیماب جسطرح

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٦٩)

الحمد پڑھ کے گھوڑوں پہ غازی ہوئے سوار
آتے ہیں دو ہزبر خبردار و ہوشیار
دی پیک نے اُدھر یہ خبر جا کے ایک بار
رُعب و نہیب و دابِ بُخوں سے ہے آشکار
کیا جانیئے یہ لختِ جگر کس ولی کے ہیں
کہتی ہیں ہمتّیں کہ نواسے علیؑ کے ہیں

(٧٠)

دیکھو کہ کس شکوہ سے آتے ہیں وہ ادھر
رُخ ہیں وہ آفتاب کہ تھمتی نہیں نظر
حاضر ہے ساتھ ہاتھوں کو جوڑے ہوئے ظفر
ظاہر میں گو ہیں طفل یہ اللہ رے جگر
غازی ہیں صف شکن ہیں جری ہیں دلیر ہیں
بچّے نہیں ہیں بیشۂ حیدّر کے شیر ہیں

(٧١)

یہ ذکر تھا ابھی کہ یکایک دلیر آئے
گو مسکرا کے فوجِ ستم تک بہ دیر آئے
ٹھنڈی ہوا میں گھوڑوں کو چمکا کے پھیر آئے
یوں آئے جس طرح صفِ آہو پہ شیر آئے
اُٹھا غریو فوجِ ضلالت شعار میں
ڈنکا ہوا وغا کا صفِ کارزار میں

(٧٢)

قرنا پھنکی سپاہِ مخالف میں ناگہاں
نے کی صدا زمیں سے گئی تا بہ آسماں
نام آوروں نے کھول دیئے فوج کے نشاں
لشکر میں پڑ گیا وہ تلاطم کہ الاماں
ترکش کے مُنہ کو صف میں کوئی کھولنے لگا
اُٹھا دہل کا شور کہ رن بولنے لگا

(٧٣)

بڑھ کر پکارتے تھے نیا دل یہ بار بار
ہٹتے نہیں لڑائی سے میداں میں سرگزار
میدانیو پروں سے بڑھو بہر کارزار
شیروں کا سامنا ہے ترائی سے ہوشیار
مالک یہی ہیں دشت و جبال و بحار کے
دریا کو چھین لیں گے یہ تلواریں مار کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۴)

پہنچے قریبِ فوج جو حیدر کے شیرِ نر — بر چھے میں یہ گاڑ کے دیکھا اِدھر اُدھر
تیغیں پکڑ کے لشکرِ اعدا پہ کی نظر — نعرہ کیا کہ او پسرِ سعد کینہ ور
ہم ہیں دلیر جان کے جانے کا غم نہیں
یا تو نہیں ہی جنگ میں یا آج ہم نہیں

(۷۵)

ہے گرچہ تو مقدمۃ الجیش او شقی — کیا لطف غازیوں نے جو تجھ سے وغا نہ کی
سب ہم کو مانتے ہیں جہاں کے دھنی بلی — ٹھہرے نہ دیو تیغِ علیؑ جس جگہ چلی
لکھے ہیں اپنے اسم شجاعوں کی فرد میں
ہم پہلے تجھکو قتل کریں گے نبرد میں

(۷۶)

صف سے نکل کے سامنے آجا ستم شعار — ڈھالوں میں کیوں چھپا ہوا ہے او سیاہ کار
کھل جائیگا چلیں گے جو ان نیمچوں کے وار — او میرِ فوج دیکھ لے بچوں کی کارزار
توڑینگے صف شکست تجھے دیکے جائیں گے
سرور کے پاس ہم ترا سر لے کے جائیں گے

(۷۷)

جھپٹے اِدھر تو غیظ میں آ کر یہ رشکِ ماہ — بھاگا ڈپٹ کے خیمے کے اندر وہ رُوسیاہ
گرد آ گئی مدد کو صفیں باندھ کے سپاہ — بولا کماں کشوں سے یہ تب شمر کینہ خواہ
اب انکو دم نہ لینے کی مہلت اک آن دو
تیروں سے ہاں دلیروں کے سینوں کو چھان دو

(۷۸)

لشکر سے تیر آئے جو بچوں پہ بے شمار — کھینچے اِدھر بھی نیمچے دونوں نے ایکبار
ڈھالوں کو لیکے ہاتھوں میں شیروں نے استوار — حملے کئے جو غیظ میں چمکا کے راہوار
چھوڑا نہ تن پہ ایک کے سر کو ہزار میں
اوّل کی صف اخیر ہوئی پہلے وار میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یوں دوسرے پرے پہ جھپٹ کر گئے ہزبر
جنگل میں جسطرح صفِ آہو پہ آئے ببر
سچ ہے اجل کے منہ پہ ٹھہرنا ہے سخت جبر
ڈھالیں اٹھیں کہ جھوم کے آتا ہے جیسے ابر
(۷۹)
سارا چلن تھا نیمچوں میں ذوالفقار کا
پیدل کے تھے نہ پاؤں نہ سر تھا سوار کا

سن سن چلے جو نیمچے ہر تن سے سر گرا
گھوڑے سے خاک پر کوئی بیدادگر گرا
یہ ہاتھ اِسطرف تو وہ بازو اُدھر گرا
دو ہو گئی سپر کہیں کٹ کر تبر گرا
(۸۰)
راکب سُموں کے پاس پڑے تھے مرے ہوئے
کوتل فرس کھڑے تھے لہو میں بھرے ہوئے

لڑتے تھے بانکپن سے وہ صفدر الگ الگ
کٹ کر تنوں سے گر رہے تھے سر الگ الگ
دو غول فوج کے تھے برابر الگ الگ
دکھلا رہے تھے تیغوں کے جوہر الگ الگ
(۸۱)
ہنستے تھے جب یہ سینۂ دشمن کو کاٹ کے
وہ اُسطرف پھڑکتے تھے جوشن کو کاٹ کے

دونوں کے نیمچوں کے ہیں ایک دم ہیں ایک
کاٹ ایک گھاٹ ایک ہیں منہ ایک خم ہیں ایک
جوہر میں آبرو میں برش میں بہم ہیں ایک
چشمک ہے فرد فرد سے ہر دم کہ ہم ہیں ایک
(۸۲)
بجلی بھی ہیں شرر بھی دمِ کارزار ہیں
دشمن پہ مل کے چلتے ہیں جب ذوالفقار ہیں

اسوار بے نظیر تو رہوار بے مثال
چھل بل سے جنکی بھول گئے چوکڑی غزال
ہیں چوٹیاں کہ حور کے گوندھے ہوئے ہیں بال
تھمتے نہیں زمیں پہ یہ ہے سرعتوں کا حال
(۸۳)
پہنچیں فلک پہ قصد یہی ہر نفس میں ہے
چھو لوں قمر کی گرد ہوا اِس ہوس میں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸۴

راکب جو سن میں کم ہیں تو ناکندہ ہیں عقاب
وہ نرم روئیں جلد پہ مخمل پہ جیسے خواب
وہ گردنیں تو نیچے خم وہ پس و پیش لاجواب
آنکھیں جو دیکھ لیں تو نہ مردم کو آئے خواب
دوڑیں تو پار جائیں فلک کے حصار کے
صدقے انھیں پہ ہوتے ہیں آہوے تتار کے

۸۵

نازک مزاج و نسترن اندام و ارجمند
ڈھالے ہوئے ہیں نور کے سانچوں میں جوڑ بند
فر فر نفس جو بھرتے ہیں اسپان سر بلند
کہتے ہیں ہوشمند کہ رفرف ہیں یہ سمند
انکی سبک روی کا کبھی سے بیاں نہ ہو
دوڑیں تو تر زمیں پہ سموں کا نشاں نہ ہو

۸۶

آہو کہوں تو آہو میں یہ تیزیاں کہاں
صحرا کے جانور میں سبک خیزیاں کہاں
اسکے عرق کے قطروں میں دُرریزیاں کہاں
واں ہر نفس میں یہ شرر انگیزیاں کہاں
جانداریوں پہ عاشق و شیدا زمانہ ہے
دونوں کو عکس موے مژہ تازیانہ ہے

۸۷

ڈر ڈر کے دور فوج کے اسوار ہٹ گئے
ڈھالوں میں منہ چھپا کے نمودار ہٹ گئے
پیدل بھی پھینک پھینک کے ہتھیار ہٹ گئے
کرار جب بڑھے تو وہ فرار ہٹ گئے
بچوں کے سامنے کوئی نامی جواں نہ تھا
بیرق کا ذکر کیا ہے علم کا نشاں نہ تھا

۸۸

پیروں میں عقل تھی نہ جوانوں میں ہوش تھے
جو جو زباں دراز تھے وہ بھی خموش تھے
زخمی تھے انکے صدر بھی جو درع پوش تھے
یاں دونوں شاہزادوں کو جرأت کے جوش تھے
جاتے تھے یوں لڑائی میں ہر بدمآل پر
جیسے اسد جھپٹتے ہیں بن میں غزال پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۹)

دونوں گئے جدھر کو صفیں توڑ توڑ کے
سفاک رن سے ہٹ گئے منھ موڑ موڑ کے
ٹکڑے کئے سناں کے جوہر جوڑ جوڑ کے
بھاگے شریر طبل و علم چھوڑ چھوڑ کے
غل تھا کہ دم میں جنگ کا قصہ تمام ہے
آگے بڑھے تو ان کا عمل تا بہ شام ہے

(۹۰)

لشکر میں حشر تھا کہ قیامت کا دن ہے آج
راحت میں نوجواں ہو نہ کوئی مسن ہے آج
انساں وہ کونسا ہے کہ جو مطمئن ہے آج
پوشیدہ کوہ قاف میں ہر ایک جن ہے آج
طائر بھی پر سمیٹ کے بیٹھے ہیں آڑ میں
جنگل کے شیر ڈر کے چھپے ہیں پہاڑ میں

(۹۱)

اک غلغلہ تھا جنگ کا اللہ ری دار و گیر
وہ صیحۂ فرس وہ چکاچاک تیغ و تیر
وہ طبل کی صدا وہ نے و سنج کی صفیر
جنبش میں ارض تھی تو تزلزل میں چرخ پیر
ایذا تھی ساکنانِ نشیب و فراز کو
طوفاں بلا رہا تھا جہاں کے جہاز کو

(۹۲)

تیر افگنوں کے جنگ میں سر کٹ کے رہ گئے
ہاتھوں میں گرز زیں میں تبر کٹ کے رہ گئے
بہتوں کے سینے تا بہ کمر کٹ کے رہ گئے
سینوں کیساتھ قلب و جگر کٹ کے رہ گئے
نعرے یہ تھے کہ شیروں کو جب غیظ آتے ہیں
یوں بزدلوں کے تیغوں کے ٹکڑے اڑاتے ہیں

(۹۳)

مشہور ہیں جہاں میں دلاور ہمارے جد
پیوستہ جو رسول کی کرتے رہے مدد
واقف ہیں سب عراق کے جتنے ہیں نیک و بد
ان پر ازل سے ہے نظرِ رحمتِ صمد
اب تک عرب کی قوم میں شہرے ہیں حرب کے
سکے ہر ایک قلب پہ ہیں ان کی ضرب کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹۴

نانا وصیِ شاہِ عرب، شیرِ کردگار — جن سے بنائے دینِ محمد تھی استوار
اُستادِ جبرئیل تھا وہ آسماں وقار — خیبر کے دَر سے قوتِ حیدر ہے آشکار
ہاتھوں میں اپنے زورِ خدا کے ولی کے ہیں
عالم پہ ہے عیاں کہ نواسے علیؑ کے ہیں

۹۵

پلٹے جو نیزہ بازوں پہ باگوں کو موڑ کے — پھینکے زمیں پہ شیروں نے برچھے مروڑ کے
پیدل کی صف پہ آئے جو اس صف کو توڑ کے — نامرد گڑگڑانے لگے ہاتھ جوڑ کے
آنکھوں کے نیچے موت کی تصویریں پھر گئیں
کانپے جو پاؤں ہاتھ سے شمشیریں گر گئیں

۹۶

شیرانہ جس پرے پہ گئے نعرہ مار کے — سر سینکڑوں سواروں کے پھینکے اُتار کے
تن سے گرائے ہاتھ کسی نابکار کے — کاٹے تھے بند بند کسی بد شعار کے
اُلفت تھی قطع ایک کو اک جانتا نہ تھا
بیٹا پدر کی لاش کو پہچانتا نہ تھا

۹۷

کہتے تھے سینے تان کے جب یا علیؑ مدد — کہتی تھی فتح دور رہے تم سے چشمِ بد
سرسبز ہوں نہ جنگ میں یہ بانیِ حسد — تم دونوں سرخرو رہو دنیا میں تا ابد
جو ہو بلا حسینؑ کے صدقے سے رد رہے
تم پر سدا وصیِ نبی کی مدد رہے

۹۸

زخمی تھے زخمیوں کے برابر ہزار ہا — ریتی پہ سر پڑے تھے سراسر ہزار ہا
بکتر کہیں تھے اور کہیں مغفر ہزار ہا — تیروں کے پر تھے اوجِ ہوا پر ہزار ہا
بالا و پست لاشوں کے انبار کر دیے
حربے تھے جتنے کاٹ کے بیکار کر دیے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹۹)

اللہ ری اس گروہ سے دونوں کا کارزار — گنتی تھی زخمیوں کی نہ لاشوں کا تھا شمار
اس مورچے پہ تھے تو کبھی اس پرے کے پار — اک صف جو قتل کی تو بندھی دوسری قطار
بچوں سے معرکے کبھی ایسے پڑے نہیں!
اسطرح تین روز کے پیاسے لڑے نہیں

(۱۰۰)

میدان میں جب سے آئے تھے وہ دونوں گلعذار — زینبؑ کھڑی تھیں ڈیوڑھی میں بے تاب و بیقرار
فضہ سے اضطراب میں کہتی تھیں بار بار — تو جا کے دیکھ آ مرے بچوں کے کارزار
لڑتے ہوئے کدھر مرے نورِ نظر گئے
کیا جانیئے وہ ہیں کہ جہاں سے گزر گئے

(۱۰۱)

مشغول ہوں وغا میں اگر وہ وفا شعار — اسوقت ٹوکیو نہ انھیں اے خجستہ کار
پوچھیں جو دیکھ کر تجھے مادر کا حالِ زار — کہنا دعائیں دیتی ہے تم کو وہ دل فگار
خالق کہیں یہ جنگ کا قصہ فرو کرے
اللہ! فاطمہؑ سے مجھے سرخرو کرے

(۱۰۲)

اللہ تم کو لشکرِ اعدا پہ دے ظفر — ہاں یہ خیال ہے مجھے سب سے زیادہ تر
بیٹھی ہوں انتظار میں میں سوختہ جگر — اب تک نہ لائے تم بنِ سعدِ لعیں کا سر
دشمن سے آلِ پاک نبیؐ کے وغا کرو
وعدہ جو کر گئے ہو اسے اب وفا کرو

(۱۰۳)

تم دونوں شیر ہو گئے جو آمادۂ قتال — چھپ جائیگا دبک کے وہ خود صورتِ شغال
الحرب خدعۃ کا ہے جنگ میں خیال — اس کے قریب فوج سے جا کر کرو جدال
رن سے پرے بھگاتے ہی اکبار پھر پڑو
تیغیں پکڑ کے خیمۂ ظالم پہ گر پڑو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بے وجہ آلِ پاک کا دشمن ہے بے ادب
سر اسکا لاؤ کاٹ کے جانوں میں تم کو تب
بعد اس لعیں کے کوئی نہ ہوگا وغا طلب
خود ڈر کے بھاگ جائیگی فوجِ یزید سب
غل ہوگا آبرو کی شجاعوں نے بات کی
سمجھیں گے سب کہ شیر کے بچوں نے گھات کی

(۱۰۴)

نکلی جو گھر سے خادمۂ آلِ مصطفیٰ
دیکھا بغور دور سے اُس نے یہ ماجرا
لڑتے ہیں فوجِ ظلم سے دونوں وہ مہ لقا
چھائی ہوئی ہے شام کے لشکر کی اک گھٹا
تیغوں کی بجلیاں ہیں بڑی دار و گیر ہے
ابرِ ستم سے بارشِ بارانِ تیر ہے

(۱۰۵)

تھامے عصا کو دیکھتی تھی وہ نکو سیر
جو پڑ گئی محمدِ ذیجاہ کی نظر
گھبرا کے یہ بڑے کو پکارے بہ چشمِ تر
فضہ کھڑی ہے دور سے جلد آیئے ادھر
آنکھیں ہماری اشکوں سے اسوقت بھر گئیں
شاید جہاں سے والدہ صاحب گزر گئیں

(۱۰۶)

جلدی اُتر کے گھوڑے سے با چشمِ اشکبار
پوچھا تڑپ کے دونوں نے مادر کا حالِ زار
کی عرض خیریت ہے نہ گھبرائیں نثار
سر کھولے مانگتی ہیں دعائیں وہ دلِ فگار
فرمایا ہے کہ تم تو سعید و رشید ہو
سر ابنِ سعدِ نحس کا لاؤ تو عید ہو

(۱۰۷)

اوروں سے بے حصول تو کرتے رہے وغا
سردار کو نہ جان سے مارا یہ کیا کیا
وعدے بھی اپنے یاد ہیں تم کو یہ ماں فدا
جو مجھ سے کہہ گئے تھے اسے بھی بھلا دیا
لازم ہے اپنے قول کا ہر دم خیال ہو
ماں صدقے تم تو مخبرِ صادق کے لال ہو

(۱۰۸)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۹)

فضہ پیام دیکے پھری واں سے اشکبار
گھوڑوں پہ یاں پلٹ کے وہ صفدر ہوئے سوار
آواز دی یہ شمر کو دونوں نے ایک بار
بتلا کہاں چھپا ہے بنِ سعد بد شعار
پلٹیں گے بارگاہ کو لاشوں سے پاٹ کے
ہم پھینکدیں گے خیمے کو تیغوں سے کاٹ کے

(۱۱۰)

یہ کہہ کے مرکبوں کو اڑایا بہ کرّ و فر
روکے سے فوج کے کہیں رکتے ہیں شیر نر
جا کر کسی نے دی یہ بنِ سعد کو خبر
خیمے کی سمت آتے ہیں دونوں وہ پر جگر
گھوڑوں کو اس روش سے اڑاتے ہیں غیظ میں
جیسے اسد شکار پہ جاتے ہیں غیظ میں

(۱۱۱)

گھبرا گیا یہ سن کے خبر وہ زبوں خصال
دو پہلوان عقب میں کھڑے تھے مثالِ زال
بولا یہ ان سے مڑ کے وہ بدکار و بد مآل
آتے ہیں لڑنے حیدرِ صفدر کے نونہال
ڈر ہے کہ جنگ میں کہیں میرا ضرر نہ ہو
یوں مار لو انھیں کہ کسی کو خبر نہ ہو

(۱۱۲)

دونوں کے قتل کی مجھے پہونچے گی جب خبر
اسکے عوض میں لیجیو، دونگا میں سیم و زر
بنتا ہی کام، ہوتی ہے تب لطف کی نظر
عہدہ ملیگا اور بھی اس سے زیادہ تر
خوش ہونگا، گر لہو میں انھیں بھر کے آؤگے
خلعت بھی دونگا جنگ جو سر کر کے آؤگے

(۱۱۳)

نکلے سلاحِ حرب لگائے وہ خود پسند
عفریت سے بھی تھے قد و قامت میں کچھ بلند
تھے سب وہ سست و سخت و گراں تن کسے جوڑ بند
شانوں پہ ڈھالیں، ڈھالوں پہ تھے حلقۂ کمند
آنکھیں کبود، ابروؤں پہ بل پڑے ہوئے
مانند دیو، سامنے آ کر کھڑے ہوئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پہونچے جو غیظ میں یہ غضنفر قریب تر   نعرے کئے کہ سینوں میں ہل ہل گئے جگر
(۱۱۴)
تیور بدل بدل کے پکارے وہ بد سیر   ٹھہرے رہو وہیں پہ نہ آنا بس اب ادھر
انساں تو کیا فرشتوں کا یاں تک گزر نہیں
خیمہ یہ میر فوج کا ہے کیا خبر نہیں

تلواریں تول کر یہ پکارے وہ خوش خصال   روکو گے تم ہمیں یہ تمہاری نہیں مجال
(۱۱۵)
رستم سا پہلواں ہو تو ہم جانتے ہیں زال   شیروں کے شیر ہیں اسد کبریا کے لال
اسکو پیام موت کا دینے کو آئے ہیں
ہم سر امیر فوج کا لینے کو آئے ہیں

چھوٹے نے عرض کی کہ نہ تاخیر کیجئے   اب کچھ نہ ان ذلیلوں سے تقریر کیجئے
(۱۱۶)
جلد اس لعیں کے قتل کی تدبیر کیجئے   گھوڑے بڑھا کے نعرۂ تکبیر کیجئے
یاں بربھی ہو، واں کوئی مکر اسکا چل نہ جائے
خیمے سے بھاگ کر کہیں ظالم نکل نہ جائے

چلئے حضور دیر کا موقع نہیں ہے اب   ہی سر پہ دھوپ اور ہیں ہم کب سے تشنہ لب
(۱۱۷)
سائر کی راہ بند جو کی ہی شقی نے سب   ڈر کر دبک رہا ہی اسی میں وہ بے ادب
ان دونوں بزدلوں کے سروں کو اتار کے
خیمے کو کاٹ ڈالئے تلواریں مار کے

زندہ جو ہاتھ آئے وہ بدکار و بدگماں   کیا خوش ہوں والدہ جو انہیں لے چلیں وہاں
(۱۱۸)
گو وہ سیاہ رو ہیں تن و توش میں گراں   کرتا ہی آج اپنی بھی قوت کا امتحاں
پکڑیں گے ہم کلائیاں پنجوں کے زور سے
باندھیں حضور بازوؤں کو باگ ڈور سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(١١٩)

یہ کہہ کے کھینچے نیمچے دونوں نے میان سے
ڈھالیں سنبھالیں ہاتھوں میں کس آن بان سے
بڑھتے چلے جو حیدرِ صفدرؑ کی شان سے
صاف آئی مرحبا کی صدا آسمان سے
تیغوں کی بجلیاں جو یکایک چمک گئیں
خورشیدِ آسماں کی آنکھیں جھپک گئیں

(١٢٠)

وہ بھی قریب آگئے تیغیں سنبھال کے
بچوں کو دیکھا دونوں نے آنکھیں نکال کے
برچھے لئے جو گھوڑوں کو کاوے پہ ڈال کے
دی موت نے صدا کہ ذرا دیکھ بھال کے
نیزوں کے بند کھولیں گے وہ ذی ہنر ہیں یہ
کیا ہو سکے گا عقدہ کشا کے پسر ہیں یہ

(١٢١)

باندھے جو بند نیزوں کے دونوں نے تین چار
تازی بڑھائے یاں سے بھی تیروں نے ایک بار
اللہ رے ہوش بچوں کے ہنگام کارزار
وار انکے روک کر جو کئے نیچوں کے وار
تولا جو عقل میں تو زیادہ نہ کم ہوئے
کیا ہاتھ تھے کہ بیچ سے نیزے قلم ہوئے

(١٢٢)

چلّوں میں رکھ کے تیروں کو چلّائے وہ شریر
تیر افگنی میں آج ہمارا نہیں نظیر
ارجن بھی ہم سے سہم کے ہوتا ہے گوشہ گیر
بولے یہ مسکرا کے علیؑ کے مہِ منیر
اس کبر پر کہیں غضبِ کبریا نہ ہو
ایسا نہ ہو کہ تیرِ اجل کا نشانہ ہو

(١٢٣)

چلّائیں گی کڑک کے کمانیں یہ دمبدم
جبتک کہ دم ہیں تم سے کشیدہ رہینگے ہم
پیکاں کہیں گے تن سے اگر سر بھی ہوں قلم
ہمسر نہ ہونگے خالقِ آفاق کی قسم
تیروں کے پر کہیں گے یہ سرکش ہوا پہ ہیں
سوفار بھی ہنسیں گے کہ ظالم خطا پہ ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کھینچے ہوئے تھے چلّوں کو ہاتھوں سے وہ شریر ۔ بدکیش چاہتے تھے کہ سر ہوں کماں سے تیر
چھپٹے جو لیکے تیغوں کو وہ آسماں سریر ۔ کیں ضربتیں کہ ٹوٹ گئے سب جوان و پیر
ہاتھوں میں کس عجیب قدم دار و گیر تھے
چلّے تھے، نہ کمانیں، نہ گوشے، نہ تیر تھے
(۱۲۴)

بچوں سے جب کمینوں نے یوں اٹھائی زک ۔ تیغیں کمر سے کھینچ کے جھپٹے وہ یک بیک
شرمائے جن سے برق وہ تیغوں میں تھی چمک ۔ آکر برس پڑے وہ صغیروں پہ بے دھڑک
دشمن سے کون کرتا ہے یہ رد و کد کئے
سب اُنکے وار روک کے ڈھالوں پہ رد کئے
(۱۲۵)

ہاں ساقیا پلا دے مئے مشک بو مجھے ۔ اک عمر سے ہے بادہ پرستی کی خو مجھے
وہ مست ہوں کہ اب نہیں کچھ آرزو مجھے ۔ میخانۂ نجف کی ہے ہاں جستجو مجھے
ہر دم زباں پہ نام ہے پہلے امام کا
طالب ہوں ایک بادۂ کوثر کے جام کا
(۱۲۶)

ساقی ملا کے تیغ کا پانی شراب لا ۔ وقتِ وغا ہے ساغرِ آئینہ تاب لا
لکھتا ہوں حالِ حرب گلابی شتاب لا ۔ کانٹا لگے تو گل کے کٹورے میں آب لا
اک حشر ہوگا وادیٔ ہنگامہ خیز میں
سر دو شرابیوں کے کٹیں گے ستیز میں
(۱۲۷)

بائیں طرف وہ آتے تھے جب چھیڑ کر سمند ۔ مڑتے تھے دہنی سمت کو یہ دونوں ارجمند
آتے تھے زد پہ سامنے جب وہ جفا پسند ۔ جاتے تھے اڑ کے پاس سے بھی اسپانِ سربلند
چوٹیں جو چل رہی تھیں ذرا فرق وہیں سے
ڈھالوں پہ وار رک رہے تھے جانبین سے
(۱۲۸)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئے اِدھر وہ سُن کے یہ رَن سے نکل گئے
وہ دَب گئے یہ تَول کے تیغیں سنبھل گئے
گھوڑے بڑھا کے جبکہ گئے بر محل گئے ١٢٩
ظالم جہاں پہ تھم گئے سو وار چل گئے
غل تھا کہ اِن کے ہاتھوں کی ضربیں بلا کی ہیں
چوٹیں یہ سب بندھی ہوئی مشکلکشا کی ہیں

پڑتی تھیں اِن کے ہاتھوں کی چوٹیں جو بار بار
غصّے میں آ کے اور جھپٹتے تھے نابکار
کی ضربتیں جو مثلِ یدُ اللہ نامدار ١٣٠
پہونچوں کے ساتھ تیغیں گریں دُور پروں کے پار
بچّوں کے ہاتھ دَمنے پہ جا کر جو پھر پڑے
سَر دونوں کٹ کے خیمے کی ڈیوڑھی پہ گر پڑے

دیکھا شقی نے جبکہ ظفر پا گئے یہ شور
سوچا کہ اب یہ قتل کرینگے مجھے ضرور
بھاگا قناتِ خیمہ اُٹھا کر وہ بے شعور ١٣١
در آئے بارگاہ کے اندر سے یہ غیور
غصّہ تھا ڈھونڈنے سے جو اُس بدشعار کے
خیمے کے پُرزے کر دیئے تلواریں مار کے

نعرہ کیا کہ سامنے آ مرد گر ہے تُو
بچّوں سے ڈر کے چھپ گیا ظالم کدھر ہے تُو
اِس بزدلی پہ طالبِ فتح و ظفر ہے تُو ١٣٢
گھر تیرا منہدم ہوا اور بے خبر ہے تُو
اپنی شکستگی کی کسی کو خبر تو کر
خیمہ کٹا پڑا ہوا ہے وہ۔ نظر تو کر

یہ کہہ کے پھر جھپٹنے لگے مثلِ شیرِ نر
زخمی کیا کسی کو تو کاٹا، کسی کا سر
وہ فوج کا ہجوم وہ لشکر کا شور و شر ١٣٣
آخر گھرے سپاہ میں دونوں وہ پُرجگر
ضربِ تبر سے مرکبوں پر ڈگمگا گئے
بچّے لہو میں سر سے قدم تک نہا گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۳۴)

واحسرتا وہ فوجِ ستم اور دو صغیر
وہ گُل سے جسم اور وہ زخمِ سنان و تیر
گھوڑوں پہ غش میں جھومتے تھے وہ مہِ منیر
تیغیں عَلم کئے ہوئے ہر لشکرِ شریر
ہیں ظلم تین روز کے پیاسوں کے واسطے
زہرا تڑپ رہی ہیں نواسوں کے واسطے

(۱۳۵)

حملہ ہوا تمام شریروں کا ایک بار
غُل تھا کہ اب نکلنے نہ پائیں یہ نامدار
پیہم چلے جو تیر کمانوں سے بے شمار
پیکارِ ظلم ہو گئے سینوں کے آر پار
تیغے جو پہلوانوں کے شانوں پہ پھر پڑے
بچّے زمیں پہ گھوڑوں سے تھرا کے گر پڑے

(۱۳۶)

حضرت کھڑے تھے خیمہ کے در پر بچشمِ تر
ناگاہ دوڑ کر علی اکبرؑ نے دی خبر
گھوڑوں سے گر پڑے ہیں پھوپھی جان کے پسر
چلئے حضور کٹتے ہیں بچوں کے رنگیں سر
زخمی ہیں اژدہام میں بےحال ہو نہ جائیں
ڈر ہے کہ لاشیں دونوں کی پامال ہو نہ جائیں

(۱۳۷)

ناگہ اُدھر سپاہ میں طبلِ ظفر بجا
دوڑے اِدھر سے روتے ہوئے سبطِ مصطفےٰ
تیغیں لئے تھے قاسمؑ و عباسِ باوفا
مڑ مڑ کے کہتے جاتے تھے شہؑ وامصیبتا
غربت میں دونوں بیٹوں سے اک بار چھٹ گئی
پردیس میں بہن کی بضاعت بھی لٹ گئی

(۱۳۸)

لاشوں پہ بھانجوں کے جو پہنچے امامؑ دیں
دیکھا تڑپ رہے ہیں زمیں پر وہ مہ جبیں
پیوست چھاتیوں میں ہیں دونوں کے تیر کیں
آلودہ خاک و خوں میں ہیں زینبؑ کے نازنیں
دونوں کے ہیں غبار میں گیسو اٹے ہوئے
سر سے عمامے دور پڑے ہیں کٹے ہوئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۳۹

سر رکھ کے گود میں شہِ دیں نے بصد الم
آواز دی تو ہوش میں آئے وہ ذی حشم
پوچھا جو حالِ زار تو بولے بہ دردِ و غم
لے چلئے ماں کے پاس ہمیں یا شہِ امم
وہ بھی ہوں وقتِ نزع رواں جستجو یہ ہے
دم نکلیں انکی گود میں اب آرزو یہ ہے

۱۴۰

خیمے میں لائے زخمیوں کو رن سے جب حسینؑ
سر پیٹنے لگے حرمِ شاہِ مشرقین
ماتم کی صف پہ کرنے لگیں بیبیاں جو بین
فرمایا شہؑ نے جیتے ہیں دونوں یہ نورِ عین
وسواس کی جگہ ہے نہ آہ و بکا کرو
زینبؑ نہ ہو تباہ یہ حق سے دعا کرو

۱۴۱

آہستہ مسندوں پہ لٹا کر شہِ انام
آئے قریب زینبؑ ناشاد و تشنہ کام
رو کر کہا تمام ہیں دونوں یہ لالہ فام
دیدار انکے دیکھ لو اے خواہرِ امامؑ
سینوں پہ زخم خنجر و شمشیر کھائے ہیں
یہ تم کو دیکھنے کیلئے گھر میں آئے ہیں

۱۴۲

حضرتؑ کے اس بیاں پہ لہو ہو گیا جگر
رقت کو ضبط کرکے اٹھی وہ نکو سیر
آئیں وہاں کہ لیٹے تھے جس جا وہ سیم بر
بچوں کی سمت غور سے زینبؑ نے کی نظر
بیٹوں کو زخمی دیکھ کے کیا دل کو کل پڑے
نزدیک تھا کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

۱۴۳

رکھ کر سروں کو زانو پہ بولی وہ دلفگار
بتلاؤ کیا دلوں پہ گزرتی ہے ماں نثار
آہستہ عرض کرنے لگے تب وہ گلعذار
ہیں برچھیوں کے زخم کلیجوں کے وار پار
کیا چین ہو اجل کا جنھیں انتظار ہو
دودھ آپ بخش دیں تو دلوں کو قرار ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۴۴

جو حکم کر دیا تھا بجا لائے وہ غلام
دریا پہ ہم گئے بھی نہیں گو تھے تشنہ کام
پانی سے یاں کے خشک زبانوں کو کیا ہی کام
ہم پئیں گے نانا جان سے کوثر کے سرد جام
مہماں کوئی گھڑی کے ہیں دنیائے زشت میں
جانیں نکل لیں تن سے تو جائیں بہشت میں

۱۴۵

یہ کہتے کہتے رک گئے آخر گلوں میں دم
آنکھیں پھرا کے لینے لگے ہچکیاں بہم
شہزادے مسکرا کے چلے جب سوئے عدم
ہنستے ہوئے گئے طرفِ گلشنِ ارم
مثلِ شمیمِ گل وہ جہاں سے گزر گئے
مادر سے بات کرنے نہ پائے کہ مر گئے

۱۴۶

روئے جو سب تو حضرتِ زینبؑ نے یہ کہا
پیٹو نہ سر کو صاحبو رہ جاؤ اک ذرا
جاگے ہوئے تھے رات کے دولھا یہ مہ لقا
نیند آ گئی ہے سوتے ہیں میرے یہ دلربا
سر رکھ کے میرے زانو پہ چین پائے ہیں
ہے ہے ابھی تو یہ دلہنیں بیاہ لائے ہیں

۱۴۷

سینوں پہ منہ کو رکھ کے پکاری وہ سوگوار
سوتے ہو کس ادا سے میں اس نیند کے نثار
واری ملیں گے گھر تمہیں رہنے کو تنگ و تار
واں ماں کو کس طرح سے پکارو گے بار بار
آئے گی اماں کی دل کو جو میرے جلائے گی
واں کس طرح صدا مرے رونے کی جائے گی

۱۴۸

عاشق جو ہو وہ ہجر میں کیونکر قرار پائے
ہاں تم صدائیں دو تو مرے دل کو چین آئے
اولاد کا الم نہ کسی کو خدا دکھائے
جانے وہی اسے کہ جو بچپن سے چھوٹ جائے
راحت نہ دن کو ہوگی نہ راتوں کو سوئے گی
جنگل میں روز بیٹھ کے قبروں پہ روئے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیر کی مداحی میں پانچویں پشت"

میر وحید

میر انیس کے بھتیجے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام : میر محمد ہادی

تخلص : وحید

والد : میر مہر علی اُنس

ولادت : ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء

اولاد : دو فرزند سید تقی اور سید نقی اور ایک دختر

وفات : ۲۳ محرم ۱۳۰۸ھ / ۸ ستمبر ۱۸۸۶ء بروز دوشنبہ

حیات : ۴۵ برس

قبر : "مقبرہ حکیم مہدی" لکھنؤ

خدماتِ ادب : ۲۷ مرثیے ، ۲۵ سلام ، رباعیات اور نوحہ جات وغیرہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر وحید

Presented By: https://Jafrilibrary.com
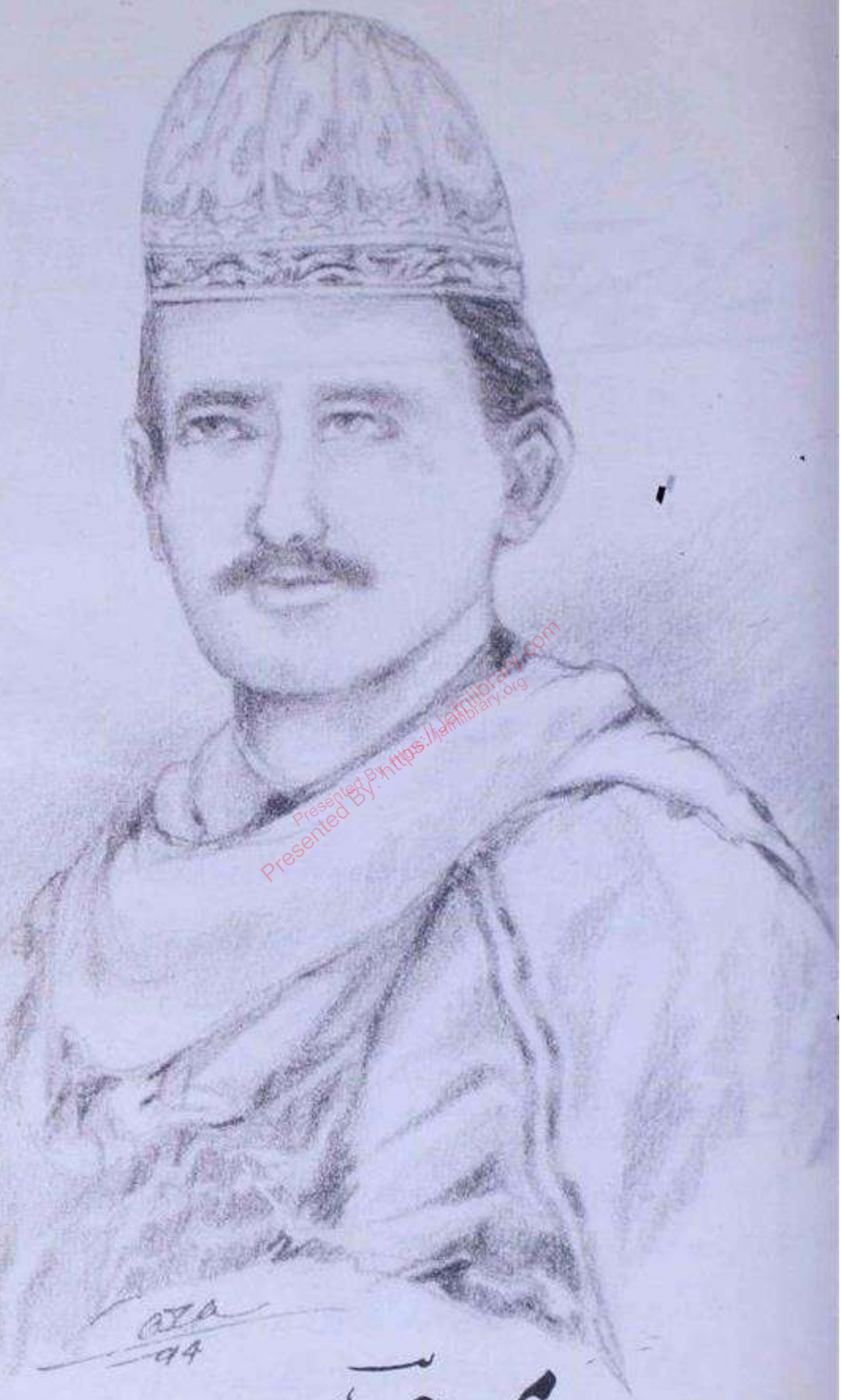
Presented By: https://Jafrilibrary.com
میر وحید کے حالاتِ زندگی

سیّد محمد ہادی نام، وحید تخلص، میر مہر علی اُنس کے بیٹے اور میر انیس کے بھتیجے، میر خلیق کے پوتے تھے۔ سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ولادت ہوئی۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"میر مہر علی اُنس کے کئی بیٹے جوان مرگئے۔ خدا خدا کرکے میر محمد ہادی وحید جوان اور رشید ہوئے۔"

(پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۷۸)

تعلیم و تربیت :-

وحید کی تعلیم و تربیت میر اُنس کے زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

"اگرچہ اِستعداد معمولی تھی مگر کد اور شوق نے ان کو اپنے خاندان پر لگا لیا۔ بڑے شوق سے نظم کی طرف جھکے، زبان تو گھر کی تھی۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بتانے والا باپ سا تجربہ کار مشاق۔ غرض پانچ سات برس میں انکی بھی شہرت ہو چلی اور میر انیس کے ہوا خواہوں کا جماؤ اُن کے ساتھ بھی ہوا۔"

(پیمبرانِ سخن ص ۲۷۸)

جناب ڈاکٹر صفدر نے میر وحید کی علمی لیاقت کے سلسلے میں تحریر کیا ہے :-

"تعلیم بڑی معقول پائی تھی، عربی، فارسی، فلسفہ و منطق سب پر عبور تھا۔ سولہ سال کی عمر سے مرثیہ گوئی شروع کی۔"

(———— مرثیہ بعد میر انیس ص ۹۲)

تلمذ اور شاعری کا آغاز :-

میر وحید اپنے والد میر انس سے کلام پر اصلاح لیتے تھے اور اس بات پر انکو فخر تھا۔ ایک مرثیے میں انھوں نے کہا ہے جس کا مطلع ہے :-

"آتا ہے ضیغمِ اسدِ حق ترائی میں"

کیوں ہو نہ شور چار طرف اِس کلام کا
تعلیم انس کی ہے، کرم ہے امام کا

حامد حسن قادری تحریر کرتے ہیں :-

"میر وحید نے سولہ برس کی عمر سے مرثیہ کہنا شروع کیا۔"

(مختصر تاریخ مرثیہ گوئی ص ۱۳۹)

تقریباً ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء میں وحید کی شاعری کا آغاز ہوا اُس وقت میر انیس کی عمر تقریباً ۶۲ برس کی تھی اور میر نفیس کی عمر تقریباً ۴۲ برس کی تھی۔ میر نفیس بھی اپنے فن میں کامل ہو چکے تھے۔ میر انس کا بیٹا مدت کے بعد اس منزل پر پہونچا تھا۔ ان کے دل میں بڑے ارمان رہے ہوں گے۔ وہ چاہتے تھے کہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر وحید بھی ایک کامل مرثیہ گو بن کر خاندان کا نام روشن کریں۔ ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں:۔

" ابتدائی مرثیہ میر انیس کے پاس اصلاح کے لئے لے گئے، لیکن انھوں نے ٹال کر میر نفیس کو دکھا لینے کا مشورہ دیا۔ وحید کو یہ بے نیازی ناگوار گزری اور واپس چلے آئے۔ اس کے بعد مستقل طور پر اپنے والد میر اُنس سے اصلاح لیتے رہے۔ اگر انھیں کہیں انیس کی شاگردی کا موقع مل جاتا اور ان کی طبیعت پر جلائے انیس ہو جاتی تو پھر وحید جیسا مرثیہ گو اُردو ادب میں دوسرا نظر نہ آتا، لیکن بصورت موجودہ بھی اُن کے کلام کو بڑی اہمیت حاصل ہے "......... (مرثیہ بعدِ انیس صہ ۹۲)

اِس واقعہ کو شاد عظیم آبادی نے تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے:۔

" سنہ ۱۲۸۶ھ یعنی میر انیس جس کے بعد پھر عظیم آباد نہ آئے۔ اُسی سال کا یہ واقعہ ہے کہ پہلے پہل میر وحید نے ایک مرثیہ کہا۔ باپ (میر اُنس) نے جی توڑ کر درست کیا اور بڑے شوق سے بیٹے کو لے کر بھائی میر انیس کے پاس اِصلاح دِلوانے لے گئے۔ میرزا ہادی حسین، میر اُنس کے دلدادہ شاگرد بھی ساتھ تھے۔ میر اُنس نے بیٹے کے کلام کی تعریف کی۔ شائد اس لہجہ سے کی کہ میر انیس کو ناگوار ہوا۔ جا بجا سے مرثیہ سُنا۔ تعریف کی اور کہا کہ چندے اپنے بھائی میر خورشید علی نفیس سے اِصلاح لیں تو مَیں بھی دیکھ لیا کروں گا۔ یہ بھی کہا کہ بھئی تم خود کیا اِصلاح دینے میں کم ہو۔ غرض میر وحید بے نیل مرام چلے آئے۔ اپنی مشق کرنے لگے " (پیمبرانِ سخن صہ ۲۲۲)

میر مونس کی شفقت:۔

میر مونس اپنے دونوں بھائیوں سے محبت و اُلفت کے رشتوں کے ساتھ ملتے تھے۔ اُن کا قیام میر انیس کے ساتھ رہتا تھا۔ لیکن میر اُنس سے اُنھوں نے قطع تعلق نہیں کیا تھا۔ یہی محبت اُنھیں مجبور کرتی تھی کہ میر وحید پر بھی ریاضت کریں۔ مونس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے لئے نفیس اور وحید برابر تھے۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"میر وحید، میر مونس سے مخفی طور پر اصلاح لیا کرتے تھے تاکہ میر انیس کو خبر نہ پہنچے۔ پٹنہ میں میر مونس کی تحریک سے نواب سید لطف علی خاں جنّت آرام گاہ کے امام باڑے میں بُلوائے گئے۔ اگرچہ اُس مجلس میں میر مونس کبھی نہیں گئے، مگر میر وحید برابر خلا و ملا میں چچا کی خدمت میں حاضر رہے۔ میر مونس لوگوں کو مشتاق بنا بنا کر اُن کو ترقّی دینے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اکثر مرثیے میر مونس سے پڑھنے کے لئے مانگ کر لے جاتے تھے ایک دِن میرے سامنے انھوں نے مرثیہ ع

"نمک خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری"

مانگا۔ میر مونس نے جواب دیا کہ بھئی مرثیہ تو ہے مگر میں نہ دوں گا۔ خاص کر اس مرثیہ کی خبر لکھنؤ میں پہنچے گی اور بھیّا سُن لیں گے ممکن ہے کہ اس مرثیے کے دینے کو بھیّا پسند نہ کریں تو مجھ سے کبیدہ ہوں گے۔" (پیمبرانِ سخن ص ۲۷۸-۲۷۹)

میر وحید، عظیم آباد میں :۔

میر وحید مجلسیں پڑھنے کے لئے عظیم آباد بھی بُلوائے گئے۔ اس سفر میں میر مونس کی خاص عنایت کو دخل تھا۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں عظیم آباد میں میر مونس نے سید مہدی نواب خویش نواب سید لطف علی خاں کے سامنے میر وحید کی تعریف کی اور کہا کہ بعد میر خورشید علی کے میرے خاندان میں بہت طبیعت دار ہے۔ سید مہدی نواب نے میر وحید کے تفصیلی حالات دریافت کئے، معلوم ہوا کہ برابر لکھنؤ میں مجلسیں پڑھا کرتے ہیں۔ غرض میر وحید بُلوائے گئے اور سید مہدی نواب کے یہاں مجالس پڑھیں۔ اس شہر میں وہ چھ برس تک

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آیا کئے۔" (پیمبرانِ سخن ص ۲۲۲-۲۲۳)۔

شاد عظیم آبادی نے دوسری جگہ لکھا ہے :-

"میر وحید، تین سال تو میر مونس کی زندگی میں آئے اور تین برس بعد کو۔"

(پیمبرانِ سخن ص ۲۷۹)

میر مونس کا انتقال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں ہوا۔ گویا میر وحید ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء سے ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء تک چھ سال تک مسلسل عظیم آباد مجلسیں پڑھنے جاتے رہے۔

وفات :-

میر وحید نے ۴۵ برس کی عمر میں لکھنؤ کے محلہ باورچی ٹولہ میں انتقال کیا میر وحید کی تاریخ وفات اور سن، مولانا آغا مہدی مرحوم نے "تاریخ لکھنؤ" میں تحریر کیا ہے۔ اُن کی بتائی ہوئی تاریخ کی روشنی میں میری تحقیق کے مطابق میر وحید نے ۲۳ محرم ۱۳۰۶ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۸۸۶ء بروز دوشنبہ وفات پائی اور حکیم مہدی کے مقبرے میں دفن کئے گئے۔ دو سال کے بعد میر اُنس نے بھی انتقال کیا اور فرزند کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

مرزا حکیم مہدی کا مقبرہ مدرسہ سلطان المدارس کے مشرقی رُخ پر واقع ہے۔ یہ عالی شان عمارت اب بھی بہت بوسیدہ حالت میں موجود ہے۔ پہلے اِس مقبرے پر گنبد بھی تھا جو عرصہ ہوا بارش میں گر گیا۔ پہلو کے گنبد باقی ہیں۔

سیّد علی احمد دانش کی تحقیق کے مطابق میر وحید کے دو فرزند سیّد تقی اور سیّد نقی اور ایک دختر کا پتہ چلا ہے۔ زیادہ تر محققین نے ان کو 'لاولد' لکھا ہے لیکن دانش کا کہنا ہے کہ اب بھی فراش خانہ وزیر گنج لکھنؤ میں ایک بزرگ موجود ہیں جو اپنے آپ کو میر وحید کا 'پوتا' بتاتے ہیں۔ شاگردوں میں کوئی مخصوص شاعر ایسا نہیں ہوا جو اُن کی روایت مرثیہ نگاری کو زندہ رکھتا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر وحید کی سیرت :-

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں !-

" میر ہادی وحید نہایت منکسر، اُفتادہ مزاج، ذکی اور گویا ضرور تھے۔"

(ہمیبران سخن ص ۲۷۹)

وحید فنِ خوانندگی میں بھی یکتا تھے۔ منبر پہ مرثیہ خوب پڑھتے تھے۔ مُہذّب لکھنوی لکھتے ہیں :-

" جہاں خدا نے قوتِ شعر و شاعری وَدیعت فرمائی تھی۔ وہاں خوانندگی کمال سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا تھا...... سُنا ہے کہ اہلِ ذوق جہاں کلام سننے کی غرض سے کسی مجلس میں دوڑتے ہوئے آتے تھے وہاں کمالِ خوانندگی کا جذبہ بھی کھینچ بلاتا تھا، مصرع اس خوبصورتی سے ادا فرماتے تھے کہ سامنے تصویر کھنچ جاتی تھی، مجلس قبضے میں رہتی تھی، جہاں چاہتے تھے رُلا دیتے تھے، جہاں چاہتے تھے واہ، واہ کی آوازوں سے مجلس گونج جاتی تھی " (مختارِ وحید ص ۶)

میر وحید کا کلام :-

مُہذّب لکھنوی نے وحید کے ذخیرۂ شاعری کے سلسلے میں لکھا ہے کہ :-

" سلام خاص خاص طرحوں میں فرماتے تھے۔ اور یہ کوشش ہوتی تھی کہ سب سے جُدا طرح نکال کے کہوں، چنانچہ سلام بکثرت فرمائے جو کچھ طبع ہو گئے ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ موجود ہیں۔ اسی طرح رباعیات بہت کثرت سے نظم فرمائے جو کچھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ باقی غیر مطبوعہ موجود ہیں۔ خدا کرے " مرحوم " کا جس قدر کلام غیر مطبوعہ بہ حیثیت مراثی و سلام اور رباعیات موجود ہے منظرِ عام پر آجائے " (مختارِ وحید ص ۶)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر وحید کے کلام کی تفصیلات یہاں درج کی جاتی ہے۔ جو مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔
ریحانِ غم (جلد اوّل) میں میر وحید کے چھ مرثیے ہیں اور تین سلام ہیں، رباعی ایک بھی نہیں ہے۔ ریحانِ غم (جلد دوم) میں میر وحید کے پانچ مرثیے ہیں۔ رباعی اور سلام ایک بھی نہیں ہے۔ ریحانِ غم (جلد اوّل جدید) نظامی پریس لکھنؤ میں تقریباً بیس مرثیے ہیں۔ "مختارِ وحید" میں چھ مرثیے شائع ہوئے ہیں مکرر مرثیے نکال کر کل "۲۷" مرثیے مطبوعہ ہیں۔

(میر وحید کے مطبوعہ مرثیوں کا اشاریہ مندرجہ ذیل ہے۔)

مطلع	تعداد بند	در حال	کیفیت
(الف)			
۱۔ اے بحرِ طبع جوشِ تکلم دکھا مجھے۔	۱۷۲	حضرت عباسؑ	ریحانِ غم (جلد اوّل)
۲۔ آتا ہے ضیغمِ اسدِ حق ترائی میں۔	۱۸۰	"	" جدید و جلد دوم قدیم
۳۔ آیا ہے آفتابِ امامت جلال میں۔	۱۶۹	" امام حسینؑ	" " "
۴۔ اے قلم دامن کا غذ پہ گہر ریز ہو پھر۔	۱۸۰	" عباسؑ	" " "
۵۔ اکلیلِ سرِ عرش مُعلّیٰ ہیں محمدؐ۔	۰	معراج	غیر مطبوعہ
۶۔ اے نظم ہاں مرقعِ دشتِ جدل دکھا۔	۲۱۱	حضرت عباسؑ	مختارِ وحید (۲ حصوں میں ہے)
(ب)			
۷۔ پائے کیا حضرتِ زینبؑ نے بھی نایاب پسر۔	۳۳۲	حضرت عونؑ و محمدؑ	ریحانِ غم (جلد اوّل) جدید و قدیم۔ (مختارِ وحید)
(ج)			
۸۔ جامِ جہاں نما سخنِ آبدار ہے۔	۲۴۷	حضرت علی اصغرؑ	ریحانِ غم (جلد اوّل)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	تعداد بند	در حال	کیفیت
۹- جب لشکرِ امامِ اُمم کوچ کر چکا۔	۱۲۲	حضرت امام حسینؑ	ریحانِ غم (جلدِ اوّل)
(ح)			
۱۰- حیدرؑ کا شیر عازمِ دشتِ قتال ہے۔	۱۷۲	" عباسؑ	ریحانِ غم (جلدِ اوّل) جدید و قدیم
(د)			
۱۱- دِل آئینۂ حسنِ حسینانِ سخن ہے۔	۱۶۸	" امام حسینؑ	" " "
۱۲- دستارِ سرِ عرش معلّٰی ہیں محمدؐ	۱۰۲	" علیؑ	مختارِ وحید
(ز)			
۱۳- زیبِ سرِ عرشِ معظّم ہیں مصطفےٰ۔	۱۴۱	جنگِ خیبر و شہادتِ علیؑ	ریحانِ غم (جلدِ اوّل) جدید و قدیم
(ش)			
۱۴- شرحِ منشورِ خداوند ہی فرماں کس کا۔	۱۳۵	حالِ رسولِ خدا و شہادتِ علیؑ	" " "
(ک)			
۱۵- کعبہ میں جب ولادتِ مشکل کشا ہوئی۔	۱۹۰	ولادت و شہادتِ علیؑ	" " "
(م)			
۱۶- مشہورِ شش جہت ہیں شرف کس جناب کے۔	۱۲۶	جنگِ خیبر و شہادتِ حضرت علیؑ	" " "
۱۷- مدحِ نبیؐ سے باغِ سخن کی بہار ہے۔	.	.	غیر مطبوعہ
(ن)			
۱۸- نوبادۂ ریاضِ حسینیؑ خزاں پہ ہے۔	۱۰۳	حضرت علی اکبرؑ	ریحانِ غم (جلدِ اوّل) جدید و قدیم
۱۹- نیرنگیٔ جہاں کا سدا ایک حال ہے۔	۱۱۷	ولادت و شہادتِ حضرت امام حسینؑ	" " "
(ہ)			
۲۰- ہے ناظمِ قلمروِ مضموں قلم مرا۔	۲۲۵		ریحانِ غم جلدِ اوّل

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطلع	تعداد بند	در حال	کیفیت
۲۱۔ ہاں اے زبانِ فن کی گہر ریزیاں دکھا۔	۹۸	۔	ریحانِ غم (جلد اوّل)
۲۲۔ ہوئے اسیر نبیؐ کے حرم جو زنداں میں۔	۱۷۶	اسیریٔ اہلبیتؑ و زندانِ شام	"
۲۳۔ ہاں اے قلم مرقعِ دشتِ جدل دکھا۔	۸۸	حضرت عباسؑ	قلمی نسخہ
۲۴۔ ہاں اے قلم بہار دکھا کارزار کی۔	۱۲۳	" علیؑ	مختارِ وحید
(ی)			
۲۵۔ یارب مجھے گلچینِ گلستانِ سخن کر۔	۱۲۵	حضرت امام حسینؑ	ریحانِ غم (جلد اوّل)
۲۶۔ یارب مرے قلم کو جواہر نگار کر۔	۱۹۶	" قاسمؑ	"
۲۷۔ یارب سخنوری کا مرے سر کو تاج دے۔	۱۰۷	" امام حسینؑ	مختارِ وحید

میر وحید کے تین مطبوعہ سلام کے مطلع :۔

۱۔ آہِ سوزاں لب تک آئی اشکِ ناب آنے کو ہے۔

۲۔ یارب مرے قلم کو جواہر نگار کر۔

۳۔ فقیر طالبِ احسانِ اغنیا بھی نہیں۔

میر وحید کی مرثیہ نگاری

مرثیہ گوئی میں میر وحید کا مقام :۔

میر انیس کی زندگی میں میر وحید کی بے پناہ شہرت سے اندازہ ہوتا ہے، کہ ان میں فنکارانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ انھوں نے کامیاب مرثیے کہے لیکن میر انیس سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

موازنہ کرنا لاحاصل ہے۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں :۔

"علی الخصوص تین چار مرثیے، ایک تو معراج والا اور دوسرا 'عز" پائے کس
حضرت زینبؑ نے بھی نایاب پسر" نہایت سلیقے سے کہا ہے۔ جس پر میر انیس سے د
کدورت رکھنے والوں نے یہ مشہور کر دیا کہ میر نفیس کیسے خود میر انیس سے بہتر ہیں۔۔۔۔
چند مخالفوں نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ میر وحید اپنا کلام نہیں بلکہ اپنے بزرگوں کا کلام پڑھتے
ہیں۔ اس کا جواب میر وحید نے خوب دیا کہ زہے میرا کلام کہ لوگ اس کو بزرگوں ک
کلام سمجھیں۔۔۔۔۔۔ میر وحید بعد میر مونس و نفیس کے اگر دس برس بھی زندہ رہ جا
تب دیکھا جاتا کہ کتنی ترقی کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ضرور ترقی کرتے۔ باقی رہا میر ا
تک پہنچنا۔۔۔۔۔ چاہے اپنے زمانے میں میر انیس تک نہ پہنچے ہوں مگر مرثیہ گوئی کے
ایک رکن بن چکے تھے۔" (پیمبرانِ سخن صفحہ ۲۷۹)

مہذب لکھنوی لکھتے ہیں :۔

"خاندانِ انیس میں اس ہستی کو شرف حاصل ہے کہ دنیا کہنے پر مجبور ہو گ
دوسرا انیس مگر اس فرق کے ساتھ کہ جس ایجاز یعنی اختصار پر عمل پیرا تھے، میر وح
میں وہ خصوصیت نہ تھی یعنی جس مضمون کو میر انیس ایک مصرع یا بیت میں ادا کر دے
تھے میر وحید ویسا ہی مضمون یا تخیل چار یا چھ مصرعوں میں ادا فرماتے تھے۔ خیر یہ فرق کو
ایسا خاص فرق نہیں، معاذ اللہ زورِ قلم ہے کہ قیامت، مصرعوں کی بُراقی ہے کہ آفت، تخ
کی بلندی، مضمون آفرینی، جدّت ادا، ندرتِ بندش، حسن محاکات۔ یہ خصوصیات ہیں
خاندان کے دوسرے افراد کے یہاں پائے جاتے ہیں مگر جزواً یہی وہ ذات ہے جسے
جامع الصفات کہنا اتنا ہی ہے جیسے مَلَک کو معصوم ماننا۔" (مختارِ وحید صفحہ ۶)

حامد حسن قادری لکھتے ہیں :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"اپنے زمانے ہی میں بڑی شہرت پیدا کرلی تھی۔ اگرچہ کلام میں جیسی چاہیئے پختگی نہ تھی، پھر بھی بہت کامیاب ہے۔ عمر نے وفا نہ کی ورنہ نفیسؔ کے بعد انہی کا درجہ تھا۔"
(مختصر تاریخ مرثیہ گوئی ص۱۳۹)

میر وحیدؔ کے کلام کا موازنہ میر انیسؔ کے کلام سے بہت دُور کی بات ہے، وہ اپنے والد میر اُنسؔ کے مقابل بھی مشکل سے ٹھہرتے نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر حسین نے تحریر کیا ہے:۔

"حقیقت یہ ہے کہ سوائے لفظی تکلّفات کے وہ اپنے والد میر اُنسؔ کے کلام پر کوئی خاص ترقّی نہیں کرسکے۔" (مرثیہ بعدِ انیسؔ ص۹۴)

میر وحیدؔ نے میر انیسؔ کی پیروی کرنے کی کوشش کی اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن کوئی نئی راہ نہ نکال سکے۔ بلکہ وہ میر انیسؔ کی روشن خیالی کو پانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ وہ صرف پیرویٔ انیسؔ کرتے رہے اور اس پر ناز کرتے رہے، انھوں نے خود ایک جگہ اس کا اعتراف کیا ہے، ع:۔

"نام ہادی ہے مگر پیرو تمہارا ہوں انیسؔ"

میر انیسؔ نے مرثیے کے پیکر کو کچھ اس طرح بدل دیا کہ اِس میں کہیں غزل کا لطف ہے، کہیں مثنوی کا انداز ہے، کہیں قصیدے کا زورِ بیان ہے، کہیں رزم و بزم کا نقشہ ہے اور کہیں شاعرانہ تعلّی ہے۔ اور اِس طرح مرثیے کو اس منزل پر پہنچا دیا، جہاں اسکی ہمہ گیری اور عظمت کے سامنے دیگر اصنافِ سخن ماند پڑگئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میر انیسؔ کے مرثیے ایک طرف رکھے جائیں اور دوسری طرف اُردو شاعری کا تمام سرمایہ، تو شاید مرثیوں ہی کی طرف کا پلّہ بھاری نظر آئے۔ میر انیسؔ نے اِسبات کا اظہار کردیا تھا۔

سُبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر — مگر ہم نے پلّہ گراں کر دیا
ہری قدر کر اے زمینِ سخن — تجھے بات میں آسماں کر دیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر وحید نے مرثیہ نگاری میں میر انیس کی پیروی تو ضرور کی مگر رزمیہ عناصر کو اتنا بڑھا دیا کہ مرثیے کے دیگر عناصر اُن کے مرثیوں میں دب گئے۔ اور ان کا رنگ پھیکا ہو گیا۔ اس کے علاوہ وحید کے مرثیوں میں حرکی قوت کی کمی بھی آگئی اور ان کی سُست روی نے ان کے مرثیوں کو بوجھل بنا دیا۔

خاندانِ میر انیس کے شاعروں نے مرثیے کے وہی اجزائے ترتیبی برقرار رکھے، جن کو میر خلیق اور میر انیس نے مرتب کیا تھا۔ انھیں اجزائے ترتیبی کی روشنی میں ہم میر وحید کی مرثیہ نگاری کا جائزہ پیش کر رہے ہیں :-

چہرہ :-

خاندانِ میر انیس کے شاعروں نے مرثیے کے چہرہ میں بہاریہ مضامین حمد، نعت، منقبت، مناجات اور مناظرِ قدرت، صبح کا منظر، چاندنی رات کا منظر، سیاہ ڈراؤنی رات، ہولناک صحرا، جنگل اور باغوں کی دلفریبی کی جو تصویریں کھینچی ہیں، ان کی مثال دُنیا کی کسی دوسری زبان میں مشکل سے ملے گی۔ طلوعِ آفتاب کا منظر، فضا کی دلفریبی یا ہولناکی کو جس حسین اور خوبصورت انداز سے نظم کیا ہے اُس کی داد دینا پڑتی ہے خصوصاً میر انیس کی منظر نگاری، کبھی کبھی مرقع کشی ہو گئی ہے، اور شاعر کے قلم اور مصوّر کے قلم میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میر انیس اور اُن کے خاندان کے شاعروں نے مرثیے کے چہرہ میں۔ اپنے فن، زبان اور شاعرانہ تعلّی کے ساتھ ساتھ خاندانی تفاخر کو بھی نظم کرنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ علمِ صرف و نحو فنِ شعر و عروض وغیرہ کی اصطلاحات سے کام لے کر ایک نئی راہ نکالی، اس طرح کے مرثیوں سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تاریخ مرثیہ نگاری ترتیب دینے والوں کو بہت سی آسانیاں فراہم ہو گئیں۔ میر وحید کے مرثیوں کے چہرہ اس لحاظ سے قابلِ توجہ ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انھوں نے زیادہ تر چہرۂ شاعرانہ اِصطلاحات سے مزیّن کیے ہیں۔ ان کے مرثیوں کے تمہیدی اشعار میں "قلم" کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ میر انیسؔ نے اپنے مرثیوں کی ابتدا میں "قلم" کا ذکر بہت خوبصورت انداز میں کیا ہے اور اِس سلسلے میں اُنکے مندرجہ ذیل مرثیے دیکھے جا سکتے ہیں :۔

۱۔ یا رب چمنِ نظم کو گلزارِ اِرم کر۔

۲۔ اَے شمع قلم روشنیٔ طُور دِکھا دے۔

میر انیسؔ کی شاعری میں "قلم" کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ وہ کہتے ہیں :۔

ہر دَم یہ اِشارہ ہو دَوات اَور قلم کا
تو مالک و مختار ہے اس طبل و عَلَم کا

لرزاں ہے قدم خامۂ اعجاز رَقم کا
ہاں تیغ زباں آج تو کر کام قلم کا

اَندیشۂ توصیفِ شہنشاہِ اُمم ہے
زانو پہ سرِ فکر ہے سجدے میں قلم ہے

اَے کِلک سَر جُھکا دے قدم پَر پئے سلام
اَے طبعِ پاک شستہ و رَفتہ ہو سب کلام

نقشہ جو کھینچنا ہے صَفِ کارزار کا
خامہ دِکھا رہا ہے چلن ذوالفقار کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کاٹیں زباں کو لوح پہ گر بے محل چلے
سجدے کی جا ہے کیوں نہ قلم سر کے بل چلے

یہ میر انیسؔ کے مرثیوں کے چند شعر ہیں جو "قلم" کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ میر انیسؔ نے "قلم" کے تمام تلازم کا برمحل استعمال کیا ہے۔ لوح۔ کاغذ۔ سطر۔ بیاض۔ نقطہ۔ دائرہ۔ حروف وغیرہ کا استعمال ان کی شاعری میں قابل داد و تحسین ہے۔ یہ مصرع دیکھیے، کاتب کا سارا کمال قلمی تدوین میں پہلے صفحہ پر نمایاں ہوتا ہے اس کی طرف میر انیسؔ کا اشارہ :-

"مصحف کی لوح تھی کہ مصلّی حسینؑ کا"

سطریں درست نہ ہوں تو تحریر میں حسن نہیں آسکتا۔

"سطریں تھیں یا صفیں عقبِ شاہِ سرفراز"

✵

"صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی"

یہ مصرع اور اقلیدس پہ تبصرہ، ع

"نقطہ ہے دائرہ سے یہ باہر نہ ہوئے گا۔"

میر انیسؔ کے سلاموں میں "قلم" کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے :-

انیسؔ اس میں بہت کم ہے وسعت
کُمیتِ قلم کی عناں کھینچتے ہیں

یارب، یہ مری عمر کٹے مثلِ قلم
سجدوں میں ترے، علیؑ کی مدّاحی میں

زور سے اسکے لیا ہے ہم نے میدانِ سخن
اور نیزہ ہاتھ میں غیر از قلم رکھتے نہیں
یہ دوات و خامہ ہے ملکِ فصاحت کا نشاں
کون کہتا ہے کہ ہم طبل و علم رکھتے نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ اِک دن میں کیا سب کہہ کے اُٹھ گئے انیس
ہاتھ سے کیوں آج قرطاس و قلم رکھتے نہیں

دمِ تحریر گلریزی ہو، یا سطریں ہیں کاغذ پر
صریرِ کلک ہو، یا باغ میں بُلبُل چہکتا ہے

یہ میر انیس کا قلم ہے۔ اُنس، مونس اور نفیس کے مرثیوں میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں لیکن میر وحید نے مرثیوں کے چہرہ میں "قلم" کو متعدد مرثیوں میں موضوعِ سخن بنایا ہے۔ اُن کے مشہور مرثیے کا چہرہ بھی اِس عنوان سے شروع ہوتا ہے:-

اے قلم! دامنِ کاغذ پہ گہر ریز ہو پھر
اے سخن! منتظمِ نظمِ دل آویز ہو پھر
اے خرد! غیرتِ شبدیزِ سبک خیز ہو پھر
اے زباں! صورتِ شمشیرِ علیؑ تیز ہو پھر
ڈھنگ ضربِ اسدِ حق کا نظر آجائے
معرکہ خیبر و خندق کا نظر آجائے

پر ہے مشکل صفتِ جرأتِ اولادِ علیؑ
باندھنا ہے انھیں، چوٹیں ہیں جو ایجادِ علیؑ
دمبدم نظم ہے خود طالبِ امدادِ علیؑ
یہ صریریں نہیں، پڑھتا ہے قلم نادِ علیؑ
جس طرف جانے میں سر ہو نہ قلم، واں بھاگے
مضطرب ہے کہ کہاں چھوڑ کے میداں بھاگے

جو رقم ہو چکا ہے اُسمیں تلاطم ہے عیاں
ڈر سے الفاظ ہیں تکتے کہ چھپ جائیں کہاں
دبکے نقطے کے تلے حرف کسی جا ہیں نہاں
دائرہ میں کوئی نقطہ ہے سمٹ کر پنہاں
"مَد" میں تن اپنا "الف" صاف چھپائے ہوئے ہے
سر کو دامن میں ہر اک "قاف" چھپائے ہوئے ہے

حرکات اپنے مقاموں پہ ہیں سب زیر و زبر
"پیش" تو تھے وہ نہیں آتے ہیں اب پیشِ نظر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہیں ثابت کہ تشدد ہیں ہے "تشدید" کدھر "جزم" کا عزم ہے بالجزم کہ اب یاں نہ ٹھہر

ساتھ رہنے سے جو معتذر ہوئی جاتی ہے

صحت الفاظ سے خود دور ہوئی جاتی ہے

لفظ جو ہیں عربی انہیں ہے تازی ہل چل یک قلم پڑ گیا آپس کے روابط میں خلل

تاب تھمنے کی نہیں حرف بھی ہیں یوں بیکل جتنے عامل تھے اٹھے جاتے ہیں ان سب کے عمل

جو کہ عاطف تھے وہ معطوف ہوئے جاتے ہیں

منضبط قاعدے محذوف ہوئے جاتے ہیں

ربط بالکل نہیں فقروں میں وہ آفت ہے بپا ساکنوں میں حرکت ہے متحرک ہے ہوا

لفظ یوں ہوتے ہیں ڈر سے متفرق ہر جا جیسے تقطیع میں ہو رکن سے ہر رکن جدا

رخ ضمیروں کے بھی دہشت سے پھرے جاتے ہیں

ہوکے بے حس "الف" "وصل" گرے جاتے ہیں

مشکل تازہ مصنف کو ہے یہ وقت رقم ہاتھ سے چھوٹ کے گر پڑتا ہے ہر بار قلم

فکر ہے خود متفکر کہ یہ ہے فکر اہم سالکوں کا بھی اسی راہ میں ڈگتا ہے قدم

سربسر شکل حفاظت میں خدا ہر دم ہے

جو ہے خالق کا ولی اسکی ولا ہر دم ہے

✵

یہ میر وحید کا شاہکار مرثیہ ہے۔ اس چہرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حامد حسن قادری لکھتے ہیں :-

"یہ تلازمہ یعنی علم صرف و نحو اور فن شعر و عروض وغیرہ کی اصطلاحات سے کام لینا انیس و دبیر کے بعد بہت بڑھ گیا تھا۔ دبیر کے یہاں کم اور انیس کے یہاں شاذ و نادر ہے۔ بعد کے لوگوں نے مرثیوں میں مضمون آفرینی۔ دماغ سوزی۔ خیال آرائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کی ایک یہ بھی شاخ نکال لی تھی۔ میر وحید نے اس مرثیہ میں یہ التزام دس بندوں میں کیا ہے۔ لیکن اکثر مقامات پر مضمون پیچیدہ اور بندش سست ہے۔ اس طویل تمہید کے بعد حضرت عباسؑ کا مرثیہ شروع کرتے ہیں۔ اس میں بعض مقام قابل دید ہیں۔"
(مختصر تاریخ مرثیہ گوئی ص۱۸۲)

میر وحید کے مندرجہ ذیل مرثیوں کے چہرے کا عنوان "قلم" ہے:۔

۱۔ اے نظم ہاں مرقعِ دشتِ جدل دکھا۔

۲۔ ہے ناظم قلم و مضمون قلم مرا۔

۳۔ ہاں اے قلم بہارِ دکھا کارزار کی۔

۴۔ ہاں اے قلم مرقعِ دشتِ جدل دکھا۔

۵۔ یارب مرے قلم کو جواہر نگار کر۔

منظر نگاری:۔

خاندانِ میر انیسؔ کے شاعروں نے منظر نگاری کو مرثیے کا ایک اہم حصّہ بنا دیا تھا۔ اُن کے مرثیوں میں منظر نگاری کے یہ اجزاء انھیں دیگر شاعروں سے منفرد اور ممتاز شاعر ثابت کرتے ہیں۔ میر انیسؔ۔ میر مونسؔ۔ میر انسؔ۔ میر نفیسؔ کی منظر نگاری سے جودتِ طبع و قدرتِ کلام کا اندازہ ہوتا ہے۔ منظر نگاری کو مرثیے کی حدود میں رکھ کر واقعۂ کربلا سے اس طرح مربوط کر دیا کہ یہ حصّے واقعۂ کربلا کا ایک اہم جزو نظر آتے ہیں
میر وحید نے بھی اپنے بزرگوں کی پیروی میں منظر نگاری کو اُسی طرح مرثیوں میں برقرار رکھا۔ انھوں نے صبحِ عاشور کی عکّاسی میں نمودِ صبح کی بہار کو فرات کی رَوانی سے اِس طرح مربوط کیا ہے کہ سامع کا ذہن مرثیے کے موضوع سے بیگانہ نہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہیں ہونے پاتا ۔ میر وحید صبح کا منظر اس طرح پیش کرتے ہیں :-

جب چرخ اخضری پہ ہوا اہتمام صبح ، پہنچا جہاں میں چار طرف فیضِ عام صبح
خوشبو تھا بوئے باغ ارم سے مشام صبح لبریز تھا صبوح صباحت سے جام صبح
زاہد دانہ پاش تھے عقبیٰ کی کشت میں
دنیا میں تھا بہشت تو دنیا بہشت میں

سبزہ تھا یا کہ فرشِ زمرّد نگار تھا شاخیں جھکی ہوئی تھیں یہ پھولوں کا بار تھا
نرگس کو جام وحدتِ حق کا خمار تھا دل خود بخود بہار کا باغ و بہار تھا
کس شوق سے گلوں کے دہن چوم چوم کے
سبزے کو روندتی تھی صبا جھوم جھوم کے

کثرت گلوں کی تھی کہ ستاروں کی انجمن آپس میں ہمکنار تھے نسرین و نسترن
سنبل نے کھولدی تھی ادھر زلفِ پر شکن دکھلا رہے تھے کبک ادھر ناز کا چلن
طاعت میں ساکنان سرائے سپنج تھے
یاد خدا میں مرغِ چمن نغمہ سنج تھے

طائر تھے مست دیکھ کے وہ صنعتِ کریم اک ایک گل تھا رشکِ گلِ جنت النعیم
آتی تھی جب مشام سے وہ جانفزا شمیم جاجا کے گرد پھرتی تھی ہر پھول کے نسیم
لبریز تھے گلوں کے کٹورے گلاب سے
نرگس خراج مانگتی تھی آفتاب سے

تھی نہرِ علقمہ بھی لطافت میں لاجواب شرمندہ جس کی آب سے تھی موتیوں کی آب
فرطِ صفا سے چشم کو تھی دید کی نہ تاب دل مضطرب تھے دیکھ کے موجوں کا اضطراب
بے آب تھی جو آلِ رسالت مآب کی
تھی آنکھ ڈبڈبائی ہوئی ہر حباب کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(مرثیہ:- یا رب سخنوری کا مرے سر کو تاج دے)

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں:-

"اُن کے مرثیوں کے چہرے میں بہارِ صبح نظر نہیں آتی جس میں عموماً تخئیلیت کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور واقعیت کو کم لیکن ایک موقع سے جنّت کی بہار نظم کی ہے اور خوب کہی ہے۔" (مرثیہ بعد انیس ص ۹۲)

میر وحید کے مرثیوں کے چہروں میں بہارِ صبح کی منظر نگاری نہیں ہے۔ لیکن مرثیوں کے درمیان انھوں نے موقع کی مناسبت سے اس روش کو اپنایا ہے۔ انھوں نے اپنے والد میر اُنس کی پیروی میں جنّت کی بہار کو نظم کیا ہے۔ اور خوب بند کہے ہیں:-

ناظرینِ چمن نظم مخاطب ہوں ادھر
جملۂ معترضہ ہوتے ہیں اکثر
لب پہ ہو صَلِّ عَلیٰ اور گلِ معنی پہ نظر
مبتدا جسکا غمِ آل ہے یہ ہے وہ خبر
ذکرِ جنّت کا مری زمزمہ خوانی سُن لیں
حال سب حضرتِ زینبؑ کی زبانی سُن لیں

دونوں فرزندوں سے یہ دخترِ زہراؑ نے کہا
مدحِ فردوسِ بریں کس کی زباں سے ہو ادا
واں کے آرام کا ہر اِک کو تصوّر جو ہوا
عمر بھر تارکِ دنیا رہے خاصانِ خدا
شوق اُس باغ کا ہو کیوں نہ دلِ انساں میں
جسکی تعریف خدا کرتا ہے خود قرآں میں

تم بھی واقف ہو شہید ہو کے جو ملتے ہیں عظیم
قصرِ اعلیٰ جنھیں فردوس میں بخشے گا کریم
جنت وہ نور کے آراستہ وہ باغِ نعیم
واں کی وہ سرد ہوا جس پہ فدا یاں کی نسیم
روح پہلے ہی سے فرحت کا نشاں پاتی ہے
راہِ صد سالہ سے خوشبوئے بہشت آتی ہے

وہ سماں گلشنِ فردوس کا وہ تیاری
بار پاتے ہیں وہی جن پہ ہے فضلِ باری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قلمِ قدرتِ معبود کی وہ گُل کاری ۔۔۔ نیچے گنجان درختوں کے وہ نہریں جاری

چشمِ مشتاق کو حاصل ہو طراوت جن سے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ عبارت جن سے

باغ وہ تازہ و شاداب فضا جس سے فزوں ۔۔۔ دیکھ کر اس کو طرب ناک ہو قلبِ محزوں

عمر بھر ختم نہ ہو حال فواکہ جو کہوں ۔۔۔ نخل ہر قسم کے اور میوۂ تر گوناگوں۔

قلبِ بیتاب کہ لیں پھل کی جبیں کے بوسے

ڈالیاں جھوم کے لیتی ہیں زمیں کے بوسے

ایک جانب وہ چھلکتا ہوا حوضِ کوثر ۔۔۔ مثلِ ماہی ہو جسے دیکھ کے بیتاب نظر

سیم و زر کے وہ مرصّع بہ جواہر ساغر ۔۔۔ دینگے دیندار کو بھر بھر کے جنابِ حیدرؑ

سرد ہو جرعہ جو پی لے کوئی محرور مزاج

آب گوہر کی، مہک عطر کی، کافور مزاج

(مرثیہ:۔ ہائے کیا حضرتِ زینبؑ نے بھی نایاب پسر)

میر وحید نے جناب زینبؑ کی زبانی بہشت کا ذکر اس حسن کے ساتھ کیا ہے کہ انسانی تصوّرات کے مطابق بہشت کو متشکّل کر کے دکھا دیا ہے۔ باغِ نعیم قصر، خوشبوئے جنّت، حوضِ کوثر، شجرِ طوبیٰ۔ غرض جنّت کی ایک ایک چیز کو لیکر اُسکی پوری پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔ میر وحید نے آیاتِ قرآنی سے استفادہ کیا ہے اُس سے ان کی علمیّت کا اندازہ ہوتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

سحر کو اُٹھ کے زباں سے یہ کام لیتے ہیں
خدا کے بعد محمدؐ کا نام لیتے ہیں

ہم اُن کا بحرِ مصیبت میں نام لیتے ہیں
جو ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام لیتے ہیں

پہنچ کے خلد بریں میں حسینؑ کے مداح
علیؑ کے ہاتھ سے کوثر کا جام لیتے ہیں

نبیؐ کی آل پہ کی ظالموں نے وہ بدعت
عدو بھی جس کا کراہت سے نام لیتے ہیں

یہیں بنیں لحدیں یہ تھا آپ کو منظور
زمیں کو مول امامِ انام لیتے ہیں

خدنگِ ظلم لگاتے ہیں واں سے اہلِ جفا
عطش میں شاہ جو پانی کا نام لیتے ہیں

پسر کے ہجر میں جس وقت درد اٹھتا ہے
جگر کو بیٹھ کے شبیرؑ تھام لیتے ہیں

شہید مالکِ جنّت کو کرتے ہیں بے جرم
جہنم اپنے لئے اہلِ شام لیتے ہیں

نکل کے فوج سے حُر نے کہا کہ دیکھ اے شمر (ق)
جناں کی راہ علیؑ کے غلام لیتے ہیں

کوئی گھڑی میں ہوا کی طرح اُڑا کے فرس "
رکابِ شاہ کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں

خدا نے دولتِ دیں جس کو دی ہے دنیا میں
متاعِ نیک وہی نیک نام لیتے ہیں

بکا جو کرتے ہیں سبطِ رسولؐ کے غم میں
علیؑ سے خلد وہی نیک نام لیتے ہیں

کریم حل اُسے کرتا ہے اپنی قدرت سے
علیؑ کا جب کسی مشکل میں نام لیتے ہیں

یہ زائرینِ امامِ اُمم کا رتبہ ہے
کہ جن کا سبطِ محمدؐ سلام لیتے ہیں

سلام کہہ کے جہاں میں حسینؑ کے مداح
عوض میں بہشت کے دارالسلام لیتے ہیں

خوشا کمال کہ آقا کی اک رفاقت میں
ثوابِ حج کا علیؑ کے غلام لیتے ہیں

وحید ظلم کا اعدا سے مہدیِ ہادی
ظہور کر کے بس اب انتقام لیتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

سب عزیز و آشنا نا آشنا ہو جائیں گے
قبر میں پیوند جتنے ہیں جدا ہو جائیں گے

کوئی پوچھے گا نہ یہ کیا تجھ پہ گزری بعدِ مرگ
غیر سے بدتر عزیز و آشنا ہو جائیں گے

وائے تنہائی نہ ہوگا پھر کوئی اپنا شریک
قبر تک پہنچا کے سب ساتھی جدا ہو جائیں گے

سب ہیں مثلِ دانہائے سبحہ باہم زیست تک
جب یہ رشتہ ٹوٹ جائے گا جدا ہو جائیں گے

جو تجھے مطلوب ہے ابن ابی طالبؑ سے مانگ
مشکلیں حل ہونگی سب مطلب روا ہو جائیں گے

وقتِ رخصت شہؑ نے زینبؑ سے کہا مل لو گلے
عصر کو ہم راہیٔ ملکِ بقا ہو جائیں گے

دے گا بے زحمت مجھے خالق وہ نعمت خلق میں
دانت کھٹے بتر سے بھی اے آسیا ہو جائیں گے

کیا ہے کھٹکا اس چمن میں دوست اور دشمن ہیں گر
پھول چن لوں گا تو سب کانٹے جدا ہو جائیں گے

صورتِ شمعِ سحر دنیا میں کوئی دم اور ہیں
جب ہوا کا لگ گیا جھونکا فنا ہو جائیں گے

دوست اپنے زیست تک ہیں شادی اور غم کے شریک
بعد مرنے کے یہ سب نا آشنا ہو جائیں گے

گلشنِ ہستی میں مر کر بھی نہ ہوں گے بارِ دوش
ہم جہاں سے مثلِ بوئے گل ہوا ہو جائیں گے

ماتمِ شہؑ میں ٹپک کر چشم سے کہتے ہیں اشک
قبر میں ہم دردِ عصیاں کی دوا ہو جائیں گے

کہتے تھے انصار نعمت گر شہادت کی ملے
ہم نمک سے اپنے آقا کے ادا ہو جائیں گے

شہؑ کے غم میں رو کے تو اشکوں سے دامن میں تو لے
بڑھ کے گوہر سے یہ قیمت میں سوا ہو جائیں گے

چھوڑ کر شہر اپنا جاتے ہیں دیارِ غیر میں
اب صعوبت میں سفر کی مبتلا ہو جائیں گے

ق

وقتِ رخصت قبرِ احمدؐ پر یہ کہتے تھے حسینؑ
نانا صاحب آپ سے اب ہم جدا ہو جائیں گے

بوریے پر بیٹھ لو یا مسندِ زر تار پر
قبر میں یکساں غریب و بادشا ہو جائیں گے

کربلا میں تین دن پانی نہ دیں گے اہلِ شام
ہم غریب و بیکس و بے آشنا ہو جائیں گے

روزِ عاشورہ مدد کیجیے گا اُس دم آ کے آپ
قتل صاحب میرے عزیز و آشنا ہو جائیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ظلم کے خنجر سے کاٹیں گے مرا پیاسا گلو
آپ کی اُمّت پہ ہم نانا فدا ہو جائیں گے

پھر ملاقات اب کہیں تا حشر ہونے کی نہیں
تم جدا ہم سے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

اٹھ گیا باغِ جہاں سے بلبلِ گلزارِ ہند
اپنی اپنی جا پہ اب سب خوشنوا ہو جائیں گے

جائے حیرت ہے وحید اور صحنِ اقدس میں ہو دفن
واہ سب اعضائے تن خاکِ شفا ہو جائیں گے

سلام

آہ سوزاں لب تک آئی اشکِ ناب آنے کو ہے
جوش میں گل ہیں دھواں اٹھا گلاب آنے کو ہے

سامنے عادل کے عصیاں سے حجاب آنے کو ہے
دوڑ اے رحمت کہ اب فردِ حساب آنے کو ہے

بعد مردن ضو دکھایا چاہتا ہے داغِ دل
قبر کی ظلمت ہو رخصت آفتاب آنے کو ہے

ماتمِ شبیرؑ میں اُٹھتا ہے روکر کون کون
دیکھئے کس کس کے حصہ میں ثواب آنے کو ہے

نزع میں کرلوں زیارت اے اجل دم لے ابھی
جو مرا مشکل کشا ہے وہ جناب آنے کو ہے

سیدِ بیکس کا پرسا دے کے جاؤ مومنو
فاطمہؑ مجلس میں با چشمِ پر آب آنے کو ہے

آستیں الٹی ہے شہؑ نے اب الٹتی ہے زمیں
قلب تھراتے ہیں ڈر سے انقلاب آنے کو ہے

یاد کیا کرتے ہیں طفلی کو جوانی میں بشر
وقتِ پیری کا ابھی بعدِ شباب آنے کو ہے

لشکرِ ناری سے نکلا حُر تو یہ آئی صدا
بہرِ استقبال ابن بوترابؑ آنے کو ہے

خاک سے اب پاک ہوگا تو گنہ دھل جائیں گے
لے ہوا بدلی کہ رحمت کا سحاب آنے کو ہے

شہؑ کو پیری میں دکھاتا ہے فلک اکبرؑ کا داغ
ہو کے رخصت گھر سے نکلے ہیں عتاب آنے کو ہے

سال ہے اٹھارواں عارض پہ سبزہ ہے نمو
حُسن مٹ جانے کو ہے مرگِ شباب آنے کو ہے

طوق پہناتے ہیں ظالم عابدؑ بیمار کو
جسم لرزاں ہے گہن میں آفتاب آنے کو ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کہتے تھے شہؑ ظلم کی کچھ حد بھی ہے اے ظالمو! قہرِ خالق سے ڈرو روزِ حساب آنے کو ہے

قتل کرنے لاتے ہیں کوٹھے پہ مسلمؑ کو لعین وقتِ آخر ہے لبِ بام آفتاب آنے کو ہے

مدحِ آلِ مصطفٰےؐ، دم بھر نہ کم ہو اے وحیدؔ عندلیبِ گلشنِ زہرؑا خطاب آنے کو ہے

○

غزل

بے وجہ پریشانی و سودا نہیں ہوتا دل زلف میں جب تک کہیں اُلجھا نہیں ہوتا

کیوں عشق میں ڈوبے نہ رہیں چاہنے والے دریائے محبّت میں کنارا نہیں ہوتا

بیمارِ محبت کا ترے وقت ہے آخر اب آئیں مسیحا بھی تو اچھّا نہیں ہوتا

تم صاف رہو یا نہ رہو اے مہِ تاباں ہم وہ ہیں کہ دل بھی کبھی میلا نہیں ہوتا

دل تم سے نہ پھیرے گا وحیدِ جگر افگار
یہ عاشقِ جاں باز کا شیوا نہیں ہوتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ — از جناب میر وحید لکھنوی

در حال حضرت امام حسینؑ

جامِ جہاں نُما سخنِ آبدار ہے

(۲۱۲ بند)

(۱)

جامِ جہاں نُما سخنِ آبدار ہے — لُطفِ نگارخانۂ چینی نثار ہے
ہر دل کو تازگی ہے وہ رنگ آشکار ہے — مجلس ہے گر چمن تو یہ فصلِ بہار ہے
منبر پہ جا کے اوج سخنور کو مل گئے
مصرع پڑھا تو غنچۂ دل سب کے کھل گئے

(۲)

کیا کیا بہم ہوئے ہیں ریاضِ سخن سے پھول — اِس رنگ کے نہ ہوں گے میسّر چمن سے پھول
الفاظ ہیں کہ جھڑتے ہیں گویا دہن سے پھول — گلچیں کہاں ہے آ کے چُنے انجمن سے پھول
پژمُردہ کوئی گُل ہے نہ کانٹے کا نام ہے
گر غور کیجیے تو یہ رنگِ کلام ہے

(۳)

کیا بات ہے سخن کی ثنا کیا کروں بیاں — یہ فیض ہے اسی کا جو ممتاز ہے زباں
ہوتا ہے اس سے نام جہاں میں کہاں کہاں — ہے جنس بے بہا جو کریں غور قدرداں
عُسرت میں بھی غنی ہے بشر گر بہم یہ ہے
صدقے جواہرات ہوں ایسی رقم یہ ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴)

ہو طبع باغ باغ جو اس پر پڑے نظر
گر یہ نہیں تو خانۂ ظلمت ہے دل کا گھر
رہبر ہے یہ تو سامنے ہو لطف بحر و بر
اس میں کلام کیا کہوں جانِ جہاں اگر

نام اِس سے زندہ رہتا ہے ادنیٰ سی بات ہے
ہو کیوں نہ جستجو کہ یہ آبِ حیات ہے

(۵)

باعث جو آبرو کا ہو وہ کام ہے یہی
راحت رسان و دافعِ آلام ہے یہی
جسکا سرور کم نہ ہو وہ جام ہے یہی
دلمیں جگہ ہو اسکی دلِ آرام ہے یہی

پوچھو سخنوروں سے جو کہتے ہوں ہم غلط
ہوتا ہے فکر میں اِسی ہمدم سے غم غلط

(۶)

خلوت کے وقت ہو سخن اک طرفہ دلربا
رغبت نہ ہو جنھیں اِدھر انکا گلہ ہے کیا
مطلوب ہے کہ پاس سے دم بھر نہ ہو جدا
میرا سا دِل ہو گر تو ہر اک ہو یونہی فدا

سوئے حسیں نگاہ ہو مفتوں کی آنکھ سے
لیلیٰ کو کوئی دیکھے تو مجنوں کی آنکھ سے

(۷)

زلفِ رسا کے دام سے آزاد ہو یہ دل
دلدادۂ حسینِ خدا داد ہے یہ دل
ہمدم سے اپنے آٹھ پہر شاد ہو یہ دل
شیریں ہے گر کلام تو فرہاد ہو یہ دل

سختی سہی کہ دم پہ بنی اسکے عشق میں
کرتا رہا ہوں کوہ کنی اسکے عشق میں

(۸)

لیکن جو ہر کلام سے برتر ہو وہ کلام
جس سے فزوں وقارِ سخنور ہو وہ کلام
جو آبرو میں غیرتِ گوہر ہو وہ کلام
جس میں ثنائے آلِ پیمبر ہو وہ کلام

خالی نہ ذکر سے ہو شہِ مشرقین کے
اوصاف کچھ ہوں یا ہوں مصائب حسین کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹)

مشکل بہت ہے کام یہ ہر چند ہوں میں کیا
مضطر ہے عقل و خرد مند ہوں میں کیا
قدسی بھی یاں ہیں عجز کے پابند ہوں میں کیا
مداح انکا خود ہے خداوند ہوں میں کیا
کم رتبہ ہوں حسین کا پر رتبہ داں تو ہوں
گمنام ہوں پہ نام کو اک مدح خواں تو ہوں

(۱۰)

ناقص ہوں پر شرف مہ کامل سے پوچھیے
ادنیٰ ہوں پر حشم کسی عاقل سے پوچھیے
یہ کام واں قبول ہے مقبل سے پوچھیے
گو ہیچ ہوں پہ جو ہوں مرے دل سے پوچھیے
ہوں خاک بھی تو خاکِ درِ بوتراب ہوں
ذرّہ ہوں پر چراغِ رہِ آفتاب ہوں

(۱۱)

ناقدر ہو گئے قلب ہے سینے میں داغدار
صنعت ہے ہیچ غرض نہ ہنر ہے کسی کو کار
ہے خار زار سب کی نگاہوں میں لالہ زار
دیکھیں نہ مڑ کے رنگ دکھایا کرے بہار
پامال گل بھی ہوں تو نہ جھک کر چنے کوئی
بلبل کے زمزموں کو نہ دم بھر سنے کوئی

(۱۲)

نافہم سامعیں کو کہوں یہ نہیں ہے تاب
افکار بہر دیدۂ انصاف ہیں حجاب
تاثیر کر گیا ہے زمانے کا انقلاب
ہو لعل بے بہا بھی تو مٹی ہے اب خراب
اشکوں کی طرح گر گئے موتی نگاہ سے
کرتا نہیں نظر کوئی یوسف پہ چاہ سے

(۱۳)

ناقدر ہو جہاں تو سخنور کا کیا قصور
عنقا ہوں بلبلیں تو گل تر کا کیا قصور
معدوم اہل دل ہوں تو دلبر کا کیا قصور
نایاب جوہری ہوں تو گوہر کا کیا قصور
بینا نہ ہو تو حسن کا ہرگز گلا نہیں
طالب نہ ہو تو مشک ختن کی خطا نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۴

سامع نہ ہو تو خوبیٔ تقریر کیا کرے
جب سامنے نشانہ نہ ہو تیر کیا کرے
جوہر شناس گم ہوں تو شمشیر کیا کرے
خواہش نہ خاک کی بھی ہو تو اکسیر کیا کرتے
صندل علاج کیا کرے گر دردِ سر نہ ہو
عنبر کا زور کیا کوئی خواہاں اگر نہ ہو

۱۵

دُنیا کے انقلاب سے پیدا ہے یہ اثر
معشوق سے ہیں عاشقِ جانباز بے خبر
جویا ہیں گل پہ بلبلیں آتیں نہیں نظر
سکتے میں خود ہیں سرو کہ ہیں قمریاں کدھر
دلسوز گرد رہتے تھے جو وہ جدا ہوئے
سر دھن رہی ہے شمع کہ پروانے کیا ہوئے

۱۶

اے طبع بس شکایتِ عالم یہ تا کجا
کر نظم حالِ معرکۂ دشتِ کربلا
حضرت کے ساتھ تھے جو رفیقانِ باوفا
قبل از زوالِ مہر زوال ان پہ آگیا
رتبے یہ تھے کہ لڑ کے سپاہِ جہول سے
پہلے گئے بہشت میں آلِ رسولؐ سے

۱۷

جب ناصرانِ قبلۂ عالم بچھڑ گئے
غربت میں دیکھئے شہ کو عجب غم بچھڑ گئے
کیا جرأتیں دکھا کے وہ ضیغم بچھڑ گئے
فوجوں کو کر کے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بہرِ اماں دم بدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ انکے قدم اٹھے

۱۸

پیدا نہ ہونگے ایسے وفادار جاں نثار
خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جاں نثار
صفدر ہزبر معرکہ جرار جاں نثار
پیرو امامؑ پاک کے ابرار جاں نثار
آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد میں
پیچھے رہے نماز میں آگے جہاد میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جانیں نثار کر چکے جس دم وہ مرتبہ داں ‏ ‏ ‏ چھٹنے لگے عزیز شہنشاہ انس و جاں
ماتم پہ ماتم اپنے یگانوں کا الاماں ‏ ‏ ‏ پھٹ پھٹ کے آسمان پہ گرتا تھا آسماں
(۱۹)
مولا پہ یہ ستم پہ ستم ہوتے جاتے تھے
طاقت جو گھٹتی جاتی تھی غم ہوتے جاتے تھے

ناظر تھا یہ حال شہنشاہ بحر و بر ‏ ‏ ‏ روکا اسے کیا اسے رخصت بچشم تر
داغ اس کا دیکھا قتل کی اس کے سنی خبر ‏ ‏ ‏ آنسو ٹپک پڑے کبھی تھاما کبھی جگر
(۲۰)
خیمے میں آئے تازہ خبر غم کی دے گئے
مقتل میں دوڑے لاش اٹھا لائے لے گئے

مسلم کے لاڈلوں کی ہوئی یک بیک وفات ‏ ‏ ‏ لوٹی اجل نے حضرت زینب کی کائنات
نوشاہ نے بھی نقد شہادت کی لی برات ‏ ‏ ‏ لب تشنہ قتل ہو گئے بھائی لب فرات
(۲۱)
صدمے سے جاں بلب پسر فاطمہ ہوا
اکبر کے بعد کوئی نہ تھا خاتمہ ہوا

روتے ہوئے جو لاش پسر رن سے لائے شاہ ‏ ‏ ‏ ماتم پڑا محل میں کہ اللہ کی پناہ
وہ پیٹنا سروں کا وہ نالے وہ اشک و آہ ‏ ‏ ‏ غل تھا مٹی شباہت پیغمبر الٰہ
(۲۲)
بانو کے حال زار پہ گریاں حسین تھے
تھیں برچھیاں کہ حضرت زینب کے بین تھے

دیکھی گئی نہ سینہ زنی بیبیوں کی جب ‏ ‏ ‏ میت اٹھا کے دشت میں لائے بصد تعب
اسوقت تھا یہ حال شہنشاہ تشنہ لب ‏ ‏ ‏ تھرا رہا تھا قلب لرزتا تھا جسم سب
(۲۳)
ریتی پہ دیکھتے تھے جو بیٹے کی شان کو
تکتے تھے سر اٹھا کے حسین آسمان کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۴

تھا اُلفتِ پسر کا تقاضہ یہ دَم بدم — جی بھر کے تم بھی لاش پہ رو لو بدردِ غم
کہتا تھا صبر ضبط کرو یا شہِ اُمم — جو کچھ ستم ہوں راہِ الٰہی میں وہ ہیں کم
بیٹھو نہ مضطرب ہو نہ آہ و بکا کرو
یہ دَین بھی ادا ہو تو شکرِ خدا کرو

۲۵

کرتے تھے عرض حق سے کہ یا خالقُ العباد — تیرے کرم سے ہوں میں ہر اک درد و غم سے شاد
ہمت یہ ہے کہ گر ستم اس سے بھی ہوں زیاد — مختل حواس ہوں نہ فراموش تیری یاد
ان سختیوں میں صبر جو ناشاد سے ہوا
اے دادرس فقط تری امداد سے ہوا

۲۶

تیری طرف سے آج نہ ہوتی مدد اگر — یوں دیکھتا میں لاشۂ فرزند خوں میں تر
سب کام بن چکے ہیں بس اب کچھ نہیں خطر — سر کی مہم بھی تیری مدد سے ہو جلد سر
مطلب کچھ اور ہی ہے یہ مجھ دلِ ملول کا
اُمت کو بخش دیجیو صدقہ رسول کا

۲۷

محوِ دعا ابھی تھے شہنشاہِ کربلا — ناگاہ آئی گریۂ ہمشیر کی صدا
یہ بین تھے کہ مرتی ہوں میں غم کی مبتلا — صورت دکھاؤ اے مرے ہمشکلِ مصطفےٰ
وا حسرتا وہ شان وہ شوکت کدھر گئی
تم مر گئے پھوپھی نہ بلا لے کے مر گئی

۲۸

دل ہل گیا ٹھہر نہ سکے پھر امام پاک — مقتل سے آئے خیمہ میں محزون و دردناک
بسمل تھیں غم سے حضرتِ زینبؑ بروئے خاک — ثابت یہ تھا کہ ہوتی ہیں اک دم میں اب ہلاک
صدمہ جگر پہ بھی تھا دلِ ناتواں کیساتھ
ہر دم تھا ہاتھ سینے پہ آہ و فغاں کیساتھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دیکھا جو بھائی کو تو بہن ہو گئی خموش — لے لیں بلائیں، آ گیا اُلفت کا دل میں جوش
شہؑ نے کہا کرو نہ بہت نالہ و خروش — زینبؑ تمہارے حال نے کھوئے ہمارے ہوش
(۲۹)
ہچکی لگی ہے ضبط کرو دم اُلٹ نہ جائے
یوں سینہ زن نہ ہو جگر اکبار پھٹ نہ جائے

مشغول مشلت تھا ابھی میں بہ انکسار — آئی تمہارے رونے کی آواز ایک بار
وہ حزن تھا کہ ہو گئی برچھی جگر کے پار — صابر ہوں میں مگر نہ رہا دل پہ اختیار
(۳۰)
یوں دم رکا قلق ہے کہ گھبرا گیا بہن
میرے رجوعِ قلب میں فرق آ گیا بہن

زینبؑ نے عرض کی کہ امامِ زماں ہیں آپ — مثلِ علیؑ حلیم تہِ آسماں ہیں آپ
خورسند ہر بلا میں دمِ امتحاں ہیں آپ — مضطر نہ ماتموں میں ہیں آپ
(۳۱)
صدمے سہے مگر نہ کسی کا گلہ کیا
رتبہ دیا تو صبر بھی حق نے عطا کیا

بھیا! بتا دو لاؤں کہاں سے میں ایسا دل — بیتاب ہوں وہ آگ ہے سینے میں مشتعل
پیاروں کی آج لاش پہ لاش آئی متصل — تڑپوں نہ غم سے اور یہ ماتم ہوں جاں گسل
(۳۲)
گھر مٹ گیا یہ قہر ہے کچھ کم کہ چپ رہوں
ہمشکلِ مصطفےٰ کا ہے وہ غم کہ چپ رہوں

فرمایا ذی شرف تھیں جرحِ کُہن ہو تم — زہراؑ کی طرح حاملِ رنج و محن ہو تم
فرزند ہم تو دخترِ خیبر شکن ہو تم — لازم ہے صبر بھی کہ ہماری بہن ہو تم
(۳۳)
صابر کا پیشِ ربِّ علا احترام ہے
ہمت تمہارا کام، مدد اسکا کام ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۴)

شکوہ اسمیں کیا کہ کاہشِ جاں ہیں یہ ظلم و جور
پر کیا کریں کہ آج ہے اعدائے دیں کا دور
چارہ سوائے صبر نہیں ہے کرو جو غور
انکے سوا ستم تمہیں سہنے ہیں اور اور
درپیش غم ہے فاطمہؑ کے نورِ عین کا
نیزے پہ دیکھنا ہے ابھی سر حسینؑ کا

(۳۵)

مضبوط کر لو دل کو سنبھالو جگر کو اب
بچوں کا کون ہے جو ہوئیں غم سے جاں بلب
زہراؑ و مجتبیٰ و علیؑ و رسولِ رب
صدمے تمام عمر اٹھایا کیے ہیں سب
درپیش ہے بلا اُسے جو ذی حیات ہے
مشکل جہاں میں رنج و الم سے نجات ہے

(۳۶)

زینبؑ شریکِ طینتِ آدم ہے رنج و غم
ممکن نہیں کبھی غم و ہم سے بچیں جو ہم
حصے میں ہے کسی کے زیادہ کسی کے کم
دیندار کے لئے تو مقدم ہوا الم
نازل الم ہے جانبِ ربِّ کریم سے
قرآں کی ابتدا ہے الف، لام، میم سے

(۳۷)

صابر رہے بشر جو بلاؤں کا ہو نزول
کچھ بس نہیں تو شیون و ماتم سے کیا حصول
کیا تاب ہے جو حکمِ خدا سے کریں عدول
روزِ ازل سے ہمنے کیے ہیں دکھ قبول
ہوں آج قتل عہدہ برآئی اسی میں ہے
اِک رُمز عاصیونکی بھلائی اسی میں ہے

(۳۸)

خوشبو ہر اک دماغ ہو عنبر جلے اگر
زینت ہو اور کو جو گہر کا چھدے جگر
پُرنور بزم ہو جو پھُنکے شمع سر بہ سر
بنجائیں کام لاکھونکے بگڑے اگر یہ گھر
ہے وقتِ امتحان نہ بہت بیقرار ہو
تم قید ہو تو اُمّتِ جد رستگار ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

بولی بہن درست ہے کہتے ہیں جو جناب
قربان جاؤں کر دیا خواہر کو لاجواب
اچھا کرونگی صبر جہاں تنگ ہو دلِ کو تاب
فرمایا ہاں تمہیں نہیں لازم ہے اضطراب
مشکل ہر اک ہے سہل جو دلِ مستقیم ہے
لو اب تمہارا حافظ و ناصر کریم ہے

(۴۰)

چونکیں جو غش سے عابدِ بیمار و تلخ کام
کہنا کہ ہم تو قتل ہوئے تم ہو اب امام
سہنا پدر کی طرح ستم دل پہ صبح و شام
کرنا وہی کہ جس میں بنے عاصیوں کا کام
لٹتے کا مال و زر کے تاسف نہ کیجیو
لگ جائے گھر میں آگ مگر اُف نہ کیجیو

(۴۱)

تم زار و ناتواں ہو مجھے فکر ہے بڑی
سختی پڑیگی وہ جو کسی پر نہیں پڑی
ہر درد و غم میں شکرِ خدا کیجو ہر گھڑی
دل تنگ ہو نہ جائیو پڑ جائے جب کڑی
پہنو جو طوق، دم کہیں گھبرا کے گھٹ نہ جائے
بیڑی پہن کے سلسلۂ صبر چھٹ نہ جائے

(۴۲)

شکوہ نہ کچھ ستم کا نہ تکلیف کا گلہ
فاقوں کو جانیو کہ مرض کی ہے یہ دوا
لیجائیں تا بہ شام جو ظالم پیادہ پا
رستے میں تھک کے بیٹھتے جانا نہ جا بجا
ساتھی سفر میں پاؤں کے یاروں کو جانیو
مژگانِ چشمِ آبلہ خاروں کو جانیو

(۴۳)

ہے منزلِ رضائے خدا دور میں نثار
رستہ بھی سخت تر ہے خبردار و ہوشیار
پہنچے ہر اک وہاں نہیں ممکن یہ زینہار
یا ہم سا سر گزار ہو یا تم سا بردبار
بدعت ہے ہم ہوں تنگ نہ ظلم و ستم سے تم
ہم سر سے راہ قطع کریں اور قدم سے تم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کہہ کے بولے بانوؑ سے حضرتؑ بہ چشمِ نم
کیا اپنا زور گر ہوں مقدّر میں درد و غم
زینبؑ سے جو کہا وہی کہتے ہیں تم سے ہم
صاحب خدا کی راہ میں ثابت رکھو قدم
مضطر نہ ہو کہ سر پہ خدائے کریم ہے!!
صابر رہو کہ صبر میں اجرِ عظیم ہے
(۴۴)

بیتاب و بے قرار جو تھیں گرد بیبیاں
سمجھاتے تھے مُڑ مُڑ کے ہر اک کو شہِؑ زماں
فرماتے تھے کہ ہم تو ہیں اِک دم کے میہماں
طوفاں میں اس جہاز کا خالق نگاہباں
سب سے وداع سبطِ نبیؐ ہوتے جاتے تھے
بچوں کو پیار کرتے تھے اور روتے جاتے تھے
(۴۵)

پہنچے جو گاہوارۂ بے شیر کے قریں
دیکھا کہ غش ہے فرطِ عطش سے وہ مہ جبیں
آنکھیں ہیں بند خشک ہیں لبہائے نازنیں
مُنھ اپنا مُنھ پہ ملنے لگے جھک کے شاہِؑ دیں
ٹپکے جو اشک سرورِ گردوں سریر کے
پانی سمجھ کے کھل گئے لب اس صغیر کے
(۴۶)

بیتاب ہو کے غش سے جو چونکا وہ گلعذار
حسرت سے دیکھا باپ کے رخ کو بہ حالِ زار
ناداں تھے گو۔ پہ دل ہوا جاتا تھا بیقرار
ننھے سے ہاتھ اٹھا کے ہمکتے تھے بار بار
مطلب یہ تھا کہ داغ نہ لوں دیکھے جایئے
اب جی کے کیا کرینگے ہمیں لیکے جایئے
(۴۷)

اک آہ بھر کے کہنے لگے شاہِؑ خوش خصال
اے شہربانو دیکھتی ہو بے زباں کا حال
ہشیار ہے مگر ہوا جاتا ہے جی نڈھال
پانی ملا نہ اب بھی تو پھر زیست ہے محال
ناداں کو تشنگی کا یہ صدمہ حصول ہو
کانٹے زباں میں اسکی جو معصوم پھول ہو
(۴۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گر تم کہو تو ان کو یہ مظلومؑ لے کے جائے
کیا دُور ہے جو پانی کا قطرہ کوئی پلائے
شاید کسی کو حال پہ بچّے کے رحم آئے
کی عرض عُذر کیا مجھے جو آپکی ہو رائے (۴۹)
جانِ نبیؐ ہیں خلق کے سردار آپؑ ہیں
میرے بھی مالک اِنکے بھی مختار آپؑ ہیں

جس دَم سُنا یہ بانوئے ناشاد کا سُخن
زینبؑ پکاریں خیر کرے ربِّ ذُوالمِنَن
اصغر کو گود میں لیا شہؑ نے بصد محن
مُڑ کر کہا کہ ہاں وہی حافظ ہے اے بہن (۵۰)
اِسکے سوا کسی کا کوئی دادرس نہیں
لیکن اجل ہو ان کی تو کچھ اپنا بس نہیں

بچّے کو لیکے گھر سے جو نکلے شہِ غیور
ذرّے یہ سمجھ گئے کہ برآمد ہوئے حضور
تا دُور پہلے بڑھ گیا تابندہ رُخ کا نور
جنّ و ملک میں غل تھا کہ قدرت کا ہے ظہور (۵۱)
دیکھو بغور شانِ شہِ باکمال کو
بر میں لئے ہے ماہِ دو ہفتہ ہلال کو

ظاہر تھا اُلفتِ پدری سے یہ برملا
موسیٰ یہ ہیں تو وہ یدِ بیضا کی ہے ضیا
ہاتھوں پہ دل لئے ہے جگر بندِ مصطفےٰ
یا بر میں آفتابِ درخشاں کی ہے سُہا (۵۲)
معصوم گود میں شہِ ذیشاں کیساتھ ہے
اِک جوشنِ صغیر بھی قرآں کیساتھ ہے

لیکر چلے جو رَن کی طرف شاہِ نامدار
دھوپ آئی گلبدن پہ تو جلدی بحالِ زار
انجام کے خیال سے تھا قلب بیقرار
دامن عبا کا ڈھانپ لیا اُس پہ ایکبار (۵۳)
پہونچے تو نہر دیکھ کے صدمے بڑھے ہوئے
اعدا کے آگے سر کو جھکا کر کھڑے ہوئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بڑھ کر یہ پوچھنے لگے دو چار اہلِ کیں ۵۴ بچہ یہ مر گیا ہے کوئی یا امامؑ دیں
فرمایا زندہ ہے ابھی میرا یہ نازنیں دو دن کی پیاس سے ہے مگر مرگ کے قریں
مشکل ہے زندگی مرے ماہِ منیر کی
پانی پلا کے جان بچا لو صغیر کی

بچہ جو تشنگی سے ہوا جاتا تھا نڈھال ۵۵ تھا غم سے آب آب دلِ شاہ خوشخصال۔
اللہ رے جوشِ اُلفتِ فرزندِ خستہ حال کوثر کے خود قسیم تھے لیکن کیا سوال
اظہارِ دردِ دل نے زبس ہوش کھو دیئے
پتّھر کے قلب گو تھے پہ اعدا بھی رو دیئے

دی ابنِ سعد کو یہ خبر دار نے خبر ۵۶ آیا حضورِ قبلۂ عالم وہ خیرہ سر
بولا ! عبا ہٹایئے یا شاہِ بحر و بر کیا بے زباں کا حال ہے دیکھوں تو اک نظر
دامن ہٹا دیا تو بہت غیر حال تھا
گردن ڈھلی تھی ضعف سے بچہ نڈھال تھا

کہنے لگا یہ مکروہ مکّار و بے ادب ۵۷ حال اسکا دیکھنے کی نہیں تابِ دلکو اب
اتنی سی جان اور یہ تکلیف ہے غضب میں اسکی فکر کرتا ہوں یا شاہِ تشنہ لب
راحت ملے، نہ ضعف سے پژمردگی رہے
حضرت کو فکر، اور نہ اسے تشنگی رہے

یہ کہہ کے صف سے پیچھے ہٹا دشمنِ امامؑ ۵۸ بلوا کے حرملہ کو لعیں نے کیا کلام
ہاتھوں پہ لائے ہیں جو حسینؑ اپنا لالہ فام ناوک لگا کے کام کر اس طفلؑ کا تمام
جا جلد شہؑ کا دُرِّ یگانہ ہے سامنے
ہرگز نہ چوکنا کہ نشانہ ہے سامنے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیونکر بیاں کروں کہ لرزتا ہے اب جگر
مضموں وہ ہے کہ سنگ کے دل میں کرے اثر
منصف کہیں یہ ظلم سُنا ہو کہیں اگر
ماتم بپا ہے اہلِ عزا پیٹیے اپنا سر
اہلِ نظر ثواب کا آنکھوں سے کام لیں
اولاد والے اپنے کلیجوں کو تھام لیں

(٥٩)

بے رحم سے یہ حکم جو پایا شریر نے
ایماں کے گھر کو ہاتھ سے ڈھایا شریر نے
مرتے ہوئے پہ رحم نہ کھایا شریر نے
دو ٹانک کی کماں کو اُٹھایا شریر نے
وہ فکر کی کہ حشر مچے آلِ پاک میں
صف کے عقب کھڑا ہوا بچّے کی تاک میں

(٦٠)

چِلّے سے جب ملا چکا ناوک وہ بے حیا
کڑکی کمان گوشے مِلے، زور یوں کیا
گویا وہ ہاتھ جوڑ کے چِلّائی برملا
کرتا ہے کیا غضب ارے بچّہ ہے بے خطا
اس عمر میں نشانہ نہ کر گوشہ گیر کو
اور کج ادا نکال لے حلقے سے تیر کو

(٦١)

سنتا تھا کب کسی کی ستم پیشہ و شریر
اس رخ کماں بڑھا کے رہا آپ گوشہ گیر
کانپی زمیں لرز گیا صدمے سے چرخِ پیر
اصغرؑ کا حلق تاک کے مارا شقی نے تیر
پیکانِ ظلم پار جو گردن سے ہو گیا
فرزندِ فاطمہؑ کا جگر سَن سے ہو گیا

(٦٢)

بسمل ہوا جو ہاتھوں پہ فرزند گل عذار
سر تا قدم لرزنے لگے شاہِ نامدار
آیا نہ کچھ زباں پہ بجز شکرِ کردگار
کھینچا جو تیرِ ظلم تو چھوٹی لہو کی دھار
اُبلا جو خونِ لختِ دل آنکھوں کے سامنے
اس زخم سے مِلا دیا چلّو امامؑ نے

(٦٣)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۶۴

لبریز خوں سے ہو گیا جس دم وہ دستِ پاک
چاہا کہ پھینک دیں اسے مولا بروئے خاک
کی عرض یہ زمیں نے بہ آوازِ دردناک
کیا دور غم سے گر مرا سینہ ہو چاک چاک
ہر بوند اس کی میرے کلیجے کو تیر ہے
آقا یہ خونِ ناحقِ طفلِ صغیر ہے

۶۵

مجھ پر یہ خوں نہ پھینکیے گا بہرِ بوتراب
بار اس کا میں اٹھاؤں یہ ہرگز نہیں ہے تاب
قطرہ بھی مجھ پہ آئے اگر اے فلک جناب
جل جائے سوزِ غم سے جگر صورتِ کباب
ہو مجھ سے فیضیاب زمانہ نہ پھر کبھی
پیدا ہو میرے بطن سے دانہ نہ پھر کبھی

۶۶

شہ نے اٹھایا ہاتھ سوئے چرخ ناگہاں
تھرا کے آسماں نے صدا دی کہ الاماں
رکھیئے معاف بہر خداوند انس و جاں
آئے اگر یہ خوں ادھر اے سرورِ زماں
ہر ذی حیات پانی کو ترسے زمین پر
تا حشر پھر سحاب نہ برسے زمین پر

۶۷

اس دم دلِ حزیں کو جو صدمہ ہوا کمال
مجبور ہو کے رونے لگے شاہِ خوش خصال
بولے یہ جھک کے لختِ جگر سے بصد ملال
بتلاؤ کیا کرے یہ لہو فاطمہ کا لال
انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغر تمہارے خوں کا ٹھکانا کہیں نہیں

۶۸

فرما کے یہ ملا رخِ پُر نور پر لہو
آواز دی کہ او پسرِ سعد تند خو
مارا دغا سے بچہ کو اللہ رے کینہ جو
اس خوں کا رنگ حشر کے دن دیکھ لیگا تو
مرنے پہ بھی یہ ظلم نہ دل سے بھلاؤں گا
اس شکل سے میں سامنے عادل کے جاؤں گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۹)

بچے کا تھا یہ حال کہ نزدیک تھا سفر
کُھل کُھل کے بند ہوتا تھا مُنہ دھڑکتا تھا سَر
کُرتہ جو تھا گلے میں ہُوا وہ لہو میں تر
آخر تمام ہو گیا وہ پارۂ جگر
ننّھا سا جسم ہاتھوں پہ تھرّا کے رہ گیا
جنّت کا پھول سامنے مُرجھا کے رہ گیا

(۷۰)

دیکھا جو غور سے کہ نہیں ہے پسر میں دم
لے آئے سُوئے گنجِ شہیداں بچشمِ نم
رکھ کر قریبِ لاشۂ اکبرؑ بہ دردوغم
دیکھا فلک کو اور ہنسے قبلۂ اُمم
رنج و ملال دِل سے جو مفقود ہو گیا
ہر اشکِ چشم گوہرِ مقصود ہو گیا

(۷۱)

باعث یہ تھا ہنسے جو شہنشاہؑ خوش خصال
واقع بدا نہ ہو کہیں پہلے تھا یہ خیال
اصغرؑ بھی سوئے دشت میں جب ہو گئے نہ لال
وہ شُبہہ مِٹ گیا نہ رہا پھر وہ احتمال
دِل کو ہُوا سُرور کہ مطلب حصول ہے
مَولاؑ ہنسے کہ میری شہادت قبول ہے

(۷۲)

ناگہہ صدائے غیب یہ آئی کہ یا حسینؑ
تیرے الم میں آج نہیں قدسیوں کو چین
کبتک یہ ضبط اے اسدِ حق کے نورِ عین
ہاں اب دکھا دے معرکۂ خیبر و حُنین
مارا نہ دم بھی گو کہ جفا پر جفا ہوئی
تلوار کھینچ! صبر کی بھی انتہا ہوئی

(۷۳)

رہوار پر چڑھے یہ صدا سُن کے شاہؑ دیں
جُرأت کے ولولے میں ہوئی پُرشکن جبیں
مثلِ علیؑ یہیں سے اُلٹ لی جو آستیں
سایہ نہ تھا لرز کے سرکنے لگی زمیں
پیشِ نظر جو سرکشیٔ اہلِ جور تھی
پہنچے قریبِ فوج تو چتون ہی اور تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حکمِ جہادِ حق سے ملا جب امام کو
لائے نہ کچھ خیال میں افواجِ شام کو
(۷۴)
آیا جلال دلبرِ خیرالانام کو
دیکھا غضب میں مُڑ کے علی کی حسام کو

روئیں تنوں کا ڈر سے بدن کانپنے لگا
آوازِ الحفیظ سے رن کانپنے لگا

نعرہ کیا کہ دیر ہے کیا اے سپاہِ شر
سبقت اُدھر سے ہو تو کھنچے تیغ شعلہ ور
(۷۵)
تو جنگ پر تلا اسد اللہ کا پسر
او ابنِ سعد وقت پہ تو چھپ گیا کدھر

اس دم حضورِ ابنِ امیرِ عرب نکل
جرأت ہو کچھ تو فوج سے مکّار اب نکل

یا ورنہ کوئی بھائی پسر ہے ہمارے ساتھ
لاکھوں سے جنگ ہو تو ظفر ہے ہمارے ساتھ
(۷۶)
پر حفظِ حق نگہبان سپر ہے ہمارے ساتھ
دستِ خدا کی تیغِ دو سر ہے ہمارے ساتھ

شعلہ کبھی نہیں ہوا گرم اس کے سامنے
آہن ہے موم خام سے نرم اس کے سامنے

دنیا میں آج مثل ہمارا کہاں ہے کون
خورشیدِ مشرقین تہِ آسماں ہے کون
(۷۷)
تاجِ سرِ زمین و امامِ زماں ہے کون
دونوں جہانیں ہم سا رفیع المکاں ہے کون

جس جا سے عرش پشت پہ والد مبلغ چڑھے
بالائے دوشِ صاحبِ معراج ہم چڑھے

برقِ غضب کی جلوہ نمائی قریب ہے
ہر عضوِ تن کی عقدہ کشائی قریب ہے
(۷۸)
دلبندِ مرتضٰی کی لڑائی قریب ہے
عرصہ نہیں صفوں کی صفائی قریب ہے

میداں میں بڑھ کے لاشے پہ لاشہ تو دیکھ لے
نامرد بسملوں کا تماشہ تو دیکھ لے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۷۹

مخفی تھا ابنِ سعد پہ سُن سُن کے یہ کلام
کہتا تھا شمر سے کہ نہیں دیر کا مقام
بڑھنا مرا صلاح نہیں اب ہے تیرا کام
ہر صف کو انتشار ہے کر جا کے انتظام
اس ضعف میں بھی قہر ہے جرأت دلیر کی
جی چھوڑ دے سپاہ یہ ہیبت ہے شیر کی

۸۰

گھوڑا بڑھا کے تب یہ پکارا وہ بے ادب
حکمِ رئیسِ فوج ہے جو کچھ سنیں وہ سب
کہتا ہے قتلِ شہ میں ہے کیا دیر کا سبب
جلدی کرو کہ ایک ہی مرحلہ ہے اب
مانا کہ ابنِ فاتحِ بدر و حنین ہیں
تم سب ہو بے شمار اکیلے حسین ہیں

۸۱

مشکل اب ایسی کچھ نہیں ہارو نہ ہمتیں
گر مرد ہو تو رن میں دکھاؤ شجاعتیں
فارغ ہو قتلِ شہ سے تو حاصل ہوں راحتیں
یارو فضول ہوتی ہیں دن بھر کی محنتیں
اک دم میں فیصلہ ہے اگر مل کے کد کرو
اس وقت میں امیر کی اپنے مدد کرو

۸۲

پھر مڑ کے خادموں کو صدا دی کہ جلد جاؤ
برخاست جن کی ہو گئی ہے ان کو بھی بلاؤ
منظور ہے کہ رن میں ہو کل فوج کا ڈٹاؤ
کہدو یہ وقت کام کا ہے چھوڑ دیں پڑاؤ
ہاں مستعد ہوں تیغ و سپر باندھ باندھ کے
اٹھ آئیں بستروں سے کمر باندھ باندھ کے

۸۳

یہ حکم سن کے جوش میں آئے جفا پسند
ہر سو بڑھو بڑھو کی صدائیں ہوئیں بلند
جنبش ہوئی پیادوں کو جولاں ہوئے سمند
آ پہنچے اور لوگ تو مجمع ہوا دوچند
کثرت سے فوج مور و ملخ دنگ ہو گئی
صحرائے لق و دق میں جگہ تنگ ہو گئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(٨٤)

وہ صورتیں مہیب سواروں کی واہ وا / تھیں وردیاں سیاہ کہ گھنگھور تھی گھٹا
ہیجے وہ راہواروں کے ٹاپوں کی وہ صدا / آواز وہ سلاح کی ہر سُو وہ غل بپا
نہر اپنا شور بھول کے خاموش ہوگئی
ڈر کر زمینِ دشت کی رُوپوش ہوگئی

(٨٥)

انبوہ سے جو بھر گیا تھا وادیٔ نبرد / ایسی دبی کہ ہوگیا مٹّی کا رنگ زرد -
دم گھٹ گیا ہوا کا، چلی بھر کے آہِ سرد / عرصہ تھا تنگ اُٹھ گئی اپنی جگہ سے گرد
فوجیں ڈٹیں کہ ضیق کی پھر انتہا نہ تھی
ذرّے بلند تھے کہ اُترنے کی جا نہ تھی

(٨٦)

تھے کشمکش میں تنگ سواروں کے حوصلے / زانو رگڑ کے زانوؤں سے ہر مرتبہ چھلے
ممکن نہ تھا کہ اپنی جگہ سے کوئی ہلے / گھوڑوں کے سینے گھوڑوں کی پیٹھوں سے تھے ملے
پچھلے پرے جو اگلے پروں سے بڑھ آئے تھے
رہوار، اُشتروں کی طرح سر اٹھائے تھے

(٨٧)

ڈھالیں وہ اور سیاہ وہ سب شامیوں کا رنگ / ثابت یہ تھا کہ جمع ہیں بالکل سیاہ رنگ
ہر سُو سیہ نشانوں سے کالا تھا دشتِ جنگ / اللہ ری تیرگی کہ نمایاں تھا شب کا ڈھنگ
اندھیر تھا جہاں میں نیا طرفہ بات تھی
گردوں پہ دن، زمیں کے طبقے پہ رات تھی

(٨٨)

وہ گرد اور وہ تیرگیٔ دشت الحذر / سب وحشیوں نے چھوڑ دیے اپنے اپنے گھر
ظلمت میں آشیاں جو بناتے تھے ڈھونڈھ کر / گر پڑتے تھے درختوں سے ٹکرا کے جانور
کچھ تھا تو روشنی کا یہ ساماں ہوا پہ تھا
نیزے بلند تھے کہ چراغاں ہوا پہ تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

باجے پئے نبرد لعینوں نے جب بجائے
تاشوں نے سینے پیٹ لیے تاب پھر نہ لائے
(۸۹)
باہم ملے تو ہاتھ جلاجل کے تھرتھرائے
شہنا نے منھ اٹھا کے صدا دی کہ ہائے ہائے
نالے جگر سے غم میں نہ کیوں برملا کروں
سیّدؑ کی جان اب نہ بچے گی میں کیا کروں

چلّوں میں تیر جوڑ کے ناوک فگن بڑھے
مستی میں جھومتے ہوئے سب پیل تن بڑھے
(۹۰)
تیغوں کی طرح چین بہ جبیں تیغ زن بڑھے
سبقت ادھر سے ہو گئی شاہِؑ زمن بڑھے
رکھّا جو ہاتھ تیغ کے قبضے پہ شان سے
مانندِ روح کھنچ کے نکل آئی میان سے

باہر ہوئی غلاف سے جس دم وہ شعلہ ور
تھی اک پری کہ قاف سے نکلی برہنہ سر
(۹۱)
یا موجِ قلزمِ غضب آنے لگی نظر
یا حکمِ شاہِؑ دیں سے مجسّم ہوئی ظفر
کھنچتے ہی جان فوجوں کی لینے کو تن گئے
اٹھتے ہی شہپرِ ملک الموت بن گئے

کوندا ادھر جو صاعقۂ قہر یک بیک
پہونچی تڑپ کے آئینۂ چرخ تک چمک
(۹۲)
بیساختہ جھپک گئیں آنکھیں ہٹے ملک
دی برق کو جھجک کے صدا رعد نے سرک
سوزش غضب ہے تیغِ جنابِ امیرؑ میں
لگتی ہے آگ اب کرۂ زمہریر میں

سینہ چرا کے ہٹنے لگا ڈر سے آسماں
تھرّا گئے بروج کہ ٹل جائیں ہم کہاں
(۹۳)
گو سامنے نہ تھے پہ کواکب ہوئے رواں
سکتے میں آ کے قطب پکارے کہ الاماں
دل ڈر سے آب ہو کے جو بے تاب ہو گیا
گردوں پہ مہر چشمۂ سیماب ہو گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹۴)

نعرہ کیا کہ وقتِ بد آتا ہے ہوشیار
ہاں قہرِ حضرتِ صمد آتا ہے ہوشیار
بحرِ غضب میں جزر و مد آتا ہے ہوشیار
خالق کے شیر کا اسد آتا ہے ہوشیار
سمجھوں بڑا دلیر اگر بڑھ کے ٹوک لو
لو سرکشو اجل کے طمانچے کو روک لو

(۹۵)

ناگہہ گری وہ تیغ کہ جس کی نہ تھی پناہ
جس کی بُرش پہ لشکرِ کفار ہے گواہ
شعلے سے جسکے کوہ بھی جل جائیں مثلِ کاہ
پھونکا جنوں کی فوج کو جس نے میانِ چاہ
ضربت سے جسکی پست ہر اک سرفروش تھا
پانی میں جسکے نوحؑ کے طوفاں کا جوش تھا

(۹۶)

سیدھی گری جو سر پہ تو مغفر دو نیم تھا
مغفر سے اک وجب جو بڑھی سر دو نیم تھا
کھنچتی ہوئی چلی تو برابر دو نیم تھا
جوزا کی طرح جسمِ ستمگر دو نیم تھا
حربِ حسینؑ حیدرِ صفدرؑ کی حرب تھی
بولی اجل یہ تیغِ دو پیکر کی ضرب تھی

(۹۷)

کرنے لگا جو صاعقۂ قہر ناگہاں
دب کر مٹا غرور کہ ٹھہروں میں اب کہاں
پائے ثبات اٹھنے لگے وقتِ امتحاں
میداں کی حد سے امن چلا کہہ کے الاماں
پستی پہ تھا جو بختِ بد افعال فوج کا
تحت الثریٰ پہنچ گیا اقبال فوج کا

(۹۸)

سر افسروں کے جو رہے اور تن تھے چاک چاک
چار آئینوں میں سینۂ پُرفن تھے چاک چاک
مثلِ قفس حیات کے مسکن تھے چاک چاک
تھے خود ٹکڑے ٹکڑے تو جوشن تھے چاک چاک
کس کو اماں تھی تیغ کے پھل سے ملی ہوئی
ہر اک سپر تھی پھول کی صورت کھلی ہوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹۹

اسکی بُرِش کے آگے سَرِ اہلِ کیں تھے کیا
بجلی کو چار آئینۂ آہنیں تھے کیا
سیفِ خدا تھی وہ پرِ روح الامیں تھے کیا
رکتی نہ گر تو پھر طبقاتِ زمیں تھے کیا
خیبر میں روکا فاتحِ بدر و حنین نے
ہر بار کربلا میں سنبھالا حسینؑ نے

۱۰۰

آئے مقابلہ کو جو مل کر کئی جواں
آپہنچی میں اجل نے صدا دی یہ ناگہاں
بولی گرا کے فرق بجس تیغ سر فشاں
ہیں غیظ میں حضور اکڑتے چلے کہاں
خود رفتۂ کبر میں نہ عبث بے محل چلو
موقع ہے انکسار کا یاں سر کے بَل چلو

۱۰۱

خوں ناریوں کے چاٹتی پھرتی تھی ہر طرف
جینے سے دل اُچاٹتی پھرتی تھی ہر طرف
بدعت کے نخل کاٹتی پھرتی تھی ہر طرف
کُشتوں سے دشت پاٹتی پھرتی تھی ہر طرف
جنگل کی طرح خانۂ بدعت اُجاڑ تھے
لاشوں کے ڈھیر ظلم کے بَن میں پہاڑ تھے

۱۰۲

پسپا جری تھے تیغ و سپر پھینک پھینک کر
چھپتے تھے جسم خاک میں سر پھینک پھینک کے
بیتاب تھے شجر بھی ثمر پھینک پھینک کر
پتوں میں غنچے چھپتے تھے زر پھینک پھینک کے
رنگیں جو گل تھے رنگ انھیں ناگوار تھے
اس تہلکے میں برگ درختوں کو بار تھے

۱۰۳

اعدا کو خوفِ تیغ سے راحت کہیں نہ تھی
ضربوں سے دم بھی لینے کی مہلت کہیں نہ تھی
ہر سُو تھا انتشار جماعت کہیں نہ تھی
بادل پھٹے ہوئے تھے وہ ظلمت کہیں نہ تھی
تن تن کے سب تھے یہ اشارے حسام کے
کیوں اب تو صبح ہوگئی لشکر میں شام کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۰۴

ہوں مستقل نبرد میں ایسے کہاں تھے دل
غمگین و خوفناک و حزیں ہر زباں تھے دل
فکر و ہراس و یاس کے گویا مکاں تھے دل
سینوں میں تھے جگر، جگروں میں نہاں تھے دل
اس پر بھی کوئی دم ہو سکوں یہ محال تھا
بالکل پھڑک میں طائرِ وحشی کا حال تھا

۱۰۵

ہلتا تھا تہلکے میں اِدھر وادیِ نبرد
لرزاں اُدھر نہیب سے تھا چرخِ لاجورد
ہر دم بلند ہوتی تھی دشتِ وغا کی گرد
یا اٹھ رہا تھا ہو کے مجسم دلوں کا درد
اٹھتا تھا ابر دشت کا یا دودِ آہ کا
یا رنگ اُڑ رہا تھا سوادِ سپاہ کا

۱۰۶

لرزاں تھے ہو کے دشمنِ شبیر گوشہ گیر
ہر سمت تھے جواں صفتِ پیر گوشہ گیر
تھے خانۂ کماں میں ہر اک تیر گوشہ گیر
تھی دم بچا کے میان میں شمشیر گوشہ گیر
ہر ڈھال تھی بھنور سے سوا اضطراب میں
جوہر بھی ڈر سے غرق تھے تیغوں کے آب میں

۱۰۷

آتی تھی جب وہ آفتِ دوراں صفوں کے پاس
ہر سر سے بھاگے جاتے تھے سہمے ہوئے حواس
تھمتا تھا مارے خوف کے نہ وہم نہ قیاس
سب اک طرف وہ گومگو نہ رہتی تھی کوئی آس
ہٹتا تھا امن دیکھ کے اس بے پناہ کو
ہر چشم کھینچ لیتی تھی تارِ نگاہ کو

۱۰۸

ہر سر سے پاؤں کا تھا اشارہ کہ رخ کو موڑ
کہتا تھا سر ثبات کی زنجیر جلد توڑ
ہٹتا تھا کانپ کانپ کے آپس سے جوڑ جوڑ
گھبرا کے روح کہتی تھی تن سے کہ مجھ کو چھوڑ
بیتاب تھے عناصرِ ہر بد سرشت بھی
اُڑنے پہ مستعد تھا خطِ سرنوشت بھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۰۹

ہر سر کو ناگوار تھا گردن کا اتّصال
آمادہ بھاگنے پہ کھڑے تھے بدن کے بال
سینوں میں گھٹ رہے تھے کلیجوں کا تھا یہ حال
دھڑکے جو تھے دلوں کا ٹھہرنا بھی تھا محال
اُڑتا تھا رنگ دیکھ کے شمشیرِ تیز کو
رگ رگ میں دوڑنا تھا لہو بھی گریز کو

۱۱۰

جُنباں تھے دمبدم عَلمِ فوجِ پُرغرور
اُڑتی تھیں بیرقیں بھی یہ تھا خوف کا وفور
تھا کوئی مطمئن جو نہ اس تیغ کے حضور
جاتی تھیں ڈر کے ٹاپوں کی آوازیں دور دور
تھمتے تھے زین فرس پہ نہ اسوار زین پر
جمتے نہ تھے قدم کے نشاں بھی زمین پر

۱۱۱

معمور تھا نہیب سے ہر سُو جو دشتِ جنگ
پوشیدہ آگ سنگ میں تھی اور جبل میں سنگ
پنہاں تھے گھاٹیوں میں اسد بحر میں نہنگ
غنچوں میں بو شجر میں ثمر اور حنا میں رنگ
شمشیرِ جاں ستاں کا نہ کس کس کو خوف تھا
بیمار آج تک ہے یہ نرگس کو خوف تھا

۱۱۲

فوجوں کے دل نہ تیغِ جہانگیر سے بچے
پیلِ دماں نہ موت کی زنجیر سے بچے
مکّار اپنے مکر نہ تزویر سے بچے
گر سو میں دس بچے تو وہ تقدیر سے بچے
کہتی تھی تیغ قتل میں کیا مجھ کو کد نہیں
مولا ہیں غیظ میں ابھی بچنا سند نہیں

۱۱۳

لاکھوں کے دل میں بے خطر آئی نکل گئی
نظروں میں مثلِ برق در آئی نکل گئی
گرتے ہی سر پہ تا کمر آئی نکل گئی
دل لے کے جانبِ جگر آئی نکل گئی
آواز جسنے دی کہ یہاں ہے وہیں نہ تھی
ہر جا اجل کی طرح تھی اور پھر کہیں نہ تھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۱۴)

وُہ تیغ کی لچک وہ چمک اُس کی سر بسر — وہ آب وہ لُعاب وُہ جوہر اِدھر اُدھر

غُل تھا کہ برق ابر میں ہوتی ہے جلوہ گر — ظاہر ہے آج طُرفہ تماشہ کرو نظر

حیرت فزا ہے تیغ شہِ لافتیٰؑ کی شان

بجلی میں ابر، ابر میں تارے خُدا کی شان

(۱۱۵)

جنگل میں جو نشیب تھے لاشوں سے وہ پٹے — اِنساں تو کیا تھے زور پہاڑوں کے بھی گھٹے

مضطر سمک ہوئی قدم ثور بھی ہٹے — ہر ضرب پر یقیں تھا کہ ساتوں طبق کٹے

غم تھا جو دیکھ دیکھ کے پُرخوں زمین کو

جھکتا تھا آسماں کہ چھپاؤں زمین کو

(۱۱۶)

چلّاتی تھی زمین کہ یا جبرئیلؑ آؤ — موقع نہیں ہے دیر کا اِس وقت رحم کھاؤ

میکائیل کو بھی اور سرافیلؑ کو بُلاؤ — پھر آج مجھ کو ضربِ یداللہ سے بچاؤ

مولا کہیں نہ زورِ امامت سے کام لیں

تم اپنے پر بچھا لو وہ بازو کو تھام لیں

(۱۱۷)

دبتا تھا مہر دھوپ کا بستر سمیٹ کے — ذرّے بھی رن سے بھاگتے تھے زر سمیٹ کے

چھپتے تھے غار میں بدن اژدر سمیٹ کے — ہٹتے تھے جبرئیلِ امیںؑ پر سمیٹ کے

مثلِ علیؑ، حسینؑ کو مانتے تھے وہ

ضربت کو ذوالفقار کی پہچانتے تھے وہ

(۱۱۸)

تھی ذوالفقار صاعقہ شعلہ زا سے تیز — مردُم کے قتل کو نگہہ دلربا سے تیز

چالاکیوں میں رخش پری وش ہوا سے تیز — پرواز میں عقاب سے افزوں ہما سے تیز

کاوا سریع گردشِ چشمِ سوار سے

نازک خرام بڑھ کے نسیمِ بہار سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۱۹)

ذیشان و حور پیکر و خوش وضع و ماہرو
رفرف نژاد و برق شتاب و براق خو
آتش مزاج و آفتِ تازہ پئے عدو
میداں نورد و تفرقہ پرداز جنگجو
عرصہ بناؤ میں نہ بگڑنے میں دیر تھی
صیحے میں صاف ہیبتِ آوازِ شیر تھی

(۱۲۰)

جنگل میں نکہتِ گلِ تر بن گیا کبھی
چل کر سبک نسیمِ سحر بن گیا کبھی
چالاکیوں میں پیکِ نظر بن گیا کبھی
اڑ کر ہمائے اوجِ ظفر بن گیا کبھی
بالا دوی میں گاہ شہِ شرق ہو گیا
گرما کے جب تڑپنے لگا برق ہو گیا

(۱۲۱)

اللہ ری بے قراریِ شبدیزِ مہ جبیں
دم بھر ہوا کی طرح قرار ایک جا نہیں
ہر سم پہ نعل، نعل پہ کیلیں ہیں آہنیں
قیدِ شدید یہ ہے کہ تیزی رہی نہیں
جودتِ قلم کی جو تھی وہ دہ چند ہو گئی
سرعت اسی سمند کی پابند ہو گئی

(۱۲۲)

کیونکر نہ ہر سمند پہ یہ بادپا ہو ور
سرعت کے گھر تو پاؤں ہیں اور سم ہیں ان کے در
ابجد کے چار قفل ہیں یا نعل جلوہ گر
کیلیں نہیں حروف ہیں بینا کریں نظر
پوچھو توسن کو فاتحِ بدر و حنین سے
یہ قفل یا نبیؐ سے کھلے یا حسینؑ سے

(۱۲۳)

گھر گھر کے جب نکلتا تھا سالم وہ بادپا
ہوتے تھے دنگ فرطِ تعجب سے اشقیا
کہتا تھا جھوم جھوم کے گویا وہ برملا
سالم رہا جو میں تو نہیں یہ عجب کی جا
سرعت کی وجہ کچھ تھی نہ بالا دوی کی تھی
اے غافلو یہ چال سلامت روی کی تھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۲۴)
محوِ سبک رَوی ہو اگر یہ سُبک عناں — صحرا کی ریگ پر نہ پڑے نعل کا نشاں
دریا پہ بھی اگر صفتِ موج ہو رَواں — پانی ہلے نہ تر ہوں کبھی اسکی پُتلیاں
صورت پئے سمند نظر ہو حجاب کی
سُم پڑکے پست ہو نہ بلندی حباب کی

(۱۲۵)
جسدم کرے خرام یہ اَسپِ صبا شتاب — سبزے کو یہ گماں ہو کہ ہے سایۂ سحاب
مخمل پہ ہو گزر تو وہ سمجھے کہ ہے یہ خواب — موتی پہ گر قدم ہو تو سمجھے وہ اپنی آب
نکہت چمن کی صدقے ہو سُبکی کے ڈھنگ پر
گل پر ہو رنگ اور نظر شوق رنگ پر

(۱۲۶)
دعویٰ یہ تھا کہ اشہبِ برقِ شتاب ہوں — پستی پہ اَوج، اَوجِ ہوا پر سحاب ہوں
سیدھا چلوں تو ہمسرِ تیرِ شہاب ہوں — مَیں بھی تو خانہ زادِ رسالتمآب ہوں
واقف مرے وقار سے سب خاص و عام ہیں
پہلے رسُول پُشت پہ تھے اب امام ہیں

(۱۲۷)
تا دیر ہر طرف جو رہا رَن میں قتلِ عام — لشکر کے پاؤں اُٹھ گئے بھاگے یلانِ شام
دو چار گام بڑھ کے پکارے شہِ انام — اب فوج کا کوئی نہیں کرتا ہے انتظام
دیکھی نبرد دلبرِ شیرِ اِلٰہ کی
او ابنِ سعدِ نحس خبر لے سپاہ کی

(۱۲۸)
سمجھا کے جلد پھر صفوں کو پروں کو روک — تنہا سے ڈر کے بھاگتے ہیں لشکروں کو روک
روم و عراق و شام کے نام آوروں کو روک — جو سلطنت کے رکن ہیں ان افسروں کو روک
یوں تاب لا سکیں گے نہ ضربِ شدید کی
شاید قدم تھمیں جو قسم دے یزید کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۲۹

یہ سن کے بھی مُڑ کے جو نہ وہ خانماں خراب
تیغ دو سر کو دوش پہ رکھ کر تھمے جناب
جو اک بہ ایک فوج میں پہنچا بصد شتاب
بولا یہ ابنِ سعد سے بڑھ کر بہ اضطراب
اب بن پڑے گی بگڑی ہوئی گو لڑائی ہے
میں دیکھ کر پھرا ہوں کمک اُمڈ آئی ہے

۱۳۰

کچھ کم نہیں ہزار زرہ پوش ہیں سوار
یاں سے قریب ہیں نظر آتا ہے وہ غبار
چُنوں سے سب کی جرأت و ہمت ہے آشکار
چیدہ ہیں سرگزار ہیں اور آزمودہ کار
صفدر ہیں شیر دل ہیں تہمتن شکوہ ہیں
دو پہلوانِ پیل تواں سرگروہ ہیں

۱۳۱

یہ سن کے اٹھ کھڑا ہوا خوش خوش وہ رُو سیاہ
رستے کی سمت غور سے کرنے لگا نگاہ
اکثر بڑھے سوار کہ لے لیں میانِ راہ
باہم اسی طرف متوجہ ہوئی سپاہ
چھائی تھی گرد زرد سی آندھی سی آتی تھی
ٹاپوں کی بار بار صدا بڑھتی جاتی تھی

۱۳۲

آ پہنچی رفتہ رفتہ سواروں کی جب بھیڑ
دو افسر آگے آگے تھے بے مثل و بے نظیر
ہیبت وہ تھی کہ دیو ہو دہشت سے گوشہ گیر
قد برج سے پہاڑ سے تن رنگ مثلِ قیر
جوشن تھے داستانے تھے بکتر تھے خود تھے
تیغیں کمر میں کاندھوں پہ بھاری عمود تھے

۱۳۳

دونوں نے تن کے روک لیں باگیں بہ کرّ و فر
جھاڑا غبار گاڑ کے نیزے زمین پر
اٹھ اٹھ کے ساری فوج پہ جب کر چکے نظر
پوچھا پڑاؤ لشکرِ دشمن کا ہے کدھر
طاری ہراس کیوں یہ سپاہِ گراں پہ ہے
سالارِ فوجِ شام کا ڈیرا کہاں پہ ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خود ابنِ سعد بڑھ کے پکارا کہ آئیے
مشتاق میں ہوں دیر سے تشریف لائیے
(۱۳۴)
دم بھر کمر کو کھولئے آرام پائیے،
رغبت اگر طعام پہ کچھ ہو تو کھائیے

کیونکر مجھے نہ آپکی زحمت کا پاس ہو
حاضر ہے آبِ سرد و معطر جو پیاس ہو

تیوری چڑھا کے ایک نے اُن میں سے یہ کہا
زحمت کی ایسے وقت میں پروا ہمیں ہے کیا
(۱۳۵)
حاکم سے سُرخرُو ہوں یہ ہے اپنا مُدّعا
کچھ سُوجھتا نہیں ہمیں اب جنگ کے سوا

راحت ہے پھر جو بابِ ظفر کھول لینگے ہم
پہلے مہم تو سر ہو کمر کھول لینگے ہم

کیسی یہ جنگ ہے ہمیں کُھلتا نہیں مگر
آئے کوئی جری تو کُھلیں اپنے کچھ ہنر
(۱۳۶)
لشکر اُدھر کا کیا ہُوا سردار ہے کدھر
لاشے یہ کس طرح کے پڑے ہیں لہو میں تر

وہ پائمال کس کا تنِ پاش پاش ہے
بازُو کٹے ترائی میں یہ کس کی لاش ہے

یہ کون ہیں پڑے ہیں جو اطفال تین چار
لاشوں سے جنکی جرأت و ہمت ہے آشکار
(۱۳۷)
آلودہ خوں ہیں کس کا بچہ ہے شیر خوار
وہ سامنے کھڑا ہے اُدھر کا کوئی سوار

وہ ریت پر جو نصب کئی سبز فام ہیں
کیا جس سے معرکہ ہے یہ اُس کے خیام ہیں

بولا شقی یہی ہیں اُدھر کے خیام ہاں
سردار ایک اور بہتّر تھے کل جواں
(۱۳۸)
تھے کچھ رفیق، کچھ تھے یگانے بہ عزّ و شاں
لیکن تھے وہ شجاع دِلاور کہ الاماں

لی جس نے تیغ خون کا چھڑکاؤ کر دیا
جو رن میں آیا فوج کا سُتھراؤ کر دیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لاکھوں کو اِنکے آگے نہ ٹھہرنے کی تھی مجال
رَن جنکلوں سے قتل ہوئے ہیں وُہ ذی کمال
۱۳۹
اِک اِک جواں نے کر دیا لشکر کو پائمال
لاشے یہ سب انھیں کے پڑے ہیں لہو میں لال

داماد شاہ کا یہ تنِ پاش پاش ہے!!
بازو کٹی وہ نہر پہ بھائی کی لاش ہے

یہ خورد سال جنکے سراپا ہیں تن فگار
کڑیل جواں وہ اور یہ اِک طفل شیر خوار
۱۴۰
بھائی بھتیجے شاہ کے ہیں یہ وفا شعار
خورد و بزرگ دونوں ہیں فرزند گُل عذار

مارا گیا وہ نیزۂ ابنِ نمیر سے
یہ قتل ہو گیا ابن کاہل کے تیر سے

جن پر گماں سوار کا ہے، ہیں یہ بادشاہ
تنہا کی جنگ سے بھی گریزاں ہوئی سپاہ
۱۴۱
اَب خود ہوئے ہیں معرکہ آرا بہ عزّ و جاہ
وہ گُشتہ دِ خوں ہو رہے اللہ کی پناہ

کیا کیا نہ روم و شام کے جرّار اُٹھ گئے
اسوقت رَن سے لاشوں کے انبار اُٹھ گئے

غصّے میں آکے کہنے لگا تب وہ بد شیم
ایسے اگر دلیر و قوی تھے یہ ذی حشم
۱۴۲
کٹوایا تو نے فوج کو دانستہ، ہے ستم
بند آب و دانہ کر کے کیا کیوں نہ زور کم

ہوتے نڈھال ضعف سے اَندوہ و یاس میں
یوں جنگ کر نہ سکتے کبھی بھوک پیاس میں

اُس نے کہا کہ مجھ پہ یہ اِلزام کیا ضرور
مَیں نے نہیں کیا کسی تدبیر میں قصور
۱۴۳
کچھ بھوک پیاس میں بھی نہ عاجز ہوئے یہ سُور
روکی رَسَد بھی نہر سے بھی کر دیا ہی دور

پردیسیوں پہ خود مجھے بدعت پسند ہے
پانی تو ساتویں سے محرّم کی بند ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہونا تھا جو وہ خیر ہوا اس کا ذکر کیا
جو اشجع العرب ہیں خود ان سے ہو اب وغا
(۱۴۴)
کیا معرکے ہیں ان سے ہو سر بر کوئی بھلا
بچوں نے جنکے رن میں تلاطم کیا بپا
جو یادگار فاتح بدر و حنین ہیں
آفت ہے انکی جنگ جدل یہ حسینؑ ہیں

تھا پہلواں جو دوسرا استادہ رو برو
یکبار دنگ ہو گیا سن کر یہ گفتگو
(۱۴۵)
انگلی دبا کے دانتوں میں بولا وہ جنگ جو
حیراں ہوں اے امیر یہ کیا کہہ رہا ہے تو
اک دو شبانہ روز کے پیاسے سے جنگ ہے
سچ کہہ، اسے نبیؐ کے نواسے سے جنگ ہے

اس پر چڑھائیاں ہیں جو ہے خلق کا امامؑ
سیّد کے قتل کے لئے اللہ رے اہتمام
(۱۴۶)
مطلب خدا سے ہے نہ رسولِ خدا سے کام
ایماں سے منحرف ہوا ایسا امیرِ شام
دکھ فاطمہؑ کو قبر میں بھی بر ملا دیا
افسوس خاندانِ رسالت مٹا دیا

اس حال کی جو پہلے سے ہوتی تجھے خبر
آتا تو کیسا رخ بھی نہ کرتا کبھی ادھر
(۱۴۷)
ہے نوکری کا پاس، نہ حاکم کا کچھ خطر
ہرگز نہ میں لڑونگا مجھے ہے خدا کا ڈر
تلوار کھینچوں جانِ رسولِ انام پر
کافر ہوں کیا جو ہاتھ اٹھاؤں امامؑ پر

بولا پھر ابنِ سعد کہ ہیں یہ کلام کیا
کھوٹے گا نامداروں میں تو اپنا نام کیا
(۱۴۸)
سیّد ہوں یا دعی ہوں تجھے اس سے کام کیا
بچ جائیں گے نہ لڑنے سے تیرے امام کیا
جرّار اور بھی ہیں، اگر تو اچٹ گیا
اکدم میں دیکھ لیجو کہ سر تن سے کٹ گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴۹)

سنکر یہ گفتگو نہ رہی اُسکے دل کو تاب — تیوری چڑھا کے واں سے منغض ہٹا شتاب

تب دوسرا یہ کہنے لگا کہہ کے پیچ و تاب — اِنکار گر اسے ہے تو پھر کیوں ہو اضطراب

کیا خوف ابنِ فاتحِ بدر و حنین سے

ڈرتا نہ تھا تو اب میں لڑونگا حسین سے

(۱۵۰)

مُنھ پھیریں معرکہ سے شجاعوں کا ہے یہ ننگ — آیا نظر سپاہ گری کا نیا یہ ڈھنگ

حاکم کا اپنے حکم جو ہو اسمیں کیا درنگ — ہم تو کریں نہ پاس پدر کا بھی وقتِ جنگ

دھیان انکو کس کا ہو جو طلبگار نام ہیں

لوگ انبیا سے لڑتے ہیں یہ تو امام ہیں

(۱۵۱)

اُترا یہ کہہ کے گھوڑے سے اور چست کی کمر — ڈھانٹے سے ریشِ نحس کو باندھا بہ کر و فر

جرأت ہوئی دو چند تکبر زیادہ تر — حضرت جدھر کھڑے تھے اُدھر تند کی نظر

نخوت میں پھر سوار ہوا زیں کو جھاڑ کے

گوشِ فرس پہ رکھ لیا نیزہ اکھاڑ کے

(۱۵۲)

وہ شکل زشت اور وہ تن و توش اور وہ قد — وہ جوش وہ خروش وہ دعوی وہ شد و مد

بے دین و بے مروت و بے خیر و بے خرد — بھتوں سے آشکار کہ یہ ہے بلا سے بد

طینت میں تھا فریب طبیعت میں زور تھا

شیشے میں جن تھا یا کہ دل میں غرور تھا

(۱۵۳)

نیزہ دراز وہ کہ ہٹے کانپ کر ذنب — وہ گرز جو پہاڑ کو آواز دے کہ دب

کالی بلا سی وہ سپر پشت بے ادب — گویا تھی قتلِ حیدرِ صفدر کی پچھلی شب

چہرہ تھا سرخ غیظ و غضب کے وفور میں

تلوار میان میں تھی کہ شعلہ تنور میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۵۴)

بولا کہ ایکدم کی ہے تکلیف اے رئیس! رکھ تو بھی حرب گاہ میں تشریف اے رئیس
رکھتا نہیں میں خواہشِ تالیف اے رئیس محظوظ ہو تو کیجیو تعریف اے رئیس
بے قدرداں حریف کے رکیا متّصل بڑھے
سردار داد دے تو سپاہی کا دل بڑھے

(۱۵۵)

یہ کہہ کے باگ لی ستم آرا نے ایک بار کوڑا کیا فرس ہوا جولاں اٹھا غبار
بھاگے درندِ راہ سے اٹھ کر بہ اضطرار پہونچا شقی حضورِ امامؑ فلک وقار
نعرہ کیا کہ سوُر دمِ امتحاں ہوں میں
ہاں یا حسینؑ لاکھ میں یکتا جواں ہوں میں

(۱۵۶)

دشمن کو جانبری ہی مرے ہاتھ سے مُحال جب تیغ اٹھائی کر دیا میداں لہو سے لال
ہو دُور مجھ سے فتح وغا میں یہ کیا مجال ہے خود شکست خوف سے میرے شکستہ حال
جرّار کوئی آنکھ میں اپنی جچا نہیں
اب تک مقابلے کو جو آیا بچا نہیں

(۱۵۷)

جرّار دب گئے مجھے خود دیکھ دیکھ کر دعوے بڑھے شکست عدو دیکھ دیکھ کر
پتھر ہے دل بریدہ گلو دیکھ دیکھ کر آنکھیں ہوئی ہیں سرخ لہو دیکھ دیکھ کر
بہتوں کی جانیں لے چکا زندے گواہ ہیں
جنگل کا شیر نر ہوں درندے گواہ ہیں

(۱۵۸)

مغرور جو جہاں ہے نہیں مجھ سے مطمئن تسکیں مُحال ہو مرے دل کو فساد بن
دو چار خوں نہ جس میں کروں شاد ہو وہ دن جنگ و جدال و قتل و قمع میں ہوا یہ سن
دل کیوں نہ تھرتھرائیں قوی و ضعیف کے
ڈوبے رہے ہیں ہاتھ لہو میں حریف کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۵۹)

نعرہ کیا جو شہ نے اُڑے بے حیا کے ہوش
دِل سنسنا کے زور گھٹا ہو گیا خموش
ڈر کر پہاڑ بھول گئے رعد کا خروش
بھاگے دہل کے دیو، پھٹے پردہائے گوش
دھڑکے میں گِر کے صاحبِ شمشیر مر گئے
تڑپے جگر اُوگل کے لہو شیر مر گئے

(۱۶۰)

فرمایا کس کے سامنے کرتا ہے یہ سخن
او کج نہاد کس کو دکھاتا ہے بانکپن
حد اپنی بھول کر نہ بہت طنطنے میں تن
مَیں وہ ہوں جس کی تیغ سے پڑتا ہے رَن میں رَن
معصوم ہوں سخی ہوں بہادر ہوں نیک تن
خلقت خدا کی جتنی ہے ان سب میں ایک تن

(۱۶۱)

ہر چند درد و رنج و بلا میں ہوں مبتلا
لاکھوں سے جب نہ بند ہوا ایک تو ہے کیا
مجھ سا شجاع کوئی نہیں بعدِ مرتضیٰؑ
مَیں وہ ہوں جو ڈرا نہ کسی سے بجز خدا
جرار مثلِ فاتحِ بدر و حنین ہوں
چاہی نہ قدسیوں سے مدد وہ حسینؑ ہوں

(۱۶۲)

اپنی ظفر پہ کرتا ہے کیا کبر کے کلام
رن میں ظفر ہو اُس کی جو لے منھ سے میرا نام
تو جن کو قتل کر چکا او ننگِ ملکِ شام
وہ سب تھے بدحقیقت و ناکردہ کار و خام
بزدل سمجھ کے کوئی دلاور لڑا نہیں
جرار سے ابھی تجھے پالا پڑا نہیں

(۱۶۳)

میداں میں کیا کرے گا دلیری کوئی دلیر
مانند کلب ڈر سے دبکتے رہے ہیں شیر
ہم رن پہ جب چڑھے تو ظفر میں ہوئی نہ دیر
تو کیا ہے کافروں کے خدا ہو چکے ہیں زیر
پُر فخر کیا صنم جو بہ تذلیل دب گئے
میکال و جبرئیل و سرافیل دب گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۶۴)

طاقت پہ اپنی کرتا ہی ناحق یہ زور و شور
پیلِ دماں ہے میری نظر میں بسانِ مور
بہرام سامنے سے گریزاں ہو مثلِ گور
حق نے دیا کشندۂ خیبر کا مجھ کو زور
داؤں پہ زور ہاتھ بڑھا کر جو زین سے
دب کر ملے پہاڑ کی چوٹی زمین سے

(۱۶۵)

دیکھا کیا ہر ایک کا خوں جیسے روز و شب
آج اپنا خون اِن آنکھوں سے دیکھے تو کیا عجب
ڈوبے رہے ہیں جو خوں میں سدا او عدوئے رب
وہ ہاتھ اپنی جان سے دھوتا ہی دم میں اب
دعویٰ نہ کچھ رہے گا دلِ زشت خو میں آج
ڈوبیں گے سم سمند کے تیرے لہو میں آج

(۱۶۶)

یہ سن کے اور غیظ میں آیا وہ خانہ جنگ
مثلِ زغال جل کے ہوا سرخ تیرہ رنگ
فرطِ غرور و کبر سے دونی ہوئی امنگ
آمادۂ وغا ہوا نامرد بے درنگ
دیوِ سیہ نے چیخ کے جنگل ہلا دیا
پٹری جما کے گھوڑے سے گھوڑا ملا دیا

(۱۶۷)

نزدیک تر جو بے خطر آیا وہ جنگ جو
دی داب نے صدا کہ ادب او سیاہ رو
بیکار ہے مقابلۂ شاہِ نیک خو
او سگ! ہزبرِ شیرِ خدا سے لڑے گا تو
باعث تری اجل کا نہ تیرا غرور ہو
دیوانہ ہو گیا ہے سرک یاں سے دور ہو

(۱۶۸)

قبضے پہ ہاتھ رکھ کے پکارا وہ بدخصال
تو ہوشیار اے اسدِ کبریا کے لال
بس خاتمہ ہے جان کا بچنا ہے اب محال
مجھ سے کرے مقابلہ کس کی ہے یہ مجال
غصہ مرا غضب ہے میں ہوں کون جان لو
مجھ کو بھی اپنے وقت کا فرعون جان لو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۶۹)

فرمایا تحت حکم ہمارے ہے غرب و شرق
موسیٰ کے فخر ہم ہیں کچھ اسمیں نہیں ہے فرق
تلوار بھی وہ ہے کہ لرزتی ہے جس سے برق
فرعون ہے تو ہوتا ہے دریائے خوں میں غرق
تنکے کا ڈوبنے میں سہارا نہ پائے گا
ناری ہوا سقر کے کنارا نہ پائے گا

(۱۷۰)

تلوار لی نیام سے سرکش نے جھوم کے
بڑھ آئے ہر طرف سے جواں شام و روم کے
تیغ آپ نے بھی کھینچ لی قبضے کو چوم کے
گھوڑے اُٹھے ہلے طبقے مرز بوم کے
دہشت سے باد تند بحالِ زبوں چلی
مقتل کی خاک جانبِ گردوں فوج چلی

(۱۷۱)

باجے بجے عرب کے چلے وار ہمدگر
تھے جو ٹکے وہ ہاتھ کہ حیرت میں تھی نظر
دو بجلیاں سی چمکیں کوندیں اِدھر اُدھر
یوں جلد آتی جاتی تھیں دونوں کہ الحذر
ان تیزیوں سے برق فلک شرمسار تھی
تیغیں تھیں ناپدید چمک آشکار تھی

(۱۷۲)

رکتی تھی کوئی تیغ نہ دم بھر سپر کوئی
تا دوش آئی کوئی قریبِ کمر کوئی
پہلو کے پاس تھی کوئی بالائے سر کوئی
چالاکیوں کو دیکھ کے حیران تھا ہر کوئی
شہرہ سنا کمال جو تیغ آزمائی کا
سالار دیکھتا تھا تماشہ لڑائی کا

(۱۷۳)

کوشش کا ایک حال ادھر بھی ادھر بھی تھا
سو طرح کا خیال ادھر بھی ادھر بھی تھا
نعرہ دمِ جلال ادھر بھی ادھر بھی تھا
ہر چوٹ میں کمال ادھر بھی ادھر بھی تھا
دو سمت اپنے اپنے مراتب کا پاس تھا
پر آپ باحواس تھے وہ بے حواس تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۷۴)

آخر تھکا وہ، آپ نے تلوار رُوک لی
رُکتے ہی وقت پا گیا، تیغ اُسکی پھر چلی
آنے لگی جو سر کی طرف ضربتِ شقی
خود بچ کے دستِ نحس پہ اُوجھڑ سپر کی دی
پہونچا زبس رگوں پہ یہ صدمہ کلائی میں
کاذب کا ہاتھ بھی ہُوا جھوٹا لڑائی میں

(۱۷۵)

دیکھا نہ دسترس تو اُڑے بے حیا کے ہوش
باقی رہا نہ کبر نہ وہ جوش نہ خروش۔
دامِ اجل میں قید ہُوا فیلِ درع پوش
دعوے سب اپنے بھول گیا ہو گیا خموش
سکتے میں لب ہلے نہ لبِ گور کی طرح
دُنیا ہوئی سیاہ شبِ گور کی طرح

(۱۷۶)

باقی رہا نہ بل نہ وہ زورِ تہمتنی
خوفِ اجل سے پڑ گئی اعضا میں سنسنی
وہ حال ہو گیا کہ جو ہو وقتِ جانکنی
آ پہونچی موت چھا گئی چہرے پہ مُردنی
جھک کر ہٹا جو حکمِ دلِ ناشکیب سے
غل تھا پہاڑ دب گیا بارِ نہیب سے

(۱۷۷)

جھیلی تھیں گو لڑائیاں اس نے بڑی بڑی
پُر دنگ تھا کہ آج مصیبت نئی پڑی
اُٹھا نہ ہاتھ قصد کیا گرچہ ہر گھڑی
رگ رگ شقی کے دستِ نجس میں تھی ہتھکڑی
مغرور تھا کہ رستمِ دشت و جبل ہوں میں
آخر کھلا کہ قیدیِ دامِ اجل ہوں میں

(۱۷۸)

دہشت سے مردمی کی حرارت تھی بے قرار
ہر بار بھاگنے کو جسارت تھی بے قرار
چہرے پہ خوفِ جاں سے نضارت تھی بے قرار
بیتاب پُتلیاں تھیں بصارت تھی بے قرار
یوں رنگ مضطرب تھا رُخِ بادہ خوار پر
جامِ شراب جیسے کفِ رعشہ دار پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۷۹)

ہاں اے فلک سنبھل کہ قیامت قریب ہے
عالم کی برہمی کی علامت قریب ہے
جن جس سے کانپتے ہیں وہ آفت قریب ہے
مرحب پہ جو چلی تھی وہ ضربت قریب ہے
اُلٹے امامِ عصر نے چاک آستین کے
یا جبرئیل تھام لو طبقے زمین کے

(۱۸۰)

چمکا کے ذوالفقار امامِ زماں ہلے
دستِ اماں بلند کئے سب نشاں ہلے
ڈر سے زمیں کو زلزلہ آیا مکاں ہلے
کانپے بہادروں کے جگر استخواں ہلے
اُٹھی جو تیغ حیدرِ صفدر کے شیر کی
تھرا کے قبر بیٹھ گئی ہر دلیر کی

(۱۸۱)

ڈر سے ہوا جنوں کی جماعت کو انتشار
پتے جھڑے شجر ہوئے لرزاں بہ اضطرار
پتھر اکھڑ گئے یہ ہوئے کوہ بے قرار
ناخن گرا دیئے شیروں نے کانپے یہ ایک بار
تیغیں گریں زمیں پہ نکل کر نیام سے
کالوں نے مُن اگل دیئے خوفِ امام سے

(۱۸۲)

دیکھا جو آفتابِ علیؑ کو جلال میں
خورشید تھر تھرا گیا پیہم زوال میں
کانپے فلک، بروج ہلے ایک حال میں
جنبش ہوئی حدودِ جنوب و شمال میں
یکساں کہاں کہاں نہ تھی ہلچل نبرد کی
میخیں اکھڑ گئیں فلکِ لاجورد کی

(۱۸۳)

بڑھنے لگی چمک کے جو صمصام اسطرف
مڑنے لگا جھجک کے بدانجام اسطرف
ضربِ یداللّٰہی نے کیا کام اسطرف
بھاگی اماں کہ اب مرا کیا کام اسطرف
مطلب یہ تھا کہ خاتمہ جنگ و جدل کا ہے
کام اس کا ہو تمام تو کام اب اجل کا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۸۴)

مُڑنے میں تیغ پڑ جو گئی سَر پہ جَلد تر
چہرہ جبیں سے تا بہ زنخداں گرا ادھر
کانوں سمیت پشت پہ ڈھل آیا نصف سَر
تڑپا شقی تو مغز گرا ہو کے خوں میں تر
طاقت جو اسکی سب نظر کرکے گھٹ گئی
تلوار سَن سے فاعتبروا کہہ کے ہٹ گئی

(۱۸۵)

جسم گرا سمند سے خم ہو کے مثلِ "دال"
آواز دی نبیؐ نے کہ دب اُو زبوں خصال
تا دُور خاک ہو گئی خونِ نجس سے لال
فی النّار ہو گیا وہ آوارہ سام وزال
سردارِ کُفر تھا جو لعین "کاف" کیطرح
پائی جگہ میانِ سَقَر "قاف" کیطرح

(۱۸۶)

یوں قتل ہو گیا جو وہ نااہل و ناسپاس
پیچھے ہٹے جو بہرِ تماشہ کھڑے تھے پاس
خیمے میں ابنِ سعد گیا سَرنگوں اُداس
بلوا کے افسروں کو یہ بولا بصد ہراس
زخمی ہوں کس طرح شہؑ دلگیر کیا کروں
سب مل کے دو صلاح کہ تدبیر کیا کروں

(۱۸۷)

کہنے لگے یہ چند لعیں ہو کے یکزباں
فخرِ مجاہدیں ہیں شہنشاہِ انس و جاں
سر بر ہو ایک ایک یہ ہرگز نہیں گماں
اک بار بڑھ کے گھیر لیں دشمن پہلواں
ہر سُو سے ضرب نیزہ و تیر و حُسام ہو
پھر دم میں کام ابنِ علیؑ کا تمام ہو

(۱۸۸)

کہنے لگا یہ شمرِ ستمگار و نابکار
ناداں ہو تم مری نہیں یہ رائے زینہار
چاروں طرف سے گھیر لے کُل فوج ایک بار
آتے ہیں فاقہ کش یہ چلیں تیر بے شمار
زخمی ہوں جب تو ظلم کو اہلِ ستم چلیں
تیغ و کمند و نیزہ و خنجر بہم چلیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۸۹)

بولا یہ ابنِ سعد کہ صائب ہے اسکی رائے
خورشیدِ آسمانِ شرف پر بلا سی چھائے
ہر افسر اپنی فوج کو ہاں جلد لیکے جائے
مظلوم دم بھی لینے کی مہلت نہ اب پائے
کوشش کرو کہ قتل شہِ مشرقین ہو
فرصت ہو مجھ کو قتل سے تم سب کو چین ہو

(۱۹۰)

وہ سنگدل یہ سن کے روانہ ہوئے اُدھر
ہنگامِ عصر دیکھ کے ہلنے لگا جگر
یاں جانبِ فلک شہِ بیکس نے کی نظر
کاٹھی میں کی جو تیغ تو چلائے اہلِ شر
خوش ہو کے دی پناہ شہِ مشرقین نے
لو ذوالفقار میان میں رکھ لی حسینؑ نے

(۱۹۱)

دی افسروں نے ایک تو ترغیبِ قتل آہ
ہر جا محاصرے کو بڑھی ظلم کی سپاہ
قوت یہ دوسری کہ نہتے ہوئے تھے شاہ
کانپی زمیں غبار اُٹھا، دن ہوا سیاہ
غربت امامِ عصر کی وہ چند ہو گئی
چاروں طرف سے راہِ اماں بند ہو گئی

(۱۹۲)

شورِ اُقتلوا الحسینؑ کا، باجوں کا غل بپا
گھبرا کے کچھ جو کہتے تھے سلطانؑ کربلا
جھنکار اسلحہ کی بھی ٹاپوں کی بھی صدا
ہوتا نہ تھا ثبوت کہ فرما رہے ہیں کیا
تھی طرفہ واردات نئی یہ لڑائی تھی
لاکھوں کی ایک تشنہ دہن پر چڑھائی تھی

(۱۹۳)

لو ہے غضب صفوں سے برسنے لگے خدنگ
لو گرد و پیش آ گئے بے خوف خانہ جنگ
لو سر فگار ہوتے ہی ہر سو سے آئے سنگ
لو خوں گرا امام کا، بدلا جہاں کا رنگ
لو عرش تھرتھرا گیا، قدسی دہل پڑے
لو شق ہوا مزارِ محمدؐ نکل پڑے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۹۴)

ٹوٹا ہوا تھا مثلِ ملخ لشکرِ کثیر ڈرتا نہ تھا خدا کے غضب سے کوئی شریر
چلتے تھے ایکبار سوئے شاہِؑ بے نظیر گرز و کمند و خنجر و تیغ و سنان و تیر
نیزوں پہ گرز پڑتے تھے، خنجر حسام پر
حربے شکستہ ہوتے تھے جسمِ امامؑ پر

(۱۹۵)

گھوڑے پہ آہ تھم نہیں سکتے امامؑ دیں رہ رہ کے ڈگمگاتے ہیں با حالتِ حزیں۔
اُٹھنے کا قصد کرتی تھی مقتل کی سرزمیں جھک جاتا تھا فرس بھی کہ ایذا نہ ہو کہیں
سب جسم پاش پاش ہے دل پر گزند ہے
خوں بہہ رہا ہے زرد ہے رُخ آنکھ بند ہے

(۱۹۶)

غش میں جھکے، قدم سے چھٹے حلقۂ رکاب چوما زمیں نے جسم جگر بندِ بوتراب
افسوس منہدم ہوا خلدِ بریں کا باب آیا تڑپ کے اوج سے پستی پہ آفتاب
زیں سے خدا کا نور سرِ فرش گر پڑا
کعبہ گرا، سپہر گرا، عرش گر پڑا

(۱۹۷)

یاں گر کے خاک پہ خوں میں تڑپنے لگے امامؑ واں سوئے ابنِ سعد گئے پیک تیز گام
کی عرض دست بستہ ادب سے پس از سلام ہر دم رہے ترقیِ اقبال و احتشام
سرکش جہاں کے زیر بصد انفعال ہوں
سب دوست شاد اور عدو پائمال ہوں

(۱۹۸)

ہم شاد شاد لائے ہیں اِسدم عجب خبر کم ہے صلہ میں اس کے جو پائیں زر و گہر
لیجے حضور فتح مبارک بہ کرّ و فر گھوڑے سے گر چکا خلفِ سیّد البشر
آخر ہے وقت فاطمہؑ کے نورِ عین کا
چل کر تماشہ دیکھیے قتلِ حسینؑ کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۹۹

یہ سُن کے اُٹھ کھڑا ہُوا خوش خوش وہ رُو سیاہ — جلدی چلا معہ رُفقا سُوئے قتل گاہ
دیکھا پہنچ کے دشمنِ دیں نے یہ حالِ شاہؑ — دَم توڑتے ہیں خاک پہ اور گرد ہے سپاہ
سالم نہ عضو ہیں نہ وہ چہرے کی شان ہے
مشکل شناخت ہے کہ یہ حیدرؑ کی جان ہے

۲۰۰

خنداں ہُوا وہ دشمنِ دیں دیکھ کر یہ حال — پچھلے قدم ادھر سے ہٹا کلب کی مثال
مُڑ مُڑ کے ہر طرف یہ پکارا زبوں خصال — ہاں کون اس سپاہ میں بے رحم ہے کمال
مطلق کرے نہ رحم، ستم پر ستم کرے
سر تن سے ابنِ شیرِ خداؑ کا قلم کرے

۲۰۱

اُترے یہ سُن کے گھوڑوں سے بارہ جفا پسند — شیطان سے بھی جو شر میں سوا تھے ہزار چند
پر جو گیا قریبِ شہنشاہِ ارجمند — حیرت ہوئی یہ خوف سے تھرّایا بند بند
دیکھا وہ کچھ کہ جلد ہٹا کانپتا ہُوا
بھاگا پلٹ پلٹ کے ہر اک ہانپتا ہُوا

۲۰۲

اُن میں کسی کو قتل کی جرأت ہوئی نہ جب — دُنیا اُجاڑنے کو بڑھا شمرِ بے ادب
خنجر کمر سے کھینچ کے بولا بصد غضب — مَیں جا کے کاٹتا ہوں سرِ شاہِ تشنہ لب
مشکل ہر اک کو جرأتِ قتلِ امامؑ ہے
دل جس کا سنگلاخ ہو اُسکا یہ کام ہے

۲۰۳

یوں سُوئے قتل گاہ روانہ ہُوا لعیں — تحت الحنک بندھی ہوئی منہ لال خشمگیں
دامن کمر میں، پاؤں میں موزے جبیں پہ چیں — خنجر برہنہ ہاتھ میں کُہنی تک آستیں
ہیئت سے یہ عیاں تھا کہ عازم جفا کا ہے
بُشرہ پکارتا تھا کہ دشمن خدا کا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پہنچا ستم شعار جو مظلوم کے قریب | ۲۰۴ | دیکھا کہ پاش پاش ہے تن حال ہے عجیب
مہمان کوئی آن کا ہے بیکس و غریب | | ہنگامِ مرگ فرشِ زمیں بھی نہیں نصیب

تن ہے بلند تیروں کی نوکیں ہیں خاک پر
سر ہے رسولِ پاک کے زانوئے پاک پر

اللہ ری شقاوتِ مردود الاماں | ۲۰۵ | دیکھا یہ ماجرا تو ہوا سحر کا گماں
یارو زباں کو تاب نہیں کیا کروں بیاں | | بدعت وہ کی کہ رہ گیا ہل ہل کے آسماں

مونڈے شقی کے دونوں طرف خوں میں بھر گئے
پیوست تیر سینے کے دب کر ابھر گئے

پہلو میں اسگھڑی کسی بی بی کے تھے یہ بین | ۲۰۶ | تو کس بلا میں پھنس گیا ہے ہے مرے حسینؑ
کرتی تھیں عرض گاہ نبیؐ سے بہ شور و شین | | بابا کسی طرح مجھے اب بس نہیں ہے چین

کب تک کلیجہ تھامے ہوئے تلملاؤں میں
گر حکم ہو تو عرش کا پایہ ہلاؤں میں

گھبرا کے کہتے تھے یہ محمدؐ بہ چشم تر | ۲۰۷ | شاباش اے بتولؑ ذرا اور صبر کر
امت کا کام بن گیا اے پارۂ جگر | | سختی ہے ایک دم کی مہم ہو چکی ہے سر

بیڑا گنہگاروں کا ساحل پہ آ چکا
میرا حسینؑ عشق کی منزل پہ آ چکا

خیمے کے در پہ تھے حرمِ پاکِ مصطفیٰؐ | ۲۰۸ | فریادِ واحسینؑ سے اک حشر تھا بپا
چلا رہی تھی بیٹی کے سر بنتِ مرتضیٰؑ | | یہ کس کو ذبح کرتا ہے او شمر بے حیا

حق کے غضب سے ڈر جو شناسا نبیؐ کا ہے
للہ چھوڑ دے کہ نواسا نبیؐ کا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فریاد سُن رہے تھے جو ہمشیر کی امام
دل پر قلق اُٹھاتے تھے باحسرتِ تمام
اُٹھ سکتے تھے نہ ضعف سے تھی طاقتِ کلام
ہر بار آنکھ پھیرتے تھے جانبِ خیام
تھا مرتے دم جو دھیان بہن کا لگا ہوا
پُتلی اُسی طرف رہی اور سر جدا ہوا

شمرِ شقی جو لے کے اٹھا فرقِ پاکِ شاہؑ
فریاد کی زمیں نے خدا سے بہ درد و آہ
برسا لہو فلک سے کہ تھا خونِ بے گناہ
سورج گہن میں آگیا آندھی اٹھی سیاہ
تڑپا فرطِ غم سے رسولِ جلیل نے
دی تاج پھینک کر یہ صدا جبرئیل نے

اے ساکنانِ بحر و بیابان و کوہسار
آگاہ ہو کہ اُٹھ گیا عالم کا تاجدار
اے وحش و طیر و جن و پری رو و زار زار
اے حاملانِ عرش خبردار ہوشیار
محشر بپا ہے قتلِ شہِ مشرقین سے
اسوقت خالی ہو گئی دنیا حسینؑ سے

نیزے پہ چڑھ چکا جو سرِ سرورِ شہید
باجے بجے خوشی کے سوئے لشکرِ یزید
حلقِ حسینؑ کٹنے کی گویا تھی سب کو عید
میّت پہ جو گزر گئی کیونکر کہوں وحید
پوشاک لُٹ گئی تو عجب حال ہو گیا
صد چاک جسم گھوڑوں سے پامال ہو گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جلیسؔ لکھنوی کی ایک غزل کا مقطع ہے :-

ہر چند مٹ گیا ہے لیکن جلیسؔ اب بھی
ہر ملک سے ہے بہتر ہندوستان ہمارا

ظاہر ہے یہ غزل انیسویں صدی کے نصف آخر کی تصنیف ہے۔ علامہ اقبالؔ نے مشہور قومی ترانہ

"سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں تصنیف کیا تھا۔ اقبالؔ کے ترانے پر جلیسؔ لکھنوی کی غزل کا پرتو صاف نظر آتا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں چھٹی پُشت"

میر جلیسؔ

میر انیسؔ کے پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام: میر ابو محمد

تخلص: جلیس

عرفیت: اَبّو صاحب

ولادت: ۱۸۵۸ء لکھنؤ

والد: میر سلیس

اولاد: لاولد

اہلیہ: بتولی بیگم (دختر پیارے صاحب رشید)

وفات:۔ ۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۲۵ھ / ۵ جولائی ۱۹۰۷ء

حیات: ۴۹ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب: ۸ مرثیے، دیوانِ غزلیات، مزاحیہ نظمیں، نوحے و سلام وغیرہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر جلیس کے حالاتِ زندگی

میر ابو محمد عرف اُبّو صاحب جلیسؔ، میر سلیسؔ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ بہت ہونہار شاعر تھے۔ انھوں نے پچاس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ جلیسؔ نے قلیل مدّت میں اچھی خاصی شہرت حاصل کر لی تھی اور کچھ شاگرد بھی بنا لئے تھے۔

۱۸۵۶ء میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے۔ میر انیسؔ آپ کو اُبّو میاں کہہ کر مخاطب فرماتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ چونکہ اپنے دادا میر انیسؔ کی حیات میں متولّد ہوئے اور سب میں بڑے تھے، اس لئے اپنے تمام خاندان خصوصاً میر انیسؔ کے بڑے چہیتے تھے اور میر انیسؔ کی خدمت میں بہت بے باک تھے اکثر لوگوں کی ضرورتیں جو میر انیسؔ سے ہوتی تھیں۔ جلیسؔ کے توسّط سے پوری ہو جاتی تھیں۔ جلیسؔ اپنے دادا میر انیسؔ کے فیضِ صحبت سے تقریباً بتیس سال فیضیاب ہوئے اور دادا کی زندگی بھر انھیں کے ساتھ رہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت میر انیسؔ کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ اس کے علاوہ دیگر معلّمین سے بھی تعلیم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حاصل کی۔ علم عروض کچھ میر انیسؔ سے اور بعد میں میر نفیسؔ سے حاصل کیا۔

ابتدائے عمر میں مرثیہ گوئی کی طرف کم توجّہ رہی، اور زیادہ تر مشاعروں میں شریک ہو کر غزل سرائی کرتے رہے۔ صنفِ غزل میں نام پیدا کیا۔ جلیسؔ کے مزاج میں مزاح بہت تھا۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے دائرۂ تہذیب کے اندر مذاق کرتے تھے۔ کبھی کبھی تفریحِ طبع کے طور پر مزاحیہ اشعار بھی نظم کرتے تھے اور اس صنف میں چناںؔ تخلّص کرتے تھے۔ انتقال سے چند سال قبل جلیسؔ نے مرثیہ کہنا شروع کیا، تقریباً سات مرثیے کہے تھے کہ ہنگامِ اجل آپہونچا۔

میر مہدی حسن احسنؔ لکھنوی لکھتے ہیں:-

"میر انیسؔ ان کو بہت چاہتے تھے اور اس محبّت کا اثر چالیس برس کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ دفعتاً ان کے کمال نے شہرت حاصل کی۔ ابھی صرف تین چار برس کا عرصہ گزرا ہے کہ ان کی تصنیف نے اہلِ شہر کو اپنی جانب مخاطب کر لیا اور اہلِ علم کی نگاہیں ان کے کمال کی طرف گئیں اور خدا کے فضل سے حیرت انگیز ترقّی کی۔ مرثیہ میں اپنے دادا کی زبان کے جوہر دکھا دیئے۔"[1]

جلیسؔ کی شادی پیارے صاحب رشیدؔ کی ہمشیرہ، بتولی بیگم (میر انیسؔ کی نواسی) سے ہوئی تھی۔ غزل اور مرثیہ گوئی میں رشیدؔ ہی سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مرثیوں پر اپنے چچا میر نفیسؔ سے بھی اصلاح لیتے تھے۔ مرثیہ کہنے کے بعد جلیسؔ نے بہت کامیاب اور شاندار مجلسیں پڑھیں۔ ریاست ٹہرہ میں مرثیہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے تو راجہ ابوالحسن آپ کے کمالِ فن کے مدّاح ہو گئے اور پھر برابر جلیسؔ وہاں جاتے رہے۔"

---

[1] واقعاتِ انیسؔ (طبع لاہور ۱۹۷۳ء) صفحہ ۹۸:-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"جلیس نے بعارضۂ یرقان ۲۴ جمادی الاوّل ۱۳۲۵ھ / ۵ جولائی ۱۹۰۷ء
میں لاولد رہ کر انتقال کیا۔ مقبرۂ میر انیس میں دفن ہوئے۔ مجلسِ چہلم میں
شعراء نے قطعاتِ تاریخ نظم کرکے پڑھے جس میں ایک سیّد محمّد حسین
عرف نواب جان صاحب المتخلّص نواب ساکن مظفرپور نے کہا تھا :۔

بداں تو از سرِ اغراق سال اُو "مغفور"

۱۳۲۵ھ

دوسرے قطعہ میں سنِ عیسوی کا مصرعۂ تاریخ ہے یہاں ۲ کا تخرجہ ہے :۔

بگفت از سرِ بام فلک سپہرِ جہاں
"زدہر رفتہ بہ گلزارِ خلد زیبِ چمن"

۱۹۰۹ء

خواجہ عشرت لکھنوی لکھتے ہیں :۔

"نہایت دوست پرور، زندہ دل آدمی تھے۔ مگر گردشِ روزگار
نے ایسا پیسا تھا کہ سر نہ اٹھا سکے، جب ذرا مرثیے کی طرف توجّہ کی اور دو چار
جگہ مرثیے پڑھنے لگے، آمدنی کی صورت آئی تو قضا آگئی۔ جس مجمع میں بیٹھ
جاتے تھے غم غلط کرتے تھے۔"[2]

سری رام ان کی شاعری کے سلسلے میں لکھتے ہیں :۔

"زبان صاف اور فصیح، بندش چست مضمون بلند، الغرض تمام خوبیاں
آپ کے کلام میں موجود ہیں۔ رسالہ "معیار" سے آپ کے بیوقت انتقال کی
خبر معلوم ہوئی۔ جناب جلیس بڑے بامذاق اور دوست پرور شخص تھے۔ گذشتہ

---

[1] خمخانۂ جاوید" جلد دوم ص ۲۵۲ :۔ [2] "جلیسِ ماضی" ماہنامہ "مرقع" لکھنؤ۔ اپریل ۱۹۲۶ء۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تین چار سال میں انھوں نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان کے خاندان کے عقیدت مندوں کو ان سے بڑی اُمیدیں تھیں مگر سب پر ان کی بے وقت وفات سے پانی پھر گیا۔" [1]

جلیسؔ کا کلام بہت کم دستیاب ہے۔ ان کے مرثیے، سلام، رباعیات، غزلیں قلیل مقدار میں مطبوعہ ہیں۔ ان کے آٹھ مرثیے قلمی مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ مطلعے مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ اے زباں نقشۂ فردوس دل افزا دکھلا	در حال حضرت عباسؑ
۲۔ پھر آج بلبلِ رنگیں بیاں چہکتا ہے	" جناب فاطمہ صغرا
۳۔ رنئیں ظاہر شبِ عاشور کی جب شام ہوئی	" حضرت امام حسینؑ
۴۔ سجادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے :۔	" رہائی اہلِ حرم
۵۔ شہید رنئیں جو سارے رفیق و یار ہوئے	" حضرت عونؑ و محمدؑ
۶۔ غل ہے رن میں پسرِ شیرِ خداؑ آتا ہے	" " عباسؑ
۷۔ فصلِ گل آئی ہے پھر زمزمہ پرداز ہوں میں	" " امام حسینؑ
۸۔ میں وہ بلبل ہوں کہ ہوں رونقِ بستانِ انیسؔ	" " "

جلیسؔ نے میر انیسؔ کا زمانہ دیکھا تھا۔ میر نفیسؔ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ اس لئے خاندانِ انیسؔ کے تمام فنونِ شاعری سے اچھی طرح واقف تھے۔ مرثیہ گوئی کا آغاز کیا تو زبان اپنے گھر کی تھی۔ چند مرثیے بہت خوب تصنیف کئے ہیں۔ اُن کا ایک مرثیہ ہے :۔

---

[1] "خم خانۂ جاوید" جلد دوم صـ ۲۵۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"رئیس ظاہر شبِ عاشور کی جب شام ہوئی"

اِس مرثیہ کے چہرے میں ناصرانِ امام حسینؑ کا مختصر تذکرہ ہے۔ اسکے بعد ایک بند مقطع کا پیش کر کے نمازِ صبح کا منظر اور پھر صبحِ عاشور کی فضا کا تذکرہ کیا ہے۔ بس جلیس اب لکھ شاہؑ کے انصار کا حال

ہو گئی صبح نمودار، نہیں جائے مقال

گرم ہونے کو ہے ہنگامۂ میدانِ قتال

باہر آنیکو ہیں خیمے سے شہِ نیک خصال

دمبدم خاک بسر بادِ صبا آتی ہے

مٹّی خیمے میں تیمّم کے لئے جاتی ہے

آگے کے بندوں میں چونکہ جلیسؔ کو نمازِ صبح کا تذکرہ کرنا تھا، اور پانی کا خیامِ امام حسینؑ میں قحط تھا، اسکی مناسبت سے متذکرہ بالا بند میں تیمّم کے لئے مٹّی کا بذریعۂ ہوا خیموں میں منتقل ہونا بڑی لطافت سے بیان کیا ہے۔

امام حسینؑ کے رہوار کی مدح میں ایک بند تاریخی اعتبار سے لاجواب ہے۔ ذوالجناح حضرت رسولِ خدا کی سواری کا گھوڑا تھا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ صرف معصوم ہی اس پر سواری کر سکتا تھا۔ واقعۂ کربلا کے بعد ذوالجناح رُوپوش ہو گیا۔ بعض تاریخی کتب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے اِسی گھوڑے پر تشریف فرما ہوں گے۔

جز امام ابنِ امام اسکا ہی راکب کوئی کب

چاہیئے اسکا ادب ہے یہ نبیؐ کا مرکب

بعد شبیرؑ کے ظاہر ہوا غیبت کا سبب

صاحبُ الامر کے اصطبل میں موجود ہے اب

حشر کے قبل ظہور آپؑ جو فرمائیں گے

اسی رہوار پہ بس ہو کے سوار آئیں گے

جلیسؔ نے "ساقی نامہ" بھی لکھا ہے۔ ایک بند میں "ساقی نامے" میں رزمیہ انداز اختیار کیا ہے:-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جلد اس مے سے مرے جام کو بھر دے ساقی
جسکا ہر قطرہ ٹپکنے میں شرر دے ساقی

مئے عنقائے طبیعت کو جو پر دے ساقی
نشہ میں لائے جو عالم کی خبر دے ساقی

غیر چاہے تو نہ پینے کی اُسے بار آئے
جسکی ہر موج سے تلوار کی جھنکار آئے

سلام

دھوپ سے تھا گرم جسم اتنا شہِ دلگیر کا
لو بنا تھا شمع کی ہر ایک پیکاں تیر کا

حالتِ اصغرؑ دکھا کر شہؑ نے اعدا سے کہا
ہے سوالِ آب تفتہ اصغرِ بے شیر کا

پڑھ کے خط صغراؑ کا حضرت دیر تک روتے رہے
تھا جواب ایک ایک آنسو نامۂ تحریر کا

ہے یہ اک بیمار کے شورِ اسیری کی دلیل
کم نہ ہوگا غل قیامت تک کبھی زنجیر کا

ناصرانِ شاہؑ کے لاشے پتہ دیتے ہیں خود
کوئی زخمی تیغ کا ہے کوئی زخمی تیر کا

کہتے تھے عباسؑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کوفہ کا در
زور دکھلاؤں اگر بازوئے خیبر گیر کا

لکھ رہا ہوں حال میں سوزِ تپِ سجادؑ کا
لے رہا ہوں میں قلم سے کام آتش گیر کا

مرتضیٰؑ سا رہنما پایا خوشا قسمت جلیسؔ
قبر میں کچھ ڈر ہے رہزن کا نہ دامن گیر کا

غزل

بہار آئی ہے دل مائل ہوا وحشت کے ساماں پر
نظر میری کبھی زنجیر پر ہے گاہ زنداں پر

نظر بدلی بل آیا گیسوؤں میں خم ہوئے ابرو
جوانی آئی واں یاں آفتیں آئیں دل و جاں پر

ہوئے ہیں قید جب سے عاشق چشمِ بتاں تیرے
ہیں اک عالم کی آنکھیں مُعتکفِ دیوارِ زنداں پر

ہوئے ہیں غیر کے نقشِ قدم سیلِ فنا مجھ کو
ٹھہر سکتا نہیں دم بھر زمین کوئے جاناں پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جلیسؔ اچھی نہیں یہ خوش بیانی باغِ عالم میں
کہ یہ باتیں گراں ہیں دوست دشمن کے دلِ جاں پر

غزل

طالبِ قتل کی حسرت کو نکلنے نہ دیا
نازکی نے کبھی تلوار کو چلنے نہ دیا

بحرِ عصیاں کے تلاطم نے سنبھلنے نہ دیا
اِس طرح مجھ کو ڈبویا کہ نکلنے نہ دیا

تھا تڑپنے کا جو ارمان نکلنے نہ دیا
دردِ دل نے مجھے پہلو بھی بدلنے نہ دیا

وقتِ آخر ترے نظارے نے یہ محو کیا
ایک آنسو بھی مری آنکھ سے ڈھلنے نہ دیا

اس کی پوشاک سدا ہم نے گلابی دیکھی
تن کی رنگت نے کبھی رنگ بدلنے نہ دیا

سَرو اپنے کو سمجھتا تھا ترے قد کی مثال
اِس تکبّر نے اسے پھولنے پھلنے نہ دیا

اس چمن میں وہ مرا نخلِ تمنّا ہے جلیسؔ
جس کو قسمت نے کبھی پھولنے پھلنے نہ دیا

غزل

صیّاد باغباں سے پوچھے نشاں ہمارا
ہم کیوں بتائیں کس جا ہے آشیاں ہمارا

اتنا روا ج ہم نے اس دین کو دیا ہے
ایجاد ہے یہ زاہد عشقِ بتاں ہمارا

صیّادِ سنگدل کو گلزار میں جگہ دی
دشمن ہوا ہے کیسا یہ باغباں ہمارا

ہرگز نہ چھوڑنا تھا گو زار و ناتواں تھے
آیا نہ دھیان تم کو اے رفتگاں ہمارا

اے باغباں خدا کی قدرت کو دیکھتے ہیں
دستِ نجس یہ تیرا اور آشیاں ہمارا

کہتا ہے گل ارادہ آنے کا تو نہ کرنا
اب دخل ہے چمن میں بادِ خزاں ہمارا

ہر چند سٹ گیا ہے لیکن جلیسؔ اب بھی
ہر ملک سے ہے بہتر ہندوستاں ہمارا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر جلیس

(مطبوعہ مرثیہ میں ۲۹ بند ہیں)

مرثیہ (۲۵ بند)

(۱)

سجّادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے — یہ سنتے ہی بیبیوں کے دھڑکنے لگے سینے
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنتِ علیؑ نے — میں کیا کہوں جو صدمہ اٹھایا مرے جی نے

کیا جانیئے اب کیا ستم ایجاد کرے گا
بلوا کے تمہیں کون سی بیداد کرے گا

(۲)

واری گئی مکّار کی باتوں پہ نہ جانا — دیکھو میں کہے دیتی ہوں کچھ دے تو نہ کھانا
گر تیغ رکھے حلق پہ سر کو نہ اٹھانا — بابا کی طرح صبر سے گردن کو کٹانا

اب لوٹ کا اسباب جو تم پائیو بیٹا
پہلے سرِ شاہِ شہدا لائیو بیٹا

(۳)

سن کر یہ سخن چل دیئے بس عابدِ بیمار — پہنچانے کو بیبیاں گئیں در تک بہ دلِ زار
تھا طوق یہ بھاری کہ نہ سر اٹھتا تھا زنہار — ہاتھوں سے چھٹی جاتی تھی زنجیر گرانبار

پہنچے جو نہی اس حال سے دربارِ لعیں میں
غربت کے سبب دم نہ تھا اس نالہ و حزیں میں

(۴)

اس حال سے پہنچے جو وہاں عابدِ مضطر — اٹھا پئے تعظیم خجل ہو کے بد اختر
اور جوڑ کے ہاتھوں کو یہ بولا وہ ستم گر — واللہ میں راضی نہ تھا قتلِ شہِ دیں پر

للّٰہ بس اب میری خطا بخش دو عابدؑ
خونِ پسرِ شیرِ خدا بخش دو عابدؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ کہہ کے جو مسند پہ بٹھانے لگا خودسر ⑤ عابدؑ نے کہا اِس پہ بھلا بیٹھوں میں کیونکر
ریتی پہ ہے بےغسل و کفن لاشۂ سرورؑ مسند سے مرے بیٹھنے کو خاک ہے بہتر
محتاج کو کچھ تخت نہ مسند کی ہوس ہے
زندانیوں کے واسطے یہ خاک ہی بس ہے

کہہ کر یہ سخن بیٹھ گئے خاک پہ سجادؑ ⑥ جب کچھ نہ بن آیا تو لگا رونے وہ جلاد
پھر منت و زاری سے یہ بولا ستم ایجاد ساتھ آپ نہ کیوں آئے یہاں زینبؑ ناشاد
یا تو کسی کو بھیج کے بلوائیے اِن کو
یا آپ ہی زندان سے لے آئیے اِن کو

سن کر یہ سخن روئے بہت عابدِؑ مضطر ⑦ غش آ گیا یاد آیا جو زینبؑ کا کھلا سر
پوچھا سببِ گریہ تو چلائے یہ رو کر کیا لاؤں انھیں جا کے میں سر پر نہیں چادر
زندان میں وہ بیکس و ناچار ہیں ظالم
اور قیدِ مصیبت میں گرفتار ہیں ظالم

بولا یہ شقی چادریں گر ہوں انہیں درکار ⑧ لے جاؤ یہاں سے نہیں کچھ دینے میں انکار
اور زینبِؑ عالی سے کہو جا کے یہ اکبار اب تم سے خصومت نہیں اصلا مجھے زنہار
بےخوف و خطر آؤ کہ اب کچھ نہ کہوں گا
سر سارے شہیدوں کے بھی اور لوٹ بھی دوں گا

جس دم یہ سنی آپؑ نے تقریرِ ستمگر ⑨ زنداں کی طرف اُٹھ کے چلے عابدِؑ مضطر
پہنچے جو قریں زینبِؑ دلگیر کے جا کر کچھ سوچ کے یوں روئے کہ دامن بھی ہوا تر
یہ شدتِ گریہ تھی کہ جی کھوتے تھے عابدؑ
کچھ کہہ تو نہ سکتے تھے، مگر روتے تھے عابدؑ

دیکھا جو یہ زینبؑ نے تو گھبرا کے پکاری ہے خیر تو صدقے گئی کیوں کرتے ہو زاری
کیا ہوئے گی زندان سے رہائی نہ ہماری ⑩ گھٹ گھٹ کے اِسی قید میں مر جائینگے واری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سن آئے ہو جو کچھ وہ مفصّل کہو بیٹا
دم میرا نکلتا ہے نہ چپکے رہو بیٹا

(١١)
سجّادؑ نے کی عرض کہ اے زینبؑ ناچار — دربار میں پھر تم کو بلاتا ہے، ستمگار
اور مجھ سے بہت عذر سے پیش آیا وہ مکّار — بھیجی ہے ردا آپکی خاطر یہ بہ تکرار
کیونکر کہوں یہ اوڑھ کے چلیئے پھوپھی امّاں
مجلس سے نہ سر ننگے نکلیئے پھوپھی امّاں

(١٢)
وہ بولی کہ کچھ عذر نہیں ہم کو مری جاں — کیا بس ہی ہمارا کہ جو ہم جائیں نہ اس آں
وہ حاکمِ وقت اور میں ہوں قیدیٔ زنداں — پر اسکی یہ چادر نہ کبھی لونگی میں سے حیراں
درکار کچھ اب خلق میں پردا نہیں مجھ کو
کس شخص نے دربار میں دیکھا نہیں مجھ کو

(١٣)
یہ کہہ کے جو نکلی درِ زنداں سے وہ یکبار — رعشہ تھا تنِ پاک میں اور چشم تھی خونبار
اِک اِک قدم آہستہ اٹھاتی تھی بہ دشوار — سر پیٹ کے کہتی تھی ہی بیکس و ناچار
اے سیّدِؑ والا مری امداد کو پہونچو
دربار میں جاتی ہے بہن داد کو پہونچو

(١٤)
زینبؑ نے کہا آن کے او ظالم غدّار — جو کہنا ہو کہدے کہ میں حاضر ہوں، جفاکار
وہ بولا کہ اک امر کا تم سے ہوں طلبگار — لے جا مری سرکار سے جو ہو تجھے درکار
ماں باپ سخی تیرے تھے اور تو بھی سخی ہے
خونِ شہدا بخشدے یہ میری خوشی ہے

(١٥)
یہ سن کے نہ زینبؑ کو رہا ضبط کا یارا — سر پیٹ کے اور رو کے گریباں کیا پارا
پھر بولی یہ کیا بکتا ہے تو او ستم آرا — لینا، دیتِ خوں کروں شہؑ کا میں گوارا
کچھ سہل نہیں یہ شہِ لولاک کا خوں ہے
گردن پہ تری پنجتنِؑ پاک کا خوں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۶)

زینبؑ نے جو کی حاکمِ اظلم سے یہ تقریر
چلائی یہ سر پیٹ کے تب شاہؑ کی ہمشیر
سر شرم سے نہوڑا کے لگا رونے وہ بے پیر
دیتا ہے تو دے مجھکو سرِ سرورِ دلگیر
اسباب نہ کچھ زیور و زر چاہیئے ظالم
مجھ کو تو فقط بھائی کا سر چاہیئے ظالم

(۱۷)

سنتے ہی یہ زینبؑ سے لگا کہنے وہ غدّار
اور اسکے سوا جو کہو دوں درہم و دینار
اسباب بھی لوٹ کا اپنا معہ ہتھیار
مانگو نہ مگر مجھ سے سرِ سیّدِ ابرار
سر دوں گا نہ ہرگز میں حسینؑ ابن علیؑ کا
زر کھو کے ملا ہے مجھے سر سبطِ نبیؐ کا

(۱۸)

کہتا تھا ابھی یہ ستم ایجاد کہ جو آہ
اور آئی یہ آواز کہ اے بنتِ ید اللہ
سرپوش جدا طشت طلا سے ہوا ناگاہ
تو ہاتھوں کو پھیلاؤ کہ ہم آتے ہیں واللہ
مرنے پہ بھی طاقت ہے ہمیں فضلِ خدا سے
روکے تو کوئی آکے ہمیں طشتِ طلا سے

(۱۹)

اونچا ہوا کہہ کر یہ لگن سے سرِ سرورؑ
ماں جائی کے ہاتھ آگیا جب شہؑ کا کٹا سر
زینبؑ نے جو دیکھا، بڑھی ہاتھوں کو اٹھا کر
چلائی یہ سر پیٹ کے وہ بیکس و مضطر
بھینا کے قریں طشت سے آنیکے میں صدقے
اعجاز سرِ دست دکھانیکے میں صدقے

(۲۰)

کیا کیا نہ ستم ہو گئے بھینا پہ میں قرباں
در در پھری بلوے میں بہن با سرِ عریاں
ہاتھوں میں رسن باندھی گئی اے شہِ مرداں
کیا ہو گیا اک بار بھرا گھر ہوا ویراں
تشہیر ہوئی کوچہ و بازار میں زینبؑ
حاکم کے گئی روبرو دربار میں زینبؑ

(۲۱)

سر پیٹ کے کہتی تھی جو یہ زینبِؑ مضطر
زندہ ہوا اس طرح سے شہؑ کا سرِ انور
سنتے ہی اس احوال کے خوں رونے لگا سر
تم نے وہ کہی جو کہ مصیبت ہوئی تم پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کچھ بھائی کے احوال کی بھی تم کو خبر ہے
عشرے سے محرّم کے مرا نیزے پہ سر ہے

اعجاز سے سر نے جو یہ زینبؑ سے کہا حال
منھ پیٹ لیا رونے لگی کھول دیے بال
چلائی کہ میں صدقے ہوں اے فاطمہؑ کے لال
اب سننے کی طاقت نہیں کہنا میں یہ احوال
بس اب نہ رلاؤ، نہیں مر جائیگی زینبؑ
واللہ کہ دنیا سے گزر جائیگی زینبؑ
(۲۲)

اس کہنے پہ زینبؑ کے قیامت ہوئی برپا
سکانِ سماوات کو لرزہ ہوا پیدا
جنبش میں زمیں آگئی دل ہل گیا اُسکا
گھبرا گیا حاکم بھی یہ اعجاز جو دیکھا
ناچار ہوا، کچھ جو نہ بن آیا شقی سے
آخر کو وہ باز آیا سرِ سبطِ نبیؐ سے
(۲۳)

پھر لوٹ کا اسباب بھی ظالم نے منگا کر
ہمراہ سروں کے دیا زینبؑ کو دکھا کر
رخصت کیا دونوں کو جو پاس اپنے بلا کر
روتے چلے اسطرح سے گردن کو جھکا کر
زینبؑ کے تو ہاتھوں پہ سرِ شاہِ اُمم تھا
اور عابدِؑ بیمار کے، بابا کا علم تھا
(۲۴)

خاموش جلیسؔ اب نہیں گویائی کی طاقت
گریہ کا ہے یہ شور کہ تھمتی نہیں رقّت
ہرچند کہ یہ چند کہے بند بہ دقّت
رونے کو رلانے کو نہیں کم کسی صورت
بس اسکا صلہ پائے گا شاہِ شہدا سے
بخشائیں گے محشر میں تجھے کہہ کے خدا سے
(۲۵)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں چھٹی پُشت"

میر غیور

میر انیسؔ کے پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام :- سید محمد نواب

تخلص : غیور

عرفیت : بنن صاحب

والد : میر سلیس

ولادت : ۱۸۷۸ء لکھنؤ

اولاد : ہاشم حسین حزیں اور دو بیٹیاں

وفات :- ۱۳ جولائی ۱۹۵۰ء لکھنؤ

حیات : ۷۲ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب : مرثیے، سلام، رباعیات

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غیور کے حالاتِ زندگی و مرثیہ گوئی

سیّد محمد نواب عرف بنّن صاحب، سلیس کے منجھلے صاحبزادے تھے اور غیور تخلص تھا۔ اپنے بڑے بھائی جلیس سے بہت چھوٹے تھے اور غالباً غیور کی ولادت ۱۸۷۸ء میں یعنی میر انیس کی وفات کے تین چار سال بعد ہوئی تھی۔ آپ کی تعلیم بھی میر نفیس کے مدرسے میں مولوی نذیر حسین کے زیرِ درس ہوئی۔ غیور نے اُردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ علمِ عروض اپنے بڑے چچا میر نفیس سے حاصل کیا۔ سلیس کے انتقال کے بعد غیور چار سال بلہرہ اسٹیٹ بغرض مرثیہ خوانی تشریف لے گئے ایک دو سال اپنے بزرگوں اور اعزّہ کے مرثیے پڑھتے رہے، پھر اعزّہ اور دوستوں کے اصرار سے مرثیہ گوئی کی طرف توجہ فرمائی۔ اور ایک یا دو مرثیے نظم کر کے ریاست بلہرہ میں پڑھے۔ لیکن راجہ بلہرہ چند روز کی علالت کے بعد جلد ہی انتقال فرما گئے اور ریاست کورٹ آف وارڈس کے قبضہ میں بغرض نظم و نسق چلی گئی۔ غیور کی صحت بھی خراب رہنے لگی۔ اور بیماری کا یہ سلسلہ بہت طویل مدّت تک رہا۔ اِن حالات میں غیور کے مالی حالات بہت خراب ہو گئے۔ آخر بغرض علاج اپنا مکان فروخت کرنا پڑا۔ مکان سے متصل زمین بھی جو مزارِ انیس سے بھی دوسری جانب سے ملحق تھی۔ اس سے بھی جدائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اختیار کرنا پڑی۔ محلّہ میں کرایہ کا مکان لے کر سکونت اختیار کی، اور مدّتوں اسی کشمکش میں زندگی گزار کر ۱۳ر جولائی ۱۹۵۰ء کو داعیٔ اجل کو لبّیک کہا، اور مقبرۂ میر انیس میں مدفن بنا۔ ایک فرزند اور رفیقۂ حیات یادگار چھوڑ گئے۔ دو بیٹیاں اور فرزند ہاشم حسین حزیں (المتوفی ۱۹۶۶ء) بلند پایہ کے شاعر ہوئے۔ راجہ امیر حسن والئی محمود آباد سحر کے دیوان میں غیور کی "تاریخ طبع" فارسی میں ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے، فارسی میں شاعری بھی کرتے تھے۔ (کلّیاتِ سحر) ۔ راجہ امیر حسن سحر مطبع محمد مرزا لکھنؤ ۱۳۱۶ہجری۔

غیور، میر نفیس کے شاگرد تھے۔ نفیس کے انتقال کے بعد میر عارف سے اصلاح حاصل کی۔ چند رباعیاں، ایک سلام کے چند شعر اور ایک مرثیے کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:۔

حاکم ہوا، رسولِ امم مہر و ماہ کا ٭ عالم رہا مدام ہر اک کوہ و کاہ کا

معلوم دلکو ردِّ دعا کا اگر ہو حل ٭ مالک کو واسطہ دو رسولِ الٰہ کا

احساسِ احد دلکو ہر اک حال رہا ٭ مدّاح محمّد کا مہ و سال رہا

سردارِ امم، مالکِ حور و حلّہ ٭ معشوقۂ عالم کا ہر اک لال رہا

(سلام)

کہتے تھے شہ اب مرا جینا بہت دشوار ہے ٭ جب نہیں اکبر سا مہرو۔ زندگی بیکار ہے!

جن پکار اٹھے چلی جب کربلا میں ذوالفقار ٭ جو چلی "بیر العلم" میں یہ وہی تلوار ہے!

دیکھے مطلب پائیگا تو بھی درِ شہ سے غیور

جسنے دی جد کو ترے عزّت وہی سردار ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غیورؔ کے ایک مرثیے کے چند بند، مرثیے کا مطلع ہے۔ ع

"اے طبع رسا، ذہن کی جودت کا بیاں کر"

یہ غیورؔ کا پہلا مرثیہ ہے؛۔ اِس مرثیے کا چہرہ دُعائیہ ہے۔

آگاہ ہوں سب یہ وہ زباں ہو کہ نہیں ہے　　تقریر میں کچھ لُطفِ بیاں ہے کہ نہیں ہے
ہر بیت میں تسخیرِ جہاں ہے کہ نہیں ہے　　چہرے سے وہی شان عیاں ہو کہ نہیں ہے
تائید ہوئی جبکہ کسی بات میں کد کی
تصویر سراپا ہوں مَیں اپنے اَبِ جَد کی

اَب ایک بند بہار پر ملاحظہ ہو۔

ہر گُل کی جبیں سے جو ٹپکتا ہے پسینہ　　ذرّوں میں نظر آتا ہے ہیرے کا نگینہ
آمد کا سحر کی نظر آیا ہے قرینہ　　سبزہ بھی اُبھرنے لگا تانے ہوئے سینہ
شبنم کے گُہر خاک پہ بکھرے جو پڑے ہیں
پھرے یہ الگ خارِ مغیلاں بھی کھڑے ہیں

غیورؔ کے مرثیے میں خاندانِ انیسؔ کے مرثیہ نگاروں کا رنگ نمایاں ہے۔ زبان کی سلاست اور فصاحت میں میر انیسؔ کی زبان کی جھلک ملتی ہے۔ لفظ لفظ سے نفاست و سلاست ٹپکتی ہے۔ گھوڑے کی تعریف میں ایک بند دیکھئے۔

ہے تیز روانی میں یہ دھارے کی طرح سے　　ہر سمت لپکتا ہے شرارے کی طرح سے
سر کاٹ تو اُڑ جائے یہ پارے کی طرح سے　　غائب ہو ابھی ڈوبتے تارے کی طرح سے
ڈھونڈھو تو نشاں سُم کا یہاں ہو نہ وہاں ہو
مغرب میں چھُپے گر تو یہ مشرق میں عیاں ہو

یہ غیورؔ کا پہلا مرثیہ ہے۔ ساقی نامہ کا ایک بند یہ ہے:۔

جب پاس نہ جام مئے گلفام ہو ساقی　　کس طرح سے دِل کو مِرے آرام ہو ساقی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اُمید ہے جس جام کی وہ جام ہو ساقی	تو دے مجھے عزت تو مرا نام ہو ساقی

وہ مے دے جسے پینے سے ہر کوں خوشی میں
پشتیں مری گزری ہیں اسی بادہ کشی میں

ذوالفقار کی تعریف میں دو بند دیکھئے :-

لاریب اگر تیغ دوپیکر ہے تو یہ ہے	سب جانتے ہیں فاتح خیبر ہے تو یہ ہے
بربادکنِ مرحب و عنتر ہے تو یہ ہے	زینت دہ دستِ شہِ صفدر ہے تو یہ ہے

غزووں میں رہی ساتھ یہ جس طرح علیؑ کے
قبضہ میں اسی طرح ہے دلبند ولی کے

کیا تیغ ہے یہ تیغ کہ جس کا نہیں ثانی	دم جس میں ہی بیشل قیامت کا ہے پانی
مصحف کی ہے یہ سطر تو جوہر ہیں معانی	اوصاف کوئی اسکے سنے شہؑ کی زبانی

جلوے میں ہی یہ مہر درخشاں کی طرح سے
نازل ہوئی یہ تیغ بھی قرآں کی طرح سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیر کی مداحی میں چھٹی پشت"

قدیم لکھنوی

میر انیس کے پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام : سیّد علی نواب

تخلّص : قدیمؔ (سحرؔ)

والد : میر سلیسؔ

ولادت : ۱۸۷۵ء فیض آباد

اولاد : لاولد

وفات : ۱۷ رجب ۱۳۷۰ھ / ۲۴ اپریل ۱۹۵۱ء منگل

حیات : ۷۶ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیسؔ" لکھنؤ

خدماتِ ادب : تیس ۳۰ مرثیے، سلام، نظمیں اور غزلوں کا ایک دیوان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
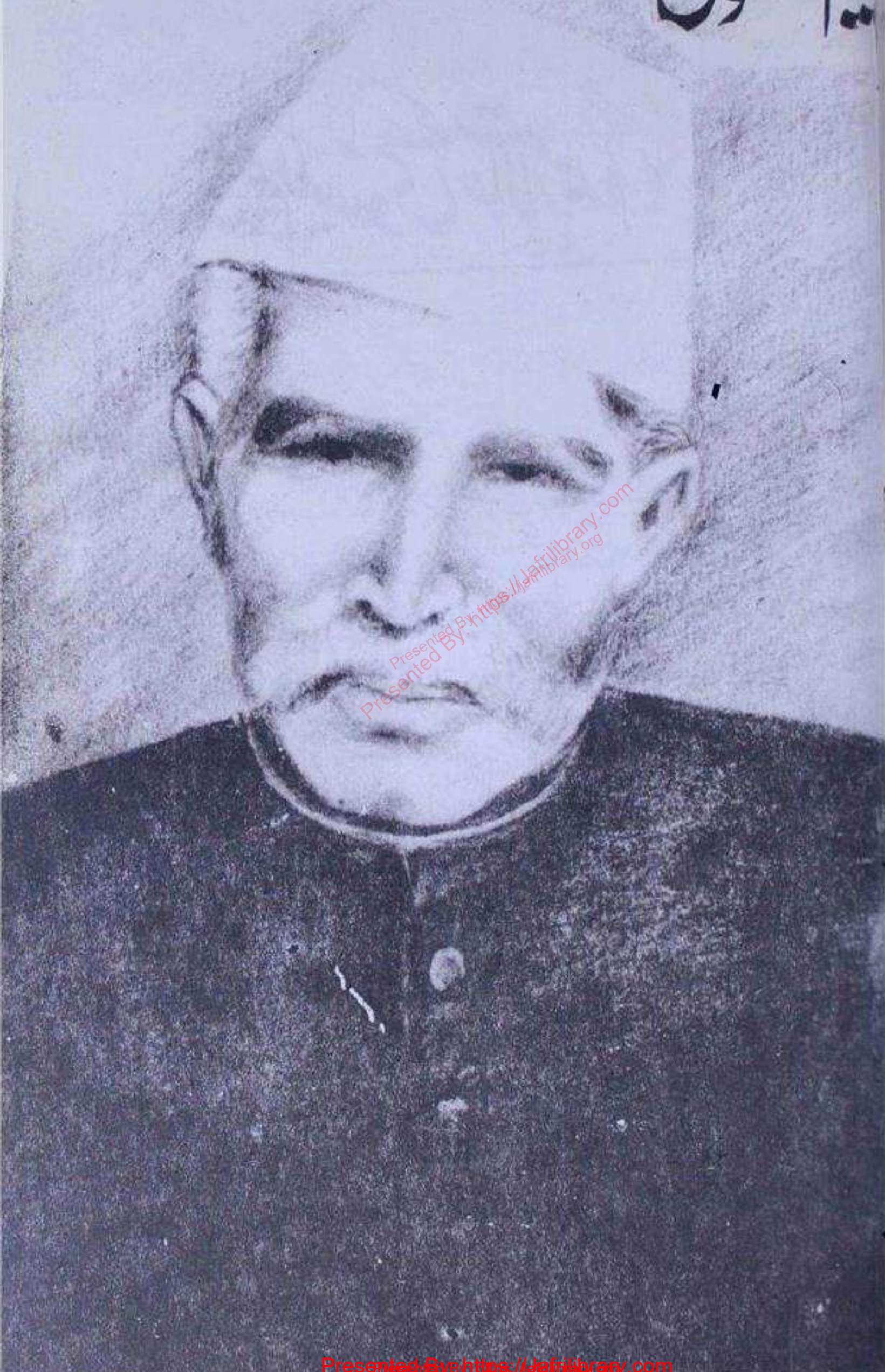
قدیمؔ لکھنوی کے حالاتِ زندگی

سیّد علی نواب قدیمؔ ۔ میر محمد سلیسؔ کے سب سے چھوٹے فرزند اور میر انیسؔ کے پوتے تھے ۔ جلیسؔ اور غیورؔ کے مختلف البطن بھائی تھے ۔ قدیمؔ میر انیسؔ کے انتقال کے بعد ۱۸۷۵ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے ۔ قدیمؔ کی ولادت کے ایک یا دو سال بعد سلیسؔ اپنا مکان فروخت کرنے کے بعد لکھنؤ کی سکونت ترک کرکے فیض آباد چلے گئے ۔ اور وہیں معہ قدیمؔ اور ان کی والدہ کے رہنا شروع کردیا ۔ قدیمؔ کی ابتدائی دینی تعلیم باپ کے زیرِ نگرانی گھر پر ہوئی ۔ فیض آباد میں دس بارہ سال قیام کے بعد سلیسؔ مرض الموت میں مبتلا ہوکر لکھنؤ آگئے اور احاطۂ مرزا علی خاں، مفتی گنج میں ایک مکان کرایہ کا لے کر مقیم ہوئے جہاں ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا ۔ اس وقت قدیمؔ کی عمر تقریباً پندرہ برس کی تھی ۔ میر نفیسؔ نے چھوٹے بھائی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور ساتھ ہی سلیسؔ کی بیوہ اور قدیمؔ کے بھی کفیل ہوئے قدیمؔ کی تعلیم کا انتظام میر نفیسؔ نے کیا، اور ان کو ایک مدرّس کے زیرِ نگرانی فارسی اُردو اور علمِ عروض کی خصوصی تعلیم دلوائی ۔

جہاں تک شاعری کا تعلق ہے یہ چیز ورثتاً ہاتھ آئی ۔ مگر ابتدا غزل سے ہوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کئی سال تک غزل کہہ کر برابر مشاعروں میں شریک ہوئے۔ ابتدا میں سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی کے شاگرد تھے لیکن ان کی زندگی ہی میں علیحدگی اختیار کرلی تھی اور بغیر اصلاح پڑھنے لگے تھے۔

سری رام لکھتے ہیں :-

"فنِ سخن میں حضرت جاوید سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ اب نومشقی کے مدارج سے گزر کر پختہ گو ہوگئے ہیں۔ زبان میں شیرینی، بیان میں فصاحت، طبیعت میں مضامین ایجاد کرنے کی استعداد ہے۔" (خمخانۂ جاوید جلد چہارم ص۱۰۶)۔

پہلے سحر تخلّص تھا، بعد میں قدیم تخلّص اختیار کیا۔ سری رام نے سحر تخلّص تحریر کیا ہے۔ ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۳ء سے مرثیہ کہنا شروع کیا۔ اس وقت قدیم کی عمر تقریباً ۳۸ برس کی تھی۔ مرثیہ گوئی کا محرک یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حکیم محمد نواب لکھنوی نے اپنے والد حکیم باقر حسین کی برسی کی مجلس پڑھنے کے لئے میر عارف سے کہا، انھوں نے انکار کردیا۔ حکیم محمد نواب لکھنوی نے قدیم سے اصرار کیا کہ آپ نوتصنیف مرثیہ میرے یہاں پڑھیں۔ قدیم نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے مرثیہ کہا اور مجلس میں پڑھا۔ مرثیہ اس قدر کامیاب تھا کہ یہ سلسلہ موقوف نہ ہوسکا اور قدیم نے مستقل مزاجی سے مرثیے تصنیف کئے اور مجلسوں میں پڑھتے رہے۔

خوب خوب مجلسیں پڑھیں۔ لکھنؤ میں شہرت ہونے کے بعد بیرونِ لکھنؤ سے طلب ہوئی۔ چنانچہ کراری، لچھمن پور (الہ آباد) اور مختلف شہروں سے دادِ سخن ملی۔ آخر میں ۲۵ رجب کی قدیم مجلس جو میر انیسؔ، میر نفیسؔ اور دولھا صاحب عروجؔ ہر سال پڑھتے رہے تھے۔ ان حضرات کے بعد للّن صاحب فائز بھی پڑھ چکے تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد یہ مجلس قدیم نے پڑھنا شروع کی۔ اور پانچ چھ برس تک اس یادگار مجلس میں وہ مرثیہ پڑھتے رہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آخر حیات میں غُربت و عُسرت سے تنگ آکر بیرونِ ملک جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن نہ جاسکے۔ قدیم کے ایک خط میں تحریر ہے کہ وہ جاپان کسی ملازمت کے سلسلے میں جانا چاہتے تھے۔ خط میں مکتوب الیہ کا نام اور پتہ درج نہیں ہے۔

قدیم آخر عمر میں مرضِ شکستہ قلب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بالآخر اپنے بڑے بھائی غیور کے انتقال کے ایک سال بعد ۱۷ رجب ۱۳۷۰ھ / ۲۴ اپریل ۱۹۵۱ء منگل کے دن، مُغل صاحب کے اِما مباڑے واقع درگاہ حضرت عباس علیہ السّلام میں ۷۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ میر محمد ہادی اوثق مرحوم، قدیم کی میت کو حسبِ وصیت مقبرۂ میر انیس لائے اور سپردِ خاک کیا۔ قدیم کی کوئی اولاد نہ تھی۔ پسماندگان میں اپنی بیوہ اور اپنا کلام یادگار چھوڑ گئے۔ سارا کلام ان کی اہلیہ کے ہاتھ لگا۔ چند برسوں بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً تیئس (۲۳) عدد مرثیے، کچھ سلام اور دیگر کلام کسی صاحب کے ہاتھوں اُن کی اہلیہ نے فروخت کر دیا تھا۔

مہذب لکھنوی لکھتے ہیں :-

"بکثرت مراثی چھوڑ کر انتقال کیا۔ جو اپنی نظیر آپ ہیں۔" (اسرارِ محن ص۱۱)

۱۹۱۳ء کے لگ بھگ لکھنؤ کے خوش فکر افراد نے قدیم اور عارف کے درمیان معاصرانہ چشمک پیدا کر دی تھی۔ اس سلسلے میں دو گروہ وجود میں آگئے تھے اور دونوں طرف سے مناظرانہ رنگ کے رسالے بعنوان "قدیم و عارف" شائع ہوتے رہتے تھے۔ لیکن یہ سلسلہ زیادہ دن نہ چل سکا۔ ۱۹۱۶ء میں میر عارف کا انتقال ہو گیا۔ لکھنؤ کے بعض بد باطن افراد نے قدیم کی مرثیہ گوئی کے سلسلے میں یہ روایت عام کر دی تھی کہ قدیم خود مرثیہ تصنیف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے بلکہ مولانا سبط حسن صاحب مرحوم، مولانا ناظم حسین ناظم لکھنوی اور حکیم محمد نواب لکھنوی، یہ تینوں بزرگ میر عارف کے مقابلہ پر قدیم کو لاتے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور یہی تینوں حضرات مشترکہ مرثیہ نظم کر کے قدیم سے پڑھوا دیتے تھے۔

حالانکہ اس روایت میں صداقت نہیں پائی جاتی۔ یہ روایت قدیم کو بدنام کرنے کے لئے مشہور کی گئی تھی۔ قدیم نے اپنے شاگردوں کو جو مرثیے کہکر دیئے وہ آج بھی محفوظ ہیں، ان میں ایک نواب سردار لکھنوی بھی تھے، انھیں کے نام سے تین مرثیے کہہ کر انھیں دیدیئے۔ افسوس کہ قدیم کا کلام ناپید ہو گیا ہے۔ ورنہ اُنکی قادر الکلامی اور فنِ شاعری پر بھرپور تبصرہ تحریر کیا جاتا۔ مولانا سبطِ حسن صاحب مرحوم کا انتقال ۱۹۳۵ء میں ہوا۔ اور ان کے انتقال کے بعد قدیم تقریباً سولہ برس حیات رہے اور معرکۃ الآرا مرثیے آخری وقت تک کہتے اور پڑھتے رہے۔ اس لئے ایسی لغو روایت پر کوئی محققِ ادب یقین نہیں کر سکتا۔

مہذب لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"حضرت قدیم بہت بڑے خوش گو تھے۔ ابھی تھوڑا زمانہ گزرا ہے۔ قدیم جدھر رُخ پھیر دیتے تھے، اُدھر دنیا کا منھ پھر جاتا تھا۔ اہلِ لکھنؤ کلمہ پڑھ رہے تھے۔ اسی لکھنؤ میں مرحوم نے بادشاہی بھی کی اور اسی میں گدائی بھی...... دس سال قبل ایسا وقت بھی آیا کہ جب سوائے چند مخلصین کے جن میں مؤدب لکھنوی بھی شامل ہیں۔ دنیا نے اور اہلِ خاندان نے اس طرح روگردانی کی تھی کہ گویا کبھی کی جان پہچان ہی نہ تھی، آخری دور رقت بھر کا نہایت پریشانی و غربت میں گزرا۔ جس کا مفصل تذکرہ مناسب نہیں۔ اہلِ دنیا نے انیس کے حقیقی پوتے کی کوئی قدر نہیں کی" (امراء محن صلا) ۔ درگاہ کی مسجد میں نماز پڑھنے جاتے تھے ان کا قیام مغل صاحب کے امام باڑے میں تھا۔

ڈاکٹر صفدر لکھتے ہیں:۔

"مؤدب صاحب مجھے اُن سے ملانے کے لئے ایک چھوٹی سی مسجد میں لے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گئے تھے جو درگاہِ حضرت عباسؑ کے پھاٹک کے سامنے ایک پہلو میں واقع تھی۔ قدیم صاحب سانولی رنگت کے آدمی تھے۔ سردیوں کا زمانہ تھا۔ اِس لئے قمیص کے اوپر خاکی رنگ کی جرسی پہنے ہوئے تھے۔ صحنِ مسجد میں نہایت سرسری سی ملاقات ہوئی تو وہ اہلِ لکھنؤ سے بد دِل اور برگشتگیٔ تقدیر کے شاکی نظر آئے۔ اُن کی مایوسی دیکھ کر مجھے افسوس ہوا" (رزم نگارانِ کربلا ص ۴۲۶)۔

قدیم کی شاعری

قدیم لکھنوی اس عہد میں سانس لے رہے تھے جب لکھنؤ میں ذوقِ شعروادب زوال پذیر تھا۔ مرثیہ گوئی کی جگہ فنِّ خطابت عروج پا رہا تھا۔ مرثیوں کی مجلسیں برائے نام رہ گئی تھیں۔ اور قدر دانِ شعروسخن کمیاب تھے۔ بقولِ میر انیس:-

کیا ہو گئے وہ جوہریانِ سخن اکبار ہر وقت جو اس جنس کے رہتے تھے طلبگار
اب ہے کوئی طالب نہ شناسا نہ خریدار ہے کون دکھائیں کسے یہ گوہر شہوار

کس وقت یہاں چھوڑ کے ملکِ عدم آئے
جب اُٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے

ایسے سخت دور میں شمعِ اُردو کو روشن رکھنا قدیم کا کارنامۂ عظیم تھا کہ وہ گوہرِ شہوار رول رہے تھے اور جواہراتِ سخن کی تخلیق کر کے فنِ شعروادب کے تسلسل کو برقرار رکھے ہوئے تھے۔

راجہ سلیم پور کے یہاں قدیم مجلس پڑھ رہے تھے۔ جب ساقی نامہ کے ایک بند کا چوتھا مصرع پیش کیا تو "واہ، واہ" کے نعروں سے مجلس گونج اُٹھی چوتھا مصرع یہ تھا:-

"ایک دو جام نہیں دے مجھے جودہ ساقی"

اور جب بیت پڑھی تو چھٹے مصرع پر قدیم منبر پر کھڑے ہو گئے:-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تیرا ممنون ہوں جبتک کہ جیوں گا ساقی
چودھواں جام کھڑے ہوکے پیونگا ساقی

راجہ سلیم پور نے اپنی نشست سے بلند ہو کر کہا یہ "بیت" آپ ہی کا حصہ ہے، کوئی دوسرا اس دور میں ایسی "بیت" نہیں لگا سکتا۔

ابھی تھوڑے بہت جوہر شناس موجود تھے۔ جب ہی تو سینہ بہ سینہ قدیم لکھنوی کے بہت سے شاہکار بند اور اشعار بزرگوں کو زبانی یاد ہیں۔ جو حضرات قدیم کی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے راقم الحروف نے ان سے ملاقات کی، ایک بزرگ نے قدیم کے شاہکار مرثیے کے چند بند سنائے، مرثیے کا موضوع "معراج" تھا۔ اور یہ بہاریہ بند، جنت کی تعریف میں ہیں۔

وہ گلشنوں کے قرینے وہ اُن کی رعنائی — کسی چمن کو نہیں جن سے زعم ہمتائی
کسی عروس نے بُو باس یہ نہیں پائی — انھیں میں بس کے نسیم سحر ہے عطرائی
وہ منہ کو تکتے ہیں کمزور ہیں جو قسمت کے
ہوائیں لوٹتی ہیں قافلے کو نکہت کے

وہ لال لال بھبھوکا سے ارغوانی پھول — ہنسائے دیتے ہیں غنچوں کو زعفرانی پھول
نظر کا زور بڑھاتے ہیں آسمانی پھول — سفید ہو گیا سبزہ کھلے جو دھانی پھول
حسیں غضب کے ہیں ملبوس جنکے آبی ہیں
وہ پھول آنکھ ہیں مستو نکی جو گلابی ہیں

ثنا بہشت کی کرتا ہوں ختم اب ساقی — بڑھے وہ عرش کی جانب شہِ عرب ساقی
وصالِ طالب و مطلوب کی ہے شب ساقی — انڈیل جام میں ہاں بادۂ طرب ساقی
روا نہیں ہے توقف اگر بلانا ہے!!
رکاب تھام کے ذہنِ رسا کو جانا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک اور بزرگ راحت حسین ناصری مرحوم جنھوں نے قدیم کی مجلسوں میں بارہا شرکت کی تھی اور اُن کے بند کے بند یاد تھے۔ انھوں نے قدیم کے "ساقی نامے" سے دو بیتیں سُنائی تھیں :۔

آنکھ جو مجھ سے ملائے وہ شرابی ہو جائے
صاف پانی کو جو دیکھوں تو گلابی ہو جائے

اور یہ "ساقی نامہ" کی بہار یہ بیت بھی :۔

نظر اُٹھا کے جو دیکھو تو نشہ چھا جائے
نسیم پاس سے گزرے تو لڑکھڑا جائے

افسر امروہوی لکھتے ہیں :۔

"قدیم کا کلام، زبان اور محاورات کی حدود میں ہوتا تھا۔ مرثیہ گوئی میں اپنے بزرگوں کا سچا نمونہ تھے" (رسالہ ماہی اُردو شمارہ انیس نمبر ۲۸۷)

سلام

اشک بھی پیتی ہیں آنکھیں، ہیں سرشار بھی
ہیں یہی مینا بھی ساغر بھی یہی میخوار بھی

بند کی ہیں میں نے آنکھیں تا نہ دیکھوں غیر کو
عشقِ وجہ اللہ میں غافل بھی ہوں ہشیار بھی

دی جدارِ خانۂ کعبہ نے شق ہو کر صدا
آئے اے بنتِ اسد یہ گھر بھی ہوں دیوار بھی

ہے جنونِ عشق بھی اور خود کشی میں درس ہے
تم پہ مرنا یا علیؑ آساں بھی ہے دشوار بھی

تیز پروازی ہے کس میں چل کے دیکھا چاہیے
خلد میں عباسؑ بھی ہیں جعفرِ طیار بھی

آتی ہے ہر ضرب پر اللہ اکبر کی صدا
دستِ اکبرؑ میں مکبّر بن گئی تلوار بھی

اصغرِ نادان کو ہاتھوں پر اٹھا کے بولے شاہ
مر چکے انصار دیاور، لُٹ گیا گھربار بھی

ختم ہے میری بضاعت اسکو بھی کر لے قبول
فدیۂ اُمت ہے یارب یہ دُرِ شہوار بھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

قبرِ شہؑ کی زندگی میں دید ہو گر اے قدیمؔ
مدح خواں ہے پر تجھے مومن کہیں زوّار بھی

ڈولے سے جنت میں جب مابینِ میخانہ نہ چلا
ہاتھ سے ساقی کے کھینچ کے دلیں پیمانہ نہ چلا

آمدِ قائم کو سُن کے میں شتابانہ نہ چلا
شمع مغرب سے چلی مشرق سے پروانہ چلا

بے تعلق خلد سے جب حضرتِ آدم ہوئے
خیر مقدم کیلئے دُنیا کا ویرانہ چلا

نکلے آنکھوں سے غمِ شبیّرؑ میں آنسو ادھر
گھر سے قدرت کے اُدھر بخشش کا پروانہ چلا

عطرِ میت ہستیٔ فانی سے گلیاں بس گئیں
کون یہ باغِ ارم کا کہہ کے افسانہ چلا

قتلِ شہؑ سے کربلا کی خلق میں شہرت ہوئی
نام کعبہ لے کے حیدرؑ کا زچہ خانہ چلا

اُسکی بستی بنکے اِک محفل نظر آنے لگی
جو شہِ گردوں میانِ آئینہ خانہ چلا

ذبح پیاسے ہو گئے غربت میں سرورؑ اے قدیمؔ
سُوئے گردوں دِل سے نالہ اِضطرابانہ چلا

غزل

ز دردوں ہر ایک طرح کام کر گیا
قاصد کا اِنتظار تھا جس کو وہ مر گیا

ری بہارِ قبر خزاں ہو گئی تو کیا
تم نے تو پھول چُن لئے دامن تو بھر گیا

ار نے فراق کے پہلی کسی کے جان
آج ایک اور اُنپہ سے صدقے اُتر گیا

لے ہم اُنکی یاد میں راتوں کو عمر بھر
پیمانۂ حیات اِسی طرح بھر گیا

قرار و صبر کی دُنیا میں اِنقلاب
یہ مستِ ناز کون اِدھر سے گزر گیا

دیدنی کسی کے خدنگِ نظر کا زور
دم میرا ٹوٹتا ہوا سوئے جگر گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پھر صبح کو رواں سوئے خمخانہ ہو قدیم
کیا بادۂ شبانہ کا نشہ اُتر گیا

رُباعیات

کہا جاتا ہے کہ قدیم نے مندرجہ ذیل رباعی سب سے پہلی بار منبر پر پڑھی تھیں :-

یارب مجھے شوقِ وصفِ لیسیں ہو جائے
قبضہ سَرِ کشورِ مضامیں ہو جائے
اے قوسِ قزح میں رنگ بھرنے والے
سادہ ہے مرا کلام رنگیں ہو جائے

رو کے کوئی مدح سے تو کب مانوں گا
وہ ہو کے رہیگا دل میں جو ٹھانوں گا
ڈھونڈھے نہ ملینگے جب میں کسے موتی
پھر خاکِ درِ شاہِ نجف ڈھونڈھوں گا

آدمی کو یہ حرص ہے کہ عزت مل جائے
ہے مجھکو ہوس کہ اجرِ مدحت مل جائے
ہر قبرِ شہید پر دعا فقیری کی ہے
اللہ مجھے بقائے دولت مل جائے

جنت وہ ریاض ہو خزاں جسمیں نہیں
اور دل ہو وہ عضو استخواں جسمیں نہیں
کہتی ہے لحد کہ اے زمانے والو
دنیا ہوں میں وہ کہ آسماں جسمیں نہیں

جاتا ہوں عدم میں کام کچھ گھر سے نہیں
جو دل میں ہے پوشیدہ وہ حیدر سے نہیں
یہ دیدیں سہارا تو جناں تک پہونچے
میت مری بھاری درِ خیبر سے نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قدیم لکھنوی کے ایک خط کا عکسِ تحریر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قدیم لکھنوی کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ غربت کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ وہ جاپان ملازمت کے سلسلہ میں جانا چاہتے تھے۔ قدیم لکھنوی کا یہ خط تمنا لکھنوی کے نام ہے:-

مدظلہ العالی

تسلیم۔ نامۂ گرامی دو عریضوں کے جواب میں وصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ زندہ ہوں حسب الحکم جناب سالار سے کہہ دیا گیا کہ چلمیں تمباکو کے ساتھ ضرور بھیج دیجئے گا۔ نیز شیر امتباکو کی بھی اطلاع دے دی۔ پارسل ارسال کرنے میں تاخیر کا باعث یہ ہے کہ لکھنؤ میں سیلاب آیا ہوا ہے اور ہائے ہتھیا ہو رہی ہے۔ گھر گھر ماتم ہو رہا ہے۔ ۲۱ر تاریخ سے گو نہ کمی ہوئی ہے مگر یہ کمی لائقِ اطمینان نہیں ہے۔ ابر چھایا ہوا ہے۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے غالباً تعمیل ارشاد سے قاصر رہے اطمینان کلّی کے بعد روانہ ہو گا۔ مختصر طور پر اپنی کیفیت سے آگاہ کرتا ہوں۔ میں دنیا کے مصائب سے تنگ آ کر عنقریب باہر جانے کا عازم ہوں مگر ابھی تک یہ نہیں طے ہوا ہے کہ کہاں اور کس مقام پر مگر حال ہی میں یہ خبر ملی ہے کہ ملک جاپان میں مختلف ہنر والے لوگ معقول تنخواہ پر ملازمت کے لئے جا رہے ہیں۔ جاپان ایک روز میں ۱۱ مرتبہ زلزلہ آنے سے اور آگ لگ جانے سے تباہ ہو گیا ہے۔ آدمیوں کی کمی سے اگر ملازمت ہو گی تو مجبور ہو کر جانا پڑے گا۔ گو کہ ۵ سال کا اگری منٹ ہو گا مگر لاچاری کو کیا کیا جائے تن بہ تقدیر خدا مدد کرنے والا ہے۔ زندہ ہیں تو پھر سب کو دیکھیں گے۔ انشاء اللہ آئندہ خط میں مفصّل کیفیت لکھوں گا۔ باقی سب خیریت ہے۔ جملہ خرد و کلاں کی طرف سے تسلیم۔

قدیم

تمنا لکھنوی کے نام

تسلیم مزاج مبارک الحمد للہ خیریت سے اور خیر و عافیت آنجناب کی درگاہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے ہمہ نیک مستدعی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ ——— از میر قدیر لکھنوی

در حال حضرت عباس علمدار

زیبِ سخن ثنائے شہِ خاص و عام ہے

بند (۱۴۴)

(۱)

زیبِ سخن ثنائے شہِ خاص و عام ہے
وصفِ ریاضِ فاطمہ حُسنِ کلام ہے
گلزارِ نظم مدح فضا کا مقام ہے
ایماں کا جسکی بُو سے معطّر مشام ہے
پیدا ہیں پتّیوں سے ادائیں بہشت کی
بستی ہیں ان گلوں میں ہوائیں بہشت کی

(۲)

گرمی سے اِس چمن کے گلوں کو ضرر نہیں
بادِ سموم کا انھیں خوف و خطر نہیں
جز موسم بہار، خزاں کا گزر نہیں
بے آب خشک جو ہوں وہ اُسکے شجر نہیں
پاتے نمو ہیں فضلِ خدائے انام سے
پانی کی جائے سینچے ہیں ثنائے امامؑ سے

(۳)

سرسبز یوں یہ اسکے نخل اور بہار ہے
ساری زمیں بہشت صفت خوشگوار ہے
جو نخل ہے وہ قدرتِ پروردگار ہے
پھولوں پہ دل سے بلبلِ سدرہ نثار ہے
غنچہ ہر ایک فرد ہے یکتا ہے ڈھنگ میں
ڈوبا ہوا ہے آلِ محمدؐ کے رنگ میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴)

ہر وقت اِس ریاض میں تازہ بہار ہے
چلتی اسی چمن میں ہوا عطر بار ہے
جنت نثار جس پہ یہ وہ لالہ زار ہے
مصرعہ ہر اک گُوندھے ہوئے پھولوں کا ہار ہے
یہ غور کا محل ہے نہ کچھ جائے فکر ہے
اسمیں ریاضِ احمدؐ و زہراؑ کا ذکر ہے

(۵)

یہ وہ چمن ہے جس میں ریاضت ثواب ہے
جو حرف ہے چمک میں وہ اک آفتاب ہے
سن لو کہ ملح باغِ رسالتمآب ہے
جو بند ہے کھلا ہوا جنت کا باب ہے
مضمون تازگی میں گلوں سے دو چند ہیں
بیتیں قصورِ خلد بریں سے بلند ہیں

(۶)

لفظیں ہیں یا کھلے ہوئے باغِ جناں کے پھول
پہونچیں گے انکے حسن کو کیا بوستاں کے پھول
بیرنگ انکے رنگ سے ہیں ارغواں کے پھول
صدقے نزاکتوں پہ ہیں دونوں جہاں کے پھول
کہتا ہے دل تڑپ کے یہ قدرت خدا کی ہے
اِن گلُونمیں سب چمنِ مصطفےٰؐ کی ہے

(۷)

جنت میں گوشِ حور کا زیور ہے یہ سخن
کاغذ پہ حرف ہیں کہ ہے پھولا ہوا چمن
نقطے ہیں یا کہ بکھرے ہوئے گوہرِ عدن
لطفِ زباں سے چشمۂ کوثر ہے موجزن
کیا چیز یہ بہار ہے دنیائے زشت کی
اس مرثیہ کی صبح، سحر ہے بہشت کی

(۸)

روشن ہے اک جہاں پہ مری طبع کا اثر
ہیں ڈھیر جا بجا گلِ مضمون کے تا کمر
رہتے ہیں باغِ فکر میں پھولے پھلے شجر
صد شکر سب یہ نخلِ طبیعت کے ہیں ثمر
حسنِ قبول لطفِ خدائے کریم ہے
کہتی ہیں جدتیں کہ یہ طرزِ قدیم ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(٩)

باتیں نئی جو ذہن سے آئینگی تا زباں
سب یکزباں کہیں گے کہ بےمثل ہے بیاں
مضموں بہار کے ہیں کہ پیوندِ جسم و جاں
فردوس کا بندھے گا نگاہوں میں سب سماں
تخئیلِ نو میں صاف چلن میرے گھر کا ہے
لفظوں میں روشنی ہے کہ تڑکا سحر کا ہے

(١٠)

روزِ دہم جو صبح کا جلوہ عیاں ہوا
روشن بسانِ دیدۂ بینا جہاں ہوا
اونچا افق سے نورِ ضیا کا نشاں ہوا
طائر ہر ایک حمد میں رطب اللساں ہوا
بجھ بجھ کے سب چراغوں نے رخصت کی روشنی
پھیلی بنی ہوئی یدِ قدرت کی روشنی

(١١)

وہ صبح اور وہ خیمۂ زنگاریٔ امام
طوبیٰ زمیں پہ نصب ہے کہتے تھے خاص و عام
کم عرش پاک سے نہیں رفعت میں لا کلام
لاریب چترِ رحمتِ حق ہے اسی کا نام
ہے کندنی کلس کی چمک کیا بہار پر
گویا کہ آفتاب ہے نصف النہار پر

(١٢)

صحرا میں چار سمت دھندلکے کی وہ بہار
چھپنا وہ جھلملا کے ستاروں کا بار بار
سبزے کی وہ پھبن وہ فرح ناک لالہ زار
بالیدہ وہ زمین درختوں کا وہ نکھار
آنکھوں پہ انکے ہجر کے صدمے میں کٹتی تھی
جا کر نظر چمن میں بہ مشکل پلٹتی تھی

(١٣)

کوسوں زمرّدی دُرّہ میں، وہ سحر کا نور
پھیلی ہوئی وہ روشنی جنگل میں دور دور،
وہ ڈالیوں پہ چار طرف نغمہ خواں طیور
سن لے جو انکے لحن تو زاہد کو ہو سرور
رِندوں کو بھی نشہ بڑھنے سے حالت خراب ہے
تاثیر میں ہر ایک ترانہ شراب ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴)

کھا کر ہوا سحر کی بجا کس کے ہوش ہیں
اشجار جھومتے ہیں صفت بادہ نوش ہیں
سرتا قدم نگارِ چمن سُرخ پوش ہیں
شاخیں پکارتی ہیں کہ ہم گلفروش ہیں
کیسے سے نقدِ جاں کی گرہ پہلے کھول لے
پھر جسکو ہوں پسند ادائیں وہ مول لے

(۱۵)

شانِ خدا ہے پھولوں نے رنگوں کا بندوبست
مانی کا بھی قلم ہو جنھیں دیکھ شکست
وہ صنعتیں کہ جس کے معترف ہوں حق پرست
خوشبو ہے اس ستم کی کہ جنگل ہوا ہے مست
دیکھے ہیں کب نگاہ نے گل ایسی شان کے
ہار انکے گوندھے جاتے ہیں رشتے میں جان کے

(۱۶)

پھرنا وہ قمریوں کا صنوبر کے آس پاس
آنا قریبِ گل کے وہ بلبل کا بے ہراس
وہ یاسمن کی بو وہ گلِ نسترن کی باس
دھانی وہ کونپلوں کے بدن پر نیا لباس
گلدستے نور کے ہیں چمن میں دھرے ہوئے
گلہائے ہفت رنگ سے تھالے بھرے ہوئے

(۱۷)

ہر سو نشیمنوں میں وہ بلبل کے چہچہے
جو دت میں جب کہے تو ترانے نئے کہے
کس طرح سن کے آپ میں انساں کا دل رہے
نغمہ جو گوش زد ہو تو دریا نہ پھر بہے
موقوف کچھ جواں پہ نہیں پیر بول اُٹھے
سُن لے جو گوشِ دل سے تو تصویر بول اُٹھے

(۱۸)

حمد و سپاسِ حق میں ہیں مصروف یکزباں
پہنچا ہے "یا غفور" کا غل تا بہ آسماں
طاعت کی فکر میں ہیں ادھر تازہ میہماں
ہے انتظار یہ کہ کہیں جلد ہو اذاں
ساماں کریں اطاعتِ ربُّ العلم کے
باہم صفوف بستہ ہوں پیچھے امام کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۹)

ناگہ یہ شاہِ دیں نے رفیقوں کو دی صدا — آخر ہے شب سحر کا فریضہ کرو ادا
باندھو صفیں شتاب پئے حمدِ کبریا — یہ سن کے بستروں سے اٹھے سب وہ باوفا
حمدِ خدا میں سب کے الم دل سے دور تھا
سولہ پہر کی پیاس میں چہروں پہ نور تھا

(۲۰)

رکھے سروں پہ سبز عمامے بعزّ و شاں — پہنیں قبائیں نئی رنگی ہوکے شادماں
کمریں کسیں جو تن کے یہ ہونے لگا عیاں — دنیا سے عنقریب سفر ہے سوئے جناں
ارمان دل میں نصرتِ شاہِ امم کے ہیں
عازم ریاضِ دہر سے باغِ ارم کے ہیں

(۲۱)

غنچوں سے بھی لبوں پہ تبسم زیادہ تر — سینے سے دل کو کھینچ لیں، باتوں میں وہ اثر
دیکھے کوئی انھیں تو نہ سیری ہو عمر بھر — حوروں سے کرتے تھے یہ اشارے وہ پُر جگر
دل اپنا زندگی سے زمانے میں سیر ہے
بھرتے ہیں جامِ عمر چھلکنے کی دیر ہے

(۲۲)

وہ حوصلے وغا کے وہ مرنے کے ولولے — جانباز، حق شناس، حق آگاہ، منچلے
سرکیں نہ انکے پاؤں زمیں بھی اگر ٹلے — تلواریں لیں تو خون ہو رن میں گلے گلے
تنتا تھا تیغ تیز اٹھائے ہوئے کوئی
مرفق تک آستین چڑھائے ہوئے کوئی

(۲۳)

کہتے تھے دمبدم یہ وہ جرّار و پُر جگر — ہیں وقف اپنے راہِ خدا میں ازل سے سر
وہ وقتِ صبح اور وہ دلیروں کا کرّ و فر — کھولے قبا کے بند ٹہلتے تھے شیرِ نر
حسن انکا مقتلِ شہِ والا کا زیب تھا
رن کانپتا تھا سب وہ رخِ پُر مہیب تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۴

غربت میں تین دن سے جو آبِ رواں تھا بند
پھر نماز کر کے تیمم وہ ارجمند
حاضر پئے عبادتِ خالق تھے بے گزند
مٹی سے حسن چاند سے چہروں کا تھا دو چند
حیرت سے انکی سمت فلک جھک کے تکتے ہیں
غل ہے کہ کیا غبار میں تارے چمکتے ہیں

۲۵

تھا یہ سخن کسی کی زباں پر بہ افتخار
یہ دن بھی عید سے نہیں کم ہم کو زینہار
کم ہے کریں جو شکر کے سجدے ہزار بار
حق نے کیا حسینؑ کے انصار میں شمار
ہنگامِ رزم غنچۂ خاطر کھلے گا آج
صدقے میں شہ کے اجرِ شہادت ملے گا آج

۲۶

چھیڑ انکا بھی فسانۂ دلکش اب اے زباں
جو ذی شرف تھے احمدؐ و زہراؑ کے تن کی جاں
عباسؑ سا حسیں علیؑ اکبر سا نوجواں
مسلمؑ کے لال، جعفرِ طیارؑ کے نشاں
سب کس ادب سے شہ کے قریں تھے کھڑے ہوئے
بل ابروؤں پہ شیر کی صورت پڑے ہوئے

۲۷

جس دم پئے اطاعتِ خلاقِ بحر و بر
تشریف لائے قبلۂ دیں جا نماز پر
بیٹھے مجاہدیں عقبِ شاہِ نامور
ہمشکلِ مصطفےٰ نے اذاں دی بہ کرّ و فر
صوتِ حسن سے وجد میں سب جھومنے لگے
پڑھ کر درود شاہِ عربؐ جھومنے لگے

۲۸

سن سن کے قلب کھینچتی تکبیر کی صدا
شورِ اذاں سے گونجتا تھا دشتِ کربلا
اعجاز تھا کہ لحن جگر بندِ مصطفےٰ
سو کھے لبوں کو چومتی تھی وجد میں صبا
تکبیر سن کے کفر کا دل تھر تھرا گیا
اب حد ہوئی بتوں کو خدا یاد آ گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مستانہ وار محو تھے عالم کے خشک و تر — پیدا تھا لحنِ حضرتِ داؤدؑ کا اثر
شوقِ سماع میں ہمہ تن گوش تھے حجر — بے اختیار جھومتے تھے وجد میں شجر
(۲۹)
کر سکتا تھا نہ دور رگوں میں جو خون تھا
گیتی کو زیرِ قبۂ گردوں سکون تھا

کوثر جناں سے شوق میں بڑھتا تھا بار بار — قطبِ جہاں بھی اپنی جگہ پر تھا بیقرار
غلمان پکارتے تھے زہے شانِ کردگار — حور و ملک کا قول تھا کہ اس آواز کے نثار
(۳۰)
شعلے تھے محوِ شوق میں دوزخ خموش تھا
بحر انتہا کہ قلزمِ رحمت کو جوش تھا

اتنا بھلا تو لحن ہو پُر جذب و پُر اثر — پانی کنوؤں سے ابلا تھا چشموں کو چھوڑ کر
موتی صدف کو توڑ کر ابھرے تھے آب پر — خشکی میں کھنچ کے آگئے دریا کے جانور
(۳۱)
پتوں پہ شب سے اوس کی بوندیں جمی رہیں
سننے اذاں فرات کی موجیں جمی رہیں

فارغ ہوئے اذاں سے جو ہمشکلِ مصطفیٰ — کی شہؑ کے پاس آکے اقامت کی ابتدا
ہر لفظ سے تھی صاف عیاں قدرتِ خدا — اس حسن سے ہوئی جو اقامت کی انتہا
(۳۲)
عازم نمازِ صبح کے چھوٹے بڑے ہوئے
طاعت کو حق کی قبلۂ دیں اٹھ کھڑے ہوئے

وہ آخری نمازِ جماعت کا اہتمام — ترتیب میں صفوں کی تھے مصروف خود امامؑ
آگے تھے یوں سبھوں کے امامؑ خجستہ کام — قرآں میں جس طرح مقدم خدا کا نام
(۳۳)
ہر اک تھا دل سے طاعتِ حق پر تلا ہوا
وہ نور کی صفیں تھیں کہ مصحف کھلا ہوا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۴)
جب پڑھ چکے نماز شہنشاہِ بحر و بر
اُٹھے درود پڑھتے ہوئی سب وہ نامور
آئے مصافحہ کو ادب سے جھکائے سر
چومے سبھوں نے دستِ امامؑ خجستہ فر
قیدِ غم و ملال سے آزاد ہو گئے
آنکھیں مَلیں قدم پہ تو دلشاد ہو گئے

(۳۵)
فارغ ہوئے جو پڑھ کے وظائف شہِ ہُدا
درگاہِ حق میں ہاتھ اُٹھا کر یہ کی دُعا
تو راحم و رحیم ہے اے مصدرِ عطا
کر رحم ہم غریبوں پہ اب بہرِ مصطفےٰ
اعدا کے ظلم و جور و جفا سے نجات دے
یارب مسافروں کو بلا سے نجات دے

(۳۶)
محوِ دعا تھے حق سے ادھر سرورِ امم
ناگہہ بہ قصدِ جنگ بڑھی فوجِ بد شِیَم
تیغیں کھنچیں علم ہوئے نیزے کھلے علم
گرجے دہل کہ ہل گیا سب وادیٔ ستم
اعدا کے سرکشی سے جو حوصلے بڑھے ہوئے
تیغیں پکڑ کے یاورِ شاہؑ اٹھ کھڑے ہوئے

(۳۷)
تیر آئے فوجِ ظلم سے جب تا حرم سرا
ڈیوڑھی پہ آ کے حضرتِ فضہؑ نے یہ کہا
خیمے میں جلد آئیے یا شاہِ کربلا
یہ سن کے جانماز سے اُٹھے شہِ ہُدا
خادم عقب میں رہ گئے آقا چلے گئے
خیمے میں منتشر شہِ والا چلے گئے

(۳۸)
جا کر محل میں شاہؑ نے دیکھا یہ ماجرا
اہلِ حرم میں شورِ قیامت ہے اک بپا
بکھرائے سر کے بال ہیں زینبؑ برہنہ پا
کرتی ہیں ہاتھ اٹھا کے یہ اللہ سے دُعا
تو راحم و رحیم ہے پیاسے پہ رحم کر
بہرِ علیؑ، نبیؐ کے نواسے پہ رحم کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۹)

گویا ہوئے بہن سے یہ شاہنشہِ ہدیٰ — ہوتی ہو بدحواس ابھی سے یہ کیا کیا
روتی ہو تم پھٹتا ہے سینے میں دِل مرا — خواہر مصیبتوں میں تحمّل کرو ذرا
اندوہ و غم میں دِل پہ ذرا جبر چاہیے
بیٹی ہو صابرہ کی تمہیں صبر چاہیے

(۴۰)

بس رو چکیں اُٹھو کہ ہے عاجل یہ تلخ کام — مضطر نہ اسقدر ہو پئے خالقِ انام
کمریں کسے جہاد کی عازم ہے فوجِ شام — منظور ہے کہ جا کے کروں حجّتیں تمام
فرصت کہاں جو وقت ملے کچھ کلام کی
ملبوس جلد لا دو رسولِ انام کی

(۴۱)

گویا ہوئیں یہ حضرت زینبؑ بصد بکا — یہ کیا کہا زباں سے؟ بہن آپ پر فدا
ہے ہے یہی وہ روز ہے یا شاہِ کربلاؑ — جس دن کی دے گئے تھے خبر ختمِ انبیاؐ
باغ رسولؐ آپکے اجڑنے کا روز ہے
کیا بھائی سے بہن کے بچھڑنے کا روز ہے

(۴۲)

بولے حسینؑ ہاں یہ وہی دن ہے قہر کا — اُٹھیں یہ سُن کے خواہرِ سلطانِ کربلاؑ
کھولا تبرکاتِ نبیؐ کو بصد بکا — لائیں قبائے پاک شہنشاہِ انبیاؑ
حد سے فزوں قلق ہوا جامے کو دیکھکر
رونے لگے حسینؑ عمامے کو دیکھکر

(۴۳)

اُٹھ کر جو زیبِ تن کیا مولانے وہ لباس — خیمے میں بس گئی گُلِ باغِ نبیؐ کی باس
بہنیں بلائیں لیکے پھریں گرد بےحواس — خواہر سے بولے رو کے یہ سلطانِ حق شناس
راحت کہاں ہے دور میں اس چرخِ پیر کے
اب اسلحے منگا دو جنابِ امیرؑ کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۴)

لائیں پرِ حسن کے زینبؑ غمگین و سوگوار — سجنے لگے سلاح شہنشاہِ نامدار

مثلِ پدرؑ گلے میں حمائل کی ذوالفقار — پہنی زرہ علیؑ ولی کی بصد وقار

رکھا عمامہ سر پہ جو حیدرؑ کی شان سے

آوازِ فتح آنے لگی آسمان سے

(۴۵)

پردہ اُٹھا کے خیمے کا اِتنے میں ایک بار — خیمے میں آئے حضرتِ عباسؑ نامدار

بولے گلے لگا کے یہ سلطانِ ذی وقار — لو بھائی جلد لو علمِ شیرِ کردگار

غازی نے سر کو فرطِ ادب سے جھکا لیا

تسلیم کر کے رائتِ شیرِ خدا لیا

(۴۶)

بھائی کو دیکھے منصبِ حیدرؑ رشکِ زمن — کہنے لگے بہن سے یہ باصد غم و محن

عازم ہیں دشتِ جنگ کا خواہرِ بے وطن — سونپا تمہیں حمایتِ خالق میں اے بہن

دل میں جو داغ ہیں تمہیں کیونکر دکھائیں ہم

ہٹ جاؤ تم، سکینہؑ کو لیکر تو جائیں ہم

(۴۷)

القصہ اہلبیتؑ سے مِل کر بہ دردو یاس — نکلے محل سرا سے امامِ فلک اساس

ہمراہ تھے علم لئے عباسؑ حق شناس — دو شیرِ قاسمؑ و علی اکبرؑ سے آس پاس

بیٹے بہن کے سایہ صفت ساتھ ساتھ تھے

بل ابروؤں پہ تیغ کے قبضے پہ ہاتھ تھے

(۴۸)

ناگاہ گردِ رائتِ عرش احتشام کے — آکر کھڑے ہوئے رُفقاء تشنہ کام کے

سب نے کئے رسوم ادا احترام کے — کیں منّتیں بہ شوق پھریرے کو تھام کے

مانیں مُرادیں آبرو پانے کے واسطے

چلّے بندھے بہشت میں جانے کے واسطے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پھیلا ہوا یہ سبز پھریرے کا جب سحاب ۔ پرتو سے ہر طرف ہوا برپا یہ انقلاب
دریا میں صاف گنبدِ خضرا بنے حباب ۔ پانی میں سبز آیا نظر سب کو آفتاب
جس سے عجب فزوں ہو وہ منظر نظر پڑا
چار آئینوں میں قلزمِ اخضر نظر پڑا (۴۹)

مثلِ گیاہ دھوپ ہری ہو گئی جو سب ۔ تسکین دِل کا سبز پھریرا بنا سبب
ٹھنڈک سے اِک کشش جگرِ دشمن ہوئی غضب ۔ کم ہو گیا دِلوں پہ جو گرمی سے تھا تعب
ذرّے زمرّدیں تو چرخِ کُہن بنے
پھل برچھیوں کے برگِ نہالِ چمن بنے (۵۰)

وہ شان وہ شکوہِ علمدار وہ علم ۔ جھک جھک کے چومنے لگی فتح و ظفر قدم
حیرت سے تھا یہ شور سرِ وادیِ ستم ۔ اُس شیر کا پسر ہے یہ ذی جاہ و ذی حشم
جاتا تھا مثلِ برق صفِ اشقیا پہ جو
درِ قلعہ کا اکھاڑ کے ٹھہرا ہوا پہ جو (۵۱)

آگے بڑھے وہاں سے جو وہ عاشقِ الست ۔ مُڑ کر شتاب سوئے شہنشاہِ حق پرست
بولے یہ تیغیں کھینچ کے اصحاب تیز دست ۔ دیجے رضا تو کریں لڑائی کا بندوبست
لاشوں سے خندقیں دمِ پیکار پاٹ دیں
سر افسروں کے دھڑ سے رسالوں میں کاٹ دیں (۵۲)

بولے یہ مسکرا کے شہنشاہِ ذی وقار ۔ میں دیکھتا تھا لشکرِ اسلام کی بہار
جیسے ہر ایک شیر کا میداں ہی ہے کچھار ۔ باعث تھا یہ دیا جو نہیں اِذنِ کارزار
گر سرکشوں کو پاسِ حمیّت ذرا نہیں
جاؤ پئے وغا میں تمہیں روکتا نہیں (۵۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۵۴)

ناحق کا ظلم اب پئے قلب و جگر ہے جبر / ہو جائے آب سر سے جو اونچا تو کیا ہو صبر
چھایا ہوا ہے ذہن میں ہر اک سو حسد کا ابر / منھ پر چڑھیں شغال تو پھر تن نہ دیکھوں سر
بیتاب زخم تیغ و سناں کھا کے ہو گئے
سیدھے یہ سرکشی کی سزا پا کے ہو گئے

(۵۵)

اذنِ جہاد پا کے شہِ دیںؑ سے وہ دلیر / تیغیں سنبھال کر بصد انداز مثلِ شیر
در آئے فوجِ شر میں بہ عجلت، ہوئی نہ دیر / بھاگے وہ رخ کو پھیر کے، لے آئی موت گھیر
دم بھر میں بستیاں تھیں جو ہمت کی لٹ گئیں
کانپے یہ ہاتھ ڈر سے کہ تلواریں چھٹ گئیں

(۵۶)

رن میں جما جما کے قدم سب بہ احتشام / یوں حملہ ور ہوئے کہ ہوا شش جہت میں نام
جو پیل تن تھے موت کے آئے انھیں پیام / لاشوں سے دشتِ کیں کی پٹیں خندقیں تمام
جاتا نظر کا پیک جو فکرِ شمار میں
ملتے نہ دس جواں بھی سلامت ہزار میں

(۵۷)

ہاتھوں کی صرف ہو گئیں جب یہ طاقتیں / ہونے لگیں سقیم دلیروں کی حالتیں
زندہ رہیں حسینؑ، دلوں کی تھیں حاجتیں / تن تن کے تیر کھانے سے ملتی تھیں راحتیں
پیغامِ موت، دارِ فنا میں جو آ گئے
سوئے بہشت آہ وہ سب باوفا گئے

(۵۸)

نکلے وغا کو پھر شہِؑ والا کے رشتہ دار / زینبؑ کے لال، مسلمؑ بیکس کی یادگار
شبرؑ کی جان قاسمؑ ذیجاہ و ذی وقار / عباسؑ نامدار کے بھائی خجستہ کار
اک ایک بے عدیل تھا شوکت میں شان میں
انکی وغا کا ذکر ہے اب تک جہان میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۵۹)
تا دیر لڑ کے مر گئے جب و نکو شیم
لاشیں اُٹھانے رہ نہیں گئے سرورِ امم
دوڑے عقب میں اکبرؑ و عباسؑ ذی حشم
آنکھیں غمِ فراق میں تھیں آنسوؤں سے نم
کہتے تھے رہ نہیں گود کے پالے گزر گئے
کیا ہم بھی سخت جاں ہیں کہ اب تک نہ مر گئے

(۶۰)
خیمے میں لائے رن سے جو لاشیں اُٹھا کے شاہؑ
سر پیٹنے لگے حرمِ شاہِ دیں پناہ
فرمایا اُن سے مادرِ قاسمؑ نے مڑ کے آہ
جنگل میں ہائے ہو گئی بستی مری تباہ
تازہ، جگر میں داغِ حسنؑ آج ہو گیا
لوگو جہاں میں گھر مرا تاراج ہو گیا

(۶۱)
سمجھا رہے تھے اہلِ حرم کو ابھی امامؑ
ناگاہ آئے خیمے میں عباسؑ نیک نام
کی عرض دست بستہ کہ یا شاہِ خاص و عام
اب جاں بلب ہے درد مصیبت سے یہ غلام
قابو میں دل نہیں کہیں مدعا ملے
فدوی کو بھی اجازتِ دشتِ وغا ملے

(۶۲)
یہ سن کے مضطرب ہوئے سلطانِ بحر و بر
پہلو میں دل کے ساتھ تڑپنے لگا جگر
بولے یہ یاس، بھائی کے چہرے کو دیکھ کر
لازم تمہیں ہمارے مصائب پہ ہے نظر
تم سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہیں مجھے
بھائی جدا ہو تم سا، گوارا نہیں مجھے

(۶۳)
تکتے تھے شہ ابھی رخِ عباسؑ نامدار
ناگاہ آئی آٹھ کے سکینہ جگر فگار
برسا کے اشک آنکھ سے بولی بحالِ زار
عمو نہیں ہے پیاس سے اب قلب کو قرار
سوکھے ہیں ہونٹ غم سے کلیجہ نڈھال ہے
بابا زیادہ اب مرا جینا محال ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

روئے لگے یہ سن کے علمدار باوفا
لب برگِ گل سے چوم کے ارشاد یہ کیا
گودی میں جھک کے بالی سکینہ کو لے لیا
دِل میں کُڑھو نہ تم، یہ چچا تم پہ ہو فدا
مشکیزہ لے کے بی بی سے دریا پہ جاتے ہیں
چاہا خدا نے تو ابھی پانی پلاتے ہیں

٦٤

یہ سن کے شاد ہوگئی وہ غیرتِ قمر
اُتری چچا کی گود سے اشکوں کو پونچھ کر
مشکیزہ ایک سوکھا سا لے آئی جلد تر
بولے اِک آہ بھر کے یہ عباسؑ نامور
ہوتی ہے دیر کرم دو سفارش حسینؑ سے
دلوا دو اذنِ جنگ شہِ مشرقین سے

٦٥

عباسؑ نے کئے جو بھتیجی سے یہ کلام
بولے اک آہ بھر کے یہ سلطانِ خاص و عام
کس واسطے ہے بھائی یہ کوشش یہ اہتمام
جانے سے تم کو اب نہیں مانع یہ تلخ کام
مرضی میں کردگار کی کیا اختیار ہے
بڑھ کر ملو گلے سے کہ دل بیقرار ہے

٦٦

بولے یہ سن کے حضرتِ عباسؑ خوش لقب
خادم کے دل میں تابِ تحمل نہیں ہے اب
گرمی میں قحطِ آب سے جانوں پہ ہے تعب
سولہ پہر کی پیاس سے بچے ہیں جاں بلب
چہرے ہیں زرد جانوں کا بچنا محال ہے
اصغر پڑا ہے غش میں سکینہ نڈھال ہے

٦٧

یہ کہہ کے سوئے در جو بڑھا جانِ مرتضیٰ
آکر قریب ڈیوڑھی کے دیکھا یہ ماجرا
سر کو جھکائے زوجہ کھڑی ہے برہنہ پا
کھولے سروں کو روتے ہیں اطفال مہ لقا
گیسو اٹے ہیں خاک سے دل دردناک ہیں
کرتے ہیں پاش پاش گریبان چاک ہیں

٦٨

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

روئے یہ حال دیکھ کے عباسؑ نامدار — جھک کر گلے لگا لیا دونوں کو ایک بار
منھ رکھ کے منھ پہ پیار سے بولے پدر نثار — بچّو! ہمارے ہجر میں تم ہو نہ بے قرار
(۶۹)
تم جانتے ہو دل میں بہت ہم شفیق ہیں
ہم سے زیادہ قبلۂ عالم شفیق ہیں

تسکین دیکے بچّوں کو زوجہ سے یہ کہا — صاحب، تمہیں روا نہیں یہ نالہ و بکا
کس کی بہو ہو غور کرو دل میں اک ذرا — لازم ہے صبر، ہجر کا صدمہ ہی گو سوا
(۷۰)
ہی کون شخص جس نے یہ صدمہ سہا نہیں
دل کو سنبھالو، آہ و فغاں یہ روا نہیں

رقّت کو ضبط کرکے یہ بولی وہ دلفگار — اچھا برا سمجھتی ہے اپنا یہ سوگوار
صاحب نے جو کہا نہیں شک اس میں زینہار — مانے نہ قلب، گر تو بھلا کیا پھر اختیار
(۷۱)
نصرت امامؑ دیں کی ہر اک آن کیجیے
بہتر ہے سر امامؑ پہ قربان کیجیے

کہتی ہی اب خوشی سے یہ ناشاد جایئے — سینے پہ برچھیاں دمِ پیکار کھایئے
تا عمر اپنے ہجر میں مجھ کو رلایئے — بچّوں کو پیار کرکے گلے سے لگایئے
(۷۲)
روتے ہیں بیقراری میں نازوں کے پالے ہیں
بتلایئے صغیر یہ کس کے حوالے ہیں

بولے یہ سن کے حضرتِ عباسؑ نامور — مالک ہی ہر بشر کا خداوند بحر و بر
بچّوں کی سمت سے نہ کرو دل میں کچھ خطر — ہوں گے جواں خدا کی عنایت سے یہ قمر
(۷۳)
اجداد کی روش پہ جہاں میں چلیں گے یہ
فضلِ خدا سے خلق میں پھولیں پھلیں گے یہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۴)

گونجا صدائے طبل سے جب عرصۂ قتال
مارا لہو نے جوش، اٹھا مرتضیٰؑ کا لال
بولی سکینہؑ آگئی کیا فوجِ بد خصال
عباسؑ نے کہا کہ میں زندہ ہوں کیا مجال
سوئے عدو نہ سوئے فرس دیکھتے ہوئے
خیمے سے نکلے تیغ کا کس دیکھتے ہوئے

(۷۵)

اندازِ رخ نکلتے ہی شیرانہ ہو گیا
برجِ مہِ منیر جلوخانہ ہو گیا
خورشید شمعِ حسن کا پروانہ ہو گیا
گردوں نثارِ شوکتِ شاہانہ ہو گیا
دیکھے جو چاک الٹے ہوئے آستین کے
تھرا گئے نہیب سے طبقے زمین کے

(۷۶)

شبدیز کے قریب جو آیا وہ شیرِ نر
رکھ کر قدم رکاب میں کی فوج پر نظر
پامال اس ادا سے نہ کیوں ہوں دل و جگر
اک ہاتھ زین پوش پر اک ہاتھ یال پر
چشمِ گہر فشاں میں شہِؑ بے نظیر کی
تصویر پھر رہی تھی جنابِ امیرؑ کی

(۷۷)

اللہ رے پاس، رتبۂ فرزندِ بوترابؑ
فتح و ظفر نے عرض کی یہ تھام کر رکاب
ہیں آپ شش جہت کے شجاعوں میں انتخاب
ہے فخر اپنا غاشیہ برداریِ جناب
گر حکم ہو تو ہو کے مجسم نثار ہوں
ہمدم قدم کے ساتھ ہیں حضرتؑ سوار ہوں

(۷۸)

صدمہ فراق کا جو صفیروں کے کم ہوا
زیبِ بساطِ زیں وہ سلیمانؑ حشم ہوا
لی باگ شہسوار نے گویا ستم ہوا
غازی چلا تو غل یہ صفوں میں بہم ہوا
دیکھے تو کوئی غور سے اِس بادپا کی شان
رکھتی ہے برق پاؤں زمیں پر خدا کی شان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٧٩)

یوں تن کے وہ دلبر بصد کرّ و فر چلا
گویا خدا کا شیر سوئے فوج شر چلا
اقبال آگے آگے قدم چوم کر چلا
پیچھے جنود نصرت فتح و ظفر چلا
دیکھے جو یہ قدم تو پڑا فرق صبر میں
پس کروٹیں جناب سلیماں نے قبر میں

(٨٠)

بھائے نہ کیوں دلوں کو وہ اُفتاد دلگداز
ہر ہر قدم پہ ہوتا ہے اک خاص امتیاز
کہہ دیں اگر اسے بھی بُراقِ فلک طراز
اہلِ نظر کو شک ہو حقیقت ہے یا مجاز
اُڑ کر اگر رواں یہ سوئے رزم گاہ ہو
دل کو کسی کے پر نہ ذرا اشتباہ ہو

(٨١)

بے شک یہ راہوار وحیدِ زمانہ ہے
گو تیز تر ہے دن سے خلق میں لیے آب و دانہ ہے
سرعت مگر بہ رنگِ رمِ آہوانہ ہے
موجِ ہوائے دشت اسے تازیانہ ہے
ہے راست دل جو پیکرِ سیماب اسے کہے
دریا جو دیکھے ماہیِ بے آب اسے کہے

(٨٢)

ٹاپوں نے وقت تیز رَوی جب دیا فشار
بیساختہ زمیں نے کہا ہو کے بے قرار
اے میرے تند خو، تری رفتار کے نثار
تھم تو ذرا کہ ساتھ چلوں لیکے میں غبار
ممنون دل و جگر ہیں خدا کی قسم ترے
زیور مرا بنے ہیں نشانِ قدم ترے

(٨٣)

اب ہو گیا ہے تجھ سے کلیجے کو اک لگاؤ
چالاکیاں بھی قہر۔ قیامت ہے آؤ جاؤ
پستی ہوں دیکھ کر تری رفتار کے بناؤ
بتلا تو جا کہ کس نے سکھائے یہ رکھ رکھاؤ
تو چھپ گیا جو لشکرِ اہلِ نفاق میں
کیا لوں گی کروٹیں میں ترے اشتیاق میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۴)

پرواز میں بُراق کا ہمتا تو ہی تو ہے
شوخی میں رشکِ برقِ تجلّی تو ہی تو ہے
دِل چھینتا ہے جو وہ چھلاوا تو ہی تو ہے
رفتار میں قیامتِ کبریٰ تو ہی تو ہے
جلدی ہے کیا ٹھہر کے ذرا رُخ اِدھر تو کر
اُٹھ بیٹھے ہیں مزار و نشیں مُردے نظر تو کر

(۸۵)

اے بازوئے امامِ زمانہ کے راہوار
اب اِس روش سے چل سرِ میدان زینہار
ہوتے ہیں حورِ عینِ جناں میں جگر فگار
کیسی یہ چال ہے کہ ہلے جاتے ہیں مزار
مسحور اہلِ کیں ہوئے، ساحر ٹھہر کہیں
دم بھر کو فنِ قہر کے ماہر ٹھہر کہیں

(۸۶)

کب جھوٹ ہے کہیں تجھے نظریں جو بےمثال
مُٹھی ہیں حور کے ترے سُم اور پری جمال
لیکن ستارہائے فلک نعل ہیں ہلال
سُنبل لگائے جسکو گلے سے ہیں وہ یال
کچھ لطف بے بسی سے بہر طور بڑھ گیا
آنکھیں اُبل پڑیں تو جمال اور بڑھ گیا

(۸۷)

چھل بل میں رشکِ آہوئے تاتار بھی تو ہے
رفرف سے تیز تر دمِ رفتار بھی تو ہے
بے شبہہ اپنے صنف میں عیّار بھی تو ہے
تو صاعقہ صفت دمِ پیکار بھی تو ہے
اِس فلسفہ کا گو نہ مُعرّف زمانہ ہو
چاہے جو تو، تو موجِ ہوا پر روا نہ ہو

(۸۸)

میدانِ رزم تنگ ہے کیونکر چلے پھرے
راکب جو چاہے چرخ پہ دم بھر چلے پھرے
راضی ہوں گر صدف تو گہر پر چلے پھرے
مردم کہیں تو آنکھ کے اندر چلے پھرے
کوچہ میں گر رگوں کے ہو جولاں خبر نہ ہو
کاوے کرے جو تُو تو مُشبک جگر نہ ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۸۹

اَللہ رے نورِ چہرۂ عباسؑ باوفا — مغلوب جس سے مہرِ منوّر کی ہو ضیا
دیکھے گلاب اگر گلِ عارض تو ہو فدا — آنکھوں میں نورِ چشمِ علیؑ ہے بھرا ہوا
قسمت کو ہو عروج سوا مہر و ماہ سے
دیکھیں کسی کو گر یہ کرم کی نگاہ سے

۹۰

مژگاں کی نوک چبھونک ہے حق میں ہر اک کے تیر — ہیبت سے ہو گئے قدر انداز گوشہ گیر
حورانِ خلد انکی محبت میں ہیں اسیر — سرتیزیاں ہیں وہ کہ لرزتا ہے چرخ پیر
ہنگامِ غیظ گر حرکت بار بار ہو
قلبِ عدو خیال سے انکے فگار ہو

۹۱

طغرائے فردِ حسن ہیں ابروئے بےمثال — ہے حسن ان کا زیب دہِ دفترِ جمال
جا کر قریب سے جو مبصر کریں خیال — مہرِ مبیں میں صاف نظر آئیں دو ہلال
مثل انکا غرب و شرق میں حق کی قسم نہیں
محرابِ کعبہ کو بھی میسّر یہ خم نہیں

۹۲

لب ارغواں کے پھول کے پتّے ہیں منّ و عن — دنداں دہن میں ہیں کہ صدف میں دُرِ عدن
دریا وفا کا سینے کے اندر ہے موجزن — بازو وہ جسمیں قوّتِ بازوئے بت شکن
کب یہ صفت ہے جسم سے گر سر اکھاڑ لیں
ہیں ہاتھ وہ کہ جو درِ خیبر اکھاڑ لیں

۹۳

سچی ہے بات اسمیں نہ کچھ شبہہ ہے نہ شک — کیوں پوچھے غیر سے کوئی شاہد ہے جب فلک
بسمل ہے شوقِ دید میں زیرِ زمیں سمک — ان مچھلیوں کا شور ہے ماہی سے ماہ تک
عباسؑ ہیں جو مشکِ سکینہؑ لئے ہوئے
رُخ ہیں سوئے فراتِ الٰہی بچے کئے ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خوشبو وہ جسم میں کہ تصدّق جناں کا باغ
وہ اُنگلیاں کہ جن سے ملے خُلد کا سُراغ
روشن ہتھیلیاں ہیں حمتکے ہیں چراغ
ناخُن وہ جن سے قلب پہ ہے ماہِ نو کے داغ (۹۴)
پیچھے ہٹیں گے جم کے نہ یہ بے گُماں قدم
مشہور ہیں ثبات میں قُطبِ جہاں قدم

قامت کی اس کی شرح نہ کیونکر مُحال ہو
گر ہمسری کا سروِ کے دل میں خیال ہو
جو شیر باغِ مُرتضویؑ کا نہال ہو
بادِ خزاں سے سبزہ صفت پائمال ہو (۹۵)
ہے انکی مثل اور نہ جواب اس ولی کا تھا
قامت وہی ہے یہ کہ جو قامت علیؑ کا تھا

فردوس کے صنوبر و شمشاد ہیں کدھر
دیکھیں تو آکے قامتِ موزوں کو اک نظر
نازش بہت ہے دل میں انھیں قدِّ راست پر
سانچے میں ہے ڈھلا ہوا قدرت کی سر بسر (۹۶)
قمری جو دیکھے حُسنِ قدِ خوشگوار کے
پھینکوا دے سروِ باغ کو صدقے اُتار کے

تازی پہ راستے میں ابھی تھا وہ شیر نر
پھرتے تھے بدحواس صفوں میں اِدھر اُدھر
قابو میں تھے نہ خوف سے کُفّار کے جگر
کہتے تھے دل میں آج زمانے سے ہے سفر (۹۷)
پُتلے بنے ہوئے تھے لعیں انتشار کے
تجویز کر رہے تھے طریقے فرار کے

اعلانِ دبدبہ یہی کرتا تھا بار بار
آہو خصال سب رہیں جانوں سے ہوشیار
دابے فرس کو آتے ہیں عباسؑ نامدار
کھیلے گا دھنس کے فوجِ عدو میں اسد شکار (۹۸)
غافل سپاہ میں نہ کوئی تند خو رہے
ضیغم ہے اب قریب، نظر چار سو رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹۹)
ہے زیبِ دوش، لشکرِ اسلام کا نشاں — پنجہ ہے جسکا مہر سے دہ چند ضو فشاں
پھریرا ہوا سے ہل کے مہکتا ہے بے گماں — تازہ ہوا ہے سونگھ کے جسکو مشامِ جاں
رتبے پہ اسکے چشمۂ کوثر کو رشک ہے
سوکھی سی جو بندھی ہوئی پرچم میں مشک ہے

(۱۰۰)
نکلا ہے گھر سے فکر میں پانی کی یہ حسین — لشکر نے راہ نہر کی روکی اگر کہیں
خود دیکھ لینگے آنکھ سے اربابِ بغض و کیں — یہ ابنِ بوتراب الٹ دیگا یہ زمیں
دیکھو نہ کم نگاہ سے اس خوش صفات کو
لڑ بھڑ کے چھین لیگا یہ نہرِ فرات کو

(۱۰۱)
رتبہ پدر کا اسکے دو عالم پہ ہے جلی — بازوئے رسولِ پاک کا، اللہ کا ولی
تلوار جس کی بدر میں، صفین میں چلی — خیبر کشا، امیرِ عرب، مرتضیٰ علی
معجز نما و بت شکن و دلپذیرِ خلق
غازی، سوارِ مہرِ نبوت، امیرِ خلق

(۱۰۲)
قربِ عدو جو آپ اڑا کر شہاب آئے — چلائے خیبری کہ ہٹو بوتراب آئے
یوں آپ شوقِ جنگ میں با صد شتاب آئے — جیسے سوئے نشیب بلندی سے آب آئے
دہشت سے نامیوں کے جگر منہ کو آ گئے
جن میں ثبات تھا وہ قدم ڈگمگا گئے

(۱۰۳)
خیمے سے ابنِ سعد برآمد ہوا ادھر — آمادۂ وغا ہوئے شیرانِ پُر جگر
بڑھ کر پرے جمانے لگا شمرِ بد گہر — بھالے سنبھالنے لگے ہاتھوں میں اہلِ شر
فوجوں کی تیرگی تھی کہ آندھی سیاہ تھی
تلواریں اتنی کھنچ گئیں جتنی سیاہ تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(١٠٤)

جنگی صفوں سے بند ہوئی ہر طرف کی راہ
تکنے لگے ادھر کے سوارانِ کینہ خواہ
علموں کے جا بجا جو پھریرے کھلے سیاہ
کالی گھٹائیں چھا گئیں مابینِ رزمگاہ
دَم کافروں کے گھٹتے تھے دوبھر حیات تھی
دن اسطرف تھا، لشکرِ شامی میں رات تھی

(١٠٥)

نکلے جو پشت سے دمِ پیکار پُر دغا
قبضے پہ ہاتھ شیر کے انداز سے دھرا
غصّے کو ضبط کر کے پھر ارشاد یہ کیا
ہے مجھ میں زورِ فاتحِ خیبر بھرا ہوا
عاجز وغا سے پیاس میں زنہار مَیں نہیں
ٹکرا نہ دوں جو سر تو علمدار مَیں نہیں

(١٠٦)

تم کو اگر ہے دینِ محمدؐ پہ اعتبار
ناحق کو پھر دلوں میں ہے شبیرؑ سے غبار
دنیائے بے ثبات میں اے قوم نابکار
کس نے بجز تمہارے روش کی یہ اختیار
ظلم و ستم رسولؐ کے جانی کے واسطے
سیدؑ کی جان لیتے ہو پانی کے واسطے

(١٠٧)

گرمی میں تین دن سے سرِ دشت بغض و کیں
ہیں جاں بلب عطش سے صغیرانِ مہ جبیں
سوکھی زبانیں جب وہ دکھاتے ہیں نازنیں
غش کھا کے غم سے خاک پہ گرتے ہیں شاہِ دیںؑ
پانی نہ دو انھیں یہ ترحّم سے دور ہے
ہے رنج ہم سے یا کوئی اُن کا قصور ہے

(١٠٨)

پانی کی روک سخت دلی کی ہے یہ دلیل
پر خوف اسکا کچھ نہیں اللہ ہے کفیل
کہنا نہ ابنِ ساقیِ تسنیم و سلسبیل
گر وقتِ دار و گیر نہ تم کو کیا ذلیل
یہ تیغ تیز کھینچ کے الٹا دیگی دہر کو
لیجاؤنگا میں کاٹ کے خیمے میں نہر کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہونگے سپہ گری کے وغا میں عیاں ہنر
آئینگے کام گرز نہ کام آئے گی سپر
کہنا نہ آج سے اسد اللہ کا پسر
پیلے نہ شامیوں کی یہ تلوار اگر خبر (۱۰۹)

رنخوت کا ہے یہ نشہ کہ پہچانتے نہیں
عباسؑ میں ہوں کیا مجھے تم جانتے نہیں

آئے اسد پہ تیر جو لشکر سے تین چار
بل پڑ گئے جلال سے ابرو پہ ایک بار
گیتی ہلی نمود ہوا قہر کردگار
کھینچی پدر کی شان سے شمشیر آبدار (۱۱۰)

باہر ہوئی غلاف سے وہ تیغ اس طرح
مضمون تازہ دل سے نکل آئے جس طرح

گو تیغ اور سپاہِ عدو میں ابھی تھا فرق
در آئی پر جگر میں ہر اک شخص کے وہ برق
تن انکے آگ ہو گئے لوہے میں تھے جو غرق
کوندی تو کانپنے لگے جرار غرب و شرق (۱۱۱)

حدت تھی اس قدر جگرِ آفتاب میں
گرمی سے خشک ہو گیا پانی سحاب میں

بجلی تھی تیغ رعد تھا نعرہ ہوا فرس
مہمیز کی دلیر نے اور پھر اُڑا فرس
اترا میانِ لشکرِ اہلِ جفا فرس
سایہ کسے ملے کہ پری بن گیا فرس (۱۱۲)

گردن اٹھا کے قصدِ فلک کا کیا کبھی
اوجھل ہوا نظر سے دکھائی دیا کبھی

ہاں ساقیِ بہشت بریں اب شراب دے
آتش لباس کہتے ہیں جسکو وہ آب دے
نیزہ لگے گا شامیوں کے آفتاب دے
پشتوں کا بادہ نوش ہوں بے حساب دے (۱۱۳)

یوں دُردِ خستۂ سر مے خانہ چاہیئے
نیت کہے کہ اب ہمیں پیمانہ چاہیئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۱۴)

یہ رندِ مدح خواں، نہیں شک اس میں زینہار

مشہور ہے جہاں میں بزرگوں کا یادگار

مے پی کے ذہن تیز جو ہو وقتِ کارزار

لکھے ثنائے تیغِ علمدارِ نامدار

سُرعت بڑھے یہ خامۂ مضموں نگار کی

قرطاس پر دکھائے روش ذُوالفقار کی

(۱۱۵)

کھنچ کر جو تیغ حضرتِ عباسؑ کی چلی

اعدا جھجک جھجک کے پکارے کہ یا علیؑ

مابینِ فوج پڑ گئی آفت کی کھلبلی

سر سے نہ وقتِ جنگ، قضا ایک کے ٹلی

اللہ رے رعب بازوئے سلطانِ پاک کا

جو گر گیا زمیں پہ وہ پُتلا تھا خاک کا

(۱۱۶)

بے سر تھا فوج میں کوئی، بے دست و پا کوئی

دو ہو گیا تھا تا بہ کمر شکلِ "لا" کوئی

کیا ضرب تیغ تیز بھلا روکتا کوئی

سچ یہ ہے تو یہ حواس میں اپنے نہ تھا کوئی

سر اُڑ گئے، فشار ہوا بند بند پر

اسوار پر سمند تھے، پیدل سمند پر

(۱۱۷)

وہ تیغ تیز اور وہ صیقل وہ آب و تاب

جوہر تھا ضَو فشاں کہ چمکتا تھا آفتاب

فرمانروائے مملکت و کشورِ رقاب

چھوٹا کبھی نہ اس سے مگر جادۂ ثواب

نفرت دمِ جہاد اسے جابروں سے ہے

کینہ ہے مشرکوں سے حسد کافروں سے ہے

(۱۱۸)

مثلِ خدنگ چلتے ہی دم توڑتی تھی وہ

کشتوں کا کب حساب بھلا جوڑتی تھی وہ

رخ معرکہ میں کھنچ کے کہاں موڑتی تھی وہ

سائے کی طرح ساتھ نہیں چھوڑتی تھی وہ

غبطہ کریں نہ دل یہ تفضل خدا کا ہے

عباسؑ کی جو تیغ ہے پُتلا قضا کا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۱۹)

کھینچ کر یہ جس پہ جا پڑی فی النار ہو گیا — قائلِ بُرِش کا مجمعِ کفّار ہو گیا
اِک بار جس پہ چل گئی وہ چار ہو گیا — جس سے لڑی نظر وہ خریدار ہو گیا
دیکھی ادا جو اِسکی طبعیت کو بھا گئی
جسکے گلے لپٹ گئی نیند اُس کو آ گئی

(۱۲۰)

بے شبہہ تیغ تیز سراپا ہے بے مثال — دیکھے جو بانکپن تو خجل دِلمیں ہو ہلال
جو مُرغِ دِلکو پھانس لے، پھیلا ہُوا وہ جال — پامال جس سے ہو چمنِ زندگی وہ چال
دم تھے لبوں پہ پیتے اگر خوں بہا نہ تھا
قصّہ تمام ہے کوئی سالم رہا نہ تھا

(۱۲۱)

دیکھے دمِ جہاد اگر اِک نظر اِسے
لپٹائے دِل سے دوڑ کے فتح و ظفر اِسے

(۱۲۲)

ارماں دِلوں میں بیٹھ کے وہ شعلہ ور بنے — در آ گئی جگر میں تو دردِ جگر بنے
جب خوں میں جسم غرق ہوا جان پر بنے — چمکی جو شامیوں کی صفوں میں سحر بنے
سب سُرخ ہو گئی تھی یہ عالم تھا ریت کا
ساری زمیں کا رنگ تھا کاہی کے کھیت کا

(۱۲۳)

دم بڑھتا جاتا تھا جو لہو پی کے دمبدم — کہتے تھے جبرئیل کہ اُو رہبرِ علم
ہنگامِ قتلِ لشکرِ اعدا ذرا تو تھم — سو کھے پسینہ دیدیں ہوا شہپروں سے ہم
آرام دِلکو وقتِ زد و کُشت دیجیے چل
داد اپنے بسملوں سے روانی کی لیجیے چل

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

راہی نہ پی کے سوئے جہنم ہوں کیوں قتیل
ہے یہ فنا کے آب کی رکھی ہوئی سبیل
جوہر نہ کیوں دکھائے یہ تلوار ہے اصیل (۱۲۴)
چورنگ وہ ہوئے تھے توانا تھے جن کے ڈیل
کٹ کٹ کے سر یہ کہتے تھے کیا آن بان ہے
بسمل پکارتے تھے ابھی ہم میں جان ہے

نکلے خوف سے کفار بھاگ اٹھے
بدعقل ہڑبڑا گئے ہشیار بھاگ اٹھے
ڈھالوں کی آڑ کر کے ستمگار بھاگ اٹھے (۱۲۵)
نشہ ہرن جو ہو گیا میخوار بھاگ اٹھے
سرکش ہر ایک مردم بدبخت ہو گیا
خالی قتال وقت بھی دشت ہو گیا

وہ تیغ تیز چال کا مرکب کے وہ بناؤ
ٹاپوں سے جس کے تن پہ زمیں کے پڑے دباؤ
مرکب سے کہتی تھیں یہ ہوائیں کہ تھم کے جاؤ (۱۲۶)
کہتا تھا راہوار کہ ہو دم تو ساتھ آؤ
گرمائے اور خون تو جاتا ہوں میں ابھی
دنیا کا حال دیکھ کے آتا ہوں میں ابھی

بھاگا جو رن سے لشکر بدبین بدصفات
یاد آئی دل کو دختر سلطان کائنات
شبدیز کو اڑا کے بہ عجلت وہ نیکذات (۱۲۷)
مشکیزہ کھولتا ہوا آیا سوئے فرات
بجلی صفت جو تیغ کے جوہر چمک گئے
رخ کو چھپا چھپا کے نگہباں سرک گئے

اترا میان بحر جو وہ مالک الرقاب
دم لے کے اٹھی روئے ضیا بار سے نقاب
موجوں نے چومے پائے مبارک بہ اضطراب (۱۲۸)
آنکھیں جری کے پاؤں پہ ملنے لگے حباب
دیکھا جو رخ تو مچھلیوں کا منہ اتر گیا
بہتا ہوا نہیب سے پانی ٹھہر گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۲۹)

آبِ خنک جو مشک میں دریا کا بھر گیا
آنکھوں میں اشک بھر کے یہ کی پہلے التجا
یارب یہ اب ہے سخت گھڑی رحم کی ہے جا
ہے تین دن سے تشنہ دہن آلِ مصطفےٰ
ناکامیوں کا دل میں نہ غم کھا کے میں مروں
خیمے میں مشک آب کی پہنچا کے میں مروں

(۱۳۰)

لیکن ہوا سخن نہ یہ منظورِ کبریا
نکلا فرات سے جو جگر بندِ مرتضیٰ
ہیہات پھر سے تازہ قیامت ہوئی بپا
مجمع حسود کا لبِ ساحل نظر پڑا
کس منہ سے میں کہوں کہ چلے بار بار تیر
سینہ کہاں وہ ایک، کہاں بے شمار تیر

(۱۳۱)

لاکھوں خدنگ جب تنِ تنہا کی سمت آئیں
لیں کس جگہ پناہ کہاں رن سے ہٹ کے جائیں
منصف مزاج مجھ کو یہ انصاف سے بتائیں
مشکیزہ کو کہ رایتِ اسلام کو بچائیں
محوِ جفا و جور و ستم بے تمیز ہیں
ہو مشک یا علم انھیں دونوں عزیز ہیں

(۱۳۲)

تیروں سے صد چاک مشک جو ہو چکا
سن لو اسی میں کی بنِ ورقہ نے جو جفا
سر پہ لگایا گرزِ گراں وا مصیبتا
تر ہو گیا لہو میں جگر بندِ مرتضیٰ
دکھ، درد و یاس آ کے قدم چومتے ہیں اب
گھوڑے پہ زور گھٹ جو گیا جھومتے ہیں اب

(۱۳۳)

اس پر بھی رحم کھا کے نہ اہلِ جفا ہٹے
تن میں در آئیں برچھیاں سب خوں میں بھرے
دل میں جو ولولے تھے وہ وقتِ وغا گئے
تیغوں سے ہاتھ ابنِ یداللہ کے کٹے
اے منصفو! یہ وقت سوائے اشک ہے
ٹھنڈا علم زمیں پہ پڑا نوحہ میں مشک ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہتے تھے بڑھ کے شامی کوئی پرے جائے
خیمے میں اہلبیت کے پانی نہ جانے پائے
یہ سن کے تیر پھر سپہ شام نے لگائے
آنسو قلق سے حضرت عباسؑ نے بہائے
پوری نہ آرزو دم رنج و الم ہوئی
پانی کی مشک نذرِ خدنگِ ستم ہوئی

(۱۳۴)

رہوار سے زمیں پہ گرا جب وہ باوفا
نکلی دہن سے آہ یہ حسرت بھری صدا
یا شاہؑ اب اخیر ہے یہ غم کا مبتلا
لیجے خبر شتاب پئے روحِ مصطفےٰؐ
قابو میں اب نہیں یہ دلِ ناصبور ہے
تیغوں سے برچھیوں سے بدن چور چور ہے

(۱۳۵)

کیا چین ہو غلام کو آقا سے جب ہو دور
راحت ملے جگر کو جو بالیں پہ ہوں حضورؑ
کچھ دم کا میہماں ہوں میں اے کربلا کے نور
پیشِ نگاہ خلدِ بریں کے ہیں سب قصور
قسمت نے کیا جہاں میں مدارج یہ پائے ہیں
جنت سے مرتضیٰؑ مجھے لینے کو آئے ہیں

(۱۳۶)

آواز سن کے بھائی کی گریاں چلے حسینؑ
رکھے قبا کا آنکھوں پہ داماں چلے حسینؑ
بیتاب سوئے صفدرِ ذیشاں چلے حسینؑ
تھامے کمر کو چاک گریباں چلے حسینؑ
تھا ضعف یہ نظر میں کہ ٹھوکر اکر گرتے تھے
مولا ہر ایک گام پہ غش کھا کے گرتے تھے

(۱۳۷)

لب پر سخن یہ تھا کہ برادر کدھر ہو تم
غم سے نڈھال بھائی ہے اور بے خبر ہو تم
نرغے میں اہلِ ظلم کے بے بس اگر ہو تم
ہونا نہ بے ہراس علیؑ کے پسر ہو تم
گو غم سے حالِ قلب و جگر کا عجیب ہے
تم سے یہ سوگوار مگر اب قریب ہے

(۱۳۸)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۳۹

ناگہ صدا یہ آئی کہ مولا اِدھر ہوں میں
کاری بدن پہ زخم ہیں سب خوں میں تر ہوں میں
غم آشنا ہوں حاملِ دردِ جگر ہوں میں
اے نورِ کبریا کے چراغِ سحر ہوں میں
آپ آیئے تو فرضِ ادا خادمانہ ہو
دِل بھر کے دیکھ لے تمہیں مسافر روانہ ہو

۱۴۰

پہونچے قریب تر جو بہ دِقتِ شہِ زمن
زخمی ملا زمیں پہ وہ جرّار و صف شکن
بالیں پہ جھک کے سرورِ دیں نے بصد محن
فرمایا دِل پکڑ کے یہ حسرت بھرا سخن
مغموم دِل شکستہ و ناچار آگیا
آنکھوں کو کھولو بھائی یہ غم خوار آگیا

۱۴۱

زخمی نے سن کے گریۂ شاہنشہِ ہدا
کھولی لہو بھری ہوئی آنکھوں کو اِک ذرا
تقدیر کے بگاڑ کا پیہم کیا گلہ
بولے حسینؑ، حق کی مشیت میں دخل کیا
دکھ میں عزیزِ جاں سی نعمت کو گم کیا
جو کچھ وفا کا حق تھا ادا تم نے سب کیا

۱۴۲

یہ سن کے چپ ہوئے جو شہنشاہِ ذی وقار
سر کو پٹک پٹک کے یہ بولا وہ نامدار
تیروں سے مشک چھد گئی وقتِ کارزار
ہے دِل میں یہ غلام سکینہؑ سے شرمسار
جسمِ شکستہ کو یہیں دفنائیے گا آپؑ
خیمے میں میری لاش نہ لیجائیے گا آپؑ

۱۴۳

جب عرض حال کر چکے عباسؑ نوجواں
آثارِ موت رخ سے ہوئے ناگہاں عیاں
پیہم جو آئیں نزع کے عالم میں ہچکیاں
سوئے بہشت اُڑ کے گیا عندلیبِ جاں
ہیہات زورِ بازوئے شبیرؑ گھٹ گیا
ٹوٹا کمر کا بند کلیجہ اُلٹ گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کہہ کے مرثیہ کو بس اب ختم کر قدیمؔ — اُٹھّا جہاں سے بازوئے شاہنشہِ کریم!
کم عمر تھے جو آہ وہ بچّے ہوئے یتیم — زوجہ یہ کہہ کے روتی تھی با حالتِ سقیم ۱۴۴

تقدیر مجھ ملول کی غربت میں سو گئی
لوگو یہ کیا غضب ہُوا میں رانڈ ہو گئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(کرسی پر) جناب سید خورشید حسن صاحب عرف دولہ صاحب عروج اعلی المقام
(پشت پر) ۱—سید قیصر حسن صاحب رضوی وکیل لکھنؤ
۲-جناب سید علی اصغر صاحب بلگرامی ۳-جناب سید محمد حسین صاحب قاسم
خلف الرشید و جانشین جناب عروج اعلی اللہ مقامہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں چھٹی پُشت"

دولہا صاحب

عروجؔ لکھنوی

میر انیسؔ کے پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام: سیّد خورشید حسن

تخلّص: عروج

عرفیت: دولھا صاحب

والد: میر نفیس

ولادت: ۳ رجب ۱۲۸۳ھ لکھنؤ

اولاد: لڈن صاحب فائز لکھنوی

وفات: ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ / ۱۳ مئی ۱۹۳۰ء چہار شنبہ

حیات: ۷۷ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدمات: ۲۵ مرثیے، سلام، رباعیات وغیرہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
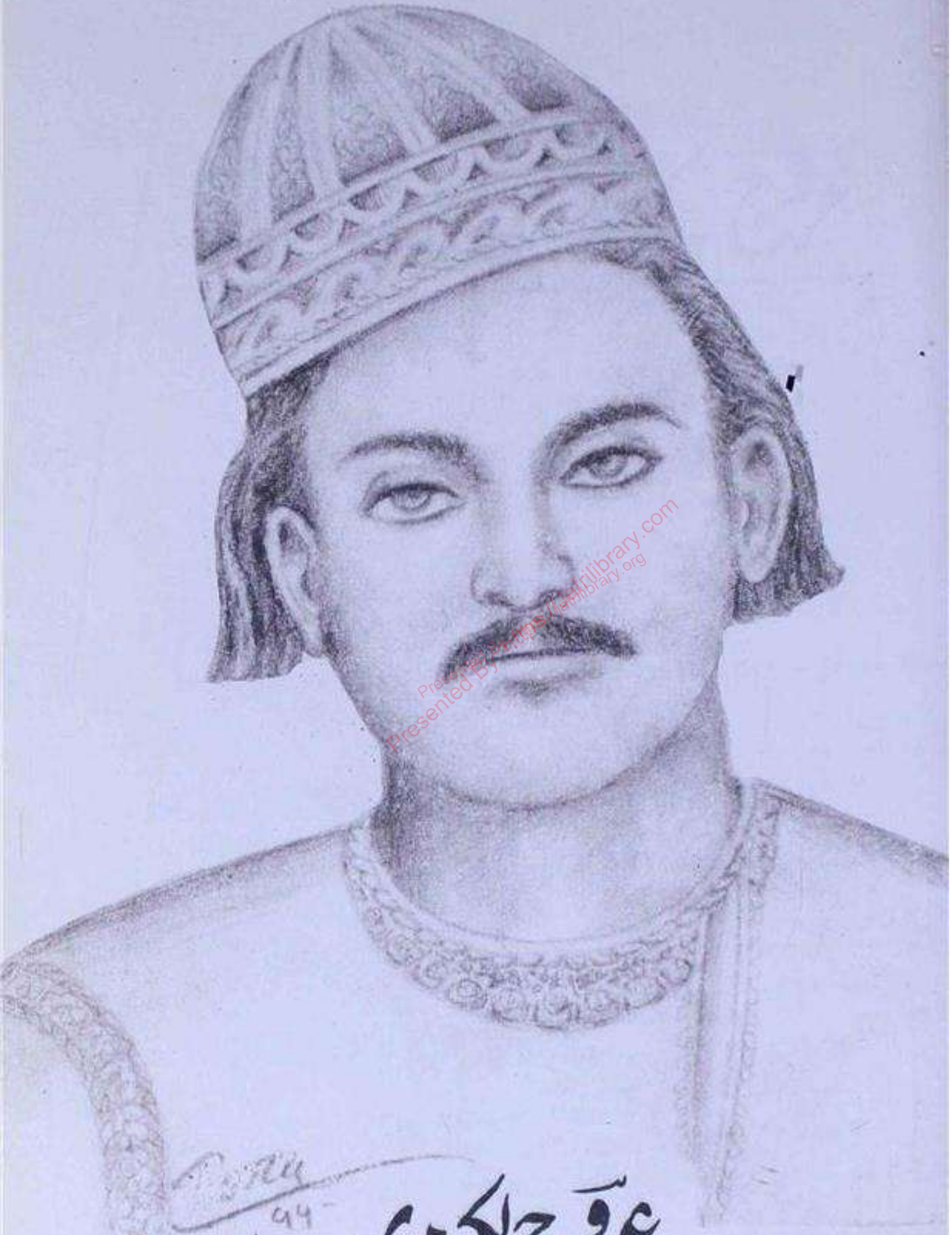
عروج کے حالاتِ زندگی

سیّد خورشید حسن نام، عروج تخلّص، میر نفیس کے نامور فرزند، میر انیس کے پوتے، عرفِ عام میں دولھا صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

ولادت

"بقولِ عروج" ان کی ولادت ۴ رجب ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۴ء میں راجہ بازار والے مکان میں ہوئی۔ بعد کو وہ مکان انیس نے تلسی رام کوہلی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔[1]

تعلیم و تربیت

سیّد محمد عباس لکھتے ہیں:-

"ابتداء میں میر نفیس کے صرف دو لڑکیاں تھیں کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تھا، اٹھارہ، انیس بچے ضائع ہونے کے بعد دولھا صاحب زندہ رہے۔ ماں باپ کے پیارے، بہنوں کے لاڈلے اور اعزہ کے چہیتے تھے، میر نفیس نے تعلیم دلوانے کی امکانی کوشش کی

۱؎ ماہنامہ "نیا دور" لکھنؤ دسمبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۸۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مگر یہ زیادہ تعلیم نہ حاصل کر سکے، اور معمولی اور واجبی تعلیم حاصل کی۔" [۱]

مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں :۔

" مولوی میر نیاز حسین صاحب سے فارسی پڑھی اور اپنے والد میر نفیس سے عربی اور عروض۔" [۲]

علمی استعداد

" دُولھا صاحب کی علمی استعداد کچھ زیادہ نہ تھی، مگر گھر میں ہر وقت علمی چرچے تھے۔ زبان کی درستی اور محاورات کی صحت کا خیال خمیر میں داخل تھا۔ شاعری کئی پشتوں سے ہوتی چلی آتی تھی، مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی آبائی ہنر تھے۔ غرضکہ تعلیم کی کمی وراثت اور ماحول نے پوری کر دی تھی۔ آپ کے کلام سے کم علمی کا اظہار نہیں ہوتا۔"

شادی

دُولھا صاحب عروج کی شادی سیتاپور کے ایک خاندان میں سیّد مہر علی نقوی کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی لڈّن صاحب فائز انھیں بیوی سے تھے، فرزند سیتاپوری (مرثیہ گو المتوفی ۱۹۲۹ء) دُولھا صاحب کے ہم زلف تھے۔

شاعری کی ابتداء (پہلا مرثیہ اور پہلی مجلس)

عروج مرثیہ خوانی اور مرثیہ گوئی میں اپنے والد میر نفیس کے شاگرد تھے۔ سیّد محمد عباس لکھتے ہیں :۔ " ۱۳۱۸ھ ہجری میں باپ کے انتقال پر پہلا مرثیہ نظم کر کے ۲۵ رجب کو پڑھا جس کے چہرے میں والد مرحوم کے کچھ اوصاف و محامد بھی

---

[۱] پندرہ روزہ "اَنیس" لاہور، جلد ۲ شمارہ ۲ ——— [۲] نگارشاتِ ادیب ص ۲۰۵

[۳] نگارشاتِ ادیب صفحہ ۲۰۵ :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By https://Jafrilibrary.com

نظم کئے۔ مرثیہ خوب پڑھے اور مجلس خوب ہوئی اس کے بعد سے برابر شہرت ہوتی گئی۔ [1] " لیکن مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں :۔ عروج کے فرزند و جانشین فائز (سید محمد حسن عرف لڈن صاحب) کا بیان ہے کہ لکھنؤ کے محلہ نواز گنج میں شہزادے مرزا صاحب کے یہاں حضرت عروج نے پہلے پہل اپنا کہا ہوا مرثیہ پڑھا تھا، جس کا مطلع یہ ہے :۔

"ہاں اے قلم صدق رقم نور فشاں ہو" [2]

حالانکہ (یہ مرثیہ میر نفیس کی جلد "دفتر غم و بحر ماتم" میں ۱۹۱۶ء میں میر نفیس کے نام سے شائع ہو چکا ہے)۔

لکھنؤ کی چند خاص مجلسیں

مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں :۔

"لکھنؤ میں حضرت عروج کے پڑھنے کی جو سالانہ مجلسیں مقرر تھیں، ان میں دو مجلسیں خاص کر قابل ذکر ہیں، ایک وہ جو ماہ شوال کے تیسرے اتوار کو پرانے نخاس میں اکرام اللہ خاں کے امام باڑے میں ہوا کرتی تھی۔ اس مجلس کے بانی لکھنؤ کے ممتاز وکیل سید شہنشاہ حسین صاحب مرحوم تھے۔ سامعین کی وہ کثرت ہوتی تھی، کہ امام باڑے کے بڑے بڑے دالان، شہ نشین اور وسیع صحن میں تل رکھنے کی جگہ نہیں رہتی تھی، اور پھاٹک سے لے کر سڑک تک ٹھٹھ لگے رہتے تھے۔ ایک مجلس کا وہ منظر اب تک مجھے یاد ہے کہ ساقی نامہ پڑھا جا رہا ہے اور سامعین وجد کر رہے ہیں، جب حضرت عروج اس بند پر پہونچے :۔

---

[1] پندرہ روزہ "انیس" لاہور جلد ۲ شمارہ ۳ ــــــ [2] نگارشات ادیب ص ۲۰۷،

Presented By https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تیری سرکار سے رہتا نہیں کوئی محروم ۔ سال بھر بعد بہار آئی ہے ہر سمت ہے دھوم
حال رندوں کا بخوبی تجھے ہوگا معلوم ۔ دیکھ تو آج کہ میخانے میں کتنا ہے ہجوم

دل ہیں بیچین بہت مے کے طلبگاروں کے
ٹھٹھ لگے ہیں ترے دروازے پہ میخواروں کے

اور بیت پڑھتے وقت امام باڑے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا تو حاضرین کے جذبات میں طوفان آگیا اور تحسین و آفرین کا شور برپا ہوگیا۔ اس وقت کا عالم دیکھنے کے قابل تھا۔ یہ مجلس عروج کی زندگی ہی میں بانیٔ مجلس کی ناوقت وفات کے باعث موقوف ہوگئی"۔ ۱؎

دوسری قابلِ ذکر سالانہ مجلس کے سلسلے میں مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں :۔

"وہ مجلس ۲۵ رجب کو دلآرام کی بارہ دری میں ہوا کرتی تھی، اس مجلس کی اہمیت اور شہرت کا خاص سبب یہ تھا کہ وہ میر انیس کے زمانے میں قائم ہوئی تھی اور وہ اس مجلس میں زندگی بھر نیا مرثیہ پڑھتے رہے۔ میر انیس کے بعد ان کے فرزند میر نفیس نے ساری عمر یہی طریقہ جاری رکھا۔ میر نفیس کے انتقال کے بعد عروج ہر سال نیا مرثیہ پڑھا کئے۔ اس مجلس کی اہمیت بڑھانے کے لئے اسکی یہ خصوصیت اور اس کی قدامت ہی کافی تھی۔ مگر اس سے بڑا سبب یہ تھا کہ اسی تاریخ کو میر باقر سوداگر کے امام باڑے میں مرزا دبیر اور ان کے جانشین ہر سال اپنا نو تصنیف مرثیہ پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح یہ مجلسیں دونوں حریف استادوں کے مقابلے کی مجلسیں ہوگئی تھیں۔ دونوں استاد اپنا اپنا زورِ طبع دکھاتے تھے۔ اور دونوں کے طرفدار کثیر تعداد میں بڑے جوش کے ساتھ ان مجلسوں میں شرکت کرتے تھے"۔ ۲؎

۱؎ نگارشاتِ ادیب صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ :۔ ۲؎ نگارشاتِ ادیب صفحہ ۲۳ :۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لکھنؤ سے باہر

"عروج کو قدر دانانِ سخن لکھنؤ کے باہر مجلسیں پڑھنے کے لئے بڑے شوق سے بلاتے تھے، آپ جہاں جاتے تھے وہاں کے بڑے بڑے لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ لکھنؤ کے باہر چار جگہ آپ کے پڑھنے کی سالانہ تاریخیں معیّن تھیں۔ ریاست محمود آباد ضلع سیتاپور میں والئی ریاست کے یہاں ۲۱ر رمضان، ریاست اصغر آباد ضلع علی گڑھ میں راجہ اصغر علی خاں کے یہاں ۲۷ر صفر۔ ریاست بلوہ ضلع سیتاپور میں چودھری علی اختر کے یہاں ۴ر ربیع الاوّل اور حیدر آباد دکن میں نواب تہوّر جنگ بہادر کے یہاں عشرۂ محرّم۔ ان مقامات میں حیدر آباد دکن اور محمود آباد کے تعلّقات کئی پشتوں کے تھے۔"[1]

حیدر آباد دکن کی مجلسیں

"میر نفیس کے انتقال کے بعد نواب تہوّر جنگ کی خواہش پر عروج حیدر آباد جانے لگے۔ نواب تہوّر جنگ کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے نواب بشیر جنگ اور عنایت جنگ ہر سال عروج کو طلب فرماتے رہے ہے۔"

نظامِ دکن میر محبوب علی شاہ بھی عروج کے پڑھنے کو بہت پسند کرتے تھے، سیّد بادشاہ حسین لکھتے ہیں:-

"جب دولھا صاحب عروج، بہرام الدّولہ کے یہاں مجلس پڑھنے گئے تو نظام بھی مجلس میں اپنی شان و شوکت کے ساتھ آئے۔ شروع میں دولھا صاحب کو دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں سنا۔ ایک رباعی، سلام کے کچھ شعر اور مرثیہ کے چند ابتدائیہ

[1] نگارشاتِ ادیب ص ۲۳۵۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بند، لیکن کچھ عرصے بعد دولہا صاحب نے وہ ہوا باندھی کہ نظام نے گھنٹہ بھر بیٹھ کر پوری مجلس سنی۔ ان مجالس میں نظم طباطبائی، خواجہ حسن نظامی اور مہاراجہ کشن پرشاد منبر کے عین مقابل کی نشست میں موجود ہوتے۔

دولہا صاحب مرثیہ پڑھتے پڑھتے نظم طباطبائی سے مخاطب ہوتے۔

"علامہ آپ نے میرے بزرگوں، کو سنا ہے، اگر یہ قافیہ میں نے نئے انداز سے باندھا ہو تو داد کا مستحق ہوں"۔ کبھی خواجہ حسن نظامی کی طرف مخاطب ہوتے "مولانا توجہ چاہتا ہوں، میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسا سخن فہم آج مجلس میں موجود ہے"۔ کوئی بیت پڑھ کر کشن پرشاد سے کہتے "مہاراجہ بہادر! آپ سے انصاف چاہتا ہوں"۔ اور یہ حضرات جب تعریف کرتے تو جھک جھک کر آداب بجالاتے۔"[۱]

ریاست محمود آباد سے مراسم

امیر الدولہ راجہ امیر حسن خاں، میر نفیس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ عروج کی بھی بہت قدر کرتے تھے۔ امیر الدولہ کے فرزند و جانشین مہاراجہ سر محمد علی بھی عروج کی بے انتہا عزت افزائی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ لکھنؤ میں مہاراجہ صاحب ایک مجلس میں اپنا تو تصنیف مرثیہ پڑھنے والے تھے، ایک کثیر مجمع تھا۔ شہر کے بڑے سے بڑے لوگ مجلس میں شریک تھے، حضرتِ عروج بھی منبر کے سامنے تشریف رکھتے تھے۔ مجلس شروع ہوئی، اور مہاراجہ کے کلام اور خوانندگی نے اہلِ مجلس کو مسحور کر دیا، ایک وجد اور بیخودی کا عالم

---

[۱] روزنامہ انجام کراچی، ۱۲ر مئی ۱۹۶۵ء۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھا۔ تحسین و آفرین کا غلغلہ بلند تھا۔ اس عالم میں جب کبھی عروج تعریف کر دیتے تھے تو مہاراجہ منبر پر کھڑے ہو کر ادب سے تسلیم کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ "یہ سب حضور ہی کا طفیل ہے۔" اسی ایک مثال سے واضح ہو جائے گا کہ عروج کو اپنے کمال کی بدولت کیا عزت و وقار حاصل تھا۔" [۱]

مہاراجہ محمود آباد نے اپنے ایک مرثیے میں دولہا صاحب عروج کی مدح میں ایک بند کہا ہے جس سے اُن کی بے پناہ عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اب شہ دیں کے ثناخوانوں کے افسر ہیں عروج
ماہرِ فن ہیں زباں داں ہیں سخنور ہیں عروج
جس کا قطرہ بھی ہے دریا وہ سمندر ہیں عروج
رونقِ بزمِ سخن، زینتِ منبر ہیں عروج
صاف دیتے ہیں پتہ آپ کے اشعار نفیس
ہیں یہی بلبلِ خوش لہجۂ گلزار نفیس [۲]

۱۹۱۶ء میں میر عارف کے انتقال کے بعد مہاراجہ محمود آباد نے بغرضِ اصلاح دولہا صاحب عروج کو اپنا مرثیہ پیش کیا۔ [۳]

آخری مجلس

"آخری بڑی مجلس جو عروج نے پڑھی، وہ مجلس تھی جو جناب خان بہادر سیّد ابو محمد صاحب نے مارچ ۱۹۳۰ء کے آخری اتوار کو لکھنؤ کے آصفی امام باڑے میں برپا کی تھی۔ ہر قوم و مذہب کے لوگوں کا ایک عظیم الشان مجمع تھا اور ہر شخص عروج کے کمالِ فن کا معترف نظر آتا تھا۔" [۴]

---

[۱] نگارشاتِ ادیب صفحہ ۲۳۶ ۔ [۲] مراثیِ محب ص ۔
[۳] انیس، لاہور جلد ۴ شمارہ ۲ ۔ [۴] نگارشاتِ ادیب صفحہ ۲۳۲ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وفات

دولھا صاحب عروج نے ۱۴/مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۱۴/ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ
کو چہارشنبہ کے دن، دوپہر سے قبل، ستتر (۷۷) سال کی عمر میں انتقال فرمایا،
مرحوم کے فرزند لڈن صاحب فائز نے بڑے اہتمام سے جنازہ اٹھایا اور دریائے
گومتی میں غسل دے کر اپنے جدِّ اعلیٰ میر انیس کے مقبرے میں شب پنجشنبہ دفن کیا۔
(نگارشاتِ ادیب ص۲۳۷)۔ یونس زیدپوری نے "تاریخ" کہی۔ ع

"عالی مقام و زینتِ منبر عروج بود"

۱۳۴۸ھ

وضع قطع

سید بادشاہ حسین لکھتے ہیں:۔

"درمیانہ قد، دبلا پتلا جسم، سبک ناک نقشہ، ترشی ہوئی پتلی مونچھیں،
قرینے سے جمے ہوئے بال، سر پہ سفید ٹوپی، بر میں سفید انگرکھا، ڈھیلا ڈھالا پاجامہ،
کمر خمیدہ، آواز گرجتی ہوئی۔" [1]

مرزا جعفر حسین، دولھا صاحب کا سراپا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"لباس بے حد شفاف اور سادہ پہنتے تھے۔ اچکن پرانے طرز کی پہنتے تھے
جو ہماری شیروانی سے مختلف ہوتی تھی، گول آستینیں، چست کمر اور گھیردار دامن
اس زمانے کی اچکن کا طرز ہوتا تھا۔ گرمیوں میں جامدانی کا انگرکھا پہنتے تھے۔ سر پہ
مخملی رامپوری یا دوپلّی ٹوپی پہنتے تھے۔ البتہ بڑی اور مخصوص مجالس میں چوگوشیہ ٹوپی

۱؎ روزنامہ انجام کراچی، ۱۲/مئی ۱۹۶۵ء، ص۷:۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ضرور پہنتے تھے"۔ ؎۱

اَخلاق و عادات

مرزا جعفر حسین لکھتے ہیں :۔

"دولہا صاحب عروج بے حد مہذّب اور شائستہ انسان تھے، بے اِنتہا خوش اخلاق اور خوش گفتار شاعر تھے اور غیر معمولی طور پر منکسر المزاج تھے، ان سے ملنے، ملاقات کرنے اور بات کرنے میں مزا ملتا تھا۔ وہ اپنے گھر پر ہر وقت حُقّہ پیا کرتے تھے اور حُقّہ میں فیض آباد کا خوشبو اور تلخ ترین بجھوا تمباکو نوش فرماتے تھے۔ ان کے حُقّے کے دُو کَش گھسیٹ لینا بھی ہر ایک کے لئے آسان نہیں ہوتا تھا۔ وہ حُقّہ پیتے جاتے اور باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک طرف خوشبو تو دوسری طرف ان کی خوش گفتاری، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سننے والا پھولوں کی آغوش میں بیٹھا ہوا ہے"۔ ؎۲

طرزِ خوانندگی

دولہا صاحب عروج کی مجلسوں میں شرکت کرنے والے شعراء اور اُدیب ابھی بہت سے زندہ تھے اور ہر ایک کا بیان ہے کہ طرزِ خوانندگی میں ان کا جواب اَب تک نہیں ہو سکا۔ نسیم امروہوی لکھتے ہیں :۔

"اِس فن کی ٹکسال ہمیشہ لکھنؤ ہی سمجھا گیا، اور اسی کی مرکزیت مُسلّم رہی۔ اس اِعتبار سے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اِس فن کا خاتمہ دولہا صاحب پر ہو گیا۔

؎۱ اُدبیات و شخصیات صـ۱۵۹ :۔ ؎۲ ادبیات و شخصیات صـ۱۵۸ :۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حقیقت یہ ہے کہ آخری دور میں وہ فنِ تحت اللفظ کی بُرات کے دُولہا تھے۔ مرحوم نے مرثیہ پڑھنے کا وہ نادر طرز اختیار کیا تھا کہ جہاں جہاں وہ زیبِ منبر ہوتے، کئی کئی سَو میل سے شائقین انکی خواندگی کے شوق میں کھنچ کر مجلس میں جمع ہو جاتے، دُولہا صاحب کی ایک مجلس آجتک یاد ہے جو دِلآرام کی بارہ دری لکھنؤ میں منعقد ہوئی تھی۔ اِس مجلس میں دُولہا صاحب نے ایک بیت بڑے ٹھاٹھ سے پڑھی تھی ؎

ٹاپ ماری تو دُھمک پائے سَمک تک پہنچی ؛ پُتلیاں جھاڑیں تو گرد اُٹھ کے فلک تک پہنچی

پہلا مصرع مرحوم نے اِس انداز سے ادا کیا تھا کہ "ٹاپ" اور اسکی "دُھمک" سامعین کے کانوں میں گونجنے لگی تھی۔ مَیں آج بھی سوچتا ہوں تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ منبر کے غلاف پوش تختے پر پاؤں کی ضرب سے ایسی مخصوص آواز کیونکر پیدا کی گئی تھی جو گھوڑے کی ٹاپ سے بالکل مشابہ اور تختے اور پاؤں کے تصادم کی آواز سے بالکل متمائز و مختلف تھی۔ اسکے فوراً ہی بعد گھوڑے کے "پُتلیاں جھاڑنے" کی ایسی دِلکش تصویر دلہنے ہاتھ کی کھلی ہوئی اور اُوپر کی جانب اُٹھی ہوئی انگلیوں کی خاص حرکت اور مردمکِ چشم کی گردش سے کھینچ دی تھی کہ اب بھی جب وہ سماں آنکھوں میں پھرتا ہے تو ذوقِ سلیم جھوم جھوم جاتا ہے، اِس مرثیے میں ایک اور نہایت سادہ اور معمولی مصرع تھا :- "ایک سے دوسرا کہتا تھا کہ تم کیوں بھاگے"

"دُولہا صاحب نے اِس مصرع کی پڑھت میں لب و لہجہ اور استفہامیہ اشارات کے ادلنے بدلنے سے جتنے معانی پیدا کیے تھے، اگر اسوقت وہ سب ذہن میں محفوظ نہیں، تاہم اتنا یاد ہے کہ ایکدفعہ "تم" پر زور دیا تھا۔ دوسری دفعہ "کیوں" پر۔ اور تیسری دفعہ "بھاگے" پر جس سے تین معنی پیدا ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ اِس مصرع کی خواندگی مزید دو یا تین ڈھنگ سے کی تھی جس میں ہر خواندگی سے ایک نئے مفہوم کی تصویر آنکھوں میں ناچنے لگی تھی" ؎[1]

---

[1] نقشِ قدم ص ۳۶۳ :-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کلامِ عروج

دولھا صاحب عروجؔ کا کلام زیادہ نہیں ہے کُل مرثیوں کی تعداد پچیس ۲۵ سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن جتنا بھی کلام تھا ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا، عوام کی قدردانی کے علاوہ اجتماعی اور سرکاری طور پر بھی اُن کے کلام کی قدر کی گئی ان کے تین ۳ مرثیوں کا ایک مجموعہ "معراجِ سخن" کے نام سے انڈین پریس الہ آباد نے ۱۹۲۹ء میں شائع کیا تھا، اس مجموعے کو سرکاری ادبی انجمن "ہندوستانی اکیڈمی" نے اس سال کی بہترین منظوم تصنیف قرار دیکر عروجؔ کو پانچ سو روپے کے انعام کا مستحق قرار دیا تھا۔ مگر روپیہ پہنچنے کے قبل ہی داعی اجل آپہنچا اور اُن کے بعد اُن کے فرزند محمد حسن فائزؔ نے وہ روپیہ وصول کیا۔ "معراجِ سخن" میں مندرجہ ذیل مرثیے شامل ہیں۔

۱۔ ہے زیورِ عروس فصاحت سخن مرا

۲۔ خلق میں خلقتِ آدم کا سبب کون ہوا

۳۔ صبحِ عاشورِ محرم ہے قیامت کی سحر

دولھا صاحب عروجؔ کا تقریباً کُل کلام راجہ محمد امیر احمد خاں والیٔ محمود آباد نے طبع کرا دیا تھا اور مرثیوں کی جلد امیریہ دارالتصنیف محمود آباد ہاؤس قیصر باغ لکھنؤ سے دستیاب تھی، "عروجِ سخن" کے مرثیے اور چند غیر مطبوعہ مرثیوں کا اشاریہ مندرجہ ذیل ہے

مرثیے	تعداد بند	در حال
۱۔ اکبر کو جب حسینؑ سے رن کی رضا ملی	۴۶	حضرت علی اکبرؑ
۲۔ اے زباں آلِ پیمبرؐ کی ثنا خواں پھر ہو	۱۱۸	حضرت عونؑ و محمدؑ
۳۔ اسدِ بیشۂ حیدرؑ کی ہے آمد رن میں	۷۲	حضرت عباس علمدارؑ
۴۔ پھر گلشنِ سخن میں ہے آمد بہار کی	۹۵	حضرت قاسمؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلام

کم نہیں اے دیدۂ تر خونفشانی کیلئے
شہ تڑپتے رہ گئے اک بوند پانی کیلئے

ایک کو کرتے تھے رخصت ایک لاتے تھے لاش
غم پہ غم تھے فاطمہ زہراؑ کے جانی کیلئے

جز مئے حبِ علیؑ دل میں نہیں ہے اور کچھ
ہے یہ شیشہ اس شرابِ ارغوانی کیلئے

جھولیاں بھر بھر کے لیجائیں کدھر ہیں نکتہ چیں
کھلتی ہے میری زباں گوہر فشانی کیلئے

حاسدوں نے کیں بہت باتیں مگر ہم چپ رہے
تھی زباں گویا ہماری بے زبانی کیلئے

کیوں اُبھرتا ہے بہت منعم نہ کر اتنا غرور
آسماں موجود ہے سر پر گرانی کیلئے

ہے برابر مسندِ پرُ زر ہو یا فرشِ حصیر
کیا تکلف چند دن کی زندگانی کیلئے

رکھ کے آنکھوں پر اُسے روتی تھی کبراؑ بار بار
آستیں دولھا سے جو لی تھی نشانی کیلئے

خود نفس انسان کا موقوف ہے جس پر حیات
ایک جھونکا ہے چراغِ زندگانی کے لئے

سلام

قبر میں ہم جا کے لطفِ ہمنشینی پا گئے
دو گھڑی تک کچھ فرشتے آ کے دل بہلا گئے

دیکھ تقدیر اپنی اپنی اک ذرا او بوالہوس
کیمیا تجھ کو ملی خاکِ شفا ہم پا گئے

ہے جہاں میں آمد و رفتِ بشر بھی اک طلسم
کیا کہیں کیا آئے اس دارِ فنا میں کیا گئے

شاہ کے حملوں سے یوں ہر صف پہ صف گرتی گئی
جا کے دیواروں سے کوفہ کے لعیں ٹکرا گئے

قبر میں مجھ سے فرشتوں نے کئے جو جو سوال
سب جواب آ کے مرے مولیٰ مجھے بتلا گئے

ہوئے ایک اک دانۂ گندم کا ہم سے کیوں حساب
اُن سے پوچھا جائے جنت میں جو دھوکا کھا گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رباعیاتِ عروج

ہے قول حرص کا امیری اچھی
کہتی ہے قناعت کہ فقیری اچھی
جو ساتھ نہ دے عروج اُس کا غم کیا
ہم تو یہی کہتے ہیں کہ پیری اچھی

دامن کو غمِ شہؑ میں بھگونے والے
بیکس کے الم میں جان کھونے والے
کچھ دور نہیں ہے دیکھ لینا اُنھیں کل
ہنستے اُٹھیں گے شہؑ کے رونے والے

ہر گُل سے ظہورِ قدرتِ باری ہے
کچھ طُرفہ بہار، طُرفہ تیاری ہے
سمجھیں نہ رباعی اسے اہلِ دانش
یہ باغِ سخن کی چار دیواری ہے

ظلم و ستم و جور کی بانی ہوتی
کچھ دن بھی ہمیں نہ شادمانی ہوتی
پہلے ہی یہ کمبخت نہ آنے دیتی
پیری کے اگر بس میں جوانی ہوتی

کیا نفع ہے دشمن جو حسد کرتے ہیں
کیوں میرے مٹا دینے میں کد کرتے ہیں
مانا میں کوئی چیز نہیں ہوں، لیکن
میرے مولا مری مدد کرتے ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پرانی حویلی

۲۰ محرم [illegible] روز جمعہ مجلس عزا بدولتخانۂ قبلہ گاہی نواب
تہور جنگ رکن السلطنت خاندوراں مرحوم مغفور مقرر ہے۔ یادگار انیس و
نفیس جناب دولہا صاحب عروج نیا مرثیہ پڑھینگے امید کہ
ٹھیک دس بجے تشریف لاکر خود شاد اور مجھے رہین منت فرمائینگے

عنایت جنگ

حیدرآباد دکن میں دولہا صاحب عروج کی ایک مجلس کا رقعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ ـــــــــــ دولھا صاحب عروج

کہ در حال حضرت امام حسین علیہ السلام

رنگیں ہے گلستانِ سُخن کس کی ثنا سے

(بند ۹۴)

(۱)

رنگیں ہے گلستان سخن کس کی ثنا سے　　شاداب ہے یہ خشک چمن کس کی ثنا سے
مرجوع ہے ہر فعل حسن کس کی ثنا سے　　خوشنود ہے خلاّقِ زمن کس کی ثنا سے
شاہوں کی ستائش ہے نہ دلبر کی ثنا ہے
بیشک وہ ثنا آلِ پیمبرؐ کی ثنا ہے

(۲)

ایماں کو جلا ہوتی ہے اس مدح و ثنا سے　　خالق کی عطا ہوتی ہے اس مدح و ثنا سے
تائیدِ خدا ہوتی ہے اس مدح و ثنا سے　　رد تیغ بلا ہوتی ہے اس مدح و ثنا سے
دُوزخ کی سپر بندۂ عاصی کے لیے ہے
صیقل یہ ثنا زنگ معاصی کے لیے ہے

(۳)

جام مئے سربستۂ عرفاں ہے یہ لاریب　　روشن گر آئینہ ایماں ہے یہ لاریب
پیکر جو سخن ہے تو دل و جاں ہے یہ لاریب　　خالی نہ ہو وہ گنج فراواں ہے یہ لاریب
یہ حصّہ مخصوص ہے ارباب ثنا کا
کس طرح ہو خالی کہ خزانہ ہے خدا کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جو جو کہ ہوئے آلِ پیمبرؐ کے ثنا خواں　　　اُن پر رہی چشمِ کرمِ حضرتِ سُبحاں
(۴)
زہراؑ و علیؑ اُن سے ہمیشہ رہے شاداں　　　الطاف پیمبرؐ کے ہوئے سب پہ فراواں

اعزاز کے خلعت ہوئے دربارِ علیؑ سے
ابتک وہ صلے پاتے ہیں سرکارِ علیؑ سے

پوشیدہ نہیں دعبل و حسّان کے مراتب　　　ہاتھ آئے اسی مدح و ثنا سے یہ مناصب
(۵)
گو آج نگاہوں سے ہیں ہم سب کی وہ غائب　　　ہر ایک زباں پر ہیں مگر اُن کے مناقب

ذکر ان کا جہاں میں سحر و شام رہے گا
زندہ وہ اگر خود نہ رہے نام رہے گا

یارب مجھے توفیقِ ثنائے شہِ دیں دے　　　اس مدح کا ہاں اور سوا صدق و یقیں دے
(۶)
جو تیرے خزانے میں ہیں وہ دُرِّ ثمیں دے　　　شاہی کا طلبگار نہیں نام و نگیں دے

زر چاہیئے نہ طبل و علم چاہیئے مجھ کو
اک تیغِ زباں ایک قلم چاہیئے مجھ کو

ظاہر ہے کہ ہے ذات تری قادر و مختار　　　اور میں بشرِ عاجز و مجبور و گنہگار
(۷)
تائید جو تیری ہو تو پھر کچھ نہیں دشوار　　　اُگلوں صفتِ کیسۂ گوہر دُرِ شہوار

حیرت ہو ہر اک کو مری تحریرِ سُخن سے
تسخیر جہاں کر لوں میں تاثیرِ سُخن سے

ممدوح مرے ہوں مری امداد پہ مائل　　　فرمائیں مجھے اپنے ثناگویوں میں داخل
(۸)
ہو نام بزرگوں کی طرح مجھ کو بھی حاصل　　　ساکت ہوں نہوں جو مری گفتار کے قائل

تحسیں کے سخن فرطِ خجالت سے نہ نکلیں
گرداب صفت ورطۂ حیرت سے نہ نکلیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹)
کرتے ہیں مری نظم بزرگو نسے جو منسوب — اپنی غلطی کا انھیں اظہار ہے مطلوب
یا مجھکو بھی فرماتے ہیں استاد ونہیں محسوب — اس فہم پہ حیرت ہے کہاں زشت کہاں خوب
یہ قول بہر نوع کوئی چیز نہیں ہے
کیوں کر کہوں وہ صاحبِ تمیز نہیں ہے

(۱۰)
اے کلک ٹھہر بسکہ یہ ہے وقت ادب کا — یہ تشکر کا موقع ہے شکایت کی نہیں جا
مطلوب سعادت ہے تو کر دیر نہ حاشا — لکھ مدح حسینؑ ابنِ علیؑ دلبر زہراؑ
حرمت یہی عزت یہی توقیر یہی ہے
دولت یہی منصب یہی جاگیر یہی ہے

(۱۱)
کیا رتبۂ دلبندِ شہ قلعہ کشا ہے — بخشا انھیں اللہ نے جو کچھ وہ بجا ہے
کیا سلطنت دہر ہے کیا تاج ولوا ہے — مختار دو عالم انھیں خالق نے کیا ہے
ہیں تابعِ حکم ارض وجبال وفلک ان کے
حوریں جو کنیزیں ہیں تو خادم ملک ان کے

(۱۲)
نانا ہیں رسولِ عربیؐ صاحبِ تنزیل — محکوم ہیں جس شاہ کے میکال و سرافیل
اور باپ علیؑ جس کی ملک کرتے ہیں تبجیل — استاد سمجھتے ہیں جسے حضرتِ جبریلؑ
ماں فاطمہؑ بھائی حسنِؑ سبز قبا ہیں
خود سیّد و سردارِ گروہِ شہدا ہیں

(۱۳)
اللہ نے ہر طرح کی نعمت انھیں بخشی — موسیٰ کو تعجب ہو وہ ہیبت انھیں بخشی
عزت انھیں بخشی تو کرامت انھیں بخشی — پست اوجِ سلیماں ہے وہ رفعت انھیں بخشی
آئینِ رسالت کا نظام ان کو کیا ہے
اللہ نے رحمت سے امام ان کو کیا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۴

مذکور ہوں کیا سبطِ پیمبرؐ کے فضائل
نہ فہم مرا ہے نہ زباں مدح کے قابل
کیا کام ہے مانے کہ نہ مانے کوئی جاہل
اتنا تو سمجھتا ہے ہر اک بالغ و عاقل
وہ کون سے ہیں امر جو ایماں کی سند ہیں
جن کا کلمہ پڑھتے ہیں ہم ان کے وہ جد ہیں

۱۵

آثار سے ایماں کے ہے دوستیِ آلؑ
ہیں آلِ عبا کون سنو ان کا بھی احوال
اوّل تو ہیں محبوبِ خدا صاحبِ اجلال
اور دوسرے ضرغام صمد شاہِ خوش اقبال
ہیں بنت نبی تیسری اور چوتھے حسنؑ ہیں
اور پانچویں شبیرؑ شہِ تشنہ دہن ہیں

۱۶

وہ کون مسلماں ہے جو اِنسے نہیں آگاہ
ہے ان کے محبوں پہ سدا رحمت اللہ
یاد آگیا اس دم مجھے افسانۂ جانکاہ
کیا رتبہ شناس آلِ نبیؑ کے وہ نہ تھے آہ
صدمے دیے جن لوگوں نے زہراؑ و نبیؐ کو
تاراج کیا گلشنِ آبادِ علیؑ کو

۱۷

حیراں ہوں کہ کس شہ کی مصیبت کا کروں ذکر
دکھ درد کا یا پیاس کی شدت کا کروں ذکر
معصوموں کی مایوسی و حسرت کا کروں ذکر
یا لشکرِ اعدا کی شقاوت کا کروں ذکر
بے دینوں کو مطلب تھا نہ کچھ شرم و حیا سے
ڈرتے تھے علیؑ سے نہ نبیؐ سے نہ خدا سے

۱۸

بے آب تھا زہراؑ کا چمن ہنستے تھے اعدا
دم توڑتے تھے غنچہ دہن ہنستے تھے اعدا
مظلوم تھے بے گور و کفن ہنستے تھے اعدا
روتا تھا وہ آوارہ وطن ہنستے تھے اعدا
کچھ کام بجز ظلم و ستم تھا نہ کسی کو
اکبرؑ کی جوانی کا الم تھا نہ کسی کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پہلے تو رفیقوں ہی نے جنت کو بسایا | پھر داغ جدائی کا عزیزوں نے دکھایا
لاکھوں تھے مگر ایک نے بھی رحم نہ کھایا! (۱۹) | عباسؑ کا پیاسا کوئی دینے کو نہ آیا
آنکھوں سے لہو دل کا بہایا کئے شبیرؑ
دیکھا کئے سب لاشے اُٹھایا کئے شبیرؑ

جب نذرِ خدا کر چکے شہ مدیۂ آخر | یعنی ہوا بے شیر بھی جنت کا مسافر۔
فارغ ہوا جب دفن سے وہ صابر و شاکر (۲۰) | تربت سے اُٹھے کہہ کے خدا حافظ و ناصر
جز غم نہ کسی دوست نہ غمخوار کو دیکھا
پہلو میں فقط اسپِ وفادار کو دیکھا

گردان کے دامن کو بصد لطف کیا پیار | آہستہ چڑھے پشت فرس پر سرِ ابرار
پہنچے درِ عصمت پہ جو با دیدۂ خونبار (۲۱) | پردیکے قریں جا کے صدا دی بہ دلِ زار
پیغامِ غم و درد و الم لائے ہیں زینبؑ
ہم رخصتِ آخر کے لئے آئے ہیں زینبؑ

یہ سنتے ہی دوڑے حرمِ سیّدِ والا | لرزہ تپِ اندوہ نے ہر قلب میں ڈالا
زینبؑ کا ہوا غم سے کلیجہ تہ و بالا (۲۲) | اُلجھیں کبھی خود اور کبھی چادر کو سنبھالا
تھراتی ہوئی حضرت کلثومؑ بھی دوڑیں
سر کھولے ہوئے بانوئے مغموم بھی دوڑیں

تحریر ہو کیا رخصتِ مظلوم کا احوال | لرزاں جگرِ خامہ ہے خود بید کی تمثال
اندھیر ہے سیدانیاں ہیں کھولے ہوئے بال (۲۳) | شبیرؑ بھی روتے ہیں رکھے آنکھوں پہ رومال
رُخ زرد ہے تن سرد ہے جانوں پہ بنی ہے
فریاد کہیں لب پہ کہیں سینہ زنی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۴)

ہے ہے کا وہ غل اور وہ بچوں کا بلکنا
مظلوموں کی آنکھوں سے وہ آنسو کا ٹپکنا
وہ آتشِ داغِ غمِ ہجراں کا بھڑکنا
وہ دردِ جدائی وہ کلیجوں کا دھڑکنا
تھے ہوش کسی کے نہ بجا شہ کے الم میں
تھا شور بپا ہائے حسینا کا حرم میں

(۲۵)

مغموم ہوئے شاہ بھی دیکھی جو یہ حالت
فرمایا سبھوں سے کہ بس اب تھام لو رقت
کچھ رونے سے حاصل نہیں جو اس کی مشیت
دیکھو کہیں برباد نہ ہو صبر کی دولت
ایذا ہو کہ راحت ہو الم ہو کہ خوشی ہو
لازم ہے تمہیں صبر کہ تم آلِ نبیؐ ہو

(۲۶)

فرما کے یہ گھر میں گئے سلطانِ دو عالم
آئے طرفِ عابدِ بیمار بصد غم
غش سے انھیں چونکا کے یہ بولے شہِ اکرم
خالق کی حفاظت میں تمھیں چھوڑتے ہیں ہم
زنداں کی صعوبت سے نہ گھبرائیو بیٹا
جو حکمِ خدا ہے وہ بجا لائیو بیٹا

(۲۷)

یہ سنتے ہی سجاد پہ طاری ہوئی رقت
سمجھانے لگے چوم کے پیشانی کو حضرت
فرما کے پھر ابوابِ ضروری میں وصیت
تفویض بعجلت کئے اسرارِ امامت
بس عازمِ میدانِ شہادت ہوئے شبیرؑ
روتے ہوئے سب رہ گئے رخصت ہوئے شبیرؑ

(۲۸)

خیمہ سے برآمد ہوئے فرزندِ پیمبرؐ
یا برجِ شرف چھوڑ کے نکلا شہِ خاور
آواز یہ دی شہ نے قریبِ فرس آکر
ہم جاتے ہیں کس سمت ہیں عباسِ دلاور
لڑنے کو سوئے فوجِ عدو بڑھ نہیں سکتے
بے تھامے ہوئے گھوڑے پہ ہم چڑھ نہیں سکتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عباسؑ دلاور مری امداد کو آؤ
اے ثانیِ جعفرؑ مری امداد کو آؤ

۲۹

اے قاسمؑ بے پر مری امداد کو آؤ
بیٹا علی اکبرؑ مری امداد کو آؤ

جو مجھ پہ گذرتی ہے نہ گذرے یہ کسی پر
دو لاکھ کا نرغہ ہے حسینؑ ابنِ علیؑ پر

لاشوں کی طرف دیکھ کے پھر شہ یہ پکارے
کوئی نہیں اس وقت جو کام آئے ہمارے

۳۰

تنہائی میں سب چھوڑ کے جنّت کو سدھارے
کیا ہو گئے وہ سب مرے دلبر مرے پیارے

کس دُکھ میں مصیبت میں گھرا آج ہے شبیرؑ
چڑھنے کے لئے گھوڑے پہ محتاج ہے شبیرؑ

گھیرے ہوئے ہیں پیاسے کو یہ ظلم کے بانی
نہ وہب نہ حُر ہے نہ بریر ہمدانی

۳۱

کس سے کہوں میں اپنی مصیبت کی کہانی
یاد آتی ہے ہر دم علی اکبرؑ کی جوانی

کس طرح قرار آئے بھلا اس کے جگر کو
دم توڑتے جس باپ نے دیکھا ہو پسر کو

پھر درگہ باری میں یہ کہنے لگے سرورؑ
ان پھولوں کو دیکھا نہیں جاتا ہے زمیں پر

۳۲

حسرت ہے کہ اب جلد پھرے حلق پہ خنجر
دے صبر کی طاقت مجھے اور اے مرے داور

سہہ لوں بخوشی جو غم واندوہ و بلا ہو
وہ صبر مجھے دے جو کسی کو نہ دیا ہو

پھر خوں میں ہو تر لاشۂ اکبرؑ تو نہ روؤں
پھر قتل ہوں عباسِؑ دلاور تو نہ روؤں

۳۳

لٹ جائے دوبارا جو بھرا گھر تو نہ روؤں
ہاتھوں پہ مرے ذبح ہو اصغرؑ تو نہ روؤں

جز شکر زباں سے کبھی فریاد نہ نکلے
بھلے رہیں سب دل سے تری یاد نہ نکلے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رہوار سے بولا وہ دو عالم کا شہزادہ　　فاقوں سے ضعیف آج ہے تو حد کر زیادہ

(۳۴)

کیا دور ہے ہو جائیگی طے راہ پیادہ　　زحمت تجھے اسوقت نہ دوں ہے یہ ارادہ

دو گام بھی گو چلنے کا یارا ہیں مجھ کو

تکلیف تجھے ہو یہ گوارا نہیں مجھ کو

گھوڑے نے یہ کی عرض کہ یا سید ابرارؑ　　نانا ہوئے حضرت کے مری پشت پہ اسوار

(۳۵)

اک عمر سے مجھ کو ہے اسی گھر سے سروکار　　منہ موڑوں رفاقت سے میں یہ امر ہے دشوار

خدمت ہی کئے جاؤں گا امکان ہے جبتک

چھوڑوں گا نہ حضرت کے قدم جان ہے جبتک

تہ زانوؤں کو کر کے جھکا خاک پہ توسن　　نزدیک حضور آ گئے گرداں کے دامن

(۳۶)

لی باگ رکابوں میں قدم ڈال کے فوراً　　عارض کی تجلی سے فلک ہو گیا روشن

پُر نور جو حضرت نے کیا خانۂ زیں کو

پرتو سے رکابوں کے لگے چاند زمیں کو

بیٹھے جو شہِ کون و مکاں گھوڑے پہ تن کے　　رہوار بھی فی الفور پری ہو گیا بن کے

(۳۷)

گردن کا وہ حسن اور وہ ٹوٹے ہوئے سلے　　سُرعت جو دکھائی تو اُڑے ہوش ہرن کے

آہستہ خرامی سے خجل کبک دری ہے

خود فخرِ سلیماںؑ ہیں فرش رشک پری ہے

یوں جاتا ہے میدان میں جسطرح ہوا جائے　　سینہ سے نکل کر کبھی یا آہ رسا جائے

(۳۸)

یا پھولوں کی نکہت کو لئے بادِ صبا جائے　　یا عرشِ بریں پر کسی بیکس کی دعا جائے

کھینچے ہوئے سر سوئے فلک دیکھ رہا ہے

جکڑے ہوئے ہے جال رگوں کا تو رُکا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت نے جو گھوڑے کو ذرا رانوں میں مسکا
اُڑ جاؤں فلک پر یہ ہوا قصد فرس کا
کوڑا ہوا خود دنار اُسے اس کے نفس کا ، (۳۹)
لے چین ہوا جب تو اشارہ ہوا بس کا
سیماب ہے بجلی ہے چھلاوہ ہے ہوا ہے
خود ابن علیؑ نے اُسے رو کا تو رُکا ہے

یاد اسکو ہے شاہوں کی سواری کا قرینہ
طاؤس کے مانند ہے تانے ہوئے سینہ
صحرا میں ہوا یہ ہے تو دریا پہ سفینہ (۴۰)
کوسوں یہ اگر جائے تو لائے نہ پسینہ
چال اپنی دم تیز روی بھول کے رہجائے
دے ساتھ ہوا اسکا تو دم بھول کے رہجائے

قربانِ جمال و حشمِ سیّدِ ابرار
عمامہ گلابی سر اقدس پہ ہے ضو بار
ہے چہرۂ روشن کی چمک سے یہ نمودار (۴۱)
باندھی ہے کرن پر سر خورشید کی دستار
ملبوس میں پیراہنِ محبوبِ خدا ہے
زہراؑ کا ہے رومال تو حیدرؑ کی قبا ہے

یوسفؑ سے حسیں جانِ رسولؐ دو جہاں ہے
یہ آیت والنجم کے سجدہ کا نشاں ہے
گیسو ہیں کہ واللیل کی تفسیر عیاں ہے (۴۲)
قربان انھیں ابروؤں پر شان کماں ہے
ان زلفوں سے ہاں کچھ ہے شبِ قدر کو نسبت
پیشانیِ روشن سے نہیں بدر کو نسبت

قرآں سرِ اطہر ہے کسے اس میں ہے انکار
آیات خط و خال ہیں سیپارے ہیں رخسار
مد کہنا ہے ابروئے کشیدہ کو سزادار (۴۳)
بینی ہے کہ مطلق کی علامت ہے نمودار
مصحف کی ہے سرلوح جبیں سے یہ عیاں ہے
اور مہرِ سند سجدۂ باری کا نشاں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۴)

رحل اس کی رہا زانوے بنت شہ بطحا — مصحف کیطرح چومتے تھے حیدرؑ والا

وہ لب جنھیں محبوبِ الٰہی نے ہے چوسا — لیتی تھیں بلائیں انھیں رخساروں کی زہراؑ

پروانہ تھے ہر وقت یہ حالت تھی حسنؑ کی

خوش روحِ نبی ہوئی تھی خوشبو سے دہن کی

(۴۵)

کسطرح لکھوں وسعت ثباتِ قدمِ شاہ — دستِ نظر و فکر اسی جا پہ ہے کوتاہ

آجائے اگر زیر قدم اُڑ کے پرِ کاہ — ہو کوہ سے ہمسر یہ بڑھے مرتبۂ و جاہ

ہر چند کہ باریک وہ ہو تارِ نگہ سے

لے جا نہ سکے سیل مگر اُس کو جگہ سے

(۴۶)

اے کلک ٹھہر ذکرِ ثبات قدم آیا — وقتِ رجزِ سرورِ عالی ھمم آیا

دلبند علی جانب فوج ستم آیا — ہے شور شغالوں میں وہ شیر اجم آیا

نامی تھے جو سب میں وہ جواں پست ہوئے ہیں

ہنگام شکست آبا نشاں پست ہوئے ہیں

(۴۷)

لشکر کے قریب آگئے جب سید والا — اک تہلکہ رعبِ شہ ذیجاہ نے ڈالا

سر کے جو قدم ہوگئی ہر صف تہ و بالا — دن لشکرِ شامی کی نظر میں ہوا کالا

جاگے گی کوئی آن میں تقدیر قضا کی

آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر قضا کی

(۴۸)

فوجوں کی طرف دیکھ کے بولے شہ صفدر — کس گوشہ میں مخفی ہے بن سعدِ ستمگر

نامرد سے کہہ دو کہ نکل خیمہ سے باہر — بیکس کی لڑائی بھی ذرا دیکھ لے آکر

جنگ آج کی ہر اہلِ جفا یاد کرے گا

وہ بھی تو ذرا دیکھ لے کیا یاد کرے گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۹

سب سُن لیں بغور اسکو جو میں کرتا ہوں گفتار
مطلب یہ نہیں ہے کہ کرو مجھ سے نہ پیکار
منصب ہے ہدایت مرا اس سے ہوں میں ناچار
معلوم نہ ہو جس کو وہ ہو جائے خبردار
احمد کا نواسا ہوں میں اور حق کا ولی ہوں
آگاہ رہیں سب میں حسین ابن علیؑ ہوں

۵۰

جز میرے نہیں اب کوئی احمدؐ کا نواسا
آیا کوئی تم میں سے نہیں میرا شناسا
معلوم تو ہوگا یہ کہ دو دن سے ہوں پیاسا
بچے کو بھی میرے نہ ملا آب ذرا سا
ظاہر تو ہو کیا مجھ سے عداوت کا سبب ہے
مہماں پہ ستم کیا یہی دستورِ عرب ہے

۵۱

سمجھانا مرا کام ہے مانو کہ نہ مانو
اے قوم امام اپنا مجھے آج سے جانو
تیغوں کو نہ اب کھینچو سنانوں کو نہ تانو
بے وجہ مرے سینہ کو تیروں سے نہ چھانو
اس فعل سے دولت یقیں حاشا نہ ملے گی
کھوؤ گے اگر دیں کو تو دنیا نہ ملے گی

۵۲

اللہ ری تاثیرِ کلامِ شہ خوش خو
پتھر تھے جو دل کے وہ بہانے لگے آنسو
گھبرا کے یہ بولا پسرِ سعدِ جفا جو
بہتر ہے کہ باجوں کا بپا شور ہو ہر سو
تقریر اثر رکھتی ہے اس حق کے ولی کی
پہونچے نہ صدا کانوں میں فرزند علیؑ کی

۵۳

بجنے لگے باجے عربی فوج میں ناگاہ
لشکر میں ہوا شور کہ العظمۃ للہ
سر کرنے لگے تیر جفا پیشہ و گمراہ
مظلوم نے لی میان سے شمشیر ید اللہ
دستِ شہ دیں تیغ علیؑ چوم کے اٹھی
اور دوش سے حمزہؑ کی سپر جھوم کے اٹھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہاں ساقیِ گلرو مئے و مینا کی طلب ہے — پھر ساغرِ گلگوں و مصفا کی طلب ہے
[…] دارو ے علاجِ دلِ شیدا کی طلب ہے — عادی ہوں میں جسکا اسی صہبا کی طلب ہے (۵۴)
صورت کی اُسی حور کی دیوانہ ہوا میں
ساقی میں اسی شمع کا پروانہ ہوا میں

[د]ے جلد کہ اب فیض کا ہنگام ہے ساقی — ہاں آج چھکا دے کہ ترا نام ہے ساقی
وہ جام ہو جو خیریت انجام ہے ساقی — کیا فصلِ بہاری سے مجھے کام ہے ساقی (۵۵)
قتلِ سپہِ شر کی خبر بزم کو دوں گا
میں خون کی بارش میں شراب آج پیوں گا

جو آبِ بقا سے بھی ہو خوشتر وہی بادہ — لذت میں جو ہو روح سے بڑھکر وہی بادہ
ہم رند جسے کہتے ہیں کوثر وہی بادہ — ہاں ہاں وہی شیشہ وہی ساغر وہی بادہ (۵۶)
مے پینے میں زاہد سے بھی پردہ نکرونگا
توبہ ہوئی اب بھول کے توبہ نہ کرونگا

میں تو ترے میخانے کا ہوں رند نہ ترسا — پھر چشمِ کرم حال پہ میخواروں کے فرما
سردیِ دلِ اعدا کی ہے میرے لئے سرما — اور آتشِ تر دیکے ذرا طبع کو گرما (۵۷)
حملہ مجھے لکھنا ہے ولی ابن ولی کا
دے ساتھ مرا طبعِ رسا تیغِ علیؑ کا

وہ برق گری لشکرِ اعدا پہ چمک کے — وہ موذیوں کو ڈس لیا ناگن نے لپک کے
وہ رُخ پہ سبہ کاروں نے ڈھالیں لیں جھجک کے — وہ گھوڑوں سے اسوار گرے رہیں پھڑک کے (۵۸)
وہ غلغلۂ حشر اٹھا اہلِ دغا میں
وہ خون برسنے لگا میدانِ وغا میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۵۹)

تلوار کا اُٹھنا تھا کہ گھائل ہوئے اعدا — ضربِ شہ ذیجاہ کے قائل ہوئے اعدا
سینے جو ہوئے چاک تو بیدل ہوئے اعدا — کس قہر کی تھی چال کہ بسمل ہوئے اعدا

بیساختہ جب جھوم کے چلتی تھی وہ رنگیں
روحیں بھی پھڑک جاتی تھیں اعدا کے بدن میں

(۶۰)

مشرک کوئی دو ٹکڑے مع تیغ و سپر تھا — جو رنگ مع اسپ کوئی بانیِ شر تھا
دو صورت لا کوئی لعیں تا بہ کمر تھا — اک تیغ سے لاکھوں کو میسر نہ مفر تھا

جاتے تھے جدھر بھاگ کے سر پہ وہ بلا تھی
بجلی تھی تڑپنے میں تو چلنے میں ہوا تھی

(۶۱)

صاف اور ہوئی گرد میں جس وقت اٹی تیغ — مانندِ خیار اُس کے تلے آکے کٹی تیغ
ستھراؤ کیا سر جو گرانے پہ ڈٹی تیغ — بے خوں پیئے جس فرق پہ آئی نہ ہٹی تیغ

تقدیر کو تدبیر سے چلتے نہیں دیکھا
سچ کہتے ہیں سب آئی کو ٹلتے نہیں دیکھا

(۶۲)

مغلوب ہوئی شاہ سے جب فوج تمامی — تنکر صفِ دشمن سے بڑھا اک یل شامی
شہ زور و تنومند مشہور سلح شوروں میں نامی — ہوتی تھی ستمگار کی لشکر میں سلامی

ہیبت سے جن ہر ایک بشر کہتا تھا اسکو
استاد ہر اک بانیِ شر کہتا تھا اسکو

(۶۳)

قد تھا کہ شجر جبہ کا واک تھا یا فیل — ٹکڑا تھا پہاڑی کا کہ بیڈول وہ تھا ڈیل
سا قیں نہ کہو راہِ ضلالت کے وہ تھے میل — تھے ہاتھ ستمگار کے یا صورِ سرافیل

بد کیش تھا بد عہد تھا اور زشتِ عمل تھا
مریخ تھا غصّے میں نحوست میں زحل تھا

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۶۴)

…صورت زشت اور وہ اُسکا قد و قامت — دیکھے جو یکایک تو ہو عفریب کو حیرت

…ہرے سے نمودار تھے آثارِ ضلالت — شیطاں کو بھی گمراہ سے تھا حسنِ ارادت

سرکش تھا خطاکار تھا اور ضال و مُضل تھا

آیا ہی نہیں رحم کبھی جس میں وہ دل تھا

(۶۵)

…ھ کر پسرِ سعد سے کہنے لگا خود سر — دیکھی بھی کہ اسوقت ہے کیا حالت لشکر

…لا وہ تہی مغز سرِ نحس جُھکا کر — اس رنگ کو پہچانے گا کون آپ سے بہتر

اب یاس ہے قتلِ پسرِ شاہِ امم سے

امید جو بندھتی ہے تو کچھ آپ کے دم سے

(۶۶)

…یف سے اسکی جو ہوا خوش ستم آرا — بولا پسرِ سعد سے یوں ہنس کے دوبارا

…دیگا سرِ شاہ اگر میں نے اُتارا — کہنے لگا مکار کہ سب کچھ ہے گوارا

وعدے میں نہ کچھ حجّت و تکرار کرونگا

دیکھ زر و خلعت ابھی سردار کرونگا

(۶۷)

…لچ میں زر و مال کے آیا جو خطاکار — کوڑا کیا گھوڑے کو عناں پھیر کے یکبار

…ان میں آکر یہ پکارا وہ ستمگار — ہاں آگیا میں اے خلفِ حیدرِؑ کرار

سُنتا ہوں کہ زور آپ میں ہے حق کے ولی کا

مشتاق ہوں میں ضربتِ شمشیرِ علیؑ کا

(۶۸)

…ن آج ہے دنیا میں جو مجھ سے ہو ہم آورد — دب جائے حریف اُڑ کے جو پڑ جائے مری گرد

…ے خوف سے میرے رُخِ بہرام فلک زرد — میں نے کیا بازارِ شجاعانِ جہاں سرد

تنہا میں ہزاروں سے بھی گھیرا نہیں جاتا

شیروں سے بھی پنجہ مرا پھیرا نہیں جاتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٦٩)
رستم کی شجاعت مرے آگے ہے کہانی — کچھ زال کی بھی میں نے حقیقت نہیں جانی
اس عہد میں میرا کوئی پیدا نہیں ثانی — ہے زور تہمتن کا مرے سامنے پانی
ہوتا مرا شاگرد جو بہرام بھی ہوتا
کرتا نہ مرا سامنا گر سام بھی ہوتا

(٧٠)
ہیں سینکڑوں گھر ظلم سے جو میں نے اُجاڑے — میدانوں میں جا جا کے نشاں فتح کے گاڑے
جھنڈے تھے جو یہ سونے کے گڑے میں نے اُکھاڑے — میں وہ ہوں کہ زہرے ہیں جگر دار کے پھاڑے
آگے مرے دہشت سے قدم بڑھ نہیں سکتے
رو دار جواں منہ پہ مرے چڑھ نہیں سکتے

(٧١)
قوت میں بشر میرے برابر نہیں ہوتے — اور دیو بھی مجھ سے کبھی ہمسر نہیں ہوتے
شیر آ کے مرے قبضہ سے باہر نہیں ہوتے — جنات مرے سایہ سے جان بر نہیں ہوتے
ہر شام و سحر نام اُسے ورد ہے میرا
ابلیسِ فسوں ساز بھی شاگرد ہے میرا

(٧٢)
اسطرح وہ بیہودہ سرا ہو چکا جس دم — پڑھنے لگے لاحول شہنشاہ دو عا
فرمایا کہ بس ایک چکا خاموش ہو اظلم — بڑھ جلد کہ مشتاق ہے اب تیرا ج
بیجا یہ خیال او ستم ایجاد ہے تیرا
شاگرد جسے کہتا ہے استاد ہے تیرا

(٧٣)
اللہ یہ نخوت یہ غرور اور یہ غترہ — معلوم ہوا تو ہے شجاعت سے معر
ناداں شجرِ عقل کو یہ کبر ہے ارّہ — خورشید سے ہو سکتا ہے ہمسر کہیں ذ
روبہ کا اسد پہ کبھی قابو نہیں چلتا
کافر کبھی اعجاز پہ جادو نہیں چلتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کر دیگا تجھے پست ابھی تیرا تکبّر
خود اپنی حقارت پہ تجھے ہوگا تحیّر
(۷۴)
عاقل جو ہیں نخوت سے وہ کرتے ہیں تنفّر
ناداں تجھے یکتائی کا اپنی ہے تصوّر
غرّے کو ترے سر سے ہوا کر کے دکھادوں
اے تو سہی میں تجھ کو دو تا کر کے دکھادوں

تلوار اُٹھا کر جو بڑھا دلبرِ حیدرؑ
چہرے پہ سپر رکھ کے ہٹنے لگا خودسر
(۷۵)
فرمانے لگے ہنس کے تب اس سے شہِ صفدر
بیشک تو بہادر ہے بڑا کھل گیا جوہر
رکھتا ہے نظر امن پہ آزار کے بدلے
نامرد سپر لیتا ہے تلوار کے بدلے

کچھ سوچ کے موذی نے لیا ہاتھ میں بھالا
کاوے پہ جگر گھیر کے رہوار کو ڈالا
(۷۶)
اس سمت کبھی گاہ اُدھر ہاتھ نکالا
سنبھلا کبھی خود اور کبھی نیزے کو سنبھالا
پلٹا کے فرس آگیا فرزند علیؑ پر
دھوکے سے کیا وار امامِ ازلی پر

ہشیار تھا یاں جان و دلِ حیدرِ صفدر
آئی جو انی فرق مبارک کے برابر
(۷۷)
جلدی سے اُٹھا دستِ شہنشاہِ دلاور
چٹکی سے انی تھام کے بس تھم گئے سرور
نزدیک یہ تھا گر پڑے غدّار زمیں پر
جھٹکا جو لگا جھک گیا رہوار زمیں پر

مٹھی سے ستمگار کی نیزہ جو ہیں چھوٹا
سوچا کہ کہیں ہاتھ تو میرا نہیں ٹوٹا
(۷۸)
قوّت کے بھی دعوے میں ستمگر ہوا جھوٹا
کھائی تو شکست اُس نے مزا فتح نے لوٹا
سنبھلا جو شقی توسنِ چالاک کے اوپر
ہنسنے لگے سب سرکش و بے باک کے اوپر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لی ہاتھ میں خاطی نے کماں ہونٹ چبا کے
ترچھا ہوا سوفار کو چلّے سے ملا کے
چاہا تھا کہ صدرِ شہ ذیجاہ کو تاکے
شبیر قریب آگئے گھوڑے کو بڑھا کے
تیغِ اسد اللہ تھی یا آفت جاں تھی
اک ہاتھ میں چلّا تھا نہ ناوک نہ کماں تھی
(٧٩)

سر پر جو قضا آئی تو شمشیر سنبھالی
فرمانے لگے ہنس کے یہ اس سے شہ عالی
ترکش میں ابھی تیر ہیں یا ہو گیا خالی
کیوں اور کسی حربے سے حسرت نہ نکالی
کیوں لاد کے پھر صورت خر لایا تھا ظالم
دکھلانے کو یہ گرز و تبر لایا تھا ظالم
(٨٠)

تقریر یہ کرنے لگا کٹ کر ستم آرا
تلوار میں ابتک میں کسی سے نہیں ہارا
بل مرد کو شمشیر ہی پر ہوتا ہے سارا
دو ہاتھ میں ہو جاتا ہے اس گھاٹ اُتارا
گرز و تبر و تیر کی پروا نہیں رکھتے
جرّار سوا تیغ کے حربا نہیں رکھتے
(٨١)

بولے شہ ذیجاہ جو دعویٰ ہے تو آ پھر
ہاں بانک پن اپنا صفِ لشکر کو دکھا پھر
تلوار پکڑ ٹھاٹھ بدل ڈھال اُٹھا پھر
پر جلد کہ مہلت نہیں دینے کی قضا پھر
تاریک جہاں ہونے کو ہے چشم اجل میں
تلوار کی حسرت کہیں رہ جائے نہ دل میں
(٨٢)

استادہ تھا تولے ہوئے تلوار جو دشمن
بالائے ہوا ہاتھ لگانے لگا سن سن
بدلی اسد اللہ کے ضرغام نے چتون
گرما جو گیا برقِ جہندا ہوا توسن
ورشتۂ اُمید لعیں کاٹ کے اُٹھی
شمشیر ید اللہ زباں چاٹ کے اُٹھی
(٨٣)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۴)

مہمیز جو کی شہ نے اُڑا اشہبِ جاندار
غل پڑ گیا لشکر میں کہ چلنے لگی تلوار
اٹھیں سپریں دونوں طرف رُکنے لگے وار
جو دور تھے وہ دیکھنے پاس آ گئے یکبار
کہتے تھے وہ آپس میں سنو نہیں جو بڑے تھے
دیکھو یونہیں مرحب سے یداللہ لڑے تھے

(۸۵)

شانے کا ہوا وار کبھی اور کبھی سر کا
پہلو کا کیا قصد کبھی گاہ کمر کا
چالاکی سے پھرنا وہ ہر اک سمت نظر کا
چوکا وہ جہاں صاف دیا تیغ نے چرکا
اللہ ری چمک عکسِ رُخِ آئینہ گوں کی
آنکھوں میں چکاچوندھ ہوئی تیرہ دروں کی

(۸۶)

کرنے لگا کچھ بے ادبانہ جو وہ گفتار
غیظ آ گیا فرزندِ یداللہ کو اک بار
تلوار کو چمکا کے پکارے شہِ ابرار
او سرکش و نااہل قضا آ گئی ہشیار
لے بارِ الم روحِ نجس پر نہ اُٹھانا
مغرور خبردار بس اب سر نہ اُٹھانا

(۸۷)

یہ کہہ کے سرِ نحس پہ تلوار لگائی
گھبرایا وہ ایسا کہ سپر بھی نہ اُٹھائی
اللہ ری دستِ شہِ والا کی صفائی
ثابت نہ ہوا کب گئی تلوار کب آئی
کیا وار تھا کیا تیغ تھی کیا دست نکو تھا
دیکھا جو بغور آپ کو سرکش نے تو دو تھا

(۸۸)

گھوڑے سے گرا خاک پہ جب دم ستم آرا
بڑھ کر بن سعد نے لشکر کو پکارا
لڑنے کا کسے سبطِ پیمبرؐ سے ہے یارا
شبیرؑ سے یوں بس نہیں چلنے کا ہمارا
سب مل کے محمدؐ کے نواسے کو گرا دو
رہوار سے دو روز کے پیاسے کو گرا دو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ سنتے ہی مظلوم کے گرد آ گئے بے پیر
فرما کے رضیناً بقضا تھم گئے شبیرؑ
(۸۹)
کرنے جو لگے حق سے دعا سرورِ دلگیر
پہلو پہ سناں فرق مبارک پہ لگا تیر
چلنے لگیں تیغیں جسدِ پاک کے اوپر
بہنے لگا پیاسے کا لہو خاک کے اوپر

فرماتے ہیں اعدا سے یہ شبیرؑ بصد یاس
میرا نہ سہی اپنے نبی کا تو کرو پاس
(۹۰)
بیزاریٔ احمدؐ کا نہیں کچھ تمہیں وسواس
زخمی جو ہوں میں اور زیادہ ہے مجھے پیاس
منظور تمہیں یوں ہے تو پیاسا ہی مروں گا!
اس ظلم کی نانا سے شکایت میں کروں گا

کہتے ہیں یہ شبیرؑ سے وہ ظلم کے بانی!
ممکن یہ نہیں ہے کہ بجھے تشنہ دہانی
(۹۱)
پیاسے جو ہیں آپ اے اسداللہ کے جانی
سقّے سے سکینہؑ کے طلب کیجئے پانی
قطرہ بھی دم تشنہ دہانی نہ ملے گا
کوثر کے سوا آپ کو پانی نہ ملے گا

یہ سُن کے ترائی کی طرف شاہ نے دیکھا
اور رو کے بصد درد کہا اے مرے شیدا
(۹۲)
کیا خاک پہ سوتے ہو دھرے چاند سا چہرا
بیکس کی خبر لینے کو آتے نہیں بھیّا
فرصت ہے نہ غش سے نہ تھما جاتا ہے زیں پر
بازو کو مرے تھام کے بٹھلا دو زمیں پر

دیکھو تو قریب آ کے ذرا بھائی کی حالت
دم لینے کی دیتے نہیں اعدا مجھے فرصت
(۹۳)
خوں بہہ گیا مطلق نہیں اب جسم میں طاقت
مہماں کوئی ساعت کے ہیں کر لو ہمیں رخصت
تن چور ہے دل ٹکڑے ہے بیتاب جگر ہے
کس عالم غربت میں مسافر کا سفر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں چھٹی پُشت"

جلیل لکھنوی

میر انیس کے پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : سیّد فرزند حسن

تخلّص : جلیلؔ

والد : سیّد حسن خلیلؔ

ولادت : ۱۵؍رجب ۱۲۷۴ھ/یکم مارچ ۱۸۵۸ء دوشنبہ (لکھنؤ)

اولاد :-

وفات : ۵؍مئی ۱۹۲۲ء لکھنؤ

حیات : ۶۴ برس

قبر : کربلا امداد حسین خاں لکھنؤ

خدمات : مرثیے، سلام، رباعیات وغیرہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
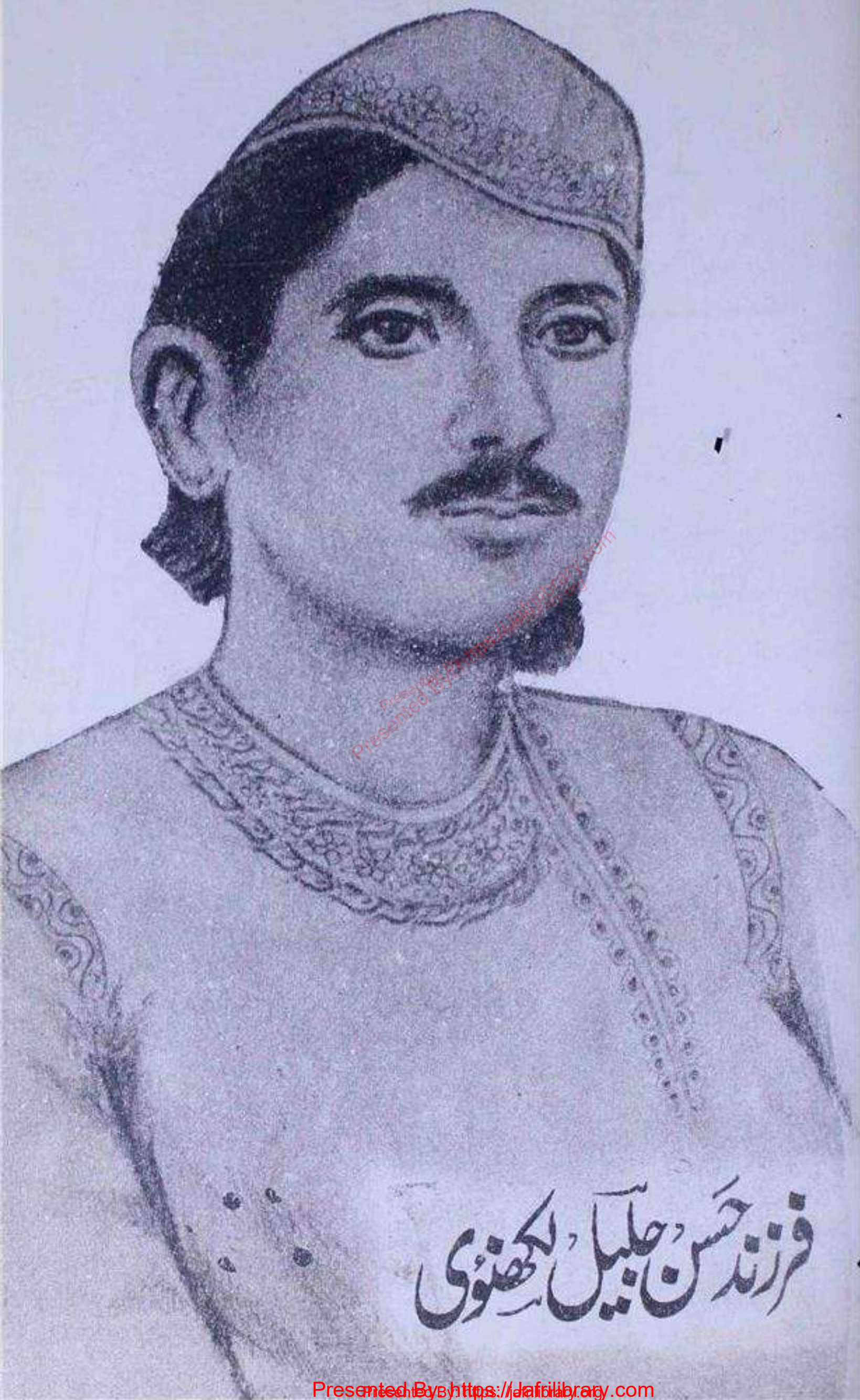
فرزند حسن جلیل کے حالاتِ زندگی اور شاعری

میر انیس کے بھائی میر انس کے پوتے اور سید حسن خلیل کے فرزند تھے۔ نام فرزند حسن جلیل تخلص فرماتے تھے۔ ۱۵ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق یکم مارچ ۱۸۵۸ء بروز دوشنبہ "غدر" کے دوران لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد سید حسن خلیل کے شاگرد تھے۔ کچھ دنوں میر وحید اور پیارے صاحب رشید سے مشورۂ سخن فرمایا۔ مرثیہ خوانی کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ لاہور، رامپور، اور شمس آباد خصوصی طور سے جایا کرتے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں لاہور گئے جس کا ذکر سر عبدالقادر نے رسالہ "مخزن" میں کیا ہے۔ رام پور اسٹیٹ سے زیادہ رابطہ رہا۔ "کلیاتِ میر ضاحک" کا ایک نسخہ جو اُن کی ملک تھا، نواب حامد علی خاں کو پیش کیا، جو غالباً وہاں موجود ہے۔

۵ مئی ۱۹۲۲ء کو کٹرہ بزن بیگ (چوپٹیاں) اثنا عشری مسجد سے متصل مکان میں انتقال ہوا۔ "کربلا امداد حسین خاں لکھنؤ" میں دفن ہوئے۔ وقتِ وفات عمر ۶۴ برس کی تھی۔

جلیل کے چار مرثیے دستیاب ہیں۔ جن کے مطلع مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) یارب کلیدِ گنجِ سخن دستیاب ہو۔

(۲) جب گل ہوا چراغِ حسنؑ رزم گاہ میں۔

(۳) شوقِ نبرد ہے خلفِ بوترابؑ کو۔

(۴) رن میں جو بہرِ جنگ شہِ مشرقین آئے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر ضاحک سے فرزند حسن جلیل تک چھٹی پشت ہو چکی تھی مرثیہ گوئی کی خدمت کرتے ہوئے اس لیئے انھوں نے اپنے ایک سلام کے شعر میں بزرگی و عظمت کا اظہار اس طرح کیا ہے :۔

ہے چھٹی صیقل نہ کیوں تیغ زباں ہو میری صاف
جوہرِ ذاتی پہ اب پڑتی ہے مجلس بھر کی آنکھ

فاضل مشہدی نے اپنی سرگزشت میں جلیل کی ایک مجلس جو لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس کا حال بہت تفصیل سے لکھا ہے :۔

"۲۸-۱۹۲۹ء میں اندرون شہر لاہور کی زندگی میں حلاوت وہی تھی۔ تمام اکابر جن کے پرتو سے فیض کی شعاعیں پھوٹتی تھیں۔ باہر کوٹھیوں میں منتقل ہو گئے تھے۔ کس کس کا نام لوں۔ ابھی ایک مجلس میں سب کو یکجا دکھا دوں گا۔

میر فرزند حسن جلیل، انہی دنوں تشریف لے آئے۔ نواب محمد علی قزلباش کے مہمان تھے لکھنؤ کی اصل تہذیب و معاشرت کا جیتا جاگتا نمونہ، دو پلّیہ سر کے آدھے حصے میں جمی ہوئی، انگرکھا پھولدار، انگشت ہا مبارک چاندی کی انگوٹھیوں سے پھلی پھولی ہوئیں۔ کسی میں دُرِّ نجف کسی میں موئے نجف، کسی میں عقیق، زمرد غرض تبرک بالائے تبرک، حضرت کی صورت میں مسکینی اور تمکنت دونوں ساتھ ساتھ جھلکتی تھیں۔ نہ آدمی کہہ کے بات کر سکے نہ رہ سکے۔ آنکھ اُٹھا اُٹھا کے کم دیکھتے تھے۔ جبڑے چوڑے اور گلے اندر کو دھنسے ہوئے تھے۔ ماتھے پر تکون ڈھلی ہوئی، رنگت گہری سانولی۔ ایک روز والد (وہی تایا جو نو عمری میں ہمارے کفیل بن گئے تھے) ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے جھجکتے جھجکتے ان سے سوال کر ہی دیا کہ حضرت! خوبصورت شعر کہنے والے اس سخنور کو یہ صورت ملی؟ فرمانے لگے، آدمی جو شغل اختیار کرتا ہے۔ اگر اس میں شدّت کے ساتھ ریاض کرے تو اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے جس میں سے وہ محنت اور کرب کے وقت گزرتا ہے۔

یہ ایک فلسفیانہ تم طبیانہ تشریح تھی۔ ہم نے اُسے سبق کی طرح ذہن میں پیوست کر لیا۔ شہر میں مجلس کا اعلان ہو چکا تھا۔ میر انیس کے پوتے کا نام سُننا تھا کہ لوگوں کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ٹوٹ پڑنے سے مبارک حویلی تنگ ہوگئی۔ اس روز علی الصّباح ہم نے ایک اور بے اعتدالی کی۔ صبح کے آٹھ بجے ابھی وہاں سوختہ تھا، میر صاحب "مبارک حویلی" میں آچکے تھے۔ اُوپر کے کمرے میں کُنڈی چڑھا کر بیٹھ گئے، نیچے دربان بٹھا دیا۔ ہم نے ایک ساتھی کو لیا اور بڑے مُعتبرانہ انداز میں دربان کی طرف ہو کے کہا۔ "ہاں میر صاحب اوپر ہیں"۔ اور بِلا جواب سُنے دونوں اوپر چڑھ گئے۔ وہ بیچارہ روکتے روکتے رہ گیا۔ اوپر جاکر دروازے کی دَرزوں سے جھانکا تو ایک آئینہ قدِّ آدم نظر آیا۔ میر صاحب کی پیٹھ تھی۔ آئینے میں اپنے بناؤ، اشارے، کنائے دیکھ کر مصرعوں پر ریہرسل کر رہے تھے۔ ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ تیزی سے نیچے اُترے۔ دربان ابھی اوپر ہی دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اس پر گزرتے ہوئے کہا "واہ تم نے بتایا کیوں نہیں، وہ مرثیہ تیار کرنے بیٹھ بھی گئے" بیچارہ کہنے لگا صاحب! میں تو کہہ ہی رہا تھا، آپ اُوپر چلے گئے۔

دس بجے کا ٹائم مقرر تھا۔ ساڑھے نو بجے تک اندر آنے کے راستے بند ہو گئے تھے۔ لوگ کیلوں کی طرح ٹھکے ہوئے کھڑے تھے کھڑے بھی کیا تھے جُڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد نواب صاحب آئے۔ ان کے ساتھ حشم و خدم تھے۔ فوراً راستہ بنا لیا گیا۔ آپ اندر نہیں گئے۔ استقبالی دروازے میں ٹھہر گئے اور مُنتظمین کو حکم دیا کہ مہمانوں کے آنے کے لئے ایک راستہ بنا دو۔ انھوں نے ہاتھوں کو پھیلا کر دُو طرفہ دیواریں بنالیں جن میں ایک ایک آدمی کی قطار گزر سکتی تھی۔ چار چمکتے ہوئے چاند ایک ساتھ طلوع ہوئے۔ علاّمہ اقبال، سر عبدالقادر، پنڈت شیونرائن شمیم اور راجہ نریندر ناتھ — نواب صاحب کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔ جونہی ملاپ ہوا، فرمایا، "نعلین مجھے عطا کر دیجیے"۔ ہر ایک نے انکسار کیا۔ لیکن انھوں نے ہاتھ میں لے لیا۔ طرفہ یہ کہ پلک جھپکنے سے پہلے وہ ایک ملازم کے ہاتھ میں پہونچ گئی۔ چاروں جوتیاں اسی طرح اُتروا دی گئیں آگے فرشِ مجلس تھا۔ میر صاحب کے قریب اگلی صفوں میں تیسری قطار میں یہ حضرات زینت افروز ہو گئے۔ ہم نے جان توڑ کوشش کی اور ان حضرات کے عین پیچھے قطار میں جگہ لے لی۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مجلس گاہ کی حدِ آخر کی طرف اتفاقاً نگاہ دوڑ گئی - وہاں دیکھا تو حضرت فیروز طغرائی اور حفیظ جالندھری برآمدہ میں کھڑے ہیں - آدمی پر آدمی چڑھا ہوا ہے اور کچھ غُل بھی ہو رہا ہے -

اتنے میں درود کی آواز بلند ہوئی اور خاموشی طاری ہو گئی - دیکھا تو میر صاحب منبر کے پاس پہونچ گئے - انھوں نے منبر کے ساتھ ہاتھ چھُوا کر ماتھے پر لگایا اور بیٹھ گئے - آنکھیں بند تھیں - کوئی دُعا پڑھ رہے تھے - پھر ایک نظر دائیں طرف کے مجمع پر ڈالی اور ایک نظر بائیں طرف کے - چاروں طرف سے سُبحان اللہ کی آوازیں آئیں - وہی مرزا دبیر اور میر انیس کا انداز، وہی سج دھج، انگرکھے کے پھول، بہارِ سخن بننے والے تھے - دو پلیہ ایک تیغِ کشیدہ کا تیور سنبھالے ہوئی تھی - فرمایا "صلواۃ" - بڑا گھن دار جواب آیا - پھر ایک رُباعی پڑھی، ایک سلام، پھر مرثیے کی تشبیب، پھر رزمیہ مصائب اور شہادت بالکل نہیں پڑھی کیونکہ مجمع خالص شیعوں کا نہیں تھا - لوگ سُخن طرازی دیکھنے آئے تھے - میں چار ستاروں کے پیچھے اس لئے بیٹھا تھا کہ ان کا "طریقۂ داد" دیکھتا رہوں - اور یہ بھی دیکھوں کہ کس لفظ پر وہ پھڑکتے ہیں - کیونکہ یہاں مضمون سے زیادہ الفاظ کی جرأت کا کام سامنے آتا تھا - میر صاحب نے ایک شعر تلوار کی صفت میں پڑھا - ایک مصرعے میں اس کی باڑھ پر خون کے قطرے اس طرح دکھائے

"عروس تو متبسم ہے پان کھائے ہوئے"

سر عبدالقادر میرے عین آگے تھے - علامہ اقبال نے تو ہاتھ اُٹھا کر صرف اتنا کہا - "واہ یہ آپ کا حصّہ ہے" - راجہ صاحب اور پنڈت صاحب نے بہت بلند آواز سے سراہا، لیکن سر عبدالقادر صاحب نے ہاتھ بھی اُٹھائے اور جھومتے جھومتے بیٹھواں رقص بھی فرمانے لگے - لڑھکتے لڑھکتے حضرت میری گودی میں آ پہونچے - میں نے بازو کھول کر اس دُرِ بہا کو لے لیا - جونہی ان کا انگ میرے انگ سے لگا فوراً "اوہ معاف کیجئے گا" کہہ کر آگے کو سرک گئے - آپ کا سرِ مبارک میری چھاتی سے لگ گیا تھا - داڑھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کی تراش چونکہ عین "جارج پنجم" کے مطابق تھی، میں نے اُسے فالِ نیک سمجھا کہ آج میری جھولی میں شہنشاہِ اقلیمِ ادب آ پڑا ہے۔

میری خوش قسمتی کہ میر جلیل پھر تلوار کا ایک اچھوتا مضمون لے آئے، اِس دفعہ اس کی آبداری کی تعریف کی۔ ع

"ناگنیں پھرتی ہیں لہراتی ہوئی پانی میں"

حضرت عبدالقادر صاحب دوسری مرتبہ میری گودی میں آ پڑے۔ اِس دفعہ کچھ زیادہ ہی کھل کر پڑے۔ اب آنکھیں اُٹھا کر مجھے دیکھ بھی لیا۔ فرمانے لگے: "اچھا مشہدی صاحب ہیں" علامہ اقبال نے بھی اِدھر نظر کی۔ میں نے آداب عرض کر دیا، مسکرا دیئے اور کچھ نہ کہا۔

مجلس ختم ہوئی تو نواب صاحب پھر وہیں کھڑے تھے۔ ان لوگوں کا الوداعی مُصافحہ کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔[1]

پہلے مرثیہ "یارب کلیدِ گنجِ سخن دستیاب ہو" کے مطلع سے سات بند درج ہیں۔ یہ جلیل کا پہلا مرثیہ ہے جس میں کامیابی کے لئے دُعا کی ہے ؎

یارب کلیدِ گنجِ سُخن دستیاب ہو — مشتاق میری نظم کا ہر شیخ و شاب ہو
مدّاحِ حسینؑ کا حاصل ثواب ہو — مِل جائے وہ زباں کہ دہن کامیاب ہو
جب تک جہانِ طائرِ روحِ رواں رہے
جاری لبوں پہ وصفِ امامِ زماں رہے

یارب زباں ہو میری فصاحت سے کامیاب — ہردم ہو نظم مدحِ شہِ آسماں جناب
روشن مرا کلام بھی ہو مثلِ آفتاب — مصرع ہر ایک فرد ہو، ہر بیت لاجواب
ہو مستحق میں جس کا عطا، اب وہ کام ہو
ورثہ جو یہ ملے تو زمانے میں نام ہو

[1] "یہ باتیں ہیں جب کی" (۱۹۰۳ء سے ۱۹۴۷ء تک کی سرگزشت) مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۳ء صفحہ ۳۵ تا صفحہ ۳۹۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دشوار ترا شکر ہے، اے ربِ انس و جاں　　عاجز ہوں جو ہر بنِ مو تن پہ ہو زباں
ادنیٰ یہ تیرے فیض و کرم مجھ پہ ہے یہ شاں　　کہتے ہیں لوگ ذاکرِ شاہنشہِ زماں

بے مثل سب بزرگ تھے شہرہ تمام ہے
اہلِ زباں ہر اک کا زمانے میں نام ہے

مثلِ خلیقؔ خلق میں پیدا کوئی نہ تھا　　ذاکر انیسؔ و اُنسؔ سے اعلیٰ کوئی نہ تھا
مونسؔ سے اور نفیسؔ سے اچھا کوئی نہ تھا　　بعد انکے پھر وحیدؔ سا یکتا کوئی نہ تھا

پایا بہشت، نام یہاں نیک ہو گیا
مداح اپنے وقت کا ایک ایک ہو گیا

یکتائے دہر شہ کے ثنا خواں ہوئے یہ سب　　عمریں گزاریں، مدح و ثنا کرکے روز و شب
تھی دولتِ کمال جو اُنکی عطائے رب　　ورثہ میں دی خدائے دو عالم نے مجھکو اب

حقدار اک طرف اسے سب صرف کرتے ہیں
ہے اسقدر کہ غیر بھی اب صرف کرتے ہیں

ہر چند ابتدا ہے مری یا شہِ عرب　　پر آپ کے کرم کا بھروسہ ہے روز و شب
در سے حضور کے کوئی خالی پھرا ہے کب　　حضرت کے مدح گویوں میں میرا بھی ہو لقب

باغِ ثنائے شہ کی ہوا سب کو بھا گئی
کرتے ہی یہ ریاض چھٹی پشت ہو گئی

صدقے میں جد کے مجھکو بھی حاصل ہو وہ کمال　　ممکن نہیں ہے جسکو قیامت تلک زوال
بے آب معرکہ میں کبھی ہو یہ کیا مجال　　گویا زبان ہے مری شمشیرِ بے مثال

مشتاق جو ہیں بزمِ عزا میں جلیل کے
جوہر وہ آج دیکھ لیں تیغِ اصیل کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیر کی مدّاحی میں چھٹی پشت"

میر مانوس

میر انیس کے نواسے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام: سیّد علی مانوس

تخلّص: مانوس

والد: میر تامن علی

والدہ: عباسی بیگم (میر انیس کی بڑی بیٹی)

ولادت: ۳۰ ربیع الاوّل ۱۲۶۰ھ/۱۹ اپریل ۱۸۴۴ء جمعہ (لکھنؤ)

اولاد: علی احمد واصف، نواب حسین واقف، بنّے صاحب عاکف

وفات: ۲۷ اپریل ۱۹۳۱ء

حیات: ایک سو تین برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس"، لکھنؤ

خدماتِ ادب: مرثیے، سلام، رباعیات، قصائد اور نوحے، مزاحیہ نظمیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مانوسؔ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر مانوس کے حالاتِ زندگی

سیّد علی مانوس، میر انیس کی منجھلی صاحبزادی عبّاسی بیگم (بڑی بیٹی) کے فرزند تھے۔ مانوس کے والد کا نام میر ثامن علی تھا۔ مانوس کے جدِّ امجد میر اکبر علی مؤلّف "ضیاءُ البقاء" تھے۔ جو بہ عہدۂ پیش نمازی حکومت اودھ میں ملازم تھے اور مبلغ بیس روپے ماہوار تنخواہ پاتے تھے، وہ غفران مآبؒ کے شاگرد تھے۔

میر ثامن علی کے دو بیٹے سیّد علی مانوس اور سیّد میرن، اور تین لڑکیاں تھیں۔ انھیں لڑکیوں میں منجھلی بیٹی کے نواسے منّے صاحب ذکی ہوئے، جو ایک اچھے شاعر اور مرثیہ گو تھے۔

میر مانوس ۳۰ ربیع الاوّل مطابق ۱۸۴۳ء میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے ـــ!

مانوس بہت صغر سنی میں یتیم ہو گئے تھے۔ ماں کے انتقال کے بعد نواسے کو میر انیس نے اپنے پاس رکھ لیا تھا، اور خود ہی اردو، فارسی کی ابتدائی تعلیم دی۔ اور دینی علوم کا درس بھی دیا۔ مانوس نے زندگی کے ۲۵ یا ۲۶ برس کا گرانقدر حصّہ میر انیس کی صحبت میں گزارا۔ وہ میر انیس کے اکثر سفروں میں ساتھ رہتے تھے۔ مانوس کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس زمانے کے اکثر واقعات یاد تھے۔ اور بعض تذکرہ نویسوں نے ان کے حوالے سے میر انیس کے چشم دید حالات بیان کئے ہیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے واقعات بھی ان کے حافظے میں محفوظ تھے۔ ان کے سینے میں حالات میر انیس اور اس دور کے واقعات کا خزینہ بھرا تھا جن میں کے بہت کچھ واقعات اپنے ساتھ لئے ہوئے چلے گئے۔ ان سے بہت کم فائدہ حاصل کیا گیا۔

میر انیس نے مانوس کی شادی اپنے بڑے فرزند میر نفیس کی چھوٹی صاحبزادی سے کر دی تھی۔ میر نفیس، میر انیس کے بعد ہر طرح سے داماد کا خیال رکھتے تھے۔ اپنے مکان کے متصل دو مکان خرید وائے، جن کو بعد میں ایک بنا دیا گیا۔ کچھ ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ پھر ہر سال حیدر آباد دکن اور دیگر مقامات پر بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ہر مجلس میں مانوس، میر نفیس کی پیش خوانی کرتے تھے۔ اور بعض متفرق مجلسیں اور عشرے بھی حیدر آباد میں پڑھتے تھے۔ اس طرح ذاکری کی بدولت محرم اور چہلم میں اتنا مل جاتا تھا کہ سال بھر اطمینان سے بسر اوقات ہوتی تھی۔ میر نفیس کے انتقال کے بعد عارف کے ساتھ مجالس میں جاتے رہے مگر اس وقت ان کی عمر ستر سے تجاوز ہو چکی تھی۔ اتنے طولانی سفر کرنے کی قوت نہ تھی۔ عارف سے مہاراجہ محمود آباد سر علی محمد خاں کے گہرے مراسم تھے۔ عارف نے مہاراجہ سے کہہ کر ریاست سے ۲۵ روپے ماہوار وظیفہ مانوس کے لئے مقرر کروا دیا۔ جو انھیں تاحیات ملتا رہا۔ اس کے بعد مانوس گوشہ نشین ہو گئے۔ اسی زمانے میں کچھ امراض ایسے لاحق ہو گئے جو باقی زندگی مانوس کے ساتھ رہے۔ اسی برس کی عمر سے دونوں پاؤں کی پنڈلیاں سوکھنا شروع ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دشواری ہونے لگی۔ پھر ثقل سماعت ہو گیا۔ اس کے بعد بصارت بھی جاتی رہی۔ انتقال سے دو تین سال قبل توازن دماغ بھی نہ رہا تھا۔ آخر ۲۰ اپریل ۱۹۴۱ء کو انتقال کیا اور مقبرہ میر انیس میں دفن ہوئے۔

مانوس اپنے پسماندگان میں دو بیٹے، ایک بیٹی اور ان کی اولادیں چھوڑ گئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مانوس کے تین فرزند تھے۔ سیّد علی احمد واصف، سیّد نواب حسین واقف اور سیّد بنّے صاحب عاکف (لاولد فوت ہو گئے)۔ واصف کے فرزند سیّد محمد عباس آصف تھے جو لاولد فوت ہوئے۔ آصف مرحوم ریاست محمود آباد میں لائبریرین تھے، انھوں نے خاندانِ میر انیس پر ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا پتہ اب تک نہیں چل سکا کہ کس کے پاس ہے۔ واقف کی اولاد میں سیّد فرّخ حسین اور سیّد ہادی حسین ہوئے۔ سیّد ہادی حسین کا ۱۹۷۶ء میں انتقال ہو گیا۔ اب اُن کے بھائی سیّد فرّخ حسین حیات ہیں۔ مانوس کی ایک بیٹی بھی تھیں جو لاولد تھیں۔

مانوس فنِ شاعری میں میر انیس اور ان کے بعد اپنے بڑے ماموں میر نفیس سے اصلاح لیتے تھے۔ میر نفیس کے انتقال کے بعد عارف کو اپنا کلام دکھاتے تھے، مانوس نے چند مرثیے بکثرت سلام اور متعدد نوحے و رُباعیاں یادگار چھوڑیں۔ نوحوں کی ایک بیاض ۱۳۲۳ھ میں حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی جس کا تاریخی نام "مخزنِ ماتم" ہے۔

مانوس کے پاس میر انیس اور خاندان کے دوسرے مرثیہ گو شعراء کے کلام کا سب سے بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ اس میں سے متعدد مرثیے خود میر انیس اور دوسرے مرثیہ نگاروں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ مرثیوں کا یہ بکس ۱۹۱۵ء کی طوفانی بارش میں مکان کے گر جانے سے ضایع ہو گیا۔

رُباعیات :-

مضطر ہوں کمالِ شیب کے آنے سے
قوّت نہ رہی شباب کے جانے سے
رَعشہ ہاتھوں کا یہ خبر دیتا ہے
دیکھ آب چھلکنے کو ہے پیمانے سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہر دم غمِ بے حساب دیتے ہیں مجھے
راحت نہیں وقتِ خواب دیتے ہیں مجھے

یہ ہڈیوں کی صدا نہیں پیری میں
میرے اعضاء جواب دیتے ہیں مجھے

دِل کو سوئے حق رجوع کرتا ہوں
تحمیدِ خدا شروع کرتا ہوں

سب کہتے ہیں جُھک گیا ہے قد پیری سے
سبحان اللہ رکوع کرتا ہوں

سلام :-

وُہ دانا ہے زباں حمدِ الٰہی میں جو تر رکھے
وُہ بینا ہے کہ جو انجام پہ اپنی نظر رکھے

گئے دریا پہ جب حضرت بڑھیں یا بوس کو لہریں
صدف نے بڑھ کے بہرِ نذر قدموں پہ گہر رکھے

سکینہؑ رو کے کہتی تھی ضرور آج آئیں گے بابا
کوئی کہدو نگہباں سے کھُلا زنداں کا در رکھے

جہاں میں تجھکو بھی مانوسؔ خالق اپنی رحمت سے
مثالِ جدّ و آبا باوقار و باہُنر رکھے

بہ فیضِ داغِ غمِ شاہِؑ نامدار میں ہے
کہ باغِ خُلد کا عالم مِرے مزار میں ہے

حُسینؑ کہتے تھے چاہوں تو اُلٹوں گیتی کو
علی کا زور مِرے دستِ رعشہ دار میں ہے

مثالِ دانہ فروتن ہو، چاہتا ہے جو اُوج
بہارِ نشو و نما ہے تو خاکسار میں ہے

گھرے ہیں شام کے لشکر میں سیّدُ الشُّہداؑ
قمر سحاب میں یا آئینہ غبار میں ہے

کفن میں تربۂ خاکِ شفا ہے اَے مانوسؔ
اسی سے خُلد کے پھولوں کی بُو مزار میں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ —— از عالیجناب مانوس لکھنوی

در حال حضرت علی اکبرؑ

جب کہ دنیا میں نمایاں ہوئی ماتم کی سحر

(بند ۱۳۶)

(۱)
جب کہ دنیا میں نمایاں ہوئی ماتم کی سحر
آئی آواز کہ آج آئی ہے وہ غم کی سحر
جس کو سب کہتے ہیں عاشورِ محرّم کی سحر
ہے یہی قتلِ شہنشاہِ دو عالم کی سحر
تھے جو سامان خوشی کے وہ نہاں ہونے لگے
غم کے آثار فلک سے بھی عیاں ہونے لگے

(۲)
قتل کا حادثہ جب پیرِ فلک نے تاڑا
عرش سے اپنے ستاروں کو زمیں پر جھاڑا
نوچ کر دامنِ شب رنج میں ترچھا آڑا
دستِ حسرت سے گریبانِ سحر کو پھاڑا
صبح کو لطف جو ہوتے ہیں بھلا وہ کب تھے
جتنے سامان غم و رنج تھے اس دن سب تھے

(۳)
اب سحر آئی ہے یہ حکم سنانے کے لئے
آئی دنیا میں صبا خاک اڑانے کے لئے
پھولی گردوں پہ شفق رنگ دکھانے کے لئے
سرخ ہو چشمِ فلک خون بہانے کے لئے
فق ہوا رنگ جہاں جبکہ یہ حالت دیکھی
سب نے آتی ہوئی دنیا میں قیامت دیکھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یوں نمایاں ہوئی عالم میں جو صبح عاشور
جتنے مشتاقِ شہادت تھے ہوا انکو سرور
(۴)
ہوئے حاضر درِ خیمہ پہ حسبِ دستور
دل میں یہ شوق کہ اب جلد برآمد ہوں حضورؑ

صبح کا وقت ہے اب طاعتِ داور کر لیں
پھر فدا شاہؑ پہ ہوں خلد میں جا گھر کر لیں

یاں تو اصحابِ شہؑ دیں میں یہی ہوتے تھے کلام
اس طرف خیمۂ عصمت میں بپا تھا کہرام
(۵)
دیکھ کر شاہؑ کا منھ بی بیاں روتی تھیں تمام
تو یہ سب بے صبر کر سب سے یہ کہتے تھے امامؑ

بے ملے تم سے سوئے خلد نہیں جاؤنگا
کس لئے روتی ہو میں گھر میں ابھی آؤنگا

کہہ کے یہ خیمۂ عصمت سے برآمد ہوئے شاہؑ
جاہ و اقبال نے دی بڑھ کے صدا بسم اللہ
(۶)
اقربا شاہؑ کے جتنے تھے وہ سب تھے ہمراہ
تھا کوئی رشکِ گل اُن میں تو کوئی غیرتِ ماہ

حسن میں ایک سے اک بڑھ کے یہ مہ پارے تھے
چشمِ گردوں نے بھی دیکھے نہ ہوں وہ تارے تھے

یوں برآمد ہوئے جب خیمہ سے شاہِ عالم
پئے تسلیم رفیقانِ شہِ دیں ہوئے خم
(۷)
طالبِ دید میں بیتاب تھے از حد اُس دم
مصحفِ رخ کو جو دیکھا تو ہوئیں آنکھیں نم

گتھیاں غم کی سلجھنے لگیں گیسو ہو کر
دل کے ارمان نکلنے لگے آنسو ہو کر

شہؑ نے پھر دیکھ کے رفیقوں کے سلاموں کا جواب
یوں بصد لطف و مدارا کیا اک اک سے خطاب
(۸)
اے مرے دوستو شبیرؑ کو ہے تم سے حجاب
تیسرا دن ہے کہ پایا نہیں اک قطرۂ آب

پیاس تم سب کی جو یاد آتی ہے شرماتا ہوں
اپنی مجبوری کو دیکھ کے رہ جاتا ہوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سنکے یہ شاہ سے بولے رفقائے دیندار
اے دل و جان پیمبر تری غیرت کے نثار
بھوک اور پیاس کی زحمت نہیں ہمکو زنہار
گر ہوس ہے تو یہی دیکھ لیں جنت کی بہار
جادۂ منزل مقصود دکھا دے ہم کو
جسکے مشتاق ہیں وہ راہ بتا دے ہم کو

(۱۰)
اب سوا اسکے ہوس کچھ نہیں دل میں آقا
یاس سے دیکھ کے سب کو کہا شہ نے اچھا
دیکھ کر پھر علی اکبر کی طرف فرمایا
طاعت حق کا یہ ہے وقت اذاں دو بیٹا
خشک لب خشک زبانوں کو حلاوت ہووے
اب پریشان جو ہوگی وہ جماعت ہووے

(۱۱)
آخری ہے یہ اذاں اور یہ طاعت آخر
تم سے ہوتی ہے بس اب حق کی اطاعت آخر
ظہر تک دیکھنا ہوگی یہ جماعت آخر
عصر کو ہوئے گی میری جو عبادت آخر
نہ اذاں ہوئیگی اسمیں نہ اقامت ہوگی
سجدۂ شکر کے ہمراہ شہادت ہوگی

(۱۲)
کہہ کے یہ بیٹھ گئے خاک پہ شاہ والا
بولے تم سب کو تو معلوم ہے یہ حکم خدا
آب نایاب اگر ہو تو نہیں غم اصلا
خاک پر بدلے وضو لائے تیمم کو بجا
یہ اگر حکم نہ ہوتا تو قیامت ہوتی
کس طرح آج کی تبلاؤ جماعت ہوتی

(۱۳)
خاک سے کرکے تیمم جو اٹھے شاہ حجاز
دی اذاں اکبر ذیشاں نے بصد سوز و گداز
سوئے کعبہ جو مڑے قبلۂ دیں بہر نماز
عقب شاہ صفیں باندھ کے آئے جانباز
حشر تک پھر نہ کبھی ایسی عبادت ہوگی
نہ امام ایسا ملیگا نہ جماعت ہوگی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴)

طاعتِ حق میں ہوئے شاہِ ہُدا جب مشغول
شوق میں آئی نسیمِ سحری کھل گئے پھول
وہ بھی کچھ دیر کو غم بھول گئی تھی جو ملول
گل و بلبل وہی پھر ہو گئے حسبِ معمول
پھر وہی حسن وہی ناز وہی گھاتیں تھیں
وہی بلبل وہی گل اور وہی باتیں تھیں

(۱۵)

دیکھی گلزارِ محمدؐ کی جو اس طرح بہار
لائیں منقار میں گل وجد میں کرنے کو نثار
عابدوں کی عقبِ شہ نظر آئی جو قطار
بلبلیں سمجھیں کہ گلہائے جناں ہیں یہ ہار
بیخودی چھا گئی کچھ ایسی کہ مدہوش ہوئیں
پھینکا منقار سے پھولوں کو سبکدوش ہوئیں

(۱۶)

فی الحقیقت وہ سماں دیکھنے کے قابل ہوگا
باغِ فردوس کو کب لطف یہ حاصل ہوگا
تو بھی مانوس وہاں عاشقِ کامل ہوگا
تو تو اس جا پہ نہیں تھا پہ ترا دل ہوگا
آج بھی دیکھ لے گو دیکھنا دشوار تو ہے
وہ چمن اب نہیں پر مدح کا گلزار تو ہے

(۱۷)

خواہشِ دل ہے کہ پھر مدح کا گلشن دیکھوں
باغِ فردوس کا بکھرا ہوا جوبن دیکھوں
کونسی شاخ پہ کس گل کا ہے مسکن دیکھوں
پہلے یہ دیکھ لوں پھر اپنا میں دامن دیکھوں
وجد میں آکے جنوں پھول روش پر جا کے
شاد ہوں دامنِ امید پُر از گل پاکے

(۱۸)

مثلِ قمری کے بھروں الفتِ شمشاد کا دم
دیکھوں جس پھول کو بس سمجھوں کہ ہے جامِ جم
شکلِ بلبل میں سہوں گل کی محبت میں الم
گر صبا زور سے آئے تو یہ چلاؤں کہ تھم
تو دبے پاؤں نہ آئی تو قباحت ہوگی
گل پریشاں مرے ہونگے تو قیامت ہوگی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۹)

دیکھوں سرسبز جو اشجار تو سب غم ہوں دُور — اُنکی شادابی سے آئے مری آنکھوں میں سرور
یک بیک شاد ہو اسطرح سے قلبِ رنجور — جیسے کھلتے ہوئے گل دیکھ کے بلبل مسرور

اسطرح دِل سے بھلا دوں میں جہاں کی باتیں
نہ سنی ہوں کبھی جیسے کہ خزاں کی باتیں

(۲۰)

دیکھ لوں بس گل و بلبل کے جو ہیں راز و نیاز — کہیں بیتابئ دِل ہو تو کہیں عشوہ و ناز
کس طرح تاک میں رہتی ہے یہ صرصرِ غماز — لے اُٹھے صاف جو اُن غنچوں کی پائے آواز

سب یہ باتیں گل و بلبل کی عیاں کر دیوے
سبزہ بیگانہ ہے اُس سے بھی بیاں کر دیوے

(۲۱)

کہیں پھولوں کا سماں ہو کہیں کلیوں کا نکھار — کہیں خوشے نظر آئیں تو کسی جا اثمار
صحنِ گلشن میں برابر ہو درختوں کی قطار — دِلِ بلبل کا یہ نغمہ ہو کہ لو آئی بہار

سیر پھولوں کی کروں شوق سے گلشن دیکھوں
سب تھے سب طائرِ سدرہ کا نشیمن دیکھوں

(۲۲)

فصلِ گل آئی، ہوا قابلِ دید اُسکا بناؤ — فرحت انگیز ہر اک شاخ پہ پھولوں کا سجاؤ
جنکے ارمان بھرے دِل ہیں اُنھیں آپ سناؤ — ہاں اشاروں میں عنادل سے کہو باغ میں آؤ

چہرۂ شاہدِ گل دیکھ کے دِل شاد کرو
جس جگہ چاہو رہو باغ کو آباد کرو

(۲۳)

ہاں جوانانِ چمن باغ میں کہہ دو ہر سو — سونگھیں سب شوق سے گلشن میں گلوں کی خوشبو
قمریاں سرو پہ خوش ہو کے پھریں قیم لبِ جو — بلبلیں اب کے بیٹھی رہیں گل کے پہلو

غیر تھا پہلے مگر اب تو ہے گلشن اپنا
سمجھے اب سبزۂ بیگانہ بھی مسکن اپنا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۴
اب دلِ آزار یاں گل بھی نہ کریں بلبل کی — سلجھیں سب گتھیاں جو زلف میں ہوں سنبل کی
مدح سوسن کی زباں پر رہے ہر دم گل کی — وجد میں ایک سی حالت ہو چمن میں گل کی
اب کوئی باغ میں نرگس کو نہ بیمار کہے
گل کو بھولے سے بھی بلبل نہ دلِ آزار کہے

۲۵
شوق میں دیدۂ نرگس کے رہے حیرانی — پھول میں اوس ہو یا جام کے اندر پانی
بحرِ گلشن میں نئے رنگ کی ہو طغیانی — جس طرف دیکھیں ادھر فرش ہو دھانی دھانی
فوق میں پھول ہوں اور تحت میں سبزہ دیکھیں
آسماں اسکا، زمیں اس کا تماشہ دیکھیں

۲۶
مختلف رنگ کے پھولوں سے ہوں ایسے انبار — جسطرح قوسِ قزح چرخ پہ دکھلائے بہار
کہیں لالہ کہیں نسرین کہیں سوسن کا نکھار — عشقِ پیچاں کا ہو شمشاد کی گردن میں ہار
ہر شجر حسن میں ہو غیرتِ نخلِ ایمن
پھول ہوں طرۂ دستارِ جوانانِ چمن

۲۷
چمپئی رنگ کے چمپے پہ ہو اس طرح دمک — دیکھنے والوں کو دکھلائے کندن کی دلک
اسطرح بادِ صبا لیکے چلے اسکی مہک — جسطرح ساغرِ لبریز سے بادہ کی چھلک
اپنی رفتار کا اس کو بھی بہانہ ہوئے
جتنی پا جائے اسے لیکے روانہ ہوئے

۲۸
بات فوارے نے یہ اپنے دل میں ٹھانی — ہم پہ ہے ابر کو کیوں فوق یہ ہے حیرانی
ابر میں جیسی ہے ہم میں بھی ہے وہ طغیانی — آسماں کا وہ ہے اور یہ ہے زمیں کا پانی
فوق سے تحت میں وہ آیا تو کیا نام کیا
تحت سے فوق پہ ہم جاتے ہیں یہ کام کیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۹

ایک ہی دونوں کا عالم ہے برابر ہے جھلک
اُس سے شاداب میں ہوتی ہے تو اس سے فلک
قولِ فیصل ہے یہی دور ہوئی سب گنجلک
فرق دونوں میں یہی ہے کہ سما اور سمک
کام اُسکا ہے کہ وہ آ کے زمیں پر روئے
آسماں عکس ہے گلشن کا اسے یہ دھوئے

۳۰

باغ کی نہر میں ہے اور ہی کچھ آب و تاب
دیکھتا ہے نظرِ شوق سے جھک جھک کے سحاب
جب کیا غور تو بیجا نہیں کچھ اسکا حجاب
کیونکہ چہرے پہ رہا اُس کے سدا اسکا نقاب
اپنے پردے میں اسے کھینچ کے باہر لایا
جب لہر آئی تو وہ نہر کے اندر آیا

۳۱

ابر جب آتا ہے اُس دم یہ عیاں ہوتا ہے
باغ میں آتشِ گل کا یہ دھواں ہوتا ہے
واقعی دید کے قابل وہ سماں ہوتا ہے
کبھی خورشید عیاں گاہ نہاں ہوتا ہے
گلِ خورشید سے جس وقت یہ شرماتا ہے
پردۂ ابر کو بس کھینچ لیے آتا ہے

۳۲

آبپاشی کا ملا ابرِ بہاری کو کام
آ کے چھڑکاؤ کرے صحنِ گلستاں
حکم شبنم کو ملا وقتِ سحر آ کے مدام
دھوئے منہ پھولونکا یہ کام ہے جس آ کے سے [illegible]
با ادب آ کے انھیں شوق سے مسرور کرے
کلفتیں رات کی جتنی ہیں وہ سب دور کرے

۳۳

حُسنِ رُخِ صبح کا دیکھیں گے جوانانِ چمن
کچھ دھندلکا ہے فلک پہ ابھی ہے کچھ اُجلاپن
لو شفق پھول گئی چرخ کا نکھرا جوبن
ہے زمرد کی زمیں چرخ بنا لعلِ یمن
رنگ گردوں کا جہاں میں ہوا گلِ تر کی طرح
قطرے شبنم کے چمکنے لگے گوہر کی طرح

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۴)

لو سحر آتی ہے گلشن کی بڑھے اور بہار
پائے آراستہ پھولوں سے گھنیرے اشجار
آسماں سرخ، زمیں سبز، شجر گوہر بار
ہلکی ہلکی وہ نسیم سحری کی رفتار
ہے چلن اسکو بھی معلوم وفاداری کا
خوف ہے سبزۂ خوابیدہ کی بیداری کا

(۳۵)

طائروں کو جو نظر آ گئے آثار سحر
پہلے سمجھے کہ یہ ہے جلوۂ پر نور قمر
جب شفق دیکھی تو سمجھے کہ ہوئی رات بسر
اڑ کے جانے لگے بس باغ کی دیواروں پر
نہر پر اترے کبھی، گاہ شجر پر پہونچے
کچھ رہے باغ میں کچھ باغ کے باہر پہونچے

(۳۶)

اُنکے وہ نغمۂ دلکش وہ سریلی آواز
چہچہانے میں کبھی لطف کبھی سوز و گداز
کبھی جا بیٹھے کسی جا تو کبھی کی پرواز
چھیڑ سبزے سے جدا۔ گل سے الگ ناز و نیاز
کبھی اس شاخ سے اس شاخ پہ بیٹھے جاکر
چہچہاتے ہوئے کچھ اٹھ گئے آہٹ پاکر

(۳۷)

کبھی صف باندھ کے بیٹھے تو جدا ہو کے اڑے
کبھی صرصر کی طرح گاہ صبا ہو کے اڑے
غنچۂ گل جو نہ چٹکے تو خفا ہو کے اڑے
باغباں سامنے آیا تو ہوا ہو کے اڑے
کوئی صیاد بھی گلشن میں اگر آئے گا
بوئے گل بنکے اڑینگے انھیں کیا پائے گا

(۳۸)

وہ شجر سبز چمن کے وہ مہکتے ہوئے پھول
زلفیں بکھری ہوئی سنبل کی وہ نور انکا وہ طول
چشم نرگس کی وہ شوخی وہ ادائیں معقول
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا جس سے کہ فرحت ہو حصول
عمر بھر سیر کریں یاں کی تو دل سیر نہ ہو
پر مجھے خوف ہے اس کا کہ کہیں دیر نہ ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

ہاں قلم حالِ شہِ کرب و بلا اب ہو رقم
پڑھ چکے جبکہ نمازِ سحری شاہِ اُمم
اُٹھے سجادۂ طاعت سے بصد جاہ و حشم
یار و انصار و اعزا ہوئے ہمراہ بہم
دولتِ اذن کے خواہاں ہیں میسّر ہو جائے
اب جو باقی ہے مہم وہ بھی کہیں سر ہو جائے

(۴۰)

یاں تو اس فکر میں تھے شہؑ کے عزیز و رفقا
اُس طرف فوجِ مخالف میں تھی باجوں کی صدا
شور قرنا کا کہیں تھا تو کہیں طبلِ وغا
جنگ کے واسطے ہو ہو کے مسلّح اعدا
آئے میداں میں تو بس نوبتِ پیکار آئی
خیمۂ شہؑ کی طرف تیروں کی بوچھار آئی

(۴۱)

دیکھ کر حال یہ انصارِ شہِ دیں نے کہا
دیجئے بہرِ خدا اب تو ہمیں اذنِ وغا
کرتے ہیں بے ادبی خیمۂ شہؑ سے اعدا
جاں نثاروں سے تو دیکھا نہیں جاتا مولاؑ
اپنے مالک پہ یہ اندوہ کا عالم دیکھیں
آلِ احمدؐ پہ تو بیداد ہو اور ہم دیکھیں

(۴۲)

بولے شہؑ مجھ پہ عیاں ہے جو تمہیں ہے الفت
ہے وفادار حقیقت میں تمہاری طینت
جنگ کیواسطے لیکن نہ ابھی ہو عجلت
کیونکہ اتمام کو پہونچانا ہے مجھ کو حجت
پیش دستی نہ کرو گرچہ لہو بھی بہہ جائے
ان لعینوں کو کوئی عذر نہ باقی رہ جائے

(۴۳)

بس میں ان لوگوں پہ اب کرتا ہوں حجت کو تمام
کہہ کے یہ لشکرِ گمرہ کی طرف آئے امامؑ
بفصاحت کئے اصلاح کے اعدا سے کلام
شور باجوں کا بس اب بند ہو اے لشکرِ شام
میری خواہش یہ ہے تم لوگ نہ گمراہ رہو
حکمِ خالق کا جو ہے اُس سے بھی آگاہ رہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۴)

میری باتوں کو ذرا گوش توجہ سے سنو — صرف سننا ہی نہیں بلکہ عمل اُس پہ کرو
ہے یہ فرمانِ خداوندِ دو عالم دیکھو — کرو مہمان کی تعظیم جو کافر بھی ہو
خلق سے اُس سے ملو اور مدارات کرو
جس سے خوشنود ہو دل اُسکا وہی بات کرو

(۴۵)

اب بتادیں مجھے انصاف سے باشندۂ شام — آیا؟ تم لوگ سمجھتے ہو مجھے اپنا امامؑ
مجھ کو پہچانتے ہو جانتے ہو میرا نام — میں ہوں مہمان تمہارا کہ ہے اس میں بھی کلام
بھوک اور پیاس میں گرمی کے یہ دُکھ پائے ہوئے
خود سے ہم آئے ہیں یا آئے ہیں بلوائے ہوئے

(۴۶)

تم نے خط میری طلب کیلئے بھیجے کہ نہیں — ہاں بتادو کہ وہ کس قسم کی تحریریں تھیں
جس میں لکھا تھا بہ صد عجز کہ اے حامیٔ دیں — آپ ہی تو ہیں بس اب مُہرِ نبوّت کے نگیں
جسکے مشتاق ہیں ہم لوگ وہ نعمت مل جائے
طالبِ دید ہیں، دیدار کی دولت مل جائے

(۴۷)

تم نے بلوایا تو ہم آئے ہیں مہماں کیطرح — تم بھی اب ہم سے ملو صاحبِ ایماں کیطرح
ہم نے احکام خدا کہدیئے قرآں کیطرح — ماننا فرض ہے اب تم کو مسلماں کیطرح
میری باتوں کو سنو دل سے کہ صادق ہوں میں
پوچھ لو مصحفِ صامت سے کہ ناطق ہوں میں

(۴۸)

اب سوا میرے نہیں کوئی محمدؐ کا خلف — مثل میرے نہیں دنیا میں کوئی دُرِّ نجف
میں وہ ہوں دُرِّ ثمیں کعبہ ہی خود جسکا صدف — میں وہ ہوں جسکے مکاں میں ہوا نازل مصحف
میں وہ ہوں جس نے پیمبرؐ کی نیابت کی ہے
باپ اور بھائی نے ورثہ میں امامت کی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۹)

میرے ہی گھر سے ملی دین کی دولت سب کو
دن میں سو بار سکھایا تو بتایا شب کو
ہم نے بتلایا تو پہچانا ہو تم نے رب کو
آشنا جملۂ توحید سے کر کے لب کو
ہم نہ کہتے تو کوئی کفر کو دل سے دھوتا
بت پرستی کے سوا اور بھلا کیا ہوتا

(۵۰)

ہم نہ ہوتے تو زمانہ یونہی رہتا گمراہ
پوچھ لو اس مرے دعوے پہ عرب بھر ہے گواہ
کوئی مشرک کبھی پا سکتا نہ تھا دین کی راہ
کہہ کے اللہ نے کعبہ کو کیا بیت اللہ
بت اگر کعبہ میں رہتے تو قباحت ہوتی
کس طرح واحدِ برحق کی اطاعت ہوتی

(۵۱)

ہم وہ ہیں کعبہ کو معلوم ہے حرمت جن کی
ہم وہ ہیں، دوستی ہے اجرِ رسالت جن کی
ہم وہ ہیں جانتا ہے عرش حقیقت جنکی
ہم وہ ہیں مانتے ہو تم بھی شجاعت جنکی
بدر و خندق میں جو گزری ہے وہ سب جانتے ہیں
تم تو کیا چیز ہو جبریل بھی پہچانتے ہیں

(۵۲)

ہر طرح کی مجھے قدرت ہے ہر اک شئے میں کمال
کرتے ہو بے ادبی تم۔ نہیں کچھ مجھ کو ملال
یہ تو اوصاف ہیں اب دیکھو ذرا اصغر کا حال
اتنی شدت پہ ہو پھر صبر یہ ہے امرِ محال
کس میں ہمت ہے کئی روز کے پیاسے کیطرح
جو کرے صبر محمد کے نواسے کیطرح

(۵۳)

دن یہ گرمی کے یہ اطفال، یہ جنگل، یہ سفر
راہ میں سینکڑوں اندیشے تو لاکھوں تھے خطر
اس پُر آشوب زمانے میں کوئی چھوڑتا گھر
کہہ نہیں سکتا کہ کس طرح ہوئی راہ بسر
گر طلبگار ہدایت کا نہ تم کو پاتے
کہو کس واسطے ہم چھوڑ کے یثرب، آتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اسطرح جبکہ درخشاں ہوا وہ بحرِ کرم
مُنکے بیداد گر ونکی بھی ہوئیں آنکھیں نم
(۵۴)
پھیر کر مُنھ کو ہر اک کہنے لگا ہائے ستم
یہ نبیؐ زادہ ہے اور قتل اسے کرتے ہیں ہم

ہائے مہماں بھی ہے پیغمبر کا نواسہ بھی ہے
تیسرا دِن ہے کہ بھوکا بھی ہے پیاسہ بھی ہے

لشکرِ شام کے دریا میں تلاطم تھا بپا
عمرِ سعد نے جو فوج کا نقشہ دیکھا
(۵۵)
اسطرح جاکے ہر اک صف میں لگا دینے صدا
اے شجاعانِ عرب وقت ہے جانبازی کا

بج رہا ہے دُہلِ جنگ نہ تاخیر کرو
فکر کس بات کی ہے جنگ کی تدبیر کرو

سر کرو جنگ اگر جلد تو دِل خوش ہو کمال
چل کے خیمہ میں نبیؐ زادیوں کا لوٹ لیں مال
(۵۶)
پھر وہاں کون ہے کچھ بی بیاں ہیں کچھ اطفال
ایک بیمار ہے جو شدّتِ تپ سے ہے نڈھال

خوش ہوں سب لوٹ میں سادات کا زر ہاتھ لگے
شاہ کا گھر ہے یقیں ہے کہ گہر ہاتھ لگے

جلد پیاسوں پہ کرو تیروں کی آکر بوچھار
ابتدا جنگ کی ہے پہلے کرو دور سے وار
(۵۷)
گھیر یں پھر چار طرف سے جو ہیں گھوڑوں پہ سوار
منچلے جو ہیں وہ ہاتھوں میں سنبھالیں تلوار

جاکے میدان میں مُبارز طلبی کر کے لڑیں
جو شجاعوں کا طریقہ ہے وہی کر کے لڑیں

پسرِ سعد نے ہر طرح غرض بہکایا
لوٹ کے حکم پہ انعام کا وعدہ بھی کیا
(۵۸)
دیا لالچ تو ہر اک جنگ پہ تیار ہوا
تیر ہر ایک ستمگر نے کماں میں جوڑا

پھر کمانوں سے جدا ہو کے صدا دے دیکے
تیر چلنے لگے پیغامِ قضا لے لے کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گرم ریتی پہ بہایا گیا پیاسوں کا لہو (۵۹) تھر تھرانے لگا بس غیظ میں ہر اک خوشخو
سرخ آنکھیں ہوئیں دکھلانے لگے بل ابرو دوش پر آ کے بکھرنے لگے سر سے گیسو
قاعدہ ہے کہ بس آپے سے گزر جاتا ہے
شیر جب ہوتا ہے زخمی تو بپھر جاتا ہے

عرض کرنے لگے پھر شہؑ سے یہ انصار تمام (۶۰) فخر اپنا ہے پر آپ سے ہمیں نہیں کوئی کلام
دیکھیں کن آنکھوں سے اب کعبۂ دیں کے خدام خیمۂ شہ کی طرف بڑھتا ہو اب لشکر شام
آگے بڑھنے کی لعینوں کو نہ طاقت ہوئے
اب تو میدان کی ہم کو بھی اجازت ہوئے

بولے شہؑ خیر اجازت ہے تمہیں بہر جہاد (۶۱) شوق سے جاؤ کرو شہر خموشاں آباد
مجھ سے مظلوم کی کرتے ہو جو ایسی امداد حشر میں دیگا جزا اسکی تمہیں رب عباد
میرا بس ہوتا تو کچھ میں بھی نشانی دیتا
ہائے اک جام تو تم لوگوں کو پانی دیتا

میرے اس قول پہ مجبوریاں میری ہیں گواہ (۶۲) مجھ پہ جو ظلم ہوئے اس کا ہے شاہد اللہ
مجھ کو معلوم ہے تم لوگوں کو پانی کی ہے چاہ پر میں مجبور ہوں پانی مجھے ممکن نہیں آہ
خلد میں جاؤ تمہیں ساقیٔ کوثر دیں گے
کیسا پانی، مئے گلرنگ کا ساغر دیں گے

ملگیا شاہؑ سے انصار کو جب اذن وغا (۶۳) جا کے میدان میں بس ایک کے بعد ایک لڑا
قتل ہونے لگے بے دیں، ہوا محشر برپا ظلم کی پانے لگے اپنی سزائیں اعدا
رن میں یوں تیغ بکف شہ کے فدائی آئے
جسطرح برق سے بستی پہ تباہی آئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۴)

بھوک اور پیاس کی شدّت میں ہر اک خوب لڑا
خوب دی دادِ شجاعت کی بڑا نام کیا

حشر تک انکی لڑائی کا رہے گا چرچا
چور زخموں میں ہوئے تیغوں سے زیر تا پا

دردِ زخموں کے سہے پیاس سے راحت پائی
دے چکے دادِ شجاعت تو شہادت پائی

(۶۵)

جبکہ انصار میں باقی نہ رہا کوئی جری
پھر عزیزانِ شہِ دیں کی ہوئی تیاری

انکے حملوں سے گئے سوئے جہنم ناری
خشک رہتی پہ ہوا خون کا دریا جاری

میسرے پر کبھی گہ میمنے پر وار کیا
جو پڑا سامنے آیا اُسے مسمار کیا

(۶۶)

پشتے کشتوں کے ہوئے فوج کے رستے خالی
بھاگنے کو ملے بیدینوں کو رستے خالی

ابر تلواروں کا سر پر جو برستے خالی
سینکڑوں نیزوں پہ تلواروں کو کستے خالی

جنگ گران سے نہ کرتے تو مزا کیوں پاتے
موت سے مرتے مگر تیغ سے تو بچ جاتے

(۶۷)

بھانجے، بھائی، بھتیجے جو شہِ دیں کے لڑے
تہلکہ پڑ گیا لشکر کے پرے پیچھے ہٹے

بھاگنے کو تو لعیں ڈھونڈھ رہے تھے رستے
دیکھی لشکر میں جو ہلچل تو ہٹے دب دب کے

دلمیں کہتے تھے جگہ پائیں تو ٹل جائینگے
ڈھال کی آوٹ میں لشکر سے نکل جائینگے

(۶۸)

جنگ سے تشنہ کے عزیزوں کی تھا اک حشر بپا
عرصۂ قتل جو تھا حشر تھا میدان بنا

تشنہ کاموں پہ ہوئی پیاس کی شدت جو سوا
عالمِ شوق میں بس جامِ شہادت کو پیا

اور اس طرح کی ہمّت نہ کریگا کوئی
نہ لڑا ہے کہیں ایسا نہ لڑیگا کوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۶۹)

قتل پہلے تو ہوئے حضرتِ مسلمؑ کے پسر
سوئے جنت گئے پھر شہؑ کی بہن کے دلبر
ہو چکے قاسمؑ و عباسؑ بھی جب خون میں تر
کوئی باقی نہ رہا، شاہؑ تھے یا تھے اکبرؑ
خویش و انصار لعینوں سے وغا کر کے مرے
حق وفاداری کا جو تھا وہ ادا کر کے مرے

(۷۰)

شہؑ سے اب مانگتے ہیں رن کی اجازت اکبرؑ
قہر ہے مرنے کو جاتا ہے برابر کا پسر
طالبِ اذن بصد عجز ہے وہ رشکِ قمر
شاہ استادہ ہیں خاموش جھکائے ہوئے سر
جب خیال آتا ہے یہ خوں میں غرق آئے گا
ضبط کہتا ہے نہیں صبر میں فرق آئے گا

(۷۱)

دل کو سمجھا کے یہ اکبرؑ سے لگے کہنے امامؑ
باغِ جنت کی ہوس گر ہے تمہیں اے گلفام
مجھکو کچھ دخل نہیں مجھ سے تو جنگ کا نام
جاؤ خیمے میں پھوپھی کو تو بجا لاؤ سلام
جس نے پالا ہے تمہیں جا کے اسی سے پوچھو
مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنی پھوپھی سے پوچھو

(۷۲)

انکو حق ہے وہی مختار ہیں جو چاہیں کریں
جنگ کرنے کی اجازت وہ تمہیں دیں کہ نہ دیں
مجھکو یا ماں کو تمہاری نہیں کچھ دخل اس میں
اے پسر ہوتی ہیں الفت کی جہاں قسمیں
باپ اور ماں کی محبت تو بھلا ہوتی ہے
پالنے والی کو پر سب سے سوا ہوتی ہے

(۷۳)

سنکے یہ شاہؑ سے خیمہ میں علی اکبرؑ آئے
باادب پاس پھوپھی کے گئے گردن کو جھکائے
دیکھا زینبؑ نے تو یہ پیار کے جملے فرمائے
علی اکبرؑ تجھے اللہ ہر آفت سے بچائے
تو ہو خوش، شاد ہو دل فاطمہؑ کی جائی کا
تجھ سے سرسبز رہے باغ مرے بھائی کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۷۴

جوڑ کر دستِ ادب پھر علیؑ اکبر نے کہا
ہو چکے قتل جو تھے شہؑ کے عزیز و رفقا
پھوپھی اماں ہمیں ملجائے اب اِذنِ وغا
میں تو خیمے میں ہوں میداں میں ہیں تنہا بابا
فوج بیداد جو بڑھ آئی تو آفت ہوگی
قہر ہو جائے گا بابا کی شہادت ہوگی

۷۵

سُنکے بس زینبِؑ مضطر نے جگر تھام لیا
دِل پہ برچھی سی لگی، مانگو نہ اب ان کی رضا
بولیں گھبرا کے یہ کیا تم نے کہا اے بیٹا
کیا یہی حق تھا مرا جس کو کیا تم نے ادا
کیا خبر تھی کہ عدم جانے کی رخصت لوگے
پالنے والی سے مرنے کی اجازت لوگے

۷۶

واری جاؤں تمہیں مطلق نہیں اسکا بھی خیال
جو وفادار ہو اُس سے یہ تعجب ہے کمال
ماں پہ کیا گزرے گی، کیا باپ کا ہو جائیگا حال
چاہنے والوں کے صدمے کا نہ ہو اُسکو ملال
گر محبت کا کسی کی کوئی دم بھرتا ہے
اُس سے اِسطرح کی اُمید نہیں رکھتا ہے

۷۷

ہوش تو میرے ٹھکانے نہیں اک دم غم سے
یہ تو بتلاؤ کہ میں جیتی ہوں کس کے دم سے
میرے دل کیلئے یہ رنج سوا ہے سم سے
علیؑ اکبر یہی اقرار تھے تم سے ہم سے
آرزو تھی کہ جنازے پہ مرے تم روتے
لاش جب اُٹھتی تو میّت کے سرہانے ہوتے

۷۸

مجھ کو اِسطرح سے بے آس کرو گے اکبرؑ
خاک میں مل گئی اُمید مری سر تا سر
ہائے اِس دن کی نہ تھی زینبِؑ مضطر کو خبر
غمزدی ہوں مرے دل کو نہ دُکھاؤ دِلبر
قوّتِ دِل ہو اور آنکھوں کا اُجالا تم ہو
جسکو اٹھارہ برس نانے سے پالا! تم ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھی تمنا کہ ترا بیاہ رچاؤں پیارے
جتنے ارمان ہوں دل کے وہ نکالوں سارے
۷۹
چاہنے والے ہوں بشاش خوشی کے مارے
تجھ مہ حسن کے لوں گود میں اپنی تارے
شاد ہر وقت رہوں رنج نہ دل پر ہووے
تیرے گھر بار سے آباد مرا گھر ہووے

کیا خبر تھی کہ مقدر یہ دکھائے گا دن
موت کی وہ بھی ہوس کرتے نہیں جو ہیں مسن
۸۰
کہ بسر ہوئے گی دنیا میں ہماری تم بن!
نہ کہ تم ایسے کہ جن کی یہ جوانی ہو یہ سن
کیوں ہوس مرگ کی اس درجہ ہے اے لال تجھے
بات کہنے کی ہے اٹھارہواں ہے سال تجھے

اے پسر! عمر ہے اک باغ بہار اسکی شباب
تو مرا ارمان ہے اس غم سے مرا دل ہے کباب
۸۱
تو وہ گل ہے نہ ہوا اچھی طرح جو شاداب
ہے یقیں خود ملک الموت کریں تجھ سے حجاب
دیکھ کر تجھ کو بہت اشک فشانی ہوگی
روبرو ان کے محمدؐ کی جوانی ہوگی

شاد ہوتے ہیں تجھے دیکھ کے سب گھر والے
ہوں نہ مایوس مری طرح برابر والے
۸۲
چاند سا چہرہ ترا بال وہ گھونگھر والے
خوش رہیں دہر میں جتنے ہیں مقدر والے
ہم تو مجبور ہیں تقدیر سے ناشاد ہوئے
جیسے آباد تھے اب ویسے ہی برباد ہوئے

سنکے یہ اکبر مہرو کا بھی دل بھر آیا
پھر بصد رنج و الم حضرت زینبؑ نے کہا
۸۳
ضبط گریہ کیا اس طرح کہ دل ہلنے لگا
کیوں پھوپھی جان! جہاں میں یہ ہے دستور کیا
اپنے بیگانوں کے مرنے کا تماشا دیکھے
باپ تو نرغۂ اعدا میں ہو بیٹا دیکھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لطف جینے کا جو ہوتا ہی نہیں وہ بخدا — اب نہ ہیں آپ کے فرزند نہ قاسمؑ نہ چچاؑ

(۸۴)

ایسے جینے سے تو مر جانا کہیں ہے اچھا — اب تمنا مرے دل میں نہیں کچھ اس کے سوا

جلد بس آپ بھی پوری مری امید کریں

دیکھے مرنے کی رضا زندۂ جاوید کریں

رو کے زینبؑ نے کہا ہاتھ تو اپنے کھولو — تو اجازت میں تمہیں دیتی ہوں خوش تو ہو لو

(۸۵)

مجھ سے تو کہہ چکے بانوؑ سے اجازت تو لو — اے مرے لال ذرا ماں سے بھی رخصت ہو لو

آتشِ شوق بھڑکتی ہے بجھاتے جاؤ

چاہنے والی کو دیدار دکھاتے جاؤ

پاس پھر بانوؑ کے ناشاد کے آئے اکبرؑ — عرض کی آپ بھی اب اذن ہمیں دیں مادر

(۸۶)

قتل میدان میں ہوئے اب پھوپھی اماں کے پسر — کس طرح نام کیا ابنِ حسنؑ نے مر کر

آ گیا وقت بس اب شکرِ خدا کرنے کا

آج سے بڑھ کے کوئی دن نہیں پھر مرنے کا

بولی ہاتھوں سے جگر تھام کے بانوؑ دکھیا — ماں سے اور اذنِ طلب کرتے ہو تم مرنے کا

(۸۷)

آج تم صاحبِ اولاد جو ہوتے بیٹا — حال کچھ میری محبت کا تمہیں کھل جاتا

اس سے واقف جو نہیں ہو تو کوئی قدر نہیں

واری یہ درد وہ ہے جس میں ذرا صبر نہیں

ہائے کس طرح دکھاؤں میں دل اپنا تم کو — اسکو انصاف کی آنکھوں سے ذرا دیکھو تو

(۸۸)

ہاں یہ ہو سکتا ہے اشکوں سے بہا دوں رو رو — کیونکہ دل ایک ہے واری گئی آنکھیں ہیں دو

نام جانے کا اگر آپ کے سن پائے گا

خون ہو کر ابھی آنکھوں سے نکل جائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۹)

ماں ہوں کچھ دھیان مرا جائیے اے رشکِ قمر
یاد آئے گا ترا چاند سا چہرہ جو پسر
ہائے جنگل میں تجھے ڈھونڈھنے جاؤنگی کدھر
تھام کر دل کو پکاروں گی میں اکبرؑ، اکبرؑ
یہ تو انصاف نہیں ہے کہ رُلاتے جاؤ
کسطرح صبر کروں مجھ کو بتاتے جاؤ

(۹۰)

دل کو کسطرح سنبھالوں کہ سنبھلتا ہی نہیں
دن بھی یہ ایسا ہے ٹالے سے جو ٹلتا ہی نہیں
دم بھی سینے سے کسی طرح نکلتا ہی نہیں
آسماں جور کا کچھ رنگ بدلتا ہی نہیں
مجھ پہ اس وقت میں ظلم نیا ہوتا ہے
قہر ہے مجھ سے مرا لال جدا ہوتا ہے

(۹۱)

بولے اکبرؑ کہ اجازت ہمیں اب مل جائے
کیا ہو گر لشکرِ بیداد ستم کچھ ڈھائے
اماں عرصہ ہوا میدان سے گھر میں آئے
باپ کو زندہ نہ اپنے علی اکبرؑ پائے
ایسا گر ہوگا تو پھر منھ کیسے دکھلاؤں گا
اپنے ہاتھوں سے گلا کاٹ کے مرجاؤں گا

(۹۲)

رو کے بانوؑ نے کہا دل پہ نہ صدمہ لاؤ
لو اجازت میں تمہیں دیتی ہوں رن کی جاؤ
شوق سے جاؤ کلیجے کو مرے تڑپاؤ
ہاں بلائیں تو ذرا لے لوں ادھر منھ لاؤ
آج مایوس اگر کرتے ہو دکھیا ماں کو
پہلے مل جاؤ گلے جائیو پھر میداں کو

(۹۳)

ماں کو پھوپھی کو غرض خیمہ میں روتا چھوڑا
جاکے باباؑ کے قریں دستِ ادب کو جوڑا
نکلے خیمہ سے تو رخ کو سوئے میداں موڑا
لی رضا باپ سے پھر آکے جہاں تھا گھوڑا
پشت پر جاتے ہی گھوڑے کا مزاج اور ہوا
صاف ظاہر تھا کہ کل اور تھا آج اور ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

٩٤

باگ کا ہاتھ میں لینا تھا کہ رہوار بڑھا
یوں روانہ ہوا جس طرح سے گلشن میں صبا
دوڑ میں پا نہ سکی اُس کو کبھی کوئی ہوا
گر صبا بھی ہو تو کیا چیز ہے صرصر ہو تو کیا
سامنا کر کے کہے وہ بھی کہ حد اسکی نہیں
مجھ کو پیچھے کیئے دیتا ہے سند اسکی نہیں

٩٥

آہوؤں نے جو نہ دیکھے ہوں طرارے ایسے
کرۂ ناز نے کب پائے شرارے ایسے
کب سُبک سیر ہیں گردوں کے ستارے ایسے
شیر بھی دیکھ کے ڈر جائے اشارے ایسے
اسمیں شوخی بھی طرارے بھی شرارت بھی ہے
ان اداؤں پہ یہ طُرّہ کہ رفاقت بھی ہے

٩٦

پتلیاں جھاڑ کے چاروں جو کبھی سامنے آئے
رنگ تاثیر عناصر کا نظر میں پھر جائے
بڑھ کے بہتے ہوئے پانی کی روانی دکھلائے
باد پا اپنا لقب تیز ہوا کو بھی بتائے
آتش اندازی سے اعدا کو جلاتا جائے
رہگئی خاک وہ قدموں سے اڑاتا جائے

٩٧

ہو سبک سیر یہ ایسا کبھی دکھلائے جو چال
جائے یوں منزل مقصود پہ جس طرح خیال
یہ تو رفتار ہے، اب دیکھو ذرا حسن کا حال
جلد ایسی کہ جہاں سخت ہے مخمل کی مثال
جن کی کیا جان جو یوں پشت پہ اُسکی تھم جائے
زین اسواسطے رکھا ہے کہ پٹری جم جائے

٩٨

عقل حیرت میں ہے کس کس کا بیاں کیجئے حال
تھوتھنی غنچۂ گل آنکھوں سے نرگس پامال
دیکھ کر جس کو پریشان ہے سنبل وہ بال
ہیں گل تر کے کٹورے یہ سُموں کی ہے مثال
عیب ہے گر کوئی تشبیہ ادھوری ہو جائے
کہدوں گر زندہ چمن بات تو پوری ہو جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئے اِس شان سے میدانمیں جبسدم اکبرؑ
دیکھنے والوںکے تھرّانے لگے قلب و جگر
(۹۹)
محوِ حیرت جو کوئی تھا تو کوئی تھا ششدر
سب یہ کہتے تھے کہ ایسے بھی ہیں دُنیا میں بشر

قدرتِ حق نظر آتی ہے یہ رَعنائی ہے
چاند سے چہرے پہ زُلفوںکی گھٹا چھائی ہے

وَاہ کیا چہرۂ خوشرنگ کی ہے آب و تاب
دیکھنے سے جسے کٹ جائے گلستانمیں گلاب
(۱۰۰)
حُسن خود کہتا ہے مشتاق ہو جو آئے شتاب
دیکھنے والو ذرا دیکھو محمدؐ کا شباب

ہے یہ تصویرِ پیمبرؐ کی مُسلماں دیکھیں
وَصف گر دیکھنا ہو اِسکا تو قرآں دیکھیں

اَلغرض آگیا میداں میں جو وہ شیرِ نر
جنگ کیواسطے ڈر ڈر کے بڑھے بانیِ شر
(۱۰۱)
گرز لے کر کوئی آیا تو کوئی تیغ و تبر
تیر اَنداز! کوئی دور سے تھا دَب دَب کر

اَپنی کثرت پہ بڑا ناز تھا مکّاروں کو
سامنے آکے لگے تولنے تلواروں کو

شاہزادہ کو نظر آیا جو کفّار کا حال
کہ بڑھے آتے ہیں اَب شیر کے منھ پر یہ شغال
(۱۰۲)
اُنکی گستاخیوں کا دِلمیں جونہی آیا خیال
آگیا حیدرِ کرّار کے پوتے کو جلال

قتل کرنا ہی لعینوں کو مناسب دیکھا
دیکھ کر اُنکی طرف تیغ کی جانب دیکھا

ہاں زباں تو بھی ذرا زورِ جوانی دِکھلا
محو سب جس سے ہوں وہ سحر بیانی دِکھلا
(۱۰۳)
تو نہیں سیف، مگر سیف زبانی دِکھلا
آبِ شمشیر میں کیسی ہے رَوانی دِکھلا

خستگی ہو تو ذرا لیکے ذہن میں دھر لے
میں بتاؤں تجھے اِک چیز سے کُلّی کر لے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۴)

ساقیا! جتنی ہوئے سامنے لاکر دھر دے
یہ نہیں کہتا کہ للہ صراحی بھر دے

دل ٹھکانے مرا ہو جائے ذرا ابھی گر دے
کچھ تو تسکین ہو پیمانے ہی ترچھے کر دے

کام کرنا تو بہت کچھ ہے سہارا کر لوں
دیدے چلو میں ذرا سی تو غرارا کر لوں

(۱۰۵)

ساقیا! دیر ہوئی اب تو پیا تھا کب جام
میں تو عادی ہوں اسی کا ہی بس میرا ہے کام

پینے جب بیٹھ گیا ہو گئی پھر صبح سے شام
دیکھ لغزش مجھے ہوتی ہے ذرا ہاتھ تو تھام

کم ہوا نشہ یہ دینے کو گواہی آئے
ایک ساعت میں کئی بار جماہی آئے

(۱۰۶)

کب سے ہم مانگتے ہیں ہاتھ کو پھیلائے ہوئے
تیری ہی آس میں سب دل کو ہیں بہلائے ہوئے

غیرت اسکی ہمیں خود رکھتی ہے دہلائے ہوئے
اور سے مانگنے جائیں ترے کہلائے ہوئے

تو بصد لطف مجھے آپ پلادے ساقی
لب ساغر مرے ہونٹوں سے ملادے ساقی

(۱۰۷)

اب سوا تیرے نہیں کوئی سہارا ساقی
تیرے میخانے سے میرا ہے گزارا ساقی

نشہ کم ہوئے تو دیتا ہے دوبارا ساقی
ایسا کس کا ہے کہ جیسا ہے ہمارا ساقی

جام پر جام تسلی کو دھرے جاتا ہے
میں کئے جاتا ہوں خالی وہ بھرے جاتا ہے

(۱۰۸)

میرا اور تیرا زمانے میں ہے بس افسانہ
میرا کاشانۂ راحت ہے ترا مے خانہ

اسطرف تو نے صراحی سے بھرا پیمانہ
اسطرف میں نے صدا دی ہی بیتابانہ

ہاں کئی دن کا عوض آج تو اک ساتھ ملے
خیر میخانے کی ہم سے بھی ذرا ہاتھ ملے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۹)

جیسی شہرت تھی تری اس سے زیادہ پایا — ایسا فیاض کوئی دیکھنے میں کب آیا
جو کہ طالب ہوا اسکو نہ کبھی ترسایا — دیدیا جام وہیں ہاتھ جہاں پھیلایا

آرزومند کو خوش ہو کے بہر طور دیا
جب کہا اور دیا، اور کہا اور دیا

(۱۱۰)

مجھ سا میکش ہے نہ تجھ سا ہے پلانے والا — میں تو کہتا ہوں تجھے جان بچانے والا
یوں تو ہے اور کوئی سب کا جلانے والا — دینے والا تو وہ ہے، تو ہے دلانے والا

ہم سے جو کہدیا لوگوں نے وہ ہم جانتے ہیں
تو ہمیں دیتا ہے ہم تو تجھے پہچانتے ہیں

(۱۱۱)

ہمنے جب پایا تو بس ہاتھ سے تیرے پایا — خود کبھی تو نے دیا اور کبھی بھجوایا
آئے میخانہ میں آنکھوں سے اگر پلوایا — خود چلے آئے کبھی دل جو ذرا گھبرایا

کچھ بھی ہو دل کی کلی جوش میں کھل جاتی ہے
تیرے میخوار کو ہر طرح سے مل جاتی ہے

(۱۱۲)

ساقیا! تو تو وہ ساقی ہے کسی کو گر دے — سامنے لا کے اگر خالی ہی ساغر دھر دے
اپنے اعجاز سے پیمانہ میں دریا بھر دے — ایک قطرہ بھی اگر ہو تو سمندر کر دے

تو اگر چاہے تو افلاک کے میخانے ہوں
ابر برسیں تو چھلکتے ہوئے پیمانے ہوں

(۱۱۳)

تو مرا ساقی ہے، اور نام ہے تیرا حیدرؑ — تو بصد لطف مجھے دیتا ہے بھر کر ساغر
کہہ نہیں سکتا جو احسان ہے تیرا مجھ پر — بھر دیا ہے مری تسکین کو حوضِ کوثر

ہے یہ اسواسطے پیتا بھی تو کچھ دیر رہے
ہر طرح سے مرے میخوار کا جی سیر رہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہاں لبِ آب جلد لِلے دیر نہ ہو شاہِ نجف
کیونکہ جانا ہے مجھے جنگ کے میداں کی طرف
دیکھ آیا ہوں کہ ہے شور مچا چار طرف
تشنہ لب ایک ہے میدان میں شمشیر بہ کف
دیکھ لے تو بھی ذرا جنگ کا یہ طور نہیں
ساقیا! یہ ترا پوتا ہے کوئی اور نہیں

(۱۱۴)

تیغ جن سے جو وہ پیاسا ہے تو اعدا سیراب
کوئی دیتا نہیں لیکن اُسے اک جرعۂ آب
کیا عجب پیاس کی حدت سے ہو دل اُس کا کباب
ایسے پیاسے کو پلانا تو ہے اک کارِ ثواب
صاحبِ دل ہے نہ دیکھا نہ سُنا جاتا ہے
پیاس اُسکو ہے جگر میرا بھُنا جاتا ہے

(۱۱۵)

یہ تو عالم ہے یہ ہمت ہے کہ جس کی نہیں حد
جب کوئی وار کسی نے کیا فوراً ہوا رد
نہ تو نصرت کا ہے خواہاں نہ طلبگارِ مدد
کیوں نہ ہو کس کا جگر بند ہے کون اسکا ہے جد
شکل میں احمدِ مختار ہے توقیر ہے یہ
رُعب میں حیدرِ کرّار کی تصویر ہے یہ

(۱۱۶)

دیکھتا اُسکو قمر بھی تو حیا سے گھلتا
وہ مَسیں بھیگی ہوئی رنگ وہ کھلتا کھلتا
رُعب میں حیدرِ کرّار سے مِلتا جُلتا
درِ خیبر جو یہاں ہوتا تو عقدہ کھلتا
رُو بَرُو اس کے ہو مرحب کی یہ اوقات نہیں
خیر جبریل اگر آئیں تو کچھ بات نہیں

(۱۱۷)

تیغ اب چلتی ہے اعدا پہ ذرا پر تو بچائیں
جب میں جانوں کہ نہیں اُسکے وہ اِس وقت بچائیں
پھر چلے جائیں مگر وار تو اک روکتے جائیں
یہ نہ ہو آتے ہوئے دیکھ کے بازو سرکائیں
قہرِ حق کا وہ سمجھنے میں نمونہ ہوگا
دوسری پُشت ہے بس زور بھی دُونا ہوگا

(۱۱۸)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۱۹)

لو چلی تیغ وہ گرنے لگے سر کٹ کٹ کے
جتنے رستم تھے وہ سب نال ہوئے گھٹ گھٹ کے
وار دو چار بھی جس جا ہوئے ڈٹ ڈٹ کے
بھاگ گئے کیلئے میدیں بڑھے ہٹ ہٹ کے
غل لعینوں میں ہوا تیغ نے مارا مارا
ایک کو دو کئے دیتی ہے یہ سارا سارا

(۱۲۰)

کیسی تلوار ہے کس قسم کی ہے اس کی چال
جس طرف آئی گیا بس وہ رسالہ پامال
پھر بتاؤ تو یہ کیا شئے ہے نہ ابرو نہ ہلال
ہاں اگر قوسِ قزح کہیئے تو ہے ٹھیک مثال
رنگ اسوقت میں کچھ اور بدل آئی ہے
خون برسا کے زمیں پر جو نکل آئی ہے

(۱۲۱)

ابرِ شمشیر گر آئے تو برابر برسے
ہاں مگر بات یہ ہے جب سے تو کیونکر برسے
اس طرح جب سے کہ میدان کے اندر برسے
خون کی بوندیاں کچھ پڑ لیں تو پھر سر برسے
پھر تو یوں برسے کہ بس خون کے دریا بہہ جائیں
عضوِ تن مچھلیاں بن بن کے انہیں میں رہ جائیں

(۱۲۲)

اس میں تیزی ہے صفائی ہے روانی بھی ہے
فقرے دلچسپ ہیں اور سحر بیانی بھی ہے
پینے والوں کے لئے موت کا پانی بھی ہے
گر سنو ہم سے تو کچھ اس کی کہانی بھی ہے
ذکر میں اسکے یہ طول اور بھی آفت ہو جائے
بات رہ جائے مگر صبح قیامت ہو جائے

(۱۲۳)

اسکے سایہ کے تلے تخت ہیں سلطانوں کے
نام روشن ہیں اسی سے تو مسلمانوں کے
زور ٹوٹے ہیں اسی چیز سے میخانوں کے
اس نے ہموار کئے راستے ایمانوں کے
خس و خاشاکِ ضلالت سے جہاں صاف کیا
اسنے بس اپنا عمل قاف سے تا قاف کیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گر کوئی دیکھے نظر آئیگا ہر دَور اس میں
زیست کا ڈھنگ بھی ہے موت کا بھی طَور اس میں
ہاں مگر فکر سے جسوقت ہوئے غور اس میں
ذہن سے آ گئی اسوقت یہ بات اور اس میں
ہاتھ کے زور پہ جو کچھ ہو وہ اسکا کس ہے
کیسی ہی تیغ ہو پر ہاتھ کی پھرتی بس ہے

(۱۲۵)
پھر تو اسوقت میں حسن اسکا وہ چمکیلا ہو
دیکھنے والا کبھی زرد کبھی نیلا ہو
سب کہیں ایسا ہو جب ساتھ تو کیا حیلہ ہو
تیغ بھی تیز ہو اور ہاتھ بھی پھرتیلا ہو
آج ان دونوں کی یکجائی قیامت ہوگی
تیغ دستِ علیؑ اکبر میں ہے آفت ہوگی

(۱۲۶)
بڑھ کے جب وار کیا سر کو اُتارا تن سے
ساتھ ہی اُسکے بہا خون کا دھارا تن سے
دِل بھی تھرا کے اسیوقت پکارا تن سے
دیکھ تو لے گیا سر کوئی ہمارا تن سے
گر ابھی بڑھ کے نہ دیکھے گا تو کیا پائے گا
تو بھی کچھ دیر میں کچھ فرق سے گر جائے گا

(۱۲۷)
جس رسالے کی طرف آئی ہوا وہ مسمار
تھی جو گھوڑوں کی زمیں پر نظر آئی وہ قطار
شرر افشانیاں تلوار کی یوں تھی ہر بار
جس سے مَس ہو گئی فی الفور ہوا وہ فی النّار
آبِ شمشیر نے دِکھلائی روانی سب کو
جلنے ناری تھے دیا کھولتا پانی سب کو

(۱۲۸)
جو نمودار تھے لشکر کے بنے دیوانے
زور جب چل نہ سکا تب تو ہوئے کھسیانے
سو قدم فاصلے پر رہتے تھے نیزہ تانے
جب کوئی قتل ہوا ڈر سے لگے تھرانے
کہتے تھے کیا ہو مقدر کا اگر پھیر پڑے
دیکھ کر نیزہ کا جنگل جو ادھر شیر بڑھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خون کے رنگ سے مقتل کی زمیں تھی گلنار ۔ دست و پا کے تھے جو تودہ تو سروں کے انبار
قتل کتنے ہوئے اسکا ہے سمجھنا دشوار (۱۲۹) ملک الموت بتائیں تو بتائیں بے شمار

دست و پا انکے بھی تعجیل میں بھولے ہونگے
دیکھنا خود ملک الموت بھی بھولے ہونگے

تہلکہ پڑ گیا لشکر میں بلا آنے لگی ۔ تیغ، بن بن کے لعینوں کو قضا کھانے لگی
گھوڑے بھڑکے تو زمیں خوف سے تھرانے لگی (۱۳۰) خاک کی شکل میں گردوں کی طرف جانے لگی

خاک اڑنے لگی کفار کے دم گھٹنے لگے
گرد بن بن کے زمیں سے بھی قدم اٹھنے لگے

الغرض یوں جو لعینوں سے لڑا شہ کا جگر ۔ خوف سے ہٹ گئے جتنے تھے وہاں باغی شر
شاہ کی سمت لگے دیکھنے مڑ کر اکبر (۱۳۱) اتنے عرصہ میں پڑے دور کے حربے اکثر

کھکے اس طرح سے مجروح وہ گمراہ بڑھے
نیم جاں شیر کو پاتے ہی وہ دوبارہ بڑھے

جسم نازک پہ کبھی آتے تھے بس سیکڑوں وار ۔ زخم شمشیر و سناں کا کوئی پوچھے نہ شمار
دی صدا اکبر ذیجاہ نے شہ کو اکبار (۱۳۲) آیئے قبلۂ عالم کہ میں ہوتا ہوں نثار

وقت آخر ہے زیارت کا طلبگار ہوں میں
اب کوئی دیر نہیں کوچ پہ تیار ہوں میں

شاہ کے کان میں جسوقت کہ آئی یہ صدا ۔ دل جگر ہاتھوں سے تھامے ہوئے آئے بیجا
دیکھا وہ آہ مقدر نے جو کچھ دکھلایا (۱۳۳) لاش کو لیکے گئے خیمے میں شاہ والا

عرض کی صبر نے، اب میرا یہاں کام نہیں
شہ نے فرمایا ٹھہر جانے کا ہنگام نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دیکھا زینبؑ نے جو یہ حال تو سر پیٹ لیا (۱۳۴) رو کے چلّائی کہ اے لال ہُوا قہر یہ کیا
کس طرف جائے گی یہ پالنے والی دُکھیا   واری جاؤں تمہیں یہ دھیان نہ آیا بیٹا
جس کا دُنیا میں نہ ہو کوئی سہارا بتلاؤ
چھوڑنا دشت میں اس کا ہو گوارا بتلاؤ

اے پُر ارمان تمہیں نیند یہ کیسی آئی (۱۳۵) کب سے سر پیٹ کے چلّائی ہے یہ دُکھ پائی
دیکھ لو نرغۂ اعدا میں ہے میرا بھائی   وقت نصرت کا ہے تم باپ کے ہو شیدائی
کوئی ناصر نہ مددگار نہ یاور اب ہے
صدقے ہو جاؤں یہ آرام کا موقع کب ہے

روک لے ہاتھ کو مانوسؔ نہ کر آگے خیال (۱۳۶) کس طرح ہوئے رقم حضرت زینبؑ کا ملال
اُس پہ کیا گزریگی کیا ہوئیگا اُس دل کا حال   اپنے دلبند کو دیکھے جو کوئی خوں میں لال
جبکہ یہ حال ہو کب آنکھ سے آنسو نکلے
کیا عجب ہے کہ جگر توڑ کے پہلو نکلے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مدّاحی میں ساتویں پُشت"

میر عارفؔ

میر نفیسؔ کے نواسے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام: سید علی محمد

تخلص: عارف

والد: سید محمد حیدر زیدی (داماد میر نفیس)

ولادت: ۲ر جمادی الاوّل ۱۲۷۶ھ / ۲۸ر نومبر ۱۸۵۹ء (لکھنو

اولاد: زوجۂ اولیٰ سے دو فرزند فائق اور لائق اور ایک بیٹی
کنیز شبیر عرف بیبا بیگم
زوجۂ ثانی سے ایک فرزند یوسف حسین شائق اور تین بیٹیاں
کنیز فاطمہ، ثریا بیگم، عالیہ بیگم۔

وفات: ۱۳ر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ / ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۶ء بروز جمعرات۔

حیات: ۵۸ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس"، لکھنؤ

خدماتِ ادب: چونتیس مرثیے، دیوانِ غزلیات،
مجموعۂ سلام "جواہرِ بے بہا"

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر عارف

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر عارف کے حالاتِ زندگی

سیّد علی محمد نام، عارف تخلص، میر نفیس کے نواسے اور سیّد محمد حیدر جلیس کے فرزند تھے۔

آباو اجداد اور خاندان

عارف کے جدِّ اعلیٰ دیوان سیّد محمود عہدِ شاہجہاں میں ہفت ہزاری منصب پر مامور تھے۔ دیوان سیّد محمود اور ان کے مورثِ اعلیٰ ابو الفرح واسطی کا سلسلۂ نسب حضرت زیدؒ شہید اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ عارف کے بزرگ بارہہ کے رئیس اور زمیندار تھے مگر آپس کی خانہ جنگیوں کی بدولت جائداد کا خاتمہ ہوگیا اور عارف کے دادا میر مبارک علی لکھنؤ میں آکر رہنے لگے اور سیّد محمد سعید کی دختر سے عقد کیا، جن سے صرف ایک فرزند سید محمد حیدر جلیس پیدا ہوئے۔ جلیس کا انتقال ۸ محرم ۱۲۷۹ھ کو بعمر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۶ سال ہوا اور کربلا اِمداد حسین خاں لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

عارفؔ کی ولادت

میر نفیسؔ نے اپنی بڑی بیٹی کا عقد رجب ۱۲۷۳ھ میں سید محمد حیدر جلیسؔ سے کیا تھا:۔

مُہذّبؔ لکھنوی لکھتے ہیں۔

"میر نفیسؔ کی صاحبزادی کی شادی میر انیسؔ کی حیات میں ہوئی تھی، بلکہ میر صاحب مرحوم نے خود اس تقریب کو اپنے اہتمام سے انجام دیا تھا۔" [۱]

عقد کے تیسرے برس عارفؔ ۳ رجمادی الاوّل ۱۲۷۶ھ / ۲۸ر نومبر ۱۸۵۹ء میں بمقام حیدر گنج لکھنؤ پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

عارفؔ کی عمر تین برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ میر نفیسؔ اپنے داماد سید محمد حیدر جلیسؔ کے انتقال کے بعد بیوہ بیٹی اور یتیم نواسے کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی زیرِ نگرانی عارفؔ کو تعلیم دلوانا شروع کی۔ قرآن اور دینیات کی ابتدائی تعلیم کے بعد درسیات کی کتابیں مُلّا محمد طاہر سے پڑھیں، اور لکھنؤ کے مشہور فارسی گو شاعر و ادیب خواجہ عزیز الدین عزیزؔ سے فارسی ادب اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی جس کے نتیجہ میں عارفؔ چودہ پندرہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

علمی استعداد:۔ خواجہ عبدالرؤف عشرتؔ لکھتے ہیں:۔

"علمی استعداد نے ان کو رؤسائے شہر کی نظر میں معزز بنا رکھا تھا۔" [۱]

---

[۱] اذکارِ محن صفحہ ۱۲۹۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مُہذب لکھنوی لکھتے ہیں :-

" عارف درسی اعتبار سے ایک ذی استعداد اور فنی اعتبار سے ایک منتہی شاعر تھے۔ آپ کو فارسی پر کافی عبور تھا۔ آپ کی فارسی نظمیں اور نثر بہت کافی موجود ہیں "۔ ؎۲ علمِ طب کی ابتدائی کتابیں لکھنؤ کے مشہور طبیب حکیم محمد حی کے چھوٹے بھائی حکیم شیخ علی محمد سے پڑھی تھیں اور اپنے معتقدین کا علاج بھی کرتے تھے۔ مجرّبات کی ایک ضخیم جلد قلمی موجود ہے "۔ ؎۳ اس زمانے کے علم دوست حضرات کی طرح فنِ خوش نویسی بھی حاصل کیا تھا "۔ ؎۴

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں :-

" علومِ متداولہ یعنی عربی، فارسی، فقہ، ادب اور عروض میں کافی استعداد بہم پہنچائی تھی۔ اس علمی فضیلت پر خاندانِ انیس کی تربیت ملی تھی۔ مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی کے اصول اپنے نانا میر نفیس سے سیکھے تھے۔ اور مرثیہ کی ساخت، زبان اور خیالات تینوں اعتبار سے انھیں کا اتباع کیا تھا، چنانچہ خود فرماتے ہیں "۔ ؎۵

جدّ و آباء کا چلن چھُٹنے نہ پائے مجھ سے
طرزِ مرغوبِ کُہن چھُٹنے نہ پائے مجھ سے

شاعری کی ابتداء

بچپن سے ہی خاندان کے شاعرانہ ماحول سے فیضیاب ہونے کی وجہ سے طبیعت میں شاعری سے مناسبت پیدا ہوئی اور غزل گوئی کرنے لگے۔ غزل پر میر نفیس سے کبھی اصلاح نہیں لی بلکہ یہ سلسلہ خفیہ طور سے چلتا رہا۔ احباب کے اصرار سے بعض مشاعروں میں شریک ہو کر غزلیں پڑھیں لیکن جلد ہی مرثیہ گوئی کی

؎۱ آبِ بقا صـ۸۸ ۔ ؎۲ اذکارِ محن صـ۱۲۹ ۔ ؎۳ و ؎۴ اذکارِ محن صـ۱۲۹ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طرف متوجّہ ہو گئے۔

پہلا مرثیہ

عارف کمسنی سے میر نفیسؔ کی مجلسوں میں پیش خوانی کرنے لگے تھے اور ابتداً میں رباعیات اور سلام پڑھتے تھے۔ پہلی مرتبہ جو رباعی کہی تھی وہ یہاں درج کی جاتی ہے:۔

یوں جوہر طبع کب عیاں ہوتا ہے	پانی ہر ایک استخواں ہوتا ہے
راتوں کو گھلاتی ہے مجھے فکرِ سخن	تن شمع صفت صرفِ زباں ہوتا ہے

عارف نے میر نفیسؔ کی حیات میں پانچ مرثیے کہے تھے جن پر میر نفیسؔ کی اصلاح تھی۔ عارف کے سب سے پہلے مرثیہ کا مطلع ہے:۔

"ناموسِ مصطفٰے سے ہے رخصت حسینؑ کی"

ازدواجی زندگی اور اولاد

عارف کی پہلی شادی میر انیسؔ کے بھانجے میر محمد رضا کی بیٹی سے ہوئی تھی جن سے ایک فرزند ہوا اور بسلسلۂ ولادت بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد عارف کی دوسری شادی اماننتؔ لکھنوی کے بڑے فرزند سیّد حسن لطافتؔ کی دختر سے ہوئی جن سے دو لڑکے پیدا ہوئے، جو یکے بعد دیگرے وفات پا گئے۔ عارف کی تیسری شادی میر فضلِ عباس کی دختر سے ہوئی جن سے کئی بچّے ہوئے سب سے بڑے فرزند بابو صاحب فائقؔ تھے۔ دوسرے فرزند سیّد محمد ہادی لائقؔ اور ایک دختر حیات رہے۔

عارف نے چوتھی شادی حکیم مرزا محمد جواد کی دختر اور حکیم محمد علی عرف مے آغا فاضلؔ کی ہمشیرہ سے کی تھی جن سے ایک فرزند سیّد یوسف حسین شائقؔ اور تین بیٹیاں ہوئیں جو کراچی پاکستان میں بقیدِ حیات ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لکھنؤ کی دو خاص مجلسیں

عارف نے بڑی بڑی مجلسیں شہر و بیرونجات میں پڑھیں لیکن لکھنؤ کی دو مجلسیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مہذب لکھنوی لکھتے ہیں:-

"ایک مہاراجہ محمود آباد کو حکومتِ برطانیہ سے خطاب ملنے کے سلسلہ میں ان کے چھوٹے بھائی علی احمد خان بہادر نے کی تھی۔ یہ مجلس قیصر باغ کی بارہ دری میں منعقد ہوئی تھی۔ قیصر باغ کی بارہ دری میں دو یادگار مجلسیں ہوئیں جو تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک مجلس واجد علی شاہ کی بنا کردہ تھی جس میں میر انیس پڑھتے تھے یا پھر دوسری یہ مجلس، جس میں عارف نے مرثیہ پڑھا۔ اس کے قبل یا بعد اس تاریخی بارہ دری میں کوئی مجلس نہیں ہوئی۔ اس مجلس کی شان و شوکت کا مفصّل بیان طول کلام کا سبب ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آرائش وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ ایسا پاکیزہ رؤسائے شہر کا مجمع بھی شاید دوبارہ نہ ہوا ہو۔ خوشی کی تقریب کے سلسلہ میں مجلس تھی، بلانے والا ایک راجہ کا بھائی تھا۔ شہر میں رؤساء اُس وقت تک باقی تھے چنانچہ راجگان و شہزادگان سے بارہ دری بھری ہوئی تھی۔ پرنس سلیمان قدر بہادر اور ان کے ہمعصر رؤسا کثیر تعداد میں موجود تھے۔"

دوسری عالیشان مجلس شہر کے ایک مشہور فروش محمد ایوب ساکن چوک نے ڈپٹی فصیح الدین کی کوٹھی میں کی تھی۔ اس مجلس کی روایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ محمد ایوب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں گورنمنٹ ہاؤس گئے تھے، وہاں لاٹ صاحب کے اہلِ عملہ نے ان سے عارف کو پڑھوانے کی خواہش کی چنانچہ مجلس کی بناء کی گئی اور اس مجلس میں گورنمنٹ ہاؤس کے ممتاز اہلِ عملہ کی شرکت نیز ادنیٰ و اعلیٰ حکّامِ شہر کی تشریف آوری اس کی خصوصیت کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اسباب ہیں۔ اس کے بعد پھر کوئی مجلس اس خصوصیت کی شہر میں نہیں ہوئی [1]

لکھنؤ کے باہر مجلسیں

عارف لکھنؤ سے باہر ہندوستان کے دیگر شہروں میں بھی مجلسیں پڑھنے کے لئے مدعو کئے جاتے تھے۔ جونپور، فیض آباد، بنارس، ڈولھی پور میں انھوں نے مخصوص مجلسیں پڑھیں۔ فیض آباد میں وہ مجلس جو میر انیس پڑھتے تھے بعد میں عارف پڑھنے کے لئے جانے لگے تھے۔

عارف، میر نفیس کے ہمراہ حیدر آباد دکن کی مجلسوں میں شرکت کر چکے تھے۔ میر نفیس کے انتقال کے بعد عارف حیدر آباد دکن میں بہرام الدولہ، جسٹس مولوی افضل حسین، نواب مشیر الملک، محبوب یار جنگ، نواب ثریا جنگ کے یہاں جاتے تھے اور عشرے پڑھتے تھے ۱۹۰۶ء میں نواب ثریا جنگ کا انتقال ہو گیا۔ یہ مشیر الملک کے بیٹے تھے، ان کے انتقال کے بعد عارف پھر حیدر آباد دکن نہیں گئے۔

عارف نے مدتوں میر نفیس کے ساتھ لکھنؤ کے باہر کی مجالس میں شرکت کی تھی لیکن ان کی وفات کے بعد خود بھی بیشتر مقامات پر باہر مدعو کئے گئے اور صدہا مجلسیں پڑھیں۔

الہ آباد میں نواب اصغر علی خاں کے یہاں عشرہ پڑھنے جاتے تھے ۱۹۰۹ء میں اکبر الہ آبادی نے عارف کو الہ آباد آنے کی دعوت دی اُنکی خواہش پر وہاں ایک عشرہ پڑھا تھا۔ ماہِ صفر میں ایک مجلس محمود آباد میں اور ایک راجہ توکل حسین کے یہاں نور پور میں پڑھتے تھے۔ ہر جگہ سے عارف کو ایک مجلس کے پانچسو روپے بطور نذرانہ ملتے تھے۔

---

[1] اذکارِ محسن صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مشاعرے اور غزل گوئی

آغازِ شباب میں عارف نے شاعری کی ابتدا غزل گوئی سے کی تھی، احباب کے اِصرار پر مشاعروں میں شرکت کرتے تھے لیکن "جب سے مرثیہ کہنا شروع کیا تھا۔ مشاعروں کی شرکت کم کردی تھی۔ مگر خاص خاص مشاعروں میں مجبوراً شریک ہوتے تھے چنانچہ حامد علی خاں بیرسٹر نے جو عظیم الشّان مشاعرہ کیا تھا، اس میں تشریف لائے تھے اور اختتام مشاعرہ تک شریک رہے۔" لہ

مولوی مہدی حسن ماہر کے مشاعروں میں اور سیّد اصغر حسین فاخر کے مشاعروں میں بھی تشریف لے جاتے تھے۔" لہ

عارف کی غزلیں اُس زمانے میں "پیامِ یار، معیار، اور خدنگِ نظر" وغیرہ میں چھپتی تھیں۔ اِس کے علاوہ کافی تعداد میں غزلیں غیر مطبوعہ ہیں جو اُنکے ورثہ کے پاس محفوظ ہیں۔ عارف کی غزل کا ایک شعر زبان زدِ خاص وعام ہوگیا ہے :-

وہ جلد آئینگے یا دیر میں خُدا جانے
میں گُل بچھاؤں کہ کلیاں بچھاؤں بستر پر

معاصرین سے تعلّقات و مراسم

عارف کے تعلّقات ان کے ہم عصر شعراء سے بہت پُر خلوص تھے۔ پیارے صاحب رشید، مرزا اوج، صفی لکھنوی، عزیز لکھنوی، بلیغ۔ ثاقب لکھنوی، آرزو لکھنوی اور انجم وغیرہ سے عارف کے تعلّقات خصوصیت سے بہت اچھے تھے۔

جب شبلی نعمانی اپنی کتاب "موازنہ انیس و دبیر" لکھ رہے تھے تو وہ خواجہ

لہ، لہ آبِ بقاء صفحہ ۸۸، ۸۹ -

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عزیز الدین عزیزؔ کے ساتھ عارفؔ کے مکان پر ملاقات کی غرض سے گئے اور کتاب کے سلسلہ میں عارفؔ سے مشورہ لیا۔ داغؔ دہلوی کے شاگرد سائلؔ دہلوی جب لکھنؤ آتے تھے تو عارفؔ سے ضرور ملنے آتے تھے۔

عارفؔ کے تعلقات ہمعصر شعراء کے علاوہ لکھنؤ کے اُمراء، رؤساء، حکماء اور مجتہدین سے بھی بہت وسیع تھے اور ان کے یہاں سے بھی برابر آمد و رفت رہتی تھی۔ حکیم میر باقر حسین سے جو میر انیسؔ کے آخری معالج تھے بڑے گہرے مراسم تھے۔ اُن سے ملاقات کے لئے عارفؔ روزانہ پاٹے نالے جاتے تھے یا کبھی وہ بھی عارفؔ کے مکان پر آتے تھے۔

مہاراجہ محمود آباد سے مراسم

مہاراجہ محمود آباد سر علی محمد خان ۱۹۱۰ء سے عارفؔ کے شاگرد ہوئے اور اپنے کلام پر اصلاح لینا شروع کی، لیکن صرف چھ سال اصلاح لے سکے تھے کہ عارفؔ کا انتقال ہوگیا۔

عبدالرؤف عشرتؔ لکھتے ہیں:-

"بعد انتقال میر نفیسؔ، جناب راجہ علی محمد خان بہادر والئی محمود آباد آپ کے شاگرد ہوئے اور ایک سو پچاس روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی، سواری کے واسطے بگھی مرحمت ہوئی۔ حاضری اور پابندی اوقات معاف تھی۔ اس پر بھی جب راجہ صاحب لکھنؤ میں ہوتے تھے تو آپ روزانہ ملاقات کو تشریف لیجاتے تھے"[1]

مہاراجہ محمود آباد، عارفؔ کا بہت احترام کرتے تھے اور خود بھی عارفؔ سے ملنے ان کے مکان پر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ میں عارفؔ سے تلمذ پر فخریہ کہتے ہیں:-

---

[1] آبِ بقاء ص۸۹۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اے قلم معرکۂ حیدرِ ثانی دِکھلا
اے بیاں بحرِ فصاحت کی رَوانی دِکھلا
اے زباں زورِ طبیعت کی جوانی دِکھلا
اے خرد جلوۂ اعجازِ بیانی دِکھلا

نظم میں عارفِ مرحوم کا آہنگ یہ ہے
کہدیں حاسد بھی کہ واللہ نیا رنگ یہ ہے

آخری تاجدارِ اَوَدھ واجد علی شاہ سے ملاقات

پٹنہ (صوبہ بہار) کے رئیس نواب نر ضد حسین کے یہاں سے واپسی پر عارف کلکتہ گئے اور آخری تاجدارِ اَوَدھ واجد علی شاہ سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے میر انیس کی وفات پر بیحد افسوس کیا اور رسم تعزیت ادا کی۔ واجد علی شاہ نے اپنا ایک مرثیہ بھی عارف کو مرحمت کیا، جس کا مطلع ہے :-

"رُوئے شہِ دیں مصحفِ رب دوسرا ہے"

اس مرثیے کے آخر میں عارف نے چند دعائیہ بند کہے تھے :-

لازم ہے کہ اب شاہ کو سب ملکے دُعا دیں
آمین کی ہر مرتبہ حُضّار صدا دیں
ہاتھوں کو طلب میں سوئے افلاک اُٹھا دیں
اور دِل سے خیالاتِ علائق کو بھلا دیں

سرسبز ہر اک اِنکا ہو اخواہ ہو یارب
افزونیٔ عمر و حشم و جاہ ہو یارب

یارب دُرِ دندانِ پیمبر کا تصدّق
زخم و سر و پیشانیٔ حیدر کا تصدّق
اور فاطمہؑ کے پہلوئے اطہر کا تصدّق
لختِ جگرِ حضرتِ شبّرؑ کا تصدّق

حامی ہو پھر اقبال شہ مرتبہ داں کا
صدقہ سرِ پُر خونِ امامِ دوجہاں کا

ہو تاج و سریر و علم و فوج عنایت
پھر تخت نشیں ہونگی ہر جا ہو حکایت
ہو لکھنؤ پھر رَو کشِ ہر مصر و ولایت
پھر پنجتنِ پاک کریں آ کے حمایت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوں حکم دہِ جملہ جہاں سے قبلۂ عالم
عالم سے ہوں پھر باج ستاں سے قبلۂ عالم

میر انیس کے مکانوں کی خریداری

عارف نے ۱۸۹۶ء میں میر انیس کے مکان ان کے ورثہ سے خرید لئے اور میر انیس کے مکان کی مرمت کروائی تھی صحن میں ایک حوض بھی بنوایا تھا مکان کے کاغذات جن پر میر انیس کے ورثہ کے دستخط ہیں۔ لکھنؤ میں سید محمد ہادی لائق مرحوم کے پاس محفوظ تھے۔ عارف عمر بھر میر انیس ہی کے قدیم مسکونہ مکان میں سکونت پذیر رہے۔

مدرسہ کی بناء

عارف نے ایک مدرسہ کی بنا رکھی تھی۔ مدرسہ کا نام "مدرسۂ علویہ" رکھا تھا۔ اس کے طالب علموں میں مرزا محمد طاہر مرحوم، مہذب لکھنوی، نقی مرزا، سید محمد عباس آصف، سید محمد ہادی لائق مرحوم وغیرہ تھے۔ اسی مدرسہ کے مدرس سید احمد عابدی اور جعفر شاہ تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

آنکھ کا آپریشن

مہذب لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"انتقال سے چودہ سال قبل ۱۳۲۰ھ میں عارف پر مرض "گلوکوما" کا حملہ ہوا اور ایک ہی رات میں بینائی چشم زائل ہوگئی۔ اس زمانے میں سِول سرجن کرنل اینڈرسن نے آپریشن کیا۔ آپریشن کامیاب رہا اور روشنی واپس آگئی۔ عارف نے اس واقعہ کی تاریخ کہی جو فارسی میں ہے اور کئی شعر ہیں۔ آخری شعر جس کے آخری مصرع میں تاریخ ہے، یہ تھا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بعد صد شکر گفت عارف سال
"دلِ ما شاد چشم ما روشن"[۱]
۱۳۲۰ھ

وفات

عارف کا انتقال ۱۳ر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ / ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۶ء میں بروز پنجشنبہ بوقت عصر، حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ہوا۔[۲]

عارف کے فرزند سیّد یوسف حسین کا بیان ہے :-

"عارف اپنے ماموں دولھا صاحب عروج کے یہاں محلّہ وزیر گنج میں مجلس پڑھنے جا رہے تھے۔ اصطبل مکان سے کچھ دور تھا۔ گھر سے نکل کر وہاں تک پیدل گئے۔ اصطبل سے ٹم ٹم پر بیٹھے اور راس ہاتھ میں خود لیکر چلے۔ کوچوان پیچھے تھا، اور ان کے منجھلے بیٹے سیّد محمد ہادی لائق گاڑی میں ہمراہ تھے۔ وکٹوریہ اسٹریٹ پر ناظم صاحب کے امامباڑے کے قریب تک پہونچے تھے کہ دفعتاً سینہ میں درد اٹھا۔ گاڑی روک کے اترے اور پیدل گھر واپس آنے کو روانہ ہوئے۔ راستے میں چلنے کی طاقت نہ رہی۔ ایک صاحب آغا حسن نامی تھے، ان کے مکان کا بیرونی کمرہ کھلوا کر اس میں بیٹھ گئے۔ اور وہیں انتقال کر گئے۔ آناً فاناً انتقال کی خبر شہر میں پھیل گئی۔ حکیم مُنّنے آغا فاضل، عارف کی میّت فینس میں رکھ کر گھر میں لائے۔ اہلِ مجلس کو خبر ہوئی تو پورا مجمع مجلس کا اٹھ کر مشایعت کے لئے آ گیا۔ بہت کثیر مجمع نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ سیّد تقی صاحب کے امام باڑے میں مولانا سیّد باقر مجتہد نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مقبرۂ میر انیس میں دفن ہوئے۔"

تیسرے دن حسینیہ ممتاز العلماء میں سوئم کی مجلس میں مولانا سیّد محمد رضا

---

[۱] اذکارِ محسن صـ۱۳۲ ؛ [۲] اذکارِ محسن صـ۱۳۲ اور انیسیات صـ۵ ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نے مجلس پڑھی۔ ۲۸ ذی الحجہ کو چہلم ہوا۔ جس میں عارف کے فرزند بابو صاحب فائق نے خود تصنیف مرثیہ پڑھا، اور تاریخ وفات بھی کہی۔ اِس مصرع سے تاریخ نکلتی ہے:۔

عارف، انیسِ عہد، مثالِ نفیس بود

۱۹۱۶ء

عارف کے خالہ زاد بھائی سید مہدی حسین واقف نے قطعۂ تاریخ نظم کیا:۔

عارف از دہر رخت ہستی بست ۔۔۔ بہ لقب در فنا و روح انیس
کلک واقف نوشت سال وفات ۔۔۔ "شد خموش آہ شمع بزم نفیس"

(۱۹۱۶ء)

سید محمد ہاشم ڈپٹی کلکٹر جونپور نے بھی قطعہ تاریخ کہی۔ سلہ

عارفِ نکتہ داں فہ بے ہمتا ۔۔۔ نام جن کا "علی محمد" تھا!
تھے جو مدّاحِ خاندانِ رسول ۔۔۔ مرثیہ خوانی جنکی تھی مقبول
مدح گویوں میں انتخاب تھے وہ ۔۔۔ عہد کے اپنے لاجواب تھے وہ
رونقِ بزمِ سیّد الشہدا ۔۔۔ مرثیہ گوئی شاہِ کرب وبلا
پیروِ مسلکِ انیس تھے وہ ۔۔۔ پسرِ دخترِ نفیس تھے وہ
جانشیں تھے نفیس انیس کے بعد ۔۔۔ تھے یہ مسند نشیں نفیس کے بعد
عارفِ نظم و باکمال، تھے وہ ۔۔۔ اپنی بس آپ ہی مثال تھے وہ
ایک مجلس میں جا رہے تھے جناب ۔۔۔ منتظر تھے عزیز اور احباب
راہ میں موت آگئی ناگاہ ۔۔۔ ہوگئی زندگی کی سد راہ
درد سینے میں مبتلا ہوکر ۔۔۔ بس اچانک کیا جہاں سے سفر
بوئے گل کی طرح جہاں سے گئے ۔۔۔ تُک اس تیرہ خاکداں سے گئے
لکھنؤ پر الم ہوا طاری ۔۔۔ پیر و طفل و جواں نے کی زاری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

روحِ عارفؔ جناں میں پائے جا | ملے سبطِ نبی کا ہمسایا
اجرِ مدحِ شہِ ہُدا پائے | مرثیہ خوانی کا صِلا پائے

ہوئی تاریخِ فوت لاثانی
"اب گرا رکن مرثیہ خوانی"

۱۹۱۶ء

لے مجموعۂ تاریخ معروف بہ تاریخ آئینۂ جمال ص ۹۶ :-

وضع قطع

عارفؔ خوبصورت، طاقتور اور جامہ زیب انسان تھے۔ ورزشی جسم اور نہایت قوی الجثہ تھے۔

عبدالرؤف عشرتؔ لکھتے ہیں :-

"میرنفیسؔ کی طرح ان کو بھی ورزش کا شوق تھا۔ دوہرا بدن، گورا رنگ، گول چہرہ، ڈاڑھی منڈی۔ بازوں پر جوشنین بندھے ہوئے، چہرے پر کچھ ستیلا کے داغ، دراز قد، صورت اور ڈیل ڈول میں اپنے نانا سے بہت مشابہ تھے۔ بات آہستہ کرتے تھے اور کسی قدر کم گو تھے۔ گفتگو میں فارسی عربی کی کثرت تھی۔ چوگوشہ ٹوپی، نیچی چولی کا انگرکھا، باریک تن زیب کا اور نیچے باریک جالی کا کرتہ۔" ۱ ــــ حد کے خلیق اور ملنسار تھے۔" ۲ ــــ عارفؔ میں اخلاقی خوبیاں بہت تھیں۔" ۳

خواندگی

عارفؔ کا سن چودہ، پندرہ برس کا تھا جب میرانیسؔ کا انتقال ہوا۔ اس لئے انھوں نے میرانیسؔ کا مرثیہ پڑھنا سنا تھا اور اس کا اثر ان کے ذہن پر تھا، میرنفیسؔ کی تعلیم سے انھیں خواندگی میں اچھا سلیقہ پیدا ہو گیا تھا۔ آج بھی وہ سن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رسیدہ لوگ جنھوں نے عارف کو مجلس میں مرثیہ پڑھتے سُنا ہے اُن کے پڑھنے کی تعریف کرتے ہیں۔ عبدالرؤف عشرت نے بھی لکھا ہے: "پڑھنے کا انداز بہت اچھا تھا۔" [۱] پروفیسر مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں :-

"لڑکپن میں جب پہلے پہل میر علی محمد عارف کو پڑھتے سُنا تو انھوں نے یزیدی فوج کے بھاگڑ کے بیان میں یہ بند پڑھا :-

مُنھ [۱] سے بھاگو کی صدا سنتے ہی پیدل بھاگے — جو جواں فوج کے آگے تھے وہ اوّل بھاگے
گھوڑے بھی پھینک کے اسوار کو کوتل بھاگے — فربہی سے جو نہ چل سکتے تھے وہ بَل بھاگے
بھاگنے کیلئے آپسمیں کشتی لڑتے تھے
دم جو پھولے تھے تو ہر بار گرے پڑتے تھے

اس کا یہ مصرع " فربہی سے جو نہ چل سکتے تھے وہ یَل بھاگے " کچھ اس طرح پڑھا کہ ان کی آواز اور جسم کی ذراسی جنبش سے بڑے موٹے موٹے پہلوانوں کا پھسڑ پھسڑ بھاگنا تصوّر کی آنکھوں کے سامنے آگیا۔" [۲]

عارف کے شاگرد

میر نفیس کے انتقال کے بعد ان کے شاگرد عارف سے اپنے کلام پر اصلاح لینے لگے تھے۔ "مہاراجہ محمود آباد سر محمد علی خاں ۱۹۱۰ء سے عارف کے شاگرد ہوئے۔" [۳] ــــ مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی بھی عارف کے شاگرد تھے۔ محشر نے استاد کی سوانح حیات بھی لکھنا شروع کی تھی جو مکمل نہ ہو سکی۔ ان کے علاوہ پرنس افتخار مرزا ہنر، احسن لکھنوی، حکیم مُنّے آغا فاضل، سیّد علی احمد واصف، سید ابوالحسن عرف ابّو صاحب، نواب صابر حسین صابر موہانی،

---

[۱] اور [۵] آب بقا، ص ۱۸ :- [۲] اور [۳] آب بقا، ص ۸۹ -

[۱] یہ بند عارف کے اُس مرثیہ میں ہے جس کا مطلع ہے: ع پھر ہے شمشیر زباں معرکہ آرائے سخن -

[۲] انیسیات ص ۵ :- [۳] اذکار محن ص ۱۳ -

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سیّد لطافت حسین لطافت بارہوی، بُنت یاد تیموری، عباس حسین شکوہ لکھنوی، منشی عابد حسین عابد لکھنوی، شیخ غلام امام غنی مصطفےٰ آبادی، منشی کشوری لال المتخلص بہ قمر لکھنوی، ممتاز حسین ممتاز لکھنوی، میر وارث علی وارث لکھنوی، سیّد مہدی حسین واقف، سیّد محمد ساجد وصل لکھنوی، سیّد عابد حسین کاشف لکھنوی، غضنفر حسین عروج، دلی۔ سیّد مہر علی الیاس (نبیرۂ نواب جہانگیر بہادر رئیس حیدر آباد دکن) وغیرہ بھی شاگرد تھے۔

میر عارف کی شاعری

میر عارف کا کلام اپنے اسلاف کے مقابلے میں بہت کم ہے اس کے کئی اسباب تھے، پہلا اور سب سے بڑا سبب تو یہ ہے کہ انھوں نے عمر کم پائی اور ۵۶، ۵۷ برس کے سن میں انتقال کیا۔ اگر اور زندہ رہتے تو کلام کی مقدار میں اضافہ ہوتا رہتا۔ دوسرے یہ کہ ۲۰ برس کی عمر میں شادی ہوئی اور نوجوانی ہی سے اُن پر خانہ داری اور عیال داری کا بار پڑ گیا جس نے اُن کو شعر گوئی کی فرصت کم دی۔

بہرحال میر عارف قادر الکلام مرثیہ گو غزل گو استادِ فن تھے، اشعار میں پختگی، خیال آفرینی تھی، ان کا مشہور مرثیہ ہے ع

"گردوں ہے سفینہ مرے دریائے سخن کا"

اس مرثیے میں زبان کی چاشنی، محاکات کے پہلو بہ پہلو نمایاں ہے۔ اُن کے مرثیوں میں میر نفیس کی بلاغت ہے اور کلام میں علم افروز ذوق کی زیادہ سے زیادہ جھلک پائی جاتی ہے۔ معاصرین اُن کے مدّاح تھے، چنانچہ سید افضل حسین ثابت لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"ماشاء اللہ شاعرِ کامل بلکہ عارفِ کامل ہیں اور خاندان میر صاحب میں اُن کی بہتر مرثیہ گو شاعر حقیر کے نزدیک اب نظر نہیں آتا۔" (حیاتِ دبیر ص ۲۹۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر عارف کے ہم عصر ممتاز مرثیہ گو مرزا محمد جعفر اوج فرزندِ دبیر نے میر عارف کی وفات کے موقع پر قطعہ تاریخ کہا تھا:۔

ہوئے رخصت جہاں سے یوں ادب کے ماہر کامل ، خدا کی رحمتیں ہر حال میں ان پر رہیں شامل

ملے خلد بریں میں اب کوئی اعلیٰ مقام ان کو اچانک بجھ گئی ہے شمع عمرِ عارف قابل ۱۳۲۴ھ

میر عارف کے کلام کی تفصیلات

میر عارف کے ۱۶ مرثیوں کا مجموعہ "معارفِ سخن" کے نام سے میر عارف کے فرزند سید یوسف حسین شائق لکھنوی نے مرتب کیا تھا جسے ڈاکٹر سفدر حسین نے ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع کر دیا تھا۔ اس مجموعہ میں میر عارف کے بیس سلام اور چالیس رباعیاں بھی شامل تھیں۔ میر عارف کے ۲۷ سلاموں کا ایک مجموعہ "جواہر بے بہا" کے نام سے ۱۹۳۵ء میں صادق پریس لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ میر عارف کے مقدارِ کلام کے سلسلے میں مہذب لکھنوی سید محمد ہادی لائق لکھنوی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ:۔

عارف مرحوم کے چوبیس ۲۴ مرثیے موجود ہیں۔ سلام و رباعیات بھی بکثرت ہیں اور غزلیات کا ایک دیوان ممدوح کے پاس موجود ہے جو ہم نے خود بھی دیکھا ہے۔" (اذکارِ محن)

میر عارف کے سولہ ۱۶ مرثیوں کی تفصیلات درج ذیل ہے:۔

مطلع	تعداد بند	در حال
۱۔ آئینہ ہے جوہر مری شمشیر زباں کا	۱۵۵	حضرت قاسمؑ
۲۔ اے زباں خوبئ تقریر دلآویز دکھا	۱۲۷	حضرت عونؑ و محمدؑ
۳۔ پھر آج باغِ سخن میں بہار آئی ہے	۶۴	حضرت امام حسینؑ
۴۔ پھر مدِّ نظر صیقل شمشیر زباں ہے	۱۲۰	〃 〃 〃
۵۔ پھر ہے شمشیر زباں معرکہ آرائے سخن	۱۷۲	حضرت حرؑ
۶۔ دے ساقئ الست شراب ولا مجھے	۶۷	حضرت قاسمؑ
۷۔ رن میں افلاکِ امامت کے قمر آتے ہیں	۹۰	حضرت عونؑ و محمدؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

شانِ احمدؐ سے ذرا کچھ کم نہیں شانِ علیؑ — جو چلن تھا مصطفےٰؐ کا وہ تھا عنوانِ علیؑ

ذات سے اللہ کے کب ذات ہے اُنکی جدا — کیوں نہ فرمانِ خدا سمجھوں نہ فرمانِ علیؑ

یہ وہ دریا ہے کہ جس میں جزر و مد نہیں — رات دن رہتا ہے جاری بحرِ فیضانِ علیؑ

شان اُس کی اُن کو بھی بندے خدا کہنے لگے — شان سے اللہ کی ملنے لگی شانِ علیؑ

فرشِ احمدؐ پر جو سوئے کون سمجھا تھا یہ رمز — تھا وہاں حافظ خدا سا حافظِ جانِ علیؑ

آنے پاتا گھر میں کیونکر ظلمتِ شب کا قدم — نورِ پیشانی کا تھا شمعِ شبستانِ علیؑ

چڑھ کے دوشِ مصطفےٰؐ پر توڑے کعبے میں صنم — انبیاء سے بھی دو بالا ہو گئی شانِ علیؑ

کیوں بنائے کعبہ کر جاتے نہ پہلے سے خلیلؑ — گھر میں یوں اللہ کے پیدا یہ تھی شانِ علیؑ

ہے مقامِ شکر عارف اور جائے افتخار

تجکو بھی اب لوگ کہتے ہیں ثنا خوانِ علیؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلام

جہاں ذکرِ شاہِ زماں ہو گیا
بہشتِ بریں وہ مکاں ہو گیا

بہت نظم کے پھول کم رہ گئے
اسی سے یہ سودا گراں ہو گیا

رہِ شام میں کی جو عابدؑ نے آہ
کلیجے سے پیدا دھواں ہو گیا

لگا تیر اصغرؑ کی گردن پہ جب
قدِ شاہ جھک کر کماں ہو گیا

یہ کہتے تھے عابدؑ کہ ہم رہ گئے
روانہ مرا کارواں ہو گیا

بڑھاپے میں حضرت کو اکبرؑ کا داغ
کلیجے کی خاطر سناں ہو گیا

بغیر غمِ شاہ نکلا جو اشک
یہ سمجھو گہر رائیگاں ہو گیا

ہوائے نجف میں ہوا جو کہ خاک
غبارِ رہِ کارواں ہو گیا

بہا اس قدر خونِ سادات آہ
کہ ریتی کے اوپر رواں ہو گیا

قلم روک اے عارفِ خستہ دل
تری طبع کا امتحاں ہو گیا

غزل

وہ شمع رو نہیں گر تو کچھ انجمن میں نہیں
وہ گلعذار نہیں گر تو کچھ چمن میں نہیں

تری نگاہوں میں گر کے خود سنبھل جاؤں
ہزار حیف کہ اتنا بھی زور تن میں نہیں

خطِ سیہ کا اثر کب ہے روئے رنگیں پر
ہزار شکر کہ خورشید بھی گہن میں نہیں

گلہ ہے اہلِ وطن کا فضول اے غربت
جو یاد کرتے ہیں ہم کو وہی وطن میں نہیں

اٹھیں گے حشر میں کیونکر گناہگار ترے
کہ منھ لپیٹ لیں اتنا بھی دم کفن میں نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کرے نہ دل کو پریشاں نہ خود پریشاں ہو
یہی تو بات تری زلفِ پُرشکن میں نہیں

صریرِ خامہ سے یہ بات صاف پیدا ہے
زباں وہ قطع کے قابل ہے جو دہن میں نہیں

ہزار شکر کہ غیرِ انیس اے عارف
کسی کی نظم کا پرتو مرے سخن میں نہیں

غزل

ہے سایہ زلف کا عکس دہانِ دلبر پر
روانہ موج کا لشکر ہے آبِ کوثر پر

نہیں ہے سُرخ دوپٹہ یہ فرقِ دلبر پر
چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا سر پر

مٹایا اس نے مجھے میں اسے مٹا دیتا
ہزار حیف کہ قابو نہیں مقدّر پر

ہوا کی طرح سے پلٹا ہے لے کے خط کا جواب
نظر نہ پیار سے کیونکر کروں کبوتر پر

خلافِ وضع ہے گر غیر کو کروں سجدہ
جبین رکھ کے ترے آستانۂ در پر

وہ جلد آئیں گے یا دیر میں خدا جانے
بچھاؤں پھول کہ کلیاں بچھاؤں بستر پر

حسد سے آج وہ جل جل کے رو رہے ہوں گے
جو لوگ ہنستے تھے کل تک مرے مقدّر پر

سمجھتے ہیں کہ انھیں اب نہ کوئی توڑے گا
بخیل کرتے ہیں مُہریں جو کیسۂ زر پر

فروغ نور کا حاصل ترے قدم سے کرے
پڑا ہے سایۂ دیوار اس لئے در پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رباعیات میر عارفؔ

اشکِ غمِ شہؑ سے چشمِ تر ہو میری
قدرِ اہلِ ہنر کو بیشتر ہو میری
درگاہِ خدا میں یہ دعا ہے عارفؔ
مدّاحیِ آلؑ میں بسر ہو میری

ہر لب پہ نہ کیونکر ہو فسانہ میرا
چلتا ہے زباں سے کارخانہ میرا
کہتا ہے یہ دل لٹا کے نقدِ مضموں
خالی کبھی ہوگا نہ خزانہ میرا

خوشنودیِ معبود کا سامان کیا
سرسبز اشکوں سے اپنا ایمان کیا
مجلس میں حسینؑ کو جو رویا آکے
زہراؑ و نبیؐ پہ اُس نے احسان کیا

سر وجد میں جوں شمع دُھنا کرتے ہیں
کہتے نہیں کچھ سب کی سُنا کرتے ہیں
جاتے نہیں خارزارِ اغیار کی سمت
ہم باغ سے اپنے گُل چُنا کرتے ہیں

پیری اسبابِ زیست سب لُوٹ چکی
اِک آس جوانی کی تھی جو ٹُوٹ چکی
کہتے ہیں زبانِ حال سے موئے سپید
اب رات کہاں رہی کرن پھُوٹ چکی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ ——— میر عارف

در حال حضرت عباس علیہ السلام

گردوں ہے سفینہ مرے دریائے سخن کا

(بند ۱۲۲)

۱

گردوں ہے سفینہ مرے دریائے سخن کا!
سیاح ہوں مدت سے میں صحرائے سخن کا
پروانہ ہے دل شمعِ تجلائے سخن کا!
مشتاق ہوں پھر دیدِ سراپائے سخن کا
اِس بدر سے حُسنِ رُخِ مہتاب خجل ہے
اِس بحر کا موجہ مری بیتابیِ دل ہے

۲

اللہ رِی اس بحر کی تُندی و روانی
اونچا سرِ اعدا سے ہوا جاتا ہے پانی
گہہ قہر کی ہے اور کبھی رحمت کی نشانی
حال اس کا سُنا چاہیئے موجوں کی زبانی!
پار اس سے سلامت کبھی اترا نہیں کوئی
ڈوبا ہوا اس بحر کا اُبھرا نہیں کوئی

۳

باڑھ اس کی قیامت ہے تو گھاٹ اسکا ستم ہے
جو اس کی بزرگی میں کہا جائے وہ کم ہے
کونین کی وسعت اِسی دریا کو بہم ہے
نام اس کے کناروں کا وجود اور عدم ہے
پیراک جو ہیں ان کو بھی سو خوف و خطر ہیں
چکر میں زمانہ ہے وہ آفت کے بھنور ہیں

۴

دیکھا نہ سُنا آج تک اس زور کا دھارا
تھم جائے مقابل یہ نہیں شیر کو یارا
طورا اس کے تموّج میں سمندر کا ہے سارا
لاکھوں کو ڈبویا ہے تو دو اِک کو اُبھارا
مطلب نہ کوئی کوشش و تدبیر سے نکلا
نِکلا کوئی مر کھپ کے تو تقدیر سے نکلا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہشیار کہ پھر باڑھ پہ آتا ہے یہ دریا
بڑھتا ہے تو طوفان اُٹھاتا ہے یہ دریا
⑤
پھر جوشِ سمندر کا دکھاتا ہے یہ دریا
گھٹتا ہے تو کوزے میں سماتا ہے یہ دریا

قائل ہے تہہ دل سے ہر اہلِ حسد اس کا
کچھ بڑھ کے سمندر سے بھی ہے جزر و مد اس کا

ڈرتے ہیں قدم رکھتے ہوئے اس میں شناور
اٹھتی ہے کبھی موج کبھی پڑتی ہے چادر
⑥
ہیبت ہے کہ دل کانپتے ہیں خوف سے تھر تھر
نو مشق جو ہیں دیکھ کے ہو جاتے ہیں ششدر

لاتا نہیں خاطر میں سما اور سمک کو
ایک ایک حباب آنکھ دکھاتا ہے فلک کو

اِس قہر کا دریا ہے کہ دیکھا نہیں جاتا
گمراہ کوئی بھول کے رستا نہیں پاتا
⑦
پاس اس کے کوئی بہرِ تماشا نہیں جاتا
ڈوبا کوئی بالفرض تو ابھرا نہیں جاتا

ہے کاہ سے کم کوہ بھی سیلاب میں اس کے
پھنس جاتے ہیں پیر اک بھی گرداب میں اس کے

اِس بحر میں نو مشقوں کو نایاب اماں ہے
ایک ایک قدم غرق کا سامان عیاں ہے
⑧
گہہ بیم تلاطم ہے کبھی خطرۂ جاں ہے
کشتی وہ ہماری ہے جو بے خوف رواں ہے

کیا حفظ کریں غرق سے اہلِ ہوس اپنا
ہے ان کے لئے بادِ مخالف نفس اپنا

اِس بحر سے آسان نہیں ان کا گذرنا
ہاں مشق سے آتا ہے ہر اک کام کا کرنا
⑨
دشوار ہے جن کو کہ قدم آب میں دھرنا
کچھ روز تو سیکھیں ابھی پانی پہ ٹھہرنا

مشغول عوام آج ہیں کل خاص بھی ہوں گے
دس بیس برس کٹ لیں تو غواص بھی ہوں گے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہر چند حریصوں نے بہت خاک اُڑائی — نعمت یہ مگر ایک کے بھی ہاتھ نہ آئی
کی مشقِ شنا غرق رہے عمر گنوائی — تہہ اس کی کسی نے مگر اب تک نہیں پائی (۱۰)
ٹک جائیں قدم جس میں یہ وہ چاہ نہیں ہے
دریا یہ وہ ہے جس کی کہیں تھاہ نہیں ہے

رہتا ہے یہ آب ان میں کہ جو ظرف ہیں عالی — ہر رجس سے ہیں پاک کثافت سے ہیں خالی
حال اس کی لطافت کا زمانے پہ ہے حالی — لے لے کے حریص آتے ہیں کیوں جامِ سفالی (۱۱)
اس آب کی حرمت یہ ہے اربابِ نظر میں
رکھتے ہیں اسے نشّۂ صفت کاسۂ سر میں

مشہور ہے اس آب کی خُنکی و عذوبت — ہے سردیِ کافور سے دہ چند بُرودت
کیا سامنے اس کے شکر و شیر کی لذّت — رشک اس سے بجا ہے جسے حاصل ہو یہ نعمت (۱۲)
کیوں قلبِ حزیں تیرِ ملامت کا ہدف ہے
خود کہتا ہوں حاسد کا مرے حق بطرف ہے

لو پھر نظرِ اہلِ حسد باندھی ہے میں نے — خود اپنی طبیعت ہی سے گد باندھی ہے میں نے
رکھیں نہ قدم غیر وہ حد باندھی ہے میں نے — اس قلزمِ زخّار میں سد باندھی ہے میں نے (۱۳)
یہ کارِ اہم اور سخنور سے نہ ہوتا
جو میں نے کیا ہے وہ سکندر سے نہ ہوتا

سوچیں تو عبث ہے حسدِ اہلِ عداوت — اس رشک میں عزت کے عوض ملتی ہے ذلّت
ہوتی ہے حسد سے کہیں افزائشِ نعمت — جو ہیں عقلا دیتے ہیں الزامِ سفاہت (۱۴)
کیا ہوتا ہے گر دولتِ قاروں بھی لٹا دے
پا سکتا ہے وہ بھی کہیں جس کو نہ خدا دے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

واعقدہ یہ اندیشۂ بد سے نہیں ہوتا — کچھ نفع کبھی رشک و حسد سے نہیں ہوتا
جو امر کہ خالق کی مدد سے نہیں ہوتا — کچھ اس کا ثمر کوشش و کد سے نہیں ہوتا (۱۵)
بے فضلِ خدا کیا ہوا محنت سے کسی کی
پھل سرو میں آیا نہ ریاضت سے کسی کی

اس فن کی ہمیشہ سے مسلم ہے شرافت — کونین میں انساں کا ہے سرمایۂ عزت
کرتے ہیں ائمہ بھی ثنا خوانوں کی حرمت — دیتے ہیں صلے میں انھیں جنّت کی بشارت (۱۶)
رتبے جو ہیں اس فن کے نگاہوں پہ چڑھے ہیں
معصوموں نے خود شعر کہے اور پڑھے ہیں

پر عبرت و افسوس کے قابل ہے یہ روداد — وہ فن کہ جو ہے عزّت دارین کی بنیاد
کرتے ہیں جہالت سے ہمیں لوگ اسے برباد — ہیں بندشیں کچھ طرفہ عجائب ہیں کچھ ایجاد (۱۷)
آزادہ سخن صورتِ مجذوب ہوئے ہیں
جو امر کہ معیوب تھے مرغوب ہوئے ہیں

سرقے سے کراہت ہے نہ پرہیز تنافر — ہے ذہن کو ہر وقت توارد میں تبادر
معنی میں تناقص ہے تو لفظوں میں تواتر — طرّہ ہے پھر ان سب پہ تعلّی و تفاخر (۱۸)
نافہموں کی تعریف و خوشامد سے غرض ہے
یہ ذوقِ سخن کا ہے کہ ہے کوئی مرض ہے

ہے شاعری و مرثیہ گوئی کا یہ اب حال — دونوں روشِ سبزۂ بیگانہ ہیں پامال
اس عہد کے طبّاعوں کو سوجھی ہے عجب چال — جو حشرِ مضامیں کو قیامت کی ہے تمثال (۱۹)
اس باب میں گو شکوۂ صنفین بجا ہے
کچھ مرثیہ گویوں پہ مگر ظلم سوا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۰

اُستاد نئے جو ہیں طریقہ ہے یہ اُن کا
جو مرثیہ اچھا کسی استاد کا دیکھا
تخریب پہ اس کی ہوئے فی الفور مہیا
مضموں وہی رکھّے مگر الفاظ کو بدلا
تھامی جو عناں بارگیٔ طبع پہ جم کے
طے کر گئے میداں کو نشانوں پہ قدم کے

۲۱

کیا خوب یہ کورانہ روی اس پہ یہ نخوت
کہتے ہیں کہ بازی میں ہمیں لے گئے سبقت
کس طرح نہ اس دعویٔ باطل پہ ہو عبرت
افسوس کہ ہے مرثیہ گوئی کی یہ حالت
اس ذکر سے غیرت بخدا آتی ہے مجھ کو
اب مرثیہ گوئی سے حیا آتی ہے مجھ کو

۲۲

فرماتے ہیں اس صنعتِ طرفہ کو تتبع
کی خوب فنِ نظم میں تجویزِ توسّع
اس ذہن کی پستی پہ ہیں خواہانِ ترفع
شامل کملا میں ہوں یہ رکھتے ہیں توقع
اظہارِ مراتب کو نگارش مری بس ہے
ہر مور کو اب جاہِ سلیماں کی ہوس ہے

۲۳

رفتارِ سخن حد سے سوا بگڑی ہوئی ہے
ہر نظم کے شاہد کی ادا بگڑی ہوئی ہے
دیکھو جو غزل کو وہ جدا بگڑی ہوئی ہے
کچھ مرثیہ گوئی کی ہوا بگڑی ہوئی ہے
کیوں کہتے ہیں آخر جنہیں کہنا نہیں آتا
ناطق ہیں تو خاموش بھی رہنا نہیں آتا

۲۴

ہم کو تو یہ اسلوب کسی طرح نہ آئیں!
اُلٹا ہوا اوروں کا کلام اپنا بنائیں
احباب کو اصرار سے مجلس میں بُلائیں!
مضموں جو ہیں اُستادوں کے فخر سے سُنائیں
قائل ہیں کہ یوں سحر بیانی نہیں آتی
ایسی تو ہمیں مرثیہ خوانی نہیں آتی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۲۵)

تھا شوق تو تہذیبِ سخن سیکھتے پہلے
جو اس کے لوازم ہیں وہ فن سیکھتے پہلے
بھاتا جو ہر اک کو وہ چلن سیکھتے پہلے
تقریر میں اندازِ حسن سیکھتے پہلے
شاید وہ سخن دلکش و مقبول بھی ہوتا
بعد اس کے جو کچھ کہتے تو معقول بھی ہوتا

(۲۶)

ملتا ہے یونہی۔ کہنے سے کیا رتبۂ تصنیف
اس وضع کی تصنیف پہ ہیں طالبِ توصیف
ہوتے ہیں حدیثوں کی طرح مرثیے تالیف
جو سنتے ہیں کر دیتے ہیں خاطر سے وہ تعریف
یہ ڈھنگ حقیقت میں زمانے سے جدا ہے
ہم بھی ہیں معترف کہ یہ ایجاد نیا ہے

(۲۷)

ہو کس لئے دشوار بھلا نظم اک ایسا کرنا
کاغذ کو سیاہی سے فقط پڑتا ہے بھرنا
ہے سامنے گیندا تو ہے بھیر کا ہے کا ڈرنا
تصویر سے تصویر کا آساں ہے اترنا
رنگ اپنی طبیعت سے لگانا نہیں آتا
تصویرِ خیالی کا بنانا نہیں آتا

(۲۸)

بس بحرِ طبیعت نہیں اچھی یہ روانی
اد بخا سرِ اعدا سے ہوا جاتا ہے پانی
حق اپنا ہے شیریں سخنی رطبِ لسانی
ہے نظم کہ سلکِ گہرِ بحرِ معانی
یہ لفظ ہیں یا دستۂ گل باندھے ہیں ہم نے
اس بحر میں مضمونوں کے پل باندھے ہیں ہم نے

(۲۹)

اِس ذکر سے احباب مرے رنج نہ فرمائیں
اغیار کے اوصاف کو کیوں اپنی طرف لائیں
آزردہ ہوں کیوں خود میں یہ اسقام نہ جب پائیں
کیا کہتا ہوں میں اور کیسے کہتا ہوں سمجھ جائیں
ہے عمر سے مطلب نہ کوئی زید سے مطلب
مطلب ہے اسی سے جسے ہے کید سے مطلب

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس ذکر سے اب مدِّ نظر قطعِ نظر ہے ۔ کوثر کی طرف ذہن مہیّائے سفر ہے
سیّاح کو کیا بُعدِ مسافت سے خطر ہے ۔ کشتی تری اے طبعِ رواں آج کدھر ہے
یوں لے کے سبک چل کہ نہ پانی کو خبر ہو
دریا میں ترا شکلِ حباب آج گذر ہو

(۳۰)

ہوں مبدءِ فیاض سے طالب میں عطا کا ۔ پیاسا ہوں پھر آب گہرِ صدق و صفا کا
پھر قصد کیا ہے دُرِ مضموں کی جلا کا ۔ منظور ہے وصف ایک دُرِ بحرِ وفا کا
مثلِ مہ و خورشید شرف اس کا جلی ہے
وہ قوتِ بازوئے حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

(۳۱)

مذکور ابوالفضل کے کیونکر ہوں فضائل ۔ کمتر ہیں سُہا سے ہوں تو وہ بدر سے کامل
سب ان کی بزرگی و جلالت کے ہیں قائل ۔ کب مہرِ فلک حُسن میں ہے ان کا مقابل
افضل ہے زمانے میں حسب اور نسب ان کا
ہے ماہِ بنی ہاشم والا لقب ان کا

(۳۲)

شوکت میں وحید اور شجاعت میں یگانہ ۔ ہے ان کی وفاداری کا عالم میں فسانہ
تھا شہ پہ فدا ہونے کا منظور بہانہ ۔ شبّیرؑ سے پہلے ہوئے جنّت کو روانہ
کیا غرق تھے اُلفت میں حسینؑ ابنِ علیؑ کی
ان رتبوں پہ سقّائی بھی کی آلِ نبیؐ کی

(۳۳)

کمسن تھے اُٹھے جبکہ علیؑ سرورِ والا ۔ تھا شاہ سے کون ان کا سوا چاہنے والا
بیٹوں کی طرح سبطِ نبی نے انھیں پالا ۔ مسرور ہوئے دیکھی جو شانِ قدِ بالا
شاد اُن کی اطاعت سے بہت ہوتے تھے شبّیرؑ
انجام کا دھیان آتا تھا جب روتے تھے شبّیرؑ

(۳۴)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرقوم ہے عاشورِ محرّم کا یہ احوال
جب ہو گیا گلزارِ حسنؑ دشت میں پامال
(۳۵)
لاشے کے اٹھانے کو چلا فاطمہؑ کا لال
ہمراہ ہوئے اکبرؑ و عباسؑ خوش اقبال
بے جاں جسدِ قاسمِ جرّار کو پایا
ٹکڑے سُمِ اسپاں سے تنِ زار کو پایا

سر پیٹ کے کس درد سے سرورؑ نے بُکا کی
مُنہ چُوم کے عباسِؑ دلاور نے بُکا کی
(۳۶)
چھاتی سے لگا کر علی اکبرؑ نے بُکا کی
زوجِ نبی و حیدرِ صفدر نے بُکا کی
رُخ آنسوؤں سے حوریں بھی دھوتی ہوئی آئیں
پُرسے کے لئے فاطمہؑ روتی ہوئی آئیں

جب لے گئے لاشے کو حرم میں شہِ ابرار
ہے ہے کا ہوا غُل کہ ہلا گنبدِ دوّار
(۳۷)
تھے طرفہ بلا میں حرمِ پاک گرفتار
روئیں کسے اک دن میں نہیں کس کے عزادار
تھا غلغلۂ حشر بپا سینہ زنی تھی
گردِ اہلِ حرم بیچ میں اک شب کی بنی تھی

تھا نالہ و فریاد سے اس وقت یہ عالم
گویا تھا بپا سیدِ مسموم کا ماتم
(۳۸)
کچھ دیر میں آخر ہوا جب جوشِ بکا کم
لاشے کے اُٹھانے کو پھر آئے شہِ اکرم
پھر شور اسی طرح ہوا آہ و فغاں کا
غش کھا کے گری غم سے یہ عالم ہوا ماں کا

حضرت نے بھی خونِ جگر آنکھوں سے بہایا
لے جا کے اسے گنجِ شہیداں میں لٹایا
(۳۹)
کچھ کہنے کا موقع جو علمدار نے پایا
جلدی سے سر اپنا قدمِ شہ پہ جھکایا
کی عرض کہ مرنے کی رضا دیجئے مجھ کو
ہمشکلِ پیمبرؐ پہ فدا کیجئے مجھ کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۰)

کچھ کہنے نہ پائے تھے ابھی بھائی سے سرور اور سامنے خاموش کھڑے تھے علی اکبرؑ
سوچے کہیں دے دیں نہ اجازت شہِ صفدر بس گر پڑے یہ بھی شہِ والا کے قدم پر

رو کر کہا بسمل ہے جگر شوقِ وغا سے
میداں کی اجازت مجھے ہو پہلے چچا سے

(۴۱)

اب اہلِ عزا دیدۂ انصاف کریں وا سوچیں تو ذرا دل میں کہ شبیرؑ کریں کیا
بھیجیں کسے اور کس کو نہ بھیجیں سوئے اعدا دونوں ہی کو آغوش میں حضرت نے ہے پالا

آرامِ جگر وہ یہ شکیبائی دل ہیں
وہ نورِ نظر ہے یہ توانائی دل ہیں

(۴۲)

رشکِ گُلِ تر ایک ہے اور رشکِ قمر ایک ہے پارۂ دل ایک تو ہے لختِ جگر ایک
دونوں پہ ہے شبیرؑ کو شفقت کی نظر ایک اک بھائی برابر کا برابر کا پسر ایک

دونوں جگر و جان و دل ابنِ ولی ہیں
تصویرِ نبی وہ ہے یہ تصویرِ علیؑ ہیں

(۴۳)

اصرار سے بھائی کے نہ بخاشہ کو جو چارا فرمایا نہیں دل کو مرے ضبط کا یارا
یہ داغ وہ ہیں کر سکے جو قلب گوارا ہے شاق بہت ہجر ہو ان کا کہ تمہارا

صدمے یہ دلِ زار و حزیں سہہ نہیں سکتا
یہ امر وہ نازک ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

(۴۴)

کی عرض یہ عباسؑ نے پھر رو کے بہ منّت فرمائیں تامل نہ رضا دینے میں حضرت
یہ بھی ہیں طلبگار تو پھر کیا ہے قباحت اچھا میں لئے لیتا ہوں ان سے بھی اجازت

روٹھیں گے اگر میرے جگر بند نہ ہوں گے
کیا یہ مری منّت سے رضا مند نہ ہوں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۵)

یہ کہہ کے پھر سے ہاتھوں کو جوڑے سوئے دلبر چاہا تھا کہ منت کا سخن لائیں زباں پر
جو رونے لگے پاؤں پہ گر کر علیؑ اکبرؑ لپٹا لیا عباسؑ نے سینے سے اٹھا کر
کی عرض جو دل میں ہے وہ اظہار نہ کیجیے
لِلّٰہ چچا مجھ کو گنہگار نہ کیجیے

(۴۶)

کہنے لگے اکبرؑ سے یہ عباسؑ خوش اطوار بیٹا مجھے اس وقت کیا تم نے گنہگار
لازم ہے تمہارا ادب اے غیرتِ گلزار تصویرِ پیمبرؐ کی ہو تم اے مرے دلدار
ہاتھ اس لیے جوڑے ہیں کہ افسردہ نہ ہو تم
صدقے ہو چچا دل میں کچھ آزردہ نہ ہو تم

(۴۷)

فرما چکے جس وقت یہ عباسؑ دلاور کہنے لگے پھر جوڑ کے ہاتھوں کو یہ اکبرؑ
ہے آپ کا رتبہ شہِ والا کے برابر تقصیر تھی اُس وقت جو گرتا نہ قدم پر
خالق کی قسم خرم و خورسند ہے خادم
جو آپ کی مرضی ہو رضامند ہے خادم

(۴۸)

کیا تاب جو سبقت کا میں اب دھیان بھی لاؤں دم بھر کے اگر شوقِ وغا سے تو نہ جاؤں
خادم ہوں سرِ عجز نہ کس طرح جھکاؤں بہتر ہے سزا ترکِ ادب کی جو میں پاؤں
موقع نہ مجھے تھا طلبِ اذنِ وغا کا
طالب ہے غلام آپ سے اب عفوِ خطا کا

(۴۹)

مسرور ہوئے سن کے علمدارِ دلاور تکنے لگے پھر کر رُخِ فرزندِ پیمبرؐ
بولے شہِ مظلوم کہ مجبور ہیں بہتر دیکھیں ہمیں فرقت میں قرار آتا ہے کیونکر
تیرہ ہے جہاں داغِ جدائی سے نظر میں
لو درد تو ہونے لگا بازو و کمر میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۵۰)

اب کس لئے تاخیر ہے اے عاشقِ باری — منظور ہے جانا ہی تو منگواؤ سواری
ہے بعد تمہارے علی اکبرؑ کی بھی باری — تھوڑے سے پس و پیش کی حجت بھی ہے ساری
غم پیاس کا ہے نہ الم فاقہ کشی ہے
اللہ یہ ایک ایک کو مرنے کی خوشی ہے

(۵۱)

جنگاہ کی رخصت جو علمدارؑ نے پائی — گردن پئے تسلیم بصد عجز جھکائی
ہوتی ہے کٹھن بھائی کو بھائی کی جدائی — صابر تھے مگر شاہ کو رقّت بہت آئی
بیتاب ہوئے شدتِ دردِ جگری سے
لپٹے شہ دیں ہاتھوں کو پھیلا کے جری سے

(۵۲)

عباسؑ کی آنکھوں سے بھی آنسو ہوئے جاری — تا دیر رہا مشغلۂ گریہ و زاری
حاضر نہ ہوئی تھی ابھی غازی کی سواری — ناگاہ درِ خیمہ سے فضّہ یہ پکاری
معصوموں پہ رنجِ عطش و گرسنگی ہے
اب پیاس سے ہچکی علی اصغرؑ کو لگی ہے

(۵۳)

تشریف کہاں رکھتے ہیں سرور کو بلاؤ — بھائی کی خبر لیں علی اکبرؑ کو بلاؤ
کیا کرتے ہیں عباسؑ دلاور کو بلاؤ — لوگو پسرِ ساقیٔ کوثر کو بلاؤ
قطرہ کہیں جز اشک فشانی نہیں ملتا
کیا ظلم ہے معصوموں کو پانی نہیں ملتا

(۵۴)

سن کر یہ صدا ہو گئے بیتاب علمدار — خیمے کو روانہ ہوئے با چشمِ گہربار
داخل حرمِ پاک میں جس دم ہوا جرّار — دیکھا کہ بلکتی ہے سکینہ جگر افگار
ہے ہاتھ میں مشکیزہ مگر اشکوں سے تر ہے
رخساروں پہ آنسو ہیں تو ڈیوڑھی پہ نظر ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

٥٥

دیکھا تو پکاری کہ چچا جان اِدھر آؤ — میں ڈھونڈتی تھی تم کو میں قربان اِدھر آؤ
ہے پیاس سے ہونٹوں پہ مِری جان اِدھر آؤ — پانی کا ہوا یا نہیں سامان اِدھر آؤ
اب تک نہ دیا نہر سے اِک جام بھی لا کے
اچھا مجھے اب پیار نہ کیجیے گا بُلا کے

٥٦

آغوش میں لے کر اسے کہنے لگے عباسؑ — ہاں ہاں مجھے معلوم ہے تم کو ہے بہت پیاس
تھا صبح سے حضرت پہ ہجومِ الم و یاس — مہلت نہ میسر تھی کہ ہم بھی تھے انھیں پاس
تم مشک تو دو ہم ابھی منگواتے ہیں پانی
چاہا جو خدا نے تو ابھی لاتے ہیں پانی

٥٧

ہر چند کہ تھی دل کو جُدائی نہ گوارا — آغوش سے بہلا کے مگر اس کو اُتارا
باہر سے خبر آئی یہ اتنے میں قضارا — میدان میں پھر لشکرِ اعدا ہے صف آرا
آمادہ ہے پھر فوجِ ستم بے ادبی پر
غربت میں جفا ہوتی ہے فرزندِ نبیؐ پر

٥٨

غیظ آگیا سُن کر خلفِ شبّرِ خدا کو — فرمایا کہ مطلق نہیں شرم اہلِ جفا کو
غزہ ہے ہر اک بانیٔ بیداد و دغا کو — دیتا ہوں سزا جا کے ابھی اہلِ خطا کو
اب تک شہِ دیں سے مجھے رخصت نہ ملی تھی
مجبور تھا اس سے کہ اجازت نہ ملی تھی

٥٩

کی غیظ میں عباسؑ نے جس وقت یہ تقریر — سر پیٹ کے فرمانے لگیں زینبؑ دلگیر
کیا تم بھی سدھارو گے فدا تم پہ ہو ہمشیر — فریاد ہے فریاد کہ تنہا ہوئے شبیرؑ
زہراؑ کی نہ دولت کسی عنوان بچے گی
کاہے کو مرے بھائی کی اب جان بچے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By https://jafrilibrary.com

کہنے لگے یہ جوڑ کے ہاتھوں کو علمدار
گھبرائیں نہ آپ ان کا ہے اللہ مددگار
(۵۹)
زندہ ہے ابھی تو یہ غلام شہِ ابرار
ممکن ہے کہ حضرت سے کوئی آنکھ کرے چار
ارشاد کیا آپ نے جو کچھ وہ بجا ہے
ہوگا وہ مرے بعد جو قسمت میں لکھا ہے

اس ذکر پہ رونے جو لگیں زینبؑ مضطر
جانا یہ سبھوں نے کہ چلا دلبرِ حیدرؑ
(۶۰)
بچوں کو لئے زوجۂ عباسؑ دلاور
کچھ سوچ کے پہلو میں کھڑی ہو گئیں آکر
تھیں برہنہ پا بال کھلے اشک رواں تھے
آثار رنڈاپے کے سراپا سے عیاں تھے

زوجہ کی طرف دیکھ کے بولے بدلِ زار
کمسن ہیں یہ ان دونوں سے غربت میں خبردار
(۶۱)
کی عرض کہ کچھ میں بھی کروں دردِ دل اظہار
فرمایا نہیں اس سے سوا فرصتِ گفتار
خالق کی انھیں حفظ و حمایت میں دیا ہے
جس کی یہ امانت ہیں سپرد اُس کو کیا ہے

ہاں اک یہ وصیت ہے اگر تم کو رہے یاد
مرنے پہ بھی رہتی ہے وہی اُلفتِ اولاد
(۶۲)
بچ جائیں جو ہر طرح کی آفت سے یہ ناشاد
اور تم بھی ہو قیدِ غم و اندوہ سے آزاد
کرنا عمل اُس وقت وصیت پہ ہماری
خود لے کے انھیں آیئو تربت پہ ہماری

کہنے لگی وہ زخمیٔ تیغِ غمِ فرقت
جیتی ہوں تو آنکھوں سے کروں گی میں یہ خدمت
(۶۳)
اس وقت بگڑنے میں بنی واہ ری قسمت
بے مانگے ہوئے دے چلے آنے کی اجازت
کیوں کڑھتے ہو یہ لال نو پروان چڑھیں گے
میں قبر کو جھاڑوں گی یہ قرآن پڑھیں گے

Presented By https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اِن درد کی باتوں سے بھرا قلب پہ خنجر
صدمہ ہوا بے حد تو لگے کانپنے تھر تھر
(۶۴)
آنے لگے آنسو رُخِ شفّاف پہ ڈھل کر
نزدیک یہ تھا گر پڑیں غش کھا کے زمیں پر

ٹھہریں تو تڑپ کر دلِ مضطر نکل آئے
جلدی سے جگر تھام کے باہر نکل آئے

حاضر درِ دولت پہ جو تھا اسپِ وفادار
گہ دن پہ لکھا نام علیؑ اور ہوئے اسوار
(۶۵)
اُڑنے لگا جم جم کے جو میداں میں وہ رہوار
شرما کے ہوا بھول گئی تیزئ رفتار

کچھ برق سے بیتاب دمِ جلوہ گری ہے
اُڑنے میں ہے پارہ تو ٹھہرنے میں پری ہے

پیارا ہے وہ گھوڑا کہ حسینوں کو بھی پیار آئے
گلشن کی طرف بہ صفتِ ابرِ بہار آئے
(۶۶)
کیا تاب قدم سے جو ذرا اُٹھ کے غبار آئے
بن جائے ابھی شیر جو نزدیک شکار آئے

پامال ہو ضیغم بھی گر آ جائے جھپٹ میں
رکھ لیتا ہے آہوئے رمندہ کو ڈپٹ میں

رفتار نسیمِ سحری سیکھ لے اِس سے
انداز و ادا کبکِ دری سیکھ لے اِس سے
(۶۷)
معشوق ہر اک عشوہ گری سیکھ لے اِس سے
اِٹھلائی ہوئی چال پری سیکھ لے اِس سے

بل صورتِ گیسوئے دراز آتا ہے اِس کو
دل حوروں کے لیں جائیں وہ ناز آتا ہے اِس کو

کیوں قدر کریں اس کی نہ عبّاسِ خوش انجام
مثل اس کا نہیں بخدیوں میں روم سے تا شام
(۶۸)
باندار بھی آفت کا ہے یہ اسپِ سبک گام
ہو اوج کہ پستی کہیں دم بھر نہیں آرام

شعلے بھی دُھنا کرتے ہیں سر اس کی لپک پر
سیماب زمیں پر ہے تو بجلی ہے فلک پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۹)

یہ وہ نہیں رہوار کہ جو چلنے میں اَڑ جائے
جھپکائے نہ آنکھیں جو نظرِ شیر سے لڑ جائے
سایہ کسی قمچی کا رہوار و میں جو پڑ جائے
پھر دفعتاً اسوار اسے روکے تو بگڑ جائے
تیزی ہو جب ایسی تو ہوا کیوں نہ قدم لے
جب تک کہ زمیں پاؤں کے نیچے ہے نہ دم لے

(۷۰)

کیا ذکرِ فرس شوکتِ اسوار کو دیکھو
ظلِّ علم و روئے علمدارؑ کو دیکھو!
اوجِ حشمِ حمزہؑ جرار کو دیکھو
زندہ ہوئے پھر جعفرِؑ طیّار کو دیکھو
اعجاز سے خالق کے ولی آ گئے رَن میں
احمدؐ سے عَلَم لے کے علیؑ آ گئے رَن میں

(۷۱)

زیبندہ ہے کیا دوشِ ہمایوں پہ یہ رایت
رایت نہ کہو فتحِ مبیں کی ہے یہ آیت
اُلفت شہِ ذی جاہ کو ان سے ہے نہایت
تازہ شہِ دیں کی ہے یہ بھائی پہ عنایت
پائیں گے جواب اس کے مقابل وہ حشم کیا
مرنے کی اجازت ہی جو دے دی تو علم کیا

(۷۲)

کیا حُسنِ حسنؑ رکھتا ہے یہ سبز پھریرا
ہے رنگِ لطیف اس کا زمرد سے بھی گہرا
پرچم ہے سیہ زلف تو پنجہ ہے سُنہرا
خود شوق سے سیتی تھیں اسے فاطمہؑ زہرا
غزووں میں اُٹھایا اسے خالق کے ولی نے
رکھا ہے اِسے دوشِ مبارک پہ علیؑ نے

(۷۳)

پنجے سے عجب شوکت و اجلال عیاں ہے
رایت یہ نہیں سروِ گلستانِ جناں ہے
طوبیٰ ہے سرِ دوش کہ یہ سبز نشاں ہے
دامن سے نمودار بزرگی کا نشاں ہے
تھے جس کی تمنّا میں وہ بات آج ہوئی ہے
تھا شور کہ لو خضر کو معراج ہوئی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تحریر ہو کیا حُسنِ علمدار کی حالت — ایسی تو نہ انساں نہ ملک رکھتے ہیں صورت
(۷۴)
پریوں کا کروں ذکر تو کیا ہے انہیں نسبت — غلماں کی نہ کچھ اصل نہ حوروں کی حقیقت

سو طرح کے جلوے صفتِ شمع ہیں ان میں

ان سب کے محاسن جو ہیں وہ جمع ہیں ان میں

شانِ احدی حسنِ سراپا سے عیاں ہے — پھولوں کی لطافت رُخِ زیبا سے عیاں ہے
(۷۵)
اندازِ صنوبر قدِ رعنا سے عیاں ہے — ہیں نورِ خدا جسمِ مصفّا سے عیاں ہے

اس نُور کے شائق ملک و جن و بشر ہیں

کیوں کر نہ ہوں دریائے امامت کے گہر ہیں

پہنچے صفِ اعدا کے قریں جبکہ علمدارؑ — چمکار کے بس روک لیا گھوڑے کو یکبار
(۷۶)
اللہ رے رعبِ خَلَفِ حیدرِ کرّار — سینوں میں جگر ہلنے لگے ڈر گئے کفّار

رنگ اُڑ گئے پیدا ہوا رعشہ بدنوں میں

خوں سوکھ گیا شیر کی ہیبت سے تنوں میں

اِس پر کہ یہ تنہا ہیں اُدھر لشکرِ بے حد — فوجوں کی ابھی تک ہے اسی طرح سے آمد
(۷۷)
قتلِ شہِ مظلوم میں ایک ایک کو ہے کد — منظور ہے باقی نہ رہے آلِ محمدؐ

وعدے زر و جاگیر کے حاکم سے لئے ہیں

دنیا پہ یہ سب دشمنِ دیں جان دیئے ہیں

مرقوم ہو کیا کثرتِ افواجِ ستمگر — مضموں ہے یہ گنجائشِ تحریر سے باہر
(۷۸)
پھیلا تھا کئی کوس تک اس طرح وہ لشکر — سایہ کسی طائر کا نہ پڑتا تھا زمیں پر

تھا حبسِ ہوا ہونٹوں پہ ذی روحوں کا دم تھا

ذرّے کو بھی اُڑنے کا ٹھکانا نہ بہم تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قربانِ دلیریِ علمدارِ وفادار
بچتا نہیں نظروں میں ذرا لشکرِ کفّار
لاکھوں ہی پیادے تو ہزاروں ہی ہیں اسوار (۷۹)
لشکر کی سیاہی ہے کہ ہے روزِ شبِ تار
گو حد سے سوا مجمعِ افواجِ ستم ہے
اس پر بھی مگر جرأتِ عباسؑ سے کم ہے

تھے جمع بلانِ حبش و روم و رے و شام
بد مذہب و نا اہل و سیہ قلب و سیہ فام
حربے وہ ہر اک پاس کہ جو موت کے پیغام (۸۰)
فرمانے لگے دل میں یہ عباسِؑ خوش انجام
گو پیاس ہے پر لطفِ وغا آج ملے گا
بھاگے نہ اگر یہ تو مزا آج ملے گا

کچھ غیظ تصور نے وغا کے جو بڑھایا
اک جوش لہو نے تنِ جرار میں کھایا
موقع تھا ابھی تیغ زنی کا جو نہ آیا (۸۱)
چابے کبھی ہونٹ اور کبھی گردن کو ہلایا
شمر و بن سعدِ ستم آرا پہ نظر کی
گہہ فوج کو دیکھا کبھی دریا پہ نظر کی

اللہ رے ہیبتِ خلفِ سیدِ اکرم
مبہوت ہوئے سب یہ ہوا خوف سے عالم
نعرہ یہ کیا طبع ہوئی اور جو برہم (۸۲)
کچھ ہوش کسی کو ہے قریب آ گیا ضیغم
کیا قصد ہے کب تک نفسِ سرد بھرو گے
کچھ جان بچانے کی نہ تدبیر کرو گے

یوں سہم کے بولا پسرِ سعدِ جفا کار
تدبیر یہی ہے کہ علم کیجیے تلوار
قبضے پہ جو رکھے ہوئے تھا ہاتھ وہ جرّار (۸۳)
سننا تھا کہ بس کھینچ لی شمشیرِ شرر بار
یوں میان سے نکلی محل آیا جو روش کا
جس طرح کھنچے کلک سے مد سینِ کشش کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸۴)

بجلی تھی کہ مسکن سے چمکتی ہوئی نکلی — کندن کی طرح صاف دمکتی ہوئی نکلی
ہر سو صفتِ شعلہ لپکتی ہوئی نکلی — آتش تھی کہ گلخن سے دہکتی ہوئی نکلی
کاٹھی کو جُدا یوں کیا اُس برق شیم سے
جس طرح کوئی کھینچ لے ریشے کو قلم سے

(۸۵)

حملہ کیا غازی نے صفِ اہلِ جفا پر — اُڑنے لگے سر اُن کے جو خود سر تھے ہوا پر
یوں جلد وہ آئی سپہِ اہلِ دغا پر — جانوں کا بھی لینا ہوا دشوار قضا پر
دم اِس کا لیا اُس کو سسکتا ہوا چھوڑا
بسمل کی طرح سب کو پھڑکتا ہوا چھوڑا

(۸۶)

اُٹھ کر صفتِ برقِ شرربار گری وہ — مستانہ اداؤں پہ بھی ہشیار گری وہ
اس پار کبھی فوج کے اُس پار گری وہ — سو بار اُٹھی دم میں تو سو بار گری وہ
یوں چار طرف قہر سے پھرنا نہیں آتا
بجلی کو بھی اس ڈھنگ سے گرنا نہیں آتا

(۸۷)

حیرت ہے کہ کس طرح برش اس کی بیاں ہو — تیزی کا کریں ذکر جب ایسی ہی زباں ہو
یہ وہ مہِ نو ہے کہ اگر جلوہ کُناں ہو — آہن کی بھی چادر ہو تو مانندِ کتاں ہو
رشتے ہوسوں کے دلِ بسمل میں کٹے ہیں
کیا کاٹ یہ کم ہے کہ عدو دل میں کٹے ہیں

(۸۸)

آئی جو سرِ فرق تو سر کاٹ کے پلٹی — سینے میں جو بیٹھی تو جگر کاٹ کے پلٹی
پہلو سے جو لپٹی تو کمر کاٹ کے پلٹی — ناگن کی طرح زہر اثر کاٹ کے پلٹی
جز خونِ عدو کچھ اسے بھاتا ہی نہیں ہے
بے کاٹے پلٹنا اسے آتا ہی نہیں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۹)

شمشیر یہ ہے تیغ ید اللہ کی ہمدم
کچھ گھٹ کے ہے تیزی میں نہ کس بل میں ذرا کم
کہتی ہے تڑپ کر بھی وہ برق مجسّم
اظہارِ برش کے نہیں اسباب فراہم
بازو کے پکڑنے کو سرافیل نہیں ہیں
کیا کاٹ دکھاؤں پرِ جبریل نہیں ہیں

(۹۰)

انداز عیاں اس سے ہیں معشوق کے سارے
چشمک وہ فدا جس پہ حسینوں کے اشارے
دل جس سے چھنیں قبضے پہ الماس وہ پیارے
کیا پوچھنا اس کا جسے خود حُسن سنوارے
عاشق جو ہیں مشتاق ہیں وہ جلوہ گری کے
نابیں ہیں کہ چھوٹے ہوئے گیسو ہیں پری کے

(۹۱)

اس تیغِ سرافراز پہ پیار آئے نہ کیونکر
ڈوبی ہوئی ہے حُسن کے دریا میں سراسر
شفاف چمکتا ہوا آئینہ سا پیکر
یہ حور کی اُلجھی ہوئی زلفیں ہیں کہ جوہر
ہے فرق اگر کچھ تو بقدرِ سرِ مو ہے
ان کے لیے روغن کی جگہ خونِ عدو ہے

(۹۲)

پیہم سرِ کفارِ عرب کاٹ رہی ہے
کس ذوق سے گر گر کے لہو چاٹ رہی ہے
خوں کی تو ہمیشہ سے اسے چاٹ رہی ہے
کشتوں سے بیابانِ وغا پاٹ رہی ہے
بڑھتی ہے خبر لینے کو جب فوج لعیں کی
رُک جاتی ہے کم دیکھ کے وسعت کو زمیں کی

(۹۳)

اللہ ری وغائے خلفِ حیدرِ صفدر
جن و ملک و انس سبھی ڈر سے ہیں مضطر
جس وقت پیادوں کی صفیں ہوتی ہیں بے سر
گرتا ہے کئی ہاتھ لہو اُڑ کے زمیں پر
دیتے ہیں فرشتے یہ صدا چرخِ بریں سے
اونچا قدِ آدم ہے لہو آج زمیں سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹۴

فرزند ید اللہ دکھاتا ہے جو قوت — جو پیل دماں ہیں انھیں ہاتھ آتی ہے ذلت
شمشیر کو پٹ کر کے لگاتے ہیں جو ضربت — آجاتا ہے سینے میں سرِ اہلِ شقاوت
پڑ جاتا ہے لرزہ جسدِ دشمنِ دیں میں
دھنس جاتا ہے رہوار بھی تا صدر زمیں میں

۹۵

دکھلائی اگر ہاتھ کی سُبکی و صفائی — شمشیر اس انداز سے غازی نے لگائی
مجروح پہ ثابت نہ ہوا یہ کہ کب آئی — واں ہو گئی کب کی جسد و جاں میں جُدائی
دم بانیِ بدعت کا نئی قسم سے نکلا
اللہ ری صفائی کہ نہ خوں جسم سے نکلا

۹۶

یہ ڈھنگ شجاعوں کو ہیں مرعوب وغا کے — کہلاتے ہیں یہ طرزیہ اسلوب وغا کے
اب نام سے بھاگیں گے یہ مرعوب وغا کے — دکھلائے بہادر نے ہنر خوب وغا کے
وہ نخوت و پندار کا عالم نہیں باقی
اب لشکرِ اظلم میں ذرا دم نہیں باقی

۹۷

کچھ تھم کے جو حملہ کیا پھر ضیغمِ نر نے — دکھلا دیا رُخ اپنا ہنر ہمت کے اثر نے
نامرد لگے اور ہی کچھ مشورے کرنے — کہنے لگے آپس میں کہ کیوں آئے تھے مرنے
میدان میں جانے کی قسم آج سے کھا لو
عزت تو گئی بھاگ کے جانیں ہی بچا لو

۹۸

حملے کئے غازی نے یونہی اور جو دو چار — میدان سے لشکر کے قدم اُٹھ گئے یکبار
بھاگے جو پیادوں کو کچلتے ہوئے اسوار — مقتل میں ہوئے زخمیوں کے اور بھی انبار
مجبور ہیں سب امن کا گوشہ نہیں ملتا
لاشوں کے ہیں یہ ڈھیر کہ رستہ نہیں ملتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹۹)

سنتا نہیں کوئی بھی کچھ ایسا ہے بپا شور
دم تو مجھے لینے دو یہ کرتی ہے قضا شور
ہنگامہ زمیں پر ہے تو گردوں پہ جدا شور
کچھ شورِ قیامت سے بھی برپا ہے سوا شور
ہیں زیست سے عاجز وہ الم پاتے ہیں زندے
کیا حشر ہے مُردوں میں چھپے جاتے ہیں زندے

(۱۰۰)

دیکھی جو یہ برہمی لشکرِ کفار
عباسِ علمدار نے بس روک لی تلوار
لشکر کی طرف دیکھ کے نعرہ کیا یکبار
کس گوشے میں مخفی ہے ابنِ سعدِ ستمگار
تدبیرِ دغا آکے بتاتا نہیں ظالم
بگڑی ہے لڑائی تو بناتا نہیں ظالم

(۱۰۱)

کہہ دو نہ چھپے بانیِ شر سامنے آئے
ہاں باندھ کے شمشیر و سپر سامنے آئے
دکھلائے لڑائی کے ہنر سامنے آئے
رکھتا ہے اگر کچھ بھی جگر سامنے آئے
پائے گا مزا زخم کوئی کھا کے تو دیکھے
اچھا نہ لڑے جنگ کی سیر آکے تو دیکھے

(۱۰۲)

بے فائدہ اچھی نہیں یہ جنگ میں تاخیر
بیتاب ہے چلنے کے لئے پھر مری شمشیر
کی خوب دغا پیشہ نے بچ جانے کی تدبیر
ہے مرد مگر صورتِ زن چھپ گیا بے پیر
خلعت اسے دے گا وہ دوبارا جو سُنے گا
خوش ہوگا یزیدِ ستم آرا جو سُنے گا

(۱۰۳)

نامرد کو لینی تھی نہ سالاریِ لشکر
کٹتا نہیں غیرت سے ذرا دل میں بداختر
نہ بھاگنے میں باک نہ چھپنے میں ذرا ڈر
فوج ایسی نہ دیکھی تھی نہ اس طرح کا افسر
غیرت نہ ذرا آئی دغا کار پہ تف ہے
اس فوج پہ نفرین ہے سالار پہ تف ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۰۴

کہنے لگا پھر بڑھ کے ہزبرِ شہِ والا — دریا پہ چلا میں کوئی ہے روکنے والا
تھا زلزلہ ضرغام کی ہیبت نے جو ڈالا — اتنوں میں قدم ایک نے صف سے نہ نکالا
کی آنکھ بھی اونچی نہ کسی اہلِ حسد نے
میدان سے لی راہ ترائی کی اسد نے

۱۰۵

پہنچے سرِ ساحل جو علمؑدارِ دلاور — دریا میں ٹہلنے لگے گھوڑے سے اُتر کر
یہ دھیان جو آیا کہ ہیں پیاسے شہِ صفدر — دم رُک گیا اک چوٹ لگی قلبِ حزیں پر
بہہ بہہ کے رُخِ پاک پہ آنے لگے آنسو
یاد آئی سکینہؑ تو بہانے لگے آنسو

۱۰۶

نزدیک جو آیا پسرِ ساقیِ کوثر — دریا بھی بڑھا موجیں بھی ہونے لگیں مضطر
ساحل نے یہ کی عرض کہ فرمائیے لب تر — گرداب چلے ہاتھوں پہ رکھے ہوئے ساغر
گو پیاس بہت تھی پہ نہ رغبت سے نظر کی
پانی پہ جو کی بھی تو کراہت سے نظر کی

۱۰۷

ہر چند کہ تھا پانی کو چھونا نہ گوارا — لیکن تھا بہشتی کو بغیر اس کے نہ چارا
تلوار رکھی دوش سے مشکیزہ اُتارا — سینے میں بھڑک کر یہ کیا دل نے اشارا
فریاد کہ اب پیاس کی شدت سے جلا میں
رکھ لیجیے ذرا ہاتھ کہ پانی میں جلا میں

۱۰۸

کیا صبر تھا قربانِ علمؑدار وفادار — مشکیزے کو پُر کرکے پھرے نہر سے ناچار
کہنے لگے پھر دل کی طرف دیکھ کے اک بار — ہے شوق میں پانی کے پھڑکنا ترا بیکار
اس وقت خوشی میں تری ہرگز نہ کروں گا
شبیرؑ کا خادم ہوں تو پیاسا ہی مروں گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

منصف تو ہی اس امر میں ہوا ہے دل بیتاب
آقا تو نہ پانی پئے اور عبد ہو سیراب
(۱۰۹)
تڑپا کریں معصوم وہاں صورتِ سیماب
بے اُن کو پلائے ہوئے پی لوں میں یہاں آب

کیا ہو گا اگر اور تعب پیاس سے ہو گا
یہ امر تو زنہار نہ عباسؑ سے ہو گا

کہتے ہوئے یہ نہر سے باہر نکل آئے
فوجوں کے اُدھر سامنے سے دَل پہ دَل آئے
(۱۱۰)
بے رحم سب آمادۂ جنگ وجدل آئے
تیز آئے تو جانا کہ پیامِ اجل آئے

تیروں کو گذرتے ہوئے جب پاس سے دیکھا
مظلوم نے ایک ایک کا منہ یاس سے دیکھا

حَربے لئے ہاتھوں میں قریب آئے جو اشرار
جلدی سے لیے مشک ہوئے گھوڑے پہ اسوار
(۱۱۱)
فرمایا نظر کر کے سوئے مجمعِ کفّار
دو راہ جو ہو خیر کے عقبیٰ ہیں طلبگار

پائیں گے نہ پانی تو نہ معصوم جئیں گے
کھاتا ہوں قسم اس کی کہ حضرت نہ پئیں گے

ہے تم کو فقط قتل ہی منظور مرا اگر
کچھ عذر نہیں رکھ دو ابھی تیغ گلے پر
(۱۱۲)
اندیشہ اگر یہ ہے کہ پی لے گا یہ مضطر
پہنچا دو ہمیں مشک درِ خیمہ پہ جا کر

لاؤں گا کوئی عذر زباں پر نہ کسی سے
دے دوں گا اس احساں کے عوض جان خوشی سے

گمراہوں نے اس پر بھی جو صفدر کو نہ دی راہ
مجبور ہوا جان و دلِ سیّدِ ذیجاہ
(۱۱۳)
لی تیغ کیا حملہ ہٹے خوف سے روباہ
کی جنگ وہ غازی نے کہ العظمۃ للّٰہ

ہیبت سے تلاطم ہوا پھر فوجِ ستم میں
دریا کے قریں لاشوں کے پل بندھ گئے دم میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس دھوپ میں پیہم جو لڑے ہیں کئی ساعت
کچھ حد سے سوا ہو گئی ہے پیاس کی شدّت
۱۱۴
چالاکی ہے پہلی سی نہ اس طرح کی قوّت
ہے ضعف اب ایسا کہ ہے غش آنے کی نوبت

ہلا ستم ایجادوں نے پھر مل کے کیا ہے
روباہوں نے اس شیر کو پھر گھیر لیا ہے

چلتے نہیں ہاتھ اب انہیں کس طرح ہٹائیں
کیا جنگ کریں دل میں جو طاقت ہی نہ پائیں
۱۱۵
حائل ہیں شقی بیچ میں کیونکر ادھر آئیں
ممکن نہیں اتنا بھی کہ حضرت کو بلائیں

ناموس کے خیمے سے بہت دور ہیں عبّاسؑ
پانی تو ہے پہنچانے سے مجبور ہیں عباسؑ

جلّادوں نے اس حال میں غازی کو جو پایا
ہاں مار لو اب شیر کو یہ شور مچایا!
۱۱۶
تیغا کسی ظالم نے جو شانے پہ لگایا
غش ہو گیا صدمے سے ید اللہ کا جایا

بس رہ گیا تھرّا کے جری خانۂ زیں پر
ہیہات گرا دستِ یمیں کٹ کے زمیں پر

ہوش آیا تو جھک کر اسے تکنے لگا صفدر
ہاں پھر وہی افتاد ہوئی دوشِ جری پر
۱۱۷
یہ ہاتھ بھی شانے سے کٹا وائے مقدر
بے دست ہوا بازوئے فرزندِ پیمبرؐ

کیوں آب نہ ہو جائے کہ زہرہ ہے بشر کا
پانی کی طرح بہہ گیا خوں قلب و جگر کا

گھوڑے پہ جو تھمنا ہوا پھر شیر کو دشوار
رہتی پہ مع مشک و نشاں گر پڑا اجرار
۱۱۸
دینے لگے رو کر یہ صدا حیدرِؑ کرّار
شبیرؑ گرا گھوڑے سے عباسؑ علمدار

شانوں سے قلم ہاتھ ہیں بھائی کی خبر لو
بابا ہو فدا اپنے فدائی کی خبر لو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۱۹)

جس وقت صدا کان میں حیدر کی یہ آئی
بس گر کے پچھاڑ اک شہِ مظلوم نے کھائی
رو کر کہا اکبرؑ سے کہ مارے گئے بھائی
افسوس مرا شیرِ جواں میرا فدائی
قسمت میں ہے تو دیکھ لیں دیدار ہی جا کے
بیٹا ہمیں اب لے چلو لاشے پہ چچا کے

(۱۲۰)

بیتابی میں بکھرے ہوئے فرزند کا شانہ
بس جانبِ دریا ہوئے شبیرؑ روانہ
تھا قلبِ حزیں تیرِ الم کا جو نشانہ
تیرہ تھا نظر میں شہِ بیکس کی زمانہ
طاری تھا عجب رنج شہِ جن و بشر پر
تھا قلب پہ اک ہاتھ تو اک ہاتھ جگر پر

(۱۲۱)

پہنچے جو تڑپتے ہوئے یوں لاش پہ حضرت
دیکھا کہ علمدار ہوئے راہیِ جنت
سر پیٹ کے چلائے یہ با صد غم و حسرت
افسوس کہ آئی نہ ملاقات کی نوبت
منجدھار میں کشتی کو مری چھوڑ گئے تم
عباسؑ! برادر کی کمر توڑ گئے تم

(۱۲۲)

عارفؔ جگر اس غم سے ہوا جاتا ہے پانی
یاد آتی ہے عباسؑ دلاور کی جوانی
کہتے ہیں اسے شاعری و مرثیہ خوانی
دیکھی ترے دریائے طبیعت کی روانی
سچ ہے کہ عجب گوہرِ خوش آب نکالے
اِس بحر سے تُو نے دُرِ نایاب نکالے

••••

Presented By: https://jafrilibrary.com

بینک کے چیک پر فائز کے دستخط کا عکس

دستخط جناب فائز صاحب

دی یو، پی یونین بنک لمیٹڈ لکھنو

نمبر

نام ... سید محمد حسین جابر

تعداد ...

حساب ...

تاریخ ...

دستخط
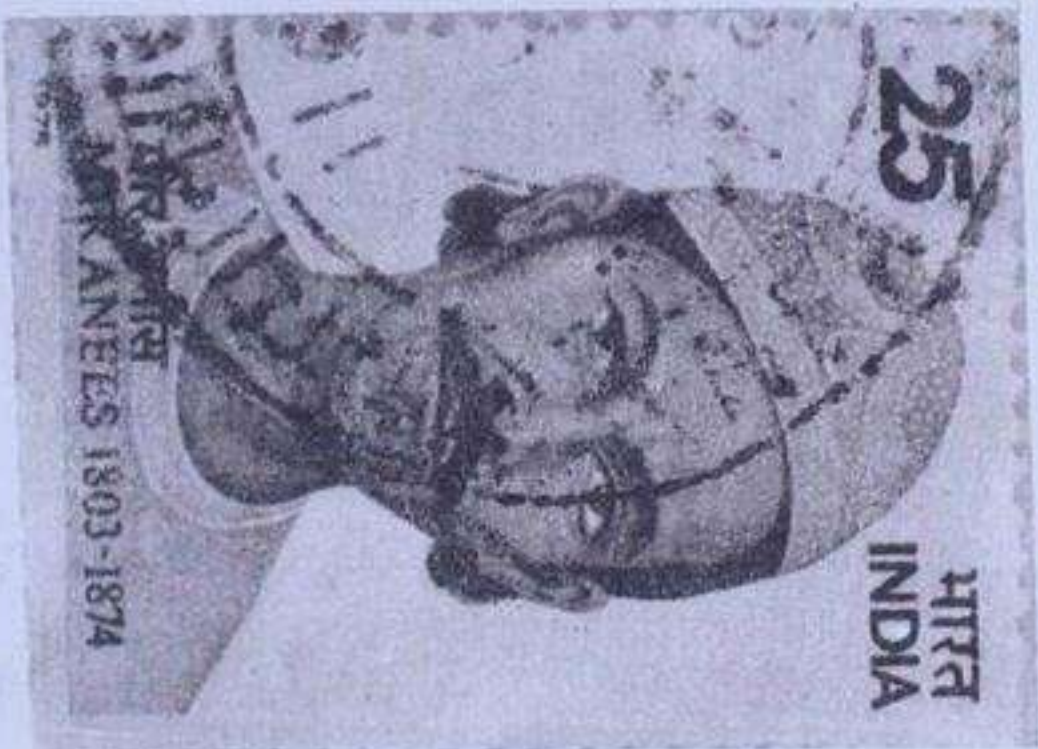
میر انیس یادگاری ٹکٹ بھارت حکومت نے چھاپا تھا

Presented By: https://jafrilibrary.com

شبیرؑ کی مداحی میں ساتویں پُشت

میر فائز لکھنوی

(للّن صاحب)

میر انیسؔ کے پروتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : سیّد محمد حسن

تخلص : فائز (حسن)

عرفیت :- لڈّن صاحب

والد : دولھا صاحب عروج

ولادت : ۱۸۸۵ء / ۱۳۰۳ھ لکھنؤ

اولاد : لاولد

اہلیہ : گوہر بیگم

وفات : ۱۴ رمضان ۱۳۶۶ھ / یکم اگست ۱۹۳۶ء جمعہ

حیات : ۶۳ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب : ۱۴ مرثیے، سلام، رباعیات وغیرہ
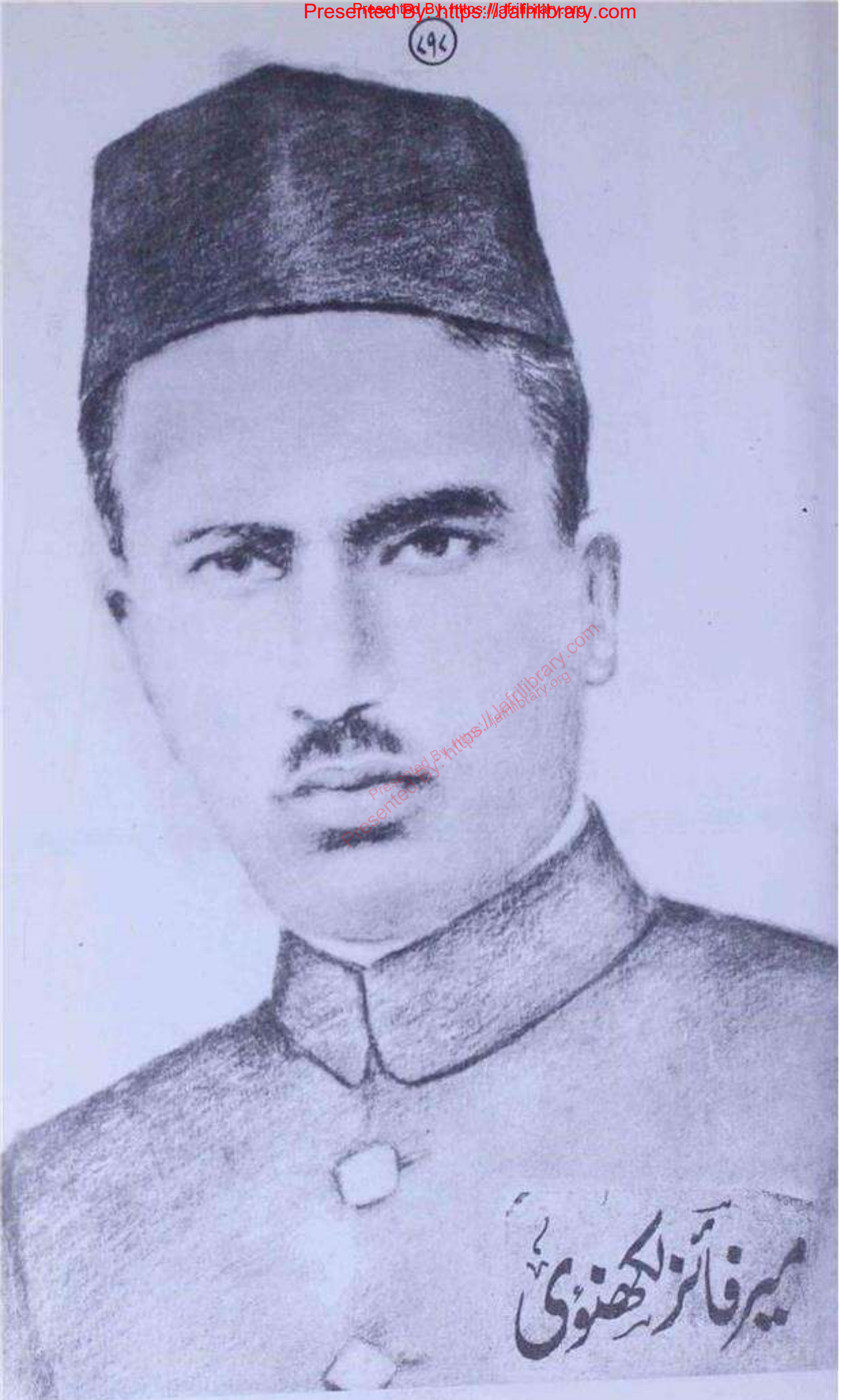
Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت سید الشہداء علیہ آلاف التحیۃ والثناء

مجلس چہلم

بتاریخ ۸ ستمبر ۱۹۴۶ء روز یکشنبہ وقت ۱۰ بجے دن

حسینیہ جناب ناظم صاحب مرحوم میں جناب عم معظم

فخر الشعرا جناب سید محمد حسن صاحب فائز طاب ثراہ

کے چہلم کی مجلس منعقد ہوگی، تمام مومنین کرام سے

استدعا ہے کہ شرکت فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ والسلام

سوگوار

سید محمد ہادی لائق

نظامی پریس لکھنؤ

فخر الشعرا جناب سید محمد حسن صاحب فائز طاب ثراہ

اجن صاحب فائز کی مجلس چہلم کا رقعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

لڈن صاحب فائز کا عکسِ تحریر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فائز کے حالاتِ زندگی

محمد حسن نام، فائز تخلص، عرفیت لڈّن صاحب، میر انیس کے پرپوتے اور دولھا صاحب عروج کے اکلوتے بیٹے تھے۔

۱۸۸۵ء مطابق ۱۳۰۳ھ میں بمقام لکھنؤ ولادت ہوئی، اپنے والد دولھا صاحب، عروج کے شاگرد تھے۔ شاعری کی ابتدا غزل گوئی سے ہوئی، اور حسن تخلص اختیار کیا بعد میں فائز تخلص سے مقبول و معروف ہوئے۔ اہلِ لکھنؤ نے آپ کو "فخر الشعراء" کا خطاب دیا۔

لڈّن صاحب فائز اپنے دادا میر نفیس کی بیش خواتی اکثر فرماتے تھے اور انھوں نے ان کی تعلیم و تربیت میں کافی توجہ دی۔ میر نفیس نے ۱۹۰۱ء میں انتقال کیا، اُس وقت فائز کی عمر تقریباً ۱۶ برس کی تھی، اور ان کے والد عروج نے ۱۹۳۱ء میں وفات پائی، اُس وقت فائز "۴۶" برس کے تھے۔ اس تاریخی تجزیہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ دادا میر نفیس اور والد عروج کے بعد اُن کے فیضِ صحبت سے وہ فنِ شاعری میں کامل ہو چکے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لڈّن صاحب فائزؔ تنفّس کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے اس کے باوجود مرثیے پڑھتے رہے۔ دِلآرام کی بارہ دری میں ۲۵ رجب کی یادگار سالانہ مجلس میں وہ ہر سال نو تصنیف مرثیہ پڑھتے تھے جو میر انیسؔ کے پڑھنے کی مجلس تھی۔ ریاست محمود آباد بھی مرثیے پڑھنے جاتے تھے۔ راجہ صاحب محمود آباد آپ کی بہت عزّت اور قدر فرماتے تھے۔ اسمٰعیل منزل پٹنہ سٹی میں بھی سالانہ مجالس پڑھتے تھے۔

لڈّن صاحب فائزؔ نے ۶۳ سال کی عمر میں یکم اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۴ رمضان ۱۳۶۶ھ بروز جمعہ لاولد رہ کر وفات پائی۔ مقبرہ میر انیسؔ میں تدفین ہوئی۔

سید محمد ہادی لائقؔ مرحوم کی جانب سے انتقال کے ۳۹ دن بعد حسینیہ ناظم صاحب میں ۸ ستمبر ۱۹۴۶ء روز یکشنبہ (اتوار) بوقت دس بجے دن مجلسِ چہلم برپا ہوئی، کثیر تعداد میں معززینِ شہر اور اہلِ شعر و ادب نے مجلس میں شرکت کی۔

لڈّن صاحب فائزؔ کی پہلی شادی گوہر بیگم سے ہوئی تھی جو سید مہدی حسن احسنؔ لکھنوی (مؤلف واقعاتِ انیسؔ) کی صاحبزادی تھیں، وہ زیادہ دن حیات نہ رہ سکیں، نوجوانی میں وفات پائی، اور مقبرہ میر انیسؔ میں تدفین ہوئی۔ فائزؔ کی دوسری شادی گھنٹی والے مکان گولہ گنج کی ایک خاتون سے ہوئی تھی جو فائزؔ کے انتقال کے بعد عرصے تک حیات رہیں، راقم الحروف نے انکو دیکھا ہے۔ فائزؔ کی کسی بیوی سے اولاد نہ ہوئی اور وہ لاولد رہے۔ خاندانِ انیسؔ کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم ہو گیا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ڈاکٹر صفدر حسین نے مکانِ میر انیس پر فائز سے ملاقات کی تھی وہ ان کی سیرت اور وضع قطع کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

"دُبلے پتلے آدمی اُس پر دمہ کے مریض! صحت اچھی نہ تھی۔ گھر پر تو سادے لباس ہی میں تھے لیکن جب کبھی مَیں نے باہر دیکھا تو سیاہ شیروانی' اور سیاہ رام پوری ٹوپی میں نظر آئے........ وہ پہلی ملاقات ہی میں مجھ سے ایسی شفقت سے پیش آئے تھے کہ محسوس ہوا تھا جیسے مَیں اپنے کسی بزرگِ خاندان سے مل رہا ہوں۔ مجھے آج بھی ان کے حُسنِ سلوک، وسعتِ اخلاق اور شفقت و محبّت کی مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔ کیا دلکش اندازِ تخاطب تھا۔ ان دو تین ملاقاتوں میں جو لکھنؤ میں اُن کے دولت خانے پر اُن سے ہوئیں۔ انھوں نے مجھ سے کوئی چیز دریغ نہیں کی۔ سب سے پہلے تو اپنے کلام کا بستہ کھول کر سامنے رکھ دیا کہ آپ جو مرثیہ پسند کریں لے لیجئے۔ مَیں نے دو مرثیے اپنے لئے پسند کئے جنھیں اپنے ساتھ لاکر نقل تیار کر لی تھی اور اصل مرثیے آیندہ ملاقات میں انھیں واپس کر دیئے تھے۔ اُن مرثیوں کے مطلعے یہ تھے":-

(۱) ایماں کی بقاء مدحتِ شاہِ شہدا ہے۔ (۷۴ بند) در حال حضرت امام حسینؑ

(۲) غُل ہے دریا پہ کہ سقّائے حرم آتا ہے۔ (۹۰ بند) " " عباسؑ

ڈاکٹر صفدر حسین مزید لکھتے ہیں کہ :-

" فائز صاحب کے متعلق یہ عام طور پر مشہور تھا کہ یہ اپنے والد سے بہتر شاعر اور مرثیہ نگار ہیں........ وہ ۲۵ رجب کو بحیثیت یادگار، و جانشینِ میر انیسؔ دِلآرام کی بارہ دری میں مرزا محمد رفیع طاہر نبیرۂ مرزا دبیر کے مقابلہ میں نو تصنیف مرثیہ کی مجلس پڑھتے تھے اور اپنے ضعفِ صحت کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

باوجود خوب پڑھتے تھے .... غالباً مارچ ۱۹۴۴ء کی بات ہی کہ فائز صاحب میرٹھ میں سالانہ مجالس کے موقع پر مدعو کئے گئے تھے۔ میں اس زمانے میں میرٹھ کے ایک محلہ موسوم بہ "رونق پورہ" میں رہتا تھا .... میرٹھ کے قیام میں انھوں نے ایک رات میرے غریب خانے پر کھانا قبول فرمایا۔ پانچ چھ سال کا ایک چھوٹا سا بچّہ اُن کے ساتھ تھا۔ فائز صاحب خود لاولد تھے۔ شاید یہ بچّہ اُن کا مُتبنّیٰ تھا۔"

(رزم نگارانِ کربلا ص۴۲۳ تا ص۴۲۵)

کلّن صاحب فائز کے تیرہ ۱۳ مرثیے سیّد یدلکھنوی مرحوم کے پاس تھے۔ یہ مرثیے اب اُن کے بھانجے سبطِ محمّد نقوی کے پاس مشک گنج لکھنؤ میں موجود ہیں اور غیر مطبوعہ ہیں۔ ان تمام مرثیوں کے مَطلعے درج ذیل ہیں :-

مَطلع	تعداد بند	در حال
۱۔ آمدِ سبطِ رسُولِ دوسرا ہے رَن میں۔	(۳۶)	حضرت امام حسینؑ
۲۔ اَے نطق زباں ذکرِ لبِ تشنہ دَہاں کر۔	(۱۰۴)	" "
۳۔ آمد ہے دَشتِ کیں میں حسینی سپاہ کی۔	(۱۱۶)	" حشر
۴۔ اَے زباں ناظمِ اقلیمِ فصاحت پھر ہو۔	(۱۰۴)	" امام حسینؑ
۵۔ ایماں کی بقاء مدحتِ شاہِ شہدا ہے۔	(۷۴)	" "
۶۔ جب ہُوا چرخ پہ ظاہر خطِ تنویرِ سَحَر۔	(۱۴۹)	" "
۷۔ جب عیاں چرخ بریں پر ہوئے آثارِ سَحَر۔	(۱۱۰)	" "
۸۔ جب طے کئے مَراحِل نورِ آفتاب نے۔	(۹۳)	" "
۹۔ راکبِ دوشِ پیمبر کی ہے آمد رَن میں۔	(۱۷۴)	" "

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(بقیہ)

مطلع	تعداد بند	در حال
۱۰۔ غل ہے دریا پہ کہ سقائے حرم آتا ہے۔	(۹۰)	حضرت عباسؑ
۱۱۔ میں عندلیبِ گلشنِ نظمِ نفیس ہوں۔	(۱۸۰)	" حرؑ
۱۲۔ مدحتِ سرورِ عالم سے سرافرازہوں میں۔	(۷۸)	" عباسؑ
۱۳۔ میں بلبلِ حدیقۂ نظمِ نفیس ہوں۔	(۱۳۱)	" حرؑ
۱۴۔ باغِ سخن میں آمدِ فصلِ بہار ہے۔	۰	نسخۂ علی احمد دانش سے

میر انیسؔ، میر نفیسؔ، دولھا صاحب عروجؔ اور للّٰن صاحب فائزؔ۔ دادا سے پروتے تک مرثیہ گوئی کی یہ چوتھی پشت تھی۔ میر انیسؔ نے مرثیے کو جس کمال پر پہنچا دیا تھا اس سے آگے اس فن کو پہنچانا بہت مشکل تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر بڑھایا نہیں تو فن کو گھٹایا بھی نہیں۔ بلکہ عہد بہ عہد کچھ اضافے بھی ہوتے رہے ہے جو تاریخ مرثیہ گوئی کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے نہایت سود مند ثابت ہوئے۔

فائزؔ کے مرثیوں کا انداز روائیتی ہے۔ ان میں کوئی نیا رنگ نہیں، لیکن مرثیوں کے مطالعے سے ہم کو یہ علم ضرور ہو جاتا ہے کہ اُس عہد میں مرثیہ نگار رثے کے فن کو تاریخ، حدیث اور تفسیر کی روشنی میں پرکھنے کی روایت چل پڑی تھی۔ میر انیسؔ کے بعد لکھنؤ میں فنِ خطابت کا ارتقاء ہُوا ہو سکتا ہے یہ وجہ ہو اِسلئے کہ مرثیوں پر فنِ خطابت کے اثرات بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔

لکھنؤ میں منقبت اور قصیدوں کی محفلوں کا انعقاد بھی ادبی معاشرہ کا ایک اہم حصّہ تھا۔ قصیدہ نگاری کے اثرات مرثیوں پر اس طرح مرتّب ہوئے کہ "ساقی نامہ" میں مدحت و فضائل کے گوشے نکال کر دادِ تحسین حاصل کرنے کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک نیا رُخ مرثیہ نگاروں کو مل گیا۔

فائزؔ کے مرثیوں کو ہم جب اِس تجزیہ کی روشنی میں پڑھتے ہیں تو ہم کو بہت سے اضافے نظر آتے ہیں۔ فائزؔ کے ایک مرثیے کے چہرے میں "نعتِ رسولؐ" کو عنوان قرار دیا گیا ہے ؎

مدحتِ سرورِ عالم سے سرافراز ہوں میں ۔۔۔ ہوں غلام آپکا شاہوں سے بھی ممتاز ہوں میں
کس لئے چشمِ جہاں میں نظر انداز ہوں میں ۔۔۔ دِل سے خاکِ قدمِ صاحبِ اعجاز ہوں میں
جُبّہ سائی نے مری اور بھی عزت دی ہے
مجھکو خود صاحبِ معراج نے رفعت دی ہے

مدحِ رسولِ دوسرا کے بعد گریز کا انداز یہ ہے ؎

کس زباں سے ہو بیاں وصفِ رسولِ دوسرا ۔۔۔ بس یہ تھا مختصراً تذکرہ مدح و ثنا
اب سنیں مدحتِ ہمشکلِ نبیؐ اہلِ وِلا ۔۔۔ یعنی فرزندِ حسینؑ ابنِ علیؑ شاہِ ہُدا
بخدا نورِ رسولِؐ دوسرا کو دیکھا
دیکھا کیا آپ کو محبوبِؐ خدا کو دیکھا

ہمہ تن نور کی تصویر ہے یہ گُل اندام ۔۔۔ ہے وہی حسنِ رسولِ عربیؐ عرش مقام
انکے اعزاز و مراتب میں بھلا کیا ہو کلام ۔۔۔ یہ وہ ہیں جنکے اب و جد ہیں نبیؐ اور امام
رُعب و اِجلال بھی ہے شان وجاہت بھی ہے
جلوۂ نورِ امامت بھی رسالت بھی ہے

بھائی ہیں انکے امام ابنِ شہؑ کرب و بلا ۔۔۔ مادرِ محترمہ اِن کی ہیں اُمِّ لیلیٰ
ہیں چچا ان کے امام حسنؑ سبز قبا ۔۔۔ فاطمہؑ دادی ہیں، صدیقہ جنابِ زہرا
قوّت و زور میں جوں حیدرِ صفدر بھی ہیں
ماسوا اِس کے یہ ہمشکلِ پیمبرؐ بھی ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

فائزؔ کے اس مرثیے کا انداز تاریخی اور تحقیقی ہے۔ شہدائے کربلا کے سوانحی خاکے پیش کرنے کا رجحان بھی نظر آتا ہے۔ میر انیسؔ، میر نفیسؔ اور عروجؔ تک امام حسینؑ کی صرف ایک زوجہ محترمہ جناب شہر بانوؑ کا تذکرہ ملتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے جبکہ وہ کربلا میں موجود نہیں تھیں بلکہ آپ کی دوسری زوجہ حضرت اُمّ لیلیٰؑ جو مادر حضرت علی اکبرؑ ہیں، اور تیسری زوجہ جناب ربابؑ جو حضرت علی اصغرؑ کی والدہ ہیں۔ یہ دونوں کربلا میں موجود تھیں۔ فائزؔ نے خاندانِ انیسؔ کی روایت سے انحراف کرتے ہوئے تاریخی حقیقت کے پیشِ نظر حضرت اُمّ لیلیٰ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بند یہ بھی واضح کرتا ہے کہ مدحت کا انداز خطیبانہ ہے۔

ساقی ناموں میں قصیدہ نگاری کا رنگ جھلکتا ہے ؎

جسکو خالق نے کیا طاہر و اطہر وہ شراب — جس سے سرشار تھے سلمانؓ و ابوذرؓ وہ شراب
دُرد کش جسکے ہمیشہ رہے قنبرؓ وہ شراب — حق کے محبوبؐ نے جو پی سرِ منبر وہ شراب
تراتدن جو کہ چھلکتی رہی پیمانے میں
شبِ معراج جو پی عرش کے میخانے میں

منظر نگاری

فائزؔ کے مرثیوں میں صبح کے مناظر میں بہار یہ انداز قابل دید ہے۔ اس عہد کی غزل گوئی کے اثرات بھی نمایاں نظر آتے ہیں ؎

ہو گئی صبح مٹی رونقِ کاشانۂ شب — شمع سے دور ہوئی صحبتِ پروانۂ شب
دھو گیا نور کے دریا سے سیہ خانۂ شب — بادۂ صبح نے چھلکا دیا پیمانۂ شب
تارے اُکتا گئے سب رات کے نظّارے سے
بجھ گئی شمعِ قمر نور کے فوّارے سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وہ سماں روح فزا اور وہ سامانِ بہار — ہے نیا رنگ گلستاں تو نئی شانِ بہار
کیوں نہ ہو بادِ صبا روح چمن جانِ بہار — آج گل زوروں پہ ہے آمدِ طوفانِ بہار
قوتِ نامیہ دیکھیں جو شجر پاتے ہیں
ایک گرتا ہے تو سو پھول نظر آتے ہیں

دِیدنی کیوں نہ ہو کس جوش پہ ہے فصلِ بہار — خنکی پھولوں کی طرح آنکھوں کو پہنچاتے ہیں خار
سبز شاخیں جو ہلاتی ہے نسیمِ گلزار — ٹپکی پڑتی ہے ہر اک خار سے سبزی ہر بار
پھول کی طرح دلوں میں انہیں جا دیتی ہیں
بلبلیں کانٹوں کو آنکھوں سے لگا لیتی ہیں

فائز کے مرثیوں میں منظر نگاری اور منظر ناموں کی مثالیں خاصی ہیں۔ صبح کے وقت آفتاب کے طلوع ہونے کا منظر، روشنی پھیلنے کا منظر، میدانِ جنگ میں کسی شجاع کی آمد کا منظر، فرات کے کنارے حضرت عباسؑ کی آمد کا منظر، یہ مختلف موضوعات اُن کے مرثیوں میں جابجا نظر آتے ہیں۔ جن کی ذیل میں مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

طلوعِ آفتاب

جب طے کئے مراحلِ نورِ آفتاب نے — رد کی شعاعِ مہر، زمیں کے حجاب نے
روئے فلک چھپا لیا شب کی نقاب نے — پائی ضیا قمر کے رخِ لاجواب نے
روشن ستارہ ہائے شبِ تار ہو گئے
جتنے خدا پرست تھے ہشیار ہو گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By https://Jafrilibrary.com

آثارِ صبح

جب عیاں چرخِ بریں پر ہوئے آثارِ سحر
کھل گئی آنکھ اُٹھے طالبِ دیدارِ سحر
خنکیِ صبح وہ، وہ نزہتِ گلزارِ سحر
اور پھر بڑھنے لگی گرمیِ بازارِ سحر
پردۂ نور کھنچا، کیلیِ شب جانے لگی
یوسفِ صبح کے آنے کی خبر آنے لگی

جب ہوا چرخ پہ ظاہر خطِ تنویرِ سحر
آنکھیں روشن ہوئیں دل ہو گئے تسخیرِ سحر
جلوہ گر لوح فلک پر ہوئی تحریرِ سحر
کھنچ گئی پردۂ تاریک پہ تصویرِ سحر
دورِ شب ختم ہوا چاند بھی شرمانے لگا
چہرۂ حورِ سحر صاف نظر آنے لگا

میدانِ جنگ میں حسینیؑ سپاہ کی آمد

آمد ہے دشتِ کیں میں حسینیؑ سپاہ کی
ہے کہکشاں بھی گردِ تجلّی سے راہ کی
آتی ہے دمبدم جو خبر فوجِ شاہؑ کی
ہے جان پر بنی ہوئی ہر رُوسیاہ کی
طاری جو خوف ہے تو بدن تھرتھراتے ہیں
غُل چار سُو بپا ہے کہ اب شیر آتے ہیں

امام حسینؑ کی آمد میدانِ جنگ میں

راکبِ دوشِ پیمبرؐ کی ہے آمد رَن میں
پسرِ فاتحِ خیبر کی ہے آمد رَن میں
تشنہ لب شیرِ غضنفر کی ہے آمد رَن میں
شق جگر ہیں شہِ صفدر کی ہے آمد رَن میں

Presented By https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بے لڑے خوف سے رُخ سب کے پھرے جاتے ہیں

پیل تن سے لرزہ بر اندام نظر آتے ہیں

حضرت عباسؑ کے پرچم کی شان و شکوہ

ہے مانند اس عَلَم کے تجلّی سے آفتاب — پرچم نہ کہئیے رحمتِ حق کا ہے یہ سحاب

دیکھیں جو اسکے حسن کو خضرِ فلک جناب — سمجھیں کہ میرے شوق میں پلٹا ہے پھر شباب

اَوج اس عَلَم کا کوئی جہاں نہیں نہ پا سکا

دامن تک اسکے دستِ زلیخا نہ جا سکا

ہے کیا جھلا جھلی عَلَم سر بلند پر — ہے خطِ اُستوا کے قریں مہر جلوہ گر

حامل ہے اسکا ساقیِ تسنیم کا پسر — سائے میں اسکے حشر کی گرمی سے ہے مفر

کب نورِ ماہ و مہر ہے اسکے جواب میں

کوثر بھرا ہے یہ قدحِ آفتاب میں

تلوار کی تعریف

اسطرف جا کے جھلک اپنی دِکھائی وہ گئی — سَیل وہ خون کے دریا کی بہائی وہ گئی

وہ دھواں اُٹھا تو وہ آگ لگائی وہ گئی — وہ اُٹھی بیٹھ کے وہ جھکی وہ آئی وہ گئی

وہ صفیں اُلٹیں وہ پھر لاشوں کا انبار کیا

پھر وہ پلٹی وہ پرا فوج کا مسمار کیا

شعلۂ نار ہے اعدا کے لئے تیغِ دو سر — جتنی ہوتی ہے بلند اُتنے ہی اُڑتے ہیں شرر

غیر ممکن ہے کہ چار آنکھ کریں باغیٔ شر — جل گیا برقِ درخشاں سے ہر اک تارِ نظر

مثلِ خفاش ہوئے خوف کے مارے دِن کو

جوہرِ تیغ نے دِکھلا دیئے تارے دِن کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

عظمتِ حضرتِ فضہؑ :-

پہنچے پردے کے قریں جبکہ سرِ عرش مقام دیکھا فضہؑ کو کھڑی رُو رہی تھی وہ نیک انجام
آ کے نزدیک یہ فرمانے لگے شاہِؐ اَنام تیرا شرمندۂ احساں ہے بہت تیرا امام

کیا کہیں تجھ سے کہ کیا دل میں تھا کیا دے نہ سکے
خدمتوں کا تری ہم کچھ بھی صلہ دے نہ سکے

گر کے قدموں پہ یہ بولی وہ غریبؑ ناچار اپنے شہزادے کے صدقے گئی میں سینہ فگار
ہو کے بیتاب یہ کہنے لگے شاہِؐ ابرار مجھ کو لازم ہے ادب تیرا بھی اے خوش کردار

کیا کوئی سمجھے کہ کیا مرتبہ ہاتھ آیا ہے
تو نے زہراؑ کی کنیزی کا شرف پایا ہے

سلام

شہؑ کے غم میں اشکِ خوں پیہم ٹپکتے جائیں گے چشم کے ساغر بھریں گے اور چھلکتے جائیں گے
سرد آہوں سے شگفتہ ہونگے داغِ دل کے پھول کھل اٹھیں گے جتنی ہوا اُتنے مہکتے جائیں گے
وصفِ باغِ فاطمہ زہراؑ میں ہوں میں نغمہ زن اور مرغانِ چمن اب تو چہکتے جائیں گے
رہبرِ دین و شریعت ہے مئے حُبِّ علیؑ جن کو یہ نشہ نہ ہوگا وہ بھٹکتے جائیں گے
جتنی بارش ہو گی اشکوں کی غمِ شبیرؑ میں نخلِ ماتم اُتنے ہی پیہم پھبکتے جائیں گے
کیوں نہ ہو گلشن، گلِ داغِ غمِ شہؑ سے لحد یہ وہ گُل ہیں جو خزاں میں بھی لہکتے جائیں گے
پھول میرے باغ کے لیتے ہیں تو لے لیں مگر اور بھی یہ گُل چھپانے سے مہکتے جائیں گے
شام کی بدلی میں گر ہیں اخترِ زہراؑ تو کیا جس قدر ظلمت بڑھے تارے چمکتے جائیں گے

جو نہیں ہوتے ہیں فائزؔ رہروِ طرزِ انیسؔ
عمر بھر رستہ بتائیں گے بھٹکتے جائیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

فائزؔ نے پہلا سلام اس وقت کہا تھا جب اُن کے دادا میر نفیسؔ حیات تھے اور اس وقت فائزؔ کا تخلص حسنؔ تھا:۔

سلام

سمجھ میں جس کی آئے وہ ہمارا مُدّعا سمجھے | خدائی جو کرے اُس کو خدا سے کیوں جدا سمجھے

بشر کوئی علیؑ کے رتبۂ اعلیٰ کو کیا سمجھے | خدا کے بعد اگر سمجھے تو محبوبِ خدا سمجھے

بہت بندے ہیں ایسے بھی جو حیدرؑ کو خدا سمجھے | مگر ہم کشتیٔ دینِ نبیؐ کا ناخدا سمجھے

خدا معلوم کیا کہتے بہک جاتے نہ گر اتنا | قصورِ فہم پر اُن کو نصیری جب خدا سمجھے

خدا سے جس نے جو مانگا علیؑ کے ہاتھ سے پایا | بتاؤ منکرو اب معنیٔ دستِ خدا سمجھے

بشر کیسے ملک عاجز ہیں وصفِ ذاتِ حیدرؑ میں | (ف) سمجھ میں کچھ نہیں آتا کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

علیؑ نے حکمِ خالق سے بشر ہو کر خدائی کی | خدا اُن کو اسی سے بعض مخلوقِ خدا سمجھے

کبھی کہتے ہیں شانِ ربّ کبھی کہتے ہیں دستِ حق | کبھی نورِ خدا سمجھے کبھی شمعِ ہُدا سمجھے

خدا کہنے لگا کوئی علیؑ کو اور کوئی بندہ | رہے خاموش جو اب تک خدا جانے وہ کیا سمجھے

غمِ شبیرؑ میں نالوں نے گردوں کو ہلایا ہے | غضب ہے گر مِری آہِ رسا کو نارسا سمجھے

سوالِ آب پر تیر اصغرؑ معصوم کو مارا | نہ ظالم اس خطائے فاش کو اپنی خطا سمجھے

ہزار افسوس باندھے جائیں اُن کے ہاتھ رسّی سے | دمِ مشکل جنہیں سارا جہاں مشکل کُشا سمجھے

کوئی نسخہ نہ پایا ہم نے بہتر خاکساری سے
حسنؔ ہم تو اسی کو اپنے حق میں کیمیا سمجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فائز لکھنوی اور میر انیس کی شاعری

۲۵ رجب کی سالانہ اور تاریخی مجلس جو میر انیس کے زمانے سے قائم تھی اس مجلس میں ہر سال فائز لکھنوی ایک نیا مرثیہ تصنیف کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں فائز لکھنوی نے جو تصنیف مرثیہ پڑھا تھا اس مرثیے کے چہرے میں اپنے پردادا میر انیس کے کمالاتِ شاعری نظم کئے تھے۔ فائز لکھنوی کا یہ مرثیہ اُن کی جدّتِ طبع، زورِ بیان اور شوکتِ الفاظ کی بہترین مثال ہے۔

(۱)
اے زباں ناظمِ اقلیمِ فصاحت پھر ہو
صرفِ آرائشِ دیہیمِ بلاغت پھر ہو
زیب و زینت دہ اورنگِ طبیعت پھر ہو
مظہرِ خسروی و شانِ حکومت پھر ہو
معترفِ عجز کا ہر اہلِ زباں ہو جائے
ہو وہ انداز کہ تسخیر جہاں ہو جائے

(۲)
ہر گھڑی ہاتفِ غیبی کی یہ آتی ہے صدا
نام پر تیرے ہے اقلیمِ سخن کا سکّا
مِلک ہے تیرے بزرگوں کی خزانہ اس کا
آج سے مُلکِ بلاغت پہ ہے قبضہ تیرا
کنزِ مخفی جسے کہتے ہیں وہ فن تیرا ہے
پشتہا پشت سے یہ گنجِ سخن تیرا ہے

(۳)
تو ہی اس ملک کا مالک ہے تو ہی ہے حقدار
تیرے ہی وجہ سے رہ جائیں گے باقی آثار
ہے بلاشبہ تو ہی اس زرِ خالص کا عیار
تیرے سینے میں ہیں اقلیمِ سخن کے اسرار
بس کہ آغاز میں حاصل خبر انجام کی ہے
مُہرِ فرمانِ حکومت پہ ترے نام کی ہے

(۴)
خوب اس امر کی پہنچی ہے ہر اک کو تصدیق
منکشف تجھ پہ ہیں اس ملک کے اسرارِ دقیق
کوئی منکر نہیں شاہد ہیں سبھی بالتحقیق
تجھکو معلوم تمدن کے ہیں آئین و طریق
کیوں نہ ہو ملکِ بلاغت پہ حکومت تیری
کاشفِ کنہِ معانی ہے طبیعت تیری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کس طرح اس کی حکومت سے نہوں خرم و شاد
میرے جد نے رکھی اس مُلک کی محکم بنیاد ،
(۵)
حکمراں اس کے ہمیشہ رہے میرے اجداد
میرے جد نے کیا اقلیمِ سخن کو آباد

نظرِ فکر سے دیکھا تھا زمانہ جس نے
بھر دیا گوہرِ مضموں سے خزانہ جس نے

ان کے اوصاف ہوں کیا میری زباں سے مذکور
اس سے ہر ایک ہے آگاہ چہ نزدیک چہ دور
(۶)
ہو گئی جن کے خیالات میں دُنیا محصور
جدِّ اعلیٰ وہ ہمارے ہیں انیسِ مغفور

رہ نوردوں کو رہِ راست سے آگاہی کی
جس نے اقلیمِ بلاغت میں شہنشاہی کی

گو جہاں میں نہیں اقلیمِ سخن کا سردار
غیر ممکن تھا کہ باقی رہیں اس کے آثار
(۷)
پر ابھی مملکتِ نظم کے محکم ہیں حصار
پر اسی طرح سے رونق پہ ہیں کل نقش و نگار

نام ہر دفترِ صنعت پہ رقم اُن کا ہے
کاشفِ قدرتِ حق دست و قلم اُن کا ہے

تھا زبس اُن کی حکومت کا عجب طرح کا ڈھنگ
غیر ممکن تھا کہ ہوان کے ارادے میں درنگ
(۸)
دیکھ کر جس کو ہر اک عقلِ بشر ہو گئی دنگ
شاعری اُن کی حکومت ہے طبیعت اورنگ

غیر ہمراز نہ تھے ان کے نہ مُشیر ان کے تھے
عقل اور ذہن رسا دونوں وزیر اُن کے تھے

یہ وہ سلطاں ہیں خیالات ہیں جن کا لشکر
پیک و جاسوس حواس اُن کے ہیں بیخوف و خطر
(۹)
ان کا مضموں ہے ہر اک ناوک و شمشیر و تبر
ان کی ہے ہمت عالی علم فتح و ظفر

رہبرِ منزلِ مقصود ہے جادہ اُن کا
افسر اس فوج کا ہے قصد و ارادہ اُن کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان کی بخشش کا نہ کیوں ملکِ سخن ہو محتاج
جلوہ گر تھا سرِ اقدس پہ زباندانی کا تاج
سقم محسوس عناصر میں جو ہوتا نہیں آج
معتدل کر گئے خود اپنی حکومت کا مزاج

۱۰

زندگی ملکِ سخن کی ہوئی گویائی سے
آج حاصل ہے بقا ان کی مسیحائی سے

دی ہے خالق نے عجب طرح کی انکو قوت
یہ وہ سلطاں ہیں جو رکھتے ہیں دلوں پر قدرت
کس طرح ان کی حکومت کی بیاں ہو حالت
غیر محدود ہے اقلیمِ سخن کی وسعت

۱۱

خضرِ فن جان کے ہر شخص نے بیعت کی ہے
اس حکومت کی زمانے نے اطاعت کی ہے

کون ہے عظمت و اجلال میں ان کا ہمسر
ہیچ ہے حشمتِ خاقان و وقارِ قیصر
کوئی شے ایسی نہیں ہے جو نہ ہو زیرِ اثر
ہر جگہ پر ہے خیالات کا ان کے لشکر

۱۲

اپنی قدرت سے خدا نے انھیں قدرت بخشی
خلق میں مثلِ خلیق ان کو حکومت بخشی

ان کو اللہ نے اس فن میں کیا ہے ممتاز
اہلِ عالم کو انھیں کی ہے زباندانی پہ ناز
درحقیقت انھیں حاصل ہے تصرّف کا مجاز
روحِ معنی ہے سخن اور لب و لہجہ اعجاز

۱۳

سب ہیں مانے ہوئے پیغمبرِ فن آج انھیں
رفعتِ شعر و سخن سے ہوئی معراج انھیں

یہ شرف مملکتِ نظم میں پایا کس نے
سکّہ اس طرح سے ہر دل پہ بٹھایا کس نے
رنگ اس طرزِ حکومت کا جمایا کس نے
بڑھ کے کوسِ لمن الملک بجایا کس نے

۱۴

کُنہِ اسرارِ سخن تک ہے رسائی کس کی
آج ہے نظم کی دُنیا میں خدائی کس کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس حکومت کی عجب طرز سے ڈالی بنیاد
غیر ممکن ہے کہ اقلیمِ سخن ہو برباد
حکم خالق ہے کہ جب تک ہے یہ دنیا آباد
۱۵
حکمراں ملکِ سخن پر رہے ان کی اولاد

اس کے بانی نے بہت کی ہے ریاضت اسکی
تا ابد نسل میں ان کی ہو حکومت اس کی

دل میں ہر ایک کے راسخ تھا یہی بعد انیس
اٹھ گیا ملکِ فصاحت کا جو تھا اس ورئیس
جانشیں اُن کے مرے جد ہوئے بالنفس نفیس
۱۶
آج مشہور جو اقلیم سخن میں ہیں نفیس

ہے جو قانون تمدّن وہ کلام ان کا ہے
جس کا سکّہ ہے ہر اک دل پہ وہ نام ان کا ہے

کر لیا ان کے خیالات نے عالم کو حصار
زیر فرماں رہے مشہور جو تھے شہر و دیار
کیوں نہ ہو دل سے زباندانی کا سب کو اقرار
۱۷
منتخب ہو کے ہوئے ملکِ سخن کے سردار

حق ہی آگاہ ہے کچھ جیسے حق آگاہ یہ تھے
مستند ملکِ بلاغت کے شہنشاہ یہ تھے

ذرّے ذرّے سے حکومت کے یہ آتی ہے صدا
اِن سے پُر نور ہوئی نظم سخن کی دُنیا
ملک کو ان کے قدم سے ہوا حاصل رتبہ
۱۸
تاجِ شاہیِ بلاغت ہے انھیں پر زیبا

برکت جس میں ہے شامل وہ ہے دولت انکی
معدنِ گوہرِ مضموں ہے طبیعت انکی

سب پہ ہے گردشِ افلاک کا روشن احوال
دشمنِ اہلِ سخن، اہلِ ہنر، اہلِ کمال
پست ہونے لگا پھر نظم کا نجمِ اقبال
۱۹
ہو گیا نیّرِ اقلیمِ بلاغت کو زوال

مبتلا سارا جہاں اس الم و غم میں ہوا
اک اندھیرا سا عیاں نظم کے عالم میں ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ان کے اعزاز مراتب کی نہیں ہے کوئی حد
خلد میں حوریں یہ کہتی ہیں، بچھائے مسند

(۲۰)

الفت آلِ نبیؐ ان کی ہے رفعت پہ سند
اے بہ زیرِ قدمِ پاکِ تُو جنت نازد

اپنے ممدوح کے ہمسایہ میں گھر پایا ہے
آج مداحیِ سرور کا ثمر پایا ہے

خلق سے اُٹھ گیا جس وقت وہ سحبان زماں
فضلِ خالق سے ہوا پھر یہ بقا کا ساماں

(۲۱)

دفعتہً ہو گئے آثار تزلزل کے عیاں
میرے بھائی ہوئے اقلیم سخن کے سلطاں

مثلِ اسلاف دلوں پر ہوا قبضہ اُن کا
نظم کے ملک میں جاری ہوا سکہ اُن کا

اُن کے اعزاز سے کیوں ہو نہ زمانہ واقف
فضل کا اُن کے ہر اک اہل زباں ہے واصف

(۲۲)

کُنہ اسرار معانی کے وہی تھے کاشف
خسروِ ملک سخن یعنی جنابِ عارف

یہ وہ سلطاں ہیں خداداد تھی قوت جن کی
آج بھی ملک سخن پر ہے حکومت جن کی

فیض سے اُن کے ہوئی نظم کی دُنیا روشن
اُن کے دریائے سخن کا ہے جہاں تشنہ دہن

(۲۳)

ہاتھ آیا تھا انھیں اپنے بزرگوں کا چلن
افصح اہل زماں سابق میدان سخن

تابع حکم سبھی اہل قلم ہیں اُن کے
وادیِ نظم میں آثار قدم ہیں اُن کے

جب سے اقلیم بلاغت پہ ہوا اُن کا عمل
نازش و فخر نہ کیونکر کرے یہ عہد اقل

(۲۴)

سیکڑوں کر دیے واعقدۂ مالا ینحل!
آں یک اندیش کہ چشمش بہ تو افتاد اول!

قدر نعمت جو نہو عقل کی کوتاہی ہے
میری دولت یہ سند ان کی شہنشاہی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۵)

کیوں نہ ہو ان کی حکومت کا ہر اک کو اقرار — ان کے باعث سے ہوئے ملک کے محکم آثار
ہے غضب پھر یہ ہوا جورِ سپہرِ غدار — دفعۃً اُٹھ گیا اقلیمِ سخن کا سردار

شور تھا عارفِ اسرار حکومت نہ رہا
ہے غضب حاکمِ اقلیم بلاغت نہ رہا

(۲۶)

طُولِ تقریر سے دل تنگ نہ ہوں ہے یہی ڈر — امر حق کہنے میں لیکن ہو تامّل کیونکر
مثلِ خورشیدِ منور ہے یہ روشن سب پر — حاکمِ مملکتِ نظم تھے میرے ہی پدر

باعثِ تقویتِ روح تھی قوت جن کی
فرض اقلیمِ سخن پر تھی اطاعت جن کی

(۲۷)

اس کی بخشش سے نہ کیونکر ہو زمانہ حیراں — جن کے دریائے طبیعت سے ہو سیراب جہاں
اہلِ اقلیم میں جاری ہو نہ کیوں حق پہ زماں — دورِ سادس کے بلاشبہ یہی تھے سلطاں

فخر زیبا ہے وہ گنجینۂ فن پایا ہے
ان کی میراث میں یہ ملکِ سخن آیا ہے

(۲۸)

کیوں نہ ہو ان کی فضیلت کا ہر اک کو اقرار — دل سے تھے ذاکر و مدّاحِ شہِ عرش وقار
ہے غضب ہو گیا کیا ظلمِ سپہرِ غدار — اُٹھ گیا ایسا ثنا خوانِ امامِ ابرار

بس کہ مقبول ہوئی مدح سرائی ان کی
مان لی نظم کی دنیا میں خدائی ان کی

(۲۹)

میری اس نظم سے شاید یہ گماں ہو پیدا — مدح سے ان کی ہے مقصود مگر اپنی ثنا
میری نیت سے ہے آگاہ خدائے یکتا — مجھ کو منظور فرائض کا ہے پورا کرنا

ان کی توصیف سے مل جائے گی عزت مجھ کو
صرف مطلوب ہے تحصیلِ سعادت مجھ کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان کی توصیف بیاں کیا کرے یہ عبد اقل
بس یہ ہے تذکرۂ مدح بزرگاں مجمل
قابل ذکر ہے وہ امر جو ہو اُس کا محل
اینک آں ماضی و حال اینک واں مستقبل

(۳۰)

داند آں کس کہ فصاحت بہ کلام دارد !
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقام دارد !

میری نسبت یہ خیالات جو ہوں تو ہے بجا
مجھ سا ناچیز کجا اور کجا یہ رُتبا
یہ تو سب سچ ہے پر اس امر کو سمجھیں تو ذرا
میں بھی ہوں ذاکر و مدّاحِ شہنشاہ ہدیٰ

(۳۱)

گو ہیں ہمسر نہیں فردوسی و خاقانی کا
پر شرف کم نہیں کچھ شہؑ کی ثنا خوانی کا

میری ہمت سے تعجب میں ہیں احباب اکثر
جس کی قوت ہے مجھے اس کی نہیں اُن کو خبر
میری پشتی پہ ہے موجود ہنر بر د اور !
دست حق، عقدہ کشا، فاتح باب خیبر

(۳۲)

دبدبہ ایسا کسی اور نے کب پایا ہے
میرے مولا نے ید اللہ لقب پایا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ ــــــــ سیّد محمد حسن فائز

در حال حضرت امام حسین علیہ السلام

جب کہ گردوں پہ نمایاں ہوئے آثارِ سحر

(بند ۱۰۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱)

جب کہ گردوں پہ نمایاں ہوئے آثارِ سحر ۔۔۔ کھل گئی آنکھ اُٹھے طالبِ دیدارِ سحر

خنکئ صبح وہ ماوہ نزہت گلزارِ سحر ۔۔۔ اور ادھر بڑھنے لگی گرمئ بازارِ سحر

پردۂ نور کھنچا لیلئ شب جانے لگی!

یوسفِ صبح کی آمد کی خبر آنے لگی!

(۲)

بزم عالم میں ہوئی شدت افسانۂ نور ۔۔۔ خانۂ دل ہوا ہر ایک کاشانۂ نور

وہ سماں صبح کا وہ رونق میخانۂ نور ۔۔۔ پھیلی ضو بڑھنے لگی گردشِ پیمانۂ نور

دم بدم فصلِ بہاری کی خبر لانے لگی

جھوم کر مست نسیمِ سحری آنے لگی

(۳)

بڑھ گئی اور سرِ فو زلف گرہ گیرِ بہار ۔۔۔ موجِ پیچانِ صبا بن گئی زنجیرِ بہار

ورقِ گل پہ بنی جلوۂ تاثیرِ بہار ۔۔۔ ڈوب کر رنگ میں اُبھری ہو یہ تصویرِ بہار

ہے کشش ایسی کہ روح کھنچی جاتی ہے

سائے سے قالب بے جان میں جاں آتی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴)

لہلہانے لگا گلشن جو ہوا سرد چلی
باغ میں پھولوں سماتی ہوئی ہر شاخ پھلی
یاں کا ہر لطف خفی بھی نہ ہو کس طرح جلی
روشنی ہو گئی چٹکی جو نئی گل کی کلی
ہل کے جھک جاتی ہیں شاخیں جو ہوا آتی ہے
دم بدم شکل معکوس بھڑک جاتی ہے

(۵)

روشنی دیدۂ دل کی ہے بہار گلزار
ہے اسی مشعلِ روشن کا دھواں ابر بہار
کم نہ ہو جائے کہیں نرگسِ بیماراں کا خمار
گرمئ آتشِ گل رو کے ہے خود دست بہار
رنگ پر رنگ شفق اپنا جو دکھلاتی ہے
اور گلشن کے چراغوں کی مہک آتی ہے

(۶)

جوش فصل بہاری کا ہے اس درجہ اثر
گل کی رگ رگ میں لہو دوڑتا آتا ہے نظر
جا پڑے پائے نگہ اس پہ تصور میں اگر
خون یہ امڈے کہ نظر آنے لگے تا بہ کمر
گل تو کیا کانٹوں پہ حالت نئی طاری ہو جائے
ایک فوارہ لہو کا ابھی جاری ہو جائے

(۷)

وہ نسیم سحری وہ لبِ جو کا منظر
منچلے ہاتھوں میں چھالوں کے لئے ہیں ساغر
آجکل فیضِ ہوا عام ہے کیا خوف و خطر
تر ہوئے جذبِ رطوبت سے حبابوں کے جگر
کچھ بھی گر فصلِ بہاری کی ہوا کھا جائیں
نہ پڑے بال بھی سو بار جو ٹکرا جائیں

(۸)

وجد آتا ہے جو پڑتی ہے صفائی پہ نظر
عکس سے پھول نکلے پانی ہے شرابِ اطہر
گرتے ہیں پتوں سے نیساں کے قطرے ڈھلکر
پڑ گئیں سبز تہہ آب صدف میں گوہر
کیوں نہ پھر خلق میں قدرِ دُرِ نایاب بڑھے
سبز پانی ہو جہاں موتیوں کی آب بڑھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹

آنا آہستہ ہوا کا وہ نہالوں کے قریب — جھومتے ہیں شجر اور گرتے ہیں شبنم کے نگیں
ہے یہ تحریکِ صبا دل کو نہیں اسکا یقیں — قوّتِ نامیہ سے ہلتی ہے گلشن کی زمیں
کلیاں کچھ سرد ہوا پا کے بھی کِھل جاتی ہیں
کونپلیں پھوٹتی ہیں شاخیں جو ہِل جاتی ہیں

۱۰

ہے جو بالیدگی گلشن کا فلک پر ہے دماغ — صاف روشن ہے کہ فانوس میں جلتے ہیں چراغ
عکس وہ تازہ گلوں کا وہ حبابوں کے ایاغ — ڈھیر پھولوں کا جو ہے پھولوں سماتا نہیں باغ
جبکہ خورشید فلک شرم سے چھپ جاتا ہے
لطف موجوں میں چراغاں کا نظر آتا ہے

۱۱

عرقِ عارضِ گل پر نہیں شبنم کی تری — رنگ قدرت میں ہے ڈوبی ہوئی ہر شاخ ہری
چھائی ہے نرگسِ مستاں پہ زبس بے خبری — لوٹتی پھرتی ہے سبزے پہ نسیم سحری
سبزی اک خنکی سی آنکھوں میں جو پہنچاتی ہے
دیکھ کر سبزۂ خوابیدہ کو نیند آتی ہے

۱۲

غنچے آنکھوں میں چمک جاتے ہیں مثلِ اختر — جام یاقوت کی ضو دیتا ہے ہر اک گلِ تر
مئے شبنم کی ہے بارش جو چمن میں یکسر — ڈالیاں ہاتھوں میں پھولوں کے لیئے ہیں ساغر
غیرتِ باغ ارم صفحۂ گلزار ہوا
تر زباں جذب رطوبت سے ہر اک خار ہوا

۱۳

کس قیامت کا دل آویز ہے رنگِ گلزار — کھینچ کر لاتی ہے پھولوں سے صبا روحِ بہار
کانٹے پھولوں کی طرح آنکھوں کو ہوتے نہیں بار — دامنِ بادِ سحر سے بھی الجھتے نہیں خار
اب کی موسم نے عجب تازگی دکھلائی ہے
سبزی کانٹوں میں ہری شاخوں سے دوڑ آئی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فائز اس فصلِ دو روزہ کی یہ توصیف و ثنا
تیری اس مدح سرائی پہ تعجب کی ہے جا
تو ہے وارفتۂ گلزارِ رسولِ دوسرا ⑭
عندلیبِ چمنستانِ علیؑ و زہراؑ

تری قسمت گلِ مقصود جو ہاتھ آیا ہے
تو نے اس باغ کی مدحت سے شرف پایا ہے

کیوں نہ پھر مدح سے اس باغ کی دل ہو روشن
اس کی توصیف سے میدانِ سخن ہے گلشن
ہو تری نظم کا کس طرح سے پژمردہ چمن ⑮
اس کی توصیف سے شاداب ہے گلزارِ سخن

فیضِ مدحت نے عجب تازگی دکھلائی ہے
گلشنِ نظم میں جنت کی بہار آئی ہے

کس طرح مدحتِ گلزار ہمیشہ ہو بیاں
وصفِ بلبل سے چمن کا ہو یہ چلن ہے کہاں
وہ چمن جس سے ہو سرسبز گلستانِ جہاں ⑯
وہ چمن جس سے شگفتہ ہو دلِ شاہِ زماں

مالکِ باغِ جناں نے جسے رفعت دی ہے
جس پہ خود فاطمہؑ زہرا نے ریاضت کی ہے

وہ چمن جس سے کہ شاداب ہے گلزارِ جناں
جسکے اک پھول کی خوشبو سے معطر ہو جہاں
ہے غضب خونِ جگر کیوں نہ ہو آنکھوں سے رواں ⑰
کربلا میں وہ چمن ہو گیا پامالِ خزاں

روحِ اسلام معطر رہی جن پھولوں سے
باغیوں کو یہ خلش کیسی تھی ان پھولوں سے

فصل وہ گرمی کی وہ لو، وہ تپش وہ صحرا
وہ تپق گرد کا وہ گرم ہوا کا جھونکا
آگ برساتی تھی جنگل میں جو چلتی تھی ہوا ⑱
ذرّہ جس جا پہ پڑا پڑ گیا فوراً چھالا

غم و اندوہ کی ہر دل پہ گھٹا چھائی ہے
باغِ زہراؑ پہ اسی بن میں خزاں آئی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کس طرح کیجئے اس روز کی گرمی کا بیاں
سوکھ کر گرمی سے کانٹا ہوئی منھ میں زباں
چوب خشکیدہ قلم ہو گیا کیوں کر ہو رواں
(۱۹)
دم تحریر پر سیاہی سے نکلتا ہے دھواں

کہیں مضموں جو تصور میں بھی ہاتھ آتے ہیں
حرف چنگاریاں بن بن کے اڑے جاتے ہیں

تن دہکتے ہیں قیامت کی تپش ہے جانکاہ
قفس جسم میں ممکن نہیں روحوں کو پناہ
گرد اٹھتی ہے دھواں دھار کہ دنیا ہے سیاہ
(۲۰)
گوشۂ چشم میں پر سوختہ ہے مرغ نگاہ

اڑتی چنگاریاں ذرّے جو نظر آتے ہیں
مردم دیدہ بھی پردے میں چلے جاتے ہیں

ہمہ تن سرخ تمازت سے ہے چرخ زنگار
جسم خاکی کو ہوا گرم ہواؤں سے فشار
ہو گئے دھوپ سے جل جل کے دھواں سب کہسار
(۲۱)
تنِ گرد زمیں کے ہے پلیچے کا بخار

ذرہ ذرہ بھی ہر اک آگ کا پر کالا ہے
جو بگولا ہے وہ اک شعلۂ جوالا ہے

نظر آتی نہیں آرام کی کوئی صورت
جوہر روح بھی بیتاب ہیں سیماب صفت
بڑھ گئی مہر جہاں تاب کی ایسی شدت
(۲۲)
ہو گئی ایک سی خشکی و تری کی حالت

جتنے ذی روح ہیں پانی میں چلے جاتے ہیں
تہ نشیں مردم آبی بھی نظر آتے ہیں

چادر گرم سے پانی ہوا دریا کا سراب
جگر آب کے چھالے ہیں نہیں ہیں یہ حباب
مثل تنور کے دریا میں عیاں ہیں گرداب
(۲۳)
سرخ ہیں مچھلیاں گرمی سے کلیجے ہیں کباب

آتش جام حبابوں کے جو ٹکراتے ہیں
آبلے ہاتھوں میں موجوں کے پڑے جاتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۴

کھول کر نہر کا پانی بھی ہوا ہے تیزاب — نکلیں چنگاریاں ٹکرائے اگر جامِ حباب

لہریں پانی کی نہیں جل رہی ہے چادرِ آب — خشک ہو ہو کے صدف میں ہوئے گوہر بے آب

قطرۂ آبِ رواں دھوپ سے سیماب ہوا

جلدِ ماہی پہ ہر اک آبلہ بے آب ہوا

۲۵

ہوگئی گلشنِ عالم کی خزاں ساری بہار — ہمہ تن شعلہ صفت سر بہ فلک ہیں اشجار

سبزۂ گلشن میں زمیں کے ہے کلیجے کا بخار — تا لبِ نہر سے غنچے ہوئے ہیں سینہ فگار

سوزِ باطن کے علامات نہاں سارے ہیں

پھول شاخوں میں دہکتے ہوئے انگارے ہیں

۲۶

صدفِ گل میں ہیں یاقوت سے شبنم کے گہر — چھالے گلشن میں نظر آتے ہیں جیسے بھنور

چھالے پڑ جائیں اگر ہاتھ رکھیں شاخوں پر — کہیں کلیاں جو چٹکتی ہیں تو اڑتے ہیں شرر

ڈالیاں ہلتی ہیں جب شمعیں بھی ضو دیتی ہیں

کونپلیں پھوٹتے ہی شاخ سے لو دیتی ہیں

۲۷

اُٹھ گئے خلق سے آرام کے سارے اسباب — قطرۂ آبِ خنک مثلِ گہر ہے نایاب

ہے غضب کیوں نہ ہر اک قلب و جگر ہو بیتاب — ایسی گرمی میں ہے گلزارِ پیمبر بے آب

گل ہر اک خارِ غم و درد سے افسردہ ہے

باغِ زہراؑ و نبیؐ دھوپ میں پژمردہ ہے

۲۸

کس طرح خون کا دریا نہ ہو آنکھوں سے رواں — خشک بے آب ہے گلزارِ شہنشاہِ زماں

جو کہ ہو تازگیٔ روحِ رسولؐ دوجہاں — وہی شاداب چمن ہوتا ہے جنگل میں خزاں

ظلم پر ظلم کیے آہ خطاکاروں نے

پھول جتنے تھے انہیں گھیر لیا خاروں نے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیوں، غلامانِ جگر بندِ رسولِؐ دوسرا — یہ ستم اس پہ جو ہو راحتِ جانِ زہراؑ

(۲۹)

فاقہ کش بے کس و بے یار امام والا — تشنہ مظلوم کجا اور کجا کرب و بلا

ایک بیکس پہ قیامت کی صف آرائی ہے

پیاسے مظلوم پہ فوجوں کی گھٹا چھائی ہے

ہمہ تن مستعدِ جنگ ہے فوجِ کفّار — تیغیں تولے ہوئے آمادہ کھڑے ہیں کفّار

(۳۰)

تیر چلّوں سے ملائے ہوئے ہیں ظلم شعار — برچھیاں تانے ہے اک سمت پیادوں کی قطار

دَل پہ دَل فوجوں کے ہیں مثلِ گھٹا چھائے ہوئے

خون پیاسے کا بہانے پہ ہیں لہرائے ہوئے

حال ہو تشنگیٔ شاہ کا کیوں کر تحریر — اینٹھی جاتی ہے زباں پیاس سے حالت ہے تغیر

(۳۱)

خشک ہونٹوں پہ پھراتے ہیں زباں جب شبیرؑ — تیر برساتے ہیں پیاسے پہ خطاکار و شریر

چشمِ حق بیں سے گہرِ اشک جو برساتی ہے

آبِ خنجر کی چمک آنکھوں میں آجاتی ہے

ہے زبس عازمِ جنت جو وہ پابندِ بلا — دل میں ہے دیکھ لیں بچوں کو پھر اک بار ذرا

(۳۲)

آتی ہے زاریٔ زینبؑ کی جو کانوں میں صدا — زرد کیسر کی طرح ہے رخِ شاہِ والا

ہوک اٹھتی ہے کلیجے میں تو تھرّاتے ہیں

لڑکھڑاتے ہوئے خیمے کی طرف جاتے ہیں

ہوں نہ کیوں کر ہمہ تن دردِ شہنشاہِ زماں — دو پہر میں ہوا بیکس کا بھرا گھر ویراں

(۳۳)

جب سے تصویرِ پیمبرؐ ہوئی آنکھوں سے نہاں — دلِ مجروح ہے جوں ماہیٔ بے آب تپاں

کہیں داغِ غمِ فرزندِ جواں اٹھتا ہے

آہ کے ساتھ کلیجے سے دھواں اٹھتا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۴)

پہنچے اس حال سے خیمے میں جو سلطانِ امم — دیکھی حضرت نے عجب طرح کی حالت اُس دم
بیچ میں زینبؑ مغموم ہیں گرد اہلِ حرم — بال کھولے ہیں قیامت کا بپا ہے ماتم
نالے جو اٹھتے ہیں وہ سوئے فلک جاتے ہیں
ماؤں کی گود میں بچّے بھی بلک جاتے ہیں

(۳۵)

ہاتھ پھیلائے یہ کہتی تھی سکینہؑ رو کر — پھوپھی اماں ہمیں لے لیجئے گودی جھک کر
خوب اس وقت لی میرے چچاجان نے خبر — کس طرف آج سدھارے مرے بھیّا اکبرؑ
جب میں روٹھوں گی تو کس طرح سے سمجھائیں گے
بیٹی قربان ہو بابا مرے کب آئیں گے

(۳۶)

آہ و فریاد میں ہوتا ہے سکوں جب کہ ذرا — پونچھ کر اشک یہ فرماتی ہیں بنتِ زہراؑ
دل کو وسواس مرے آتا ہے اب حد سے سوا — دیر گذری ہے سدھارے ہیں شہنشاہِ ہدا
سر نہ پیٹوں گی نہ منھ آنسوؤں سے دھوؤں گی
بھائی آلیں گے تو جی کھول کے میں روؤں گی

(۳۷)

یہ گھٹا فوجوں کی یہ برچھیاں یہ تیر و تبر — بی بیو مانگو دعا خیر سے آئیں سرورؑ
کیا کہوں اپنے تن و جاں کی نہیں اب تو خبر — ارے لوگو علی اکبرؑ بھی ہیں ہمراہِ پدر
ابھی پورے دلِ ناشاد کے ارماں ہو جائیں
جائیں ہم سب کی جو اُن دونوں پہ قرباں ہو جائیں

(۳۸)

سُن کے یہ ہو گئے بیتاب شہنشاہِ ہدا — رو کے فرمایا کہ اے بنتِ شہِ عقدہ کشا
علی اکبرؑ تو سدھارے طرف دارِ بقا — رنج و غم سہنے کو حاضر ہے یہ پابندِ بلا
وہ گئے قبر میں آرام سے سونے کے لئے
باپ جیتا ہے جواں مرگ پہ رونے کے لئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

صبر کس طرح کرے ایسی مصیبت میں بشر — کوئی منصف مری حالت پہ کرے آکے نظر
باپ کی گود میں دم توڑے برابر کا پسر — موت آجائے تو جی جائے یہ بیکس خواہر
گر جئیں گے تو یونہی ہجر کا غم کھائیں گے
جان دے کر علیؑ اکبر کو بس اب پائیں گے

(۴۰)

آبِ خنجر کا ہے مشتاق مرا خشک گلا — تم سے ہے طالبِ رخصت یہ گرفتارِ بلا
سنکے یہ اہلِ حرم میں ہوا کہرام بپا — پیٹتے سینہ و سر جمع ہوئے اہلِ عزا
دفعتاً آگئی جاں ہونٹوں پہ معصوموں کی
عرش ہلنے لگا فریاد سے مظلوموں کی

(۴۱)

دیر سے عازمِ جنت تھے جو شاہِ والا — دلِ پُر درد کو دشوار توقف تھا ذرا
مل کے ہر بی بی سے حضرت نے بصد آہ و بکا — جھک کے گودی میں بہ تعجیل سکینہؑ کو لیا
ہجر کے درد سے بیتاب جو پایا اس کو
کس محبت سے کلیجے سے لگایا اس کو

(۴۲)

لپٹی سینے سے وہ جب دم نہ رہا دل کو قرار — جھک کے پیشانی پہ لب سے دیئے شہؑ نے کئی بار
منھ پہ منھ رکھ کے کیا گاہ لبِ خشک کو پیار — سوئے گردوں کبھی دیکھا کبھی چومے رخسار
پھول کی طرح سے پژمردہ جو پایا شہ نے
نرگسی آنکھوں کو آنکھوں سے لگایا شہ نے

(۴۳)

دونوں کانوں میں جو بچیؑ کے چمکتے ہیں گہر — اشک برساتے ہیں کچھ سوچ کے پیہم سرورؑ
جھک کے فرماتے ہیں آہستہ کہ اے جانِ پدر — اپنی ماں پاس رکھا دیجیو بُندے جا کر
اتنا کیوں کڑھتی ہو گھر خیر سے جب آئیں گے
ہم گہر کانوں میں خود بی بی کو پہنائیں گے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(٤٤)

رکھ کے منھ سینے پہ بولی یہ تڑپ کر ناداں — ہو گئی شربتِ دیدار سے تر خشک زباں

بیٹی صدقے گئی بابا مرے جاتے ہیں کہاں — کہا شہ نے تری الفت کے پدر ہو قرباں

کیا کہیں بی بی کہ ہم آج کہاں جاتے ہیں

تیرے عمو ہیں جہاں ہم بھی وہاں جاتے ہیں

(٤٥)

حال اُس وقت کا کس طرح زباں سے ہو ادا — وہ تڑپ جاتی تھی کرتے تھے جو سینے سے جدا

خود بھی بیٹی کی جو فرقت کی نہ تھی تاب ذرا — اور چپٹاتے تھے سینے سے امامِ والا

شاہ گودی میں لئے تا درِ عصمت آئے

بہہ کے رخساروں پہ اشک غم و حسرت آئے

(٤٦)

پہنچے پردے کے قریں جب کہ شہِ عرش مقام — دیکھا فضہ کو کھڑی روتی ہے وہ نیک انجام

آکے نزدیک یہ فرمانے لگے شاہ انام — تیرا شرمندۂ احساں ہے بہت تیرا امام

کیا کہیں تجھ سے کہ کیا دل میں تھا کیا دے نہ سکے

خدمتوں کا تیری ہم کچھ بھی صلہ دے نہ سکے

(٤٧)

تجھ کو معلوم ہے جو حال ہے اے خوش کردار — کس مصیبت میں ہے اولادِ رسولؐ مختار

آخری کیجیو یہ خدمتِ آلِ مختار — ساتھ ناموس پیمبرؐ کا نہ چھوٹے زنہار

تیرے مشتاق ہیں محبوبِ خدا جنت میں

خدمتوں کا تیری ہم دیں گے صلا جنت میں

(٤٨)

ذبح کے بعد میرے ہو گی عجب ظلم و جفا — تیری شہزادیاں سب ہوں گی گرفتارِ بلا

مجمعِ عام وہ اور عترتِ محبوبِ خدا — پھر قیامت ہے کھلے سر ہو جو بنتِ زہراؑ

وقت ہے سخت مگر کام تم آنا فضہ

اپنی چادر سرِ زینبؑ پہ اڑھانا فضہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۹)

پڑکے قدموں پہ یہ بولی وہ غریب و ناچار — اپنی شہزادی کے صدقے گئی میں سینہ فگار
ہو کے بیتاب یہ کہنے لگے شاہِ ابرار — مجھ کو لازم ہے ادب تیرا بھی اے خوش کردار
کیا کوئی سمجھے کہ کیا مرتبہ ہاتھ آیا ہے
تو نے زہراؑ کی کنیزی کا شرف پایا ہے

(۵۰)

گود میں دیکے سکینہؑ کو یہ پھر شہ نے کہا — اس کی الفت سے ہے مجبور یہ بیکس بہ خدا
کس طرح اس کو کروں اپنے کلیجے سے جدا — فضہؑ یہ میری امانت ہے خبردار ذرا
شمر بے رحم کے ہاتھوں سے چھڑانا فضہؑ
میری بچی کو طمانچوں سے بچانا فضہؑ

(۵۱)

ہو گی مظلوم پہ غربت میں قیامت کی جفا — رسنِ ظلم میں باندھیں گے یہ ننھا سا گلا
لے چلیں اونٹ پہ بٹھلا کے جو اسکو اعدا — ہاتھ معصوم کے اسوقت میں تھامے رہنا
ڈر یہ ہے اونٹ سے گر کر نہ کہیں مر جائے
ساتھ بابا کے سکینہؑ نہ سفر کر جائے

(۵۲)

ہاتھ پھیلائے تھی ننھے سے جو وہ غیرتِ ماہ — پیار کرنے لگے پھر آ کے شہِ عرش پناہ
اسکی فرقت میں ہوئی جاتی تھی بیحد جاں کاہ — دیدیا گود میں منھ پھیر کے آخر بصد آہ
دفعتاً کوہِ غم و رنج کو ٹالا شہؑ نے
اپنے ہاتھوں سے کلیجے کو سنبھالا شہؑ نے

(۵۳)

پونچھ کر آنکھ برآمد ہوئے شاہِ ابرار — نور سے وادیٔ ایمن ہوا صحرا اک بار
پا کے آمادگیٔ عزمِ شہِ عرشِ وقار — سر جھکائے ہوئے پاس آگیا خود ہی رہوار
ہل گیا اوج تو اڑ جانے پہ تیار ہوا
راکبِ دوشِ نبیؐ گھوڑے پہ اسوار ہوا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۵۴)

چھوڑ کر باگ چلے رن کو امام والا — پرتوِ نور سے روشن ہوا جنگل سارا

ذرّے ذرّے سے یہ اس دشت کے پیارا صحرا — آج تقدیر سے قسمت کا ستارا چمکا

آنکھیں خورشیدِ فلک شرم سے جھپکاتا ہے

اُٹھ کے دیکھو کہ نظر نورِ خدا آتا ہے

(۵۵)

اے زہے شوکت و اقبال شہنشاہِ زماں — کفر و بدعت کے تزلزل میں پڑے تھے ارکاں

آستیں غیظ میں الٹی لئے حیدرؑ کا نشاں — منقلب آنکھوں میں سبکی نظر آتا تھا جہاں

روحیں گھبرائیں جگر خوف سے تھراتے ہیں

سب کو آثار قیامت کے نظر آتے ہیں

(۵۶)

ہے علم دست مبارک میں جو شمشیر دو سر — خوف سے ارض و سما کانپ رہے ہیں تھر تھر

حولِ دہشت سے ملائک میں بپا ہے محشر — سوچ میں بیٹھے ہیں جبرئیل سمیٹے ہوئے پر

جب نظر جاتی ہے تیغِ شہِ مرداں کی طرف

دیکھتے ہیں سپرِ مہرِ درخشاں کی طرف

(۵۷)

ڈر سے جانونکے ہی جان میں قیامت ہے بپا — کہتے ہیں جان بچانے کی نہیں اب کوئی جا

ہے بہت غیظ و غضب میں خلفِ شیرِ خدا — ہم تو ہم ختم ہوئی آج یہ ساری دنیا

تیغ جاں سوز کی یاں تک تو چمک آتی ہے

ایسی دہشت ہے کہ جانوں پہ بنی جاتی ہے

(۵۸)

اسطرف فوج میں غل ہے کہ جوانو ہشیار — ہے قریں وقتِ جدل دور نہ جانو ہشیار

ہم جو کہتے ہیں بس اب تم اسے مانو ہشیار — نیزے اونچے رکھو اور برچھیاں تانو ہشیار

تیغیں تولے ہوئے آمادۂ پیکار رہو

یہ قیامت کی لڑائی ہے خبردار رہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جمع ہو جائیں پرا باندھ کے جتنے ہیں سوار
صف پہ صف گھوڑوں کے آگے ہو پیادوں کی قطار
۵۹
کون آتا ہے نہ رکھے کوئی اس سے سروکار
سر پہ بجلی بھی گرے تو نہ سر کنا زنہار
نامور آج کے پیکار میں کیوں کر ہو گے
پاؤں پیچھے جو ہٹایا تو نہ سر بر ہو گے

کوئی سنتا نہیں بے سود ہیں یہ سارے کلام
روح تحلیل کئے دیتا ہے خوفِ انجام
۶۰
دل میں بدکیشوں کے دہشت نے کیا ہے جو مقام
بے لڑے خوف کے مارے ہوئے جاتے ہیں تمام
سب کی میدان میں بگڑی ہوئی تقدیریں ہیں
گو کہ زندہ ہیں مگر موت کی تصویریں ہیں

مطمئن کرتے ہیں ہر چند انہیں افسر ہر بار
پر دلوں کو نہیں آتا کسی صورت سے قرار
۶۱
جان پر سب کی بنی جاتی ہے کیسی پیکار
پیچھے ہٹ ہٹ کے رکابوں پہ ابھرتے ہیں سوار
جب نگہ خوف سے اسوار ادھر کرتے ہیں
اونچے ہو ہو کے پیادے بھی نظر کرتے ہیں

منقلب ہو گیا ہے جنگ کا سارا نقشہ
آڑ میں گھوڑوں کی مخفی ہے پیادوں کا پرا
۶۲
ابھی موقوف ہوا تھا نہ دلوں کا دھڑکا
دفعتاً آ گیا دلبندِ شہِ قلعہ کشا
رعبِ حق یہ تھا کہ سب دشمنِ دیں کانپ گئے
زلزلہ آ گیا اور گاؤ زمیں کانپ گئے

روک کر باگ تعجب سے شہِ دیں نے کہا
خوف سے اک متنفس کے یہ ہے شور بپا
۶۳
کرتے ہو نام شجاعت کا جہاں میں رسوا
تھے اسی جرأت و ہمت پہ مہیائے وغا
جو ہے مقصد وہ نہ ہوگا کبھی حاصل تم کو
اب تو ظاہر ہوا فرقِ حق و باطل تم کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیا نہیں ہے تمہیں مظلوم کی حالت سے خبر
تین دن گزرے ہیں گرمی میں کہ ہوں تشنہ جگر

(۶۴)

زیست کیوں کر ہو جب اٹھ جائے برابر کا پسر
غم سے عباسؑ دلاور کے شکستہ ہے کمر

سفرِ گلشنِ جنت پہ کمر باندھے ہوں!
میں تو امت کی شفاعت پہ کمر باندھے ہوں!

درد بازو و کمر میں ہے لڑوں میں کیونکر
چاہتا ہوں کہ پھرے جلد گلے پر خنجر

(۶۵)

حکم سے خالقِ عادل کے ہوں مجبور مگر
ختم کرتا ہوں بس اب حجتِ آخر تم پر

زورِ بازوئے شکستہ تمہیں دکھلاتا ہوں
حکم اللہ کا جو کچھ ہے بجا لاتا ہوں!

کون واقف نہیں اس امر سے اے قوم جہول
میں ہوں فرزندِ علیؑ سبطِ نبی جانِ بتولؑ

(۶۶)

مرتبے میرے سوا کس کو ہوئے ہیں یہ حصول
گھر میں حق کے مجھے کاندھے پہ چڑھاتے تھے رسولؐ

مثلِ خورشید ہیں روشن جو شرف پائے ہیں
میرے ہی واسطے جنت کے طبق آئے ہیں

کون ہے میرے سوا فاطمہؑ کا نور العین
راحتِ جان و دل فاتحِ بدر و حنین

(۶۷)

کون ہے میرے سوا سبطِ رسول الثقلین
خامسِ آلِ عبا سید مظلوم حسینؑ

پست افلاک ہوئے جس سے وہ رفعت پائی
حکمِ اللہ و پیمبرؐ سے امامت پائی

کون طفلی سے ہے سردارِ جوانانِ جہاں
کس نے گہوارے میں چوسی ہے محمدؐ کی زباں

(۶۸)

حیف کی جا ہے کیا کچھ بھی نہ پاسِ ایماں
جانِ محبوبِ خدا کے ہوئے تم دشمنِ جاں

رحم لازم تھا نہ احمدؐ کا نواسا ہوں میں
تین دن گزرے ہیں گرمی میں کہ پیاسا ہوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہ ابھی ختم ہوئی تھی شہِ دیں کی تقریر — دفعتاً رن میں بجانے لگے باجوں کو شریر
(۶۹)
شمر نے مُڑ کے جو دیکھا طرفِ فوجِ کثیر — زہ کمانیں ہوئیں پیاسوں پہ برسنے لگے تیر
ابر تھرّا گیا ڈھالوں سے خطا کاروں کی
بجلیاں رن میں چمکنے لگیں تلواروں کی

غیظ میں آگیا یاں فاتحِ خیبر کا پسر — ہاتھ بڑھنے لگا یک بار سوئے تیغِ دو سر
(۷۰)
سرد مُہری سے زمانے کی ہوا افسردہ جگر — ساقیا آج تو مجھ کو بھی عطا ہو ساغر
بزم میں حُسنِ رخِ حور سے تزئین ہو گی
دل کو اس آتشِ سیال سے تسکیں ہو گی

میرا نصیب ہے اور عطا ہے تیرا کام — آج اس بزم میں میکش کو پلا جام پہ جام
(۷۱)
یہ تو ظاہر ہے کہ مجھ کو نہیں زیبا یہ کلام — پشت ہا پشت سے لیکن ہوں ترے در کا غلام
کچھ کچھ آثار قدامت کے عیاں ہیں اب تک
خشتِ خُم پر مرے سجدوں کے نشاں ہیں اب تک

آتشِ شوق سے بیتاب ہیں اب قلب و جگر — دل کو ٹھنڈا جو کرے گی یہ مئے آتشِ تر
(۷۲)
زورِ اعجاز سے وہ بادہ مرے جام میں بھر — جس کے ہر قطرے میں جاری نظر آئے کوثر
دیکھنے والوں کو اس بزم میں حیرت ہو جائے
آج اظہارِ طلسمِ مئے اُلفت ہو جائے

دل کو تڑپاتی ہے اب ساغر و مینا کی کھنک — برچھیاں مارتی ہے جامِ بلوریں کی چمک
(۷۳)
جوش میں دوڑ کے آنے کو ہے یہ مئے مجھ تک — پَرِ پروانہ ہیں جنبش میں کہ موجوں کی جھلک
میرِ گلشن کو نسیمِ سحری نکلی ہے
مئے صراحی سے کہ شیشے سے پری نکلی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(٧٤)

اب چھینٹوں نے ٹھکانے کیے ہر ایک کے ہوش — اینو کچھ اور ہی اس بزم کا ہے جوش و خروش
کوئی پوچھے تو کہ اب کیوں نہیں ہوتے روپوش — رنگ یہ دیکھ کے زہاد بھی ہوتے ہیں خموش

دل شکستہ نہ ہوں مُہرِ خمِ صہبا ٹوٹے
لطف ہو سامنے واعظ کے جو توبہ ٹوٹے

(٧٥)

ساقیا اب تو یہ تاخیر بہت ہے دشوار — حملہ ور ہو چکے ہیں فوج پہ شاہِ ابرارؑ
دیکھیں کن آنکھوں سے اب جام و سبو کو میخوار — ابر میں ڈھالوں کے تلوار ہوئی صاعقہ بار

برقِ شمشیرِ علیؑ آنکھوں کو جھپکاتی ہے
دیکھ کر تیغے میں بجلی کی چمک آتی ہے

(٧٦)

ہے ز بس غیظ و غضب میں خلفِ شیرِ خدا — ہر طرف فوجِ لعیں میں ہے قیامت برپا
خاک میں مل گیا سب جاہ و حشم لشکر کا — ایک پیاسے نے بہایا ہے لہو کا دریا

جز سقر امن کی جا اب نہیں غداروں کو
تیغ کے گھاٹ اتارا ہے ستمگاروں کو

(٧٧)

بے نشاں سب ہیں نہ لشکر ہے نہ لشکر کا علم — خوف سر کٹنے کا ہر اک کو ہے لرزاں ہیں قدم
تیغیں کیا کھینچیں ستمگاروں میں باقی نہیں دم — تیر کس طرح سے برسائیں ہوئے ہاتھ قلم

سر اٹھانے کا زرہ پوشوں کو یارا نہ رہا
عزم ڈھیلے ہوئے تلواروں پہ قبضہ نہ رہا

(٧٨)

اشقیا دور تھے جو دیکھ کے ہلچل بھاگے — رن کی بدلی جو ہوا فوج کے بادل بھاگے
سر سواروں کے کچلتے ہوئے پیدل بھاگے — جو گرجتے تھے بہت ہیچ کے وہ بل بھاگے

برقِ شمشیر سروں پر ہے جہاں جائیں گے
بھاگ کر قہرِ الٰہی سے کہاں جائیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عرشِ تیغ سے خوں ہیں جو لعینوں کے جگر — اپنے کردار پہ روتے ہیں لہو بانیٔ شر
غیر ممکن ہے یہ دیکھے کوئی بدبیں جو ادھر — (۷۹) — آنچ سے تیغِ درخشاں کی جلا دی ہے نظر
خوب یاد آتش بلی ظلم کی گنہگاروں کو
آج دنیا ہوئی اندھیر سیہ کاروں کو

وصفِ تیغِ شہِ دیجاہ ہو کس طرح بیاں — جوہروں میں ہمہ تن غرق ہے یہ برق فشاں
تیغ تو حور کی پیشانی ہے جوہر افشاں — (۸۰) — صاف جھرمٹ ہے ستاروں کا مہِ نو پہ عیاں
ہے سرافراز یہ سر کاٹنے والی تلوار
اسی تلوار کو کہتے ہیں ہلالی تلوار

تن چھریرا ہے مگر رکھتی ہے چم خم تلوار — جان لینے میں اجل سے ہے مقدم تلوار
چمکی جس دم تو ہوئی برقِ مجسم تلوار — (۸۱) — پھر کے خم بن گئی تھی ناخنِ ضیغم تلوار
سنگ کو آب یہ فولاد رسیر کرتی ہے
موت بھی اس کے اشاروں سے حذر کرتی ہے

نور ہے کھوئے نہ کیوں ظلم کی ظلمت تلوار — کچھ سمجھتی نہیں ڈھالوں کی حقیقت تلوار
کیوں نہ ہو ناصرِ اسلام و شریعت تلوار — (۸۲) — کہہ رہی ہے حق و باطل میں عدالت تلوار
شکل آئینہ پہ جوہر ہمہ تن رکھتی ہے
ذوالفقار اسد اللہ کا چلن رکھتی ہے

ایسی تلوار سے ہو جنگ کا کیوں کر یارا — دھار اس کی ہے کہ دریائے فنا کا دھارا
تیغ تو تیغ فرس سے بھی ہے لشکر ہارا — (۸۳) — ٹاپ پڑتی ہے کہ مل جاتا ہے لشکر سارا
چادرِ گرد سے منہ ڈھانپ کے رہ جاتی ہے
عرش تھرّا کے زمیں کانپ کے رہ جاتی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دوڑ میں پا نہ سکی گرد قدم کو صرصر	دے سکی ساتھ نہ اس کا کبھی شبدیزِ نظر

(۸۴)

ابر کی طرح کرے دوش ہوا پر یہ سفر	اسکی رگ رگ میں ہے دوڑا ہوا بجلی کا اثر

مثلِ طیر اڑ کے یہ جب سوئے فلک جاتا ہے

برق کی طرح نگاہوں میں چمک جاتا ہے

جلد میں اس کی وہ خوشبو ہے کہ ترمائے گلاب	ہے پسینہ کا ہر اک قطرہ کہ موتی کی ہے آب

(۸۵)

ابر خود اسکی روانی پہ ہوا جاتا ہے آب	بہتا دریا ہے زمیں پر فلک پہ ہے سحاب

قطرہ بنتا ہے ہوا ہو کے پھر اڑ جاتا ہے

سرد ہو جاتی ہے بجلی جو یہ گرماتا ہے

اس کے اسوار نے جس وقت اشارہ بھی کیا	طرفتہ العین میں ہوتا ہے وہیں مثلِ صدا

(۸۶)

ہے جگہ کونسی ایسی نہ گزر ہو اس کا	ہے یہ رہوار کہ ہے شاعروں کا ذہن رسا

اُڑ کے مانند براق اوج پہ یہ جاتا ہے

آن واحد میں فلک کی یہ خبر لاتا ہے

کوئی بھی اس کے رہوار میں نہ ٹھہرا ہمسر	ساختہ ہے اس کے ہوا پاؤں پہ رکھے ہوئے سر

(۸۷)

آنکھیں جھپکاتی ہے نعلوں کی چمک مثلِ شرر	پھر بھی قدموں سے لپٹتی چلی جاتی ہے نظر

ہوش اُڑ جاتے ہیں پریاں جو نظر کرتی ہیں

پُتلیاں گھوڑے کی کیا آنکھوں میں گھر کرتی ہیں

صدقے اس چال پہ طاؤس فدا کبک دری	ہر قدم پا مرد ادا بانکپن و عشوا گری

(۸۸)

زیرِ سُم آنکھیں بچھاتی ہے نسیم سحری	پھول یہ پتلیاں سمجھے ہوئے ہے چشمِ پری

آتشِ عشق میں جوں شمع سراپا جل جائیں

دیکھیں یہ پتلیاں حوریں بھی تو آنکھیں کھل جائیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اہلِ عالم کو ہے کیوں اِسکی اصالت پہ عجب — زیرِ راں شبیرِ الٰہی کے رہا یہ مرکب (۸۹)
نسل پہ اس کی نہ کیوں فخر کرے ملکِ عرب — راکبِ دوشِ رسولِ عربی رہا یہ مرکب

منتخب کر کے سُوا اس کو بھی عزت دی ہے
اس کو خود صاحبِ معراج نے رفعت دی ہے

یوں عناں گھوڑے کی تھامے ہیں امامِ ابرار — ساری پیدا ہے بُراقِ نبویؐ کی رفتار (۹۰)
آ رہی ہیں یہی گردوں سے صدائیں ہر بار — کون عالم میں ہے اس طرح کا اب شاہ سوار

یہ شرف اور یہ مراتب یہ حشم کس کے تھے
دوش پر شاہِ دو عالم کے قدم کس کے تھے

اے خوشا جرأت و اقبالِ شہِ عرشِ نشیں — جاں بلب خوف سے پیاسے کے ہوئے دشمنِ دیں (۹۱)
ہر طرف دامنِ صحرا ہے لہو سے رنگیں — دور تک کٹ گئی ہے خوف کے دراڑوں سے زمیں

کسی نے دنیا میں لڑائی کا یہ نقشہ دیکھا
آج پھر غزوۂ خندق کا تماشہ دیکھا

رَن میں لاشوں کے ہر اک سمت لگے ہیں انبار — دو پہ دس ہیں دس پہ بیس سو پہ ہیں کفار ہزار (۹۲)
زیرِ مرکب ہیں پیادے تو پیادوں پہ سوار — جو زبردست تھے وہ پھینک کے بھاگے ہتھیار

زرد چہرے ہوئے ہیں خوف سے غداروں کے
قلب تھرا رہے ہیں ڈر سے جگر داروں کے

ہے زبس غیظ و غضب میں پسرِ شیرِ خدا — گونج کر تا بہ فلک جاتی ہے نعروں کی صدا (۹۳)
نہر سے خون کے دریا کا بڑھا ہے دھارا — دستِ شبیرؑ میں لو دے رہی ہے شمعِ قضا

.... چھوڑے ہوئے گھر اپنے
ہیں اٹھائے ہوئے جبرئیل بھی شہپر اپنے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دفعتاً رن میں اٹھا شور کہ یا شاہِ اُمم ۹۴ الاماں رو گئے اب ہاتھ کو اے ابرِ کرم
دم نکلتے ہیں نہ چمکائیے شمشیرِ دو دم! کیجیے رحم آپ کو روحِ علی اکبرؑ کی قسم
بے سبب آپ پہ کیں ہم نے جفائیں مولا
بخشیئے امتِ عاصی کی خطائیں مولا

ناگہاں آئی یہ محبوبِ الٰہی کی صدا ۹۵ تو نے امت کا بڑا کام کیا ہے بیٹا
آج ہی کا ہے وہ دن جس کا کیا تھا وعدا وقتِ آخر ہے بس اب جلد ہو یہ فرض ادا
حق کو محبوب ہے تیری یہ عبادت بیٹا
تجھ پہ موقوف ہے امت کی شفاعت بیٹا

روک کر تیغ شرر بار یہ حضرت نے کہا ۹۶ آپ کی اُمت عاصی پہ ہوں سو جاں سے فدا
بس یہ فرما کے تھمے تھے ابھی شاہِ والا واں پلٹنے لگے بھاگے ہوئے سب اہلِ جفا
قتلِ سرورؑ کا ہوا شور ستمگاروں میں
جانِ زہرؑا و نبیؐ گھر گیا تلواروں میں

سب یہ تاکید جو کرتا ہے بن سعدِ لعیں ۹۷ دوڑے آتے ہیں سوارانِ صفِ لشکرِ کیں
دور تک گھوڑوں کی ٹاپوں سے لرزتی ہے زمیں چھاؤں میں تیغوں کے ہے فاطمہؑ کا ماہِ مبیں
آسماں روتے ہیں احمدؐ کے نواسے کے لئے
سیکڑوں خنجرِ بے آب ہیں پیاسے کے لئے

کوئی سنتا نہیں فریادِ امامِ والا ۹۸ خون پیاسے کا بہاتے ہیں لعین واویلا
برچھیاں اور دل و جانِ رسولِ دوسرا زخمِ تیر و تبر و خنجر کجا شاہ کجا
جسم غربال ہے تیروں سے ستمگاروں کے
ایک اک جسم پہ سو زخم ہیں تلواروں کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اے غلامانِ جگر بند رسولؐ مختار — تیغ کیں لے کے بڑھا ایک شقی و بدکار
(۹۹)
آکے پہلو سے جو ظالم نے لگائی تلوار — گر پڑا خاک پہ عمامۂ شاہِ ابرار
خوں میں تر اور بھی جسمِ شہِ ذیجاہ ہوا
شق جبیں تک سرِ فرزندِ یداللہ ہوا

سر کو تھامے ہوئے جھکتے تھے ابھی شاہِ اُمم — ناگہاں سینۂ اقدس پہ لگا تیرِ ستم
(۱۰۰)
بہہ گیا قلب لہو ہو کے رکا آپ کا دم — لے کے خنجر و نیزۂ سر تیز بڑھا اک اظلم
ہے غضب کچھ نہ ترس پیاسے پہ کھایا اس نے
دفعتاً رکنِ امامت کو گرایا اس نے

یاں گرے خاک پہ گھوڑے سے امامِ والا — نکلی خیمے سے اُدھر خواہرِ شاہِ والا
(۱۰۱)
گود میں بالی سکینہؑ کو لیے تھی فضہؑ — روکتی جاتی تھی گرتی ہوئی زینبؑ کی ردا
کر کے فریاد جو وہ بھائی کو چلاتی تھی
نالۂ فاطمہؑ زہرا کی صدا آتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : سیّد رضی حیدر

تخلّص : فریدؔ

عرفیت : سلطان صاحب

والد : سیّد عابد مجیدؔ

ولادت : ۱۸۸۲ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اولاد : ڈاکٹر اختر احمد (حیدر آباد دکن)، ڈاکٹر افتخار احمد (کراچی)

وفات : ۲۶، اگست ۱۹۶۸ء

حیات : ۸۷ برس

قبر : کربلائے امداد حسین خاں لکھنؤ

خدمات : ۲۲ مرثیے، سلام، رباعیات

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
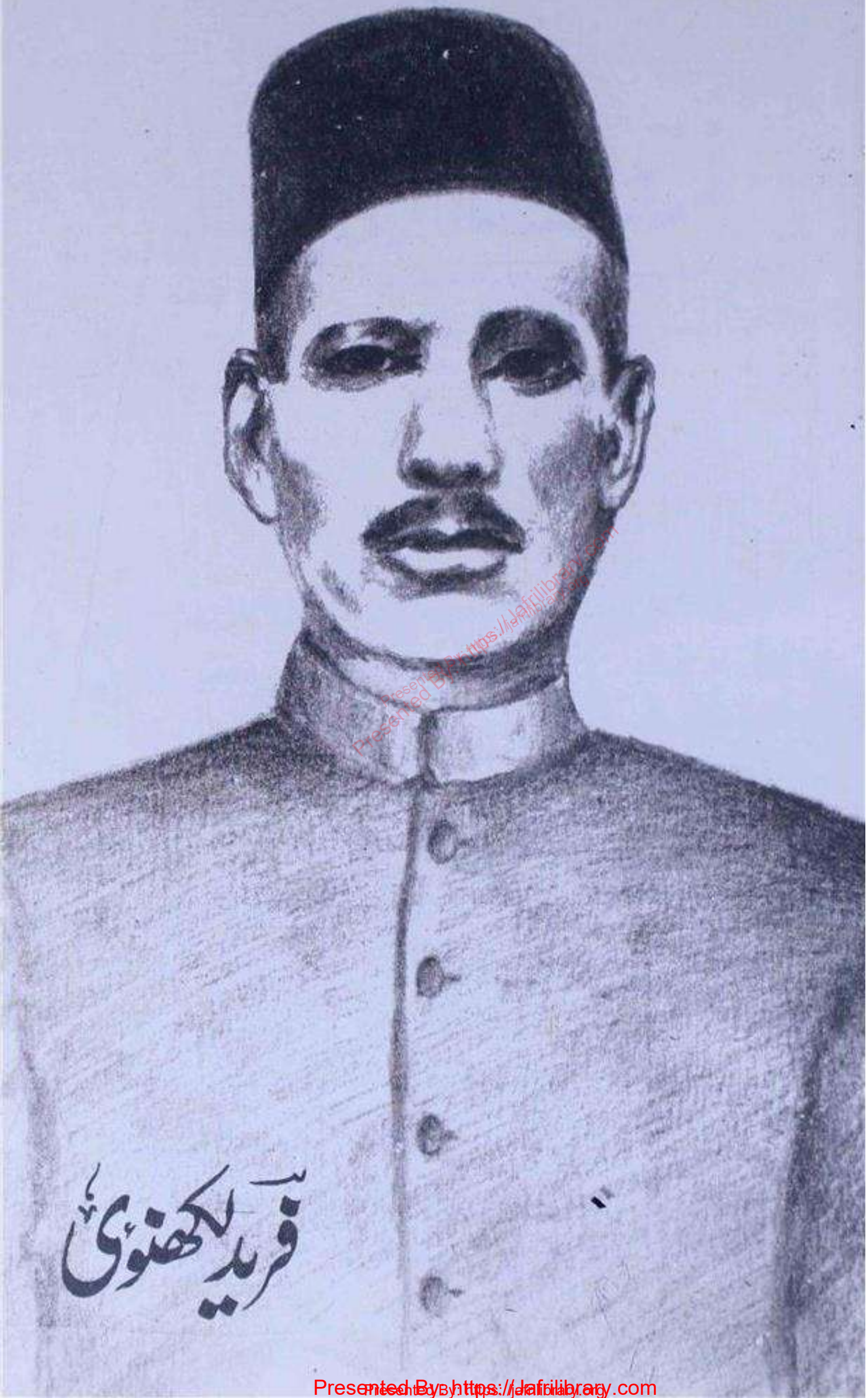
سیّد رضی حیدر عرف سلطان صاحب فرید، ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ پردادا میر انیس تھے۔ دادا بنّے صاحب سعید، اور والد سیّد عابد مجیب تھے۔ فرید کی والدہ پیارے صاحب رشید کی بہن تھیں۔

فرید کے بیان کے مطابق:-

"فرید کی تعلیم و تربیت والد سیّد عابد مجیب کے زیر نگرانی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد سیّد عابد مجیب نے انھیں ایک معلّم کے سپرد کیا جس نے "آمد نامہ، کریماں، گلستاں، بوستاں" وغیرہ ختم کرائی۔ مولانا حامد حسین عرف میر سیّد صاحب جو کتب خانۂ ناصریہ کے مہتمم تھے۔ ان سے فارسی کے ساتھ عربی پڑھی اور مزید تعلیم خطیبانِ عصر مولانا محمد رضا صاحب اور مولینا سیّد سبطِ حسن صاحب سے حاصل کی۔ آخر میں ناصر الملّت کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے آبائی فن مرثیہ گوئی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنے ماموں پیارے صاحب رشید کی خدمت میں پہونچے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رشید نے حکم دیا کہ روز ایک غزل کہہ کر لاؤ۔ فرید پابندی سے غزل کہہ کر لیجاتے اور رشید فرش کے نیچے رکھ دیتے۔ کچھ دنوں کے بعد رشید نے فرید کی کہی ہوئی غزلوں کو ایک پرانے مٹی کے گھڑے میں رکھوا دیا اور جب فرید غزل لے جا کر پیش کرتے رشید کا حکم ہوتا کہ گھڑے میں ڈال دو۔ اسی طرح سال گزرا، اور فرید اپنے صبر کا امتحان دیتے رہے۔ آخر ایک دن فرید نے کہدیا "ماموں ابّا اب تو گھڑا بھر گیا" دوسرا رکھوا دیجئے! رشید نے سمجھ لیا کہ فرید کا پیمانۂ صبر چھلکنے کو ہے مشفقانہ انداز میں کہا" اچھا فرید اس طرح میں۔

"جامِ جم لے کر چلا تھا جب سکندر ہاتھ میں"

ایک غزل اور کہہ لو اور اسی "طرح" میں ایک سلام بھی۔ اور قافیہ میں رُخ بدل کر چار چار شعر کہنا" فرید آداب کہہ کر رخصت ہوئے، رات بھر جاگے دوسرے دن جو غزل اور سلام حسب الحکم رشید کی خدمت میں پیش کیا۔ رشید نے قلم اٹھایا۔ کسی مصرع میں لفظ بدلا، کہیں شعر پر "ص" بنایا۔ کسی شعر کی تخیل کی تعریف کی، کہیں الفاظ کی با سلیقہ بندش پر "شاباش" کہا۔

فرید کہتے تھے کہ اس دن پچیس پچیس مرتبہ کھڑے ہو کر اپنے ماموں کو مؤدبانہ تسلیم کی۔ رشید نے غزل اور سلام واپس کرتے ہوئے فرمایا" فرید! اب تم مرثیہ کہنا شروع کرو۔ تمہاری مشق بڑھانے کے لئے تم سے اتنی غزلیں کہلوائیں کیونکہ مثلث، رباعی، خمسہ، اور مسدس میں شاعر اپنے جذبات، احساسات، خیالات اور واقعات کو تین، چار، پانچ اور چھ مصرعوں میں نظم کرتا ہے اور غزل میں جملہ مطالب صرف دو مصرعوں میں منظم کرنا پڑتے ہیں۔ یہ فرما کر رشید نے مرثیہ کے نکات سمجھائے اور کہا" فرید! اب بزرگوں کے مرثیے دیکھو وہی میرے لئے مشعلِ راہ تھے اور وہی تمہاری بھی رہنمائی کریں گے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اب فرید نے جملہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے، میر انیس، مونس، نفیس، وحید، جلیس کے مرثیوں کا مطالعہ کرنے کے بعد مرثیہ گوئی کے میدان میں قدم رکھا، اور پہلا مرثیہ جس کی ابتدا اس "مصرعہ" سے ہوتی ہے ؎

"شگفتگی گلِ مضموں کی ہے بہارِ سخن" (۱۱۱ بند)

نظم فرما کر رشید کی خدمت میں پیش کیا، جسے سُن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ کامیابی کی دعائیں دیں۔ اور یہ انھیں دعاؤں کا اثر تھا کہ اپنے عہد میں فرید فردِ فرید تھے۔ دوسرا مرثیہ فرید نظم کر رہے تھے کہ رشید کا انتقال ہوگیا، اب فرید نے اپنے قوتِ علم و فن کے سہارے اپنے اسلاف کی بنائی ہوئی شاہراہوں پر چلنا شروع کیا۔ ہر سال ایک نیا مرثیہ کہتے اور ۲۳ رجب المرجّب کو ناظم صاحب کے امام باڑے میں پڑھتے۔ مرثیے مقبول ہوتے گئے اور شہرت بڑھتی گئی۔ اب فرید مستقل عشرۂ محرم میں پٹنہ اور اربعین میں حیدر آباد دکن جانے لگے۔

فرید سالانہ مجلس ۲۳ رجب المرجّب کو پڑھتے تھے۔ لکھنؤ کے چند حضرات نے اسی مجلس کے وقت پر سید تقی کے امام باڑے میں ایک مجلس کی بنا رکھی۔ جس میں میر فدا حسین یحیٰ مرثیہ پڑھنے لگے۔ اُسی زمانے میں فرید نے اَبّو صاحب کے یہاں گولہ گنج میں ایک مجلس پڑھی اُس مجلس میں کسی شاعر نے اُن کے مرثیے کے بعض اشعار پر اعتراض کیا۔ فرید نے جواب دیا یہ غزل نہیں ہے۔ معترض نے کہا کہ میں بھی مرثیہ کہتا ہوں۔ فرید یہ کہتے ہوئے اُٹھے، میں مانتا ہوں کہ آپ نے مرثیہ کہا ہوگا، آپ سے پہلے بھی دوسروں نے مرثیہ کہا ہے اور آئندہ بھی کہیں گے۔ مرثیہ گوئی ہماری میراث ہے۔ جیسی استخواں بندی ہم کریں گے، غیر نہیں کر سکتے۔ بات بظاہر ختم ہوگئی لیکن اس کا ردِّ عمل یہ ہوا کہ معترض شاعر نے اپنے ایک شاگرد کو مرثیہ گوئی پر آمادہ کیا اور فرید کے لئے دوسرا محاذ تیار ہوگیا۔ ان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حالات کو دیکھتے ہوئے فرید کے دوست مولانا حیدر حسین نکہت نے فرید کو مشورہ دیا کہ وہ لکھنؤ میں مرثیہ پڑھنا ترک کر دیں۔ فرید کے گوشہ نشیں ہونے کے بعد فرید کے ممدِ مقابل مرثیہ گو شعراء کو پھر منبر پر نہیں دیکھا گیا' لیکن فرید ہر سال نیا مرثیہ کہتے تھے اور گھر پر اپنے مخصوص احباب و اعزّا کو بلا کر سُنایا کرتے تھے۔

فرید کا انتقال ۷۸ سال کی عمر میں' ۲۶ر اگست ۱۹۶۸ء میں محلّہ مشک گنج لکھنؤ میں ہوا۔ کربلائے امداد حسین خاں میں دفن ہوئے۔ فرید کے مرثیے اُنکے فرزند ڈاکٹر احمد اختر کے پاس حیدر آباد دکن میں موجود ہیں۔

فرید کی مرثیہ گوئی کا آغاز ۱۹۱۶ء میں ہوا۔ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۵۰ء تک فرید نے جو مرثیے تصنیف کیے ہیں' ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے :-

	(مطلع)	(سنِ تصنیف)
۱۔	شگفتگیٔ گلِ مضموں کی ہے بہارِ سخن	۱۹۱۶ء
۲۔	حکمراں وہ ہے کہ ہو فیض رساں جس کا وجود	۱۹۱۷ء
۳۔	صف بستہ آگے پیچھے ہیں سب بانیانِ شر	۱۹۲۰ء
۴۔	دے دی جہاد کی جو اجازت امامؑ نے	۱۹۲۱ء
۵۔	یارب غمِ سفر میں کوئی مبتلا نہ ہو	۱۹۲۲ء
۶۔	شہؑ جو خیمے سے برآمد ہوئے اکبرؑ کو لیے	۱۹۲۲ء
۷۔	پھر ضو فگن آئینۂ عنوانِ سخن ہے	۱۹۲۳ء
۸۔	باتیں جو غم انگیز ہیں دل سب کے بھر آئے	۱۹۲۴ء
۹۔	پھر آج عزم بارگہِ مدحِ شاہؑ ہے	۱۹۲۵ء

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

	(مطلع)	(سنِ تصنیف)
۱۰-	تیغِ عباسؑ کھنچی رَن میں ہوئی اِک ہلچل	۱۹۲۶ء
۱۱-	جلوہ گر رَخش پہ عباسؑ علمدار ہوئے	۱۹۲۸ء
۱۲-	شوکت عجب ہے بارگہِ مدحِ شاہؑ کی	۱۹۲۹ء
۱۳-	دی رَن کی رضا ہو گئے مجبور جو سرورؑ	۱۹۳۰ء
۱۴-	صدقے ماں، پہلے تو زخموں کا گلستاں دیکھو	۱۹۳۲ء
۱۵-	ناگہاں پہنچے جو میداں میں جنابِ عباسؑ	۱۹۳۳ء
۱۶-	کھول اے ذہنِ رسا پھر درِ میخانۂ نظم	۱۹۳۴ء
۱۷-	اصغرؑ کو دفن کر کے جو شہؑ آئے اشکبار۔	۱۹۳۵ء
۱۸-	مجبور جب جہاد پہ شاہِؑ اُمم ہوئے۔	۱۹۳۶ء
۱۹-	سب سے مل جل کے کہا آؤ سکینہ آؤ	۱۹۳۷ء
۲۰-	بخدا فرض شناسی ہے بشر کا جوہر	۱۹۳۸ء
۲۱-	اظہارِ حق، عبادتِ پروردگار ہے	۱۹۳۸ء
۲۲-	جانے کو قتل گاہ میں تھے سرورِ اُمم	۱۹۳۹ء

فریدؔ کے مرثیوں میں عام طور سے دو سو بند ہوتے تھے۔ بعض مرثیوں میں ۲۲۷ بند اور ۲۶۵ بند بھی ہیں۔ ۱۹۳۸ء سے فریدؔ نے مختصر مرثیے کہنے شروع کر دیئے تھے لیکن ہر وہ چیز جو طویل مرثیوں میں ہُوا کرتی تھی اسے اپنے خاندانی حدود و قیود میں رکھتے ہوئے نظم کرتے تھے۔ اس انداز کا انھوں نے پہلا مرثیہ

"اظہارِ حق، عبادتِ پروردگار ہے"

کہا تھا، جس میں صرف ساٹھ (۶۰) بند تھے اور چہرہ، رخصت، تلوار، گھوڑے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کی تعریف، رزم، ساقی نامہ اور آخر میں شہادت وغیرہ سب کچھ کہا تھا۔ فرید نے وقت کے تقاضے کے مطابق یہ نیا راستہ نکالا تھا۔ لیکن انھیں زیادہ موقع نہیں ملا۔ صرف چند مختصر مرثیے تصنیف کر سکے۔

فرید کی مجلسِ چہلم، ناظم صاحب کے امام باڑے میں ہوتی تھی، جس میں مولانا سید ابنِ حسن نونہروی نے فرید کی شاعری اور مرثیہ گوئی کی خوبیوں کو بیان کیا تھا، مجلس سے پہلے لائق علی ہنر لکھنوی اور سید محمد نقی محدث نے قطعاتِ تاریخ پیش کئے تھے۔ سید محمد نقی محدث نے قطعہ میں فرید کا تعارف بھی پیش کیا ہے :-

آج بھی کہتا ہے ہم سے کربلا کا ہر شہید
پیش کر اشکوں کے موتی آ ادھر جنت خرید

مجلسِ چہلم ہے جنکی ہے یہ انکا خاندان
اُنس کے بیٹے تھے دو اور انمیں اکبر تھے وحید

ان وحیدِ عصر کے اِک چھوٹے بھائی اور بھی تھے
بنے صاحب جنکو کہتے تھے تخلص تھا سعید

اور سعیدِ باصفا کے ایک ہی فرزند تھے
نام جن کا سید عابد تھا، تخلص تھا مجید

فخر کے قابل نہ کیوں ہوں سے سعیدِ خوش خصال
انکے ہی فرزندِ عالی تھے، رضی حیدر فرید

اپنے ورثہ میں تھا پایا، مرثیہ گوئی کا فن
آپکے ماموں تھے اُستادِ زماں حضرت رشید

آپکے غم میں ہی یوں تو ہر شناسا سوگوار
آپ کے مرنیکا اہلِ فن کو ہے صدمہ شدید

فیضِ خالق سے ملا تھا ان کو یہ تازہ کمال
آپ نے بخشا ہے ساقی نامہ کو طرزِ جدید

مدح خوانِ پنجتن تھے، ہی یقیں اِنکے لئے
لُطفِ خالق سے بنے گا روزِ محشر روزِ عید

آپ کے اشعار ہیں آئینۂ اظہارِ حق
ہوتا ہے جس سے عیاں صبرِ شہ ؑ ظلمِ یزید

پیرو شبیر ؑ تھے بس، صابر و شاکر تھے وہ
خالقِ اکبر سے وابستہ تھی ان کی ہر اُمید

قبر کے پردے میں خوابیدہ ہیں وہ آرام سے
مصلحت قدرت کی تھی ہم ہو گئے محرومِ دید

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئے ہونگے خیر مقدم کو ملک کہتے ہوئے
اُلفتِ آلِ نبیؐ ہے بابِ جنت کی کلید
پاس ہیں شبیرؑ و شبرؑ کے اِرم میں اے نقی
آج کل آرام سے سید رضی حیدر فرید

۱۹۶۸ء

محسن الملت مولانا سید محسن نواب رضوی اعلی اللہ مقامہٗ نے بھی فرید لکھنوی کی وفات پر قطعہ تاریخ کہا تھا:۔

عبث ہے عیش دو روزہ کا آسرا اے دل
نہ جوڑ زیست سے الفت کا سلسلہ اے دل

فلک ستانے سے ہم کو نہ باز آئے گا!
ہوئی ہے صبر و تحمل کی انتہا اے دل

وہ جانشینِ وحید زماں و اُنس و انیس
کہوں تو کیسے کہوں وہ آہ مر گیا اے دل

جو منبروں پہ گُل افشاں رہا کیا برسوں
وہ آہ راہی خلد بریں ہوا اے دل

جو کل تھا رونق بزمِ حسینِؑ غریب
وہ آج خاک کے بستر پہ سو گیا اے دل

ہزار حیف وہ قحط الرجال میں اٹھا
کہے گا کون اب اس طرح مرثیہ اے دل

خطاب ہاتف غیبی میں سال رحلت ہے
فرید عصر وہ شاعر کہاں گیا اے دل

۱۳۸۸ھ

مرثیہ نگاری:۔

حضرت علی اکبر میدانِ جنگ کی سمت بڑھ رہے ہیں:۔

وہ مہک جسم کی وہ رُخ کی ضیا صلِّ علیٰ
زُلفیں مَس کرتی تھی کہہ کہہ کے ہوا صلِّ علیٰ

گونج کر کہتی ہو ٹاپوں کی صدا صلِّ علیٰ
چار سو دشت میں ہے صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

گرد اُٹھتی ہے جو تحصیل سعادت کیلئے
اُونچے ہو جاتے ہیں ذرّے بھی زیارت کیلئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت علی اکبر کے رجز کا اثر اور فوجِ یزید کی بھاگڑ کو ایک "بند" میں اس طرح پیش کرتے ہیں :-

ناگہاں نعرۂ شیرانہ سے گونجا جنگل   فرطِ ہیبت سے ہوئی چار طرف اِک ہلچل
ہو کے گھوڑے اَلِف اسوار گرے منہ کے بل   صف وہ آخر ہوئی، تھی جو کہ صفوں میں اوّل
جنگ لائے تھے لڑائی کے اِرادے، بھاگے
پاؤں رکھ رکھ کے سواروں پہ پیادے، بھاگے

اِسی مرثیے میں جنابِ علی اکبرؑ کے گھوڑے کی تعریف :-

رخش وہ رخش ہے بچپن سے جو ہمراہِ رکاب   اِسقدر تیز قدم ہے کہ ہوا نام عقاب
بنتا ہے گرمیٔ میدانِ جدل سے سیماب   سُنکے تکبیر کی آواز، پھر آیا ہے شباب
وصف جتنا بھی نزاکت کا ہو وہ تھوڑا ہے
کہ ہوا تیغ کے دامن کی اُسے کوڑا ہے

اِسی مرثیے میں "ساقی نامہ" کا ایک بند :-

مے وہ عمارؓ نے مختار نے بوذرؓ نے جو پی   مومنِ پاک ہوئے مالکِ اشترؓ نے جو پی
اَوصیا سے نہ چھٹی، جملہ پیمبرؑ نے جو پی   ساقیا کیسے ہیں، رحمتِ داور نے جو پی
جسکے یہ نشے جمع تھے ترے میخواروں میں
منہ سے ساغر نہ چھٹے چن گئے دیواروں میں

مرثیہ :- "مجبور جب جہاد پہ شاہِ اُمم ہوئے" میں جنابِ زینبؑ اپنے بچوں سے جنت کا نقشہ بیان کرتی ہیں :-

جس سمت دیکھو قدرتِ خالق ہی جلوہ گر   حوریں ٹہلتی ہیں روِشوں پر اِدھر اُدھر
تم سے گِنی نہ جائینگی نہریں ہیں اِس قدر   وہ صنعتیں عجیب کہ حیران ہو بشر
بجلی کی آب و تاب ہے ہر ایک نہر میں
چاندی گھلی ہوئی ہے کہ پانی ہے لہر میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کوثر کے اِرد گرد، درختوں کی وہ قطار
مستوں کی طرح جھومتی شاخیں وہ میوہ دار
ضو دے رہے ہیں رنگ بہ رنگے جو برگ و بار
روشن چمن کا عکس ہے پانی میں آشکار
تا دُور طرفہ کیف یہ ہے آب و تاب میں
اِک آگ ہے لگی وہ چراغاں ہے آب میں

حضرت امام حسینؑ کی عظمت و بزرگی کا ذکر جناب کی زبانی۔ (عونؑ و محمدؑ سے فرماتی ہیں):۔

بچّے ہو اپنے ماموں کا کیا جانو مرتبہ
یہ وہ ہیں جنکے نور سے باغ جناں بنا
سردارِ اہل خلد ہیں، مظلوم کربلا
جد اِن کے مصطفےٰؐ جو ہیں سرتاج انبیاءؑ
زہراؑ کے لعل، ختم رسُل کے نواسے ہیں
ساقی ہیں بابا انکے یہ دو دن کے پیاسے ہیں

جناب زینبؑ، بچوں کی ہمت افزائی کے لئے مزید فرماتی ہیں:۔

جنّت پہ جن کو رشک ہو ایسے چمن بنے
زخموں کے اتنے گُل ہوں کہ گلزار تن بنے
دولھا جہاد کے بنو گل پیرہن بنے
کپڑے ہوں خون میں ڈوب کے خونی کفن بنے
نانیؑ بلائیں لیتی ہوں وہ آن بان ہو
جاؤ جو خلد میں تو شہیدوں کی شان ہو

جو ساتھ دے حسینؑ کا جنت سے ہو قریب
رویا کریگی بیکسی ایسے ہیں یہ غریب
قربان ہو جو راہِ خدا میں ہے خوش نصیب
یہ دُکھ، یہ غم، یہ رنج اٹھانا کسے نصیب
اکدن محبّ حسینؑ کے جاں اپنی کھوئینگے
ہم کاش ساتھ ہوتے یہ کہہ کہہ کے روئینگے

ایک اور قصیدہ میں "ساقی نامہ" کے بند:۔

وہ پئیں بادہ جو ہے بادۂ عرفانِ خدا
جسکے ہر قطرہ سے آتی ہے نظر شانِ خدا
جسکے پینے سے بڑھے دولتِ فرمانِ خدا
مے وہ مے جس سے کہ مانا گیا قرآنِ خدا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جو محمدؐ کی رسالت کے لئے تاج ہوئے
نشہ جب اور بڑھا عرش پہ معراج ہوئے

جسکی تلچھٹ کو کہیں آبِ بقا وہ بادہ
نشہ جس بادہ کا ہے صبر و رضا وہ بادہ
روح اپنی جسے سمجھے مسیحا وہ بادہ
جس کو پیتا تھا نصیری کا خدا وہ بادہ
بڑھ گیا لطف محمدؐ کے جو بستر پہ پیا
کعبہ کعبہ ہوا جب دوشِ پیمبرؐ پہ پیا

ایک اور مرثیہ سے "ساقی نامہ" کے بند :۔

کوثر میں جواب نہیں جسکا وہ شراب
عصیاں ہیں بیحساب پیؤں کیوں نہ بیحساب
مستی میں ہو سوالِ نکیرین کا جواب
مرقد سے تا بہ خلد بنے جادۂ ثواب
اٹھوں لحد سے تیرے قدم چومتا ہوا
گزروں پلِ صراط سے میں جھومتا ہوا

سمجھا تجھے جو وہ ترا دیوانہ بن گیا
انساں تو کیا فرشتہ بھی پروانہ بن گیا
رحمت کا دل ترے لئے کاشانہ بن گیا
جلوہ جہاں ہوا وہیں میخانہ بن گیا
ساقی تجھے پسند خدا ہی کا گھر ہوا
کعبہ میں در ہوا کبھی مسجد میں در ہوا

مرثیہ درحال حضرت عباسؑ سے "ساقی نامہ" کے چند بند :۔

طلبِ بادہ بھی اور مست سے دیدار بھی ہے
دیکھئے جسکو وہ بیہوش بھی ہشیار بھی ہے
مے کی تعریف میں کیفیتِ اسرار بھی ہے
تو تو اس بادہ کا ساقی بھی ہے میخوار بھی ہے
کیوں نہ پھر پینے پلانے کا یہ پیمانہ نہ ہو
گھر جب اللہ کا ساقی کا زچہ خانہ نہ ہو

واقعہ کہتا ہے میں کیوں کہوں کیونکر پی ہے
بھرے میدان میں دن کو سرِ منبر پی ہے
ایک ہی جام میں ہمراہِ پیمبرؐ پی ہے
فرقِ احمدؐ سے بلند آپنے ہو کر پی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دیکھ کر ہوش و حواس اہلِ وفا کے گم تھے
دیں کی تکمیل کا پیمانہ غدیری خم تھے

بارہا ہی سپرِ شافعِ محشر بن کے | کفر پسپا ہوا، ہی قاتلِ عنتر بن کے
ہی ہے خندق پہ کبھی فاتحِ خیبر بن کے | ہی کبھی بسترِ احمدؐ پہ پیمبر بن کے

معجزے بادۂ عرفاں کے یہی ہوتے ہیں
کہدیا دیکھنے والوں نے، نبیؐ سوتے ہیں

حضرت عباسؑ کے گھوڑے کی تعریف :-

رخش کے ٹھاٹھ وہ ہیں شیر نیستاں کہیئے | دیکھ کر جاہ و حشم، تختِ سلیماں کہیئے
کم سے کم برقِ مجسم، رمِ جولاں کہیئے | ذہن تھک جائے اگر قدرتِ یزداں کہیئے

نظریں شوقینوں کی اٹھتی ہیں جدھر پھرتا ہے
چشمۂ نور ابلتا ہے، ادھر پھرتا ہے

عاشقِ آلِ نبی، بغض ہی بے پیروں سے | کوششوں میں نہیں غافل نہیں تدبیروں سے
جاتا ہی بچتا ہوا، نیزوں سے شمشیروں سے | برچھیوں اڑتا ہے لشکر کے بچے تیروں سے

رحمت اللہ کی ہی سایہ میں، وہ گھوڑا ہے
پیاسے بچوں کا خیال اسکے لئے کوڑا ہے

حضرت عباسؑ مشک بھرنے کے بعد "گنج شہیداں کی طرف دیکھکر فرماتے ہیں :-

کہتے ہیں کاش کہ تم سب لبِ ساحل ہوتے | اور پڑ مردہ ہوئے ہونٹ، خنک دل ہوتے
آب لیجانے میں مانع جو یہ جاہل ہوتے | مشک پہ سینہ سپر ہو کے مقابل ہوتے

خوں برستا ہوا ہر تیغِ دو دم سے جاتا
پانی بچوں کا بڑے جاہ و حشم سے جاتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلطان صاحب فرید

سلام

غم شہؑ میں نہ کیوں ہم جان دیں اہل ولا ہو کر
لہو رویا گلے سے خنجر قاتل جدا ہو کر

لگایا پار بیڑا شہؑ نے پابند رضا ہو کر
جہاز صبر پہ کی ہے خدائی ناخدا ہو کر

اُترتا گھونٹ تھی آب بقا کا نزع کی ہچکی
پیا جام شہادت حرؑ نے جب تیغ آزما ہو کر

امام عصر تھے وقت نماز آیا جو زنداں میں
گری عابدؑ کی بیڑی ہتکڑی خود ہی جدا ہو کر

علیؑ کا مرتبہ مہر نبوت کیا بڑھائے گی
جب احمدؐ دوش پر ہیں آپ محبوب خدا ہو کر

سناں کھینچے بجز شبیرؑ کون اکبرؑ کے سینہ سے
گرے یہ کوہ غم غربت میں جب بے آشنا ہو کر

معاذ اللہ اصغرؑ کا گلا اور تیر سہ شعبہ
نشانہ پر لیے ہے باپ پابند رضا ہو کر

انا الحق کہنے والو یوں فنا فی اللہ ہوتے ہیں
اُٹھا سجدہ سے سر شبیرؑ کا تن سے جدا ہو کر

بڑھا جب خوف عصیاں کا کہا یہ رحمت حق نے
کہ دوزخ سے ڈرا جاتا ہے تو اہل ولا ہو کر

خدا کیونکر نہ بخشے اُمّت عاصی کو نانا کی
نواسا جب گلا کٹوائے مصروف دعا ہو کر

تغیّر سے رخ اکبرؑ کے رعشہ تن میں پڑتا ہے
سناں کھینچتی نہیں شبیرؑ سے مشکل کشا ہو کر

سلام

ہو گی بربادی تو دُرِّ مدعا مل جائے گا
خاک میں اپنی غبار کربلا مل جائے گا

ناخدا پایا علیؑ سا اب خدا مل جائے گا
ڈوبتے بیڑے سے ساحل کا پتا مل جائے گا

محو ہو جاویں گے کہتے تھے یہ اُمت کے گناہ
حلق شہ خنجر سے جب وقت دعا مل جائے گا

دیکھ لیں گے نزع کی ایذا میں سوئے کربلا
بیڑیاں پہنے کوئی مشکل کشا مل جائے گا

بعد قتل شہ بڑھی جب فوج غربت نے کہا
فاطمہؑ کا گھر جو لوٹو گے تو کیا مل جائے گا

حشر میں دیکھیں گے جب روئے علیؑ و روئے نبیؐ
دونوں آئینوں میں اک نور خدا مل جائے گا

کہتی تھی قسمت کہ حُر پہونچے تو سوئے فوج شر
جا کے دوزخ میں جناں کا راستہ مل جائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیرؑ کی مداحی میں ساتویں پشت"

ذکی لکھنوی

(مرثیہ صاحب)

میر انیسؔ کے پرنواسے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام: سیّد محمد ذکی

تخلص: ذکیؔ

عُرفیت: مُنّے صاحب

والد: سیّد محمد نقی رضوی

والدہ: شہزادی بیگم (میر انیسؔ کی نواسی)

ولادت: ۱۸ ر اکتوبر ۱۸۶۲ء لکھنؤ

Presented By: https://jafrilibrary.com

اولاد: محمد حیدر وحشیؔ لکھنوی، سیّد محمد رضی، سیّد محمد وصی،

وفات: ۱۵ ر جون ۱۹۴۳ء یوم شنبہ

حیات: ۸۱ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیسؔ" لکھنؤ

خدماتِ ادب: ۸، مرثیے، سلام، قصائد
رباعیات و غزلیات وغیرہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
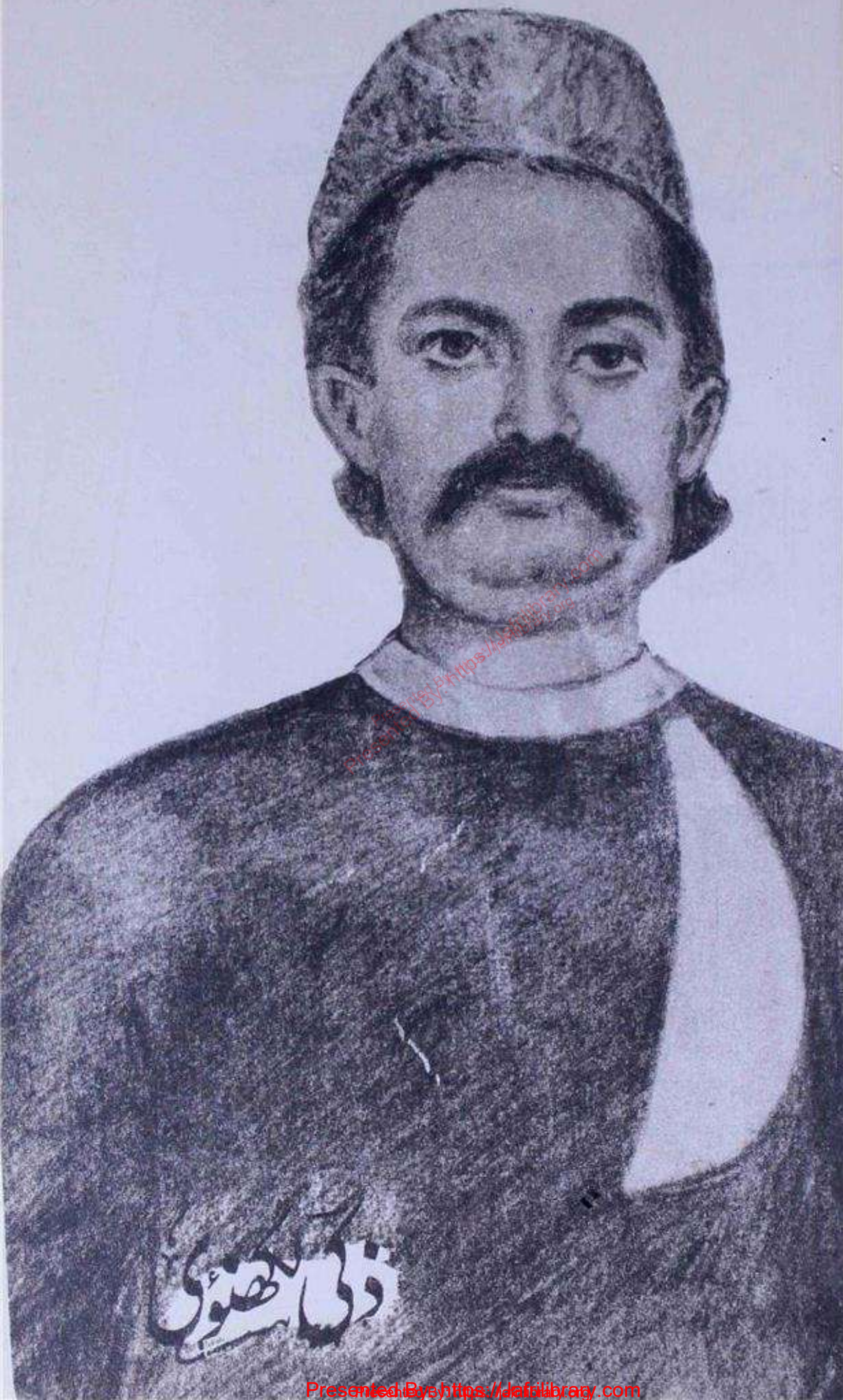
Presented By: https://jafrilibrary.com
منّے صاحب ذکیؔ کے حالاتِ زندگی اور شاعری

سیّد محمد ذکی نام، ذکیؔ تخلص، عرفِ عام میں منّے صاحب ذکیؔ کے نام سے مشہور تھے۔ ۱۸؍ اکتوبر ۱۸۶۲ء کو لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ میر انیسؔ کی بڑی صاحبزادی عبّاسی بیگم (زوجۂ سیّد نامن علی) کی بیٹی شہزادی بیگم (زوجۂ محمد نقی) کے فرزند تھے جن کا شجرہ اس طرح ہے:۔ (آپ والد کی طرف سے رضوی تھے)۔

میر انیسؔ
↓
دخترِ عبّاسی بیگم (زوجۂ سیّد نامن علی)
↓
دخترِ شہزادی بیگم (زوجۂ سیّد محمد نقی)
↓
منّے صاحب ذکیؔ
↓

سیّد محمد حیدر (وحشیؔ لکھنوی)	سیّد محمد رضی (مقیم لکھنؤ)	سیّد محمد وصی (مقیم کنیڈا)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
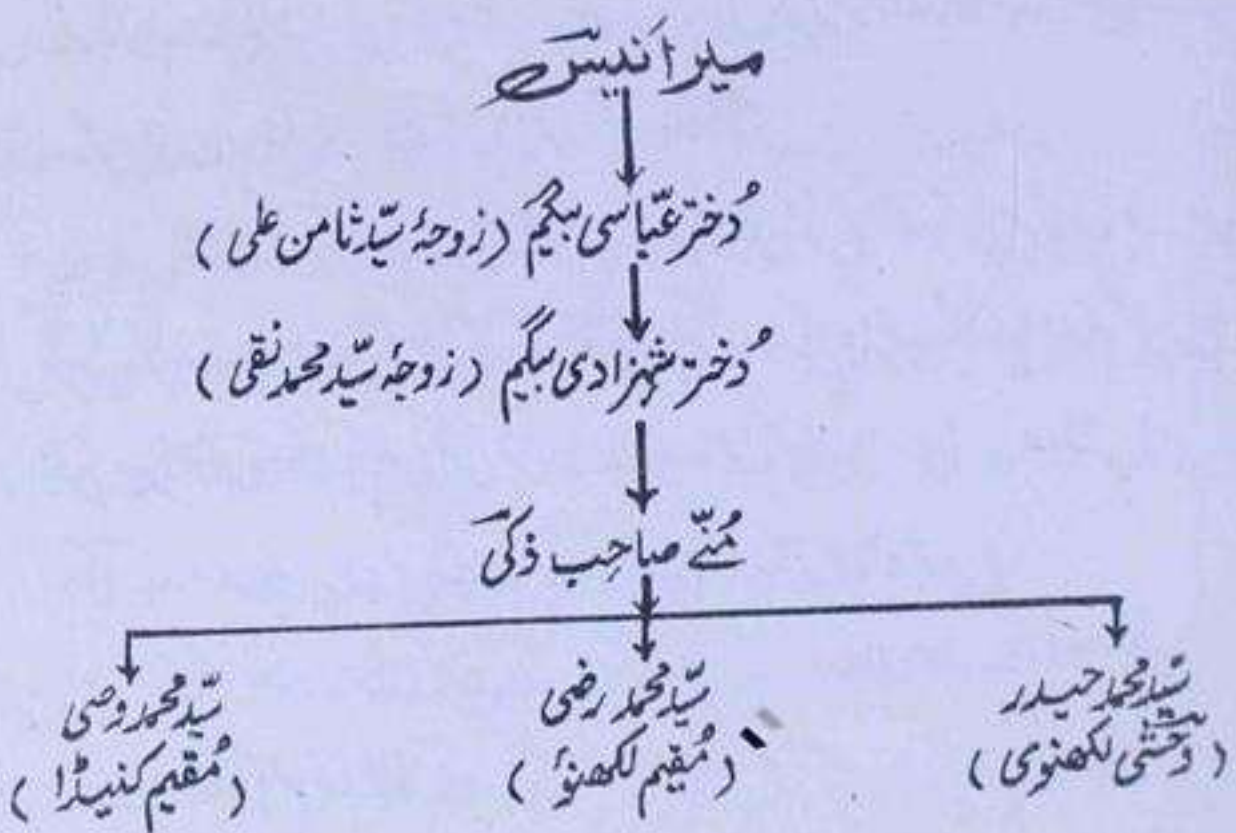
آپ کے والد کا نام محمد نقی تھا پیارے صاحب رشیدؔ کی منجھلی صاحبزادی منسوب تھیں مگر اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ عقدِ ثانی سے تین فرزند (سید محمد حیدر، سید محمد رضی، اور سید محمد وصی) پیدا ہوئے۔

شاعری میں اپنے خسر پیارے صاحب رشیدؔ کے شاگرد تھے۔ مرثیہ نگاری میں آپ بڑی خصوصیات کے مالک ہیں۔ مجالس پڑھنے کے سلسلہ میں بائیس سال تک آپ کا قیام پٹنہ (صوبہ بہار) میں رہا۔ جہاں آپ کے کلام کو بہت مقبولیت حاصل تھی۔ اہلِ پٹنہ آپ کو میر ذکی حسین صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے۔ حسین آباد ٹرسٹ میں ملازم تھے۔ محلہ وزیر گنج لکھنؤ میں مکان تھا۔

ذکیؔ کے کُل اٹھتّر مرثیے ہیں۔ اِن کے علاوہ سلام، رباعیات، قصائد، اور غزلیات بکثرت ہیں۔ جو اِن کے پسماندگان کے پاس ابھی تک لکھنؤ میں محفوظ ہیں۔ لکھنؤ اور پٹنہ میں آپ کے بہت سے شاگرد تھے، بعض اب بھی موجود ہیں۔

تہذیب لکھنوی، آپ کی وضع قطع کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

"آخر میں صرف آپ ہی کی ذات تھی جو انگرکھے کے ساتھ ساتھ منبر پر چوگوشیہ ٹوپی پہن کے خدمت خواندگی انجام دیتے تھے۔ آپ کی طرزِ خواندگی کا سکّہ ابھی تک اہلِ ذوق کے دِلوں پر جما ہوا ہے۔" (اسرارِ محسن صہ ۸۹)۔

۱۵ جون ۱۹۴۳ء یوم شنبہ نو بجے صبح کو میڈیکل کالج لکھنؤ کی سرزمین پر یہ بے مثال مرثیہ گو مداحِ حسینؑ، عمر کے اکیاسی (۸۱) سال گزار کے جانب ملکِ عدم کوچ کر گئے۔ مقبرہ میر انیس لکھنؤ میں اہلِ خاندان نے دفن کیا۔ (اسرارِ محسن صہ ۸۹)۔

ذکیؔ کے مندرجہ ذیل مرثیے ہمارے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہیں :-

(۱) بحرِ مداحیِ حیدرؑ کا شناور ہوں میں :- بند ۹۷ - درحال حضرت امام حسینؑ -

(۲) تنہا رہے جو شاہِ اُمم قتلگاہ میں :- " " "

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳) جب صف کشتی کی دھوم ہوئی قتلگاہ میں ۔ بند ۔ در حال حضرت امام حسینؑ ۔
(۴) کس کو سب اہلِ جہاں اہلِ ولا کہتے ہیں ۔ بند ۱۶۰ ۔ " حضرت عباسؑ ۔
(۵) کرم و عاطفت خالقِ یزداں ہیں علیؑ ۔ بند ۶۹ ۔ " " علیؑ ۔
(۶) میں شانہ کشِ گیسوئے لیلیٔ سخن ہوں ۔ بند ۱۱۸ ۔ " " امام حسینؑ ۔
(۷) ہزار حسن ہیں جس میں وہ آئینہ ہے سخن ۔ بند ۹۳ ۔ " " عونؑ و محمدؑ
(۸) ہے زباں طرۂ دستارِ فصاحت میری ۔ بند ۱۲۴ " حضرت امام حسینؑ

ہندوستان میں فنِ خطابت کے ارتقاء کے بعد مرثیہ نگاری میں بہت سے اہم خصوصیات کا اضافہ ہوا۔ مرثیوں کے ابتدائیہ یعنی چہرے میں فضائلِ معصومینؑ، سیرتِ ائمہؑ، حدیث اور روایات کو نظم کرنے کا رجحان بڑھ گیا۔ خاندانِ میر انیسؔ کے شعراء نے بھی یہ اسلوب پسند کیا۔ بظاہر اس طرز کے بانی بھی خاندانِ میر انیسؔ ہی کے شعراء تھے۔ میر انیسؔ کے چند مرثیے فضائل و مناقب پر مشتمل ہیں۔ بعد میں میر نفیسؔ نے بہت کچھ اضافہ کیا۔ منّے صاحب ذکیؔ کے مرثیوں میں یہ اسلوب شدت سے پایا جاتا ہے۔ اُن کا ایک مرثیہ :-

"کرم و عاطفتِ خالقِ یزداں ہے علیؑ"

یہ پورا مرثیہ حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی چند بند مدح کے ہیں مثلاً :-

زینتِ عرشِ خدا، رونقِ دنیا ہے علیؑ ۔۔۔ مالکِ کوثر و فردوس، مصلّٰی ہے علیؑ
سالکِ مسلکِ حق، عدل میں یکتا ہیں علیؑ ۔۔۔ قمرِ برجِ امامت، شہِ بطحا ہیں علیؑ
کب مدد حق نے نہ کی کب نہ بنے کام انکے
اسد اللہ و یداللہ ہوئے نام انکے

رونقِ "کن فیکون"، نیرِ دیں بابِ علوم ۔۔۔ حاکمِ کلِّ جہاں، حکمِ خدا کے محکوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اُنکے خادم ہیں ملائک، یہ ہیں کُل کے مخدوم — اِنتہا ہے کہ ہیں سب رازِ الٰہی معلوم
جُز نبیؐ، اَفضلِ کُل عالمِ ایجاد ہوئے
یہ بزرگی تھی کہ جبرئیلؑ کے اُستاد ہوئے

ہیں یہ مانندِ نبیؐ، ہادیٔ دینِ اِسلام — دوست کا اِنکے ہے آغاز سے بہتر انجام
یہ دیا اَوج خدا نے کہ ہوئے عرش مقام — پوچھیے قومِ نُصیری سے ہوئے اِن سے جو کام
کیا سمجھتے ہیں وہ کیا جانتے کیا کہتے ہیں
بندے اَللہ کے ہیں، اِن کو خدا کہتے ہیں

مُنّے صاحب ذکیؔ کے مرثیوں میں خاندانِ انیسؔ کے مرثیوں کے کُل لوازمات پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے "ساقی نامہ" گھوڑا۔ تلوار۔ رجز۔ سراپا سبھی کچھ نظم کیا ہے لیکن ان مرثیوں میں وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر فضائل و مناقب کے لئے نئی راہیں پیدا کی ہیں۔ ان مرثیوں کے چہروں میں اِصلاحی بند بھی ملتے ہیں۔ رجز لکھتے ہوئے اِمام حسینؑ کی زبانی حضرت علیؑ کی فضیلتیں اس طرح نظم کرتے ہیں۔ رَوانی، زبان کی سلاست اور فصاحت قابلِ داد ہے:۔

فرمایا! دمِ جنگ ہیں سب کیوں نظر انداز — ہاتھوں میں کمانوں کو اُٹھائیں قدر انداز
پیچھے وہ ہٹیں جو کہ ہیں تیغ و سپر انداز — شمشیرِ علیؑ میری کمر میں ہے سر انداز
کاش اس کی دمِ جنگ زمانے پہ جلی ہے
بَدر و اُحد و خندق و خیبر میں چلی ہے

یہ تیغ ہے جسکی ہیں اُسی کا ہوں دل و جاں — سردارِ جوانانِ عرب، خلق کا سلطان
جُود و کرم و اَوج میں جو فخرِ سلیمان — خورشیدِ جہاں، نورِ چراغِ رہِ ایماں
یہ عزّ و شرف خلق کے جرّار دُھنیں کب ہیں
ان کے اَسَدُ اللہ، یَدُ اللہ لقب ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رتبہ وہ ملا حق سے انھیں جسکی نہیں حد
دیں اوج پہ ہو انکو ہمیشہ یہ رہی کد
یہ وہ ہیں کہ پائی شہِ لولاک کی مسند
عالم نے کہا قوتِ بازوئے محمدؐ
پوشیدہ ہیں کب مرتبے شہِ عقدہ کشا کے
دامادِ پیمبرؐ بھی ہیں بیٹے بھی چچا کے

حیدر کی طرح کون ہوا بحرِ کرامت
حق سے کسے حاصل ہوئی یہ عزت و قدرت
احمدؐ کا وصی کون ہے جز شاہِ ولایت
کس کے رخِ تاباں پہ ہے یہ نورِ ہدایت
کعبہ بھی کہے گا کہ سرِ اصنام یہی ہیں
روشن ہے کہ شمعِ رہِ اسلام یہی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ —— از عالیجناب سیّد محمّد ذکی لکھنوی مرحوم

در حال حضرت امام حسینؑ

میں شانہ کشِ گیسوئے لیلائے سخن ہوں

بند (۱۱۸)

(۱)
میں شانہ کشِ گیسوئے لیلائے سخن ہوں
وارفتہ و دلدادہ و شیدائے سخن ہوں
میں نورِ رُخِ گوہرِ دریائے سخن ہوں
میں حُسنِ معانیِ سراپائے سخن ہوں
میں شمع وہ ہوں مہر کی تنویر ہے جس میں
آئینہ وہ ہوں نور کی تصویر ہے جس میں

(۲)
میں بادہ کشِ میکدۂ صدق و صفا ہوں
میں راہ روِ جادۂ تسلیم و رضا ہوں
میں شمعِ سرِ محفلِ اربابِ وفا ہوں
میں ذاکرِ اندوہ ملالِ شہدا ہوں
یوں سینہ میں دل خوگرِ اندوہ و الم ہے
ہر لفظ مری نظم کا افسانۂ غم ہے

(۳)
میں بلبلِ خوش لہجہ و بستانِ سخن ہوں
ہاں شہرِ فصاحت میں میں سلطانِ سخن ہوں
دیوانۂ گیسوئے پریشانِ سخن ہوں
میں حسنِ سخن روحِ سخن جانِ سخن ہوں
آغاز سے پیدا ہیں سب انجام کی باتیں
ہیں ایک نئے بات میں سو کام کی باتیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٤)
اعجاز کی ہمسر ہے مری سحر بیانی ۔ ہے بحرِ رواں طبعِ ہنرور کی روانی
وہ ہیچمداں ہوں کہ خدا ہے ہمہ دانی ۔ ہے دعبل و حسان کی صفت مجھ کو کہانی
مدحت میں وہ میری سی طبیعت نہیں رکھتے
یہ حسنِ معانی یہ محبت نہیں رکھتے

(٥)
شاہنشہِ اقلیمِ فصاحت ہوں تو میں ہوں ۔ سرکردۂ افواجِ بلاغت ہوں تو میں ہوں
ہاں بلبلِ گلزارِ امانت ہوں تو میں ہوں ۔ مرتاضِ گل و گلشنِ مدحت ہوں تو میں ہوں
کس سر میں بھلا دید کا سودا نہیں ہوتا
گلشن میں مرے خار کا کھٹکا نہیں ہوتا

(٦)
ہوں آلِ محمد میں یہ توقیر ہے کافی ۔ نخوت سے بری ہوں کہ نہیں وصفِ اضافی
رکھتا نہیں کوئی سببِ عفو و معافی ۔ ہے کون سی وہ بات کروں جس کی تلافی
بد وہ ہے جو اچھے کی بھلائی نہیں کرتا
دل میرا برے کی بھی برائی نہیں کرتا

(٧)
اچھا نہ ہوں کیوں خلق میں میں فضلِ خدا سے ۔ پایا ہے بلند اوج سعادت میں ہما سے
ہوں صاحبِ توقیر بزرگوں کی دعا سے ۔ مقبول ہوا آلِ محمد کی ثنا سے
جب مائلِ توصیف و ثنا پاتی ہیں زہراء
کس شوق سے سننے کو چلی آتی ہیں زہراء

(٨)
اللہ رے مرا بختِ رسا واہ ری قسمت ۔ ذرہ سے میں خورشید ہوا واہ ری قسمت
رتبہ ہوا شاہوں سے سوا واہ ری قسمت ۔ منبر پہ پیمبر کے ہے جا واہ ری قسمت
جب آنکھ اٹھی کوثر و طوبیٰ نظر آیا
جنتی سے مجھے عالمِ بالا نظر آیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٩)

اِس مدح سے حاصل ہوا یہ اَوجِ فراواں ہے زیرِ قدم اب مرے تاجِ سرِ سلطاں

ماتحت بلندی میں ہیں یاں قیصر و خاقاں وہ تخت ملا ڈھونڈھتا تھا جسکو سلیماں

ہم نے یہ شرف سحر نہ اِعجاز میں دیکھا

یہ اَوج نہ پریوں میں نہ پَرواز میں دیکھا

(١٠)

اِس مدح سے مَیں مستحقِ خلدِ بریں ہوں تا بزمِ جناں نام ہے جس کا وہ نگیں ہوں

کرتے ہیں ثنا میری مَلَک گو مَیں کہیں ہوں پھر خلق میں کیا صاحبِ توقیر نہیں ہوں

کب باغِ اِرم سایۂ طوبٰی نہیں ملتا

یہ مدح جو کرتا ہے اُسے کیا نہیں ملتا

(١١)

مَیں سوچوں تو پہلے کہ ہے کیا میری لیاقت اِس مدح کے قابل نہ زباں ہے نہ طبیعت

معنی میں لطافت ہے نہ مضموں میں فصاحت مصرع بھی نہیں چُست کوئی کیسی بلاغت

ہوں ہیچداں طبع پہ قابو نہیں رکھتا

اس رنگ کا ہوں پھول جو خوشبو نہیں رکھتا

(١٢)

شمشیرِ وہ ہوں کاٹ کا پانی نہیں جس میں ہائے وہ زباں سحر بیانی نہیں جس میں

وہ ذہن رسا ہے ہمہ دانی نہیں جس میں وہ بحرِ طبیعت ہے رَوانی نہیں جس میں

کہنے کو ہوں بُلبل پہ چہکتے نہیں دیکھا

ذرّہ بھی وہ ہوں جسکو چمکتے نہیں دیکھا

(١٣)

وہ سرو ہوں قمری کوئی جس پر نہیں شیدا وہ گُل ہوں خزاں رنگ سے جسکے ہے ہویدا

بستی بھی ہوں ایسی کہ جو ہے روکشِ بیدا وہ شہر ہوں ویرانہ سدا جس سے ہے پیدا

ہیں لاکھ شرف پر کوئی عزّت نہیں رکھتا

سلطاں وہ کسی پر جو حکومت نہیں رکھتا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴)

زیبا ہے جو مجھ ہیچمداں کی نہیں عزت
بیکار ہیں اہلِ ہنر و علم و فضیلت
کچھ جنسِ کمالات کی اب قدر نہ رغبت
کم سحر سے آنکھوں میں ہے اعجاز و کرامت
سو وصف ہوں تو صاحبِ جوہر نہیں کہتے
اعلیٰ کو بھی ادنیٰ کے برابر نہیں کہتے

(۱۵)

بے قدر زمانے کی شکایت نہ ہو کیونکر
الماس کو گہ شیشہ کہا اور کبھی پتھر
حیرت کی ہے جا کہتے ہیں ذیقدر یہ اکثر
کس کام کا آئینہ بنانا تھا سکندر
مانی کی صفت اب نہ ہے بہزاد کی تعریف
ہے ناخنِ پا تیشۂ فرہاد کی تعریف

(۱۶)

ہے جنس گراں مایہ و بے عیب سراسر
تعریف تو کیا عیب نظر آتے ہیں اکثر
فرماتے ہیں اب اصل سے یوں نقل ملا کر
آئینۂ چینی سبدِ گل سے ہے بہتر
کوئی پئے سیر اب سرِ بازار نہ ٹھہرے
یوسف کو بھی بیچو تو خریدار نہ ٹھہرے

(۱۷)

اور دوسرے اب ہو کوئی تالیف کہ تصنیف
لائق ہو ثنا کے بھی تو کرتے نہیں تعریف
ہو حمدِ الٰہی کہ ائمہؑ کی ہو توصیف
اک واہ کے کرنے میں بھی ہے قلب کو تکلیف
یارب اثر الفت نہ ذرا دل میں کسی کے
رقتِ نہیں ماتم میں حسینؑ ابنِ علیؑ کے

(۱۸)

افسانۂ ماتم ہو کہ مذکورِ مصیبت
قصہ ہو غم و درد کا یا ذکرِ شہادت
ماں باپ کا اندوہ کہ اولاد کی فرقت
سب سنتے ہیں اور قلب پہ طاری نہیں رقت
اب فاطمہؑ تک درد کا نالا نہیں جاتا
مجلس میں ہوئی دیر تو بیٹھا نہیں جاتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۹)

ذاکر کوئی سر پیٹے جو یہ حال سنا کر — مارے گئے بنتِ اسداللہ کے دلبر
پامال ہوا ابنِ حسن کا تنِ اطہر — بے دست ہوئے نہر پہ عباس دلاور
برچھی کا پھل اکبر کے کلیجے میں در آیا
یہ سن کے بھی منہ کو نہ کسی کا جگر آیا

(۲۰)

یا شاہِ نجف دیجئے اب سحرِ بیانی — ہو طبع رواں میں مری کوثر کی روانی
ہر فقرہ ہو اندوہ و مصیبت کی کہانی — خوں آنکھوں سے بہہ جائے عوضِ اشک فشانی
یارب! وہ اثر ہو کہ کسی کو نہ کل آئے
چپ بیٹھیں تو دل چیر کے پہلو نکل آئے

(۲۱)

لو خلد میں چلاتی ہیں زہرا جگر افگار — آمادہ ہوں اب رونے پہ حضرت کے عزادار
ملنے گئے ہیں خیمہ میں سب سے شہِ ابرار — ہے شور کہ ہے ہے پسرِ حیدرِ کرار
ہیں سوگ نشیں سب شہِ ذیجاہ کے گھر میں
خاک اڑ رہی ہے آج شہنشاہ کے گھر میں

(۲۲)

سب بی بیوں کو دیکے تسلی شہِ صفدر — اب آئے ہیں بیمار کے بستر کے برابر
بے ہوش جو تھا تپ کے سبب وہ مہِ انور — جاری کیا بس سورۂ الحمد زباں پر
رنج و الم و درد کے پہلو نظر آئے
جب ہاتھ رکھا نبض پہ تو اشک بھر آئے

(۲۳)

فرمایا اٹھو اے پسرِ صابر و شاکر — ہشیار ہو، جاتا ہے یہ مظلوم مسافر
جو غم ہوں، زباں شکرِ خدا سے نہ ہو قاصر — بس سیدِ سجاد، خدا حافظ و ناصر
طے کرتے ہیں جو راستہ پیش آتا ہے بیٹا
ماں بہنوں سے ہشیار رہیو جاتا ہے بیٹا

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۴)

آئی جو صدا کان میں شبیرؑ کی اک بار
منھ تکنے لگا کھول کے آنکھوں کو وہ بیمار
فرزند سے فرمانے لگے سیدِ ابرار
صحت تمھیں دے خالقِ اکبر مرے دلدار
نازوں کا پلا آج ہر اک چھٹتا ہے بیٹا
جنگل میں چمن فاطمہؑ کا لٹتا ہے بیٹا

(۲۵)

تھا صبح سے تم کو تو بخار اے مرے پیارے
سب مر گئے وہ جیتے تھے ہم جنکے سہارے
اے لال یہ ناموس حوالے ہیں تمہارے
کچھ دیر نہیں ہم بھی ہیں اب گور کنارے
کیونکر کہیں جو صبح سے دکھ پائے ہیں عابدؑ
ہم آخری رخصت کیلئے آئے ہیں عابدؑ

(۲۶)

فرما کے یہ اٹھنے جو لگے سیدِ ابرار
اک آہ کی اور رونے لگے عابدؑ بیمار
چاہا کہ اٹھیں ملنے کو لیکن ہوا دشوار
صحت کی دعا شہ نے پڑھی جب بہ دلِ زار
مضطر یہ ہوا دل کہ نہ رُوکا گیا آخر
بستر سے اٹھے شہؑ، انھیں غش آگیا آخر

(۲۷)

فرمایا کہ اے زینبؑ و بانوئے دلِ افگار
ہم جاتے ہیں، تم عابدِؑ مضطر سے خبر دار
یہ کہہ کے سکینہؑ کو بصد درد کیا پیار
رومال رکھا آنکھوں پہ تڑپا جو دلِ زار
جو سب سے جدا ہوتا ہی کیا اسکو کل آئے
شہؑ روتے ہوئے خیمہ سے باہر نکل آئے

(۲۸)

بکھرائے ہوئے بال یدُاللہ کی جائی
در تک گئی کہتی ہوئی ہے ہے مرا بھائی
نزدیک فرس آیا جو وہ حق کا فدائی
یاں بہرِ مدد فوجِ ملائک نظر آئی
فرمایا بہت رحمتِ غفّار ہی مجھ کو
امداد کسی کی نہیں درکار ہے مجھ کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۹

فرما کے یہ دیکھا جو سوئے لشکرِ غدّار
آئے جو نظر سامنے سب کو شہِ ابرار
اللہ رے اثر سب کے ارادے ہوئے بیکار
یوں ڈر سے گھلے جسم کہ ڈھیلے ہوئے ہتھیار
ہر ایک کماں ہاتھ میں بل کھائی ہوئی ہے
باجوں کی صدا خوف سے تھرّائی ہوئی ہے

۳۰

تھرّاتے ہیں دل سینوں میں پھولے ہوئے ہیں دم
آپس میں اشارے بھی یہی کرتے ہیں اظلم
ہے چار طرف فوج میں سنّاٹے کا عالم
گھوڑے پہ ہوئے جلوہ نمایاں شہِ اکرم
لی باگ سنبھل کر جو شہِ جنّ و بشر نے
بوسے لیے رہوار کے قدموں کے ظفر نے

۳۱

سیدھے ہوئے شہ پاؤں رکابوں میں جما کے
سر باندھ کے رہوار کا اور باگ اٹھا کے
تصویرِ علیؑ بھر گئی ہر آنکھ میں آ کے
آہستہ بڑھایا تو اڑے ہوش ہوا کے
تیزی ہی نہ اس میں تھی نہ ہمراہِ فرس تھی
پچھلے قدم آنکھوں سے لگانے کی ہوس تھی

۳۲

پریاں ہوں خجل یوں قدم انداز سے دھرنا
کچھ جھوم کے چلنا کبھی اٹکھیلیاں کرنا
ٹاپوں سے زمیں کا وہ دبانا وہ ابھرنا
کچھ پیچھے زمانے کا وہ تھک تھک کے ٹھہرنا
اعجاز وہ گھوڑا تھا چھلاوہ تھا کہ کیا تھا
وہ چال جسے دیکھ کے رن ٹھہرا ہوا تھا

۳۳

چال ایسی کہ جو رفرفِ صرصر میں نہیں ہے
کب اس کو فلک دیکھ کے چکر میں نہیں ہے
تیزی وہ کہ جبریلؑ کے شہپر میں نہیں ہے
کب کوئی ہوا ایسی ہے جو سر میں نہیں ہے
اب چار طرف ذکر ہیں سرعت کے وفا کے
بچپن سے یہ کھیلا کیا جھونکوں سے ہوا کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۳۴
تسمہ بھی نہیں باگ کا ہلتا وہ سبک چال
گر زیرِ قدم آئے تو چیونٹی نہ ہو پامال
ہو موجِ نسیمِ سحری اسکی جو تمثال
نرمی یہ کہاں سیکھے ابھی آکے مہ و سال
سبزہ بھی تو راحت کے مزے پاتا ہے اس سے
بیدار وہ کر دیتی ہی خواب آتا ہے اس سے

۳۵
ممکن نہیں یہ ناز، یہ انداز پری کو
یہ چال سکھاتا ہے نسیمِ سحری کو
ہر راہ میں ڈھونڈھا ہی کیا ہمسفری کو
کب فوق ہی اس رخش پہ جادو نظری کو
کس کو دمِ جولاں نظر آتا ہے یہ گھوڑا
ہر آنکھ میں پھرتا ہوا جاتا ہے یہ گھوڑا

۳۶
کس طرح سے تحریر صفت اسکی ہو ہم سے
دوڑا نہ گیا صفحہ کے میداں میں قلم سے
وصف اسکے تگاپو کا سنو شاہِ امم سے
سرعت کا زمانے میں ہی نام اسکے قدم سے
فکر اسکو یہی ہے، پہ کبھی حال نہ پائی
اب تک فلکِ پیر نے یہ چال نہ پائی

۳۷
وہ اسکی ادائیں کوئی دلجو کوئی دلکش
خوش طبع، سبک گام، گل اندام، پری وش
چہرہ وہ حسیں دیکھنے سے جسکو کریں غش
سینے پہ چمکتی ہوئی ہیکل وہ منقش
ہے خوشۂ پروین تھا قول اہلِ نظر کا
کلغی [illegible]یاں تھا کہ ستارہ ہی سحر کا

۳۸
بجلی چھپے شرما کے، جو واں برق سہم جائے
پریاں ہوں فدا راہ میں جھولے سے جو تھم جائے
حسرت سے فلک چال کو دیکھے جو یہ کم جائے
دنیا کی حدیں دیکھ لے گر چار قدم جائے
اسطرح کے رہوار تو شاہوں میں نہیں ہیں
ہیں کون سی راہیں جو نگاہوں میں نہیں ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

کیوں شوق سے پرواں نہ کریں اسکے نظارے
سُرعت کے زمانے میں ہیں ذکر اسکے سہارے
انداز بُراقِ نبویؐ کے جو ہیں سارے
گردونکی طرف دیکھ کے بھرتا ہے طرارے
کہتے ہیں ملک کب یہ نئی بات بھلا ہے
معراج پہ نانا کی، نواسہ بھی چلا ہے

(۴۰)

ہے غیظ میں گھوڑے پہ جو لختِ دلِ احمدؐ
اعدا میں تلاطم ہے کہ ہے شیر کی آمد
چہرے پہ ہے حیدرؑ کا غضب، رعبِ محمدؐ
تلوار چلے اب یہی کوشش ہے، یہی کد
گھر لٹنے کا صدمہ ہے نہ جرأت میں کمی ہے
رہوار پہ ملتے نہیں، پٹری یہ جمی ہے

(۴۱)

یوں باگ کو گانٹھے ہوئے ہیں سبطِ پیمبرؐ
بنتا ہوا جاتا ہے وہ رہوارِ فلک فر
گردن میں یہ خم ہے، مہِ نو صدقہ ہو جسپر
کس حسن سے ہے تھوتھنی سینے کے برابر
کیا حسن بیاں کیجیے اس رشکِ چمن کا
اندھیاری ہے چہرہ پہ کہ گھونگھٹ ہے دلہن کا

(۴۲)

پہنچا جو قریں فوج کے وہ عاشقِ باری
میداں کی زمیں خوف سے ہلنے لگی ساری
تیغ و تبر و تیر لئے دیکھے جو ناری
کف سوکھے لبوں پر ہوا یاں غیظ میں جاری
روکا جو فرس سب کے گھٹے حوصلے دِل کے
دیوارِ صفِ فوجِ لعیں رہ گئی ہل کے

(۴۳)

فرمایا دمِ جنگ ہیں سب کیوں نظر انداز
ہاتھوں میں کمانوں سے اٹھائیں قدر انداز
پیچھے وہ ہٹیں جو کہ ہیں تیغ و سپر انداز
شمشیرِ علیؑ میری کمر میں ہے سر انداز
کاٹ اسکا دمِ جنگ زمانے پہ جلی ہے
بدر و احد و خندق و خیبر میں چلی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۴)

یہ تیغ ہے جسکی میں اسی کا ہوں دل و جاں
سردارِ جوانانِ عرب، خلق کا سلطاں
جود و کرم و اَوج میں جو فخرِ سلیماں
خورشیدِ جہاں، نورِ چراغِ رہِ ایماں
یہ عزّ و شرف خلق کے جرّارِ زمیں کب ہیں
اِن کے، اسدُاللہ، یدُاللہ لقب ہیں

(۴۵)

رتبہ وہ ملا حق سے انھیں جسکی نہیں حد
دیں اَوج پہ ہو۔ اِن کو ہمیشہ یہ رہی کد
یہ وہ ہیں کہ پائی شہِ لولاک کی مسند
عالم نے کہا، قوّتِ بازوئے محمدؐ
پوشیدہ ہیں کب رتبے شہِ عقدہ کشا کے
دامادِ پیمبرؐ بھی ہیں، بیٹے بھی چچا کے

(۴۶)

مانندِ علیؑ کون ہوا خلق میں سردار
سرکارِ الٰہی کے یہ ہیں مالک و مختار
جرّار وہ جرّار جسے کہتے ہیں کرّار
ہے آپ سے جود و کرم و بخشش و ایثار
دنیا میں ہر اک دردِ مصیبت کی دوا ہیں
ہر عقدۂ لاحل کے لئے عقدہ کشا ہیں

(۴۷)

حیدر کی طرح کون ہوا بحرِ کرامت
حق سے کسے حاصل ہوئی یہ عزّت و قدرت
احمدؐ کا وصی کون ہے جز شاہِ ولایت
کس کے رخِ تاباں پہ ہے یہ نورِ ہدایت
کعبہ بھی کہے گا سرِ اصنام یہی ہے
روشن ہے کہ شمعِ رہِ اسلام یہی ہے

(۴۸)

حاصل ہے کسے حیدرِ صفدر کی فضیلت
ہیں مثلِ نبیؐ حاکمِ احکامِ شریعت
خوش خالقِ اکبر کو کیا۔ کی وہ عبادت
راضی بہ رضا، ماہرِ اسرارِ حقیقت
آگاہ ہیں سب، پوچھئے جواں سے کہ مُسن سے
پہچانا نہ خالق کو کسی نے مگر ان سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۴۹

پسپا کریں فوجوں کو وہ صفدر ہیں تو یہ ہیں
دریائے شجاعت کے شناور ہیں تو یہ ہیں
ہر وصف میں دنیا سے جو بہتر ہیں تو یہ ہیں
ابرِ کرم رحمتِ داور ہیں تو یہ ہیں
کب خلق میں ہو دادرو نمودار ہے ایسا
یوں جم کے لڑے کب کوئی کرار ہے ایسا

۵۰

آگاہ کریں فوج کے مجھ سے جو ہوں سردار
پہچاننے کو آگے بڑھیں صف سے نظر دار
میں بھی ہوں اُسی طرح نمودار و جگردار
جنگ آج کی آساں نہیں ہشیار خبردار
حق ساتھ سدا میرے ہے راضی برضا ہوں
میں اور نہیں لختِ دلِ شیرِ خدا ہوں

۵۱

ان باتوں نے ہر دل میں جو کی فوج میں تاثیر
تھرا کے ہٹے کچھ سپہِ شام سے بے پیر
زخمی ہوئے دل ان کے جو چمکاتے تھے شمشیر
خم مثلِ کماں ہو گئے وہ جو بنے جو تھے تیر
بیہوش ہوئے وہ مٹے جرأت جو بڑے تھے
سر اُن کے جھکے گرز جو ہاتھوں میں لئے تھے

۵۲

نیزوں کی لچک کہتی ہے دیکھو نہ اکڑنا
ہو جائے گا طول اس میں نہ حضرت سے بگڑنا
کہتے تھے علم پیچھے ہٹو دکھ میں نہ پڑنا
تھے صاف پھریرے نکلے اس لئے کہ نہ اڑنا
سونا دکھ غم قلب میں ترکش کے گڑے تھے
پر تیر سمیٹے ہوئے خاموش پڑے تھے

۵۳

نزدیک جو ہنگام نبرد و گشت ہے آیا
ہر قلب میں بربادیوں کا خوف سمایا
کاٹھی میں ہر اک تیغ نے منہ اپنا چھپایا
ہر ڈھال کی آنکھوں میں اندھیرا سا ہی چھایا
جانبر ہوئی ہیں سورۂ واللیل کو پڑھ کر
میدانِ وغا دیکھتی ہے پشت پہ چڑھ کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بے حس ہے کوئی، مرد کوئی بھرتا ہے آہیں
گھبرا کے کوئی ڈھونڈھ رہا ہے کوئی راہیں (۵۴)
تلواریں بھی کھنچتی نہیں ہاتھوں سے جو چاہیں
گھبرائی ہوئی دوڑتی پھرتی ہیں نگاہیں
دل ہل رہے ہیں یوں کہ سنبھالا نہیں جاتا
حضرتؑ کا غضب آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا

افسر نے قریب آکے جو دل سب کے بڑھائے
حضرتؑ کی طرف کھینچ کے تلواریں کچھ آئے (۵۵)
کچھ میسرہ کی سمت گئے نیزے اُٹھائے
کچھ میسرہ سے میمنہ کی سمت بلائے
کچھ قلب میں ہیں تبدیل گئے افسر کی رضا سے
میدان لرزنے لگا ڈنکے کی صدا سے

میدان میں جاتا تھا اُدھر فوج کا افسر
خاموش اِدھر دیکھتے تھے سبطِ پیمبرؐ (۵۶)
آراستہ جب چار طرف ہو چکا لشکر
اور کھینچ کے تلواریں بڑھے آگے بد اختر
سرچرخ پہ ہر سرکش و بدخواہ نے کھینچا
اب تیغ کو فرزندِ یداللہ نے کھینچا

اونچا جو کیا ہاتھ کو یہ برق سی چمکی
ہر صف کو نظر آنے لگی راہ عدم کی (۵۷)
حالت ہوئی یوں خوف سے غیر اہلِ ستم کی
کیں بند کبھی آنکھیں تو گردن کبھی خم کی
ہر قلب میں تیرِ الم و درد گڑے ہیں
جبریلؑ سمیٹے ہوئے پر دُور کھڑے ہیں

آمادہ جو تھا جنگ پہ حیدرؑ کا جگر بند
تھا دشمنوں کی فوج پہ واں امن کا در بند (۵۸)
تھامے جو تھی میدانمیں شکست اُنکے کمر بند
گھبرا کے ہوئی آنکھ کے پردے میں نظر بند
دم بند ہیں اسطرح کہ بولا نہیں جاتا
کیا ڈر ہے کہ اب آنکھوں کو کھولا نہیں جاتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۵۹

شبیرؑ یہ فرما رہے ہیں لشکرِ شر سے
میدانِ وغا دیکھنے کیا آئے ہو گھر سے
کیوں تیغیں نکالی نہیں جاتی ہیں کمر سے
سب جمع ہیں بڑھتا نہیں پر کوئی اُدھر سے
دن ختم ہے تنہائی میں گھبراتے ہیں پیچھے
ہم قافلہ سے چھوٹ کے رہ جاتے ہیں پیچھے

۶۰

یہ سُن کے بڑھے کھینچ کے تیغِ ستم آرا
وہ ان کی چمک جس پہ نظر کو نہ تھا یارا
ہر صف میں پیادوں کو سواروں نے پکارا
غصّہ میں بڑھا خود اسداللہ کا پیارا
لشکر نے قدم معرکہ کے دشت میں ڈالا
تلوار چلی شہؑ نے فرس گشت میں ڈالا

۶۱

سر گرنے لگے چار طرف کٹ کے تنوں سے
جاری ہوئیں اُف اُف کی صدائیں دہنوں سے
روحیں ہوئیں دوزخ کو روانہ بدنوں سے
ایک ایک گلے مل کے رہا تھا ہموطنوں سے
کہتی تھی اجل عاریت اس ہجر کا غم ہے
کچھ دیر میں مل جاؤ گے کیا اسکا الم ہے

۶۲

ہے ورطۂ غم میں سپہِ شام کی کشتی
کرنے کو ہے غرق اب عملِ زشت کی زشتی
ہیں منحرف کعبۂ ایماں جو کنشتی
دوزخ کی طرف بھیجتا ہے سب کو بہشتی
لشکر میں شرر ریز جو شمشیرِ علیؑ ہے
چلّاتے ہیں ناری کہ ہٹو آگ لگی ہے

۶۳

کیا بھاگیں ستمگر کہ ہیں پنجے میں اجل کے
سر جس کا اُڑا رہ گیا وہ ہاتھوں کو مل کے
جب کر چکے یاں قتل تو اس صف سے نکل کے
اس غول پہ دو ہاتھ لگاتے گئے چل کے
جس صف میں گئے لاکھوں کے منہ موڑ کے نکلے
دیوارِ صفِ لشکرِ شر توڑ کے نکلے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(٦٤)

جو صف سے بڑھا موت نے مرنے کی خبر دی
ہر شامیوں کے چہرے پہ چھائی ہوئی زردی
شبیرؑ نے مقتل کی زمیں لاشوں سے بھر دی
یہ صف تہ و بالا ہوئی پامال وہ کر دی
فرماتے ہیں کیا لشکرِ کفار رکے گا
ہاں ہاتھ، نہ تلوار، نہ رہوار رکے گا

(٦٥)

کم تیغ یہ دریا سے روانی میں نہیں ہے
برق اس سے سوا شعلہ فشانی میں نہیں ہے
رفتار یہ تیغِ صفہانی میں نہیں ہے
ہے کون سی وہ آگ جو پانی میں نہیں ہے
سوزاں ہیں، جہنم کی بتاتی بھی یہی ہے
ٹھنڈا بھی یہ کرتی ہے جلاتی بھی یہی ہے

(٦٦)

کفار سدا کرتے ہیں فریاد اسی سے
ہے موم دمِ معرکہ فولاد اسی سے
باغِ حسد و رشک ہے برباد اسی سے
ہر دم دلِ اسلام رہا شاد اسی سے
ہر جا یہ رہی ساتھ انہیں حق کے ولی کے
مسند پہ نبیؐ کی کبھی پہلو میں علیؑ کے

(٦٧)

لشکر پہ گری اٹھ گئی بیگانہ سمجھ کر
سر کر دیا زخمی کوئی دیوانہ سمجھ کر
چار آئینہ میں دم لیا کاشانہ سمجھ کر
گہ شمع بنی مجمعِ پروانہ سمجھ کر
ہر سر پہ کبھی سنگ تھی، فولاد کبھی تھی
شیریں تھی کبھی، تیشۂ فرہاد کبھی تھی

(٦٨)

بجلی ہو خجل دیکھ لے گر اس کی رَوا رَو
پھل کہنے کو ہے ایک مگر ذائقے ہیں سو
پرتو ہے اسی کا جسے کہتے ہیں مہِ نو
گو دو ہیں زبانیں مگر اک شمع کی ہے لو
صحبت کا نبیؐ اور علیؑ کی یہ اثر تھا
روشن کیا تاریک جو اسلام کا گھر تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۶۹)

سُنتی نہیں یہ لشکرِ کفّار کی فریاد
مضطر ہیں تو روحوں کو کئے دیتی ہے آزاد
اِک وار میں دو چار گرے جب ستم ایجاد
چِلّائی ظفر دیکھی یہ اُفتاد پہ اُفتاد
اِس سے بھی زیادہ ابھی آفت میں پڑو گے
جب گر گئے نظروں سے تو کیا خاک لڑو گے

(۷۰)

بھولے ہیں ستمگار لڑائی کا ہر اِک فن
ہیں بھاگنے کو رن سے سمیٹے ہوئے دامن
شمشیرِ علیؑ کی جو صدا جاتی ہے سن سن
آخر کی صفیں کہہ رہی ہیں کھولتا ہے رن
بولی ظفر اُدنیٰ یہ عوض ہیں ستموں کے
ہوش اُڑ رہے ہیں فوج میں ثابت قدموں کے

(۷۱)

اللہ رے شمشیرِ یداللہؑ کی روانی
دریا میں اُس کا خوف سے بہتا ہوا پانی
کیوں جانیں نہ لیتی کہ یہ تھی دشمنِ جانی
لاکھوں ہوئے واں زردہ کی شعلہ فشانی
خونریز و شرر ریز جو شمشیرِ علیؑ تھی
اُٹھتا تھا دھواں آگ یہ پانی میں لگی تھی

(۷۲)

چِلّا رہی ہیں مچھلیاں منہ اپنے نکالے
ہم بھن رہے ہیں ابنِ علیؑ جان بچا لے
تھا بحر میں شور اے شہِؑ دیں ہاتھ اُٹھا لے
جلنے کو ہیں، لاکھوں ہیں اِک جسم میں چھالے
سوزش کی اذیّت اب اُٹھائی نہیں جاتی
یہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی

(۷۳)

سر پٹکے ہیں ساحل پہ یہ موجیں ہیں پریشاں
نکلا ہے کہیں بہرِ اماں پنجۂ مرجاں
مرغابیاں جتنی تھیں وہ سب ہو گئیں بریاں
پانی میں ہیں گو۔ سوز مگر دل میں ہیں پنہاں
ہر قلب پہ کچھ اِس طرح شراروں سے چھنا ہے
ہے شور کہ دریا کرۂ نار بنا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۴)

یوں شعلہ فشاں تیغ تھی وہ فوجِ لعیں پر — بجلی نظر آتی تھی ہر اِک دشمنِ دیں پر
ٹپکا تھا لہو معرکہ میں جسکا کہیں پر — چنگاریاں پھیلی نظر آتی تھیں زمیں پر
جو قتل ہُوا رَن میں صفِ عہد شکن سے
شعلہ کیطرح رُوح نکلتی تھی بدن سے

(۷۵)

بجلی سی گری اسکو جدھر شاہؑ نے پھیرا — میداں میں جلایا کوئی خیمہ کوئی ڈیرا
پھکنے لگے تن ناریوں کے آگ نے گھیرا — پھیلا یہ دُھواں رَن میں کہ تھا دِن میں اندھیرا
حالت یہ ہوئی فوجِ نبئے و رُوم و عرب کی
دوزخ کا دَر آنکھوں میں نظر آتا تھا سب کی

(۷۶)

کیا لڑتا کوئی شاہؑ سے یہ تھی کس کی حقیقت — خالق نے عطا کی انھیں ہر طرح کی قدرت
احمدؐ کے نواسے پسرِ شاہِؑ ولایت — اِک نورِ نبوّت ہے تو اِک نورِ امامت
مضطر ہیں صفیں شیرِ خداؑ دیکھ رہے ہیں
احمدؐ بھی نواسے کی وغا دیکھ رہے ہیں

(۷۷)

بیہوش کوئی فوج میں ہے کوئی طپیدہ — ہے مثلِ کماں ہر قدر انداز خمیدہ
چلّاتے ہیں وہ لوگ جو لاکھوں میں ہیں چیدہ — یہ آج کی ہے جنگ جو دِیدہ نہ شنیدہ
بھاگو کہ نشاں فتح کا یاں گڑ نہیں سکتا
حیدرؑ کے گھرانے سے کوئی لڑ نہیں سکتا

(۷۸)

شمشیرِ یدُاللہ کی عجب جلوہ گری ہے — اَب جان تڑپنے کی بھی بسمل میں نہیں ہے
جرّار کوئی لشکرِ جاہل میں نہیں ہے — جو لائے تھے گھر سے وہ ہوس دل میں نہیں ہے
آگے تھی جو صف خوف سے پیچھے وہ کھڑی ہے
ایک اِک نے کمر کھولدی جانوں کی پڑی ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۹)

ایک اِک سے کہتا تھا کہ تم خوب لڑے واہ
وہ بولا تمہیں بھاگنے کی خوب ملی راہ
چلّایا وہ اس جنگ سے ہم کچھ نہ تھے آگاہ
یہ سنتے ہی کہنے لگا واں افسرِ بدخواہ
ہے دُور دلیرو یہ سپاہی کے چلن سے
مُنھ پھیر لیا جنگ میں اِک تشنہ دہن سے

(۸۰)

اک دیو پکارا کہ میں سرور سے لڑونگا
تنہا جگر و جانِ پیمبر سے لڑونگا
وہ ایک ہیں فوجوں سے میں لشکر سے لڑونگا
میداں میں اگر آئیں تو حیدر سے لڑونگا
ہیں مجھ پہ عیاں جو حملے ہیں جنگ میں سب کے
دِل دیکھ رہا تھا یہ شجاعانِ عرب کے

(۸۱)

یہ کہہ کے سجے جسم پہ سب جنگ کے ہتھیار
نیزہ وہ لیا ہاتھ میں جو کوہ پہ ہو بار
سامانِ وغا کر چکا جب وہ ستم آزار
وہ رخش منگایا جو کرے طے رہِ کہسار
ناراض جو بھاگ آنے پہ تھا فوجِ عرب سے
لی باگ، چڑھا رخش پہ مُنھ پھیر کے سب سے

(۸۲)

آگے جو بڑھا بجنے لگی فوج میں قرنا
جانے لگی تا چرخ صدائے دف و کرنا
آواز کا ڈنکے کی دلوں سے وہ گزرنا
گھوڑے کا ستمگر کے طرارے کبھی بھرنا
چلّائی ظفر حق کا وَلی دیکھ رہا ہے
ہشیار کہ فرزندِ علیؑ دیکھ رہا ہے

(۸۳)

ہاں ساقیا! اب وقت ہے اِک جام پلا دے
گل نکہت و سرجوش و دلِ آرام پلا دے
آخر ہے یہ دَور اور ہوں میں ناکام پلا دے
کافر سے وِغا ہے ظفر انجام پلا دے
سر ٹھوکریں کھاتا ہو صفِ فوجِ جفا میں
میخوار کی بہکی ہوئی چوٹیں ہوں وغا میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸۴)

ساقی کرم ربِ علیٰ کہتے ہیں تجھ کو — شمعِ حرمِ صدق و صفا کہتے ہیں تجھ کو
سب مشکلوں میں عقدہ کشا کہتے ہیں تجھ کو — اکثر ترے مے نوش خدا کہتے ہیں تجھ کو
کون ایسا ہے جو مدح سرائی نہیں کرتا
بندہ کوئی جز تیرے خدائی نہیں کرتا

(۸۵)

کیا وصف اگر افضل و یکتا کہیں ساقی — رکتی ہے زباں کیا تجھے بندے کہیں ساقی
ادنیٰ ہے یہ توقیر جو اعلیٰ کہیں ساقی — ہے خوفِ خدا تجھ کو خدا کیا کہیں ساقی
رحمت سے جدا اس سے کہ جو تجھ سے جدا ہے
حق یہ ہے کہ ساقی تو عجب شانِ خدا ہے

(۸۶)

ساقی جو ترا فیض و کرم عام نہ ہوتا — دیندار کوئی واقفِ آرام نہ ہوتا
یوں بادہ پرستوں میں مرا نام نہ ہوتا — مے چھوڑ کے بس صاحبِ آلام نہ ہوتا
کب مثل ترے کوئی بھلا تجھ کو ملا ہے
میں تجھ سے ملا ہوں تو خدا مجھ کو ملا ہے

(۸۷)

کب تیرا کرم خلق میں محدود ہے ساقی — ہر دل کو زیارت تری مقصود ہے ساقی
اللہ معرّف ترا معبود ہے ساقی — تو افضل و روحُ اللہ و داؤد ہے ساقی
کیا فخر جو ہم ذکرِ کرم کرتے ہیں تیرے
خاصانِ خدا عشق کا دم بھرتے ہیں تیرے

(۸۸)

روشن ہے جہاں نورِ سراپا ہے تو ساقی — خالق نے ثنا کی تری ایسا ہے تو ساقی
سب شان ہے خالق کی وہ بندہ ہے تو ساقی — شاہد ہے خدا خلق میں یکتا ہے تو ساقی
لاکھوں میں فقط شان تری بھاتی ہے مجھ کو
کثرت میں بھی وحدت نظر آجاتی ہے مجھ کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸۹)

ساقی تری ہر دل میں ولا ہے تری مے سے
ہاں غنچۂ دل میرا کھلا ہے تری مے سے
حق کہدوں اب مجھے حق بھی ملا ہے تری مے سے
آئینۂ ایماں پہ جلا ہے تری مے سے
کیا جانیے کیا نشہ یہ دکھلاتا ہے مجھ کو
مے پی کے تری نور نظر آتا ہے مجھ کو

(۹۰)

کس نے نہ ترے میکدے میں آگ لگائی
لاکھوں میں مگر تو نے مری بات بنائی
اب جاتا ہوں ساقی کہ گھڑی اور ہے آئی
جامِ ظفر انجام دے، آخر ہے لڑائی
ہے سامنا اسکا جو ہزاروں سے لڑا ہے
شہؑ آستیں الٹے ہیں، لعیں پاس کھڑا ہے

(۹۱)

دعویٰ ہے یہ اسکا کہ میں لشکر سے ہوں بہتر
شہؑ کہتے ہیں، میں ہوں اسدِ بیشۂ حیدر
کہتا ہے لعیں ہیچ ہیں یاں مرحب و عنتر
فرمایا ! خبر ہے تجھے خیبر کی ستمگر
بھاگے ہیں جو مومنیں کا' فراری تو نہیں ہے
بے دیں ! درِ خیبر سے تو بھاری تو نہیں ہے

(۹۲)

یہ سنتے ہی رنگِ رخِ جلاّد ہوا لال
غیظ آگیا ڈاڑھی کے کھڑے ہونے لگے بال
تلوار اٹھائی جو سوئے شاہؑ خوش اقبال
حیدرؑ کے جگر بند نے کی اونچی ادھر ڈھال
حالت تھی بری ڈر سے ہر اک عہد شکن کی
یوں پھرتے تھے گھوڑے کہ زمیں ہلتی تھی رن کی

(۹۳)

گہہ تیغ تمنّیں شپ شپ کی صدا اٹھتی کبھی جھنکار
یہ دہنے پہ اُس کے کبھی بائیں پہ وہ مکّار
شانے پہ وہ شمشیر کبھی، سر پہ یہ تلوار
ایک ایک پہ منھ کھولتا تھا غیظ میں رہوار
پیاسے تھے پہ تعجیل نہ فرماتے تھے حضرتؑ
زد پہ کبھی وہ آتا تھا تو رک جاتے تھے حضرتؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹۴)

یاں شوق یہ ہے لطف ہو کچھ اِس سے وغا کا — وہ خوش ہے کہ قوّت میں ہیں کم سیّدِؑ والا

ہنستا ہے کبھی چوم کے شمشیر کا قبضا — گہ چند قدم ہٹ کے دِکھاتا ہے اِرادا

گزرا کبھی رہوار سے رہوار مِلا کے

گہ سامنے نیزہ کو دِکھاتا ہے ہِلا کے

(۹۵)

یہ دیکھ کے حضرت نے ستمگر کو پکارا — کیوں فوج سے نکلا جو نہ تھا جنگ کا یارا

بے دین ہنر جنگ دِکھانے کا تھا سارا — یا سر پہ اجل کھیل رہی ہے ستم آرا

ہر نور کبھی نورِ الٰہی نہیں ہوتا

شمشیر و سپر لیکے سپاہی نہیں ہوتا

(۹۶)

سب تجھ میں یہ بودوں کے طریقے ہیں ستمگر — شمشیر و سپر باندھ کے ہٹتے نہیں صفدر

کِس غیظ میں آتا تھا یہاں چھوڑ کے لشکر — سُرخ آنکھیں تھیں دونوں کہ لہو کے تھے دو ساغر

آساں ہے وغا سوچ کے ہے تیغ بڑھا تھا

تو رخش پہ تھا کوہ پہ یا کوہ چڑھا تھا

(۹۷)

یہ سُن کے بڑھا غیظ میں پھر آگے وہ خود سر — سیدھے ہوئے گھوڑے پہ ادھر سبطِ پیمبرؐ

تلوار لگانے ہی کو تھا ان پہ ستمگر — یاں سَن سے چلی برق صفت تیغِ دو پیکر

شیطاں ہنسا دعوئِ مردودِ لعیں پہ

وہ ہاتھ معہ تیغ گرا کٹ کے زمیں پہ

(۹۸)

مائل جو سوئے دستِ بریدہ ہوا جھک کے — بائیں پہ فرس لائے اُدھر سبطِ پیمبرؐ

گھبرا کے ستمگار اُٹھانے جو لگا سر — پھر چل گئی شبّیرؑ کی تلوار گلے پر

اِک پاؤں تو دُنیا میں اِک سوئے سقر تھا

تن گھوڑے پہ تھرّا رہا تھا خاک پہ سر تھا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۹۹

لشکر میں تلاطم ہوا ہر دل کو ہوا غم
بھاگا جو فرس خاک پہ آیا تنِ اظلم
فرمانے لگے فوج سے بڑھ کے شہِ عالم
جو افضلِ رستم تھا وہ ہے خاک پہ بے دم
کیوں شرم سے منھ پھیرے ہوئے فوج کھڑی ہے
لڑتا تھا جو حیدر سے یہ لاش اسکی پڑی ہے

۱۰۰

فرما کے یہ خاموش ہوئے شاہ خوش انجام
اور دل میں خیال آیا کہ ہے عصر کا ہنگام
کاٹھی میں بہ تعجیل رکھی پوچھ کے صمصام
رہوار سے فرمایا کہ اب بڑھنا نہ اک گام
شبیرؑ کہیں جلد شریکِ شہدا ہو
ہے شوق کہ وعدہ جو خدا سے ہے وفا ہو

۱۰۱

گھوڑے سے یہ فرما رہے تھے سیدِ ابرارؑ
ہاتف کی صدا آئی کہ اے خلق کے سردار
یہ رنج و غم و درد و الم اور یہ پیکار
اس طرح لڑا ہے نہ لڑے گا کوئی زنہار
یوں بھوک میں اور پیاس میں قادر نہیں دیکھا
حق یہ ہے کہ تجھ سا کوئی صابر نہیں دیکھا

۱۰۲

یہ سنتے ہی حضرتؑ نے جھکایا سرِ انور
کی عرض کہ سب تیرے کرم ہیں مرے داور
سو بار تری راہ میں ہو تن سے جدا سر
واللہ نہ مضطر ہو کبھی سبطِ پیمبرؐ
پانی نہ ملے اور تہِ شمشیر گلا ہو
تو خوش رہے اور نانا کی امت کا بھلا ہو

۱۰۳

مصروف تھے خالق سے دعا میں ابھی شبیرؑ
جو پھیل گیا چار طرف لشکرِ بے پیر
نیزہ کوئی تانے کوئی تولے ہوئے شمشیر
چلے سے کماندار بڑھے جوڑے ہوئے تیر
تھے رنج محمدؐ کے نواسے کیلئے تھے
سامان یہ دو روز کے پیاسے کیلئے تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

فِضّہ نے دَرِ خیمہ سے یہ حال جو دیکھا
زینبؑ نے کہا خیر تو بھائی کی ہو فِضّا
اندر گئی کہتی ہوئی ہے ہے یہ ہُوا کیا
کی عرض کہ لاکھوں میں گھِرے ہیں شہؑ والا ۱۰۴
فریاد سے نانا کو خبر دیجئے بی بی
اَب کھول کے بالوں کو دُعا کیجئے بی بی

یہ سُن کے گئی صحن میں وہ غم کی ستائی
پردیس میں اَب لُٹتی ہے اَمّاں کی کمائی
گردُوں پہ نظر کرکے سخن لب پہ یہ لائی
یارب ہے کئی روز کا پیاسا مِرا بھائی ۱۰۵
آمادہ پئے ظلم و ستم فوجِ لعیں ہے
سب مر گئے اَب اِسکے سوا کوئی نہیں ہے

خالق سے دُعا کرچکی جب رو کے وہ مضطر
میداں میں نظر آئے نہ جب سبطِ پیمبرؐ
برساتی ہوئی اشک گئی خیمہ کے دَر پر
فِضّہ سے کہا دیکھ تو کِس جا ہیں بَرادر ۱۰۶
کیا نانا کو، بابا کو بُلایا نہیں فِضّہ
اِمداد کو اب تک کوئی آیا نہیں فِضّہ

فِضّہ نے نظر غور سے جب کی سوئے جنگاہ
چلّائی کہ زخمی ہوا لو فاطمہؑ کا ماہ
زینبؑ نے بھی سر پیٹا کچھ اِس طرح سے کی آہ
رہوار سے اَب گِرتے ہیں بی بی شہِ ذیجاہ ۱۰۷
اِک پیاسے کو گھیرے ہوئے سب فوج کھڑی ہے
سچ کہتی ہوں نزدیک قیامت کی گھڑی ہے

یہ ذکر اُدھر تھا کہ گرے خاک پہ سَرور
وہ آندھیاں آئیں کہ چھُپا مہرِ منوّر
اور فتح کے باجے بھی بجانے لگے خودسَر
بے وارث و والی ہوئے ناموسِ پیمبرؐ ۱۰۸
کیونکر ہوں بیاں ظلم و ستم اہلِ جفا کے
پیاسے کا سر کٹ گیا سجدے میں خدا کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰۹)
یہ جائے تأمل ہے بپا کیوں نہ ہو محشر
اور چرخ پہ طالع نہ ہو خورشیدِ منور
جس بی بی کا قرآں کی تلاوت میں کھلے سر
گھر سے نکل آئے وہی بے مقنع و چادر
نامحرم ہوں شاہؑ کی ہمشیر ہو۔ افسوس
ناموسِ پیمبرؐ کی یہ توقیر ہو۔ افسوس

(۱۱۰)
سر پیٹتی تھی رن میں یدُاللہ کی جائی
رستہ میں کہیں پر گریں ٹھوکر کہیں کھائی
لیکن شہِ ذیجاہ نہ دیتے تھے دکھائی
پہونچیں جو قریں بھائی کے وہ غم کی ستائی
یوں روئیں کہ دل خوں ہوا منہ کو جگر آیا
سر نیزے پہ اور خاک پہ لاشہ نظر آیا

(۱۱۱)
چلائیں کہ ہئی ہئی مرے ماں جائے برادر
بابا کو کہاں سے بہن اب لائے برادر
ہئی ہئی مرے بیکس، مرے دکھ پائے برادر
اس پیاس میں بے سر ہوئے تم ہائے برادر
ہئی ہئی ترس اس دیس میں کھاتا نہیں کوئی
میت بھی مسافر کی اٹھاتا نہیں کوئی

(۱۱۲)
اے بھائیو، احمدؐ کا نواسہ ہے یہ ذیجاہ
سید بھی ہے مہماں بھی ہے اے لشکرِ گمراہ
رحم اس پہ کرو فاطمہؑ زہرا کا یہ ہے ماہ
چادر تو اڑھا دو تنِ مجروح پہ للہ
اتنا تو ہو گر دفن کا ساماں نہیں رکھتے
میت کو مسلماں کی عریاں نہیں رکھتے

(۱۱۳)
حیواں کیلئے شرع میں یہ حکم ہے لکھا
ہو تیز چھری، ہاتھ نہ رک جائے کسی جا
وہ ذبح کے ہنگام نہ بھوکا ہو نہ پیاسا
تا ذبح کی تکلیف نہ ہو اس کو زیادا
مسلم تھے سب اور حکمِ پیمبرؐ بھی نہ سمجھے
شبیرؑ کو حیواں کے برابر بھی نہ سمجھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امداد کو عباسؑ دلاور تمہیں آؤ
ہم لُٹ گئے اے نانا پیمبرؐ تمہیں آؤ
(۱۱۴)
یا فاطمہؑ زہرا پئے داور تمہیں آؤ
امداد کو یا حیدرؑ صفدر تمہیں آؤ

کیونکر ہو کہ ماں جائے سے منہ موڑ کے جاؤں
میّت کو مسافر کی کدھر چھوڑ کے جاؤں

بیتاب تھی لاشے پہ وہ مخدومِ دو عالم
کچھ بڑھ کے جفا کار یہ کہنے لگے اُس دم
(۱۱۵)
سر پیٹنے کی جا ہے اُدھر ہنستے تھے اظلم
اے بنتِ علیؑ رونے نہیں دینگے یہاں ہم

روئیگا جہاں ظلم پہ وہ حال کریں گے
لاشہ ابھی شبیرؑ کا پامال کریں گے

یہ سُن کے چلی پیٹتی سر دخترِ زہراؑ
خیمے میں پہنچ کر ستم و جور یہ دیکھا
(۱۱۶)
پامال ہوا بیکس و مظلوم کا لاشا
ہے طوق و سلاسل میں گرفتار بھتیجا

فریاد کناں چار طرف آلِ نبیؐ ہے
پانی نہیں جس گھر میں وہاں آگ لگی ہے

بس سب کہیں یکبار خدا حافظ و ناصر
سیّدِ شہِ ابرار خدا حافظ و ناصر
(۱۱۷)
اے بیکس و لاچار خدا حافظ و ناصر
ہم سب کے مددگار خدا حافظ و ناصر

قاتل کو ترس قتل کے ہنگام نہ آیا
ہے ہے کوئی غربت میں ترے کام نہ آیا

خاموش خلیقؔ اب کہ خموشی کی گھڑی ہے
ہر آنکھ دمِ گریہ ترے رُخ سے لڑی ہے
(۱۱۸)
اک واہ ترے واسطے تعریف بڑی ہے
ہے ابر گہربار کہ اشکوں کی جھڑی ہے

ہے حشر عزاداروں کی فریاد و فغاں سے
زہراؑ ابھی تڑپتی ہوئی آئی ہیں جناں سے
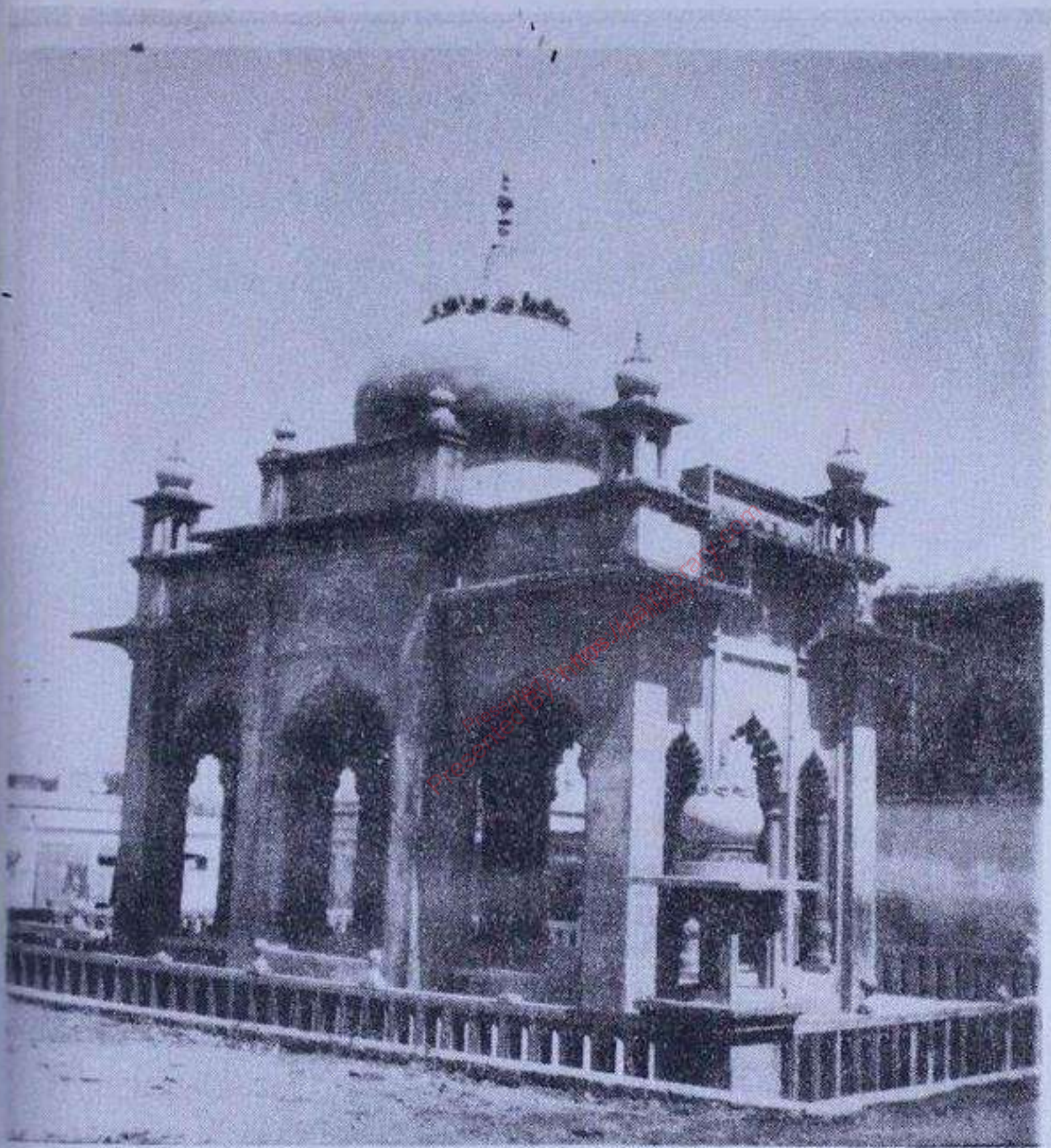
Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقبرۂ میر انیس (لکھنؤ)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"شبیر کی مداحی میں ساتویں پشت"

میر ہاشم حسین حزیں لکھنوی

میر انیس کے پر پوتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام: میر ہاشم حسین

تخلص: حزیںؔ

والد: میر محمد نواب غیورؔ

ولادت: ۹؍جون ۱۹۲۳ء لکھنؤ

اولاد: لاولد

وفات: ۲۳؍ستمبر ۱۹۶۶ء

حیات: ۴۳ برس

قبر: "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب: مرثیے، سلام، رباعیات وغیرہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
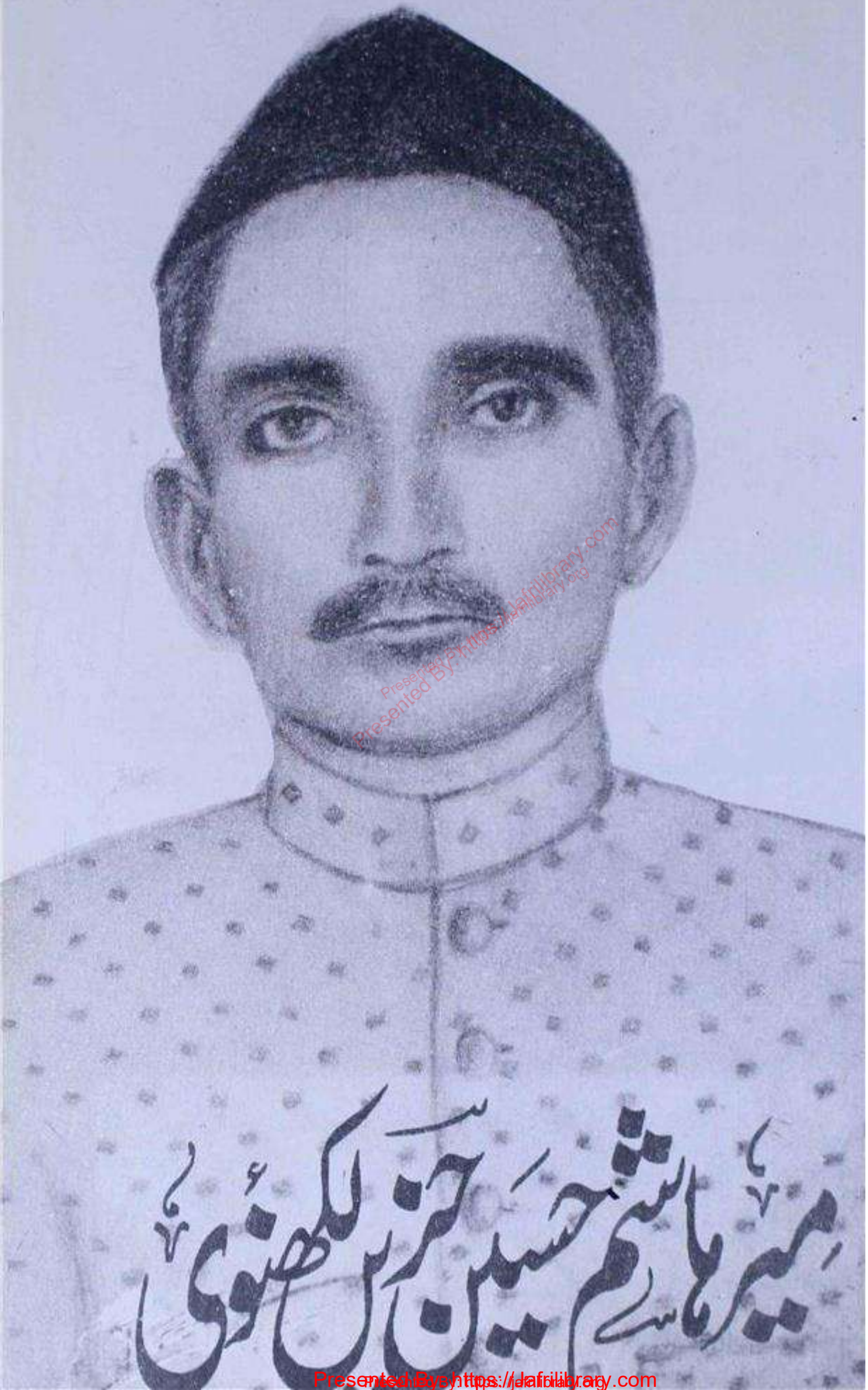
میر ہاشم حسین حزیںؔ کے حالاتِ زندگی اور شاعری

میر انیسؔ کے بعد اُن کے تینوں بیٹوں نے مرثیہ گوئی کے فن کو زندہ رکھا۔ میر نفیسؔ، میر رئیسؔ اور میر سلیسؔ، ان میں میر نفیسؔ کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ میر نفیسؔ کے بعد اُن کے صاحبزادے دُولھا صاحب عروجؔ اور پوتے لڈّن صاحب فائزؔ تک یہ سلسلہ اب تک قائم رہا۔ لیکن فائزؔ پر میر نفیسؔ کی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ دختری سلسلہ اب تک قائم ہے۔ میر انیسؔ کے دوسرے صاحبزادے میر رئیسؔ کی نسل بھی اُنکے بیٹے مُنّے صاحب سلیمؔ پر ختم ہو گئی۔ میر انیسؔ کے تیسرے صاحبزادے میر سلیسؔ کی نسل میر محمد نواب صاحب غیورؔ سے آگے بڑھی۔ میر ہاشم حسین حزیںؔ انھیں غیورؔ کے صاحبزادے تھے۔ جو میر انیسؔ کے حقیقی پرپوتے اور خاندانِ میر انیسؔ کی آخری شمع تھے۔

میر ہاشم حسین حزیںؔ، ۹ رجون ۱۹۲۳ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت تک اُن کے والد میر محمد نواب غیورؔ کے پاس اپنے اجداد کا تھوڑا بہت اثاثہ باقی تھا۔ والدہ ایک بڑے باپ کی بیٹی تھیں جو جواہرات تک ساتھ لائی تھیں۔ حزیںؔ کے نانا میر کاظم حسین ہندوستان کے چوٹی کے جواہر تراش تھے۔ اس وقت ان کے کمالِ فن کا طوطی بول رہا تھا،

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انھوں نے اپنے داماد میر محمد نواب غیور کو بہت کچھ سمجھایا، مگر اُن کی سرشت میر انیس کے خمیر سے بنی تھی جو شاہوں اور نوابوں کے آگے کبھی نہ جھکے تھے۔ غیور نے شاعری کو منفعت کا ذریعہ بنانا گوارہ نہ کیا۔ نتیجے میں غربت نے گھر دیکھ لیا، حالات سخت سے سخت تر ہوتے گئے۔ شفیق باپ کے انتقال کے بعد میر حزیں کی تعلیم و تربیت کا کوئی سہارا نہ رہا۔ غربت و گمنامی میں بچپن گزرا۔ جوانی میں قدم رکھا تو جیسے زمانہ سیاہ تھا لیکن تمام خاندانی اوصاف موجود تھے۔ اسلاف کے سارے عادات عود کر آئے۔ کسی کے آگے جھکنا، کسی سے غرض بیان کرنا، بن بلائے کسی محفل میں جانا کسرِ شان سمجھا۔ شعر کہنا تو بچپن ہی سے شروع کر دیا تھا۔ مگر سناتے کسی کو نہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رباعیات، سلام اور مرثیے کہتے رہے مگر وہ سب گمنامی کی نذر ہوتے رہے۔

جوانی میں قدم رکھ چکے تھے، سوجھ بوجھ آگئی تھی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تھی، لیکن جلد ہی یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فکرِ معاش نے پریشان کیا، ایک جگہ کچھ عرصے کے لئے ملازمت بھی کر لی۔ ملازمت ترک کرنے کے بعد ایک چھوٹی سی دکان کھولی۔ دکان میں جو سرمایہ لگایا تھا، وہ واپس تو کیا ملتا، رفتہ رفتہ دکان ہی ختم ہو گئی۔ اُسکے بعد رمل و نجوم کا شوق پیدا ہوا۔ یہ زمانہ حزیں کا گویا آخری زمانہ تھا کیونکہ بیماری کی ابتدا ہو چکی تھی مگر نہ کبھی کسی سے بیماری کا تذکرہ کیا اور نہ اظہار تنگ دستی۔ کچھ عرصے کے بعد میر حزیں نے اپنے آبائی مکان یعنی مکانِ میر انیس میں رہائش اختیار کر لی۔ جناب میر ہادی حسین لائق خبر گیری کرتے رہے۔

بیماری کے عالم میں بھی عادات و سیرت میں فرق نہ آیا۔ گھر سے جب بھی باہر جاتے جسم پر شیروانی اور گلے تک بٹن لگے، سر پر ٹوپی، پستہ قد، بڑی بڑی سُرمگیں آنکھیں ستواں ناک، چھوٹا سا دہانہ، رنگ گندمی، زبان میں شستگی، لہجے میں پاکیزگی، اخلاق میں آباؤ اجداد کی جھلکیاں اور وہی خودداری۔ یہ وہ اوصاف تھے جو میر حزیں نے اپنے اسلاف سے ورثہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں پائے تھے۔

بیماری بڑھ گئی تو صاحبِ فراش ہو گئے۔ لیکن کسی سے علاج کی خواہش نہ کی۔ مرض بڑھتا گیا اور ایک دن اعضاء جواب دے گئے، چند روز معذوری کے عالم میں گزرے۔ بالآخر ۲۳ ستمبر ۱۹۶۶ء کی شام کو ۴ بجے خاندانِ میر انیسؔ کی یہ آخری شمع گل ہو گئی۔ تکیہ کے نیچے سے بعض اہم کاغذات کی نقلیں، پرانے خطوط اور آباؤ اجداد کی تحریریں ملیں۔ سلام اور مرثیوں کا ایک ذخیرہ چھوڑ گئے۔ مقبرۂ میر انیسؔ میں اپنے والد غیورؔ کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے۔

یہ تھا عظیم خاندانِ میر انیسؔ کا اختتام، جس خاندان نے ہندوستان کی سرزمین پر تقریباً دو سو سال میں آٹھ پشتیں بسر کیں۔ لیکن انقلابات زمانہ نے دیکھتے دیکھتے بساط پلٹ دی۔ ماحول بدلتا گیا، حالات سازگار نہ رہے لیکن مزاج نہ بدلنا تھا نہ بدلے۔

میر حزیںؔ کی مرثیہ نگاری

حزیںؔ کے چچازاد بھائی للّن صاحب فائزؔ ہر سال محمود آباد میں مرثیہ نو تصنیف پڑھا کرتے تھے۔ رجب ۱۹۳۷ء میں فائزؔ مرثیہ پڑھنے محمود آباد گئے تو حزیںؔ بھی ساتھ تھے۔ فائزؔ سے پہلے حزیںؔ نے منبر کو رونق بخشی۔ رباعی، سلام اور مرثیہ کے چند بند سنائے۔ منبر پر وہی خاندانی نشست، آواز میں وہی گھن گرج، وہی اندازِ خواندگی۔ خاندانِ میر انیسؔ کی قدیم روایات تازہ ہو گئیں۔ مجمع پھڑک اٹھا۔ چاروں طرف سے تحسین و آفریں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس دن کے بعد سے حزیںؔ نے مرثیہ گوئی کی طرف توجہ کی اور خاندانِ میر انیسؔ کی ۲۵ رجب کی سالانہ مجلس پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔

قدیم لکھنوی کی وفات کے بعد یہ مجلس ختم ہو چکی تھی۔ درگاہِ حضرت عباسؑ لکھنؤ میں ۸ ستمبر مطابق ۲۱ رجب (۱۹۶۳ عیسوی) سے دوبارہ اس مجلس کی بناء ہوئی۔ شہر میں اشتہارات چسپاں ہوئے جس کی سرخی تھی :-

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"نبیرۂ میر انیسؔ ۔ میر حزیںؔ مرثیہ نو تصنیف پڑھیں گے"
اشتیاق میں اہلِ لکھنؤ جوق در جوق جمع ہوئے ۔ وقت معینہ پر میر حزیںؔ منبر پر تشریف لے گئے، آغاز مرثیہ خوانی سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جسکا ماحصل یہ تھا:
"میرے عم محترم قدیمؔ لکھنوی کی وفات کے بعد یہ سالانہ مجلس دوبارہ قائم ہوئی ہے ۔ میں نے نو تصنیف مرثیے میں اپنا خاندانی شجرہ نظم کیا ہے ۔ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کررہا ہوں، جس سے آپ کو میر انیسؔ سے میرا براہ راست تعلق معلوم ہوسکے گا ۔ آئندہ برس سے یہ مجلس ۲۵ رجب کو ہی ہوا کرے گی"
تقریر کے بعد سب سے پہلے ایک رباعی پیش کی :-

جس پر کرم خالقِ یکتا ہوجائے ۔۔۔ ادنیٰ جو ہو توقیر میں اعلیٰ ہوجائے
اس بندۂ عاصی پہ بھی اے ابرِ کرم ۔۔۔ رحمت کا تری ایک اشارا ہوجائے

رباعی کی زبان وبیان میں میر انیسؔ کا اسلوب جھلک رہا ہے ۔ روانی و سلاست، بندش کی چستی، الفاظ کی سادگی سبھی کچھ موجود ہے ۔
"رحمت کا تری ایک اشارا ہوجائے"
اس "مصرع" کی شان ایسی ہے کہ نثر کرنے کی ضرورت نہیں، وہ خاندانِ میر انیسؔ کا سہلِ ممتنع روزمرہ اور زبان کی شستگی کا ادبی شاہکار ہے ۔
رباعی کے بعد سلام پڑھا، جس کا مطلع ہے ؎

تیرہ بختی کا مری زائل اثر ہونے تو دو
دیکھنا میرا مقدر پھر، سحر ہونے تو دو

سلام کے گیارہ شعر پڑھ کر "مقطع" پیش کیا ؎

دیکھ لینا حشر کے دن، مرتبہ اپنا حزیںؔ
مدحِ شہؑ میں زندگی اپنی بسر ہونے تو دو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اِس مجلس میں حزیںؔ نے یہ مرثیہ پیش کیا تھا :۔

"بحرِ سخن میں کشتیٔ طبع رواں ہے آج"

حزیںؔ کا ایک مرثیہ اور بہت مشہور ہے :۔

"اے ذہنِ رسا طبع کی جودت کا بیاں کر"

ان کے ایک مرثیے کے چند بند درج ذیل ہیں جن سے حزیںؔ کے کلام کی پختگی اور سلاست و روانی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مرثیے میں اپنا "شجرہ" پیش کیا ہے :۔

روشن ہو مثلِ مورثِ اعلیٰ مرا بھی نام
جن کو تھا صرف آلِ نبیؐ کی ثنا سے کام
مقبولِ بارگاہِ شہنشاہِ خاص و عام
یعنی انیسؔ مرثیہ گو عاشقِ امام
شہرِ بیاں علیؑ کی تھیں جن کی زبان میں
جن کا لقب خدائے سخن تھا زبان میں

باغِ سخن کے جو گُلِ تازہ تھے وہ انیسؔ
بزمِ ادب کی شمع یگانہ تھے وہ انیسؔ
بخشش کے مومنوں کی بہانہ تھے وہ انیسؔ
جو میرے جد کے قبلہ و کعبہ تھے وہ انیسؔ
فرزند گو نفیسؔ و رئیسؔ و سلیسؔ تھے
پوتے قدیمؔ اور غیورؔ و جلیسؔ تھے

میں ہوں انھیں غیورؔ کی دُنیا میں یادگار
جو تھے خلفِ سلیسؔ کے باعزّت و وقار
ثابت قدم غیورؔ صفت ارتقا شعار
منصب تھا جن کا مدحِ شہنشاہِ تاجدار
ہے اختیار جن کو حیات و مَمات کا
دَر سے انھیں کے پایا ہے عہدہ نجات کا

تھا گلشنِ انیسؔ کا ہر گُل وحیدِ عصر
ہے آلِ مصطفٰےؐ کی نگاہوں میں جن کی قدر
عقبیٰ کا افتخار تو دُنیا کو جائے فخر
منزل میں ارتقا کی جو کامل تھے مثلِ بدر
سر پہ کلاہِ مدحِ علیؑ تاج ہوگئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

منبر پہ جو گیا اُسے معراج ہو گئی

رکھا جو میں نے مدح کے میدان میں قلم — روحِ انیس نادِ علیؑ کرنے آئی دم

آیاتِ فتح سینے پہ "جلد" کر گئے رقم — بخشا مجھے غیور نے اعجاز کا قلم

کیونکر نہ اب ملے مجھے منزل رئیس کی

بخشی یہ ہیں دعائیں قدیم وجلیس کی

روحِ حسن نے حسنِ سخن کر دیا عطا — سایہ فگن خلیق کی سر پر ہوئی دعا

مونس مرے انیس ہوئے شکرِ کبریا — عارف کی معرفت سے بڑھا اور مرتبہ

مقبول ان بزرگوں کی ایسی دعا ہوئی

حق سے مجھے عروج کی منزل عطا ہوئی
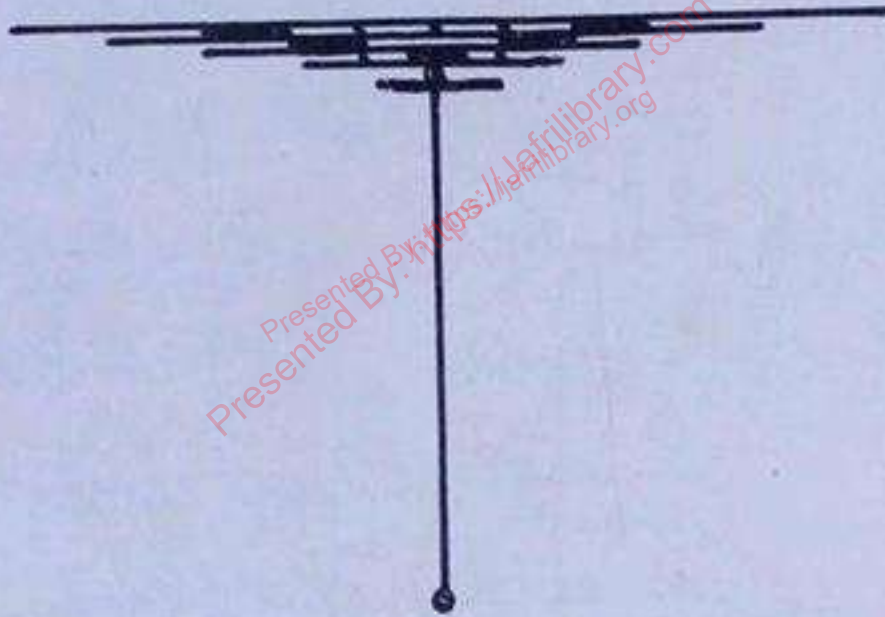
Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام : سیّد ظفر حسین

تخلّص : فائقؔ

عرفیت : بابو صاحب

والد : میر عارفؔ

ولادت : ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء (لکھنؤ)

اولاد : فرزند سیّد اصغر حسین اور تین بیٹیاں
مجتبیٰ بیگم، سیّدہ بیگم، زاہدہ بیگم۔

وفات : ۲۱ شعبان ۱۳۶۳ھ/ ۱۱ اگست ۱۹۴۴ء جمعرات

حیات : ۵۸ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیس" لکھنؤ

خدماتِ ادب : مرثیے، سلام، رباعیات اور دیوانِ غزلیات۔
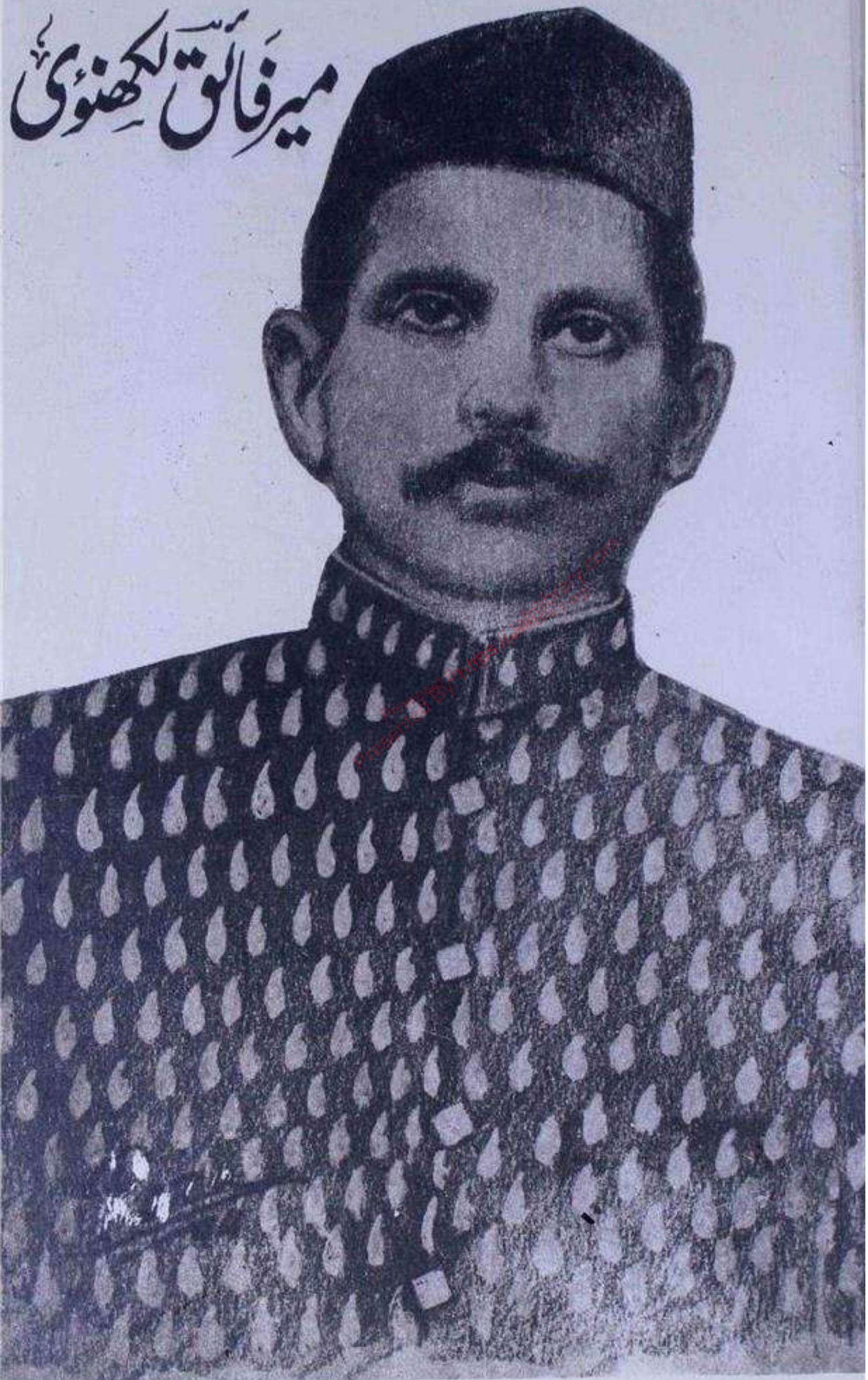
Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بابو صاحب فائقؔ کا عکسِ تحریر

Presented By: https://jafrilibrary.com

مجلسِ چہلم

بتاریخ ۳ ستمبر ۱۹۴۲ء روز یکشنبہ مطابق ۲۴ رمضان المبارک
وقت ۸ بجے دن حسینیہ جناب ناظم صاحب مرحوم متصل دریا معظم
سید الشعرا یادگار حضرت بیارت سید ظفر حسین صاحب فائق
طاب ثراہ کے چہلم کی مجلس منعقد ہوگی تمام مومنین کرام سے
استدعا ہے کہ شرکت فرما کر شکر گزار فرمائیں ۔ والسلام

۱۵

سید محمد ہادی لائق (برادر مرحوم)
سید اختر حسین ، سید صغر حسین (پسران مرحوم)

نوٹ انشاء اللہ ۸ بجے ختماً مجلس شروع ہو جائے گی

سید الشعرا سید ظفر حسین صاحب فائق
طاب ثراہ

بابو صاحب فائق کی مجلسِ چہلم کا رقعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

فائق کے حالاتِ زندگی

سیّد ظفر حسین عرف بابو صاحب فائقؔ تخلّص ۱۸۸۷ء/ ۱۳۰۵ھ لکھنؤ میں ولادت ہوئی، میر علی محمد عارفؔ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ جو میر نفیسؔ کے نواسے تھے۔ اس اِعتبار سے فائقؔ، میر انیسؔ کے پڑپوتے ہوئے۔

فائقؔ کی ابتدائی اُردو اور فارسی کی تعلیم گھر پر ہوئی۔ عربی کی تعلیم مولوی عالم حسین صاحب سے حاصل کی، جو اِن کے گھر پر رہتے تھے اور مدرسۂ سلطان المدارس میں معلّم تھے۔ فائقؔ نے بیس سال کی عمر میں الہ آباد یونیورسٹی سے مُلّا فاضل کا اِمتحان پاس کیا۔

دس گیارہ برس کی عمر سے غزل کہنا شروع کی مگر تھوڑے ہی عرصہ تک یہ سلسلہ رہا۔ اس کے بعد مرثیہ گوئی کی طرف متوجہ ہو گئے اور غزل گوئی میں کمی آگئی۔ غزل کا ایک دیوان ان کے فرزند سید اصغر حسین مرحوم کے ذخیرۂ کلام میں محفوظ ہے۔ فائقؔ مشاعروں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ شاعری میں اپنے والد میر عارفؔ کے شاگرد تھے۔ فائقؔ نے پہلی مرتبہ ایک سلام کہا تھا۔ جس کا مطلع ہے:۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نبیؐ کی آلؑ میں محشر بپا ہے
شہِؑ دیں پر ہجوم اشقیا ہے

فائق کی عمر ۲۴ سال کی تھی جب ان کے والد میر عارف نے ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا۔ کلام میں صرف دو تین مرثیے ہیں جو میر عارف کے اصلاح شدہ ہیں ورنہ باقی تمام مرثیے باپ کے انتقال کے بعد تصنیف کئے ہیں۔ میر عارف کے انتقال کے بعد ان کی تقریباً تمام مجلسیں انھوں نے اپنی زندگی تک پڑھیں۔ شہر کی سالانہ مجلسوں میں جو معیّن تھیں وہ یہ ہیں۔

۸ محرّم کو حکیم میرن صاحب کے یہاں پڑھتے تھے۔ میرن صاحب کے انتقال کے بعد حکیم صاحبِ عالم نے اس مجلس کو باقی رکھا، اور فائق تا حیات اِس تاریخ کو وہاں مجلس پڑھتے رہے۔

۱۰ صفر کی مجلس شیخ عباس وکیل کے یہاں کی بہت قدیم تھی جو پہلے میر انیس اور ان کے بعد میر نفیس اور بعد میں میر عارف پڑھتے رہے اور ان کے بعد فائق نے تاحیات وہ مجلس پڑھی۔

ان مجالس کے علاوہ شہر میں جو خاص مجلسیں وہ پڑھتے تھے، یہ ہیں۔

فراش خانہ میں مشہدی نواب کے یہاں شیش محل میں بڑے صاحب کے یہاں اور ریوں تو اکثر تعیین تک بہت کم دن ناغہ جاتے تھے۔ جن میں وہ کہیں کوئی مجلس نہ پڑھتے ہوں۔ لکھنؤ کے باہر مہاراجہ صاحب محمود آباد کے چہلم میں ایک مجلس پڑھتے تھے۔ مہاراجہ کی وفات کے بعد یہ مجلس راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب ان سے چند برسوں تک پڑھواتے رہے۔

اصغر آباد (پنڈ راول) میں راجہ اصغر علی خاں کے یہاں تعطیلات گرما میں ایک مجلس پڑھنے جاتے تھے۔ یہاں کی مجالس میں ہندوستان کے چوٹی کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ذاکرین شرکت کرتے تھے اور ہندوستان کے کونے کونے سے سامعین آیا کرتے تھے۔ یہاں کی مجالس کے چشم دید حالات ناظم شکارپوری (شاگردِ میر نفیس) نے اپنی ایک طویل مثنوی میں قلمبند کیے ہیں صرف وہ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے جس میں بابو صاحب فائق کا ذکر ناظم شکارپوری نے کیا ہے:-

ہوں ابنِ عارف کی پھر معرفت
کہ فائق تھی ہر ایک اُن کی صفت

عجب طبع پائی ہے اُے مرحبا
نہ کیوں اُنس ہو دِلکو اُس سے بھلا

وہ تو بادۂ گلشنِ نظم ہیں
بلا شُبہ وہ رونقِ بزم ہیں

ہوئی محو سُن سُن کے مجلس تمام
عجب نظم کا اُن کے تھا اِنتظام

ہر اک لفظ سے پیدا جدّت کی بُو
نہ کیوں پائے عالم میں وہ آبرو

نہ کیوں ہوتے پھر وہ فصیح البیاں
کہ پائی ہے جب خاندانی زباں

وہ الفاظ شُستہ وہ بندش جدید
نہ کس طرح ہوں پھر سعید و رشید

تکلّم وہ اُن کا بہ طرزِ انیس
وہ مضمون رنگیں سلیس و نفیس

مُرصّع کلام اُن کا تھا سر بہ سر
کہ جسکے تھے قائل سب اہلِ ہُنر

تخلّص جو فائق ہُوا خوب ہے
وہ نامِ خدا خود خوش اسلوب ہے

مصائب بھی سب اُنکے تھے دِلخراش
سماعت سے جنکی تھے دِل پاش پاش

تھا سب سے جُدا گانہ طرزِ کلام
کہ گرویدہ جس کے ہوئے خاص و عام

ہویدا ہُوا جب کہ اُن کا کمال
ہر اک کو ہوا جس سے اک وجد و حال

ہر اک لفظ تھا خوشنما صاف صاف
نہ تھا قاعدے سے ذرا انحراف

تھا طرزِ تکلّم عجب خوش قماش
نگینوں کی ہر لفظ میں تھی تراش

عیاں تحت لفظی کا انیس تھا ڈھنگ
تھا جدّت کا، ہاں، واقعی انیس رنگ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وہ یکتائے عالم ہیں اب بے گماں ہے نادِر کا لاریب نادر بیاں

وہ بتلانا اُن کا دِل آویز تھا
دِلوں کے لئے حیرت انگیز تھا

دیگر بیرونی مجلسوں میں شیخوپورہ، حسین آباد، پٹنہ، فیض آباد، میں جواہر علی خاں کے اماماڑے میں اور بنارس کے عزاخانۂ فاطمین میں ایک ایک مجلس پڑھنے ہر سال جاتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں آخر زمانے میں وہاں کے ایک رئیس نواب فقیر یار جنگ نے فائق کو عشرہ پڑھنے کے لئے بلایا تھا۔ مرثیہ سننے کے بعد ایسے محظوظ ہوئے کہ پھر ہر سال بلاکر عشرہ پڑھواتے تھے۔ وہاں فائق چار پانچ سال عشرہ پڑھنے گئے تھے۔ دکن کے موضوع پر انھوں نے چند اشعار بھی کہے تھے۔

درگاہِ خدا میں یہ دُعا کر فائق
آباد رہے سدا شہنشاہِ دکن

زندگی کی آخری مجلس اپنے جدِ امجد دیوان سید محمود کے مقبرہ سنبھل ہیڑہ، باہرہ میں پڑھی تھی۔ اِس مجلس میں پیش خوانی فائق کے فرزند ارجمند سید اصغر حسین نے کی تھی۔

خاندانِ غفران مآب کی معروف شخصیت حکیم سید مظفر حسین طبیب لکھنوی کی صاحبزادی سے فائق کی شادی ہوئی تھی۔ حکیم صاحب کی دوسری بیٹی کی شادی مہذب لکھنوی سے ہوئی۔ اِس طرح دونوں ہم زلف تھے۔ فائق کی اہلیہ نے کراچی میں وفات پائی۔ راقم الحروف نے ان سے بھی بہت سے خاندانی حالات معلوم کئے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فائق کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں ۔ بڑے فرزند سید اختر حسین ۱۰ر جنوری ۱۹۵۶ء میں تقریباً ۲۲ سال کی عمر میں دق کے مریض ہوکر "نجف ہند جوگی رام پورہ میں انتقال کر گئے ۔ دوسرے فرزند سید اصغر حسین جو ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے اور ۵۳ برس کی عمر میں یکم ستمبر ۱۹۸۷ء بروز سہ شنبہ (منگل) مطابق ۷ محرم ۱۴۰۸ھ وفات پاگئے ۔ سخی حسن کے قبرستان کراچی میں تدفین ہوئی۔ مرحوم کے سوئم اور چہلم کی مجلس راقم الحروف نے ہی پڑھی تھی۔ فائق کے حالات زندگی کا علم راقم الحروف کو سید اصغر حسین کی زبانی ہوا۔ اُن کے پاس خاندان انیس کے کلام کا ذخیرہ محفوظ تھا۔ فائق کے کُل مرثیے مولانا طالب جوہری نے میرے توسط سے خرید کر سید اصغر حسین مرحوم کو پانچ ہزار روپے ہدیہ کئے تھے ۔ یہ کُل مرثیے اب مولانا طالب جوہری کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں ۔

فائق کی تینوں بیٹیوں کا قیام کراچی میں ہے۔ سب سے بڑی کا انتقال ہوچکا ہے، اور دو حیات ہیں ۔

فائق کے دو شاگرد (جو کلام پر اصلاح لیتے تھے) حمید الحسن عیش لکھنوی اور افتخار مرزا ھنر لکھنوی مشہور ہوئے ۔ راجہ محمود آباد امیر احمد خاں مرحوم نے بھی کچھ عرصے مشورۂ سخن کیا تھا ۔ فن خوانندگی میں نبی حیدر جو وزیر گنج میں رہتے تھے اور آغا جانی شاگرد تھے ۔ پنڈراول کے نواب قاسم علی خاں شمیم بھی مرثیہ گوئی میں شاگرد تھے ۔ اُن کے ۱۶ مرثیے اُن کے صاحبزادے نواب احمد علی صاحب (دہلی) کے پاس محفوظ ہیں ۔

فائق گوشہ نشین شاعر تھے ان کے تعلقات زیادہ وسیع نہیں تھے ۔ راجہ محمد مہدی آف پیرپور، راجہ رفیق حسین آف نورپور اور مولوی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مُنّن صاحب مرحوم سے خصوصی تعلّقات تھے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی شام کو "مکانِ اَنیس" پر محفل جم جاتی تھی۔ باورچی ٹولے سے سلطان صاحب فریہ اور وزیر گنج سے آرزوؔ لکھنوی آجاتے تھے۔ اس محفل میں مولانا اصغر حسین بھی شامل ہوتے تھے۔ حقّہ کا دور چلتا، ادبی گفتگو ہوتی۔ کبھی کبھی تعلیمی تاش بھی کھیلے جاتے تھے۔

راجہ صاحب محمود آباد امیر احمد خاں مرحوم اور دولھا صاحب عروجؔ سے فائقؔ کے تعلّقات کشیدہ رہے۔ سید اصغر حسین مرحوم بیان کرتے تھے ایکمرتبہ دولھا صاحب عروجؔ نے مجلس میں سلام پڑھا، جس کا مطلع ہے :۔

غریبوں سے بھی مِل جُھک کر اُو کرّ و فر والے
تکبّر چلتی پھرتی چھاؤں پر کرتا ہے زر والے

فائقؔ نے "ردیف" پر بہت سخت اعتراض کیا۔ ان کا کہنا تھا یہ لفظ "والے" فُصحاء کی زبان نہیں ہے۔

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ خود فائقؔ کے کلام میں اسی ردیف "والے" میں ایک رباعی موجود ہے۔

شاداں رہیں منہ اشکوں سے دھونے والے
پائیں فردوس جان کھونے والے
کیا ذر جو زہراء انھیں سمجھیں محسن
جو دِل سے حسینؑ پر ہیں رونے والے

راجہ صاحب محمود آباد، خاندانِ میر اَنیسؔ کے مخلصین میں تھے۔ اور ان کے خاندان میں کئی پشتوں سے یہ روایت چلی آرہی تھی کہ ہر راجہ خاندانِ میر انیسؔ کے شعراء سے مشورۂ سخن کرتا تھا۔ اِسی بنا پر راجہ صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بابو صاحب فائق کے شاگرد ہوئے۔ اور ظاہر ہے میر عارف کی وفات کے بعد سالانہ مجلسوں میں ذاکری کے لئے انھیں کو بلایا جاتا تھا۔ مجالس کا سلسلہ بھی کئی پشتوں سے قائم تھا' لیکن بعض کینہ پرور افراد نے آپس میں رنجش پیدا کرادی جس کے نتیجے میں تعلقات کشیدہ ہوتے گئے۔

پہلا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ صاحب محمود آباد' جب آکسفورڈ سے تعلیم حاصل کر کے واپس آئے تو فنِ شاعری میں بابو صاحب فائق کے شاگرد ہوئے۔ ایک دن کسی شخص نے راجہ صاحب محمود آباد کے پاس جاکر یہ کہا کہ بابو صاحب فائق فرماتے ہیں۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنیوالا بحرِ مجتث[1] میں مرثیہ نہیں تصنیف کر سکتا۔ راجہ صاحب کو یہ بات نہایت ناگوار ہوئی اور وہ ظفر مہدی گہر کے شاگرد ہوگئے اور جواباً انھوں نے یہ مرثیہ کہا جو بحرِ مجتث میں ہے:۔ "ہوا ہے طبع کو پھر شوقِ سیرِ باغِ سخن"

اس مرثیہ کے ایک بند میں اسی اعتراض کا جواب انھوں نے اس طرح دیا:

نہ مجھ کو فن کا ہے دعویٰ نہ ادعائے عروض	نہ ہوں پیمبرِ شعر اور نہ کبریائے عروض
نہ میں خدائے سخن ہوں نہ ناخدائے عروض	نظر پہنچتی ہے اس پہ بھی ماورائے عروض

فلک پہ ضو سے مری مہر و ماہ جلتے ہیں
مری شعاع سے تارِ نگاہ جلتے ہیں

دوسرا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال سالارِ جنگ حیدر آباد (دکن) سے لکھنؤ آئے تو بابو صاحب فائق نے "مکانِ میر انیس" پر انھیں مدعو کیا۔

---

[1] ایک بحر کا نام ہے علم عروض میں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس دعوت میں تمام رؤسائے لکھنؤ اور علمائے کرام موجود تھے راجہ صاحب محمود آباد امیر احمد خاں بھی تشریف فرما تھے۔ دعوت کے بعد سالار جنگ فاتحہ پڑھنے کے لئے قبرِ میر انیسؔ پر بھی گئے، انھوں نے میر انیسؔ کا مقبرہ منہدم شکل میں دیکھ کر کہا "خدائے سخن کا مقبرہ اور یہ حالت" بابو صاحب فائقؔ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے بھی کوئی توجہ نہیں کی۔ فائقؔ نے جواباً کہا اس مقبرے کی تعمیر کا جو حق ہے میرے مالی حالات اجازت نہیں دیتے۔ سالار جنگ نے کہا میں تعمیر کراؤں گا۔ پہلو میں راجہ صاحب محمود آباد موجود تھے۔ انھوں نے سالار جنگ سے کہا' یہ حق میرا ہے' میں تعمیر کراؤنگا' سالار جنگ کا انتقال ہو گیا اور مقبرہ تعمیر نہ ہو سکا۔ راجہ صاحب محمود آباد اور بابو صاحب فائقؔ میں کشیدگی اور زیادہ بڑھ گئی' یہانتک کہ کسی مجلس میں راجہ صاحب نے اپنے ایک سلام میں یہ مصرعِ پڑھ دیا۔

" دامن سمیٹ لوں تو نہ بہنے کی جا ملے "

بابو صاحب فائقؔ نے جب یہ مصرع سنا تو جواب میں یہ رباعی ایک مجلس میں پڑھی :-

جب دِل سے ہو رَبِّ ذُوالمنن پر تکیہ
پھر کیسا سلاطینِ زمن پر تکیہ
جُھکتا نہیں سَر اُس کا کسی کے آگے
جس کا ہو خدائے پنجتنؑ پر تکیہ

ان واقعات کے بعد حالات اس قدر خراب ہوئے کہ سالانہ مجلسوں کا نذرانہ جو ریاست محمود آباد سے آتا تھا' فائقؔ نے واپس کر دیا۔ اور رمضان المبارک کی مجالس شہادتِ حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے میں وہ پڑھتے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھے۔ اُن مجالس کا پڑھنا موقوف کر دیا۔ یہ مجالس بعد میں لڈّن صاحب فائز پڑھنے لگے تھے۔

خاندانی خود داری اور رکھ رکھاؤ نے فائق کو مجبور کر دیا کہ وہ گوشہ نشین ہو جائیں، آخر عمر میں گھڑی سازی کا کام گھر ہی پر رہ کر کرنے لگے تھے۔ مرثیہ کہنا اور پڑھنا لکھنؤ میں ترک کر دیا تھا۔ با اثر افراد کے اِصرار سے کبھی کبھی مجالس پڑھ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے فرمائش کی، اس مجلس میں حضرت قاسمؑ کے حال کا مرثیہ پڑھ دیجیے، جس کا مُطلع ہے:-

"ہے جلوہ گاہِ حسن مَضامین سخن مرا"

اس مرثیے میں فائق نے حضرت قاسمؑ کی جنگ بہت زوردار لکھی ہے اسلیے جَوابًا فائق نے ارشاد فرمایا۔ "اہلِ لکھنؤ نے یہ قدر کی ہے کہ اس ضعیفی میں تیل سے بگھری ہوئی ارہر کی دال کھاتا ہوں، اب کیا مرثیہ پڑھوا کر منھ سے خون تھکواؤ گے"

اور آخر غربت و عسرت نے یہ دن دکھایا کہ "ٹی بی" کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ منھ سے خون آنے لگا۔ اسی مرض میں انتقال کیا۔

فائق نے انتقال سے چند روز پہلے جو آخری سلام کہا تھا اسکا مطلع تھا:-

تا قیامت حق کو حق، باطل کو باطل کر گئے
اے شہیدِ کربلا، وَاللہ کیا دل کر گئے

اور آخری رباعی یہ تھی:-

اِمداد کو خالق کے وَلی آ پہنچے
سر سے ترے ہر بلا ٹلی آ پہنچے
فائق تو نے جو کہا 'یا عُقدہ کُشا'
مشکل آساں ہوئی علیؑ آ پہنچے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۱ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء کو "مکانِ میر انیس" لکھنؤ میں انتقال کیا اور مقبرۂ میر انیس میں دفن کئے گئے

فائق نے غزل، مرثیہ، سلام، رباعی، حمد و نعت، نوحہ جات جملہ اصناف میں ذخیرۂ کلام چھوڑا ہے۔ یہ کُل کلام میری نظر سے گزر چکا ہے۔ تقریباً "۱۴" مرثیے، "۲۲" سلام تنوّر رباعیات اور غزلوں کا ایک دیوان ہے۔ فائق نے کُل ۱۴ مرثیے تصنیف کیے۔ اُن مرثیوں کے مطلعے مندرجہ ذیل ہیں:۔

(مطلع)	(تعداد بند)	(در حال)
۱۔ آمادۂ جہاد جو فوجِ خدا ہوئی۔	۱۱۳	حضرت حُرؑ
۲۔ آج پھر جوش پہ ہے نشۂ صہبائے سخن۔	۱۳۳	" عباسؑ
۳۔ اے زباں بزمِ سخن میں گہر افشانی کر۔	۱۴۷	" امام حسینؑ
۴۔ اے صبا عقدۂ طورِ سخن جلوہ نما ہو۔	۱۰۳	" " "
۵۔ بحرِ جہاں میں ہستیِ انساں حباب ہے۔	۱۲۲	" " "
۶۔ پھر آج مہرِ فصاحت طلوع ہوتا ہے۔	۱۳۵	" " "
۷۔ پھر آج بوستانِ سخن ہے بہار پر۔	۱۲۸	" علی اکبرؑ
۸۔ پھر گلستانِ مضامیں میں بہار آئی ہے۔	۱۴۱	" " "
۹۔ حجلۂ شاہدِ مضموں ہے فصاحت میری۔	۹۵	" قاسم بن حسنؑ
۱۰۔ حُر نے جب شاہؑ کے دربار میں عزت پائی۔	۱۱۵	" حُرؑ
۱۱۔ ذوقِ ثنائے آلِ رسولِ انام ہے۔	۱۳۸	" عونؑ و محمدؑ
۱۲۔ عندلیبِ چمنِ مدح زباں ہے میری۔	۱۳۱	" " "
۱۳۔ مدت سے شوقِ وصفِ رسولِ انام ہے۔	۱۳۸	" " "
۱۴۔ ہے جلوہ گاہِ حُسنِ مضامیں سخن مرا۔	۱۴۲	" قاسم بن حسنؑ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سلامؔ

سوئے کوثر طرب میں جھومتے میخوار آتے ہیں
مئے حبِ علیؑ کے مست پھر ہشیار آتے ہیں

سیہ پوش اس لئے بیکس کے ماتم دار آتے ہیں
برسنے کو مثالِ ابر گو ہر بار آتے ہیں

بپا ہے تہلکہ ڈھیلی ہیں جو لیں بابِ خیبر کی
عَلم لے کر نبیؐ سے حیدرِ کرّار آتے ہیں

لحد میں روشنی پھیلی فرشتوں نے کہا مجھ سے
ذرا ہشیار ہو جا حیدرؑ کرّار آتے ہیں

ہم ایسے عاصیوں کو کیا امید اعمال پر لیکن
تری رحمت پہ تکیہ کر کے اے غفار آتے ہیں

خوشی ہے خانۂ حق کو بھی اپنے پاک ہونے کی
بتوں کو دور کرنے حیدرؑ کرار آتے ہیں

بروزِ حشر اِس کا جوش ہوگا نہرِ کوثر کو
کہ جن کی آرزو تھی آج وہ میخوار آتے ہیں

کہا انصار نے حُرؑ سے مبارک تجھ کو یہ عزت
کہ تیری پیشوائی کو شہِ ابرارؑ آتے ہیں

عجب کیا گر کہے روزِ قیامت گلشنِ جنت
خوشا قسمت، غلامِ حیدرِ کرّار آتے ہیں

کہیں ایسا نہ ہو سہنا پڑے داغِ ہجران کو
تلاشِ عیب میں یاں نکتہ چیں بیکار آتے ہیں

نبیؐ کا دبدبہ ہے حیدرِ کرّار کی چتون
بپا ہے حشر رن میں اکبرؑ جرّار آتے ہیں

اُڑھائے ہیں عبا اور مُنہ پہ مُنہ رکھے ہیں اُلفت سے
لیے اصغرؑ کی میت یوں شہِ ابرارؑ آتے ہیں

سکینہؑ مشک چھوٹی سی لیے ہے منتظر در پہ
رضا لینے کو عباسؑ علم بردار آتے ہیں

علیؑ کی بیٹیاں ہیں اشترانِ بے کجاوہ پر
مہار اونٹوں کی پکڑے عابدِؑ بیمار آتے ہیں

جو باقی ہیں وہ سب مجلس میں یوں جاتے ہیں اے فائقؔ
کہ جیسے شوق میں بلبل سوئے گلزار آتے ہیں

رباعیات

سبطینِؑ رسولِؐ دوسرا کا جلوہ
زہراؑ و علیؑ و مصطفٰےؐ کا جلوہ
کیا دور ہے غش آئیں اگر مثلِ کلیم
اس بزم میں ہے نورِ خدا کا جلوہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

قائل ہے جو وحدت میں زمانہ تیرا
ہر ایک زباں پہ ہے ترانہ تیرا
کرتی ہے تیرا بیان چمن میں بلبل
گل غور سے سنتے ہیں فسانہ تیرا

جو خالقِ عقل ہے وہ دانا تو ہے
ہر اہلِ خرد نے جس کو جانا تو ہے
مجبوریاں ہر امر میں جب دیکھی ہیں
سمجھے ہیں کہ قادر و توانا تو ہے

سب شائقِ حسنِ شاعری بیٹھے ہیں
دُرہائے سخن کے مشتری بیٹھے ہیں
کھولو گرۂ کیسۂ مضموں فائق!
موتی دکھلاؤ جوہری بیٹھے ہیں

غفلت میں ہر اک رات بسر ہوتی ہے
پیری پہ بھلا کہاں نظر ہوتی ہے
سوتے ہیں شب شباب میں سب غافل
آنکھیں کھلتی ہیں جب سحر ہوتی ہے

اس بزم کی تعریف کا غل ہر سو ہے
اک ایک عزادار نے خوش خو ہے
یارب یہ رہے باغِ خزاں سے محفوظ
جبتک کہ چمن میں گل ہے گل میں بو ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرثیہ

ـــــ از عالیجناب فائق لکھنوی مرحوم

در حال حضرت عباس علمدار

(تارِ رخصت)

آج پھر جوش پہ ہے نشۂ صہبائے سخن

(بند ۵۵)

آج پھر جوش پہ ہے نشۂ صہبائے سخن
موجزن صورتِ تسنیم ہے دریائے سخن
دل ہے مشتاق بڑے دیدِ سراپائے سخن
مجھ کو اے طبع دکھا پھر رخِ زیبائے سخن
وجد میں رند ہیں سب صوت ہزار آتی ہے
مدحتِ ساقیِ کوثر کی بہار آتی ہے

(۱)

مثلِ نیساں ہے زباں صرفِ گہر افشانی
آج تو سر سے ہوا جاتا ہے اونچا پانی
دمبدم مجھ کو یہ دیتی ہے خبر طغیانی
قلزمِ طبع ہوا چاہتا ہے طوفانی
موجۂ بحرِ سخن ہے کہ زباں ہے میری
آج دریا کی طرح طبع رواں ہے میری

(۲)

کر دیا فرطِ مسرت نے سبکدوش مجھے
فکرِ دنیا غمِ عقبیٰ ہے فراموش مجھے
مدحتِ ساقیِ کوثر کا ہے اک جوش مجھے
ہوں وہ سرمست کہ آتا ہی نہیں ہوش مجھے
نیک انجام ہے اس عشق کی سرشاری کا
کام مستی میں بھی کرتا ہوں میں ہشیاری کا

(۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴)

اوجِ افلاک سے دہ چند ہے پستی میری
ہوتی جاتی ہے فزوں لذّتِ مستی میری
نیستی ہو گئی اِس نشہ سے ہستی میری
کبھی چھٹنے کی نہیں بادہ پرستی میری

دِل میں بے فائدہ کیوں خوفِ مآل آجائے
پھر نہ ہو نشہ جو توبہ کا خیال آجائے

(۵)

بادۂ اُلفتِ حیدرؑ سے میں سرشار بھی ہوں
رِند میکش بھی ہوں عقبیٰ کا طلبگار بھی ہوں
پارسائی کا بھی دِلدادہ ہوں مئےخوار بھی ہوں
ہے عجب لُطف کہ ہوں مست بھی ہشیار بھی ہوں

لیچلی دِل کی کشش کھینچ کے ساغر کیطرف
نشے میں جھومتا جاتا ہوں مَیں کوثر کیطرف

(۶)

کیوں نہ ہو جوشِ وِلا کا مری آنکھوں سے ظہور
بادۂ اُلفتِ حیدرؑ کا بندھا ہے جو سُرور
کہ اسی نشہ میں رہتا ہوں ہمیشہ مخمور
ہے مرے پیش نظر وجد میں اِک عالمِ نور

محوِ نظّارہ ہوں کچھ مجھ کو ضرورت ہی نہیں
مثلِ موسیٰؑ "اَرِنی" کہنے کی حاجت ہی نہیں

(۷)

شکرِ خالق! کہ یہ ہے مجھ کو ملی روزِ اَلست
کیوں اسی طرح نہ اِس نشہ سے میں ہوں سرمست
جدّ و آباء مرے تا عمر رہے بادہ پرست
ہے یہ وہ جام جو پہنچا ہے مجھے دست بدست

بڑھ گیا جوشِ وِلا دامنِ حیدرؑ نہ چھٹا
کیفیت کم نہ ہوئی، ہاتھ سے ساغر نہ چھٹا

(۸)

لِلّٰہ الحمد کہ اِس نشہ سے مَیں ہوں سرشار
ہے مرا ساقئ کوثرؑ کے غلاموں میں شمار
نہ چھٹا مجھ سے جو تھا میرے بزرگوں کا شعار
مے گساری کے ہیں اب تک ہی ظاہر آثار

لذّتِ شربِ مدام آج تلک باقی ہے
وہی شیشہ، وہی صہبا ہے وہی ساقی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۹)

ہے یہی قصد کرے فضل جو ربِّ داور
یونہی تا زیست کہوں مستِ ولائے حیدرؑ
بادہ خواری میں مری عمرِ دو روزہ ہو بسر
آستانِ درِ میخانہ ہو اور میرا سر
بر سرِ ناز رہوں عجز میں ممتاز رہوں
جبّہ سائی سے اسی در کی سرافراز رہوں

(۱۰)

یا علیؑ شیرِ خدا حیدرِ صفدر مدد دے
نورِ خالق مدد دے، نفسِ پیمبرؐ مدد دے
شاہِ مرداں مدد دے، فاتحِ خیبر مدد دے
وقتِ امداد ہے یا ساقیِ کوثر مدد دے
ہاں مجھے میری غلامی کا صلا مل جائے
اور اک ساغرِ لبریزِ ولا مل جائے

(۱۱)

ہاں محبّانِ علیؑ اب متوجہ ہوں ادھر
کہ بیاں کرتا ہوں میں مدحتِ شاہِ خیبر
قاسمِ نار و جناں ساقیِ حوضِ کوثر
نورِ حق، سرورِ دیں، شافعِ روزِ محشر
اس طرح انکے مراتب کا خود اظہار کیا
دو جہاں کا انھیں اللہ نے مختار کیا

(۱۲)

فلکِ منزلت و جاہ کے اختر ہیں علیؑ
بحرِ موّاجِ شجاعت کے شناور ہیں علیؑ
چمنِ دین و شریعت کے گلِ تر ہیں علیؑ
قلزمِ رحمتِ معبود کے گوہر ہیں علیؑ
آبرو خلق میں یہ خاص ہے مولا کیلئے
بن گیا کعبہ صدف اس درِ یکتا کیلئے

(۱۳)

اے خوشا منزلت و مرتبہ و شانِ علیؑ
ہیں سدا لوح و قلم تابعِ فرمانِ علیؑ
کیا کسی سے ہو بیاں مدحت و شایانِ علیؑ
کہ ہے قرآں میں خدا آپ ثنا خوانِ علیؑ
جو کسی نے نہیں پایا وہ شرف پایا ہے
"ہل اتیٰ" انکی سخاوت کے سبب آیا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴)

فخر کرتی ہے اسی ذات پہ عالی نسبی ۔۔۔ مفتخر نسلِ عرب، ہاشمی و مطلبی
اسد اللہ پہ بس ختم ہوئی خوش لقبی ۔۔۔ صف شکن، دستِ خدا، قوتِ بازوئے نبی
جنگ سے منہ نہ پھرایا کبھی، جرأت ایسی
ٹکڑے ٹکڑے درِ خیبر کیا طاقت ایسی

(۱۵)

کیوں نہ روشن صفتِ روز ہو انکی قدرت ۔۔۔ پست ہے چرخِ بریں دیکھ کے انکی رفعت
حق کو محبوب تھی کس درجہ علیؑ کی طاعت ۔۔۔ انکی خاطر سے ہوئی مہرِ مبیں کو رجعت
غل ہوا عرش پہ کیا اوج و شرف آج ملا
دیکھو خورشید کو بھی رتبۂ معراج ملا

(۱۶)

کس کی طاقت ہے یہ عالم میں کس کا ہے جگر ۔۔۔ کہ جو گہوارے میں دو کر دے دہانِ اژدر
جنگ میں وقتِ رجز کہتے تھے شاہِ خیبر ۔۔۔ میری مادر نے مرا نام رکھا ہے حیدر
تھا مناسب اسدِ بیشۂ ہیجا کے لئے
اسم زیبا تھا یہی ایسے مسمّٰی کے لئے

(۱۷)

کسکی طاقت ہے ہوا دینِ محمد کا ظہور ۔۔۔ کس کے دم سے ہوئی اسلام کی دنیا معمور
نور سے کس کے ہوئی کفر کی ظلمت مستور ۔۔۔ کس نے اللہ کے گھر سے کیا اصنام کو دور
کسکو اس طرح سرافرازیوں کا تاج ملا
دوشِ احمد پہ کسے رتبۂ معراج ملا

(۱۸)

اے زہے منزلت و شانِ امامِ ابرار ۔۔۔ جان کر فخر رکھا فقر سدا اپنا شعار
کیا بھلا اسکی سخاوت کا کسی سے ہو شمار ۔۔۔ بخشے اک نان کے سائل کو جو اونٹوں کی قطار
وہی کر سکتا ہے یوں نفس کو جو زیر کرے
آپ فاقے کرے، بھوکوں کو مگر سیر کرے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۹)

کیوں نہ پھر شاہِؑ نجف فخر سے ہوتے دِلِ ناشاد
بھر گیا گوہرِ مقصود سے دامانِ مراد
منتخب بہرِ امامت ہوئی انکی اولاد
شوہرِ فاطمہ زہراؑ ہیں نبیؐ کے داماد
کیا بڑھایا ہے شرف ربِّ عُلا نے انکا
عرش پر عقد پڑھا، آپ خدا نے انکا

(۲۰)

ہر مصیبت میں پیمبرؐ کی رہے سینہ سپر
جو مہم پڑ گئی وہ ہاتھ سے اِنکے ہوئی سَر
ان سے خائف رہے کفارِ عرب کے لشکر
یہ نہ ہوتے تو کبھی فتح نہ ہوتا خیبر
کس طرح احمدِؐ مختار کی غمخواری کی
آجتک ذکر ہے جس کا وہ علمداری کی

(۲۱)

کرچکا ذکر علمداریِ شاہِ کونین
اِک علمدار کی خاطر ہے بس اب دل بےچین
حرزِ جانِ پسرِ فاتحِ صفّین و حنین
ہیں وہ عباسؑ علیؑ، عاشق و شیدائے حسینؑ
تھے وہ جسطرح رسولِ عربیؐ پر صدقے
بس اُسی طرح یہ تھے سبطِ نبیؐ پر صدقے

(۲۲)

شاہِ مردانؑ نے اگر کی مددِ خیرِ انام
عمر انکی بھی ہوئی شہؑ کی اطاعت میں تمام
گوکہ تھے بھائی پہ سمجھا کئے اپنے کو غلام
وہ علمدارِ نبیؐ تھے، یہ علمدارِ امامؑ
رایتِ فوج کا، شبیرؑ نے مختار کیا
اُن کو احمدؐ نے، اِنھیں شہؑ نے علمدار کیا

(۲۳)

اہلِ انصاف کریں، دیدۂ انصاف کو وا
کبھی مشکیزہ علیؑ نے بھی عَلَم میں باندھا
اس بہشتی کیلئے ہو گئی مخصوص وفا
یہ علمدار سکینہؑ کا بنا تھا سقّا
قلبِ بےچین رہا تشنہ دہانی کے لئے
خوں بہایا اسی جرّار نے پانی کیلئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۲۴)
اب سنیں اہلِ عزا رخصتِ عباسؑ کا حال ہو چکا راہیِ جنت حسنؑ پاک کا لال
ہے بھتیجے کا الم سرورِ عالم کو کمال اب علمدارؑ ہیں اور اکبرؑ فرخندہ خصال
عازمِ وادیِ پیکار ہیں عباسِ علیؑ
شہؑ سے رخصت کے طلبگار ہیں عباسِ علیؑ

(۲۵)
باادب کہتے ہیں یہ شاہؑ سے عباسؑ حزیں اب مجھے اذنِ وغا دیجئے اے سرورِ دیں
ضبط کی تاب کسی طرح مرے دل کو نہیں طعنہ زن ہوتے ہیں مجھ پر یہ جفا کار لعیں
زخمِ شمشیر سے یہ زخمِ زباں زائد ہے
زیست سے دل ہے مرا سیر خدا شاہد ہے

(۲۶)
گئے ہمشیر کے دلدار سوئے ملکِ عدم ہم کو رونا ہے انہیں جن پہ تھا ان پر صدقے ہم
ہو گئے ابنِ حسن راہیِ گلزارِ ارم زیست اک آنکھ بھی اب تو مرے حق میں ہے ستم
حیف صد حیف کہ وہ گیسوؤں والے نہ رہے
ہم تو جیتے رہے اور گود کے پالے نہ رہے

(۲۷)
رخصتِ جنگ عطا کیجئے یا شاہؑ عرب مجھ کو بے نہر پہ جاتے ہوئے چارہ نہیں اب
کیا بتاؤں اسے جو روح پہ ہوتا ہے تعب دیکھتا ہوں جو سکینہؑ کے میں سوکھے ہوئے لب
اب مرے حق میں ہے بہتر سوئے کوثر جانا
ایسے جینے سے تو اچھا ہے کہیں مر جانا

(۲۸)
رفقا قتل ہوئے مونس و یاور نہ رہے تقویت جن سے تھی وہ غازی و صفدر نہ رہے
ہے غضب مسلمِ مقتول کے دلبر نہ رہے عونؑ و جعفرؑ نہ رہے، قاسمِ مضطر نہ رہے
کون ہے ناصرِ فرزندِ پیمبرؐ باقی
ایک میں باقی ہوں اور اک علیؑ اکبر باقی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۲۹)

مجھ میں اور ان میں بڑا فرق ہے یا شاہِ انام
کہ یہ شہزادے ہیں اور میں شہِؑ والا کا غلام
لختِ دلِ فاطمہؑ کے ہیں تو نبیؐ کے گلفام
دادی معصومہ ہیں جد انکے رسولِ اکرمؐ
آپکے حق غلامی سے ادا ہو جاؤں
میں تو جی جاؤں اگر ان پہ فدا ہو جاؤں

(۳۰)

بھر کے اک آہ یہ عباسؑ سے حضرتؑ نے کہا
تم بھی اس بیکس و مظلوم سے ہوتے ہو جدا
بھائی انصاف سے کہدو کہ یہ ہے غور کی جا
آہ کیونکر تمہیں دوں رخصتِ میدانِ وغا
اے مرے شیر، مرے یوسفِ ثانی بھائی
ہو تمہیں حیدرِ صفدر کی نشانی بھائی

(۳۱)

سن کے عباسؑ نے تقریر شہنشاہِؑ زماں
بھائی کے قدموں پہ سر رکھدیا با آہ و فغاں
رو کے کی عرض کہ ہے غم سے لبوں پہ مری جاں
امتِ جد پہ مجھے کیجئے جلدی قرباں
شہؑ کے صدقے میں مع الخیر ہو انجام مرا
آج فردِ شہدا میں ہو رقم نام مرا

(۳۲)

شہؑ نے فرمایا کہ آنسو نہ بہاؤ بھائی
سر قدم سے مرے للہ اٹھاؤ بھائی
خیر لو اذنِ وغا، مرنے کو جاؤ بھائی
جا کے دریا کے قریں خوں میں نہاؤ بھائی
کس طرح ہم تمہیں اے جانِ برادر روکیں
جوش آیا ہوا کوثر کا ہے کیونکر روکیں

(۳۳)

ملگئی رخصتِ جنگاہ، حرم میں اب جاؤ
مچلی ہوئیگی سکینہؑ اسے جا کر بہلاؤ
میری دلدار کو چھاتی سے لگا کر سمجھاؤ
جا کے خیمے میں بھتیجی کو ذرا دیکھ تو آؤ
روتے روتے نہ کرے غیر وہ حالت اپنی
اور اک بار دکھا دو اسے صورت اپنی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(٣٤)

ہٹ کے پیچھے بہ ادب جھک کے کیا شہ کو سلام — اور بہ تعجیل علمدار چلے سوئے خیام

پہنچا پردے کے قریب جب وہ علی کا ضرغام — دیکھا ڈیوڑھی میں بلکتی ہے سکینہ گلفام

رو کے کہتی ہے کہ پانی نہ منگا دے کوئی

میرے عمو کو ذرا مجھ کو بلا دے کوئی

(٣٥)

داخلِ خیمۂ عصمت ہوئے عباس علی — دوڑ کر سینۂ اقدس سے سکینہ لپٹی

اشک برسانے لگا گود میں لیکر وہ جری — کبھی سوکھے ہوئے لب چومے تو رخسار کبھی

اپنے رومال سے ماتھے کا پسینہ پونچھا

چہرۂ دخترِ سلطانِ مدینہ پونچھا

(٣٦)

دیجے تسکین یہ کہنے لگا وہ عرش اساس — اے مری راحتِ جاں تجھ پہ تصدق عباس

تھا شہِ دیں پہ ہجومِ الم و صدمہ و یاس — کس طرح خیمے میں ہم آتے کہ تھے شاہ کے پاس

کیوں ضعیف کرتی ہو منہ اشکوں سے دھوتی ہو

گود میں ہم نے تو اب لے لیا کیوں روتی ہو

(٣٧)

ڈال کر بانہیں گلے میں یہ سکینہ نے کہا — آپ کی مہر و محبت پہ ہیں سو جان سے فدا

ہے مجھے پیاس کی شدت سے نہایت ایذا — اب تلک پانی پلایا نہ مجھے واہ چچا

حالتِ صدمہ و اندوہ و تعب دیکھ چکے

آپ کئی مرتبہ سوکھے ہوئے لب دیکھ چکے

کہا عباس نے رو رو کے نہ بی بی تڑپاؤ — پیاس کا حال بیاں کر کے بس اب جی نہ جلاؤ

ہم کو ہر بار نہ سوکھے ہوئے لب اپنے دکھاؤ — پانی لینے کیلئے جاتے ہیں تم مشک تو لاؤ

شہ سے اب تک نہ ملی جنگ کی رخصت ہم کو

کیا کریں دی ابھی میداں کی اجازت ہم کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کی بیاں گھر میں جو عباس نے رخصت کی خبر
بولیں سر پیٹ کے یہ زینبِ تفتیدہ جگر
حرمِ پاک میں رونے کا ہوا غل یکسر
تم کو بھی رن کی رضا مل گئی صدقے خواہر
۳۹
مرنے جاتے ہو، بہانہ ہے یہ سقائی کا
کون اب پوچھنے والا ہے مرے بھائی کا

باندھ کر ہاتھ یہ کہنے لگا تب وہ ذیجاہ
گو کہ ہیں بیکس و مظلوم، شہِ عرش پناہ
جو مرے دل پہ گزرتی ہے خدا ہے آگاہ
مضطرب آپ ہوں انکا ہے حامی اللہ
۴۰
دیدیں جاں اپنی یہ ہے کام ہمارا خواہر
پر مشیت سے نہیں ہے کوئی چارا خواہر

کہہ کے یہ ہو گئے بیتاب علمدارِ امام
لئے مشکیزہ کھڑی تھی جو سکینہ گلفام
عرض کی زینبِ مضطر سے کہ جاتا ہے غلام
کر لیا زیبِ علم اس کو بہ تعجیل تمام
۴۱
اہلبیتِ شہِ دیں اور بھی بے آس ہوئے
عازمِ دشتِ وغا حضرتِ عباس ہوئے

کر گئے تسلیم ہر اک بی بی کو باہ و فغاں
دیکھا زوجہ نے کہ فرقت کے ہیں سارے ساماں
بس چلا خیمۂ ناموس سے وہ شیرِ ژیاں
لگ کے ڈیوڑھی پہ کھڑی ہو گئی وہ سوختہ جاں
۴۲
دونوں فرزند بھی ہمراہ تھے دل جوش میں تھا
ہاتھ میں ایک کے تھا ہاتھ اک آغوش میں تھا

تھی سراپا سے رنڈاپے کے عیاں سب آثار
غم سے چہرہ تھا سپید آنسوؤں سے تر رخسار
بال بکھرے ہوئے تھے دوش پہ اور جسم نزار
زخمی تیغِ الم دل تھا تو آنکھیں خونبار
۴۳
قلب میں نشترِ غم اور چبھو دیتے تھے
بچے بھی روتے ہوئے دیکھ کے رو دیتے تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۴)

تھے پہنچے پردے کے قریں جبکہ جنابِ عباسؑ — دیکھا زوجہ کی طرف مُڑ کے بصد حسرت و یاس
بھر کے اِک آہ یہ کہنے لگا وہ عرش اساس — خیریت تو ہے یہ کیا حال ہے تم کیوں ہو اُداس

کس کا غم کھاتی ہو کیوں جانِ حزیں کھوتی ہو
ہم تو زندہ ہیں ابھی کس کیلئے روتی ہو

(۴۵)

بھر کے اشک آنکھوں میں کہنے لگی وہ نیک خصال — واہ کیا خوب کیا آپنے مجھ سے یہ سوال
جبکہ فرقت کے ہوں سامان تو ہے ضبط محال — تم تو مرنے کیلئے جاؤ میں ٹھہروں اِس حال

رن کو جاؤ تو کفن مجھ کو پہناتے جاؤ
پہلے تربت مری للّٰہ بناتے جاؤ

(۴۶)

کیا کروں دل کسی صورت سے سنبھلتا ہی نہیں — ہے وہ کوہِ غم و اندوہ کہ ٹلتا ہی نہیں
بس کسی کا کبھی تقدیر سے چلتا ہی نہیں — دم کسی طرح نکالے سے نکلتا ہی نہیں

کون وارث ہے مرا کس پہ مجھے چھوڑ چلے
کیا خطا ہو گئی لونڈی سے جو منھ موڑ چلے

(۴۷)

تم نے جس دن سے مجھے اپنی کنیزی میں لیا — میں نے ہر حال میں کس طرح سدا ساتھ دیا
تم ہمیشہ سے ہو مشہورِ جہاں اہلِ وفا — کیوں مجھے چھوڑ چلے کیا ہوئی لونڈی سے خطا

دشتِ غربت میں نہ بستی مری تاراج کرو
ہاں مری بانہہ پکڑنے کی ذرا لاج کرو

(۴۸)

تمہیں بتلاؤ کہ جب لوٹنے آئے لشکر — لیکے اِن بچوں کو پردیس میں جاؤں میں کدھر
چھین لیں اہلِ جفا گر مِرے سر سے چادر — ہے یہ قسمت میں کہ بلوے میں پھروں ننگے سر

آپکے صدقے میں بھاوج شہِ ابرار کی ہوں
دھیان یہ ہے کہ بہو حیدرِ کرار کی ہوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴۹)

بولے عباسؑ علمدار کہ چارا کیا ہے — تمہیں بتلاؤ کہ یہ رنج گوارا کیا ہے

زورِ تقدیر کے لکھے سے ہمارا کیا ہے — یہی مرضی ہے خدا کی تو اجارا کیا ہے

کیا کوئی سمجھے کہ اک یہ بھی ہے حکمت اسکی

ہر ارادے پہ جو غالب ہے مشیت اسکی

(۵۰)

آہ کس طرح نہ ہو موت کا خواہاں عباسؑ — آج شہؑ پر ہے ہجومِ الم و حسرت و یاس

کوئی مونس ہے نہ یاور نہ مددگار ہے پاس — ایک شہزادہ ہے اور ایک شہِ عرش اساس

نہ وہ لشکر نہ وہ شوکت نہ حشم باقی ہے

جاں نثاروں میں فقط اک مرا دم باقی ہے

(۵۱)

علی اکبر کو سلامت رکھے ربِ اکبر — ہے وہ ہمشکلِ نبیؐ، فاطمہؑ کا لختِ جگر

اسکو جانے دوں بھلا دشتِ بلا میں کیونکر — میں غلام اور وہ ہے راحتِ جانِ سرورؑ

کیا سوئے فوجِ عدو سرورؑ والا جائیں

آہ میں زیرِ زمیں جاؤں مرے مولاؑ جائیں

(۵۲)

تم کو بچوں کی تباہی کا تصور ہو اگر — میرے فرزند، سکینہؑ سے نہیں ہیں بہتر

لوٹنے آئینگے خیمے میں اگر بانیٔ شر — پھر اسی گھر میں تو ہیں زینبؑ تفتیدہ جگر

ام کلثومؑ پہ بھی رنج و الم گزرے گا

ہوگا تم پر بھی جو ان سب پہ ستم گزرے گا

(۵۳)

سچ ہے وارث جو نہ ہو سر پہ تو ہے زیست محال — نہ کرو فکر کہ حامی ہے خدائے متعال

ہے تمہیں اپنے رنڈاپے کا اگر رنج و ملال — آج کتنی ہوئیں رانڈیں کرو ان سب کا خیال

زیست ہوگی نہ غمِ ہجر سے دو بھر تم کو

دیگی تسکین بہت بانوئےؑ مضطر تم کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہاں ہمارا غمِ ہجراں تمہیں تڑپائے اگر ۵۴ چارۂ کار کوئی اس سے نہیں ہے بہتر
مشغلہ ہجر کا، ہیں دونوں مری لختِ جگر رُخ و گیسو پہ نظر انکے رہے شام و سحر

جلد بیماریِ فرقت سے سنبھل جاؤ گی
پالنے میں انھیں جھو کے بہل جاؤ گی

پیار سے دیکھ کے فرزندوں کی جانب یہ کہا ۵۵ آؤ اے تشنہ لبو آؤ پدر تم پہ فدا
تم کو سینے سے لگاؤں کہ تسلّی ہو ذرا اب ضدیں کرنا نہ ہونا کبھی مادر سے جدا

یاد کر کے نہ ہمیں رات کو رونا پیارو
ماں کی آغوش میں آرام سے سونا پیارو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
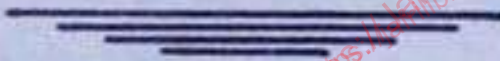
مرثیہ

از عالیجناب فائقؔ لکھنوی مرحوم

در حال حضرت امام حسینؑ

(رجز خوانی)

بحرِ جہاں میں ہستیِ انساں حباب ہے

بند "۸۱"

(۱)

بحرِ جہاں میں ہستیِ انساں حباب ہے — ہر دم مثالِ موج یہاں انقلاب ہے

آئے نہ جو فریب میں کس کو یہ تاب ہے — دھوکے میں جسکے سب ہیں یہ ایسا سراب ہے

سیراب ہو کے دہر سے جاتا نہیں کوئی

ساحل پہ اسکی پیاس بجھاتا نہیں کوئی

(۲)

غافل رہیں جو اس سے تو ہے عقل کا فتور — سمجھے ہیں خوب اسکے طلسمات ذی شعور

انجام بیں جو لوگ ہیں رہتے ہیں اس سے دور — بادِ فنا سے اسمیں تلاطم کا ہے وفور

پانی بلند کیوں نہ ہو گردوں کے اوج سے

طوفاں ہزاروں اٹھتے ہیں اک ایک موج سے

(۳)

اس بحر میں وجود ہر اک شئے کا ہے عدم — پیراک ڈر کے مارے اترتے ہیں اس میں کم

کاٹے چڑھاؤ شیر میں اتنا نہیں ہے دم — اللہ رے بہاؤ ٹھہرتے نہیں قدم

گردش وہ تیز ہے کہ سنبھلتا نہیں کوئی

اسکے بھنور میں پھنس کے نکلتا نہیں کوئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By https://Jafrilibrary.com

(۴)
اس بحرِ پُر خطر کی بزرگی کا کیا بیاں
ہر کوہ مثلِ کاہ تموّج میں ہے رواں
کیا ثقلِ ارض کی ہی حقیقت بھلا یہاں
پتّے کی طرح تیرتے ہیں اس میں آسماں
جُنبش ہے موج سے کُرۂ زمہریر کو
گردش بھنور سے ہوتی ہی چرخ اثیر کو

(۵)
وہ خوفناک بحر ہے جس کا نہیں حساب
وہ جوش وہ خروش وہ موجوں کا اضطراب
ہوتا ہے یوں غروب کنارے یہ آفتاب
ساحل پر آکے پھوٹتے ہیں جس طرح حباب
اسکے مقابلے کی بھلا کس کو تاب ہے
رازِ فنا ہی جس میں ودیعت وہ آب ہے

(۶)
کشتی وہ کونسی ہے جو گزری ہے بخطر
کرتی نہیں ہوائے موافق کبھی گزر
ہر سمت زورِ بادِ مخالف ہے سر بسر
دھائے کی وہ مہیب صدا ہے کہ الحذر
یہ شور ہے فزوں کہیں شورِ نشور سے
دہ چند ہولناک ہے آوازِ صور سے

(۷)
دل کون ہے جو موردِ درد و الم نہیں
پار اترے ایک کو بھی یہ طاقت بہم نہیں
ہے کونسا حباب جو باچشم نم نہیں
اک ایک موج نوحؑ کے طوفاں سے کم نہیں
اہلِ فلک بھی سنتے ہیں ایسا خروش ہے
ہر دم ابل رہا ہی یہ پانی میں جوش ہے

(۸)
روکے جو اس کا جوش وہ قوت کوئی نہیں
اس سے اتر کے پار سلامت کوئی نہیں
ساحل پر آکے منزلِ راحت کوئی نہیں
ہیہات اس سے بچنے کی صورت کوئی نہیں
کوئی فرار کر نہیں سکتا عبور سے
موج اسکی کھینچ لیتی ہی ہر شئے کو دور سے

Presented By https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۹)

دشوار جسکا حس ہے نظر کو وہ پاٹ ہے
اِک ایک کو تباہ کرے بس یہ چاٹ ہے
ہستی ہی ایک گھاٹ، عدم ایک گھاٹ ہے
پتھّر ہیں پاش پاش، وہ پانی میں کاٹ ہے
کافی نہیں زمیں کا بگڑنا بھی آڑ کو
لے جاتی ہی لپیٹ کے چادر پہاڑ کو

(۱۰)

یہ ہولناک بحر ہے، عالم پہ ہے عیاں
منجدھار کے عظیم تلاطم کا کیا بیاں
ہے زلزلہ زمین کو چکّر میں آسماں
اِسمیں تو ڈوب جاتی ہیں ساحل پہ کشتیاں
کچھ بس نہیں ہے درد و الم کے وفور سے
کشتی شکستہ جو ہیں وہ تکتے ہیں دور سے

(۱۱)

اِس بحر میں ہوئی ہے جو کشتی ابھی تباہ
مَیں دردمند ہوں مجھے مشکل ہی ضبطِ آہ
اِسپر بھی اہلِ دِل کریں عبرت کی اِک نگاہ
جانکاہ دردِ ہجر بلا ہے ہے خدا گواہ
کیونکر نہ غم ہو عارفِ شیریں کلام کا
ڈوبا سفینہ مدحِ شہِؑ خاص و عام کا

(۱۲)

اِس ذکرِ جانگداز سے کیونکر نہ دِل ہلے
دردِ دلِ حزیں نے کئے ختم ولولے
پڑھ کر نماز مجلسِ شبیرؑ میں چلے
راہِ رضا میں شاہِؑ زمن منتظر ملے
دِل تنگ انکو دیکھ کے دُنیائے زشت میں
بس وقتِ عصر لیگئے سرورؑ بہشت میں

(۱۳)

کرتے تھے جب بیان مصیبت حسینؑ کی
آنکھوں میں سب کی پھرتی تھی صورت حسینؑ کی
تا زیست کی خلوص سے مدحت حسینؑ کی
کی مرتے مرتے آخری خدمت حسینؑ کی
تھا شوق بزمِ غم میں آنسو بہانے کا
تا وقتِ مرگ قصد تھا مجلس میں جانے کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

قوت سے انکی بڑھتی تھی تاب و توانِ نظم ⑭ بڑھنے سے انکے ہوتی تھی دہ چند شانِ نظم
لاریب انکے زیرِ نگیں تھا جہانِ نظم — روحِ رواں تھے پیکرِ مدحت تھے جانِ نظم
شہرہ تھا شہر شہر کلامِ سلیس کا
زندہ تھا ان سے نام انیس و نفیس کا

راس آگئی تھی مدحتِ شاہِ زمن انھیں ⑮ کہتے تھے سب مجددِ طرزِ کہن انھیں
اپنا بزرگ جانتے تھے اہلِ فن انھیں — سب مانتے تھے خسروِ ملکِ سخن انھیں
رفعت تھی انکے فرق پہ دیہیم نظم کی
شاہی انھیں کو زیب تھی اقلیم نظم کی

کیوں مرتبے بڑھاتے نہ آقا غلام کے ⑯ مداح تھے حسین علیہ السلام کے
میداں انھیں کے ہاتھ رہے ہیں کلام کے — جھنڈے گڑے رہیں گے سدا انکے نام کے
ہر قلب پر کمال کا سکہ جما گئے
وہ اپنا ملکِ نظم میں ڈنکا بجا گئے

پڑھتے تھے جب فضائلِ حیدر بعزّ و شان ⑰ پیرو نکے دل بھی جوش میں ہو جاتے تھے جوان
کرتے تھے جب مصیبتِ شبیر کا بیان — سیلِ سرشک ہوتی تھی رخسار پر رواں
پانی تھا قلب غم میں شہِ تشنہ کام کے
اب کون یوں پڑھیگا مصائب امام کے

کیوں ہوں وہ خوفِ روزِ قیامت سے دل ملول ⑱ پایا صلہ میں مدح کے ہمسایۂ رسول
درگاہِ حق میں انکے ہدایا ہیں سب قبول — عارف تھے قرب حق انھیں ہوتا نہ کیوں حصول
مداحِ ابنِ فاتحِ بدر و حنین تھے
مقبولِ بارگاہِ شہِ مشرقین تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیوں یادگارِ دہر نہ ہوں ان کی خدمتیں
تعنیف کی ریاضتیں، پڑھنے کی محنتیں
(۱۹)
تھیں خاص اہلبیتؑ کی ان پر جو شفقتیں
افلاک سر جھکائیں وہ ملتی تھیں رفعتیں
آراستہ کلام تھا، حُسنِ قبول سے
تھے سرفراز مدحتِ آلِ رسولؐ سے

تھی ان کی ذات مجمع اوصافِ بیکراں
احباب پر محاسنِ اخلاق ہیں عیاں
(۲۰)
تفضیل سے ہو انکے فضائل کا کیا بیاں
کافی ہے ایک مدحتِ سلطانِ دو جہاں
افضل ہر اک شرف سے انھیں یہ شرف ملا
اک عمر خاک چھان کے دُرِّ نجف ملا

گو وہ نہ تھے امام، مگر مقتدا تو تھے
اس وادیٔ وسیع کے وہ رہنما تو تھے
(۲۱)
غوّاصِ بحرِ نظم کے حاجت روا تو تھے
اچھا نہ تھے خدائے سخن، ناخدا تو تھے
قائل ہیں دل سے اہلِ خرد اس مقال کے
یکتا ہوئے تھے مدح کا بیڑا اٹھا کے

فائق قلم کو روک نہ دے اب سخن کو طول
لازم ہے اختصار، یہ تطویل ہے فضول
(۲۲)
وہ ذکر کر کہ جس سے شرف ہو تجھے حصول
زینت فزا ہیں مجلسِ شبیرؑ میں بتولؑ
کر مدح ابنِ فاتحِ بدر و حنین کی
مشتاق اب ہیں فاطمہؑ ذکرِ حسینؑ کی

ہاں شکر کر یہ شکر کا تیرے مقام ہے
مدّاحوں میں حسینؑ کے تیرا بھی نام ہے
(۲۳)
آقا ہیں تیرے سبطِ نبیؐ، تو غلام ہے
مطلب کسی سے کیا تجھے مولا سے کام ہے
جس در کا تو گدا ہے اسی پر سوال کر
کیوں مضطرب ہے شاہؑ سے بس عرض حال کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مولا مدد کا وقت ہے تشریف لائیے
منجدھار میں ہے ناؤ مری جلد آئیے
(۲۴)
اعجاز بہرِ خالقِ اکبر دکھائیے
اے ناخدائے کشتیِ امت بچائیے

معلوم ہو نہ راہ، نہ پانی کی تھاہ ہو
یا شاہِ بحر و بر مرا بیڑا تباہ ہو

امداد کیجئے کہ تلاطم کا ہے وفور
رحم و کرم کی مجھ پہ نظر چاہیئے ضرور
(۲۵)
ساحل کے دیکھنے میں نظر کرتی ہے قصور
طوفاں کہیں بہا کے نہ لے جائے مجھ کو دور

چکر میں اس بھنور کے بصد اضطراب ہوں
موجوں کے اختیار میں شکل حباب ہوں

ہے التجا یہ آپ سے یا شاہِ بحر و بر
ہو دین کی نہ فکر، نہ دنیا کی کچھ خبر
(۲۶)
جامِ ولا سے میں رہوں سرشار عمر بھر
عمرِ دو روزہ آپکی خدمت میں ہو بسر

ہر وقت میری طبع میں ذوق و شوق ہو
گردن میں آپ ہی کی غلامی کا طوق ہو

ظاہر ہے یہ کہ مدح کی قدرت مجھے کہاں
موقوف آپ ہی کی مدد پر ہے بے گماں
(۲۷)
ذرّے سے ہوگی مہر کی توصیف کیا بیاں
دریائے طبع کو مرے کر دیجئے رواں

ذرّے کو غیرتِ یدِ بیضا کریں ابھی
چاہیں جو آپ قطرے کو دریا کریں ابھی

ہو کس زباں سے یا شہِ دیں آپ کی ثنا
نورِ نگاہِ فاطمہؑ، صدیقہ، طاہرا
(۲۸)
سبطِ رسولؐ، ابنِ علیؑ، سرورِ ہدیٰ
تاب و توانِ قلبِ حسنؑ، شاہِ اتقیا

شامل ہیں اہلبیت میں وہ مقتدا ہیں آپ
فضلِ خدا سے خامسِ آلِ عبا ہیں آپ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں کس طرح فضائلِ حضرت کروں بیاں
اللہ نے کئے ہیں شرف آپ کے عیاں
(۲۹)
یا شاہؑ آپ مصحفِ ناطق ہیں بے گماں
توصیف میں ہی آپکی قرآن تر زباں

ثابت کلامِ حق سے طہارت ہے آپکی
تنزیلِ "ھَلْ اَتٰی" میں بھی شرکت ہے آپکی

کیا مرتبہ ہے آپ کا یا شاہِؑ نامدار
مختارِ کائنات، محمدؐ کے یادگار
(۳۰)
ممکن کسی سے ہے جو کیا جبر اختیار
ذات آپ کی ہی گلشنِ اسلام کی بہار

پھولا پھلا یہ باغ مشقت سے آپ کی
سرسبز آج تک ہے ریاضت سے آپ کی

کیا اُمّتِ رسولؐ پہ احسان کر دیا
گھر بار، جان و مال کو قربان کر دیا
(۳۱)
دشوار مرحلہ تھا جو، آسان کر دیا
باغِ جناں میں جانے کا سامان کر دیا

عاصی رہائی آتشِ دوزخ سے پا گئے
کھیتی گنا کے گلشنِ جنت بسا گئے

ہاں روئیں مومنین کہ یہ رونے کا ہے مقام
یاد آگئی مصیبتِ شبیرؑ تشنہ کام
(۳۲)
وہ دشتِ کربلا وہ لعینوں کا اژدہام
وہ صبرِ شاہؑ اور وہ ظلمِ سپاہِ شام

پانی دیا نہ فاطمہؑ کے نورِ عین کو
پیاسا کیا شہید شہِؑ مشرقین کو

لکھا ہی راویوں نے یہ روزِ ستم کا حال
جب ہو چکے شہید رفیقانِ خوش خصال
(۳۳)
گلزارِ فاطمہؑ ہوا جنگل میں پائمال
تھا وقتِ ظہر یکہ و تنہا علیؑ کا لال

بے حال اب الم سے شہِؑ مشرقین ہیں
رانڈیں کئی ہیں اور اکیلے حسینؑ ہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے قتل گاہ میں ابھی زہرا کا نورِ عین
واں عترتِ رسول میں برپا ہے شور و شین
(۳۴)
بانوؑ غمِ پسر میں اُدھر کر رہی ہیں بین
بیٹھے ہوئے ہیں تربتِ بے شیر پر حسینؑ
شرمندگی ہے دیدۂ گریاں سے ابر کو
تر کر رہے ہیں اُشکوں سے پیاسے کی قبر کو

پردے کے پاس بانوئےؑ مضطر کی ہے صدا
کوئی دِکھا دے تربتِ اصغرؑ مجھے ذرا
(۳۵)
بیٹا، تمہاری خوں بھری صورت کے مَیں فدا
کیوں ہو گئے ہو مادرِ ناشاد سے خفا
تیرِ ستم سے غنچۂ اُمید کھِل گیا
بابا کی گود میں تمہیں کیا چین مِل گیا

جس طرح تم گئے تھے اُسی طرح رَن سے آؤ
اصغر پھر اپنی چاند سی صورت مجھے دِکھاؤ
(۳۶)
بھڑکی ہوئی ہے آگ جگر میں ذرا بجھاؤ
مادر کو دیکھ کر پھر اُسی طرح مُسکراؤ
آؤ جھنڈولے بال تمہارے سنوار دوں
واری، لہو بھرا ہُوا کُرتہ اُتار دوں

آوازِ گریہ سُنتے ہی اُٹھے شہِؑ اُمم
جلدی ہوئے روانہ سوئے خیمۂ حرم
(۳۷)
مُڑ کر یہ پھر کہا بصد اندوہ و درد و غم
اصغرؑ نہ کُڑھیو ملتے ہیں جلد آکے تم سے ہم
کرنا ہو جو ہمارے لئے جلد کر رکھیں
دادی سے کہیو ساغرِ تسنیم بھر رکھیں

فرما کے یہ چلے شہِؑ دیں جانبِ خیام
غم سے پہاڑ ہو گیا رستہ وہ چند گام
(۳۸)
ڈیوڑھی میں جب پہنچ گئے شبیرؑ تشنہ کام
شاہِؑ اُمم نے سب پہ کیا آخری سلام
آوازیں بند ہو گئیں فریاد و آہ کی
دوڑے سب اہلبیتؑ صدا سُن کے شاہؑ کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۹)

پردہ اُٹھا کے گھر میں گئے شاہِ کربلاؑ
گرد آ کے جمع ہو گئے ناموسِ مصطفےٰؐ
بانوؑ لپٹ کے قدموں سے کرنے لگیں بکا
زینبؑ نے رُخ کو چادرِ زہراؑ سے دی ہوا
باتیں سبھوں نے رنج و مصیبت کی ڈال دیں
بانہیں گلے میں آ کے سکینہؑ نے ڈال دیں

(۴۰)

تسکین سب کو دے کے یہ بولے امامؑ دیں
رخصت کرو بہن کہ نہ تاخیر ہو کہیں
میدانِ جنگ میں ہیں مرے منتظر لعیں
ایفائے وعدہ میں محل اب دیر کا نہیں
درگاہِ حق میں جانے کے سامان ہو گئے
سب مرحلے حسینؑ کے آسان ہو گئے

(۴۱)

باقی ہے ایک مرحلۂ خنجر و گلو
یا رب اسے بھی جلد کر آسان مجھ پہ تو
تنہا میں اس طرف ہوں اُدھر سینکڑوں عدو
لشکر میں میرے قتل کی ہے دھوم چار سو
تیغیں ہزاروں تیز ہیں اِک سر کے واسطے
خنجر میرے لئے ہیں میں خنجر کے واسطے

(۴۲)

یہ سُن کے اہلِ بیتؑ میں رونے کا غُل ہوا
بے تاب ہو گئے حرمِ پاکِ مصطفےٰؐ
سر پیٹ کر یہ زینبِؑ ناشاد نے کہا
بھیا بہن نثار، تامل کی ہے یہ جا
یا شاہِؑ دیں میں پوچھتی ہوں ہاتھ جوڑ کے
مرنے چلے ہیں آپ ہمیں کس پہ چھوڑ کے

(۴۳)

وارث ہمارا کون ہے فرماتے جائیے
یہ گھر سپرد کس کے ہے بتلاتے جائیے
تسکین دیتے جائیے، سمجھاتے جائیے
بچوں کو تھوڑی دیر تو بہلاتے جائیے
ہم بیکسوں کا مونس و غمخوار کون ہے؟
اس قافلہ کا قافلہ سالار کون ہے؟

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۴

خیمے اگر یہ بانیٔ ظلم و ستم جلائیں؟ ۔ بچّوں کو لیکے اہلِ حرم کسطرف کو جائیں؟

یہ بے حیا اُتار لیں سَر سے اگر رِدائیں؟ ۔ کیا ہم رسُول زادیاں بالوں سے مُنھ چھپائیں؟

اِک آپکے سِوا ہمیں اَب کِسکی آس ہے؟

حُرمت کا اہلبیتؑ کی یاں کِسکو پاس ہے؟

۴۵

اِک آہ سَرد بھر کے یہ بولے شہِؑ زمن ۔ بہرِ اِلٰہ، صبر کرو صبر اَے بہن

دِہ چند اِس سے بھی ہوں اگر صدمہ و محن ۔ کیا بَس ہَے جو مشیّتِ خلّاقِ ذُوالمنن

حامی وہی ہے، مالکِ مُختار ہَے وہی

سچ ہے کہ بیکسوں کا مددگار ہَے وہی

۴۶

سمجھاتے تھے بہن کو ابھی شاہِؑ دیں پناہ ۔ حضرتؑ کی سمت بانوؑ نے حسرت سے کی نِگاہ

بولے امامِ بیکس و مظلوم بھر کے آہ ۔ کہنا ہے جو وہ کہہ لو نہ حالت کرو تباہ

بَس تھوڑی دیر زینبؑ کے صَدمے اُٹھاتے ہیں

اصغرؑ جہاں گئے ہیں وہیں ہم بھی جاتے ہیں

۴۷

کہنے لگیں یہ شاہؑ سے بانوئے دِل حزیں ۔ اَب کیا کہوں یہ کہنے کا ہنگام ہے کہیں

ہاں اِک عرض ہَے مری اَے بادشاہِ دیں ۔ رنج و الم کی دیکھیے تاب اَب نہیں

جاتے ہی خلد میں مجھے حیدرؑ کیواسطے

بلوائیے گا خدمتِ اصغرؑ کیواسطے

۴۸

یہ سُنکے آبدیدہ ہوئے شاہِؑ بحر و بر ۔ بانوؑ کے اس بیان پہ تڑپے دِل و جگر

فرمایا پھر یہ زینبؑ غمگیں کو دیکھکر ۔ عابدؑ کی یہ بہنے دیر سے پائی نہیں خبر

دیکھا نہیں ہے صبح سے اس خوش جمال کو

چلکر دِکھا دو مجھ کو ذرا میرے لال کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گودی میں لیکے بالی سکینہ کو شاہ دیں
روتے ہوئے چلے طرفِ عابدِ حزیں
پہونچے جو شاہ بسترِ بیمار کے قریں
ہمراہ آئیں زینبِ ناشاد بھی وہیں
دیکھا کہ تپ سے ضعف کی شدّت کمال ہے
آنکھیں ہیں بند غش میں پڑے ہیں یہ حال ہے

۴۹

پہلو میں آکے زینبِ مضطر نے دی صدا
دیکھو تو آنکھیں کھول کے بیٹا پھوپھی فدا
بابا تمہارے آئے ہیں ہشیار ہو ذرا
اٹھ کر سلام تو کرو اے میرے مہ لقا
قربان جاؤں شہ کو پھر اک بار دیکھ لو
بیکس پدر کا آخری دیدار دیکھ لو

۵۰

بیٹے کا حال دیکھ کے گھبرا گئے امام
اک آہ کرکے بیٹھ گئے شاہ تشنہ کام
ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے یہ بولے شہِ انام
اُف جاں بلب ہے شدّتِ تپ سے یہ لالہ فام
کرتا ہوں میں اسی کے سپرد اپنے لال کو
اللہ دے شفا مرے یوسف جمال کو

۵۱

منھ رکھ کے منھ پہ پیار سے حضرت نے پھر کہا
اے نورِ عین آنکھ تو کھولو پدر فدا
ہم پاس کب سے بیٹھے ہیں دیکھو تو اک ذرا
چونک اٹھے غش سے کان میں پہنچی جو یہ صدا
دیکھا تو ہاتھ اٹھا دیئے تسلیم کے لئے
اٹھنے لگے امام کی تعظیم کے لئے

۵۲

گھبرا کے بولے شاہ کہ ہاں ہاں پدر نثار
تکلیف کیوں یہ کرتے ہو اے میرے گل عذار
شدّت مرض کی ہو رہی ہے جسم ہے نزار
صحت عطا کرے گا تمہیں جلد کردگار
چہرے پہ گل سے بڑھ کے تغیر کچھ آج ہے
اے میری جان بتاؤ تو کیسا مزاج ہے

۵۳

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۵۴
کہنے لگے یہ عابدِ بیمار شاہؑ سے
واقف ہیں آپ، خود مرے حالِ تباہ سے
مہلت نہیں ملی مجھے فریاد و آہ سے
احوال کیا کہوں میں شہِ دیں پناہ سے
بابا خدا کے ہاتھ ہے اب تو شفا مری
صدمے غذا ہیں اور مرض ہی دوا مری

۵۵
فرمایا شاہِ دیں نے کہ شکرِ خدا کرو
جو حق ہے صبر و ضبط کا تم بھی ادا کرو
ہاں یہ خیال دل سے نہ ہرگز جدا کرو
اُمّت پہ اپنی عزّت و حرمت فدا کرو
جس وقت تک کہ زیست ہے دم میں دم رہے
خالق کے سامنے سرِ تسلیم خم رہے

۵۶
کہنا یہ تم سے ہے مجھے اسلم سنو ذرا
سب رہ گئیں کام آچکے انصار و اقربا
بیٹا پدر کے واسطے تم بھی کرو دعا
اب جلد میرا مرحلہ آساں کرے خدا
آیا ہوں گھر میں آخری رخصت کے واسطے
ٹوٹی کمر کسے ہوں شہادت کے واسطے

۵۷
میری تو مشکلیں ہوئیں فضلِ خدا سے حل
لیکن تمہارے صبر کا آیا ہے اب محل
ماتھے پہ ہو شکن، نہ پڑے ابروؤں پہ بل
آنے نہ پائے بخششِ اُمّت میں کچھ خلل
بن جائے کام، حق سے یہی التجا کرو
ہو کر اسیر عاصیوں کو تم رہا کرو

۵۸
اب میرے گھر کے مالک و مختار ہو تمہیں
ہر اک کے بیکسی میں مددگار ہو تمہیں
بیوؤں کے اور یتیموں کے غمخوار ہو تمہیں
اس قافلے کے قافلہ سالار ہو تمہیں
واقف تمہیں ہو خوب ہر اک کے مزاج سے
یہ کارواں تمہارے حوالے ہے آج سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۹

ہاں میرے بعد ہو تمہیں کُل خلق کے امام
ہیں تم پہ فرض جو متعلّق تھے تم سے کام
سہہ لیجیو لعینوں کے ظلم و ستم تمام
مدِّ نظر یہ ہے تمہیں صبر و رضا مُدام
گھر لوٹیں اہلِ شر تو تاسّف نہ کیجیو
ناری جلائیں خیمے مگر اُف نہ کیجیو

۶۰

زنجیر و طوق تم کو اگر اہلِ شر پہنائیں
کلمے زباں پر نہ شکایت کے آنے پائیں
ان بیکسوں کے سر سے ردائیں جو چھینی جائیں
کہہ دیجیو سبھوں سے کہ بالوں سے منھ چھپائیں
دیکھو گناہگار و نکا پردہ اسی میں ہے
توقیر اہلبیت کی بے پردگی میں ہے

۶۱

لیجائیں سوئے شام جو تم کو یہ بد شعار
جز صبر شکوہ راہ میں کرنا نہ زینہار
ہوں سر برہنہ ناقوں پہ جب بیبیاں سوار
حمدِ خدا زباں پہ ہو، اور ہاتھ میں مہار
صبر اور ستم کا حال ہو روشن زمانے پر
شکرِ الٰہ کیجیو ہر تازیانے پر

۶۲

سوئے سکینہ کر کے اشارہ یہ پھر کہا
واقف ہو تم کہ اس سے ہے الفت مجھے سوا
رکھنا خیال اس کا بہت تم پہ میں فدا
زنداں تلک ہے ساتھ تمہارے یہ مہ لقا
فرصت ملیگی اسکو نہ آنسو بہانے سے
لیجائینگے ہم آکے اسے قید خانے سے

۶۳

دیکھے گی سر ہمارا تو آئے گا اسکو چین
گودی میں لیکے اپنی یہ کرنے لگے جو بین
جلدی جدا نہ کیجیو اس سے سرِ حسین
دنیا سے جب گزر چکے میری یہ نورِ عین
بیٹا زیادہ فکر نہ اس آن کیجیو
زنداں ہی میں دفن کا سامان کیجیو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے مظلومِ کربلا
سر پیٹنے لگے حرمِ پاکِ مصطفےٰ
گودی میں دیکے ماں کی سکینہؑ کو یہ کہا
لو مل چکے جدائی کا ہنگام آگیا
مونس ہے کوئی پاس نہ غمخوار ساتھ ہے
بس اب خدا کے ہاتھ میں تم سب کا ہاتھ ہے (٦٤)

اے اہلبیتِ احمدِ مختار الوداع
اے زینبِ حزین و دلِ افگار الوداع
اے غم نصیب عابدِ بیمار الوداع
جاتا ہے اب یہ بیکس و ناچار الوداع
راحت اٹھاؤ بعد ہمارے خدا کرے
اللہ جلد قید سے تم کو رہا کرے (٦٥)

فرما کے یہ محل سے برآمد ہوئے حضورؑ
برجِ شرف سے نیّرِ دیں کا ہوا ظہور
جلوے سے مہر رُخ کے ہوا دشت رشکِ طور
پھیلا سب ارضِ پاک پہ نورِ خدا کا نور
حیرت ہوئی فلک کو امامت کی شان پر
قدسی درود پڑھنے لگے آسمان پر (٦٦)

حاضر تھا دیر سے درِ دولت پہ راہوار
بڑھ کر قریب آئے امامِ فلک وقار
لیکر علیؑ کا نام بصد عزّ و افتخار
شانِ نبیؐ سے گھوڑے پہ حضرتؑ ہوئے سوار
شورِ درود عرش سے تا فرش ہوگیا
نورِ خدا سے زینِ فرس عرش ہوگیا (٦٧)

لی باگ شاہؑ نے فرسِ خوش قدم چلا
اقبال ساتھ ساتھ جلو میں حشم چلا
بھرتا ہوا طرارے جو وہ تیز دم چلا
ثابت ہوا حرم سے غزالِ حرم چلا
کعبے کی شان مل گئی دشتِ مصاف کو
آئی ہوا بہشت سے اسکے طواف کو (٦٨)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۶۹)
رفعت ہے اسکی سایۂ زمانے پہ آشکار
رتبے میں ہے براق کا ہمسر یہ راہوار
کیا ہو بیان اس کا بھلا عزّ و افتخار
ہو جس فرس پہ راکبِ دوشِ نبیؐ سوار
قسمت کہاں تک اسکی رسا آج ہو گئی
دیکھو تو اوج، گھوڑے کو معراج ہو گئی

(۷۰)
آقا جو ہیں سوار تو ہے جوششِ نشاط
رکھتا ہے یہ زمیں پہ قدم بھی بہ احتیاط
بادِ صبا کو اس سے رہا شوقِ ارتباط
ہوا اسکے آگے تختِ سُلیماں کی کیا بساط
اسمیں کہاں وہ بات جو بات اس فرس میں ہے
وہ تھا ہوا کے بس میں، ہوا اسکے بس میں ہے

(۷۱)
اسکا سوار باغ میں اس کو اگر اُٹھائے
سبزے کو خواب سے نہ صدائے قدم جگائے
جُنبش نہ برگ کو ہو نہ غنچہ چٹکنے پائے
گرمی سے سُم کی عارضِ گُل پر عرق نہ آئے
مشتاق سب ہیں جو چمن سے رَوانہ ہو
بیلوں کا پیچ و تاب اسے تازیانہ ہو

(۷۲)
طنّاز و سرفراز و حسین و خجستہ کام
آتش دم و پری وش و چالاک و تیز گام
خوشرو و خوش جمال و خوش اندام و خوش لگام
خوشخو و خوش مزاج و خوش انداز و خوشخرام
پُر دل ہے، پُر جگر ہے قوی ہے جری بھی ہے
مملو ہے خوبیوں سے، بدی سے بری بھی ہے

(۷۳)
گردن کے بار بار ہلانے کو دیکھیے
بن بن کے ہر قدم کے اُٹھانے کو دیکھیے
غصّے میں اس دہانہ چبانے کو دیکھیے
بگڑی ہوئی ادا کے بنانے کو دیکھیے
قمچی کی ایسے گھوڑے کو کیا احتیاج ہے
تیور بتا رہے ہیں کہ نازک مزاج ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By https://Jafrilibrary.com

عالم کے راہواروں میں یہ انتخاب ہے — صورت ہی بےمثال تو قد لاجواب ہے
کس کو ملا جو اس کو شرف دستیاب ہے — رہوارِ خاصۂ خلفِ بوتراب ہے
ایسا فرس جہان میں کب باوفا ہوا
خون اسکا بھی ہے خاکِ شفا میں ملا ہوا
(۷۴)

اے حبّذا جمالِ شہِ آسماں وقار — جلوے سے رخ کے نیّرِ تاباں ہے شرمسار
وہ آب و تابِ گیسوئے مشکین و مشکبار — اک ایک حلقے پر شبِ معراج ہے نثار
رخسارہ و جبیں میں چمک برقِ طور کی
مصحف ہی چہرہ اور دہن آیت ہے نور کی
(۷۵)

سینہ وہ ہی کہ جس میں بھرا ہے خدا کا نور — وہ ہاتھ جن سے زورِ یداللہ کا ظہور
وہ پاؤں ہیں ہٹا نہیں سکتے ہیں جنکو سور — مشہور ہے ثباتِ قدم جنکا دور دور
اُٹھے ہیں آستین یداللہ کی طرح
آتے ہیں فوج پر اسداللہ کی طرح
(۷۶)

جا جا کے پیک کہتے ہیں لشکر میں بار بار — آتا ہے ابنِ حیدرِ کرّار ہوشیار
وہ اُٹھ رہا ہے سامنے میدان میں غبار — آندھی کی طرح دیکھو وہ آتا ہے راہوار
بگڑے ہوئے ہیں غیظ سے تیور دلیر کے
میدان گونج جاتا ہے نعروں سے شیر کے
(۷۷)

رخ پر ہے شوکتِ اسداللہ سر بسر — بل ابروؤں پہ فوج پہ غصّے کی ہے نظر
جعفر کا دبدبہ ہے تو حیدر کا کرّ و فر — ہے شمرِ لعیں کس طرف، پسرِ سعدِ لعیں ہے کدھر
جرأت یہ خاندانِ نبیؐ کی نظر رکھیں
تدبیرِ جنگ سوچی ہو جو کچھ وہ کر رکھیں
(۷۸)

Presented By https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۷۹)
یہ ذکر تھا کہ سامنے جرار آ گیا
نورِ نگاہِ احمدِ مختار آ گیا
رن میں ہژبرِ حیدرِ کرار آ گیا
نزدیک فوجِ شام کے رہوار آ گیا
ہیبت سے شامیوں کے جگر تھرتھرا گئے
غل پڑ گیا کہ نوشۂ ذیجاہ آ گئے

(۸۰)
پہونچے قریب لشکرِ کیں جب شہِ زماں
بس کہہ کے روک لی فرسِ تیز کی عناں
رہوار پر ابھر کے صدا دی بعزّ و شاں
اے قوم کس طرف پسرِ سعد ہے نہاں
ابنِ علیؑ ہوں، فاطمہؑ کا نورِ عین ہوں
آگاہ سب رہیں کہ میں بیکس حسینؑ ہوں

(۸۱)
نانا ہیں میرے ختمِ رسل شاہِ انبیاءؐ
اور باپ ہیں علیؑ ولیِ شیرِ کبریاؑ
ماں ہیں جناب فاطمہؑ صدیقہ طاہرا
بھائی مرے امام حسنؑ ہیں شہِ ہدا
مجھ سے بہار دینِ نبیؐ کے چمن میں ہے
اب ایک میری ذات فقط پنجتنؑ میں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com
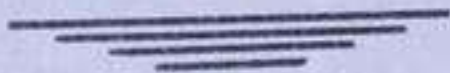
بابو صاحب فائقؔ

سلام

قبر میں دیدار اپنا مرتضےٰ دکھلا گئے
کیسی جنّت کی ہوس بس ہم تو سب کچھ پا گئے

میرے عصیاں پر وفورِ رحمتِ رب دیکھ کر
اپنے دل میں کاتب اعمال خود شرما گئے

قبر کا در بند ہوتے ہی کھُلا جنّت کا در
پے بہ پے جھونکے ہوا کے آ کے جی بہلا گئے

سرفروشی بہرِ طاعت ختم اُن پر ہو گئی
حق کو جو بھولے نہیں سجدوں میں تیغیں کھا گئے

کیا قباحت کٹ گئے انصارِ شہ گر دشت میں
مر کے سامانِ حیاتِ جاودانی پا گئے

موجزن کوثر ہوا تسنیم کو جوشش آ گیا
جب گُلِ گلزارِ زہراؑ دشت میں مرجھا گئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام : میر محمد ہادی

تخلّص : لائقؔ

والد : میر عارفؔ

ولادت : ۲۱؍ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ / ۲۵؍ جون ۱۸۹۴ء

اولاد : سیّد علی محمد، سیّد علی احمد، سیّد علی حسن، سیّد علی قمر

وفات : اتوار ۸؍ مئی ۱۹۷۷ء

حیات : ۸۳ برس

قبر : "مقبرۂ میر انیسؔ" لکھنؤ

خدماتِ ادب : مرثیے، سلام، غزلیات و رباعیات وغیرہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
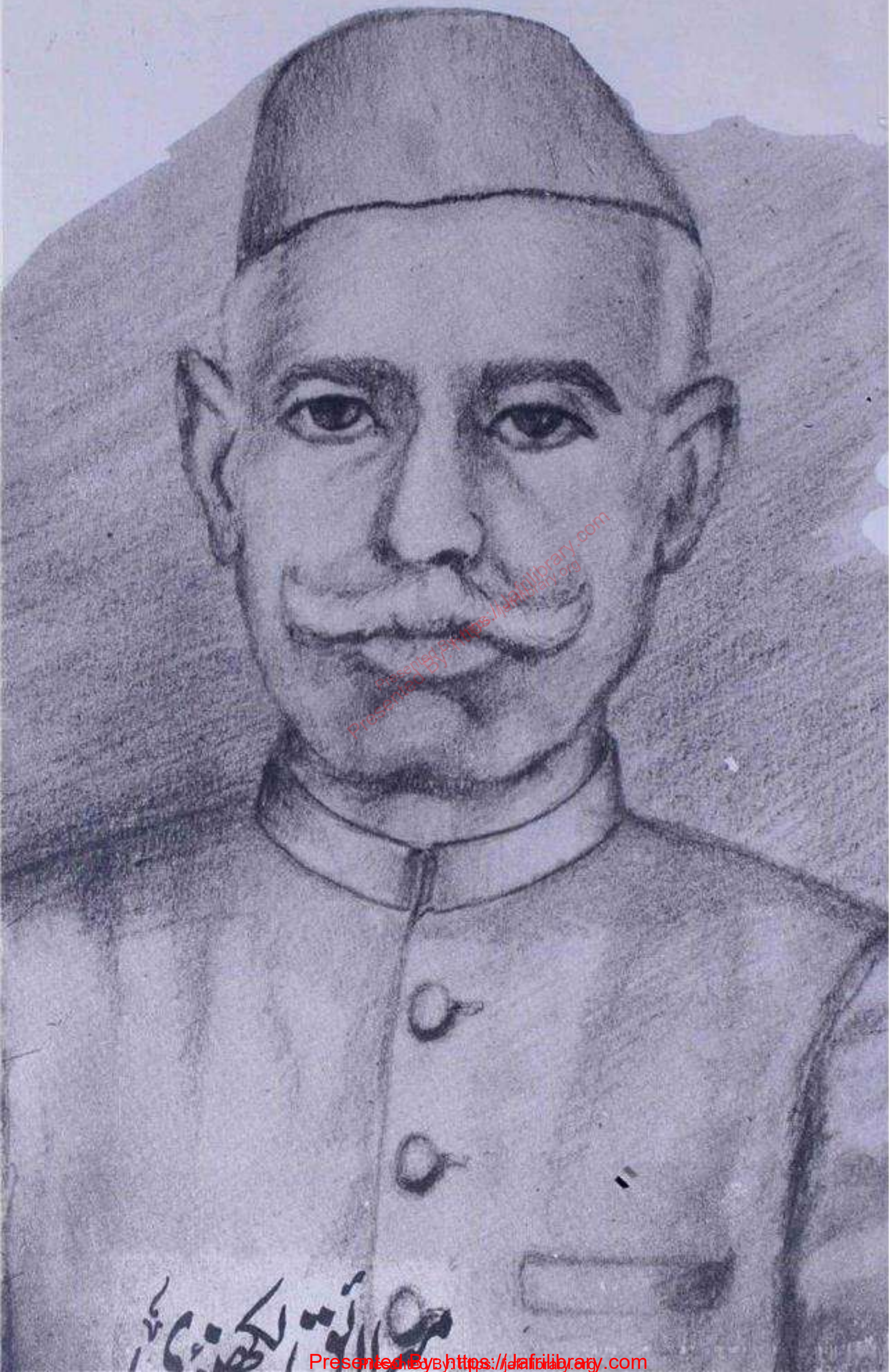
۲۵ رجب کی قدیم مجلس

جس میں خدائے سخن جناب انیسؔ و نفیسؔ و عروج طاب ثراہم کے بعد جناب فائزؔ اپنے کلام بلاغت نظام سے محبان اہلبیت کرام کو مستفید فرماتے تھے اب صرف جناب قدیمؔ کے دم سے قائم تھی، مگر افسوس یہ شمع خاندان انیسؔ بھی موت کے ہاتھوں خاموش ہوگئی، اس خاندانِ عالی نے جس طرح خدمت سید الشہداؑ انجام دی اور عزائے حسینؑ کے رائج کرنے میں کوشاں رہا اس کو فراموش کرکے اس قدیم مجلس کو بند کردینا ایسی زبردست احسان فراموشی ہوگی جو ہرگز قابل معافی نہیں ہوسکتی، لہٰذا ہم نے اکثر و بیشتر باشندگان شہر لکھنؤ اور ارکان مذہب کے مشورے کے بعد چشم و چراغ خاندان انیسؔ جناب محمد ہادی صاحب لائقؔ اور جناب سید صغیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو آمادہ کیا کہ یہ حضرات جن کا سلسلۂ نسب خاندانی و نیز سلسلہ تلمذ بھی اسی خاندان سے متعلق ہے، اس مجلس کو اپنے خاندانی کلام سے مشرف فرمائیں، لہٰذا تمام مومنین سے بصد ادب التماس ہے کہ بتاریخ ۲۵ رجب حسینیہ جناب غفرانمآبؒ میں بپابندی وقت ٹھیک ۸ بجے تشریف لاکر عزت افزائی فرمائیں اور شرکت مجلس فرماکے ممنون منت کریں۔

المشتہرین
سید عابد حسین خواہرزادہ جناب اعظم علی صاحب بانی مجلس ۲۵ رجب، قاری مجلس حدیث خوانی
سید محمد ہادی ساکن مفتی گنج، سید ولایت حسین گہر، سید محمد جواد (درگاہ)

۲۵ رجب کی قدیم مجلس کا رقعہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بانیٔ یادگارِ آلِ انیس ——— میر محمد ہادی لائق

ہمارے والد ماجد سید محمد ہادی صاحب لائق ابن میر علی محمد صاحب عارف مرحوم

کی

۵ رجون ۱۹۸۸ء بروز اتوار

بوقت ۹ بجے صبح

محلہ سرائے میر انیس واقع کوچہ میر انیس، چوہدری محلہ، چوک لکھنؤ میں

منعقد ہوگی جسمیں

یادگار فائق و لائق سید علی محمد صاحب وائق

اپنے مخصوص انداز میں مرثیہ میر انیس پڑھیں گے

مرحوم کے جملہ احباب و اعزا و مومنین و علمائے کرام سے شرکت کی استدعا ہے

زنانی مجلس اسی دن ٹھیک ۲ بجے ہوگی

سوگواران

سید فرخ حسین رضوی (برادر) و پسران و دختران مرحوم

میر ہادی حسین لائق کی مجلس چہلم کا رقعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لائق لکھنوی

حالاتِ زندگی اور شاعری

میر عارف کے چھوٹے فرزند اور بابو صاحب فائق کے چھوٹے بھائی میر محمد ہادی لائق خاندانِ میر انیس کے آخری مرثیہ گو شاعر تھے جن کا ۱۹۷۷ء میں انتقال ہوا۔ ۱۹۷۶ء میں راقم الحروف نے لکھنؤ میں اُن سے ملاقات کی تھی۔ وہ لکھنؤ کے ادبی ماحول میں بعض ایسی خصوصیات کے حامل تھے جن کے اٹھ جانے سے لکھنؤ کی ادبی محفلوں میں سوگوارانہ ماحول طاری ہو گیا ہے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں اور ان کی یادگاروں کے ایسے امین تھے جن کا سینہ اور زبان بذاتِ خود ایک تاریخِ ادب بن گیا تھا۔ محفلوں اور مجلسوں میں انکا تذکرہ، ان کی نشست و برخاست، ان کی صبح و شام کی مخاطبت، اُن کے طنزیہ و مزاحیہ فقرے، ان کی باتیں اور گفتگو لکھنؤ کے اہلِ ادب حضرات کو اب بھی یاد ہیں۔

لائق لکھنوی کی ولادت ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۵ جون ۱۸۹۴ء کو مکان میر انیس میں ہوئی اور اپنی دادی یعنی دخترِ میر نفیس کی آغوش میں تربیت پائی۔ اس وقت خاندان کے دیگر بزرگ موجود تھے والد میر عارف اور خاندان کے باکمال بزرگوں کے سائے میں پلے بڑھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی عالم حسین مرحوم کی نگرانی میں "مدرسۂ علویہ" لکھنؤ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد انگریزی تعلیم کے لئے کوئنس اینگلو کالج میں داخل ہوئے، پھر مہاراجہ محمود آباد سر علی محمد خاں انھیں ریاست کے خرچ پر اپنے کالج میں تعلیم دلانے کی نیت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سے اپنے ساتھ لے گئے لیکن لائقؔ لکھنوی علم و ادب کی فضاؤں سے معمور اپنے گھر اور افرادِ خاندان سے الگ رہنا برداشت نہ کر سکے کچھ ہی دن بعد لکھنؤ واپس آگئے۔

لائقؔ لکھنوی اس گھرانے کے چشم و چراغ تھے جس کے باکمال افراد دس پشتوں سے نسل در نسل تشنگانِ علم و ادب کو سیراب کرتے آئے تھے۔ اس گہوارۂ علم و فن میں تربیت و پرورش پاکر شاعری کی طرف مائل ہوئے۔ شروع میں غزل کہتے اور اپنے والد میر عارفؔ سے اصلاح لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ خاندانی روایات کے مطابق فنِ مرثیہ گوئی کی طرف متوجہ ہوئے مرثیہ خوانی کا فن والد میر عارفؔ سے سیکھا اور ان کی پیش خوانی میں لکھنؤ و قرب و جوار کی مجالس میں پڑھنے لگے۔ میر عارفؔ کی وفات کے بعد اپنے بڑے بھائی سیّد ظفر حسین عرف بابو صاحب فائقؔ کے ساتھ اور پھر تنہا بیرونِ لکھنؤ دور دور ذاکری کے لئے جاتے تھے۔ وہ اپنے مخصوص اور مقبول خاندانی انداز میں مرثیہ پڑھتے تھے۔

لائقؔ لکھنوی نے حیدرآباد دکن، بنارس، فیض آباد، جونپور، محمود آباد، سلیم پور، پنڈراول اور بلہرہ میں مجالس پڑھیں، وہ لکھنؤ کے شاہی امام باڑوں میں تا زندگی ذاکر کی حیثیت سے ملازم رہے اور انتظامی امور میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ کچھ عرصے وہ مہاراج کمار محمود آباد کے بچوں کے اتالیق رہے لیکن مزاج کی آزادی کی وجہ سے زیادہ دنوں یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا محرّم کے زمانے میں ریڈیو پر بھی مرثیہ پڑھتے تھے۔ یہ سلسلہ تقریباً تیس سال تک جاری رہا۔

لائقؔ لکھنوی نے مرثیہ کے علاوہ سلام، رباعی وغیرہ میں بھی کامیاب طبع آزمائی کی ہے میر انیسؔ کی عظمتِ فن کا کس خوبی سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:۔

تری فکرِ رسا پر سو برس سے بحث جاری ہے	یہ کہتا ہے کہ ہم سمجھے، وہ کہتا ہے کہ ہم سمجھے
انیسؔ خوش بیاں تیرے لئے یہ قولِ لائقؔ ہے	بہت سمجھا ہے سب نے تجھ کو لیکن پھر بھی کم سمجھے

لائقؔ لکھنوی اپنے دم سے ایک انجمن تھے، تاریخی واقعات، ادبی معلومات، قدیم لکھنوی خاندانوں کے حالات، شجرۂ نسب، اساتذۂ لکھنؤ کے حالات اور ان کے اچھے اشعار، تاریخہائے ولادت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وفات اور ادبی معرکے وغیرہ ان کے قابلِ رشک حافظے میں محفوظ تھے۔ تلاش و جستجو کرنیوالوں کی رہنمائی کے لئے ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے۔ آخر عمر میں اتر پردیش اردو اکاڈمی نے ان کی ادبی خدمات کے صلے میں ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا لیکن آخری زمانہ معاشی پریشانیوں میں گزرا۔

خاندانِ انیسؔ کی یادگار، ادبی معلومات کا خزانہ، مشہور شاعر، مقبول ذاکر، دنیائے علم و ادب میں اپنی طبیعت و شخصیت کے گہرے نقوش چھوڑ کر دفعتاً حرکتِ قلب بند ہونے سے بروز اتوار ۸ رمئی ۱۹۷۷ء کو بوقت ۲ بجے دن دنیا سے سفر کر گئے۔ مقبرۂ انیسؔ میں میر عارفؔ کی قبر کے پاس تدفین ہوئی۔ سید یوسف حسین شائقؔ مرحوم نے کراچی میں قطعہ تاریخ کہا:-

سہہ سہہ کے زمانے کے ستم مر گئے لائقؔ | ماتم میں ہمیں خاک بسر کر گئے لائقؔ
دعویٰ تھا غلامی کا انھیں آلِ عبا کی | رحمت سے خدا کی لب کوثر گئے لائقؔ
جنت میں مکاں مل گیا شاہ دوسرا سے | جب مرثیہ لے کر سر منبر گئے لائقؔ
پہونچا دیا رضواں نے انھیں قصر میں اُن کے | جس وقت درِ باغِ جناں پر گئے لائقؔ

بطور نمونہ کلام غزل کے چند منتخب شعر پیش کئے جاتے ہیں ؎

مری الفت نے شاید کچھ خبر کی | کہ اب ہے اور ہی حالت نظر کی
وہ ہوں غم دوست او ظالم کہ تجھ کو | دعا دے کر شبِ فرقت بسر کی
مریضِ غم کہیں اچھے ہوئے ہیں | ہوئی بیکار کوشش چارہ گر کی
وہ نقدِ دل جسے ہاتھوں سے کھویا | کمائی تھی ہماری عمر بھر کی
نشانہ بن گیا اور بے خبر ہوں | صفائی دیکھنا تیرِ نظر کی
نہ روئیدہ ہوا سبزہ لحد پر | یہ حدت ہے مرے سوزِ جگر کی
قرار آجائے جو موت آئے ہم کو | دوا ہے آپ ہی دردِ جگر کی
دعائے وصل وہ مانگے شبِ ہجر | جسے امید لائقؔ ہو سحر کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوا ہوں عشق کا بیمار دیکھئے کیا ہو　　بہت برا ہے یہ آزار دیکھئے کیا ہو
فراق میں دل ہمدم نے ساتھ چھوڑ دیا　　نہیں ہے اب کوئی غم خوار دیکھئے کیا ہو
خدا کرے کہ ابھی رہ گزر سے وہ گزریں　　کھڑے ہیں ہم پئے دیدار دیکھئے کیا ہو
خدا ہی جانے شب وعدہ آئیں وہ کہ نہ آئیں　　عجب طرح کا ہوں بیمار دیکھئے کیا ہو
چلا ہوں عشق کرنے میں پر اب بھی　　بہت یہ راہ ہے دشوار دیکھئے کیا ہو
زبان سے مری سن سن کے قصۂ الفت　　وہ مجھ سے ہو گئے ہشیار دیکھئے کیا ہو
کسی کے دام میں آیا نہ جو کبھی لائق　　ہوا ہوں اس کا گرفتار دیکھئے کیا ہو

صنف شاعری میں رباعی، سلام، نوحہ وغیرہ میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ ذیل کی رباعی میں اپنے بھائیوں کے تخلص کس خوبصورت پیرائے میں نظم کئے ہیں ؎

کب میں نے کہا کسی سے فائق ہوں میں　　ہاں مدحت شبیرؑ کا شائق ہوں میں
مداح امام سب ہیں بہتر مجھ سے　　در اصل برائے نام لائق ہوں میں

اشک غم شہ سے چشم تر ہو میری　　قدر اہل ہنر کو بیشتر ہو میری
درگاہ خدا میں یہ دعا ہے لائق　　مداحی آلؑ میں بسر ہو میری

ہادی کوئی کوئی مقتدا کہتا ہے　　کوئی عالم کا رہنما کہتا ہے
اللہ رے مراتب علیؑ اعلیٰ　　بندہ کوئی، کوئی خدا کہتا ہے

کیوں حزن عیاں بجائے خوشحالی ہو　　کس گل کا دلوں کو رنج پامالی ہو
کرتی ہے کسے تلاش چشم حضار　　اس بزم میں کس گل کی جگہ خالی ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اسلاف سے بڑھ کے شان و شوکت بخشے
علم و عمل و عزت و حرمت بخشے
لائقؔ یہ رہیں دونوں جہاں میں ممتاز
خالق انھیں کونین کی دولت بخشے

لائقؔ لکھنوی نے سلام کثرت سے نظم کیے اور انھیں حدود میں طبع آزمائی کی جو ان کے اسلاف نے قائم کیے تھے۔ کہیں انیسؔ کے رنگ کو اپنایا کہیں عارفؔ کی شوخی مضامین سے متاثر ہوئے۔ فرماتے ہیں ؎

آرام پایا کس نے دارِ غم و محن میں!
رو رو دیئے ہیں مرسل ہستی کی انجمن میں!
چشمِ فلک نے دیکھا کب ظلم اس طرح کا
اولادِ فاطمہؑ کے بازو تھے اک رسن میں
ہے راہ دل سے دل کو یہ بات ہے مسلّم
گریاں وطن میں صغریٰؑ اصغرؑ تپاں ہیں رن میں
وقتِ وداعِ اکبرؑ بولے ملک فلک پر
بلبل چہک رہا ہے گلزارِ پنجتنؑ میں
ارشاد سے ظفرؔ کے کچھ شعر کہہ لئے ہیں
لائقؔ ضرور پڑھ دو اس غم کی انجمن میں

لائقؔ لکھنوی مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی میں اپنے کو بہت ہیچ سمجھتے تھے اور اکثر دورانِ گفتگو کہتے "میں اور میرا پڑھنا کیسا" خاندان کے بزرگ شعرا کے کلام کو سناتے اور بعض بجی گوشوں کی طرف توجہ مبذول کیا کرتے تھے۔ خواندگی کے سلسلے میں اپنے اسلاف کے ڈھنگ کو الگ الگ طریقوں سے پڑھ کر بتاتے تھے۔ ذیل میں ہم لائقؔ لکھنوی کے مرثیے سے چند بند نذرِ ناظرین کرتے ہیں ؎

مرثیہ

فزوں ہر دفترِ شرح و بیاں سے شانِ علیؑ
حبیبِ ایزدِ اکبرؐ ہے مدح خوانِ علیؑ
خدا رسول ہیں واللہ قدر دانِ علیؑ
رسولِ حق کی ہے گویا زباں، زبانِ علیؑ
کلام حق ہے خدا کی قسم کلام ان کا
عصائے پیر ہے تیغِ جواں ہے نام ان کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علیؑ کے نام میں نام خدا یہ ہے تاثیر
کہ گرتے گرتے سنبھل جاتے ہیں صغیر و کبیر
علیؑ کو رکھتا ہے محبوب آپ ربِّ قدیر
خدا کے عاشق بے مثل ہیں جناب امیر
خدا کے نام پہ یہ جانؑ و دل سے قرباں ہیں
تمام خلقِ خدا پر علیؑ کے احساں ہیں

علیؑ نے کی ہے مصائب میں انبیاؑ کی مدد
کہ دے رہا ہے کلام اللہ اس کی سند
نزولِ نادِ علیؑ ہے بروز جنگِ اُحد
علیؑ کا نام اِدھر لو اُدھر ہو دشمن رد
ملائکہ کے لئے رہبرِ قدیم یہ ہیں
برائے جن و بشر ہادی و کریم یہ ہیں

قسم خدا کی یہ بیتِ خدا کے ہیں مولود
علیؑ ہیں قبلہ ایمان و کعبہ مقصود
انھیں نے روزِ تولد کئے خدا کو سجود
جھکایا سر نہیں آگے کسی کے جز معبود
علیؑ نے جلوۂ توحید جب دکھایا تھا
بُتوں نے سجدۂ خالق میں سر جھکایا تھا

بلند دست نہ کس طرح ہو امیرِ عرب
کہ ہے علیؑ کا ید اللہ دو جہاں میں لقب
علیؑ کشندۂ عنتر ہیں قاتلِ مرحب
پکارتے ہیں دمِ بیکسی علیؑ کو سب
خدا کے فضل سے معجز نمائی کرتے ہیں
ہر اک کی آن کے مشکل کشائی کرتے ہیں

کروں سخاوعطا کا میں ان کے کیا مذکور
ہے ان کا جود و سخا دو جہان میں مشہور
کہ راہِ حق میں دیا مال و جاں حدِ مقدور
حسنؑ حسینؑ سے فرزند تھے جو آنکھوں کے نور
خدا کی راہ میں دونوں کو جب نثار کیا
گناہگاروں کو دوزخ سے رستگار کیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خدا کی راہ میں جو کچھ تھا کر دیا وہ نثار
ملاحظہ نہ کیا اپنی جان کا زنہار
نبیؐ کے فرش پہ سوئے جو حیدرِ کرارؑ
تھا آپ کرتا مباہات ایزدِ غفار

ملائک ان کے مناقب بیان کرتے تھے
گلِ مراد سے دامن کو اپنے بھرتے تھے

خدا کے فضل سے ہے ناصرِ علیؑ منصور
خدا کے حکم سے ہے دشمنِ علیؑ مقہور
نبی کی طرح ولی مومنوں کا ہے وہ ضرور
نبیؐ کا نفس علیؑ ہے بہ حکم ربِّ غفور

خدا کے فضل سے معصوم پاک و اطہر ہے
نبی کے بعد علیؑ باعثِ مودّت ہے

علیؑ ہے بابِ علومِ نبی ایزدِ پاک
نبی کے واسطے حق نے کہا ہے خود لولاک
علیؑ کی مدح میں عاجز بشر کا ہے ادراک
علیؑ ہے نورِ خدا اور ہم ہیں مشتِ خاک

بہ روزِ حشر وہ ساقیِ حوضِ کوثر ہے
علیؑ کا مرتبہ وہم و گماں سے برتر ہے

لوائے حمد کو محشر میں جب اٹھائے گا!
پھر اس کے سائے میں (...) کو وہ بٹھائے گا
جگہ جناں میں قریب نبیؐ وہ پائے گا!
جو دوست ہیں انھیں وہ ساتھ لیکے جائے گا

محبوؐ قاضی دینِ رسول ہے حیدرؑ
خدا کے دین کی اصل اصول ہے حیدرؑ

وہ کرنے والا رعیت میں عدل ہے بہ خدا
وہ کرنے والا ہے تقسیم بالسویت کا
علیؑ کو حق نے ہے خیر البریہ فرمایا
ہیں شامل اس میں مقلد علیؑ کے سرتاپا

وہ صالحین کا آقا ہے اور صادق ہے
علیؑ ہے مصحفِ ناطق، حدیثِ ناطق ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خدا کے عاشق صادق ہیں حق کے ہیں محبوب ہیں ان کے شیعوں میں موسیٰؑ و یوسفؑ و یعقوبؑ

علیؑ کے شیعہ ہیں الیاسؑ و خضرؑ اور ایوبؑ ہر اک نبی کو ولائے علیؑ رہی مرغوب

شرف رسولوں نے پایا ہے حبِّ حیدرؑ سے

نبی علیؑ سے ہیں اور ہیں علیؑ پیمبرؐ سے

خطاب ان کا یداللہ ہے بہ قولِ نبیؐ بہ حقِ حق اسد اللہ ہیں علیؑ ولی

خدائے پاک نے بھیجا ہے ان کو نادِ علیؑ یہ حق کے حافظ و ناصر ہیں بس خفی و جلی

یہ ربِّ کعبہ ہیں اصل اصول ایماں کے

علیؑ کے ساتھ ہے قرآں، یہ ساتھ قرآں کے

علی سراج ہدیٰ نورِ اولیاء اللہ علیؑ کے در کے گدا ہیں جہاں کے شاہنشاہ

ہیں بس نبیؐ و علیؑ ایک نور سے واللہ جو کچھ طریق نبی ہے وہی علیؑ کی ہے راہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

خدا گواہ یہ دو ٹکڑے ایک نور کے ہیں

یہ پیشوا ملک و انس و جنّ و حور کے ہیں

ثبوت جب یہ ہوا از رہِ عقول و نقول کہ ہیں نبیؐ کے طریقہ پہ خاص آلِ رسولؐ

انھیں کی پیروی کر تا کہ ہو نجات حصول تلاش غیر اماموں کی اب ہے امر فضول

نہ چھوڑ اے دلِ ناداں نبی کے دامن کو

سمجھ رسول کا دامن علیؑ کے دامن کو

علیؑ کی نسل سے پیدا ہوئے امامِ زماں امامِ مہدیؑ ہادی خلیفۃ الرحماں

ظہور جب وہ بحکمِ خدا کریں گے یہاں سب اختلاف کے پردے اٹھیں گے اے یاراں

ذرا نہ فرق جہاں این و آن کا ہو گا

بس ایک دینِ خدا دو جہان کا ہو گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کتابیات

اس فہرست میں وہ مطبوعات و مخطوطات شامل ہیں۔ جن سے زیرِ نظر کتاب کی تیاری میں مدد ملی ہے۔ ترتیب بہ اعتبار حروفِ تہجّی ہے۔

نمبر شمار	کتاب کا نام	مرتّبہ اور مصنّف	مطبع	سنہ
۱۔	آبِ بقا	عبدالرؤف عشرت لکھنوی	نامی پریس لکھنؤ	۱۹۲۸ء
۲۔	آبِ حیات	محمد حسین آزاد	غلام علی سنز لاہور	۱۹۵۴ء
۳۔	اُردو رباعیات	سلام سندیلوی	نسیم بک ڈپو لکھنؤ	۱۹۶۳ء
۴۔	ادبیات و شخصیات	مرزا جعفر حسین	مطبوعہ لکھنؤ	۱۹۷۸ء
۵۔	اُردو مرثیے کا ارتقا	ڈاکٹر مسیح الزماں	کتاب نگر لکھنؤ	۱۹۶۸ء
۶۔	اُردو مرثیے کے پانچ سو سال	عبدالرؤف عروج	مکتبہ نیا راہی کراچی	۱۹۶۱ء
۷۔	اُردو مرثیہ	سفارش حسین رضوی	مکتبہ جامعہ دہلی	۱۹۶۵ء
۸۔	اسرارِ سخن	مہذّب لکھنوی	انجمن محافظِ اردو لکھنؤ	۱۹۵۱ء
۹۔	انیسیات	مسعود حسن ادیب	اردو اکاڈمی لکھنؤ	۱۹۷۶ء
۱۰۔	اسلافِ انیس	″ ″ ″	کتاب نگر لکھنؤ	۱۹۷۰ء
۱۱۔	اشکِ غم	ــــــ	مطبع یوسفی دہلی	۱۳۳۱ھ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۱۲-	انتخابِ مراثی	طاہر فاروقی	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور	—
۱۳-	انتخابِ نفیس	کاظم علی خاں	تحفظِ حسینیت لکھنؤ	سنہ ۱۹۶۵ء
۱۴-	آیاتِ کمال	محمد مہدی کمال	مطبع تصویرِ عالم لکھنؤ	سنہ ۱۳۲۲ھ
۱۵-	آئینۂ جمال	محمد ہاشم جونپوری	اسرارِ کریمی پریس الٰہ آباد	سنہ ۱۹۳۳ء

"ب"

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۱۶-	بزمِ نفیس	۵ مرثیے	یوسفی پریس دہلی	سنہ 1918ء
۱۷	بہارِ نفیس	حافظ علی صابر	صادق بک ایجنسی لکھنؤ	سنہ ۱۹۶۶ء

"پ"

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۱۸-	پیامِ زندگی (۱۳ جلدیں)	تاجور نجیب آبادی	اردو مرکز لاہور	—
۱۹-	پیمبرانِ سخن	شاد عظیم آبادی	بارگاہِ ادب لاہور	سنہ ۱۹۷۲ء

"ت"

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۲۰-	تاریخ ادب اردو	رام بابو سکسینہ	علمی کتاب خانہ لاہور	سنہ ۱۹۶۷ء
۲۱-	تاریخِ امروہہ	اکبر حسین رضوی	کتب خانہ مرتضوی	
۲۲-	تذکرۂ ذاکرین	محمد علی خاں	مشیرِ عالم پریس حیدرآباد	سنہ ۱۳۶۱ھ
۲۳-	تاریخِ ادب ہندوستانی	گارساں دتاسی	انجمن ترقیٔ اردو	سنہ ۱۹۷۵ء
۲۴-	تاریخِ لکھنؤ	آغا مہدی لکھنوی	النجف کراچی	سنہ ۱۹۷۶ء
۲۵-	تذکرۂ ارمغان	گوکل پرشاد	انجمن ترقیٔ اردو کراچی	سنہ ۱۹۷۵ء
۲۶-	تذکرہ سراپا سخن	سید محسن علی	اظہار سنز لاہور	سنہ ۱۹۷۰ء

"ح"

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۲۷-	حضرتِ رشید	آغا شہر لکھنوی	اصح المطابع لکھنؤ	سنہ ۱۹۲۲ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"خ"

۲۸-	خمخانۂ جاوید ۱	لالہ سری رام	گلاب سنگھ پریس لکھنؤ	۱۹۰۸ء
۲۹-	خوش معرکۂ زیبا	سعادت خاں ناصر	نسیم بکڈپو لکھنؤ	۱۹۷۱ء

"د"

۳۰-	دکن میں مرثیہ اور عزاداری	رشید موسوی	نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدرآباد	۱۹۷۰ء
۳۱-	دیوانِ یاسؔ	ذاکر حسین یاسؔ لکھنوئی	قومی پریس لکھنؤ	۱۸۷۵ء
۳۲-	دفترِ غم و بحرِ ماتم	نفیسؔ کے ۱۷ مرثیے	مطبع جعفری لکھنؤ	۱۹۱۸ء

"ر"

۳۳-	ریحانِ غم جلد ۱ اور ۲	انیسؔ اور وحیدؔ کے مرثیے	مطبع اثنا عشری لکھنؤ	۱۳۰۹ھ
۳۴-	ریحانِ غم جدید	وحیدؔ کے ۲۰ مرثیے	نظامی پریس لکھنؤ	۱۹۲۷ء
۳۵-	ریاضِ نفیسؔ	حافظ علی صاحب	ادارہ تحفظِ حسینیت لکھنؤ	۱۹۶۵ء

"س"

۳۶-	سخنِ شعرا	عبدالغفور نساخ	یوپی اردو اکاڈمی لکھنؤ	۱۹۸۲ء
۳۷-	سخنورانِ بنارس	امرت لال عشرت	اکرام حسین پریس بنارس	۱۹۶۸ء

"ع"

۳۸-	عروجِ سخن	دولھا صاحب عروجؔ	نظامی پریس لکھنؤ	۱۹۳۰ء

"ف"

۳۹-	فکرِ بلیغ	شادؔ عظیم آبادی	نسیم بکڈپو لکھنؤ	۱۹۷۳ء

"ک"

۴۰-	کاشف الحقائق	امداد امام اثرؔ	معین الادب لاہور	۱۹۵۶ء
۴۱-	کلیاتِ سحرؔ	راجہ امیر حسن خاں سحرؔ	مطبع محمد مرزا لکھنؤ	۱۳۱۶ھ
۴۲-	کلیاتِ منیرؔ	منیرؔ شکوہ آبادی	مطبع ثمر ہند لکھنؤ	۱۲۹۶ھ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

"گ"

۴۳۔ گلزارِ نفیس — ڈاکٹر قمقام حسین جعفری — سندھ آفسٹ پریس کراچی — سنہ ۱۹۷۵ء

"ل"

۴۴۔ لکھنؤ کا دبستانِ شاعری — ڈاکٹر ابواللیث صدیقی — مکتبۂ علم و فن دہلی — سنہ ۱۹۶۵ء

"م"

۴۵۔ مختصر تاریخ مرثیہ گوئی — حامد حسن قادری — اردو اکاڈمی سندھ کراچی — سنہ ۱۹۶۴ء

۴۶۔ مراثیٔ انیس (۳ جلدیں) — نظم طباطبائی — نظامی پریس بدایوں — سنہ ۱۹۳۵ء

۴۷۔ مراثیٔ انیس (۴ جلدیں) — نائب حسین نقوی — غلام علی اینڈ سنز لاہور — سنہ ۱۹۶۷ء

۴۸۔ مراثیٔ انیس پنجم و ششم — مرزا احمد عباس — ایجوکیشنل پریس کراچی — سنہ ۱۹۶۱ء

۴۹۔ مراثیٔ میر مونس (۶ جلدیں) — نولکشور پریس لکھنؤ — سنہ ۱۸۸۰ء

۵۰۔ مرثیہ بعد انیس — ڈاکٹر صفدر حسین — سنگ میل لاہور — سنہ ۱۹۷۱ء

۵۱۔ مرثیہ انیس، اصلاح انیس — مہذب لکھنوی — انجمن محافظ اردو لکھنؤ — سنہ ۱۹۵۴ء

۵۲۔ مطالعۂ انیس — ناظر کاکوروی، شجاعت سندیلوی — شانتی پریس الٰہ آباد — سنہ ۱۹۵۶ء

۵۳۔ مختارِ وحید — مہذب لکھنوی — انجمن محافظ اردو لکھنؤ — سنہ ۱۹۵۳ء

۵۴۔ مثنوی نظم رہنما — محمد حسین امیر لکھنوی — مطبع اثنا عشری لکھنؤ — سنہ ۱۳۱۳ھ

۵۵۔ مجلہ دبستانِ انیس — دبستانِ انیس راولپنڈی — سنہ ۱۹۷۴ء

۵۶۔ معارفِ سخن — ڈاکٹر صفدر حسین — بارگاہِ ادب لاہور — سنہ ۱۹۷۷ء

"ن"

۵۷۔ نظم نفیس — میر نفیس کے مرثیے — نظامی پریس لکھنؤ — سنہ ۱۳۲۷ھ

۵۸۔ نگارِ نفیس — مہذب لکھنوی — انجمن محافظ اردو لکھنؤ — سنہ ۱۹۵۲ء

۵۹۔ نقشِ قدم — ڈاکٹر صفدر حسین — نقوش پریس لاہور — سنہ ۱۹۶۶ء

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

"و"

۶۰۔	واقعاتِ انیس	احسن لکھنوی	سنگ میل لاہور	۱۹۷۴ء

"ہ"

۶۱۔	ہدیۂ بیش بہا	میر نفیس کے سلام	صادق پریس لکھنؤ	۱۹۳۵ء

"ی"

۶۲۔	یادگارِ انیس	امیر احمد علوی	ہندوستان کتاب گھر لکھنؤ	۱۹۵۷ء
۶۳۔	یہ باتیں ہیں جب کی	فاضل مشہدی	تخلیق مرکز لاہور	۱۹۷۳ء

رسائل و جرائد:-

۶۴۔ "جلیسِ ماضی" از خواجہ عشرت لکھنوی
مطبوعہ ماہنامہ "مرقع" لکھنؤ اپریل ۱۹۲۶ء

۶۵۔ سہ ماہی اردو انیس نمبر

۶۶۔ ماہنامہ "نیا دور" لکھنؤ دسمبر ۱۹۷۸ء

۶۷۔ روزنامہ انجام کراچی ۱۲ مئی ۱۹۶۵ء

۶۸۔ پیامِ اسلام ہفتہ وار مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۸ء

۶۹۔ ماہنامہ "ماہِ نو" انیس نمبر ۱۹۷۲ء

۷۰۔ مرثیہ مونس مع اصلاحِ میر انیس
مطبوعہ سہ ماہی اردو اپریل ۱۹۳۰ء

۷۱۔ نوائے ادب جنوری ۱۹۶۶ء

۷۲۔ ماہنامہ انیس لاہور جلد ۴ شمارہ ۱، ۲

۷۳۔ پندرہ روزہ "ارشاد" کراچی محرم نمبر ۱۳۸۳ھ

۷۴۔ میر خلیق از عبار یاور
ماہنامہ جام نو کراچی جلد ۲۷ شمارہ ۹

۷۵۔ "لائق لکھنوی" از علی احمد دانش
مطبوعہ نیا دور لکھنؤ اپریل ۱۹۸۰ء

۷۶۔ میر ہاشم حسین حزیں از علی محمد واثق
مطبوعہ نیا دور لکھنؤ جنوری ۱۹۶۸ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اشاریہ (افراد و اشخاص)

بہ ترتیبِ حروفِ تہجی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ش

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ملک، شہر، دیہات، محلے، ندیاں اور امام باڑے

الف

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ڈ

ر

س

ش

ع

ف

ق

ک

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اردو غزل اور کربلا
ضمیر اختر نقوی
قیمت : ۲۵ روپے
ضمیر اختر نقوی نے اردو غزل اور کربلا میں ایسے تلازموں اور استعاروں کا کھوج لگایا ہے جنہیں غزل میں برتنے کی شعوری یا غیر شعوری کوشش کی گئی ہے۔" (پروفیسر حسن عسکری کاظمی)
تبصرہ ماہنامہ شام و سحر لاہور
پیشکش : مرکزِ علومِ اسلامیہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

٩٨٤

ایک یادگار صحیفہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

الحاج علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

چودہ سو برس میں مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو شاعروں نے جو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، اس ذخیرے کا انتخاب اور تجزیاتی مطالعہ۔

---

۸۰۰ صفحات کی ضخیم کتاب آپ کے مطالعہ کے لئے شائع ہو گئی ہے۔

ناشر

مرکزِ علومِ اسلامیہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت ابوطالبؑ کے نامور فرزند

حضرت جعفر طیّارؑ

کے حالاتِ زندگی

عربی، فارسی اور اُردو میں آج تک اُن کی حیات پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

ممتاز ادیب اور خطیب

الحاج علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

نے پہلی مرتبہ اُن کی حیات پر ایک جامع کتاب لکھی ہے۔

انشاءاللہ جلد شائع کی جائیگی۔

ناشر

مرکزِ علومِ اسلامیہ کراچی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

معراجِ خطابت

علامہ سید ضمیر اختر نقوی کی شاہکار مجالس کے مجموعے

- معراجِ خطابت جلد اوّل عشرہ بعنوان قرآن اور عظمت فاطمہ زہرا
- 〃 جلد دوم 〃 〃 حضرت علی اور تاریخِ اسلام
- 〃 جلد سوم 〃 〃 "زیارتِ کربلا و نجف"
- 〃 جلد چہارم 〃 〃 "محسنینِ اسلام"
- 〃 جلد پنجم 〃 〃 "قرآن اور فلسفۂ قسم"
- 〃 جلد ششتم 〃 〃 "عظمتِ صحابہ"
- 〃 جلد ہفتم 〃 〃 "امامت اور اُمّت"
- 〃 جلد ہشتم 〃 〃 "کارنامۂ مختار"
- 〃 جلد نہم 〃 〃 "تاریخِ شیعت"
- 〃 جلد دہم 〃 〃 "ظہورِ مہدیؑ"

ملنے کا پتہ

مرکزِ علومِ اسلامیہ کراچی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ایک شاہکار کتاب

"ذوالجناح"

قرآن اور حدیث کی روشنی میں امام حسینؑ کے اسپ وفادار کی عظمتوں کا بیان!

تاریخ اور اُردو ادب میں ذوالجناح کا تذکرہ۔

میر انیس کی شاعری میں ذوالجناح کی تصویر۔

ممتاز ادیب اور خطیب

الحاج علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی کی

معرکتہ الآرا کتاب ـــــ

مرکزِ علومِ اسلامیہ کی آئندہ اشاعت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
تاریخِ عزاداری

ایک ہزار صفحات پر مشتمل
ایک اہم ترین دستاویز

ہندوستان کے صوبوں اور شہروں میں عزاداری کی مکمل تاریخ۔

پاکستان کے شہروں اور دیہاتوں کی عزاداری کا بیان۔

ایران، عراق، لبنان، مصر، یمن، فلسطین و دیگر ممالک میں عزاداری۔

امریکہ، یورپ، ترکی، و دیگر مغربی ممالک کی عزاداری۔

ممتاز ادیب اور خطیب

الحاج علامہ سید ضمیر اختر نقوی کی اہم تالیف۔

ناشر

مرکزِ علومِ اسلامیہ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میر انیس اکاڈمی کی فخریہ پیشکش

زندگی اور شاعری

"علمی، ادبی و تحقیقی کارنامہ"

Presented By: https://jafrilibrary.com

ضمیر اختر نقوی

- میر انیس کی زندگی کی گمشدہ کڑیوں کی تلاش اور مکمل سوانح۔
- نو دریافت قلمی مخطوطات سے مستند حوالجات۔
- میر انیس کی شاعری پر جدید تنقید کی روشنی میں اہم نکات۔
- میر تقی میر، غالب اور اقبال کے مقابل میر انیس کی شعوری برتری و شاعرانہ عظمت کا تجزیہ۔
- اسلاف میر انیس کی حیات اور شاعری پر مبسوط تبصرہ۔
- میر انیس کا غیر مطبوعہ کلام
- انیسیات میں عظیم اضافہ۔
- کلامِ انیس کا اشاریہ
- انیسیات کے علمی ذخیرے کا مکمل اشاریہ۔
- انیس اور خاندانِ انیس کی قیمتی تصاویر۔
- کیا میر انیس اردو زبان کے سب سے بڑے شاعر ہیں؟
- میر انیس کے ناقدین کی لغزشوں کی نشاندہی۔
- مبالغے کی تعریف اور کلامِ انیس میں مبالغہ کی اہمیت۔

Presented By: https://jafrilibrary.com